سفینہ برگِ گل بنا لے گا قافلہ مورِ ناتواں کا
ہزار موجوں کی ہو کشاکش مگر یہ دریا سے پار ہوگا (اقبال)

اَلتَّذْکِرَۃُ الْحَسَنَۃُ فِیْ ذِکْرِ مُصْلِحِ اَھْلِ الْبِدْعَۃِ وَ الرَّفْضَۃِ

الموسوم بہ

(جلد دوم)

سوانح حیات

قائد اہل سنت وکیل صحابہ
حضرت مولانا قاضی مظہر حسین رحمۃ اللہ علیہ
ابن رئیس المناظرین ابوالفضل مولانا قاضی محمد کرم الدین دبیرؒ

چکوال کے ایک عظیم المرتبت خاندان کے قابل فخر فرد فرید، جس نے دارالعلوم دیوبند سے سند علم اور شیخ الاسلام مولانا سید حسین احمد مدنیؒ سے خلعت خلافت حاصل کی، جس نے اپنے حجرہ فقر میں بیٹھ کر قصر شاہی کے مسند نشینوں کو سُنی حقوق کی طرف متوجہ کئے رکھا، جس نے لطف ولذت سے کنارہ کش ہو کر صبر و عزیمت کے کوہسار کھڑے کئے۔

تحفظِ ختم نبوت، دفاعِ ناموسِ صحابہ کرام، حرمت ازواجِ رسول ﷺ اور مقام اہلِ بیت کے تفہیمی محاذوں پر پُر جوش کردار ادا کرنے اور مرزائیت، رافضیت، خارجیت و ناصبیت سمیت الحاد و زندقہ کے پیدا کردہ ہر منظر کو دھندلا کر رکھ دینے والے درویش خدامست، عالم باتوقیر، عامل روشن ضمیر، مخلص پُر تدبیر، صُوفی خدارسیدہ اور شیخ برگزیدہ کا علمی، تحریکی، سیاسی اور سماجی تناظر میں ولولہ انگیز تذکرہ

سعادت تصنیف
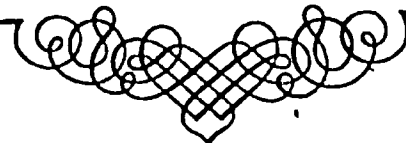
حُسنِ ترتیب

باب ہفدہ ⑰

✧ قومی اتحاد اور تحریکِ نظامِ مصطفیٰ ﷺ میں عدمِ شمولیت ____ 13
✧ ''تحفظ اسلام پارٹی'' چوتھی انتخابی جنگ لڑ رہی ہے ____ 13
✧ برادرانِ اسلام ____ 14
✧ دعوت حق ____ 15
✧ قائد اہل سنت رحمہ اللہ کی انتخابی زندگی کا ایک اہم عنوان ____ 16
✧ ''تحفظ اسلام پارٹی کا انتخابی موقف'' ____ 16
✧ برادرانِ ملت ____ 16
✧ تحصیل چکوال کا الیکشن ____ 17
✧ اسلامی سیاست کا تنزل ____ 37
✧ تحفظ اسلام پارٹی کا قیام ____ 43
✧ تحفظ اسلام پارٹی کی خصوصیت ____ 46
✧ ۷-مارچ ۱۹۷۷ء کے بعد (ضمیمہ) ____ 49
✧ ضمیمہ نمبر 2 ____ 64
✧ بیگم مودودی کے جلوس کی دھوم ____ 84
✧ ضمیمہ نمبر ③ ____ 87
✧ ضمیمہ ④ ____ 95

✧ مارشل لاء سے مذاکرات کی میز تک ____ 95
✧ احتجاجی مکتوب بنام مولانا مفتی محمود رحمہ اللہ ____ 99
✧ احتجاجی مکتوب ____ 100
✧ تحریکِ نظامِ مصطفیٰ ﷺ اور قائد اہل سنت رحمہ اللہ کا مؤقف ____ 110

باب ھژدہ ⑱

✧ قائد اہل سنت کا اصلاحی عمل اور مولانا عبد المجید ندیم ____ 114
✧ ① مکتوب مولانا سید عبد المجید ندیم شاہ صاحب بنام قائد اہل سنت ____ 116
✧ ② ندیم شاہ صاحب کا دوسرا خط بنام قائد اہل سنت ____ 117
✧ مولانا عبد المجید ندیم پر ناصبیت کے اثرات اور قائد اہل سنت رحمہ اللہ کی اصلاحی تحریک ____ 119
✧ (مولانا) عبد المجید ندیم اور یزیدیّت ____ 120
✧ ندیم صاحب کے عباسی نظریہ کا مختصر جائزہ ____ 122
✧ قولِ ندیم صاحب ____ 122
✧ راس الضلالت والغوایت (یعنی تمام گمراہیوں کی جڑ) ____ 123
✧ قول ندیم ____ 124
✧ قول ندیم ____ 127
✧ صحابہ کرام کا اختلاف از روئے اجتہاد تھا نہ کہ از روئے عناد ____ 134
✧ معیار حق وصداقت حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ یا یزیدی ٹولہ؟ ____ 134
✧ عباسی عقائد پر ایک اجمالی نظر ____ 136
✧ عباسی ٹولے کی ستم ظریفی ____ 137
✧ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی خلافت راشدہ اور عباسی ٹولہ ____ 137
✧ حضرت علی رضی اللہ عنہ اور حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کا باہم تقابل وتفاضل ____ 138
✧ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے مصیّب وافضل ہونے پر دلائل ____ 139

- حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ اور یزید کا توازن ____ 141
- عباسی کا حضرت حسین رضی اللہ عنہ کی صحابیت پر سوقیانہ حملہ ____ 141
- ندیم صاحب کی تلبیس مزید ____ 142
- حضرت گنگوہیؒ کا مسلک ____ 144
- بیعت رضوان اور عباسی نظریہ ____ 148
- ندیم بتقلید عباسی ____ 149
- یہ تفسیر قرآن ہے یا تحریف قرآن؟ ____ 150
- ندیم صاحب کی بوکھلاہٹ، اور نسوانی طعنے ____ 154
- رافضی نے کس کا پیٹ بھرا ہے؟ ____ 156
- حضرت مولانا کرم الدین رحمہ اللہ پر ناروا حملہ ____ 157
- مولانا احمد رضا خان صاحب بریلوی ____ 158
- اصلاحی تحریک کا اختتام اور قائد اہل سنت رحمہ اللہ کی فکر کے مثبت اثرات ____ 165
- مولانا سید حامد میاں رحمہ اللہ کا ایک اصلاحی خط ____ 167
- متذکرہ خط سے آمدہ نتائج ____ 169
- مولانا محمد شریف جالندھریؒ کا خط، جلسہ میں شرکت کی دعوت اور اصلاح کی درخواست ____ 171
- ندیم شاہ صاحب پر اشاعتی اثرات کا تغلّب اور اکابرینِ تنظیم کی نرم پالیسی کا گرم نتیجہ ____ 173
- مولانا قاضی محمد زاہد الحسینی رحمہ اللہ کی تصدیق ____ 173

باب نوزدہ ⑲

- سب ڈویژنل مجسٹریٹ کا ایک خط اور دوسطری جواب ____ 176
- گورنمنٹ گرلز سکول چکوال سے ڈرامے بند کرانے کے لیے تحریک (۱۹۶۷ء) ____ 178
- چوہدری جہانگیر علی (ممبر قومی اسمبلی) کا قائد اہل سنت کے نام ایک یادگار خط ____ 179
- مفتی جعفر حسین اور شیعہ کنونشن کی جارحیت کے خلاف قائد اہل سنت رحمہ اللہ کا احتجاجی مراسلہ ____ 183

✧ شیعہ کنونشن اسلام آباد کی جارحیت کے خلاف سُنّی احتجاجی مُراسلہ ______ 183
✧ ملکی سالمیت کے لیے عظیم خطرہ (بہ قلم، قائد اہل سنت مولانا قاضی مظہر حسینؒ) ______ 183
✧ ''متحدہ سنی محاذ کا قیام'' مایوس کن انجام اور قائد اہل سنت کا کردار ______ 189
✧ قومی سنی کنونشن اور ''متحدہ سنی محاذ'' کی دوبارہ فعالیت ______ 190
✧ ''قومی کنونشن'' کی اندرونی صورتحال پر مشتمل ایک معلوماتی خط ______ 190
✧ اور پھر ''متحدہ سنی محاذ'' ختم ہو گیا ______ 191
✧ ''سنی محاذ'' کے متعلق قائد اہل سنت کا ایک خط بنام مولانا قاضی عبدالکریم کُلاچوی رحمہ اللہ ______ 193

باب بست ⑳

✧ سلسلۂ تصانیف وتالیفات ______ 198
✧ مولانا سید گل بادشاہ صاحب رحمہ اللہ کا فتویٰ اور مودودی جماعت ______ 202
✧ بشارۃ الدارین بالصبر علی شہادۃ الحسین رضی اللہ عنہ ______ 205
✧ ادارہ مظہر التحقیق لاہور کو قائد اہل سنت کی تصانیف شائع کرنے کا اجازت نامہ ______ 217

باب بست ویک ㉑

✧ ماہ نامہ حق چار یارؓ کا لاہور سے اجراء ______ 220
✧ مضامین ومقالاتِ قائدِ اہل سنت، ماہنامہ حق چار یار رضی اللہ عنہم لاہور ______ 223
✧ ہفت روزہ ''ترجمانِ اسلام لاہور'' میں قائد اہل سنتؒ کے علمی مقالات پر ایک نظر ______ 233
✧ ① ''علماء اسلام اور مودودی صاحب'' چوہدری رحمت علی صاحب کی بدزبانی کا جواب ______ 234
✧ ② ''چنیوٹ کانفرنس اور مودودی جماعت'' ______ 235
✧ ③ مولانا سید گل بادشاہ صاحب کا فتویٰ اور مودودی جماعت (عامر عثمانی کے جواب میں) ______ 236
✧ ④ مفتی محمد یوسف صاحب کے علمی جائزہ کی حقیقت ______ 237
✧ قائد اہل سنت رحمہ اللہ کی تحریر کردہ سنی قراردادیں ______ 238

باب بست ودو ۲۲

✧ اہم سنی قراردادیں ______ 240
✧ بخدمت وزیر اعظم پاکستان ذوالفقار علی صاحب بھٹو ______ 240
✧ تائیدی قرارداد ______ 242
✧ بخدمت صدر مملکت جنزل محمد ضیاء الحق صاحب چیف مارشل لاءایڈ منسٹریٹر پاکستان ______ 242
✧ مبارک باد ______ 243
✧ تحفظِ ختم نبوت آرڈیننس زندہ باد ______ 243
✧ صدر مملکت جناب جنزل محمد ضیاء الحق صاحب چیف مارشل لاءایڈ منسٹریٹر پاکستان ______ 243
✧ بخدمت صدر مملکت جناب جنزل محمد ضیاء الحق صاحب چیف مارشل لاءایڈ منسٹریٹر پاکستان ______ 246
✧ یوم عید الاضحیٰ ۱۳۹۸ھ کی چار اہم سنی قراردادیں ______ 248
✧ قرارداد خلافت راشدہ ______ 250
✧ بخدمت جناب جنزل محمد ضیاء الحق صاحب چیف مارشل لاءایڈ منسٹریٹر پاکستان ______ 250
✧ قرارداد صداقت ______ 253
✧ بطور پبلک لاء فقہ جعفری نافذ نہ کی جائے ______ 253
✧ سنی قرارداد مساجد کا احترام ملحوظ رکھا جائے ______ 255
✧ شریعت بل ______ 255
✧ سینیٹرز قاضی عبداللطیف اور مولانا سمیع الحق کی جانب سے پیش کردہ شریعت بل ______ 255
✧ سُنّی مطالبات، قراردادیں ______ 258
✧ سُنّی قراردادیں ______ 260
✧ اہم سُنّی قراردادیں ______ 261
✧ زکوٰۃ کمیٹیوں میں شیعوں کی رکنیت ختم کردی جائے ______ 262
✧ اہل سنت والجماعت کی احتجاجی قراردادیں ______ 266

✧ سانحہ نیو کراچی تخریب کاری کا ایک حصہ ہے ______ 266
✧ شیعہ دھرنا مارسکیم کا سدّ باب کیا جائے ______ 266

باب بست و سہ ㉓

[تاثرات و مشاہدات]

✧ فکری تطہیر کے چند اہم معرکے ______ 270
✧ ① قائد اہل سنت رحمہ اللہ کے نام مولانا عزیز الرحمن صاحب ہزاروی کا پہلا خط ______ 271
✧ ② مولانا پیر عزیز الرحمن ہزاروی کا دوسرا خط بنام قائد اہل سنت رحمہ اللہ ______ 271
✧ ③ مولانا عزیز الرحمن صاحب ہزاروی کا تیسرا خط بنام قائد اہل سنت رحمہ اللہ ______ 273
✧ ④ مولانا عزیز الرحمن صاحب ہزاروی کا چوتھا خط بنام قائد اہل سنت رحمہ اللہ ______ 274
✧ سبب اختلاف، ''اصلاحِ مفاہیم'' نامی کتاب کا پس منظر، پیش منظر اور تہہ منظر ______ 276
✧ حضرت قائد اہل سنت رحمہ اللہ ______ 277
✧ رسالہ ''اکابر کا مسلک و مشرب'' ______ 278
✧ مولانا عزیز الرحمن صاحب ہزاروی کا رجوع ______ 279
✧ اصلاحِ مفاہیم اور اس کے متعلقات...... ماہ و سال کے آئینہ میں ______ 280
✧ مولانا حسن جان شہید رحمہ اللہ کا قائد اہل سنت کے نام ایک خط ______ 288
✧ (بسلسلہ قضیہ مولانا ہزاروی صاحب) ______ 288
✧ سببِ نزاع ایک یہ بھی تھا ______ 289
✧ مولانا عزیز الرحمٰن ہزارویؒ کی رحلت ______ 291
✧ مولانا سید لعل شاہ بخاریؒ مرحوم سے اختلاف کی نوعیت ______ 292
✧ القول السدید فی جواب استخلافِ یزید ______ 293
✧ کتاب ''دفاعِ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ'' پر مولانا قاضی شمس الدین کا تبصرہ ______ 295
✧ ''دفاعِ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ'' کی تصنیف کا پسِ منظر ______ 296

✧ ''استخلافِ یزید'' کا عدالت میں مقدمہ اور ثالثی کا تقرر و فیصلہ ______ 302

✧ مولانا سید عنایت اللہ شاہ بخاری کا فیصلہ ______ 305

✧ ابناءِ امیرِ شریعتؒ کے ساتھ اختلاف کا سبب ______ 307

✧ سپاہِ صحابہؓ اور مولانا ضیاء الرحمن فاروقیؒ سے قائد اہل سنتؒ کے اختلاف کی نوعیت ______ 308

✧ جب اخلاص، اشتعال کے ہاتھوں شکست کھا گیا ______ 311

✧ قائد اہل سنت کے نام ایک دھمکی آمیز خط ______ 313

✧ ''ملی یکجہتی کونسل'' سے قائد اہل سنت کو اختلاف کیوں تھا؟ ______ 315

✧ تبصرہ ______ 317

✧ الجواب ______ 318

✧ مولانا مفتی نظام الدین شامزئی سے اختلاف کی نوعیت ______ 319

✧ مولانا محمد علی جالندھریؒ کا ایک نادر مکتوب ______ 321

باب بست و چهار ۲۴

✧ یہ برادری کا نہیں، دین کا معاملہ ہے ______ 324

✧ قائد اہل سنت رحمہ اللہ کی بچوں پر شفقت ______ 325

✧ طہارت کا اہتمام اور طبیعت کی نفاست ______ 326

✧ مہمانوں کی خدمت و تواضع ______ 326

✧ سنت رسول ﷺ پر عمل کا جذبہ ______ 327

✧ قائد اہل سنت، مولانا محمد علی جالندھری رحمہ اللہ کے معتقد ہو گئے ______ 328

✧ تصوف و سلوک کے نام پر بے احتیاطی ______ 239

✧ میری جمعیت میں شمولیت کا سبب قائد اہل سُنّت بنے ______ 329

✧ استقامت و اعتدال کے پیکر ______ 330

✧ دفاعِ صحابہ رضی اللہ عنہم پر تاریخ ساز کام کیا ______ 331

✧ تصلّب وحق پرستی کی مضبوط چٹان ____ 331
✧ قائد اہل سنت رحمہ اللہ کی بے ادبی پر مجھے سزا ملی ____ 333
✧ جادو کے توڑ کے لیے ایک عمل ____ 334
✧ وہ بند حجرے میں بیٹھ کر مکمل معلومات رکھتے تھے ____ 335
✧ قائد اہل سنت شریعت مطہرہ کے محافظ تھے ____ 336
✧ ابا جان نے مجلس ذکر بند کر دی تھی، میں نے شروع کر دی ____ 336
✧ دیو بند کے جلسہ میں مظہری بہار ____ 337
✧ استقامت وجلالت کے کوہسار ____ 337
✧ پستول والے حضرت جی رحمہ اللہ کی پہلی زیارت ____ 338
✧ قائد اہل سنت سے میرا تعلق اور بیعت ____ 338
✧ میراثِ اسلاف کے امین تھے ____ 341
✧ قائد اہل سنت نے فرمایا، یہ خاک بزرگی ہے؟ ____ 341
✧ اُن کا بندہ مر گیا اور تم کرامتیں ظاہر کرتے پھر رہے ہو؟ ____ 343
✧ قائد اہل سنت کی بے نفسی کا ایک واقعہ ____ 343
✧ حضرت درخواستی رحمہ اللہ کی بے ادبی کرنے پر قائد اہل سنت رحمہ اللہ کا احتجاج، ایک سبق آموز واقعہ 343
✧ ایک سبق آموز واقعہ ____ 343
✧ قائد اہل سنت سے حُسنِ عقیدت ____ 345
✧ قائد اہل سنت رحمہ اللہ اظہارِ حق وحقیقت میں جرأت مند تھے ____ 345
✧ ایمانِ ابو طالب کے عنوان پر سخت جملے استعمال کرنے سے روک دیا ____ 346
✧ مولانا عبید اللہ انور رحمہ اللہ نے فرمایا، قاضی مظہر حسین رحمہ اللہ کا دامن کبھی نہ چھوڑنا ____ 346
✧ حضرت امام لاہوری رحمہ اللہ کی قائد اہل سنت پر شفقت ____ 347
✧ حق چار یار رضی اللہ عنہم کا نعرہ جھنگ میں گونج گیا ____ 347

✧ قائد اہل سنت رحمہ اللہ کا جذبہ دعوت و تبلیغ ______ 348

✧ قائد اہل سنت نے مجھے فتنے سے بچالیا ______ 348

✧ قائد اہل سنت نے سگے باپ سے بڑھ کر مجھے پیار دیا ______ 349

✧ قائد اہل سنت رحمہ اللہ عقیدۂ سلف کے مناد تھے ______ 350

✧ قائد اہل سنت نے فرمایا مضامین لکھنے کا آغازِ کار ''طلاقِ ثلاثہ'' نیک فال نہیں ہے ______ 350

✧ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے عقیدت کی انتہاء ______ 351

✧ بچوں کی پٹائی کرنے والے استاذ پر درندگی کا غلبہ ہوتا ہے ______ 352

✧ شیعہ ذاکر خادم حسین پر ہیبت طاری ہوگئی ______ 353

✧ شیعہ مناظر مولانا محمد اسمٰعیل گوجروی سے مناظرہ اور قائد اہل سنت رحمہ اللہ کی فراست ______ 354

✧ کھانے میں سادگی اور قائد اہل سنت رحمہ اللہ کا تقویٰ ______ 355

✧ روافض اسلامی حکومت کے لیے مضر ہیں ______ 357

✧ ''خادمِ اہل سنت'' کہلوانے پر شرم مت کریں ______ 357

✧ اپنے شیخ زادہ کا احترام ______ 358

✧ سنی تحریک الطلبہ کا قیام اور طلبہ پر شفقتیں ______ 358

✧ اسٹیج پر بریلوی حضرات کی تردید کو موضوعِ سخن مت بناؤ ______ 359

✧ حضرت قائد اہل سنت رحمہ اللہ اور میری زندگی کا ایک اہم واقعہ ______ 359

باب بست و پنج ⑳⑤

✧ چکوال کا ایک خُونی حادثہ [حیات مُستعار کی آخری بڑی آزمائش] ______ 364

✧ فیصلہ ہائی کورٹ کا متن (جج خواجہ محمد شریف) ______ 369

✧ مقدمہ کی سماعت کا سامنا ______ 371

✧ وکیل صحابہ رضی اللہ عنہم حضرت مولانا قاضی مظہر حسین صاحب
امیر تحریک خدام اہل سنت والجماعت کا رہائی کے بعد ایمان افروز خطاب ______ 376

✧ رہائی کے بعد قائد اہل سنتؒ کا دوسرا خطاب ____ 385
✧ رسائل و جرائد کے احتجاجی تبصرے ____ 388
✧ قائد اہل سنت حضرت مولانا قاضی مظہر حسین کی مظلومیت ____ 389

باب بست و شش ۲۶

✧ منتخب مکاتیب قائد اہل سنت ____ 395

باب بست و ہفت ۲۷

✧ قائدِ اہل سنتؒ کی رحلت ____ 582
✧ حیاتِ مستعار کے آخری تین ہفتوں میں قائد اہل سنت کے احوال ____ 584
✧ اصلی کلمۂ اسلام سے اصلی کلمۂ اسلام تک ____ 586
✧ جنازہ کی نمازیں اور تجہیز و تکفین ____ 587
✧ قصبہ ''بھیں'' قائد اہل سنت کے مولد سے مدفن تک ____ 589
✧ اب بھی ہے دل میں روشنی مظہر حسین کی ____ 591
✧ تھے حقیقت میں ولی ابن ولی، مظہر حسینؒ ____ 592

قومی اتحاد اور تحریکِ نظامِ مصطفی ﷺ میں عدمِ شمولیت

۱۹۷۴ء کے بعد ۱۹۷۷ء کا دور آیا تو ملکی سیاست میں زبردست بھونچال آ گیا، ایک جانب پاکستان پیپلز پارٹی تھی اور مقابلہ میں ۹، جماعتوں کے اتحاد پر مبنی سیاسی محاذ "قومی اتحاد" بنایا گیا تھا جس کی سربراہی حضرت مولانا مفتی محمود رحمہ اللہ اور نوابزادہ نصر اللہ خان کے پاس تھی۔ اس اتحاد میں چونکہ روافض، جماعت اسلامی اور کچھ دین بیزار جماعتیں بھی شامل تھیں، تو حضرت قائد اہل سنت رحمہ اللہ نے اپنی سابق پالیسی کے مطابق "قومی اتحاد" میں شامل ہونے سے انکار کر دیا، "قومی اتحاد" میں ۹، بڑی جماعتیں شامل تھیں، جس کا انتخابی نشان "ہَل" تھا۔ اور اس کے پرچم پر ۹، ستارے گویا ۹، جماعتوں کی نشاندہی تھی۔ اسی زمانہ میں قائد اہل سنت رحمہ اللہ کا یہ اخباری بیان خواص وعوام میں مشہور ہوا تھا کہ "۹، ستاروں میں کچھ ستارے کالے ہیں"۔ حضرت قائد اہل سنت رحمہ اللہ نے چکوال کی مقامی سطح پر سیاست میں حصہ لینے کے لیے اپنے دینی ومذہبی اور مسلکی اصولوں کی بنیاد پر ایک جماعت "تحفظ اسلام پارٹی" بنائی تھی۔ تحفظ اسلام پارٹی گویا اس وقت تحریک خدام اہل سنت والجماعت کا سیاسی یونٹ تھا، "تحفظ اسلام پارٹی" کے تعارف کے لیے قائد اہل سنت رحمہ اللہ نے اشتہاروں، پمفلٹوں اور کتابچوں سے اچھا خاصا ماحول گرما دیا تھا، اس سلسلہ میں ہم یہاں وہ انتخابی منشور پیش کرتے ہیں، جس میں اس دور کے انتخابی حالات وواقعات بھی قارئین کی معلومات میں آ جائیں گے اور تحفظ اسلام پارٹی کی تشکیل کے شرعی ومسلکی اور سیاسی مقاصد واہداف کا بھی علم ہو جائے گا، اس سلسلہ میں پہلے ایک اشتہار ملاحظہ کیجیے۔

"تحفظ اسلام پارٹی"

چوکھی انتخابی جنگ لڑ رہی ہے

برادرانِ اسلام

پاکستان کے ۷/مارچ اور ۱۰/مارچ کے حالیہ انتخابات میں تحفظ اسلام پارٹی کی طرف سے حسب

ذیل امیدواروں کو ٹکٹ دیئے گئے ہیں:

① نائب صوبیدار چوہدری احمد خان صاحب ساکن چک عمراء.....قومی اسمبلی حلقہ ۲ جہلم (تحصیل چکوال وغیرہ)
② قاضی اعجاز احمد صاحب ایڈووکیٹ ساکن پادشاہان.....صوبائی اسمبلی حلقہ ۴ جہلم (شہر چکوال وغیرہ)
③ میاں کرم الٰہی صاحب مجاہد ساکن چکوال.....صوبائی اسمبلی حلقہ ۵ جہلم (تحصیل چکوال غربی حصہ)

تحفظ اسلام پارٹی کو اپنے اصول کی بناء پر ملک کے دونوں بڑے الیکشنی دھڑوں (۱) قومی اتحاد (جونو پارٹیوں کا مجموعہ ہے) اور (۲) پیپلز پارٹی (یعنی حکومتی پارٹی) سے اختلاف ہے۔

مسلمان کا ووٹ ایک قیمتی امانت ہے۔ صرف ہار جیت کے مقصد سے بالاتر ہو کر اپنا ووٹ ہر مسلمان کو اپنے دین اسلام کے تحفظ کے لیے استعمال کرنا چاہیے۔ اگر آپ سوچ سمجھ سے کام لیں گے تو ان شاء اللہ تعالیٰ آپ پر یہ حقیقت واضح ہو جائے گی کہ تحفظ اسلام پارٹی ملکی انتخابات کی ہنگامہ آرائیوں میں صرف اور صرف اصول اسلام۔ عقیدۂ خلافت راشدہ اور ناموس صحابہ رضی اللہ عنہم کرام و اہل بیت عظام کے تحفظ کے لیے چومکھی انتخابی جنگ لڑ رہی ہے۔ اصولی جماعتوں اور تحریکوں کے لیے محض جذبات کے تحت صرف وقتی اور ہنگامی کامیابی مقصود نہیں ہوتی بلکہ ان کی محنت محض اصول کے تحفظ کے لیے ہوتی ہے اور وہ موقف حق پر ثابت قدم رہنے کی وجہ سے ہر حال میں کامیاب ہی سمجھی جاتی ہیں۔ اس لیے تمام اہل اسلام سے گزارش ہے کہ وہ تحفظ اسلام پارٹی کی تائید و حمایت کر کے خلافت راشدہ کے قیام کی راہ ہموار کریں۔ وَمَا عَلَيْنَا إِلَّا الْبَلَاغُ۔

انتخابی نشان: تحفظ اسلام پارٹی کا انتخابی نشان سیب ہے جو خوشبودار، خوش رنگ اور خوش ذائقہ قدرتی پھل ہے اور جو جنت میں بھی ان شاء اللہ تعالیٰ نصیب ہوگا۔

عظیم الشان پرچم: تحفظ اسلام کا پرچم بھی ایک ممتاز شان رکھتا ہے جس پر کلمہ طیبہ لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ لکھا ہوا ہے اور جس پر حق چار یار بھی ثبت ہے جو خلافت راشدہ کا ایک انقلابی عنوان ہے۔

دعوت حق

ہر دم خدا کا نام لو
عشق نبی کا جام لو
پرچم ہے میرا عالی شان
کلمہ میرا اصلی نشان

شائع کردہ: تحفظ اسلام پارٹی چکوال ضلع جہلم (پاکستان)۔ مارچ ۱۹۷۷ء

قائداہل سنت رحمہ اللہ کی انتخابی زندگی کا ایک اہم عنوان

''تحفظ اسلام پارٹی کا انتخابی موقف''

۱۹۷۷ء کے الیکشن کے موقع پر قائداہل سنت رحمہ اللہ نے ایک جامع و پُرمغز کتابچہ تحریر کر کے شائع کیا تھا اور اسے تقسیم کیا گیا، یہ کتابچہ کہنے کو تو ایک علاقائی ماحول کے پیش نظر لکھا گیا تھا مگر اس نے اپنی جامعیت کا لوہا ملک بھر سے منوایا۔ ایک مرتبہ حضرت مولانا محمد عبداللہ (سابق امیر جمعیت علماء اسلام پنجاب، بھکر) نے اور دوسری بار ڈاکٹر اسرار احمد مرحوم نے بندہ سے کہا تھا کہ وہ کتابچہ بار بار شائع ہونے کے قابل ہے۔ اب موقع ومحل کی مناسبت سے قائداہل سنت کی وہ یادگار تحریر ملاحظہ فرمائیے۔

یہاں ہم یہ کہنے میں کوئی بخل نہیں کریں گے کہ اس مضمون کے بعض مندرجات سے اگر کوئی اصولوں اور دلائل کے ساتھ اختلاف رکھنا چاہے، تو یہ اس کا پورا حق ہے۔ تاہم حتمی نتائج اور نفسِ مسئلہ کے لحاظ سے اختلاف رکھنے والا بھی ان شاء اللہ قائداہل سنت رحمہ اللہ کے تدبر وفراست کی داد دے گا۔

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

الحمد للہ رب العلمین والصلوٰۃ والسلام علی رسولہٖ محمد خاتم النبیین ورحمۃ للعالمین وعلٰی خلفاءہ الراشدین واٰلہٖ واصحابہ المرضیین اجمعین۔

برادرانِ ملت

اس وقت سارا ملک الیکشن کی لپیٹ میں ہے۔ قومی اور صوبائی اسمبلیوں کے انتخابات بالترتیب ۷؍اور ۱۰؍مارچ کو ہونے والے ہیں پاکستان کے ان عمومی انتخابات میں آزاد امیدواروں کے علاوہ حسب ذیل تیرہ سیاسی پارٹیاں حصہ لے رہی ہیں۔ جن کو الیکشن کمیشن کی طرف سے انتخابی نشان الاٹ ہو چکے ہیں۔

(۱) جماعت عالیہ مجاہدین (پگڑی)۔ (۲) جمعیت علمائے اسلام ہزاروی گروپ (درخت)۔ (۳) مجلس احرار (مشعل)۔ (۴) کرسچین ڈیموکریٹک پارٹی (ترازو)۔ (۵) انقلابی محاذ (لالٹین)۔ (۶) مسیحی لیگ (عینک)۔ (۷) قیوم لیگ (شیر)۔ (۸) پاکستان قومی اتحاد (ہَل)۔ (۹) پاکستان پیپلز پارٹی (تلوار)۔ (۱۰) پختون خواہ (ہوائی جہاز)۔ (۱۱)

سوشلسٹ پارٹی (پہیہ)۔ (۱۲) ورکرز پارٹی (موم بتی)۔ (۱۳) تحفظ اسلام پارٹی (سیب)۔ (بحوالے نوائے وقت راولپنڈی ۱۸ رجنوری ۱۹۷۷ء مطابق ۲ رمحرم ۱۳۹۷ھ)

ان تیرہ سیاسی پارٹیوں میں سے حکومت کی پیپلز پارٹی اور قومی اتحاد دو بڑے دھڑے ہیں جن کا آپس میں سخت مقابلہ ہے۔ پیپلز پارٹی کے سربراہ وزیر اعظم ذوالفقار علی بھٹو اور قومی اتحاد کے صدر مولانا مفتی محمود صاحب جنرل سیکرٹری جمعیت علمائے اسلام پاکستان ہیں۔ "قومی اتحاد" حسب ذیل ۹ پارٹیوں کا مجموعہ ہے:

① پاکستان مسلم لیگ (پیر پگاڑا گروپ)۔ ② جمعیت علمائے اسلام (مفتی گروپ)۔ ③ جمعیت علمائے پاکستان (نورانی گروپ)۔ ④ مودودی جماعت اسلامی۔ ⑤ تحریک استقلال (جس کے سربراہ ائر مارشل اصغر خان ہیں)۔ ⑥ جمہوری پارٹی (سربراہ نوابزادہ نصر اللہ خان)۔ ⑦ نیشنل ڈیموکریٹک پارٹی (سربراہ شیر باز مزاری)۔ ⑧ خاکسار تحریک (سعدی گروپ)۔ ⑨ آل جموں و کشمیر مسلم کانفرنس (جس کے سربراہ سردار عبدالقیوم نظر بند ہیں)۔

نوٹ: خاکسار تحریک کا ایک گروپ پیپلز پارٹی کا حامی ہے جس کے سربراہ میاں بشیر احمد صدیقی ہیں۔

تحصیل چکوال کا الیکشن

① "تحفظ اسلام پارٹی" کے صرف تین امیدوار اس الیکشن میں حصہ لے رہے ہیں۔ (۱) نائب صوبیدار چوہدری احمد خان صاحب ساکن چک عمراء تحصیل چکوال قومی اسمبلی حلقہ نمبر ۴۵، جہلم ۲ (چکوال)۔ قاضی اعجاز احمد صاحب ایڈووکیٹ ساکن پادشاہان تحصیل چکوال۔ صوبائی اسمبلی حلقہ ۲۱ جہلم ۴ (شہر چکوال و شرقی علاقہ)۔ (۳) میاں کرم الٰہی صاحب مجاہد چکوال: صوبائی اسمبلی حلقہ ۲۲ جہلم ۵ (غربی علاقہ تحصیل چکوال)۔

② پیپلز پارٹی کی طرف سے سردار خضر حیات صاحب۔ عبدالغفار صاحب اور سردار محمد اشرف صاحب بالترتیب قومی اور صوبائی اسمبلیوں کے امیدوار ہیں۔

③ قومی اتحاد کی طرف سے قاضی مشتاق احمد صاحب ایڈووکیٹ ساکن چکوال، بریگیڈیئر محمد اکرم صاحب چوہدری ساکن چکوال اور چوہدری غلام محمد صاحب آف لطیفال تحصیل چکوال بالترتیب قومی اور صوبائی اسمبلیوں کے لیے الیکشن لڑ رہے ہیں۔ ان کے علاوہ آزاد امیدوار کی حیثیت سے چوہدری

آزاد صاحب ایڈووکیٹ آف ربال تحصیل چکوال۔ کیپٹن عبدالحق صاحب آف کجلی تحصیل چکوال۔ شمشاد مرزا صاحب آف ملہال مغلاں۔ چوہدری غلام عباس صاحب آف چکوال۔ اور سید محمد شاہ صاحب کشمیری مقیم سدوال تحصیل چکوال صرف صوبائی اسمبلی حلقہ ۴ جہلم (شہر چکوال وشرقی علاقہ) کی سیٹ پر الیکشن میں حصہ لے رہے ہیں۔

تحفظ اسلام پارٹی: پاکستان کے دونوں بڑے سیاسی دھڑوں پیپلز پارٹی اور قومی اتحاد سے چونکہ ”تحفظ اسلام پارٹی“ کو اپنے اصولی موقف کی بناء پر ہی اختلاف ہے اس لیے اس نے اپنے امیدوار علیحدہ کھڑے کئے ہیں اور دونوں پارٹیوں سے اختلاف کی بناء پر ہی تحفظ اسلام پارٹی قائم کی گئی ہے تاکہ جو لوگ تحفظ اسلام سے اتفاق رکھتے ہیں وہ اپنے اصولی موقف کے تحت ووٹ استعمال کر سکیں۔

پیپلز پارٹی سے اختلافات: پاکستان پیپلز پارٹی کے چیئرمین اور وزیر اعظم پاکستان ذوالفقار علی بھٹو کو ۵ سال پاکستان میں حکومت کرنے کا موقع ملا ہے لیکن اس حقیقت سے انکار نہیں کیا جا سکتا کہ ان کی قیادت میں نہ ملک میں اسلامی قانون نافذ ہوا ہے اور نہ ہی عوام کو معاشی خوشحالی نصیب ہوئی ہے۔ ایوبی آمریت سے ملک کو نجات دلانے کے لیے ذوالفقار علی بھٹو میدان میں آئے تھے اور اسی مقصد کے لیے عوام کی غالب اکثریت نے ان کی کھل کر حمایت کی تھی۔ جس کی بناء پر انہوں نے ۱۹۷۰ء کے عمومی انتخابات میں بعض بڑے بڑے سیاسی لیڈروں اور جاگیرداروں اور سرمایہ داروں کو شکست دے کر ایک تاریخی نمایاں کامیابی حاصل کی تھی اور پاکستانی عوام کو انہوں نے بڑے بڑے سبز باغات دکھائے تھے۔ لیکن یہ انقلابی دعوے محض ”ہاتھی کے دانت کھانے اور دکھانے کے اور“ ہی ثابت ہوئے۔ بھٹو حکومت میں بہ نسبت ایوبی دورِ اقتدار کے جبر واستبداد، غنڈہ گردی، مہنگائی، رشوت، چور بازاری اور بے پردگی کا زور زیادہ ہو گیا ہے۔ بھٹو آمریت نے ایوبی آمریت کا بھی ریکارڈ توڑ دیا ہے۔ جن باہمت نوجوان لیڈروں نے اپنی جانی مالی قربانیوں سے بھٹو کو تقویت دی تھی ان میں سے کئی قید و بند کی صعوبتوں میں مبتلا ہیں اور کئی مایوسی اور مغلوبیت کی حالت میں اپنی زندگی کے دن گزار رہے ہیں۔ پیپلز پارٹی میں چونکہ متضاد نظریات و مفادات کے لوگ شامل ہو گئے تھے اس لیے یہ پارٹی باوجود اقتدار پر فائز ہونے کے اندرونی انتشار و خلفشار کا شکار ہو گئی اور اس الیکشن میں پارٹی ٹکٹوں کی تقسیم کے نتائج سب کے سامنے ہیں جن کو پارٹی ٹکٹ مل گیا ہے وہ گیت گا رہے ہیں اور ذوالفقار علی بھٹو کو پاکستان اور قوم کا نجات دہندہ قرار دے رہے ہیں اور جن کو ٹکٹ نہیں ملا وہ اپنی بدبختی پر رو رہے ہیں اور ان میں سے کئی بطور آزاد امیدوار

میدان میں کود پڑے ہیں اور کئی "قومی اتحاد" کی پناہ میں آ کر انتقامی غصہ نکال رہے ہیں۔ پیپلز پارٹی میں بے اصولی، عہد شکنی اور اغراض پرستی کی حد یہ ہے کہ ۱۹۷۰ء کے الیکشن میں جن وڈیروں، سرمایہ داروں اور سرداروں کو اس نے بھٹو کے انقلابی جھنڈے تلے غریب عوام کی مدد سے شکست دی تھی اور جن کے پنجۂ استبداد سے مغلوب ہو کر عوام آزاد ہوئے تھے اب پھر ان میں سے اکثر پیپلز پارٹی کے پلیٹ فارم پر جمع ہو گئے ہیں اور پارٹی ٹکٹ لینے میں وہ کامیاب ہو گئے ہیں چنانچہ تحصیل چکوال کے دو سرداروں کی پیپلز پارٹی میں شمولیت اور پرانے جانثاروں کو نظر انداز کر کے قومی اور صوبائی اسمبلی میں ان ہی کو پارٹی کا ٹکٹ عطا ہونا سب پر واضح ہے۔ حالانکہ ان دونوں کو الیکشن میں شکست محض پیپلز پارٹی کے انقلابی طوفان کے مقابلہ میں ہوئی تھی۔ کیا اس کے بعد بھی ذوالفقار علی بھٹو یہ دعویٰ کر سکتے ہیں کہ ان کا مقصد وڈیروں اور سرداروں کا استیصال ہے اور عوام کی خدمت کے لیے انہوں نے زندگی وقف کی ہوئی ہے؟

بہرحال بھٹو آمریت میں دبے ہوئے عوام و خواص الیکشن کا اعلان ہوتے ہی دفعہ ۱۴۴ کی پابندیوں سے آزادی کے بعد بھٹو کے خلاف میدان میں آ گئے ہیں۔ اور چونکہ ۹ پارٹیوں کا قومی اتحاد اس الیکشن میں ذوالفقار علی بھٹو کے خلاف ایک بڑا دھڑا ہے۔ اس لیے مظلوم عوام غالب اکثریت کے ساتھ ان کے پرچم تلے جمع ہو گئے ہیں اب بھٹو صاحب ہزار بار یہ کہتے پھریں کہ میں عوام کا ہوں اور عوام میرے ہیں بالکل بے اثر حربہ ہے ہمارا جائزہ یہ ہے کہ اگر انتخابات منصفانہ ہوں تو پھر ذوالفقار علی بھٹو بیزار عوام کے اس سیلاب کا مقابلہ نہیں کر سکتے۔ ۱۹۷۰ء کے الیکشن میں جس نشان تلوار نے ان کو عروج دیا تھا اب وہی نشان ان کی پستی اور تنزل کا سبب بن جائے گا۔

اسلامی خدمات: ذوالفقار علی بھٹو الیکشن جیتنے کے لیے اپنی اسلامی خدمات کی بھی دُہائی دے رہے ہیں لیکن ہمارے نزدیک ان کی کوئی ایسی اسلامی خدمت نہیں ہے جس کو ان کا امتیازی کارنامہ قرار دیا جائے اور جس کی وجہ سے پھر عوام کی اکثریت ان کا شکار ہو سکے۔

آئین تحفظ ختم نبوت: اسلامی خدمات کے سرفہرست بھٹو اور ان کی پارٹی اپنا یہ کارنامہ بیان کر رہی ہے کہ انہوں نے ۹۰ سال کا پرانا مسئلہ ختم نبوت آئینی طور پر حل کر دیا ہے۔ بے شک ۷۔ستمبر ۱۹۷۴ء وہ عظیم تاریخی دن ہے جس میں حضور رحمت للعالمین خاتم النبیین حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کے عظیم ترین منصب ختم نبوت کو آئینی تحفظ دے کر مرزا غلام احمد قادیانی دجال کے پیروکاروں کو (قادیانی مرزائی ہوں یا لاہوری) پاکستان کی آئین ساز اسمبلی نے غیر مسلم (کافر) قرار دے دیا تھا اور اس میں

بھٹو وزیر اعظم پاکستان کا بھی حصہ ہے اور یہ ان کا احسان نہیں بلکہ ان کے ایمان کا بھی یہی تقاضا ہونا چاہیے تھا لیکن اللہ تعالیٰ کی خصوصی نصرت سے مرزائیوں کو آئینی طور پر غیر مسلم قرار دینے کا یہ اسلام کارنامہ دراصل علمائے حق کی ان قربانیوں کا نتیجہ ہے جو وہ اس قادیانی شجرۂ خبیثہ کو جڑ سے اکھاڑنے کے لیے مسلسل پیش کرتے رہے ہیں۔ یہ اس مردمجاہد امیر شریعت حضرت مولانا سید عطاء اللہ شاہ صاحب بخاری رحمہ اللہ کی ہمت واستقامت اور جماعتی جدوجہد کا نتیجہ ہے جس کے لیے انہوں نے اپنی زندگی وقف کر دی تھی۔ یہ ۱۹۵۳ء کی اس عظیم تاریخی تحریک ختم نبوت کا نتیجہ ہے جس میں ہزاروں علماء جیلوں میں نظر بند کیے گئے اور لاکھوں شمع ختم نبوت کے پروانوں نے میدان قربانی میں کود کر قادیانی نبوت کی جڑیں ہلا دی تھیں۔ ان مجاہد رضا کاروں میں سے کئی خوش نصیب شہید ہوئے اور ہزاروں نے قید وبند کی صعوبتیں برداشت کیں اور پھر ربوہ کے اسٹیشن پر قادیانیوں کی شرارت کے نتیجہ میں ۱۹۷۴ء کی جو ملک گیر تحریک ختم نبوت شروع ہوئی تو اس کے نتیجہ میں پاکستان کو آئین تحفظ ختم نبوت نصیب ہوا۔ لیکن افسوس ہے کہ بھٹو صاحب نے قادیانیت کے انسداد کے لیے پھر کوئی مؤثر قدم نہیں اٹھایا۔ حالانکہ مرزائیوں نے آئین تحفظ ختم نبوت کو بالکل تسلیم نہیں کیا اور وہ بدستور اسلام کے نام پر قادیانیت کے کفر وارتداد کی تبلیغ کر رہے ہیں اور تا حال ملک کو ان کی ریشہ دوانیوں اور باغیانہ سازشوں کا خطرہ لاحق ہے۔ اللہ تعالیٰ انگریز کے اس خود کاشتہ پودے کو جڑ سے اکھاڑیں اور عالم اسلام اور مخلوق خدا کو اس خبیث ترین فتنے سے نجات نصیب ہو۔ آمین یا الہ العالمین۔

اسلامی اور سیرت کانفرنسیں: بھٹو صاحب اپنی اسلامی خدمات میں اپنے دور حکومت میں منعقدہ اسلامی سربراہی کانفرنس اور عالمی سیرت کانفرنس کو بھی پیش کرتے رہتے ہیں لیکن ان کانفرنسوں کے نتیجہ میں چونکہ پاکستان کے مسلمانوں کو اسلامی شریعت کا نفاذ نصیب نہیں ہوا اس لیے صرف اس قسم کی کانفرنسوں کا حوالہ دینا اہل اسلام کو مطمئن نہیں کر سکتا۔ البتہ اگر کوئی اسلامی تحفہ بھٹو اقتدار کے تحت پاکستان کو ملا ہے تو وہ جمعہ کی تعطیل کا اعلان ہے لیکن اس پر عمل بھی جولائی سے شروع ہوگا۔ ماشاء اللہ لا قوۃ الا باللہ۔

شیعہ دینیات کا نفاذ: بجائے اسلامی شریعت کے نفاذ اور اسلامی حدود کے اجراء کے ذوالفقار علی بھٹو نے سواد اعظم اہل السنت والجماعت کی مرضی کے خلاف سرکاری اسکولوں میں شیعہ دینیات نافذ کر دی ہیں۔ حالانکہ قبل ازیں پاکستان کے کسی سربراہ نے شیعوں کے اس مطالبہ کو منظور نہیں کیا تھا اور

۱۳۔ اکتوبر ۱۹۷۴ء کے جس اجلاس لاہور میں شیعہ نصاب دینیات کی منظوری دی گئی تھی۔ اس میں حکومت کی طرف سے وفاقی وزیر تعلیم عبدالحفیظ پیرزادہ اور وزیر زراعت رفیع رضا اور شیعہ تنظیموں کی طرف سے ۱۶ علماء و زعماء موجود تھے جن میں نواب مظفر علی قزلباش، جمیل حسین رضوی صدر شیعہ مطالبات کمیٹی پاکستان اور تحفظ حقوق شیعہ کے جنرل سیکرٹری مظفر علی شمسی آنجہانی بھی تھے لیکن پاکستان کی مذہبی سُنّی تنظیموں میں سے کسی کو بھی اس میں شریک نہیں کیا گیا حتیٰ کہ ۱۹۷۲ء کی کوثر نیازی کمیٹی کے اجلاس کراچی میں جن سنّی علماء نے شیعہ سُنّی مشترکہ دینیات کی سفارش کردی تھی ان میں سے بھی کسی کو اس اہم اجلاس میں مدعو نہیں کیا گیا۔ علاوہ ازیں لاہور کے اس اجلاس میں جس کے نصاب دینیات کی منظوری دی گئی تھی وہ بھی ۱۹۷۲ء کے اجلاس کراچی کی تجویز کے مطابق نہ تھا۔ بہرحال مذہبی حیثیت سے شیعہ دینیات کا نفاذ سواد اعظم اہل سنت کے ملک گیر مطالبات کے خلاف تھا۔ جس کے خلاف ملک میں شدید ردعمل ہوا۔ اور احتجاجی قرار دادیں اور ٹیلی گرام حکومت کو ارسال کیے گئے۔ تحریک خدام اہل السنت کی طرف سے "غیر منصفانہ فیصلہ" کا پمفلٹ سارے ملک میں تقسیم کیا گیا۔ لیکن بھٹو حکومت نے سنی احتجاجات کو بالکل نظر انداز کر دیا اور سواد اعظم کے مطالبات کی کوئی پروانہ کی۔

کلمہ اسلام کی تبدیلی: شیعہ دینیات کے سلسلہ میں نویں دسویں کلاسوں کے معلمین کے لیے جو کتاب "رہنمائے اساتذہ" ۱۹۷۵ء میں شائع کی گئی تھی۔ اس کے حصہ سوم برائے شیعہ طلبہ میں کلمہ کے تحت یہ عبارت لکھی گئی تھی کہ:

> "کلمہ اسلام کے اقرار اور ایمان کے عہد کا نام ہے کلمہ پڑھنے سے کافر مسلمان ہو جاتا ہے۔ کلمہ میں توحید و رسالت کو ماننے کا اقرار اور امامت کے عقیدے کا اظہار ہے"۔ (رہنمائے اساتذہ ص ۳۵)

اور کلمہ کے الفاظ یہ درج کیے گئے تھے: "لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ عَلِیٌّ وَلِیُّ اللّٰهِ وَصِیُّ رَسُوْلِ اللّٰهِ وَ خَلِیْفَتُهٗ بِلَا فَصْلٍ۔"

چونکہ کلمہ کے مندرجہ الفاظ اور اس کی تشریح سے یہ لازم آتا تھا کہ جو شخص یہ پورا کلمہ نہیں پڑھتا وہ نہ مومن ہے اور نہ مسلم۔ اور اس بنا پر دور رسالت سے لے کر آج تک ساری امت مسلمہ العیاذ باللہ کافر قرار پاتی ہے کیونکہ حضور رحمۃ للعالمین خاتم النبیین حضرت محمد رسول اللہ ﷺ نے بھی لوگوں کو اسلام میں داخل کرتے وقت یہ کلمہ نہیں پڑھایا تھا اور شیعوں کا مندرجہ کلمۂ اسلام تو حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے بھی نہ خود

پڑھا اور نہ کسی کو پڑھایا تھا۔ چاروں خلفائے راشدین اور تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا کلمہ تو صرف لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللہِ تھا جس میں سوائے توحید و رسالت کے اور کسی کا بھی اقرار شامل نہیں اس لیے شیعوں کے اس خود ساختہ کلمہ اسلام کے خلاف ملک میں شدید ردعمل ہوا اور خصوصاً تحریک خدام اہل سنت نے کلمۂ اسلام کی تبدیلی کے اس عظیم فتنہ کا پوری طرح تعاقب کیا اور اس مسئلہ پر ایک مدلل پمفلٹ بعنوان "پاکستان میں تبدیلی کلمۂ اسلام کی ایک خطرناک سازش" ملک کے گوشے گوشے میں پہنچایا جس کی وجہ سے مسلمانوں کا طبقہ متنبہ ہو گیا اور حکومت کو بھی اس کا احساس ہو گیا کہ اہل تشیع کے اس خود ساختہ کلمۂ اسلام کی اُس حقیقی اسلام میں کوئی گنجائش نہیں ہے جس کی تبلیغ و تکمیل کے لیے امام الانبیاء والمرسلین خاتم النبیین حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مبعوث ہوئے تھے۔

کلمۂ اسلام کے متعلق رٹ درخواست: شیعوں کے اس خود ساختہ کلمۂ اسلام کے خلاف لاہور کے دو علماء مولوی محمد شفیع صاحب جوش مہتمم مرکز اشاعت اسلام جامع مسجد ایف بلاک ماڈل ٹاؤن لاہور اور پیر سید ابرار محمد صاحب خطیب جامع مسجد دارالحق ٹاؤن شپ اسکیم لاہور کی طرف سے ہائیکورٹ لاہور میں رٹ درخواست دائر کی گئی جس میں نمبر ۳ کے تحت یہ گذارش کی تھی کہ:

"کلمے کو اس کے الفاظ و معانی کے ساتھ تحفظ دیا جائے اور کلمے کے الفاظ میں کسی قسم کی تبدیلی یا اضافے کی نہ تو اجازت دی جائے اور نہ ہی ایسا کوئی اقدام برداشت کیا جائے۔"

رہنمائے اساتذہ جدید: اسی دوران وزارت تعلیم کی طرف سے جدید رہنمائے اساتذہ شائع کی گئی جس میں سابق رہنمائے اساتذہ کی عبارت میں ترمیم کر کے کلمہ طیبہ کے عنوان کے تحت حسبِ ذیل عبارت درج کر دی گئی۔ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللہِ سے کافر مسلمان ہوتا ہے جس کا مقصد یہ ہے کہ ہم اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں مانتے اور حضرت محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے آخری رسول ہیں۔ ان کے بعد کوئی نبی و رسول نہیں آئے گا۔ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللہِ کے بعد عَلِیٌّ وَلِیُّ اللہِ وَصِیُّ رَسُوْلِ اللہِ وَخَلِیْفَتُہٗ بِلَا فَصْلٍ۔ سے شیعہ توحید و رسالت کے علاوہ امامت کا اقرار اور شیعیت کا اظہار کرتے ہیں (رہنمائے اساتذہ جدید ص ۳۶)۔

ہائیکورٹ کا فیصلہ: اس رٹ درخواست کی سماعت ہائیکورٹ لاہور کے سابق چیف جسٹس جناب محمد اقبال صاحب نے خود کی تھی۔ حکومت کی طرف سے چیف جسٹس موصوف کو "جدید رہنمائے اساتذہ" دی گئی جس کی روشنی میں آپ نے فیصلہ کرنا تھا۔ مدعیان مولوی محمد شفیع صاحب جوش اور پیر سید ابرار محمد

صاحب کے سامنے جب عدالت میں چیف جسٹس صاحب نے "رہنمائے اساتذہ جدید" کی عبارت پیش کی تو انہوں نے یہ بیان دے دیا کہ:

"چونکہ اس کتاب میں یہ بالکل واضح کر دیا گیا ہے کہ کلمہ طیبہ صرف لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللهِ ہے اس لیے وہ اعتراض جو ہم نے پہلے اٹھایا تھا اب باقی نہیں رہتا۔ دوسرے بیان لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللهِ کے بعد عَلِيٌّ وَلِيُّ اللهِ وَصِيُّ رَسُوْلِ اللهِ وَخَلِيْفَتُهٗ بِلَا فَصْل۔ سے شیعہ توحید و رسالت کے علاوہ امامت کا اقرار اور شیعیت کا اظہار کرتے ہیں اس پر ہمیں کوئی اعتراض نہیں کیونکہ یہ صرف شیعہ طالب علموں کے لیے ہے"۔

چونکہ نئی کتاب کے شائع ہونے سے ہماری شکایت کا تدارک ہوگیا ہے اس لیے ہم اپنی رٹ درخواست پر کارروائی کے لیے اصرار نہیں کریں گے۔ لہٰذا اس کا فیصلہ ہمارے بیان کے مطابق کر دیا جائے (فیصلہ ہائیکورٹ ص ۲۰ شائع کردہ مجلس اخوت اسلامیہ پاکستان)۔ چونکہ مدعیان نے یہ بیان دیدیا تھا اس لیے چیف جسٹس نے اپنے حکم کے آخر میں نمبر ۹ کے تحت یہ لکھا کہ: مقدمہ کے اختتام سے قبل میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ اس رٹ درخواست کے تصفیہ کو کسی ایک فریق کی کامیابی یا دوسرے کی ناکامی نہ سمجھا جائے اس امر پر مکمل اتفاق رائے ہے کہ کلمہ طیبہ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللهِ ہے۔ مدعیان کا دعوے بھی یہی ہے حکومت نے بھی اس کی تصدیق کر دی ہے اور شیعوں کا عقیدہ اور اقرار بھی یہی ہے۔" (فیصلہ ہائیکورٹ ص ۲۳)

ہمارا موقف: رہنمائے اساتذہ کی ترمیم شدہ عبارت کے تحت ہائی کورٹ نے یہ فیصلہ تو صادر کر دیا ہے کہ کلمہ طیبہ صرف لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللهِ ہے جس کے اقرار سے کافر مسلمان ہو جاتا ہے

اور شیعوں نے بھی بظاہر اس کو تسلیم کر لیا ہے لیکن شیعہ مذہب کے اصول پر اسلام اور ایمان میں فرق ہے وہ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللهِ کا اقرار کرنے والے کو مسلم تو کہہ دیتے ہیں لیکن مومن نہیں مانتے کیونکہ توحید و رسالت کی طرح وہ عقیدہ امامت کو بھی اصول دین میں شامل کرتے ہیں چنانچہ سرکاری اسکولوں کی نویں دسویں کلاسوں کے نصاب "اسلامیات لازمی" حصہ شیعہ میں "اصول دین" کے عنوان کے تحت یہ لکھا ہے کہ: دین کی جڑیں پانچ ہیں۔ توحید، عدل، نبوت، امامت، قیامت (ص ۶۴) اس سے یہ لازم آتا ہے کہ جس طرح توحید و رسالت کا منکر غیر مومن (کافر) ہے اسی طرح امامت کا منکر

بھی کافر ہوگا (۲) مدعیان پر لازم تھا کہ وہ عدالت میں یہ عرض کرتے کہ چونکہ بحیثیت شیعہ عَلِیٌّ وَلِیُّ اللّٰہِ وَصِیُّ رَسُوْلِ اللّٰہِ وَخَلِیْفَتُہٗ بِلَا فَصْلٍ کے الفاظ کلمہ کے ساتھ ہی شامل کیے گئے ہیں اور اصلی کلمہ اسلام میں یہ ایک اضافہ کی ہی صورت ہے۔علاوہ ازیں خَلِیْفَتُہٗ بِلَا فَصْلٍ کے الفاظ سے ملت اسلامیہ کے خلفائے راشدین میں سے پہلے تین برحق خلفاء حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ، حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ، اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ ذوالنورین کی خلافت کی بالکل نفی لازم آتی ہے بلکہ اس سے العیاذ باللہ شیعہ عقیدہ امامت کے تحت یہ خلفائے عظام بھی غیر مومن قرار پاتے ہیں۔اس لیے کلمہ طیبہ کے ساتھ کسی طرح بھی یہ اضافہ منظور نہ کیا جائے۔

شیعہ علماء کا اختلاف: ''رہنمائے اساتذہ جدید'' میں ترمیم شدہ عبارت کی بناء پر سابق رہنمائے اساتذہ کے دو شیعہ مصنفین میں سے ایک مصنف مولوی محمد بشیر صاحب مقیم ٹیکسلا نے مجلس عمل علمائے شیعہ سے استعفاء دے دیا ہے کیونکہ ان کے نزدیک کلمہ اسلام میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کی امامت کا اقرار ضروری ہے لیکن شیعہ علماء کی ایک جماعت نے اس ترمیم شدہ عبارت کو اپنے مذہب کے خلاف نہیں قرار دیا کیونکہ ان کے نزدیک ان کا کلمہ رہنمائے اساتذہ میں مکمل درج ہو گیا ہے۔چنانچہ ایک شیعہ عالم مولوی شبیہہ الحسنین محمدی سیکرٹری جنرل مجلس عمل شیعہ علمائے پاکستان نے مولوی محمد بشیر صاحب کے بیان کی تردید کرتے ہوئے لکھا ہے کہ ''موجودہ رہنمائے اساتذہ'' میں بھی شیعوں کا مکمل کلمہ درج ہے اس کو ناقص کہنا کذب صریح ہے اور دوپہر کے سورج کا انکار ہے۔فرق صرف توضیحی عبارت میں ہے۔ عَلِیٌّ وَلِیُّ اللّٰہِ وَصِیُّ رَسُوْلِ اللّٰہِ وَخَلِیْفَتُہٗ بِلَا فَصْلٍ پہلی رہنمائے اساتذہ میں بھی تھا اب بھی ہے اگر موجودہ عبارت ہی مولانا بشیر صاحب انصاری کی نگاہ میں غلط ہے تو میں مجلس عمل کے سکرٹری کی حیثیت سے اس کے شائع کرانے کا مجرم ہوں۔لکھنے کا جرم بہر حال مولانا محمد بشیر ہی کا ہے۔لاہور ہائیکورٹ کے فیصلہ میں بھی شیعوں کا پورا کلمہ درج ہے اس کو ناقص کہنا حقائق کا منہ چڑانا ہے۔'' (شیعہ ہفت روزہ رضا کار لاہور ۱۶۔فروری ۱۹۷۷ء)

بہرحال شیعوں نے کلمہ اسلام میں تبدیلی کی جسارت اس لیے کی تھی کہ بھٹو حکومت نے سرکاری اسکولوں میں ان کی دینیات کے نفاذ کی منظور دے دی اگر ذوالفقار علی بھٹو شیعہ دینیات کو منظور نہ کرتے تو دور رسالت اور خلافت راشدہ سے لے کر آج تک ملت اسلامیہ کا متفقہ کلمہ اسلام یوں مجروح نہ ہوتا۔اس کے علاوہ نویں دسویں کلاسوں کی شیعہ دینیات میں عقیدہ امامت کو جس طرح توحید، رسالت اور قیامت

کی طرح اصول دین میں شامل کیا گیا ہے۔ اس کی بناء پر بھی تمام امت مسلمہ غیر مومن اور غیر مسلم قرار پاتی ہے جو شیعہ مذہب کے مطابق عقیدہ امامت تسلیم نہیں کرتی۔

ماتم و تعزیہ کا فروغ: شیعوں کی مروجہ ماتم و تعزیہ اور زنجیر زنی اور ذوالجناح کی رسوم شرعاً بالکل ناجائز اور حرام ہیں ① جن کی ادائیگی کے لیے شیعوں کو ان کے امام باڑوں میں پابند کرنا ضروری ہے لیکن بھٹو حکومت میں اس سلسلہ ماتم کو زیادہ فروغ دیا گیا ہے۔ باوجود سوادِ اعظم اہل السنت والجماعت کے شدید مطالبہ کے ماتمی جلوسوں پر پابندی نہیں عائد کی گئی حتیٰ کہ اہل السنت والجماعت کی مساجد کے سامنے بھی ماتمی جلوسوں کو خاموشی سے نہیں گذارا جاتا۔ جس کی وجہ سے ملک میں فرقہ وارانہ تصادم ہوتا رہتا ہے لیکن محرم اور چہلم کی تقریبات میں ٹیلی ویژن میں جو ماتم و تعزیہ کے مظاہر پیش کیے جاتے ہیں۔ ان سے تو ایسا معلوم ہوتا ہے کہ یہ سارا پاکستان ایک امام باڑہ ہے۔ بہر حال ہم مذہبی اور ملکی ہر پہلو سے ذوالفقار علی بھٹو کے دورِ اقتدار کو جابرانہ اور ظالمانہ دور سمجھتے ہیں جس کی بنا پر ہم اس الیکشن میں پیپلز پارٹی کے ساتھ کسی طرح بھی تعاون نہیں کر سکتے۔ ان حالات میں ہم سے یہ سوال کیا جاتا ہے کہ جب تم بھی بھٹو آمریت کے خلاف ہو اور عوام کی غالب اکثریت بھی سخت بیزار ہے اور ۹ پارٹیوں کا قومی اتحاد بھی اس لیے قائم کیا گیا ہے کہ اس الیکشن کے ذریعہ ملک کو بھٹو سے نجات دلائی جائے تو پھر تم نے علیحدہ تحفظ اسلام پارٹی کی طرف سے اپنے امیدوار کیوں کھڑے کیے ہیں؟ اس سے تو بھٹو حکومت کے مخالف عوام کے ووٹ تقسیم ہو جائیں گے جس کا فائدہ پیپلز پارٹی کو پہنچے گا۔ کیا ہی اچھا ہوتا کہ قومی اتحاد جیسی بڑی پارٹی سے تعاون کر کے بھٹو آمریت کا مقابلہ کیا جاتا۔ اس کے جواب میں ہم کہتے ہیں کہ ہمارا نصب العین محض الیکشن میں ہارنا جیتنا نہیں ہے ہمارا موقف یہ ہے کہ انتخابات میں بھی اسلامی اصول کے تحفظ کے لیے حصہ لیا جائے نہ یہ کہ وقتی طور پر اصول کو نظر انداز کر دیا جائے اور صرف ہار جیت کے لیے جدوجہد کی جائے اور مودودی جماعت تو اس قسم کا سوال اٹھا ہی نہیں سکتی کیونکہ اس کے امیر و امام ابوالاعلیٰ مودودی صاحب کا موقف تو یہ ہے کہ ذرائع کی پاکی و ناپاکی سے قطع نظر کر کے محض کامیابی کو مقصود بالذات بنانا تو دہریوں اور کافروں کا شیوہ ہے۔ اگر مسلمان نے بھی یہی کام کیا تو اس کی خصوصیت کیا باقی رہی؟ بلکہ یہ طریقہ اختیار کرنے کے بعد دوسری جاہل قوموں سے الگ "مسلمان" کے جداگانہ وجود کے لیے کونسی وجہ جواز باقی رہ جاتی ہے (سیاسی کشمکش حصہ سوم ص ۳۵)

② دو بڑے دھڑوں میں سے ایک دھڑے کو ضرور اختیار کرنا اصولاً بھی غلط ہے اور مودودی

جماعت کے افراد تو یہ کہہ ہی نہیں سکتے کیونکہ جب انگریزی استبداد سے نجات دلانے کے لیے جنگ آزادی زوروں پر تھی اور متحدہ ہندوستان میں اس سلسلے میں دو بڑے بڑے دھڑے میدان میں آ گئے تھے۔(۱) کانگریس (۲) مسلم لیگ۔تو مودودی صاحب نے ان دونوں دھڑوں پر سخت تنقیدی بمباری کی اور دونوں کو غلط قرار دے کر اپنی علیحدہ "جماعت اسلامی" کے قیام پر مصر رہے حتیٰ کہ جب پاکستان قائم ہوگیا تو ان کے ساتھ ان کے مستقل ارکان جماعت کی تعداد کل ۵۸۳ تھی جس کا خود انہوں نے قرار کیا ہے۔(آئین ۱۳۔اگست ۱۹۵۷ء)

قومی اتحاد سے اختلاف کیوں؟: حسبِ ذیل وجوہات کی بناء پر ہم قومی اتحاد سے بھی شدید اختلاف رکھتے ہیں (۱) "قومی اتحاد" کا نعرہ تو یہ ہے کہ وہ پاکستان میں اسلامی نظام قائم کریں گے جو قرآن وسنت پر مبنی ہوگا۔لیکن "۹" پارٹیوں کی مشترکہ جماعت کے نام "قومی اتحاد" میں اسلام اور مسلم وغیرہ کا لفظ نہیں ہے حالانکہ ان میں سے ۵ حسب ذیل پارٹیوں کے اپنے اپنے جداگانہ نام ہیں، اسلام اور مسلم وغیرہ کے الفاظ شامل ہیں جن سے اسلامی نصب العین کی بذریعہ نام ہی نشاندہی ہوجاتی ہے۔

① مسلم لیگ ② جمعیت علمائے اسلام (مفتی گروپ) ③ جمعیت علمائے پاکستان (نورانی گروپ) ④ جماعت اسلامی ⑤ جموں وکشمیر کانفرنس...... ہمارا سوال یہ ہے کہ ان پارٹیوں نے اپنی علیحدہ علیحدہ جماعتوں کے نام میں اسلام اور مسلم وغیرہ کے الفاظ کی نشاندہی کیوں ضروری سمجھی؟ اور جب یہ ۹ پارٹیوں کے متحدہ محاذ میں شامل ہوئے تو اسلام اور مسلم کے الفاظ کو بالکل ہی نظر انداز کر دیا۔

☆ ایوبی دور اقتدار میں تین چار جماعتوں کا جو محاذ بنایا گیا تھا اس کا نام "اسلامی جمہوری متحدہ محاذ" تھا۔جس کے صدر میاں عبدالباری مرحوم تھے۔اس محاذ میں جمعیت علمائے اسلام اور مودودی جماعت بھی شامل تھی۔پھر جو محاذ بنا وہ "متحدہ جمہوری محاذ" تھا جس میں ۸ پارٹیاں تھیں اور اب جو محاذ بنا ہے اس میں اسلامی کا لفظ بھی نہیں اور جمہوری کا بھی۔یہ اسلامی سیاست کی ترقی ہے یا تنزل؟

☆ اگر پاکستان کا نام صرف جمہوریہ پاکستان رکھا جاتا اور اسلامی جمہوریہ پاکستان نہ ہوتا تو کیا یہ ۹ پارٹیاں اس نام پر اعتراض نہ کرتیں؟

② "قومی اتحاد" میں صرف قوم کا لفظ ہے اور اس میں مودودی جماعت بھی مؤثر حیثیت میں شامل ہے حالانکہ مودودی جماعت کے امیر کبیر ابوالاعلیٰ مودودی صاحب اس قسم کی قومی تنظیم کے بڑے سخت مخالف رہے ہیں اور مسلم لیگ سے مخالفت کی وجہ بھی زیادہ تر انہوں نے یہ بیان کی تھی کہ اس کی بناء قومیت پر ہے جو اسلامی نظریات حکومت کے خلاف ہے۔بطور نمونہ مودودی صاحب کی حسبِ ذیل

عبارتیں ملاحظہ ہوں:

① "یہ ایک کھلی ہوئی بات ہے کہ قومیت اور قومی اغراض قابل تبلیغ چیزیں نہیں ہیں۔"
(سیاسی کشمکش حصہ سوم ص ۱۰۶)

② ایک طرف حاکمیت رب العالمین کا اقرار و اثبات اور دوسری طرف حاکمیت جمہور کے اصول پر خود اپنی حکومت کے قیام کی فکر۔ ایک طرف انسانیت کی نسلی قومی اور وطنی تقسیم کا ابطال اور دوسری طرف قوم قوم کا شور اور خود قومیت ہی کے اصولوں پر دوسری قوم سے جدال و کشمکش" (۱۲۹)

③ مسلم لیگ پر اعتراض کرتے ہوئے لکھا ہے کہ:

اب دیکھیے یہ اپنی جماعتی تشکیل کس ڈھنگ پر کرتے ہیں ان کا قاعدہ یہ ہے کہ یہ ان سب لوگوں کو جو ازروئے پیدائش مسلمان قوم سے تعلق رکھتے ہیں اپنی جماعت کی رکنیت کا بلاوا دیتے ہیں اور جو اس کو قبول کرے اسے ابتدائی رکن بنا لیتے ہیں پھر انہی ابتدائی ارکان کے ووٹوں سے ذمہ دار کارکن اور عہدیدار منتخب ہوتے ہیں۔ یہ طریق جماعت سازی نہ صرف بیکار بلکہ مضر ہے۔ ایک قوم کے تمام افراد کو محض اس وجہ سے کہ وہ نسلاً مسلمان ہے حقیقی معنی میں مسلمان فرض کر لینا اور یہ امید رکھنا کہ ان کے اجتماع سے جو کام بھی ہوگا اسلامی اصول پر ہوگا، پہلی اور بنیادی غلطی ہے۔ یہ انبوہ عظیم جس کو مسلمان قوم کہا جاتا ہے اس کا حال یہ ہے کہ اس کے ۹۹۹ فی ہزار افراد نہ اسلام کا علم رکھتے ہیں نہ حق و باطل کی تمیز سے آشنا ہیں۔ نہ ان کا اخلاقی نقطہ نظر اور ذہنی روّیہ اسلام کے مطابق تبدیل ہوا۔ ان کی کثرت رائے کے ہاتھ میں باگیں دے کر اگر کوئی شخص یہ امید رکھتا ہے کہ گاڑی اسلام کے راستہ پر چلے گی تو اس کی خوش فہمی قابل داد ہے۔" (ص ۱۳۰)

④ اصولی حکومت کے عنوان سے لکھتے ہیں کہ: اب ہمیں یہ دیکھنا چاہیے کہ وہ حکومت جس کو ہم اسلامی حکومت کہتے ہیں اس کی نوعیت کیا ہے؟ اس سلسلہ میں سب سے پہلی خصوصیت جو اسلامی حکومت کو دوسری حکومتوں سے ممتاز کرتی ہے کہ قومیت کا عنصر اس سے قطعی ناپید ہے (ص ۱۵۵)

⑤ "خام خیالیاں" کے عنوان سے لکھا ہے کہ ہمارے ہاں یہ سمجھا جا رہا ہے کہ بس مسلمانوں کی تنظیم ان کے تمام دردوں کی دوا ہے۔ اسلامی حکومت یا آزاد ہندوستان میں آزاد اسلام کے مقصد تک پہنچنے کی سبیل یہی سمجھی جا رہی ہے کہ مسلمان قوم جن افراد سے مرکب ہے وہ سب ایک مرکز پر جمع ہوں

متحدہ ہوں اور ایک مرکزی قیادت کی اطاعت میں کام کریں، لیکن دراصل یہ قوم پرستانہ پروگرام ہے۔"

⑥ مسلم لیگ کی قومی تنظیم اور قیادت پر شدید تنقید کرتے ہوئے مودودی صاحب لکھتے ہیں کہ:

"افسوس کہ لیگ کے قائداعظم سے لے کر چھوٹے مقتدیوں تک ایک بھی ایسا نہیں جو اسلامی ذہنیت اور اسلامی طرز فکر رکھتا ہو اور معاملات کو اسلامی نقطہ نظر سے دیکھتا ہو۔ یہ لوگ مسلمان کے معنی و مفہوم اور ان کی مخصوص حیثیت کو بالکل نہیں جانتے۔ ان کی نگاہ میں مسلمان بھی ویسی ہی ایک قوم ہیں جیسی دنیا میں دوسری قومیں ہیں اور یہ سمجھتے ہیں کہ ہر ممکن سیاسی چال اور ہر مفید مطلب سیاسی تدبیر سے اس قوم کے مفاد کی حفاظت کر دینا ہی اسلامی سیاست ہے۔ حالانکہ ایسی ادنیٰ درجہ کی سیاست کو اسلامی سیاست کہنا اسلام کے لیے ازالہ حیثیت عرفی سے کم نہیں۔" (ص ۳۸)

قومیت کی بناء پر تنظیم و سیاست کے خلاف جس طرح مودودی صاحب نے "سیاسی کشمکش" میں وضاحت سے لکھا ہے کیا اس کے بعد مودودی صاحب اور ان کی جماعت کے لیے یہ کسی طرح جائز ہو سکتا ہے کہ موجودہ "قومی اتحاد" کے علمبردار بنیں؟ جس کے نام میں اسلام کا لفظ بھی نہیں۔ اور وہاں مسلم لیگ کی بنیاد تو مسلم کا لفظ ہی ہے یعنی وہ مسلم قومیت کی بناء پر ہندو کا مقابلہ کرنا چاہتی تھی۔ جس کے نتیجہ میں انگریز جیسی خبیث اسلام دشمن قوم سے ہندوستان کو آزادی ملنی تھی لیکن اس وقت مودودی صاحب نے نہ صرف یہ کہ مسلم لیگ سے تعاون نہیں کیا بلکہ اس کی مخالفت میں علمی اور استدلالی طور پر اپنا سارا زور خرچ کیا لیکن اب اپنے تمام اسلامی اصولوں کو نظر انداز کر کے، قومی اتحاد کو ترقی دینے کی پوری جدوجہد کر رہے ہیں حتیٰ کہ مودودی جماعت کے موجودہ امیر میاں طفیل محمد صاحب نے تو اخباری بیان کے مطابق چیچہ وطنی کے جلسہ عام میں یہاں تک فرما دیا ہے کہ پی این اے یعنی (قومی اتحاد) کے امیدوار کے حق میں استعمال ہونے والا ووٹ ایک لاکھ سال کی نمازوں کے برابر ہیں۔" (بحوالہ جنگ راولپنڈی ۱۷، فروری ۱۹۷۷ء)

قومی اتحاد میں ہمارے نزدیک سب سے زیادہ خطرناک اور فتنہ انگیز جماعت مودودی جماعت اسلامی ہے۔ جو اسلام کے نام پر سب سے زیادہ اصول شکن [1] جماعت ہے۔ ہمیں تعجب ہے کہ قومی اتحاد کے صدر مولانا مفتی محمود صاحب نے مودودی جماعت کو اس متحدہ محاذ میں کیوں شریک رکھا ہے؟ حالانکہ وہ پہلے بھی کئی بار اس جماعت کی چالبازیوں کا تجربہ کر چکے ہیں۔ ۵۳ء کی تحریک ختم نبوت میں مودودی صاحب نے اپنے جس کردار کا مظاہرہ کیا تھا وہ علمائے حق کے سامنے ہے اور نظر بندی سے رہائی کے بعد

---

[1] اس کی تحقیق کے لیے میری کتاب "کھلی چٹھی بنام مودودی صاحب" ملاحظہ فرمائیں (خادم اہل سنت)

لائل پور ختم نبوت کانفرنس میں ختم نبوت کے عظیم مجاہد مولانا سید عطاء اللہ شاہ صاحب بخاری رحمہ اللہ نے اسی سلسلہ میں مودودی صاحب کو مباہلہ کا چیلنج دے کر مودودی فتنہ سے مسلمانانِ پاکستان کو آگاہ کرنے کا فریضہ سرانجام دیا تھا۔

مقتدائے علمائے دیوبند شیخ الاسلام حضرت مولانا سید حسین احمد صاحب مدنی قدس سرہ نے ردمودودیت میں اپنی کتاب ''مودودی دستور اور عقائد کی حقیقت میں'' یہ وضاحت فرما دی ہے کہ:

''مودودی صاحب کا کتاب وسنت کا بار بار ذکر فرمانا محض ڈھونگ ہے وہ نہ کتاب کو مانتے ہیں اور نہ سنت کو مانتے ہیں بلکہ وہ خلاف سلف صالحین ایک نیا مذہب بنا رہے ہیں اور اسی پر لوگوں کو چلا کر دوزخ میں دھکیلنا چاہتے ہیں۔''

حضرت مدنی رحمہ اللہ نے فرمایا کہ: اسلام کے نام پر بہت سی جماعتیں وجود میں آئیں لیکن یہ جماعت جو جماعت اسلامی کے نام سے ہے ان جماعتوں سے بہت زیادہ خطرناک ہے۔ فرمایا جو حدیث میں امت کے تہتر فرقوں کی خبر آئی ہے اور صرف ایک فرقہ کو ناجی اور دوسرے فرقوں کو غیر ناجی فرمایا گیا ہے میں دلائل و براہین کی روشنی میں پورے شرح صدر سے کہتا ہوں کہ یہ جماعت اسلامی بھی ان ہی غیر ناجی فرقوں میں سے ہے۔'' (شیخ الاسلام نمبر الجمعیت دہلی ص ۱۵۹)

③ قطب زماں شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی صاحب لاہوری رحمہ اللہ نے فتنہ مودودیت کے انسداد کے لیے ایک کتاب ''حق پرست علماء کی مودودیت سے ناراضگی کے اسباب'' تحریر فرمائی تھی جس میں یہ ارشاد فرمایا کہ:

''برادران اسلام! مودودی صاحب کی تحریک کو بہ نظر غور دیکھا جائے تو ان کی کتابوں سے جو چیز ثابت ہوتی ہے وہ یہ ہے کہ مودودی صاحب اپنا نیا اسلام مسلمانوں کے سامنے پیش کرنا چاہتے ہیں اور نعوذ باللہ من ذلک نیا اسلام لوگ تب ہی قبول کریں گے جب پرانے اسلام کی در و دیوار منہدم کر کے دکھائے جائیں اور مسلمانوں کو اس امر کا یقین دلایا جائے کہ ساڑھے تیرہ سو سال کا اسلام جو تم لیے پھرتے ہو وہ ناقابل قبول ناقابل روایت اور ناقابل عمل ہو گیا ہے اس لیے اس نئے اسلام کو مانو اور اس پر عمل کرو جو مودودی صاحب پیش فرما رہے ہیں۔ حضرت مدنی رحمہ اللہ اور حضرت لاہوری کے ان واضح ارشادات سے ان لوگوں کو عبرت حاصل کرنی چاہیے جو اسلامی نظام کے قیام کی جدوجہد میں مودودی صاحب اور ان کی جماعت کو اپنے سینہ سے لگائے ہوئے ہیں اور اس فتنۂ مودودیت کے

فروغ کا سبب بن رہے ہیں۔ جب شیخ العرب والعجم حضرت مدنی اور شیخ التفسیر حضرت لاہوری کی تحقیق وبصیرت یہ ہے کہ مودودی نیا اسلام بنا رہا ہے تو پھر یہ حضرات کس اسلام کے لیے مودودی صاحب کا تعاون حاصل کر رہے ہیں؟ حضرت مدنی قدس سرہ کو تو حق تعالیٰ نے اس فتنہ مودودیت کے بارے میں وہبی بصیرت عطا فرمائی تھی کیا آج علمائے دیوبند میں سے کوئی ایسی شخصیت ہے جو حضرت قدس سرہ کی بصیرت وتحقیق کو چیلنج کر سکے؟

④ اور مولانا مفتی محمود صاحب تو بارہا مودودی جماعت کی فتنہ گری کو آزما بھی چکے ہیں۔ چنانچہ ایوبی آمریت کے خلاف جو اسلامی متحدہ محاذ بنا تھا اس میں مفتی صاحب موصوف شامل تھے اور مودودی جماعت بھی، اس محاذ کے صدر میاں عبدالباری مرحوم تھے۔ محاذ کے اندر مودودی جماعت نے مولانا مفتی محمود صاحب سے جو فریب کاریاں کیں ان کا مختصر تذکرہ خود مفتی صاحب کے الفاظ میں یہ ہے کہ (ا) "مودودی جماعت والوں کی تو صرف ایک ہی شرط تھی کہ جماعت سے پابندی ہٹالی جائے تو وہ اس بل کی حمایت کریں۔ جب ان کا یہ سودا نہ ہوسکا تو انہوں نے محض ایک سیاسی ترمیمی بل کو کفر اور اسلام کا مسئلہ بنا کر عوام کو گمراہ کرنے کی کوشش کی اور میرے اور میری جماعت کے خلاف طرح طرح کے الزامات تراشنے شروع کر دیئے کہ میں نے ایوب خان کی بیعت کر لی یا میں نے مالی منفعت کے لیے یہ کیا۔ میں ان کے جواب میں لعنت اللہ علی الکاذبین کے سوا اور کچھ نہیں کہہ سکتا"۔ (دوسرے ترمیمی بل کا پس منظر اور جمعیت علمائے اسلام کا موقف ص ۵)۔

☆ میں نے جب یہ ترمیم پیش کی تو ان اسلام اسلام الاپنے والوں نے میری ترمیم کی حمایت تو کیا کی الٹا انہوں نے میری ترمیم گر جانے کے بعد اصل دفعہ پر جس میں ارتداد اور تبلیغ ارتداد کی کھلی اجازت تھی حکومت کو ووٹ دیا اور اس طرح ارتداد کے دروازے مسلمانوں پر کھول دیئے۔ یہ بھی یقینی تھا کہ اگر اسلامی جمہوری محاذ کے یہ مودود یئے اور نظام اسلام کے دعویدار حکومت کو ووٹ نہ دیتے تو ۱۰۴ ووٹ حاصل ہونا ناممکن تھا۔" (ص ۷)

☆ یہ کتنی ضروری اور اہم ترمیم تھی اور اس ترمیم کے نہ ہونے سے وفد میں کتنا خلاء موجود تھا لیکن یہ اسلامی قانون اسلامی قانون کی رٹ لگا کر لوگوں کو گمراہ کرنے والے یہاں بھی میرا ساتھ دینے سے قاصر رہے اور اصل دفعہ میں حکومت کی حمایت میں خوشی سے ووٹ دیئے۔ میں محاذ کے ارکان میں اکیلا بیٹھا رہا اور ان کی اسلام دشمنی پر دو دو چار چار آنسو بہاتا رہا لیکن اسلام کو اقتدار کا زینہ بنانے والوں کو کچھ بھی خدا

کا خوف نہ آیا اور حکومت کے ۱۰۴ ووٹ پورے کرائے (ص ۹)

☆ اس کے بعد ان اسلام پسندوں نے طرح طرح کے الزامات تراشنے شروع کیے اور پورے ملک میں ہمارے خلاف پراپیگنڈا کرنے میں مصروف ہیں۔ مولوی فرید نے ایک شرانگیز بیان ایک پریس کانفرنس میں دے دیا کہ میں نے اور چیمہ صاحب نے قرآن کریم پر ہاتھ رکھ کر یہ حلف اٹھایا تھا کہ ہم بل کی مخالفت کریں گے اور ہم نعوذ باللہ حلف سے پھر گئے۔ معلوم ہوتا ہے کہ ان کے دلوں میں خدا کا خوف ذرہ برابر موجود نہیں ورنہ وہ اس قسم کے جھوٹے الزامات تراشتے وقت کچھ ندامت محسوس کرتے۔ (ایضاً دوسرے ترمیمی بل کا پس منظر ص ۱۳ ماخوذ از ہفت روزہ ترجمان اسلام لاہور ۱۷۔ جولائی ۱۹۶۴ء)

سوال جب ہم مودودی فتنہ کی نشاندہی کرتے ہوئے یہ عرض کرتے ہیں کہ ایسی خطرناک جماعت سے کسی طرح بھی اشتراک واتحاد نہیں کرنا چاہیے تو جواب میں یہ کہا جاتا ہے کہ اکابر حضرات کے ارشادات صحیح ہیں لیکن خود شیخ الاسلام حضرت مولانا سید حسین احمد صاحب مدنی رحمۃ اللہ علیہ نے انگریزی حکومت کے جبر و استبداد سے ملک کو نجات دلانے کے لیے غیر مسلموں (ہندوؤں اور سکھوں وغیرہ) سے بھی اشتراک کر لیا تھا تاکہ اس متحدہ محاذ کے ذریعہ فرنگی اقتدار کو ختم کیا جائے اس بناء پر ہم نے بھٹو آمریت سے ملک کو نجات دلانے کے لیے مودودی جماعت سے اشتراک کیا ہے اور شیعوں سے بھی۔ اس میں کیا مضائقہ ہے؟

جواب ① حضرت مولانا مدنی قدس سرہٗ وغیرہ اکابر کا مقصد ہندوستان کو ایک غیر ملکی کافر کے اقتدار سے آزاد کرانا تھا۔ اس وقت متحدہ ہندوستان میں اسلامی نظام کا قیام مقصود نہ تھا اس لیے بوجہ مشترکہ مقصد کے غیر مسلم اقوام کو بھی آزادئ ہند کی جدوجہد میں شریک کیا گیا لیکن اب کوئی غیر ملکی کافر پاکستان پر مسلط نہیں ہے جس کو پاکستان سے نکالنا ہے اور پیپلز پارٹی کی حکومت سے نجات دلانے کا مقصد بھی پاکستان میں صحیح اسلامی نظام نافذ کرنا ہے اس لیے متحدہ ہندوستان کی آزادی کے طریق کار کو یہاں بطور حجت پیش نہیں کیا جا سکتا اور اگر اس کی پیروی پر اصرار ہے تو پھر قومی اتحاد کا دائرہ وسیع کر کے اس میں اُن غیر مسلموں کو بھی شریک کرنا چاہیے جو موجودہ آمریت سے آزادی چاہتے ہیں۔ بلکہ اس بناء پر تو مرزائی فرقہ کو بھی آپ اپنی اس جدوجہد میں شامل کر سکتے ہیں جو بھٹو حکومت کے مخالف ہیں۔ اور بھٹو کے دور اقتدار میں ان کو آئینی طور پر غیر مسلم قرار دیا گیا ہے۔

② اگر قومی اتحاد اپنے اس دعوے میں مخلص ہے کہ ان کا مقصد پاکستان میں اسلامی نظام کا قیام ہے

اور وہ خلفائے راشدین کی پیروی میں یہ نظام لائیں گے تو پھر وہ شیعہ کو اسلامی نظام کی اس جدوجہد میں کیونکر شریک کر سکتے ہیں جو خلافت راشدہ کے بالکل منکر ہیں اور جو امام الخلفاء حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ، حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ اور حضرت عثمان ذوالنورین رضی اللہ عنہ کو مومن بھی تسلیم نہیں کرتے اور حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کو وہ امام معصوم اور خلیفہ بلافصل یعنی خلیفہ اول تو مانتے ہیں لیکن ان کے نزدیک حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ بھی اپنے دور خلافت میں صحیح اسلامی نظام جاری نہیں کر سکے۔

③ شیعہ مذہب کی بنیاد پر تو سوائے امام معصوم کے کوئی اسلامی حکومت قائم ہی نہیں کر سکتا اس لیے ان کے نزدیک صحیح اسلامی حکومت اسی وقت قائم ہوگی جب امام غائب حضرت مہدی کا ظہور ہوگا۔ ان سے پہلے سب نظام نظامِ باطل ہیں اور جماعت اسلامی کے بانی مودودی صاحب خود شیعوں کے اس عقیدہ کو تسلیم کرتے ہیں۔ چنانچہ انہوں نے لکھا ہے کہ:

"امام معصوم کا عقیدہ جس نے شیعوں میں رواج پایا ہے اور جس پر درحقیقت مسلک تشیع کی بنیاد قائم ہے۔ اپنی اصل کے اعتبار سے نہ صرف یہ کہ بے اصل ہے بلکہ شیطان کا ایک بہت بڑا دھوکہ ہے جس سے اس نے مسلمانوں کے ایک بڑے گروہ کے لیے دین اور اس کے سارے مطالبات اور اس کے مہمات کو عملاً معطل کر دیا ہے۔ اس نے امامت کے لیے معصومیت کی ایسی شرط لگائی جس کا متحقق ہونا اور دائماً اور مستقلاً متحقق ہوتے رہنا غیر ممکن تھا۔ اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ قرون ماضیہ میں جبکہ شیعوں کے عقیدہ کے مطابق ائمہ معصومین ظاہر ہوتے رہے۔ ہر امام کی وفات کے بعد کئی کئی فرقے بنتے رہے۔ اور بعد میں جب آخری امام معصوم غائب ہوئے تو کسی صدیوں سے عملاً دین کے تمام مہمات بلکہ وہ سارے کام جو دین کی اصلی روح ہیں آج تک معطل چلے آرہے ہیں۔ کیونکہ یہ سب کام امام معصوم پر منحصر ہیں"۔ (ترجمان القرآن ماہ مارچ تا جون ۱۹۴۵ء، ص ۲۷۸)

ہمارا سوال: ① جب شیعہ فرقہ امام غائب حضرت مہدی سے پہلے پہلے کسی اسلامی حکومت کا قائل ہی نہیں ہے اور حضور رحمت للعالمین خاتم النبیین حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد خلافت راشدہ کو بھی برحق تسلیم نہیں کرتا اور یہ نظریہ ان کے عقیدہ امامت پر مبنی ہے جو ان کے نزدیک توحید و رسالت اور قیامت کی طرح اصول دین میں شامل ہے۔ جیسا کہ سابقہ اوراق میں اسلامیات لازمی جماعت نہم و دہم برائے شیعہ طلبہ کی عبارت نقل کی جا چکی ہے تو پھر قومی محاذ کس بنیاد پر شیعوں

کو اسلامی نظام کی جدوجہد میں شریک کرنا چاہتا ہے اور اہل تشیع کس بنیاد پر اپنے عقیدہ امامت کے خلاف اس مجوزہ اسلامی نظام میں شریک ہو سکتے ہیں؟

② قومی اتحاد کی طرف سے شیعوں کو اسلامی نظام کے قیام کی جدوجہد میں شریک کرنا یا تو شیعہ عقیدہ سے جہالت پر مبنی ہے یا تمام مسلمانوں کو ایک تاریخی فریب میں مبتلا کرنا مقصود ہے۔

③ بھٹو کے اسلامی سوشلزم کو علمائے اسلام نے اس بنا پر مسترد کر دیا ہے کہ اسلام کے ساتھ سوشلزم کا پیوند نہیں لگایا جا سکتا۔ کیونکہ اسلام اور سوشلزم جدا جدا مستقل نظام ہیں۔ اب پیپلز پارٹی عموماً اسلامی سوشلزم کی جگہ مساوات محمدی کی اصطلاح استعمال کر رہی ہے لیکن اس کے باوجود اس کو فریب دہی پر محمول کیا جاتا ہے۔ لیکن تعجب ہے کہ شیعہ عقیدہ امامت جو خلافت راشدہ کی بالکل نفی کرنے والا ہے اور جس کی وجہ سے امام غائب سے پہلے صحیح اسلامی نظام کا قیام بالکل ناممکن ہے۔ اس کا پیوند قرآن وسنت پر مبنی اسلامی نظام سے جوڑ دیا جاتا ہے اور قومی اتحاد کے عظیم لیڈروں کی طرف سے فخریہ یہ اعلان کیا جاتا ہے کہ شیعوں نے اسلامی نظام کے قیام کے لیے قومی اتحاد کے ساتھ تعاون کر لیا ہے۔ چنانچہ حسب ذیل خبریں ملاحظہ ہوں:

☆ کراچی ۲۲ رفروری (نمائندہ جنگ) ممتاز شیعہ عالم علامہ رشید ترابی کے ایک صاحبزادہ مسٹر طٰہٰ ترابی نے متعدد شیعہ تنظیموں کے ساتھ پاکستان قومی اتحاد کے راہنماؤں اصغر خان، پروفیسر غفور احمد اور پروفیسر شاہ فرید الحق کی موجودگی میں آج ایک پریس کانفرنس سے خطاب کرتے ہوئے قومی اتحاد میں شمولیت کا اعلان کیا انہوں نے کہا کہ وہ اپنے والد مرحوم کے پیروکاروں کے ساتھ محاذ میں شامل ہو گئے۔ مسٹر اصغر خان نے مسٹر طٰہٰ ترابی کی قومی اتحاد میں شمولیت کا خیر مقدم کرتے ہوئے کہا کہ ان کی شمولیت ہمارے لیے باعث مسرت ہے انہوں نے کہا ہمیں خوشی ہے کہ انہوں نے ہمارے اس جہاد میں شرکت کی ہے جو ہم اسلامی نظام کے لیے کر رہے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ ہم شیعہ اور سنی میں کوئی فرق نہیں کرتے۔ ہم شیعہ راہنماؤں کے ساتھ مل کر چلیں گے۔ الخ (جنگ ۲۲ رفروری ۱۹۷۷ء)

☆ مولانا مفتی محمود صاحب نے اپنی تقریر میں فرمایا ہے کہ:

''قومی اتحاد'' میں کوئی فرقہ وارانہ مسئلہ نہیں ہے۔ دیوبندی، اہلحدیث، اہل سنت اہل تشیع اور

مسلمانوں کا ہر فرقہ وطبقہ اس اسلامی مملکت میں اسلامی نظام کے قیام کا خواہاں ہے۔ الخ (نوائے وقت راولپنڈی ۱۲ر فروری ۱۹۷۷ء)

☆ ہفت روزہ شیعہ لاہور ۱۶ تا ۲۴ فروری ۱۹۷۷ء میں بعنوان "قومی اتحاد عزاداری پر پابندی نہیں لگائے گا۔" یہ خبر درج ہے:

"۲۰ر فروری۔ پاکستان قومی اتحاد کے صدر مولانا مفتی محمود نے آج ایک بیان جاری کیا ہے جس میں کہا گیا ہے کہ پاکستان پیپلز پارٹی نے سرگوشیوں کی مہم شروع کر دی ہے کہ قومی اتحاد برسر اقتدار آنے کے بعد مسلمانوں کے بعض فرقوں کو ان کی فقہ پر عمل کرنے اور ان کی مذہبی رسوم ادا کرنے کی اجازت نہیں دے گا۔ اس پراپیگنڈے سے خاص طور پر اہل تشیع کی جانب سے عزاداریوں پر پابندی کا ذکر کیا جاتا ہے بیان میں کہا گیا ہے کہ قومی اتحاد اس امر کا واضح طور پر اعلان کرنا چاہتا ہے کہ عزاداری پر کوئی پابندی نہیں ہوگی اور یہ مجالس پہلے ہی کی طرح ہوتی رہیں گی۔" (ص ۷)

قومی اتحاد کی قومی حکومت: مولانا مفتی محمود اور ائر مارشل اصغر خان صاحب کے مذکورہ بیانات سے تو یہ ثابت ہوتا ہے کہ قومی اتحاد محض ایک قومی حکومت چاہتا ہے جس میں اسلامی حکومت کے شرعی مقاصد کا تحفظ ضروری نہیں ہوگا۔ ورنہ اگر قومی حکومت کے زعماء خلافت راشدہ کی پیروی میں نظام حکومت کا قیام چاہتے تو وہ یہ اعلان نہ کرتے کہ اہل سنت اور اہل تشیع دونوں نے مل کر اسلامی نظام قائم کرنا ہے کیونکہ شیعہ مذہب کی بناء پر امام معصوم حضرت مہدی سے پہلے کوئی صحیح اسلام نظام قائم ہی نہیں ہوسکتا۔ جیسا کہ مودودی صاحب کی عبارت اس کی تائید میں پہلے پیش کر دی گئی ہے۔ اور اگر شیعوں کے تعاون اور رضا مندی سے کوئی نظام حکومت نافذ کیا بھی جائے گا تو اس کو ایک قومی دنیوی حکومت تو کہا جاسکتا ہے لیکن اس کو اسلامی حکومت نہیں قرار دیا جاسکتا۔ اصغر خان کا یہ کہنا کہ "ہم سنی اور شیعہ میں کوئی فرق نہیں کرتے" اگر اس کا یہ مطلب ہے کہ اسلامی حکومت کے بارے میں سنی وشیعہ اعتقادات میں کوئی فرق نہیں تو یہ بالکل غلط ہے کیونکہ اب تو شیعہ نصاب دینیات میں شیعہ مذہب کے اصول وفروع واضح طور پر درج کر دیئے گئے ہیں اور اصول دین میں سے ان کا عقیدہ امامت ایک ایسا عقیدہ ہے کہ جس کو تسلیم کر لینے کے بعد سوائے لفظ اسلام کے استعمال کے اور کوئی دینی بنیاد مشترک نہیں قرار دی جاسکتی۔ کیونکہ شیعوں کے بنیادی عقیدہ امامت سے یہ لازم آتا ہے کہ جو مسلمان حضور ﷺ کو صحیح طور پر نبی مانتے

ہیں وہ بھی اگر اس عقیدہ کے باوجود حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا پہلا خلیفہ اور امام نہ تسلیم کریں حتیٰ کہ امام غائب تک ان بارہ اماموں میں سے اگر ایک امام کا بھی انکار کردیں تو وہ اسی طرح کافر ہوجائیں گے جس طرح رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کو نبی و رسول نہ ماننے سے آدمی کافر ہوجاتا ہے۔

خلیفہ بلافصل کا مطلب: شیعوں نے "رہنمائے اساتذہ جدید" میں شیعہ طلبہ کے لیے کلمہ کے یہ الفاظ درج کرالیے ہیں۔ **لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللهِ عَلِیٌّ وَلِیُّ اللهِ وَصِیُّ رَسُوْلِ اللهِ وَخَلِیْفَتُهٗ بِلَافَصْلٍ۔**

قومی اتحاد کے رہنماؤں کو بھٹو اقتدار کے تحت اگر سرکاری اسکولوں میں نافذ کردہ شیعہ دینیات کے مطالعہ کا وقت نہیں ملا تو ملکی طوفانی دوروں پر تو کسی جگہ شیعہ اذان میں بذریعہ لاؤڈ اسپیکر ان کلمات کا اعلان سنا ہوگا یا خود نہیں سنا تو دوسرے ذرائع سے آپ کو شیعہ اذان کا علم ہو چکا ہوگا۔ کیا قومی اتحاد کے لیڈروں نے شیعہ اذان کے ان کلمات کے خلاف احتجاج کیا ہے جس میں حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے لیے خلیفہ بلا فصل کا اعلان کیا جاتا ہے؟ حالانکہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے خلیفہ بلافصل ہونے کا مطلب شیعہ مذہب کی بنیاد پر یہ ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد متصلاً بغیر کسی فاصلہ کے خلیفہ اول حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ تھے تو فرمائیے کہ پہلے تین خلفاء کی برحق خلافت کی ان الفاظ سے بالکل نفی نہیں ہوجاتی اور کیا شیعہ ان الفاظ سے ان حضرات خلفائے ثلٰثہ کی خلافت کی بالکل تکذیب نہیں کرتے جن میں خلیفہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ہیں؟ جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے یارِ غار بھی ہیں اور یارِ مزار بھی تو ان حالات میں اگر قومی اتحاد کے لیڈر دیانتداری سے حکومت الٰہیہ اور خلافت راشدہ کا نظام چاہتے ہیں تو پھر ان پر لازم آتا ہے کہ وہ بذریعہ لاؤڈ سپیکر شیعہ اذان میں خلیفہ بلافصل کے اعلان کے خلاف شدید احتجاج کریں۔ کیونکہ یہ الفاظ ان کے مجوزہ نظام اسلامی کے لیے ایک مستقل چیلنج کی حیثیت رکھتے ہیں۔

کلمہ اسلام کی تبدیلی پر سکوت کیوں؟: ۱۹۷۵ء میں شیعوں نے رہنمائے اساتذہ میں ایک خودساختہ کلمہ اسلام درج کرالیا۔ جس کی بنا پر ساری امت غیر مسلم قرار پاتی ہے اور گو ۱۹۷۶ء میں "رہنمائے اساتذہ" کی عبارت میں ترمیم کردی گئی ہے لیکن تقریباً ایک سال کلمہ اسلام کی تبدیلی کا یہ مسئلہ پاکستان میں زیر بحث رہا۔ اور اس کے خلاف شدید احتجاجات بھی رونما ہوئے لیکن قومی اتحاد میں شامل ۹ پارٹیوں کے ۹ عظیم لیڈروں میں سے کیا کسی ایک لیڈر نے بھی اس کے خلاف کوئی مستقل احتجاج کیا ہے یا کوئی تحریک چلائی ہے؟ ہم پوچھتے ہیں کہ کیا ان سیاسی زعماء کے ہاں کلمہ کی یہ لفظی و معنوی تبدیلی

اسلام کے خلاف کوئی خطرناک اقدام نہ تھا؟ یا اس کا اس اسلامی نظام سے کوئی تعلق نہیں تھا جس کا نعرہ لے کر آپ بھٹو آمریت کا مقابلہ کر رہے ہیں کیا اسلامی سیاست اور اسلامی حکومت کی بنیاد کلمہ اسلام لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ نہیں ہے کیا پاکستان کا مطلب لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ نہیں ظاہر کیا گیا تھا؟ کیا نظام اسلامی اور حکومت الٰہیہ کے سب سے بڑے داعی ابوالاعلیٰ مودودی صاحب اور ان کی جماعت نے اس خودساختہ کلمہ کے خلاف کوئی جماعتی قرارداد پاس کر کے ملک میں اس کی اشاعت کی تھی؟ تو اس سے تو یہ لازم آتا ہے کہ ان نو پارٹیوں کے علماء اور زعماء کے نزدیک کلمہ اسلام کی تبدیلی کا مسئلہ کوئی اہمیت نہیں رکھتا تھا جس کی بناء پر وہ بھٹو آمریت کے خلاف میدان میں کود پڑتے۔ اگر مودودی جماعت اس کے جواب میں یہ کہے کہ کلمہ کے متعلق ہائی کورٹ لاہور میں جو رٹ درخواست دائر کی گئی تھی اس کی رہنمائی خود مودودی صاحب کر رہے تھے، تو یہ جواب بھی کافی نہیں کیونکہ اگر مودودی صاحب نے اس میں کوئی کوشش کی بھی ہے تو وہ پردہ نشینوں کی طرح پسِ پردہ بیٹھ کر، حالانکہ وہ اور ان کی جماعت ملکی اور سیاسی مسائل میں سے معمولی معمولی مسئلہ پر ہنگامہ آرائی کرتے رہتے ہیں لیکن کلمہ اسلام کی تبدیلی کے فتنہ کے خلاف انہوں نے میدان میں آنے کی جرأت نہیں کی کیا اس کے بعد بھی وہ یہ دعویٰ کر سکتے ہیں کہ ان کی جماعت اسلامی کا واحد مقصود غلبہ اسلام اور حکومت الٰہیہ کا قیام ہے؟

رٹ درخواست کی نوعیت: کلمہ اسلام کی تبدیلی کے خلاف ہائی کورٹ لاہور میں جو رٹ درخواست داخل کی گئی تھی اس میں ہائی کورٹ کے فیصلے کی اشاعت کے بعد ہمیں معلوم ہوا کہ مودودی صاحب مدعی مولوی صاحبان کی رہنمائی فرماتے رہے ہیں لیکن اس رہنمائی میں بھی انہوں نے شیعیت سے مصالحت ہی کی صورت تجویز کی ہے کیونکہ مدعیان نے شیعہ طلبہ کے لیے کلمہ کے ساتھ علی ولی اللہ وصی رسول اللہ وخلیفتہٗ بلافصل کے الفاظ کا اضافہ منظور کر لیا ہے۔ اسی لیے شیعہ علماء مطمئن ہیں اور وہ یہ کہہ رہے ہیں کہ ان کا مکمل کلمہ رہنمائے اساتذہ اور ہائیکورٹ کے فیصلہ میں درج ہو گیا ہے تو فرمایئے اس میں کامیابی سنی موقف کی ہوئی یا شیعہ موقف کی؟ پھر مودودی صاحب کی رہنمائی نے الٹا نقصان پہنچایا نہ کہ فائدہ!

قومی اتحاد کا منشور: پاکستان کی ۹ سیاسی پارٹیوں پر مشتمل "قومی اتحاد" کے منشور کی ابتدائی سطور میں یہ لکھا گیا ہے کہ ہم ایمان رکھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ ہی پوری کائنات کا بلاشرکت غیرے حاکم مطلق ہے۔ حضرت محمد ﷺ اللہ کے آخری نبی ہیں جن کے بعد کوئی نبی نہیں ہو سکتا۔ قرآن پاک اللہ کی آخری

کتاب ہے اور یہ کہ نظریہ پاکستان کی بنیاد قرآن وسنت ہیں۔اس کے بعد مقاصد کے عنوان کے تحت لکھا ہے کہ پاکستانی قومی اتحاد اپنے ملک کے عوام سے ان مقاصد کو حاصل کرنے کے لیے ہر ممکن جدوجہد کرنے کا عہد کرتا ہے۔کہ قرآن وسنت کی مکمل پابندی کی جائے اور ہر مسلمان کو اس قابل بنایا جائے کہ وہ اپنی زندگی کو اسلامی تقاضوں کے مطابق بسر کر سکے۔اس کے بعد "دستور" کے عنوان کے تحت نمبر ۱۰ میں یہ لکھا گیا ہے کہ: قانون سازی کی بنیاد قرآن وسنت پر ہوگی۔تمام ایسے قوانین کو جو قرآن وسنت کے خلاف ہیں ایک سال کے اندر تبدیل کر کے قرآن وسنت کے مطابق بنایا جائے گا اور اسلامی شریعت نافذ کی جائے گی اس کے بعد بعنوان "غیر مسلم اقلیتیں" نمبر ۷ میں یہ لکھا گیا ہے کہ ان کے مذہبی اور معاشرتی معاملات میں کوئی بیجا مداخلت نہ ہونے دی جائے گی۔انہیں اپنے مذہب کے مطابق عمل کی مکمل آزادی دی جائے گی لیکن کسی فرد یا جماعت کو عقیدہ ختم نبوت اور دیگر مسلّمہ اسلامی اصولوں کے خلاف تبلیغ و اشاعت کی اجازت نہیں ہوگی۔اور ایسا کرنا قابل تعزیر جرم ہوگا۔اس سلسلہ میں دستور میں دوسری ترمیم کے ضمن میں عقیدہ ختم نبوت کے تحفظ کے لیے قانون سازی کے فیصلہ پر مکمل عملدرآمد کیا جائے گا۔

اسلامی سیاست کا تنزل

① پاکستان "قومی اتحاد" کے نام میں اسلام یا مسلم کا لفظ نہ لکھنا اسلامی سیاست کے تنزل کی پہلی نشانی ہے اور اس پر پہلے تبصرہ کیا جا چکا ہے۔

② منشور کا نام "اسلامی منشور" نہیں رکھا گیا۔حالانکہ اگر اس منشور کا مقصد اسلامی نظام کا قیام ہے تو اس کا نام "اسلامی منشور" رکھنا چاہیے تھا۔چنانچہ ۱۹۷۰ء کے الیکشن میں جمعیت علمائے اسلام نے اپنے منشور کا نام اسلامی منشور رکھا تھا لیکن قومی اتحاد میں شامل ہو کر انہوں نے بھی "اسلامی منشور" کے عنوان کو نظر انداز کر دیا۔

③ اس منشور میں تو وضاحت کی گئی ہے کہ "نظریہ پاکستان کی بنیاد قرآن وسنت ہیں" اور یہ کہ: "قرآن وسنت کی مکمل پابندی کی جائے اور بیشک دین اسلام کی اصل قرآن وسنت ہی ہیں" لیکن قرآن وسنت کی تفسیر وتشریح اور عملی صورت میں اہل اسلام کے اندر شدید اختلاف پایا جاتا ہے۔قرآن وسنت کے متعلق شیعہ نظریہ تو بالکل خلاف حقیقت ہے۔تحریف قرآن کے متعلق بھی ان کا نظریہ واضح ہے۔لیکن قرآن کی ترتیب وتبدیلی کا تو وہ اب علی الاعلان اقرار کرتے ہیں اور حدیث کا ماننا ان کے نزدیک صرف آٹھ معصومین ائمہ کی روایات ہیں سوائے امام معصوم کی روایت کے

اور کسی صحابی کی روایت بھی ان کے نزدیک دین میں حجت نہیں ہے اور اس کی تفصیل میں نے "بانی جماعت اسلامی کے نام کھلی چٹھی" میں درج کر دی ہے۔

اس لئے اگر قرآن وسنت کا صحیح اسلامی نظام مقصود ہے تو اس کے لیے منشور میں یہ وضاحت ضروری ہے کہ قرآن وسنت پر مبنی وہ اسلامی نظام پاکستان میں قائم کیا جائے گا جس کا مکمل ترین نمونہ دورِ رسالت کے بعد خلافت راشدہ کا نظام ہے جو امام الخلفاء حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ، حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ، حضرت عثمان ذوالنورین رضی اللہ عنہ اور حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے بالترتیب اپنے اپنے دورِ خلافت میں نافذ فرمایا۔ اور قرآن حکیم میں اللہ تعالیٰ نے سورۃ الحج کی آیت تمکین اور سورۃ النور کی آیت استخلاف میں خلفائے راشدین کی اس مخصوص خلافت راشدہ موعودہ کا اعلان فرمایا ہے تاکہ بعد میں قیامت تک آنے والی مسلم حکومتیں ان خلفائے راشدین کی پیروی میں اسلامی حکومت کا نظام جاری کر سکیں۔ لیکن افسوس کہ قومی اتحاد کے علماء وزعماء نے قرآن وسنت کے علاوہ اپنے منشور میں صحابہ یا خلفاء کا لفظ تک بھی نہیں لکھا چہ جائیکہ چاروں خلفائے راشدین کے اسمائے گرامی لکھ کر خلافت راشدہ کی پیروی کرنے کی تصریح کر دیتے ویسے بھی چونکہ قرآن وسنت کے راوی اور شاہد اصحاب رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہیں قرآن وسنت کے ساتھ ان کا تذکرہ ضروری تھا لیکن نظام اسلام قائم کرنے والی پارٹی تو بغیر خلافت راشدہ کی نشاندہی کے قرآن و سنت پر مبنی اسلامی نظام کا دعویٰ کر ہی نہیں سکتی۔ قومی اتحاد کے منشور میں ملکی اور سیاسی باقی مسائل کا تو واضح اعلان کر دیا گیا۔ لیکن اگر بالفرض نظر انداز کیا ہے تو صحابہ کرام اور خلفائے راشدین کو، کہ ایک لفظ تک اس جنتی گروہ کے متعلق نہیں لکھا۔ ۹ پارٹیوں اور ۹ ستاروں کی نشاندہی تو ضروری سمجھی گئی تاکہ پاکستانی قوم ان کی رہنمائی میں ان کا پرچم تھام لے لیکن ان ایک لاکھ چوبیس ہزار اصلی نورانی ستاروں کو بالکل بھول گئے جن کو بذریعہ وحی خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہدایت کے ستارے فرمایا ہے: **اَصْحَابِیْ کَالنُّجُوْمِ بِاَیِّهِمْ اقْتَدَیْتُمْ اهْتَدَیْتُمْ** (میری اصحاب مثل ستاروں کے ہیں تم ان میں سے جس کی پیروی کرو گے ہدایت پاؤ گے)۔ جمعیت علمائے اسلام کے اسلامی منشور ۱۹۷۰ء میں تو یہ بھی ضروری سمجھا گیا تھا کہ صدر مملکت سنی مسلمان ہونا چاہیے۔ چنانچہ اس میں لکھا ہے کہ: صدر مملکت کا مسلمان ہونا اور پاکستان کی ۹۸ فیصد مسلمان اکثریت اہل سنت کا ہم مسلک ہونا ضروری ہوگا۔

مسلمان کی تعریف: جمعیت علمائے اسلام کے ۷۰ء کے اسلامی منشور میں یہ بھی تصریح تھی کہ:

مسلمان کی قانونی تعریف یہ ہوگی کہ: وہ قرآن و حدیث پر ایمان رکھتے ہوئے ان کو صحابہ

کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین و اسلاف رحمہم اللہ اجمعین کی تشریحات کی روشنی میں حجت سمجھے اور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد نہ کسی نبوت کا اور نہ کسی (نئی) شریعت کا قائل ہو۔"

اس قانون شریعت کی بناء پر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے منکر مسلمان ہی نہیں قرار دیئے جا سکتے اگر چہ وہ قرآن وسنت کے قائل ہوں۔ اس طرح جو لوگ صحابہ کرام کو معیار حق نہیں مانتے وہ بھی اس قانونی تعریف کی بناء پر مسلمان قرار نہیں دیئے جا سکتے اور صحابہ کرام کے علاوہ اس میں اسلافِ امت کو بھی یہی معیاری مقام دیا گیا ہے لیکن قومی اتحاد میں اکابر جمعیت علمائے اسلام شامل ہوئے تو وہ منشور میں صدر کے اہل سنت ہونے اور صحابہ کرام کے ذریعہ قرآن وسنت ماننے والوں کو مسلمان قرار دینے کی تصریح کیا کرتے، صحابہ کا لفظ تک بھی وہ اس منشور میں نہ لکھ سکے حالانکہ قومی اتحاد کے صدر مولانا مفتی محمود صاحب جنرل سیکرٹری جمعیت علمائے اسلام ہیں۔ ہم دریافت کرتے ہیں کہ اگر ۱۹۷۰ء کے انتخابات میں اسلام وہ تھا جو جمعیت کے اسلامی منشور میں مذکور ہے اور اب ۷ سال کے بعد ۱۹۷۷ء میں اسلام وہ ہے جو قومی اتحاد کے منشور میں پیش کیا گیا ہے تو کیا اسلامی سیاست کے تنزل کی یہ عبرتناک نشانی نہیں ہے؟

عقیدہ امامت اصول دین کے خلاف ہے: قومی اتحاد کے منشور میں یہ واضح کیا گیا ہے کہ:

"کسی فرد یا جماعت کو عقیدہ ختم نبوت اور دیگر مسلّمہ اسلامی اصولوں کے خلاف تبلیغ واشاعت کی اجازت نہیں ہوگی اور ایسا کرنا قابل تعزیر جرمِ ہوگا۔" گو یہ ضابطہ غیر مسلم اقلیتوں کے متعلق بیان کیا گیا ہے جن میں مرزائی فرقہ بھی بوجہ منکر ختم نبوت ہونے کے داخل ہے لیکن اس کا یہ مطلب تو نہیں ہو سکتا کہ غیر مسلم تو اسلام کے مسلّمہ اصولوں کے خلاف تبلیغ واشاعت نہ کریں اور مسلمان ایسا کر سکتے ہیں بلکہ بحیثیت مسلمانوں میں شمار ہونے کے مدعیان اسلام کے لیے تو یہ اور زیادہ قبیح امر ہے کہ وہ مسلّمہ اسلامی

اصول کے خلاف تبلیغ واشاعت کریں۔ اس بناء پر ہمارا سوال یہ ہے کہ شیعوں کا عقیدہ امامت بھی مسلّمہ اسلامی اصولوں کے خلاف ہے۔ اس لیے اس کی تبلیغ واشاعت بھی ممنوع ہونی چاہیے اور بھٹو دور اقتدار میں جو شیعہ نصاب نافذ ہوا ہے اس کی اسلامیات لازمی جماعت نہم ودہم برائے شیعہ طلبہ میں اصول دین کے عنوان کے تحت یہ وضاحت کی گئی ہے کہ: اسلام کی جڑیں پانچ ہیں، توحید، عدل، نبوت، امامت، قیامت، اور پھر امامت کی حسبِ عقیدہ شیعہ تشریح بھی کی گئی ہے۔ قومی اتحاد کے مولانا مفتی محمود صاحب ہوں یا مولانا شاہ احمد نورانی (اور خود مودودی صاحب بھی) یہ جانتے ہیں کہ یہ عقیدہ امامت، مسلّمہ اسلامی اصولوں کے خلاف ہے اور اسلام میں اس کی کوئی گنجائش نہیں ہے تو کیا قومی اتحاد کے رہنما اقتدار حاصل

ہونے کے بعد شیعوں کے اس عقیدہ امامت کی تبلیغ و اشاعت پر پابندی لگا دیں گے؟ شیعہ کلمہ اور اذان میں حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے لیے خلیفہ بلافصل ہونے کا اقرار اسی عقیدۂ امامت کے اظہار کے لیے ہے جس پر شرعاً پابندی عائد ہونی چاہیے تو کیا قومی اتحاد کی حکومت کلمہ و اذان میں عقیدۂ امامت کے اظہار کو قانوناً ممنوع قرار دیدیگی؟ ہمارا گمان یہ ہے کہ قومی اتحاد والے ایسا نہیں کریں گے۔ اگر ان کا مقصود یہ ہوتا کہ سیاست وحکومت کے ذریعے اسلامی اصول کا تحفظ کرنا ہے تو پھر وہ قومی اتحاد کی تشکیل، ٹکٹوں کی تقسیم اور منشور کی ترتیب میں تو ضرور اسلامی مسلّمہ اصولوں کے تحفظ کو ملحوظ رکھتے۔

شیعوں کی عزاداری: شیعوں کی عزا داری اور مروجہ ماتم کے متعلق بھی قومی اتحاد کے رہنماؤں کے بیانات اخبارات میں شائع ہوتے رہتے ہیں اور پیپلز پارٹی کے لیڈروں کی طرف سے بھی اس بارے میں ان سے سوالات ہو رہے ہیں اور شیعوں کی طرف سے بھی مطالبات پیش کیے جا رہے ہیں اور قومی اتحاد کے علمبرداروں کے جوابی بیانات بھی اخبارات میں شائع ہو چکے ہیں کہ وہ ہر فرقہ کو مذہبی آزادی دیں گے۔ اور شیعوں کے ماتم اور عزاداری پر بھی کوئی پابندی عائد نہیں ہوگی۔

ہمارا سوال: قومی اتحاد کے لیڈروں اور بالخصوص علماء سے ہمارا سوال یہ ہے کہ قرآن مجید میں تو اسلامی حکومت کے ارکان کے فرائض میں اس امر کی تصریح ہے کہ وہ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کریں گے۔ چنانچہ سورۃ الحج میں مہاجرین صحابہ کے بارے میں یہ پیشگوئی کی گئی ہے کہ اَلَّذِيْنَ اِنْ مَّكَّنّٰهُمْ فِي الْاَرْضِ اَقَامُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتَوُا الزَّكٰوةَ وَاَمَرُوْا بِالْمَعْرُوْفِ وَنَهَوْا عَنِ الْمُنْكَرِ ۔ ترجمہ: یہ لوگ ایسے ہیں کہ اگر ہم ان کو دنیا میں حکومت دے دیں تو یہ لوگ (خود بھی) نماز کی پابندی کریں اور زکوٰۃ دیں (اور دوسروں کو بھی) نیک کاموں کے کرنے کو کہیں اور بُرے کاموں سے منع کریں۔'' (ترجمہ حضرت مولانا اشرف علی تھانوی رحمہ اللہ) اس آیت سے معلوم ہوا کہ جس کو ملک کا اقتدار نصیب ہو اس پہ لازم ہے کہ وہ نیکیوں کا کام حکم دے اور برائیوں سے روکے۔ اور چونکہ شیعوں کی مروجہ ماتمی رسوم سینہ کوبی، زنجیر زنی وغیرہ (خلافِ شریعت) منکرات میں سے ہیں اس لیے قومی اتحاد کی مجوّزہ حکومت پر بھی لازم ہوگا کہ وہ ان منکرات پر پابندی لگا دے جن کا ارتکاب اسلام کے نام پر کیا جاتا ہے۔ زیادہ سے زیادہ اگر گنجائش ہوسکتی ہے تو یہ کہ شیعہ فرقہ ماتمی رسوم اپنے اماماباڑوں میں ادا کریں۔

شیعہ امام اور سُنّی مقتدی: لیکن حکومت الٰہیہ اور اقامتِ دین کے سب سے بڑے داعی مودودی صاحب کی اصول پسندی اور حق پرستی کا تو یہ حال ہے کہ انہوں نے شیعہ امام کے پیچھے سُنّی مسلمان

کی نماز کو جائز قرار دے دیا ہے چنانچہ ایک استفسار کے جواب میں لکھا ہے کہ: شیعوں سے اہل سنت کے اختلافات تو بہت ہیں مگر یہ کفر و اسلام کے اختلافات نہیں ہیں۔ شیعہ کے پیچھے سُنّی اور سُنّی کے پیچھے شیعہ نماز پڑھ سکتا ہے کیونکہ دونوں مسلمان ہیں اور ایک مسلمان کی نماز دوسرے مسلمان کے پیچھے ہوجاتی ہے۔ دونوں ایک دوسرے کے جنازے میں شامل ہوسکتے ہیں۔ محررہ ۲۱۔ فروری ۱۹۷۶ء۔" اس جوابی خط کی فوٹو اسٹیٹ کاپی میری کتاب "کھلی چٹھی" میں شائع ہوچکی ہے، وہاں دیکھ لیں۔ یہاں ہم اس بحث میں نہیں پڑتے کہ اہل سنت اور شیعوں کے بعض عقائد میں کفر و اسلام کا اختلاف پایا جاتا ہے اور ان کے عقیدہ امامت پر مختصر تبصرہ گذشتہ صفحات میں گذر چکا ہے البتہ اسلامی حکومت کی طرف سے شیعہ عقیدہ امامت کو ممنوع قرار دینا اور مروجہ ماتم پر پابندی لگانا یہ اپنی جگہ صحیح ہے لیکن اس کا یہ مطلب نہیں ہے کہ اسلامی حکومت میں ان کو اپنی مذہبی فقہ پر عمل کرنے کی بھی آزادی نہیں ہوگی۔ کیونکہ مسائل فقہ کا تعلق فروعات سے ہے اور ان کے مسائل نکاح و طلاق وغیرہ ان کی اپنی فقہ کے مطابق حل کیے جائیں گے اور نہ ہی ہمارا مقصد یہاں صرف فرقہ وارانہ مسائل کو چھیڑنا ہے بلکہ اسلامی نظام کے قیام کے مقصد عظیم میں ہم اصولی طور پر شیعہ عقیدہ امامت وغیرہ کو زیر بحث لا رہے ہیں جن کا تعلق ان عمومی انتخابات سے ہے۔ قومی اتحاد پر اس سلسلہ میں ہمارا شرعی اعتراض یہ ہے کہ اگر انہوں نے قرآن و سنت پر مبنی نظام حکومت خلفائے راشدین حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ، حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ، حضرت عثمان رضی اللہ عنہ ذوالنورین اور حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی پیروی میں قائم کرنا ہے تو اس میں ان لوگوں کو شریک کرنا اور ان کو قومی و صوبائی اسمبلیوں کے لیے پارٹی ٹکٹ عطا کرنا جائز نہیں ہے جو خلافت راشدہ کے ہی منکر ہیں اور شیعوں کا عقیدہ امامت چونکہ خلافتِ راشدہ کی نفی ہی کے لیے ہے اس لیے ان کو اس جدوجہد میں شریک نہیں کیا جاسکتا۔ اگر اس بنیادی اصول کو نظر انداز کر دیا جائے تو پھر الیکشن میں کامیابی اور قومی اتحاد میں توسیع کے لیے کمیونسٹ اور سوشلسٹ افراد کو بھی اس اتحاد میں شریک کر لینا چاہیے۔ جو اسلامی حکومت اور خلافت راشدہ کے بالکل منکر ہیں حتیٰ کہ مرزائی پارٹی کے لیے بھی اس میں گنجائش نکل سکتی ہے۔

اسلامی شریعت کا نفاذ: قومی اتحاد کے منشور میں یہ بھی لکھا گیا ہے کہ:

> "قانون سازی کی بنیاد قرآن و سنت پر ہوگی۔ تمام ایسے قوانین کو جو قرآن و سنت کے خلاف ہیں۔ ایک سال کے اندر تبدیل کر کے قرآن و سنت کے مطابق بنایا جائے گا اور اسلامی شریعت نافذ کی جائے گی۔"

اگر ایک سال کے اندر قرآن وسنت پر مبنی نظام میں ایسا ہو جائے تو بہت مبارک ہے لیکن تعجب ہے کہ مودودی جماعت نے ایک سال کے اندر شریعت کا نافذ کرنا کیونکر تسلیم کر لیا ہے جب کہ مودودی صاحب نے اسلامی سزاؤں کے متعلق لکھا ہے کہ "جہاں مردوں کی سوسائٹی مخلوط رکھی گئی ہو جہاں مدرسوں میں، دفتروں میں، کلبوں میں اور تفریح گاہوں، خلوت اور جلوت میں ہر جگہ جوان مردوں اور بنی ٹھنی عورتوں کو آزادانہ ملنے جلنے اور ساتھ اٹھنے بیٹھنے کا موقع ملتا ہو۔ جہاں معیار اخلاق بھی اتنا پست ہو کہ ناجائز تعلقات کو کچھ معیوب نہ سمجھا جاتا ہو۔ ایسی جگہ زنا اور قذف کی شرعی حد جاری کرنا بلاشبہ ظلم ہوگا۔" (تفہیمات حصہ دوم ص ۲۸۱ طبع دوم)

چوری کی سزا کے متعلق لکھا ہے کہ:

"اسی پر حد سرقہ کو قیاس کر لیجیے کہ وہ صرف اس سوسائٹی کے لیے مقرر کی گئی ہے جس میں اسلام کے معاشی تصورات اور اصول اور قوانین پوری طرح نافذ ہوں اور جہاں یہ نظم معیشت نہ ہو وہاں چور کا ہاتھ کاٹنا دوہرا ظلم ہے۔" (ایضاً ص ۲۸۱)

فرمایئے! کیا ایک سال کے اندر قومی اتحاد کے زیر اثر اتنی اصلاح ہو جائے گی کہ اس کے بعد مودودی صاحب کے فتویٰ کے مطابق سخت شرعی سزائیں جاری کی جائیں؟ ہمارے نزدیک قومی اتحاد میں سب سے بڑا فتنہ مودودی جماعت کا ہے۔ اگر علمائے کرام یہ گمان کرتے ہیں کہ اس جماعت کے تعاون سے صحیح اسلامی نظام قائم ہو سکتا ہے تو یہ ان کی سخت غلطی ہے۔ مودودی جماعت کے بانی اور امیر مودودی صاحب کے نزدیک جب صحابہؓ معیار حق نہیں ہیں اور حضرت عثمان ذوالنورین رضی اللہ عنہ کی خلافت راشدہ میں بھی ان کے نزدیک ملوکیت گھس آئی تھی اور العیاذ باللہ خلیفہ راشد حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی پالیسیاں بھی خطرناک اور فتنہ انگیز ثابت ہوئیں۔ جیسا کہ انہوں نے اپنی کتاب "خلافت وملوکیت" میں اس کی تصریح کر دی ہے تو آج کون ایسی شخصیت اور ایسی مقدس جماعت ہے جس کے ذریعہ صحیح اسلامی نظام قائم ہو سکتا ہے۔ مودودی جماعت صحابہ کرام اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ خلیفہ برحق کو تو تنقید کا نشانہ بنانا اپنا حق قرار دیتی ہے لیکن قومی اتحاد اور نوستاروں کا پرچم ان کے نزدیک کیا تنقید سے بالاتر ہے؟ اور مودودی جماعت کی اسلامی سیاست کا تو اس سے آپ اندازہ لگا سکتے ہیں کہ اپنی جماعت اسلامی کے پرچم پر تو انہوں نے کلمہ طیبہ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ لکھا ہوا ہے لیکن قومی اتحاد کے پرچم میں کلمہ طیبہ کو نظر انداز کر دیا۔ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے تمام صحابہ کو ہدایت کے ستارے فرمایا ہے لیکن وہ ان میں سے بعض

ستاروں کے نورِ ہدایت کے منکر ہیں لیکن خودساختہ ۹ ستاروں کو منوانے کے لیے وہ خون پسینہ ایک کر رہے ہیں۔

ے بسوخت عقل زحیرت کہ ایں چہ بوالعجبسیت۔ عبرت، عبرت، عبرت

تحفظ اسلام پارٹی کا قیام

ہم نے سنّی مذہب کے تحفظ اور اسلام حقیقی کے غلبہ کی راہ ہموار کرنے کے لیے تحریک خدام اہل السنت جاری کی ہوئی ہے۔ جس میں مختلف سیاسی پارٹیوں کے سنّی افراد بھی اپنے مذہب حق کے تحفظ کے لیے کام کر سکتے ہیں ہم مروجہ سیاست سے پوری طرح متفق نہیں ہیں کیونکہ اس میں عموماً اقتدار مقصود ہوتا ہے جس کی خاطر اسلامی اصول کو بھی پس پُشت ڈال دیا جاتا ہے، الا ماشاء اللہ۔

نظر بندی: مدنی جامع مسجد کی تنگ گلی میں سے سال میں دوبار ۷۔ محرم اور ۱۷۔ صفر کو شیعوں کا ماتمی جلوس گذرتا ہے۔ جس میں وہ مسجد کے دروازے پر سینہ کوبی وغیرہ کر کے ماتمی ہنگامہ آرائی کرتے ہیں۔ ہمارا مطالبہ یہ ہے کہ ماتمی جلوس کے اس روٹ کو بالکل تبدیل کر دیا جائے۔ کیونکہ مدنی مسجد کے بالکل قریب جو شیعہ مہاجرین نے امامباڑہ بنا رکھا ہے وہ عمارت اب گورنمنٹ محمد علی ہائی اسکول کی ہے جو حکومت کی تحویل میں آچکی ہے پہلے یہاں پرائیویٹ طور پر محمد علی ہائی اسکول تھا۔ جس کو شیعہ بطور امامباڑہ بھی استعمال کرتے تھے۔ لیکن اب چونکہ شیعوں کا اس عمارت پر قابض رہنے کا کوئی قانونی جواز نہیں ہے اس لیے امامباڑہ کو یہاں سے اٹھا دیا جائے اور اس کی وجہ سے جو ماتمی جلوس نکالا جاتا تھا اس کا روٹ منسوخ کر دیا جائے اور کم از کم شیعوں کو اس امر کا پابند کیا جائے کہ وہ مدنی مسجد کی گلی سے اپنا ماتمی جلوس بلا نوحہ و ماتم جلدی جلدی خاموشی سے گذار لیں لیکن بجائے اس کے کہ ہمارے ان جائز مطالبات کو منظور کیا جاتا اُلٹا دوسرے سال سے ان ایام ماتم میں ہمیں جیل میں نظر بند کیا جاتا ہے اور پولیس کی بڑی فورس کے ذریعہ ماتمی جلوس کو وہاں سے گذار کر مسلمانانِ اہل السنت والجماعت کے جذبات کو سخت مجروح کیا جاتا ہے۔ اس سال یکم محرم ۱۳۹۷ھ مطابق ۲۳۔ دسمبر ۱۹۷۷ء کو مجھے اور میرے فرزند قاضی محمد ظہور الحسین سلمہ کو پچاس دن کے لیے ڈسٹرکٹ جیل جہلم میں نظر بند کر دیا۔ (فریق ثانی میں سے بھی ایک شیعہ کو ڈسٹرکٹ جیل جہلم میں نظر بند کیا گیا تھا)۔ ہماری نظر بندی کے دوران ہی الیکشن کا اعلان ہو گیا چونکہ جیل میں اخبار اور ملاقات کی اجازت نہ تھی اس لیے اپنی جماعت سے ہم اس سلسلے میں مشاورت نہیں کر سکے۔ جماعتی افراد کے لیے یہ بڑا مشکل مرحلہ تھا لیکن انہوں نے ہمت کر کے تحصیل چکوال میں

قومی اسمبلی اور دو صوبائی اسمبلیوں کی سیٹ پر اپنے امیدوار تجویز کر لیے اور ''تحفظ اسلام پارٹی'' قائم کر کے اپنی جماعت کا انتخابی نشان سیب منظور کرا لیا۔ ۱۷۔ صفر کو شیعوں کا ماتمی جلوس گذرنے کے بعد ۱۹۔ صفر مطابق ۸۔ فروری ۱۹۷۷ء کو ڈسٹرکٹ جیل جہلم سے ہمیں رہا کر دیا گیا۔ ہماری اس نظر بندی کی وجہ سے انتخابی مہم میں رکاوٹ رہی۔ رہائی کے بعد ''قومی اتحاد'' کی طرف سے یہ کوشش کی گئی کہ ہم قاضی مشتاق احمد صاحب امیدوار قومی اسمبلی کے حق میں اپنے امیدوار نائب صوبیدار چوہدری احمد خان کو بٹھا دیں تاکہ پیپلز پارٹی کے سردار خضر حیات کا زیادہ موثر طریق سے مقابلہ کیا جا سکے لیکن میں نے ان لوگوں کے سامنے اپنا اصولی موقف پیش کیا کہ ہمارا مقصد صرف ووٹوں میں ہار جیت نہیں ہے۔ تحفظ اسلام پارٹی کا مقصد اصول دین کا تحفظ ہے اور چونکہ اپنے اصولی موقف کی بناء پر ہمیں ''قومی اتحاد'' سے بھی شدید اختلاف ہے (جیسا کہ گذشتہ اوراق میں اس کی وضاحت کر دی گئی ہے) اس لیے میں ان کا مطالبہ تسلیم نہیں کر سکتا۔

قاضی مشتاق احمد ایڈووکیٹ: قاضی مشتاق احمد صاحب ایڈووکیٹ جو تحصیل چکوال میں قومی اسمبلی کے لیے قومی اتحاد کے امیدوار ہیں۔ ۲۷۔ اکتوبر ۱۹۷۴ء کے ضمنی الیکشن میں بطور آزاد امیدوار پیپلز پارٹی کے نامزد امیدوار نذر کیانی کے مقابلے میں کھڑے ہوئے تھے اور چونکہ مودودی جماعت ان کی خصوصی معاون تھی اور ہم مودودی جماعت کو امت مسلمہ کے لیے ایک عظیم فتنہ سمجھتے ہیں اس لیے ہم نے قاضی مشتاق احمد صاحب سے مشروط طور پر تعاون کیا اور ان سے ایک تحریر لکھوا لی جس میں یہ الفاظ بھی ہیں کہ:

''بانی جماعت اسلامی ابوالاعلیٰ مودودی صاحب کے عقائد سے متفق نہیں ہوں۔ ''خلافت و ملوکیت'' اور بعض دوسری تصانیف میں مودودی صاحب نے خلیفہ راشد حضرت عثمان ذوالنورین رضی اللہ عنہ، فاتح مصر حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ اور کاتب وحی حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ وغیرہ جلیل القدر صحابہ کرام کے متعلق جو کچھ لکھا ہے اس میں اس جنتی صحابہ کی تنقیص و توہین پائی جاتی ہے۔ جس سے مجھے قطعاً اختلاف ہے۔ میں ان شاء اللہ اپنی تحریر اور تقریر کے ذریعہ ان عقائد کے مقابلہ میں اہل السنت والجماعت کے عقیدہ کی ترویج و اشاعت کرتا رہوں گا۔ دستخط مشتاق احمد قاضی ایڈووکیٹ ۷۴۔ ۱۰۔ ۱۶۔''

اور یہ انتخابی بیان اس وقت شائع بھی کر دیا گیا تھا۔ لیکن موجودہ الیکشن میں پھر قاضی مشتاق صاحب مودودی جماعت کے ہی گھیرے میں آ گئے[1]۔

[1] اس کی تفصیل گزشتہ اوراق میں بھی گزر چکا ہے۔ سلفی

اب قاضی مشتاق احمد موصوف ایک وفد کے ساتھ خود بھی میرے پاس اس غرض کے لیے آئے تھے کہ سردار خضر حیات کو شکست دینے کے لیے "تحفظِ اسلام پارٹی" قومی اسمبلی کے امیدوار صوبیدار احمد خان صاحب ان کے حق میں دستبردار ہو جائیں۔ میں نے ان پر بھی اپنا اصولی موقف واضح کر دیا، آخر ان کے بار بار اصرار پر میں نے ان سے یہ کہا کہ اگر آپ دیانتداری سے سردار خضر حیات کو شکست دینا چاہتے ہیں تو میں تو اپنے اصول کی بنا پر آپ کی بات تسلیم نہیں کر سکتا آپ ہی ہمارے امیدوار کے حق میں دستبردار ہو جائیں تاکہ ہماری اس متحدہ طاقت سے پیپلز پارٹی کے امیدوار کو شکست دی جا سکے لیکن انہوں نے ہماری اس پیشکش کو قبول نہ کیا۔

باطل نواز سیاست: قاضی مشتاق احمد صاحب موصوف نے ۲۰۔فروری رات بھون روڈ چکوال کے قریب اپنے انتخابی جلسہ میں تقریر کرتے ہوئے یہاں تک تعزیہ داری کی حمایت کر دی کہ:

"یہ حق اور باطل کی جنگ ہے اور ہم سب مسلمان ہیں۔ کلمہ گو ہیں۔ ہم حق کے ساتھ ہیں۔ بھائیو! ہم نعرے مارتے ہیں۔ ہم تعزیئے نکالتے ہیں۔ ہم ماتم کرتے ہیں کس بات کا ماتم کرتے ہیں کہ حسینؓ نے اپنے چھ ماہ کے بچے علی اصغر کو اس لیے شہید کرایا تھا کہ وہ حق پر تھا۔"

نوٹ: قاضی مشتاق احمد کی تقریر کے مندرجہ بالا الفاظ ان کی ٹیپ شدہ تقریر سے نقل کیے گئے ہیں جس کا انکار نہیں کیا جا سکتا۔ ان الفاظ سے تو معلوم ہوتا ہے کہ یہ کسی شیعہ ذاکر کی تقریر ہے جو علی اصغر وغیرہ حضرات کی شہادت کی بناء پر ماتم و تعزیہ کا حق ہونا ثابت کر رہا ہے۔ حالانکہ بظاہر قاضی مشتاق احمد سنی عقیدہ رکھتے ہیں اور ان کے خاندان میں تاحال کوئی ماتم و تعزیہ کا مشتاق نہیں ہے۔ مندرجہ الفاظ انہوں نے شیعوں کے ووٹ حاصل کرنے کے لیے استعمال کیے ہیں لیکن اپنے ضمیر و ایمان کے خلاف تقریر کرنے کو کیا اسلامی سیاست کہا جا سکتا ہے؟ اور امیدوار موصوف کی یہ تقریر بھی قومی اتحاد کی اس مرکزی سیاسی پالیسی پر مبنی ہے کہ الیکشن میں کامیابی کے لیے اسلامی نظام کا نعرہ تو لگایا جائے لیکن اس سیاست میں خلافت راشدہ کے اقرار و انکار کا کوئی فرق ملحوظ نہ رکھا جائے جو شخص جس طرح راضی ہو سکے اس سے تعاون حاصل کرنے کی کوشش کی جائے۔ لیکن ہم اس قسم کی سیاست کی حمایت نہیں کر سکتے کیونکہ ہمارا مقصد نظریۂ خلافت راشدہ کا تحفظ ہے۔ جس کے بغیر نہ ہم دین اسلام کا تحفظ کر سکتے ہیں اور نہ صحیح اسلامی حکومت قائم کر سکتے ہیں۔

تحفظ اسلام پارٹی کی خصوصیت

نام: تحفظ اسلام پارٹی ہے جس کے نام سے ثابت ہوتا ہے کہ اس جماعت کا بنیادی مقصد اسلام کی حفاظت ہے۔ خلافت راشدہ کی پیروی میں حکومت الٰہیہ کے لیے جدوجہد کرنا اس جماعت کا نصب العین ہے۔ ہمارا یہ ایمان ہے کہ حضور رحمت للعالمین خاتم النبیین حضرت محمد رسول اللہ ﷺ نے اپنی معجزانہ تعلیم وتربیت سے حسبِ ارشادِ خداوندی اپنے اصحاب کی تکمیل فرمائی۔ حضور ﷺ کے انوارِ نبوت سے صحابہ کرام کے قلوب منور ہوئے اور اس مقدس جماعت کی زندگیاں علم وعمل اور اخلاص وتقویٰ کا کامل نمونہ بن گئیں۔ یہ اس جماعت صحابہ ہی کی خصوصیت ہے کہ حضور ﷺ کی موجودگی میں ان کو بذریعہ وحی اللہ تعالیٰ کی رضا مندی اور جنت کی بشارت ملی۔ جیسا کہ آیت رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَرَضُوْا عَنْهُ میں صاف اعلان موجود ہے یعنی اللہ ان سے راضی ہو گیا اور وہ اللہ سے راضی ہو گئے۔

② نبی کریم ﷺ نے امت کے ۷۳ فرقوں کے متعلق پیشین گوئی فرماتے ہوئے اہل جنت کی نشانی مَا اَنَا عَلَيْهِ وَاَصْحَابِيْ کے الفاظ میں بیان فرمائی ہے یعنی وہ لوگ جنت میں جائیں گے جو میرے اور میرے اصحاب کے طریقہ پر ہوں گے (مشکوٰۃ شریف) اس ارشاد رسالت سے یہ حقیقت واضح ہو جاتی ہے کہ صحابہ کرام معیار حق ہیں ان کی محبت اور پیروی میں جنت ہے اور ان کی عداوت اور دشمنی میں جہنم ملتی ہے۔

③ چونکہ اسلام ایک عالمگیر دین ہے جو قیامت تک تمام نسل انسانی کی ہدایت کے لیے ہے۔ اس لیے انفرادی اور اجتماعی ہر صورت میں صحابہ کرام مابعد کی امت کے لیے کامل نمونہ بنا دیئے گئے ہیں۔ زندگی کے ہر شعبہ میں اصولی طور پر سنت رسول ﷺ کے بعد اصحابِ رسول کا نمونہ ہمارے لیے ایک اعلیٰ نمونہ ہے۔ چونکہ انسانوں کی اجتماعی حیات کے لیے نظام حکومت کا قیام ضروری تھا، اس لیے رسول خدا ﷺ کے بعد اللہ تعالیٰ نے جماعت صحابہ کو حکومت الٰہیہ قائم کرنے کی بھی توفیق دی اور نزولِ قرآن کے دوران ہی بطور پیشگوئی ان کو اپنی خلافت عطا کرنے کا وعدہ فرما دیا۔ چنانچہ سورۃ النور ۶ میں ارشاد فرمایا:

وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَيَسْتَخْلِفَنَّهُمْ فِي الْاَرْضِ
كَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ وَلَيُمَكِّنَنَّ لَهُمْ دِيْنَهُمُ الَّذِي ارْتَضٰى
لَهُمْ وَلَيُبَدِّلَنَّهُمْ مِّنْ بَعْدِ خَوْفِهِمْ اَمْنًا يَعْبُدُوْنَنِيْ لَا يُشْرِكُوْنَ بِيْ شَيْئًا

وَمَنْ كَفَرَ بَعْدَ ذٰلِكَ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَ۔

"وعدہ کر لیا اللہ نے ان لوگوں سے جو ایمان لائے ہیں اور کیے ہیں انہوں نے نیک کام۔ البتہ پیچھے حاکم کر دے گا ان کو ملک میں جیسا حاکم کیا تھا ان سے اگلوں کو اور جما دے گا ان کے لیے دین ان کا، جو پسند کر دیا ان کے واسطے، اور دے گا ان کو ان کے ڈر کے بدلے میں امن۔ میری بندگی کریں گے شریک نہ کریں گے میرا کسی کو، اور جو کوئی ناشکری کرے گا اس کے پیچھے سو وہی ہیں نافرمان" (ترجمہ حضرت شیخ الہند اسیرؒ مالٹا)

چونکہ اس آیت میں ان مومنین صالحین کو اپنا خلیفہ بنانے کا اللہ تعالیٰ نے وعدہ فرمایا ہے جو اس وقت موجود تھے جس پر لفظ منکم دلالت کرتا ہے اس لیے ضروری ہے کہ حضور ﷺ کے بعد متصلاً صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں سے ہی خلفاء بنائے جائیں اور اللہ تعالیٰ نے ان خلفاء کی جو صفات و خصوصیات بیان فرمائی ہیں وہ ان میں ضرور پائی جائیں چنانچہ اللہ تعالیٰ کی قدرت و حکمت کے تحت ہی رسول اللہ ﷺ کے بعد حضرت ابوبکر صدیق، حضرت عمر فاروق، حضرت عثمان ذوالنورین اور حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہم کو خلافت ملی اور اگر ان خلفائے برحق کا انکار کر دیا جائے تو پھر اس آیت کی پیشگوئی صحیح ثابت نہیں ہوسکتی۔

④ رسول کریم ﷺ نے بھی ان خلفائے راشدین کی پیروی کا تاکیدی حکم دیا ہے۔ چنانچہ حدیث میں ہے۔ عَلَيْكُمْ بِسُنَّتِيْ وَسُنَّةِ الْخُلَفَاءِ الراشدين الْمَهْدِيِّيْن (مشکوٰۃ شریف) تم پر لازم ہے میری سنت کی پیروی اور میرے خلفائے راشدین کی سنت (طریقہ) کی پیروی، جو ہدایت یافتہ ہوں گے۔

سورہ النور کی مذکورہ آیت اور حضور ﷺ کی مندرجہ حدیث مبارک سے صراحتاً ثابت ہوگیا کہ حضور ﷺ کے بعد خلفائے راشدین ہوں گے جن کی پیروی لازمی ہوگی۔ انہی خلفائے راشدین کی خلافت کو "خلافت راشدہ" کہا جاتا ہے۔ اگر خلافت راشدہ کی پیروی میں کوئی نظام حکومت قائم ہوگا اور خلفائے راشدین حضرت ابوبکر صدیقؓ، حضرت عمر فاروقؓ، حضرت عثمانؓ ذوالنورین اور حضرت علی المرتضیٰؓ کے برحق ہونے کی نشاندہی کی جائے گی تو اس کو اسلامی حکومت اور حکومت الٰہیہ سے تعبیر کیا جاسکتا ہے ورنہ نہیں۔ اس بنا پر قومی اتحاد کے منشور پر ہم نے اعتراض کیا ہے کہ اگر وہ دیانتداری سے اسلامی نظام اور قرآن وسنت پر مبنی حکومت الٰہیہ کا قیام چاہتے ہیں تو پھر صحابہ کرام اور خلفائے راشدین کا تذکرہ کیوں نہیں کیا گیا جن کی پیروی میں ہی حکومت الٰہیہ قائم ہوسکتی ہے کیا اس منشور میں قومی اتحاد نے

خلفائے راشدین کی اہمیت کو نظر انداز نہیں کر دیا؟ یہاں یہ بھی ملحوظ رہے کہ تحریک خدام اہل السنت خلافت راشدہ اور "حق چار یار" کی گونج کو جو سارے ملک میں پھیلانے کی کوشش کر رہی ہے وہ بھی اسی اہمیت پر مبنی ہے کہ مسلمان خلفائے راشدین کے اس شرعی مقام سے واقف ہو جائیں اور ان کے خلاف دوسرے نظریات و معتقدات سے ملک و ملت کو بچانے کی کوشش کریں۔

پرچم کلمۂ اسلام: "تحفظ اسلام پارٹی" کا پرچم بھی دوسری پارٹیوں سے ممتازی شان رکھتا ہے کیونکہ اس پر اصلی کلمہ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ لکھا ہوا ہے اور کلمہ طیبہ کا پرچم چونکہ صحابہ کرام نے بلند فرمایا تھا جن میں چار برحق خلفائے راشدین کو بلند ترین مقام نصیب ہوا ہے اور تحفظ اسلام پارٹی کا نصب العین خلفائے راشدین کی پیروی میں نظام حکومت کا قیام ہے اس لیے کلمہ طیبہ کے نیچے "حق چار یار" بھی لکھ دیا گیا ہے۔

انتخابی نشان: "تحفظ اسلام پارٹی" کا انتخابی نشان سیب ہے اور یہ نشان بھی دوسروں سے امتیازی شان رکھتا ہے (۱) سیب خوش رنگ، خوشذائقہ، خوشبودار اور فرحت بخش پھل ہے (۲) تلوار اور ہل دونوں انسان کی بنائی ہوئی چیزیں ہیں لیکن سیب اللہ تعالیٰ کا بنایا ہوا ہے (۳) تلوار اور ہل میں دنیوی فوائد تو ہیں لیکن جنت میں یہ چیزیں نہیں ہوں گی لیکن سیب دوسرے پھلوں کی طرح جنت میں بھی ہوگا اور یہ سیب چونکہ کلمہ طیبہ کے پرچم کے سایہ میں آ گیا ہے اس لیے اس میں خرابی بھی پیدا نہیں ہو سکتی۔ بہرحال تحفظ اسلام پارٹی کو مندرجہ خصوصیات کی وجہ سے دوسری پارٹیوں پر فضیلت حاصل ہے اور مومن راہ حق پر چلنے کے لیے قلت و کثرت کو نہیں دیکھتا کیونکہ اصل کامیابی اور فلاح اس میں ہے کہ مسلمان کو راہِ حق پر چلنے کی توفیق مل جائے۔ اللہ تعالیٰ تمام اہل اسلام کو خلفائے راشدین اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے واسطہ سے تحفظ اسلام کی ہمیشہ توفیق عطا فرمائے اور دنیا میں پرچم کلمۂ اسلام بلند ہو جائے۔ آمین۔

خادم اہل سنت الاحقر مظہر حسین غفرلہ
مدنی جامع مسجد چکوال، ضلع جہلم
۱۱۔ ربیع الاول ۱۳۹۷ھ، ۲۔ مارچ ۱۹۷۷ء[1]

---

[1] تحفظ اسلام پارٹی کا انتخابی مؤقف، مطبوعہ ۱جون ۱۹۷۷ء، چکوال

۷-مارچ ۱۹۷۷ء کے بعد (ضمیمہ)

تحفظ اسلام پارٹی کا انتخابی مؤقف ۷ / مارچ سے پہلے شائع کرنے کے لیے لکھا گیا تھا۔ اس کی کتابت بھی مکمل ہو چکی تھی اور صرف طباعت کا مرحلہ باقی تھا کہ پریس والوں نے چھاپنے سے انکار کر دیا اور کہا کہ ہمیں سخت ہدایات ہیں کہ وزیر اعظم کے خلاف کوئی مضمون وغیرہ نہ طبع کیا جائے۔ اگر اس مضمون میں سے بھٹو کا نام نہ ذکر کیا جائے اور اس کی جگہ موجودہ حکومت کے الفاظ لکھ دیئے جائیں تو ہم چھاپ دیں گے لیکن ہم نے اس بات کو تسلیم نہ کیا۔ کیونکہ ہم نے حکومت کے خلاف جو کچھ لکھا تھا وہ بھٹو کے نام کے بغیر بے معنی ہو جاتا تھا۔ اور اس مضمون میں ہم نے بھٹو حکومت اور قومی اتحاد پر جو کچھ تنقیدی طور پر لکھا ہے اس میں سے کسی ایک لفظ کو بھی حذف نہیں کیا۔ پریس میں مسودہ بھیجتے وقت چونکہ اس ''انتخابی موقف'' کا اشتہار راولپنڈی کے نوائے وقت اور جنگ میں شائع کر دیا گیا تھا۔ اس لیے کئی خطوط میں اس کی فرمائش آ گئی لیکن بوجہ اس مجبوری کے ہم اس کی تعمیل نہیں کر سکے۔ بہر حال حسب پروگرام ۷ / مارچ کو قومی اسمبلی کے انتخابات ہوئے جن میں ہر پارٹی نے اپنی اپنی صوابدید کے مطابق حصہ لیا۔ لیکن جب ریڈیو پر الیکشن کے نتائج کا اعلان ہوا جس میں خلاف توقع پیپلز پارٹی کی نمایاں کامیابی کا اعلان تھا تو قومی اتحاد اور دوسری پارٹیاں اور اکثر آزاد امیدوار بھی اس سے مطمئن نہیں ہوئے اور پیپلز پارٹی کی اس کامیابی کو زبردست دھاندلی اور سینہ زوری پر محمول کیا جس کے خلاف قومی اتحاد نے احتجاجاً ۱۰ / مارچ کے صوبائی الیکشن کے بائیکاٹ کرنے کا اعلان کر دیا اور ''تحفظ اسلام پارٹی'' نے بھی اپنی صوابدید کے تحت یہی فیصلہ کیا اور ایک سائیکلو سٹائل دستی اشتہار بعنوان ''صوبائی انتخابات کے بائیکاٹ کا فیصلہ'' شہر چکوال اور دیہات میں تقسیم کر دیا۔ جس میں حسب ذیل امور کی وضاحت کر دی گئی۔

① آج مؤرخہ ۹ / مارچ ۱۹۷۷ء مطابق ۱۸ / ربیع الاول ۱۳۹۷ھ بوقت ۳ بجے بعد از دوپہر ''تحفظ اسلام پارٹی'' کے ہنگامی اجلاس میں انتخابی حال پر غور کیا گیا اور متفقہ طور پر فیصلہ کیا گیا کہ پیپلز پارٹی کی طرف سے قومی اسمبلی کے انتخابات کے موقعہ پر کی گئی دھاندلیوں کی وجہ سے احتجاجاً تحفظ اسلام پارٹی ۱۰ / مارچ کے صوبائی انتخابات کا بائیکاٹ کرے گی۔

② ۱۰ / مارچ کے صوبائی انتخابات کے موقعہ پر پارٹی سے متعلق ووٹران عملی طور پر بائیکاٹ کریں گے۔

③ آزاد امیدواروں میں سے کوئی امیدوار صوبائی الیکشن میں حصہ لے تو ہماری جماعت کے افرادان

میں سے کسی کی امداد نہ کریں۔

④ ملکی سلامتی کے پیش نظر اس اجلاس میں یہ فیصلہ کیا گیا کہ انتخابات کے خلاف احتجاج کی صورت میں اگر کوئی پارٹی ہنگامہ آرائی اور تخریب کاری کرے تو تحفظ اسلام پارٹی اس میں ان سے تعاون نہیں کرے گی۔

چنانچہ ۱۰/ مارچ کے صوبائی انتخابات کا دوسری پارٹیوں اور کئی آزاد امیدواروں کی طرف سے بھی بائیکاٹ ہوا، اور عموماً صرف پیپلز پارٹی کے نامزد امیدواروں نے ہی اس میں حصہ لیا اور غالب اکثریت کی حیثیت میں ان کو کامیاب قرار دیدیا گیا۔ اس کے بعد قومی اتحاد نے پُرزور مطالبہ پیش کر دیا کہ وزیراعظم ذوالفقار علی بھٹو مستعفی ہو جائیں اور قومی اسمبلی کے انتخابات عدلیہ اور فوج کی نگرانی میں دوبارہ کرائے جائیں۔ وزیراعظم نے ان کا یہ مطالبہ منظور نہ کیا اور واضح طور پر اعلان کر دیا کہ قومی اسمبلی کے انتخابات دوبارہ نہیں ہو سکتے البتہ صوبائی انتخابات دوبارہ کرائے جا سکتے ہیں۔ اور قومی اسمبلی کے جس جس پولنگ اسٹیشن پر دھاندلی کا ثبوت فراہم کر دیا جائے اس کو کالعدم قرار دے کر وہاں دوبارہ الیکشن کرایا جا سکتا ہے اور اس سلسلے میں وزیراعظم قومی اتحاد کو مذاکرات کی دعوت بھی دیتے رہے اور قومی اتحاد کی طرف سے اس کا جواب بھی تحریر کیا جاتا رہا۔ چنانچہ اس سلسلے میں قومی اتحاد کے صدر مولانا مفتی محمود صاحب اور وزیراعظم کے مابین جو خط و کتابت ہوتی رہی ہے وہ مکمل طور پر اخبارات و رسائل میں شائع ہو چکی ہے۔ چیف الیکشن کمیشن کی طرف سے بعض پولنگ اسٹیشنوں کے الیکشن کو کالعدم بھی قرار دیدیا گیا۔ لیکن قومی اتحاد اس جزوی اصلاح پر راضی نہ ہو سکا۔ اور ۲۴/ مارچ کی قرارداد میں قومی اتحاد کی جنرل کونسل نے پھر اپنے حسب ذیل مطالبات کی وضاحت کر دی کہ:

① مسٹر بھٹو وزیراعظم کے عہدے سے فوراً مستعفی ہو جائیں۔

② ایک نیا الیکشن کمیشن قائم کیا جائے جسے قوم کا اعتماد حاصل ہو۔

③ عدلیہ اور مسلح افواج کی مدد سے نئے سرے سے انتخابات کرائے جائیں۔

(بحوالہ ہفت روزہ، ایشیا، لاہور ۲۷/ مارچ ۱۹۷۷ء و ہفت روزہ آئین لاہور ۳۱/ مارچ ۱۹۷۷ء)

باجوہ کا اخراج: رفیق باجوہ نے قومی اتحاد کے جنرل سیکرٹری کی حیثیت سے ملک میں ایک نمایاں سیاسی مقام حاصل کر لیا تھا اور معلوم ہوا ہے کہ پبلک جلسوں میں ان کی تقاریر بھی بہت مؤثر ہوتی تھیں لیکن اچانک اخبارات میں یہ خبر شائع ہوگئی کہ وزیراعظم بھٹو سے خفیہ ملاقات کرنے کی بناء پر قومی اتحاد

سے باجوہ صاحب کو خارج کر دیا گیا ہے۔ اور جمعیت علماء پاکستان کی رکنیت سے بھی محروم کر دیئے گئے ہیں۔ باجوہ کی جگہ مودودی جماعت کے پروفیسر عبدالغفور کو قومی اتحاد کا جنرل سیکرٹری بنا دیا گیا۔ باجوہ صاحب نے اپنی صفائی کے لیے اخبارات میں اس قسم کے بیانات شائع کرائے کہ انہوں نے بھٹو سے ملاقات نہیں کی ان کے خلاف سازش کی گئی ہے جس کا انکشاف وہ بعد میں کریں گے۔ لیکن اس سلسلے میں وزیراعظم بھٹو کا جو بیان شائع ہوا ہے اس سے ان کی ملاقات کا ثبوت ملتا ہے۔ چنانچہ ایک سوال کے جواب میں، کہ آیا وزیراعظم نے مسٹر باجوہ کو خود طلب کیا تھا؟ انہوں نے کہا کہ باجوہ صاحب بعض سنگین شکایات کر رہے تھے اس لیے میں نے انہیں بلایا۔ اگر ملک کا وزیراعظم کسی سے بات کرے تو اس میں اچنبھے کی کیا بات ہے؟ حال ہی میں فرانس کے صدر شسکا وستان نے اپنے سابق وزیراعظم مسٹر ایمنڈ برلے جوان کے زبردست حریف ہیں، سے ملاقات کی تھی۔ (نوائے وقت۔ ۹/اپریل ۱۹۷۷ء راولپنڈی)

قومی اسمبلی کا اجلاس: ۲۶/مارچ کو قومی اسمبلی کا اجلاس بلایا گیا جس میں ۱۶۱ کامیاب ارکان نے حلف اٹھایا جن میں چند آزاد امیدواروں کے علاوہ باقی پیپلز پارٹی کے ارکان تھے اور اسی سلسلے میں ذوالفقار علی بھٹو دوبارہ پاکستان کے وزیراعظم منتخب ہو گئے۔ اور بعد ازاں ۲۲/ارکان پر مشتمل مرکزی کابینہ بھی بنا لی گئی۔ جن کے ناموں اور محکموں کی تفصیل اخبارات میں شائع ہو چکی ہے۔

قومی اتحاد کی ملک گیر ایجی ٹیشن: انتخابات میں زبردست دھاندلی کے خلاف قومی اتحاد نے ۱۴/مارچ سے احتجاجی تحریک کا آغاز کر دیا تھا جو سارے ملک میں پھیل گئی۔ گرفتاریوں کا سلسلہ شروع ہو گیا اور ہزاروں کارکن جیل میں ڈال دیئے گئے۔ تقریباً تمام اضلاع میں دفعہ ۱۴۴ نافذ تھی۔ لیکن قومی اتحاد کا مطالبہ یہ تھا کہ وزیراعظم مستعفی ہو جائیں اور قومی اسمبلی کے انتخابات دوبارہ کرائے جائیں۔ ۲۶/ مارچ کی قومی اسمبلی کے خلاف بھی زبردست احتجاج ہوا۔ ذوالفقار علی بھٹو نے قومی اتحاد کو مذاکرات کی دعوت دی اور یہ بھی اعلان کر دیا کہ قومی اسمبلی کے انتخابات دوبارہ نہیں کرائے جا سکتے البتہ ۱۰/مارچ کے صوبائی انتخابات دوبارہ کرائے جا سکتے ہیں لیکن قومی اتحاد نے مذاکرات کی دعوت کو بالکل مسترد کر دیا۔

قومی اتحاد کے زعماء کی گرفتاریاں: قومی اتحاد نے مذاکرات کی دعوت کو بالکل مسترد کرتے ہوئے اپنی جنرل کونسل منعقدہ ۲۴/مارچ کے اجلاس کی قرارداد میں یہ وضاحت کر دی کہ کونسل اپنے مندرجہ ذیل تین نکاتی مؤقف سے ذرہ برابر نہیں ہٹے گی۔ ① مسٹر بھٹو وزیراعظم کے عہدے سے فوراً مستعفی ہو جائیں۔ ② ایک نیا الیکشن کمیشن قائم کیا جائے جسے قوم کا اعتماد حاصل ہو۔ ③ عدلیہ اور مسلح

افواج کی مدد سے نئے سرے سے انتخابات کرائے جائیں۔ (بحوالہ ہفت روزہ آئین لاہور ۲۷/مارچ ۱۹۷۷ء و ہفت روزہ ایشیا لاہور ۳۱/ مارچ ۱۹۷۷ء) اس کے بعد حکومت نے قومی اتحاد کے مرکزی لیڈروں مولانا مفتی محمود صاحب، میاں طفیل محمد، پروفیسر عبدالغفور اور مولانا شاہ احمد صاحب نورانی وغیرہ کو گرفتار کر کے جیلوں میں بھیج دیا۔ اصغر خان تو پہلے ہی گرفتار ہو چکے تھے اور انہوں نے قومی اتحاد کے لیڈروں سے مشورہ کرنے کی اجازت ملنے کے باوجود جیل سے نکلنا نامنظور کر دیا تھا اور بیگم نسیم ولی خان کو ان کے گھر میں نظر بند کر دیا گیا۔ اس کے بعد احتجاجی تحریک کا زور بڑھتا گیا۔ ہڑتالوں، جلوسوں اور گرفتاریوں کا سلسلہ پھیلتا گیا اور باوجود پولیس اور ایف ایس ایف کے شدید لاٹھی چارج اور آنسو گیس کے گولے پھینکنے کے تحریک کو نہ دبایا جا سکا۔

مودودی صاحب کی دوغلی سیاست: اس دوران میں قومی اتحاد کے قائم مقام صدر نواب زادہ نصر اللہ خان اور قائم مقام سیکرٹری ملک وزیر علی کے مشورہ کے بغیر ابوالاعلیٰ مودودی صاحب بانی جماعت اسلامی وزیر اعظم بھٹو کے ایلچیوں سے بات چیت کرتے رہے جس کا انکشاف ان کے شائع کردہ بیان کے بعد ہی ہوا۔ مودودی صاحب نے جو تجاویز وزیر اعظم کو پیش کی تھیں وہ حسب ذیل ہیں:

① بھٹو صاحب براہ کرم اس بات پر اصرار چھوڑ دیں کہ انتخابات میں کوئی دھاندلی نہیں ہوئی اور انھیں مرکز اور صوبوں میں منصفانہ انتخابات کے ذریعے سے اکثریت حاصل رہی ہے۔ ۷/ مارچ کو ملک کے کروڑوں افراد کی آنکھوں کے سامنے جو کچھ ہوا ہے اور ۱۰/ مارچ کو تمام ملک کے پولنگ اسٹیشنوں پر جو خاک اڑتی ہوئی سارے ملک کی آبادی نے دیکھی ہے اسے جھٹلانا بھٹو صاحب جیسے مرتبے کے آدمی کی عزت میں کوئی اضافہ نہیں کرتا۔ اگر واقعی دھاندلیاں نہیں ہوئی ہیں تو الیکشن کمیشن اور بہت سے معزز ججوں پر مشتمل ٹریبونل ان کی تحقیقات کا فضول کام آخر کیوں کر رہے ہیں اس لیے میرے نزدیک اصلاح احوال کے لیے شرط اول یہ ہے کہ حقیقت پسندی سے کام لیا جائے۔

② اس کے بعد سب سے پہلا کام یہ ہے کہ پورے ملک میں دفعہ ۱۴۴ فوراً اٹھالی جائے۔ جو لوگ اس سلسلے میں گرفتار کئے گئے ہوں انہیں بلا تاخیر رہا کیا جائے اور لوگوں کی جان و مال کو اس دوران میں جو بے تحاشا نقصان پہنچایا گیا ہے اس کی تلافی کی جائے یا کم از کم تلافی کرنے کا ضمنی وعدہ کیا جائے۔

③ ہنگامی حالات اور ڈی پی آر کو فوراً منسوخ کیا جائے جو لوگ ہنگامی حالات کے اعلان کے بعد کسی قانون کے تحت قید یا گرفتار کئے گئے ہوں انہیں رہا کر دیا جائے اور جن لوگوں پر مقدمے بنا کر رکھے گئے ہیں۔ تاکہ کسی وقت بھی انہیں پکڑ لیا جائے ایسے سب لوگوں پر سے تمام مقدمات ختم کر دیئے جائیں۔

④ آئین میں جو ترمیمات اپوزیشن اور سرکاری پارٹی کے اتفاق سے ہوئی ہوں ان کو رکھ کر باقی سب کو منسوخ کر دیا جائے۔ آئندہ اگر ان کی یا کسی اور کی ترمیم کی ضرورت ہو تو وہ صحیح طور پر تشکیل پائی ہوئی پارلیمنٹ میں اسی طرح بالاتفاق پاس کی جائیں جس طرح آئین بالاتفاق بنایا گیا تھا۔

⑤ جو مقدمات ٹریبونلوں میں چلائے جا رہے ہیں انہیں ہائی کورٹ میں یا سپریم کورٹ میں جیسی بھی کسی مقدمہ کی نوعیت ہو منتقل کر دیا جائے اور سب ٹریبونل توڑ دیئے جائیں۔ ان تدابیر سے ان شاء اللہ فضا بالکل سازگار ہو جائے گی۔ اس کے بعد قومی اتحاد کے رہنماؤں کو کھلے مذاکرات کی دعوت دی جائے۔ کھلے مذاکرات سے میری مراد یہ ہے کہ ان میں بلا استثناء تمام اختلافی معاملات پر گفتگو کی جائے۔ ایسی گفتگو کے لیے مفتی صاحب نے بھٹو صاحب کے نام اپنے آخری خط میں پوری آمادگی کا اظہار پہلے ہی کر دیا ہے۔ اس لیے اگر بھٹو صاحب بلا شرط اور بلا استثناء مذاکرات کی دعوت دیں اور ان میں اپنے پچھلے خطوط کا سا انداز بیاں نہ دوہرائیں تو میں یقین رکھتا ہوں کہ اس دعوت کو قبول کر لیا جائے گا۔ (نوائے وقت ۲۳ اپریل ۱۹۷۷ء، ہفت روزہ ایشیا لاہور، ۲۳ اپریل ۱۹۷۷ء)

دوسرا بیان: اس سلسلے میں مودودی صاحب کا دوسرا بیان جو اخبارات میں شائع ہوا ہے اس میں مذکور ہے کہ قومی اتحاد کے قریبی حلقوں کے مطابق مولانا مودودی نے قومی اتحاد کے رہنماؤں کو بتایا کہ انہوں نے یہ بیان قومی اتحاد کے رہنما کی حیثیت سے جاری نہیں کیا۔ اگرچہ جماعت اسلامی کے رکن کی حیثیت سے قومی اتحاد سے میرا تعلق ہے۔ تاہم میری ایک ذاتی حیثیت بھی ہے اور شاید بھٹو سمجھتے ہیں کہ میں اس ذاتی حیثیت میں اپنا اثر استعمال کر سکتا ہوں۔ مولانا مودودی نے ان رہنماؤں کو یہ بھی بتایا کہ میرے پاس بھٹو صاحب کی طرف سے مختلف لوگ آتے رہتے ہیں جن کی گفتگو سے اندازہ ہوتا ہے کہ بھٹو صاحب موجودہ صورتحال کا حل چاہتے ہیں۔ میں نے یہ بیان اس لیے جاری کیا ہے کہ عوام میں میرے اور بھٹو صاحب کے ایلچیوں کے درمیان گفتگو سے متعلق کوئی غلط فہمی پیدا نہ ہو۔ میں نے ایلچیوں سے جو باتیں کہی تھیں وہی ریکارڈ کی خاطر اپنے بیان میں کہہ دی ہیں۔ ان حلقوں کے مطابق مولانا مودودی نے

قومی اتحاد کے رہنماؤں پر واضح کیا کہ مجھے بھٹو صاحب کی طرف سے کوئی خط موصول نہیں ہوا۔ اور نہ ہی میں نے انہیں کوئی خط لکھا ہے بلکہ بھٹو صاحب کے ایلچی میرے اٹھائے ہوئے نکات کو خود ہی تحریر کر کے لے گئے اگر بھٹو صاحب نے میرے مشورے اور تجاویز پر عمل نہ کیا تو موجودہ تحریک بہرحال جاری رہے گی اور انہیں پھر مشروط بات چیت کرنی پڑے گی۔ یہ بھی معلوم ہوا ہے کہ مولانا مودودی نے قومی اتحاد کے رہنماؤں کو بتایا ہے کہ اس ملک میں صرف ایک ہی آدمی ہے جس سے بات چیت کی جا سکتی ہے اور وہ وزیراعظم بھٹو ہیں۔ جن کو اگرچہ ہم یہ تسلیم نہ بھی کریں پھر بھی وہ ملک کے عملاً (Defacto) حکمران ہیں۔ اس لیے اگر وہ میرے بیان کی روشنی میں فضا کو سازگار بنا دیں اور وہ مذاکرات کے لیے تمام وسائل کو کھول دیں تو پھر ان سے بات چیت کے دوران خود ان کی اپنی قانونی اور آئینی حیثیت کے بارے میں بھی بات ہو سکتی ہے۔ مولانا مودودی نے ان رہنماؤں کو یہ بھی بتایا کہ موجودہ صورتحال سے ملک کو نکالنے کے لیے آخر کسی کو تو آگے آنا پڑے گا۔ اور انہوں نے تجاویز پیش کر کے اس سلسلے میں پہل کی ہے۔

(روزنامہ جنگ راولپنڈی ۶/اپریل ۱۹۷۷ء)

قومی اتحاد کی تشویش: چونکہ مودودی صاحب نے قومی اتحاد کے مشورہ کے بغیر اور ان کے قطعی آخری فیصلہ کے خلاف یہ تجاویز وزیراعظم کو پیش کی تھیں اس لیے قومی اتحاد کے لیڈروں کو اس سے تشویش لاحق ہوئی اور قومی اتحاد کے قائم مقام صدر نوابزادہ نصر اللہ نے مودودی تجاویز سے اختلاف کرتے ہوئے اپنی ۶/اپریل کی پریس کانفرنس میں یہ وضاحت کر دی کہ:

> "قومی اتحاد کسی مرحلے پر بھی موجودہ قومی تحریک اور اس کے مقاصد سے بے وفائی نہیں کرے گا۔" نوابزادہ صاحب نے یہ بھی فرمایا کہ: حال ہی میں ہمارے ملک کے ایک بزرگ سیاستدان مولانا سید ابوالاعلیٰ مودودی نے اپنی ذاتی حیثیت سے اخبارات کو ایک بیان دیا ہے جس میں انہوں نے اپنی جانب سے موجودہ بحران کو ختم کرنے کے سلسلے میں کچھ تجاویز پیش کیں۔ یہ بیان دینے سے پہلے مولانا صاحب نے نہ قومی اتحاد کے کسی رہنما سے مشورہ کیا اور نہ ہی جماعت اسلامی کے سرکردہ رہنماؤں سے کوئی رابطہ قائم کیا"۔ (جنگ راولپنڈی، ۷/اپریل ۱۹۷۷ء۔ ہفت روزہ ترجمانِ اسلام، لاہور ۱۵/اپریل ۱۹۷۷ء نوائے وقت ۷/اپریل ۱۹۷۷ء)

بھٹو اور مودودی کی تین ملاقاتیں: مودودی صاحب نے اپنی پیش کردہ تجاویز کے بارے

میں یہ بیان بھی دیا کہ:

میری تجاویز کے جواب میں بھٹو صاحب کی طرف سے ابھی تک کوئی تجاویز نہیں آئیں بلکہ مجھے سرکاری طور پر بتایا گیا ہے کہ وہ میری تجاویز پر غور کر رہے ہیں انہوں نے خیال ظاہر کیا کہ اگر اب بھی میری تجاویز کو قبول کر لیا جائے تو بہت سی مشکلات دور ہو سکتی ہیں۔ لیکن میرے لیے یہ ذمہ داری لینا مشکل ہے کہ فریقین کو ایک میز پر جمع کر دوں (جنگ راولپنڈی، ۱۳/اپریل ۱۹۷۷ء) اس کے بعد ۱۷/اپریل کے نوائے وقت وغیرہ میں یہ خبر شائع ہوئی کہ مولانا مودودی سے وزیر اعظم بھٹو نے ان کی اقامت گاہ پر ملاقات کی۔ اور ۱۸/اپریل کے اخبارات میں یہ خبر شائع ہوگئی کہ وزیر اعظم کی مودودی سے تین ملاقاتیں ہو چکی ہیں: "لاہور ۱۷/اپریل (نمائندہ خصوصی) وزیر اعظم ذوالفقار علی بھٹو نے آج یہاں اپنی پریس کانفرنس میں بتایا کہ انہوں نے پاکستان قومی اتحاد کو صوبائی اسمبلیوں کے دوبارہ انتخابات کرنے کے بارے میں اٹارنی جنرل یحییٰ بختیار کے ذریعے جو فارمولا پیش کیا تھا وہ اب بھی موجودہ تعطل کا بہترین حل ہے۔ آپ نے ایک سوال پر بتایا کہ اگرچہ قومی اتحاد نے اسے مسترد کر دیا ہے تاہم وہ اسے اپوزیشن لیڈروں کے لیے قابل قبول بنانے کی غرض سے اس فارمولے میں ردوبدل کرنے کو تیار ہیں۔ آپ نے کہا کہ میں نے اپنے فارمولا کے سلسلے میں کوئی پابندی نہیں لگائی۔ میں انہیں زیادہ سے زیادہ وقت دینے کے لیے تیار ہوں۔ میں حزب اختلاف کے تمام نظر بند لیڈروں کو ایک جگہ منتقل کرنے کے لیے بھی تیار ہوں تا کہ وہ اس فارمولے، پر صلاح مشورہ کر سکیں۔ مسٹر بھٹو نے دعویٰ کیا کہ اس سلسلے میں بعض بامقصد عوامل ابھر کر سامنے آرہے ہیں۔ حزب اختلاف کو ان عوامل کو نظر انداز نہیں کرنا چاہیے۔ ایسے عوامل کو عقلی بنیاد پر پرکھا جانا چاہیے تاہم میں اس سلسلہ میں زیادہ نہیں کہنا چاہتا تا کہ حالات خراب نہ ہوں مسٹر بھٹو نے بتایا کہ میں نے مولانا مودودی سے اب تک تین ملاقاتیں کی ہیں جو خوشگوار رہی ہیں۔ ہم نے بات چیت شروع کر دی ہے۔ اسے صیغۂ راز میں رکھا جا رہا ہے اور یہ جاری رہے گی۔ آپ نے بتایا کہ مولانا مودودی نے بعض تجاویز پیش کی ہیں جو ملک کے اعلیٰ ترین مفاد میں ہے۔ ان تجاویز پر غور کیا جا رہا ہے۔ اس کے علاوہ اپوزیشن لیڈروں کے ساتھ تعطل دور کرنے کے سلسلہ میں بھی غیر رسمی بات چیت کے لیے بھی تیار ہوں۔ آپ نے کہا کہ اس مسئلہ کو آئینی طریقے سے باعزت اور منصفانہ طور پر حل کیا جا سکتا ہے۔

وزیر اعظم نے سب سے پہلے اس نقصان پر دلی دُکھ اور افسوس کا اظہار کیا جو حالیہ ہنگاموں کے

دوران جانی اور مالی لحاظ سے ہوا ہے۔ (نوائے وقت راولپنڈی ۱۸/ اپریل ۱۹۷۷ء) اور جنگ راولپنڈی ۱۸/ اپریل ۱۹۷۷ء میں بھٹو پریس کانفرنس کی یہ تفصیل بھی درج ہے کہ:

وزیراعظم بھٹو نے صوبائی اسمبلیوں کے دوبارہ انتخابات کرانے کی پیشکش کو دوہراتے ہوئے کہا کہ اگر اپوزیشن کو ان انتخابات میں چاروں صوبوں میں اکثریت کے ووٹ حاصل ہو جائیں تو میں قومی اسمبلی کو توڑ دوں گا۔ انہوں نے کہا کہ مارچ کے انتخابات میں عوام کی اکثریت نے مجھے ووٹ دیئے ہیں میرے ساتھ نہیں۔ اپوزیشن والوں کا کہنا ہے کہ عوام ان کے ساتھ ہیں۔ اس دعوے کا فیصلہ کرنے کے لیے میں نے صوبائی اسمبلیوں کے دوبارہ انتخابات کرانے کی پیشکش کی ہے جو اپوزیشن کے لیے ایک چیلنج ہے۔ انہوں نے یقین دلایا کہ انتخابات ہر لحاظ سے آزادانہ اور منصفانہ ہوں گے ان انتخابات کی نگرانی کے لیے ہم کوئی کمیٹی بنا سکتے ہیں اور میں غیر ملکی اخبار نویسوں کو بھی دعوت دوں گا کہ وہ سرکاری خرچ پر آ کر جائزہ لیں۔ انہوں نے کہا کہ میں صوبائی اسمبلیوں کے انتخابات عدلیہ اور فوج کی نگرانی میں بھی کرانے کو تیار ہوں الخ اور ۱۹/ اپریل کے نوائے وقت راولپنڈی میں یہ خبر شائع ہوئی ہے کہ: وزیراعظم ذوالفقار علی بھٹو نے آج اپنی پریس کانفرنس کے دوران بانیٔ جماعت اسلامی مولانا سید ابوالاعلیٰ مودودی سے اپنی حالیہ ملاقات کا ذکر کرتے ہوئے کہا کہ گزشتہ چند برسوں میں ان کی یہ تیسری ملاقات تھی۔ یہ تمام ملاقاتیں انتہائی دوستانہ ماحول میں ہوئیں اور ان میں طے پایا کہ ہمارے مذاکرات رازدارانہ رہیں گے۔ میں نے اس وعدے کو نبھایا ہے۔ انہوں نے کہا کہ حالیہ ملاقات ذاتی بنیاد پر نہیں بلکہ وسیع تر سیاسی فضاء میں تھی۔ الخ

لیکن مودودی صاحب نے وزیراعظم کی پریس کانفرنس کے اس بیان کے جواب میں جو تحریری بیان دیا ہے کہ: مسٹر بھٹو نے اپنی ۱۷/ اپریل کی پریس کانفرنس میں تاثر دیا ہے کہ میری اور ان کی ملاقات رازداری کے کسی خفیہ معاہدے کے تحت ہوئی تھی۔ حالانکہ میں نے نہ ملاقات سے پہلے ان سے رازداری کا کوئی معاہدہ کیا تھا اور نہ ہی اس کے دوران میں اور نہ اس کے بعد ایسا کیا۔ وہ مجھ سے ایسی حالت میں ملے تھے جب ان کی پے در پے غلط پالیسیوں اور کاروائیوں کی وجہ سے ملک میں آگ لگی ہوئی تھی۔ اس صورت حال میں میرا ان سے کوئی رازدارانہ گفتگو کرنا ہزار شبہات کو جنم دے سکتا تھا۔''
مودودی صاحب نے یہ بھی کہا ہے کہ: اب انہوں نے ملک میں نفاذ شریعت کے لیے فوری اقدامات کا

ذکر کرتے ہوئے اسلامی نظریاتی کونسل میں مجھے شریک کرنے کا خیال جس طرح ظاہر کیا ہے وہ پھر یہ غلط تاثر دیتا ہے کہ نفاذ شریعت کا یہ اقدام اور نظریاتی کونسل میں میری یہ مجوزہ شرکت بھی گویا میرے اور ان کے درمیان کسی سمجھوتے پر مبنی ہے۔ حالانکہ اس مسئلہ پر ان سے میری قطعاً کوئی گفتگو نہیں ہوئی تھی۔ میرے نزدیک بھٹو صاحب کے یہ تازہ اعلانات اصل قومی مطالبات سے لوگوں کی توجہ ہٹانے کی ایک تدبیر کے سوا کچھ نہیں۔ ورنہ آخر کیا وجہ ہے کہ خدا اور رسول ﷺ کے جن احکام کی طرف آج تک انہوں نے کبھی توجہ نہیں کی تھی وہ یکا یک ان کو اب کیسے یاد آ گئے؟ اس وقت تو کوئی بھی ان سے یہ مطالبہ نہیں کر رہا کہ وہ شریعت کو نافذ فرمائیں۔ بلکہ ساری قوم ان سے یہ مطالبہ کر رہی ہے کہ قومی اور صوبائی اسمبلیوں کا اور خود ان کا جو انتخاب غیر قانونی غیر آئینی اور غیر اخلاقی طریقے سے ہوا ہے اُسے کالعدم کریں۔ الخ (جنگ راولپنڈی ۱۹/اپریل ۱۹۷۷ء)

شراب اور جوئے پر پابندی: وزیر اعظم بھٹو کی ۱۷/اپریل کی پریس کانفرنس لاہور کے سلسلہ میں یہ خبر بھی شائع ہوئی ہے کہ: وزیر اعظم ذوالفقار علی بھٹو نے ملک بھر میں فوری طور پر شراب پر پابندی لگانے کا اعلان کیا ہے۔ یہ اعلان انہوں نے آج یہاں بعد دوپہر ایک پریس کانفرنس میں کیا۔ غیر ملکی اور اقلیتی فرقوں کے افراد اس پابندی سے مستثنیٰ ہوں گے وزیر اعظم نے ہر قسم کے جوئے پر پابندی لگانے اور نائٹ کلبیں بند کرنے کا بھی اعلان کیا۔ آئندہ ملک کے اندر سرکاری تقریبات اور بیرونی ممالک میں پاکستانی، سفارتخانوں میں شراب استعمال نہیں ہوگی۔ وزیر اعظم نے متعلقہ حکام کو ہدایت کی ہے کہ ملک بھر میں تمام شراب کی دکانیں سربمہر کر دی جائیں۔ انہوں نے بتایا کہ وہ اسلامی نظریات کی کونسل کو از سر نو تشکیل دینا چاہتے ہیں تا کہ تمام مکاتب فکر کو اس میں شامل کیا جائے اور وہ چھ ماہ کے اندر حکومت کو اپنی رپورٹ پیش کر دے انہوں نے کہا میں چاہتا ہوں کہ مولانا سید ابوالاعلیٰ مودودی اس میں شامل ہوں۔

اگر وہ ضعیفی یا علالت کی وجہ سے شریک نہ ہو سکیں تو جماعت اسلامی کے کسی دوسرے فرد کو نامزد کر دیں۔ اس کے علاوہ میں چاہتا ہوں کہ مولانا شاہ احمد نورانی، مولانا مفتی محمود، مولانا احتشام الحق تھانوی اور ایک ممتاز شیعہ عالم بھی اس میں شریک ہوں تا کہ تمام فرقوں کو نمائندگی دی جا سکے۔ آپ نے کہا حکومت نے آئین کے تحت اسلامی نظریات کی کونسل کو یہ کام سونپا تھا کہ وہ سات سال میں اسے مکمل کرے۔ اس پر پروفیسر غفور احمد، مولانا شاہ احمد نورانی اور مفتی محمود نے بھی دستخط کئے تھے اگر انہیں اعتراض تھا تو اس وقت انہوں نے یہ اعتراض کیوں نہیں کیا۔ الخ (نوائے وقت راولپنڈی و جنگ راولپنڈی ۱۸/اپریل ۱۹۷۷ء)

قومی اتحاد اپنے موقف پر قائم ہے: بھٹو کی پیشکش اور اصلاحات کے جواب میں قومی اتحاد کا حسب ذیل بیان اخبارات میں شائع ہوا ہے کہ:

"پاکستان قومی اتحاد نے بھٹو کی طرف سے پیش کردہ سیاسی فارمولا کلی طور پر مسترد کر دیا ہے اور کہا ہے کہ قومی اتحاد کا واضح موقف یہ ہے کہ حالیہ انتخابات کے نتیجے میں وجود میں آنے والی اسمبلی غیر قانونی ہے کیونکہ اس نے دھاندلی کی کوکھ سے جنم لیا ہے اور اس طرح پاکستان قومی اتحاد مسٹر بھٹو کو وزیر اعظم تسلیم نہیں کرتا۔ اس ردعمل کا اظہار آج یہاں قومی اتحاد کے قائم مقام صدر نوابزادہ نصر اللہ خان نے اتحاد کی جنرل کونسل کے اجلاس کے بعد ایک پر ہجوم کانفرنس میں کیا۔ قومی اتحاد کی جنرل کونسل نے وزیر اعظم بھٹو کی گزشتہ روز کی پریس کانفرنس پر غور کیا تھا نوابزادہ نصر اللہ نے کہا کہ قومی اتحاد اپنے مطالبات پر، کہ وزیر اعظم بھٹو اپنے عہدے سے مستعفی ہوں اور نئے الیکشن کمیشن کے زیر اہتمام فوج اور عدلیہ کی نگرانی میں عام انتخابات کرائے جائیں۔ بدستور قائم ہے۔ ان مطالبات کی تکمیل تک اتحاد کی ملک گیر تحریک بدستور جاری رہے گی" الخ۔ (نوائے وقت و جنگ راولپنڈی ۱۹/اپریل ۱۹۷۷ء)

باجوہ اور مودودی: اخباری اطلاعات کے مطابق ذوالفقار علی بھٹو سے رفیق احمد باجوہ سابق جنرل سیکرٹری قومی اتحاد نے ملاقات کی تو قومی اتحاد نے اس جرم میں اس کو فوراً قومی اتحاد سے خارج کر کے اس کی جگہ مودودی جماعت کے لیڈر پروفیسر عبدالغفور کو جنرل سیکرٹری کا عہدہ عطا کر دیا تھا۔ حالانکہ وہ ابتدائی ایام کی بات ہے لیکن جب بھٹو کے خلاف ملکی ایجی ٹیشن زوروں پر تھی اور کئی افراد پولیس اور ایف ایس ایف کی گولی کا شکار بنا دیئے گئے اور ہزاروں زخمی ہوئے اور ہزاروں جیلوں میں ڈال دیئے گئے۔ تو ان حالات میں قومی اتحاد کے آخری قطعی موقف کے اعلان کے بعد کہ "بھٹو کے استعفیٰ کے اعلان کے بغیر بات چیت نہیں ہوسکتی۔" مودودی صاحب نے قومی اتحاد کے لیڈروں کے مشورہ کے بغیر مسٹر بھٹو کے ایلچیوں کے ذریعے بات چیت کا سلسلہ جاری رکھا اور اپنی وہ تجاویز پیش کیں جو قومی اتحاد کے خلاف تھیں جس کے بعد قائم مقام صدر نوابزادہ کو یہ وضاحت کرنی پڑی کہ مودودی صاحب کی یہ تجاویز ذاتی نوعیت کی ہیں جن کا قومی اتحاد سے کوئی تعلق نہیں۔ ہم کہتے ہیں کہ کیا رفیق باجوہ کی ملاقات اور بات چیت کو ذاتی نوعیت کی قرار نہیں دیا جاسکتا تھا؟ کیا مودودی صاحب اپنی جماعت کے بانی اور

مرشد اعلیٰ نہیں ہیں؟ کیا وہ قومی اتحاد میں شامل نہیں ہیں۔ کیا ان کی بیگم قومی اتحاد پاکستان کی بیگمات کی صدر نہیں ہیں؟ کیا بیگم مودودی نے قومی اتحاد کے موقف کے حق میں عورتوں کے جلوس کی قیادت نہیں کی؟ اور بیگم مودودی کا اختلافی بیان بھی اخبارات میں شائع ہو چکا ہے کہ یہ مودودی صاحب کی ذاتی رائے ہے۔ اور قومی اتحاد کا فیصلہ یہی ہے کہ بھٹو مستعفی ہو جائیں اور انتخابات نئے سرے سے کرائے جائیں۔ اب سوال یہ ہے کہ جب مودودی صاحب قومی اتحاد میں شریک ہیں۔ چنانچہ انگریزی روزنامہ ''ڈان'' کراچی کے نثار عثمانی نے جوان سے انٹرویو لیا ہے اس میں مذکور ہے کہ: جب ان سے سوال کیا گیا کہ کیا آپ کو تیسرا فریق تصور کیا جائے؟ تو مولانا نے جواب دیا کہ جماعت کے رکن کی حیثیت سے وہ پوری طرح تحریک کا ساتھ دے رہے ہیں اور تمام صلاحیتیں بروئے کار لا رہے ہیں انہوں نے مزید کہا لیکن میں ایسے مواقع پر جذبات کی رو میں نہیں بہتا اور ٹھنڈے دل و دماغ سے معاملات پر غور کرتا ہوں کہ ملک کو درپیش پیچیدہ مسائل کا آخر حل کیا ہے؟ انہوں نے کہا خدا کے فضل و کرم سے ایسے نازک مواقع پر میں فیصلہ کرنے کی ہمت رکھتا ہوں خواہ اس کے لیے مجھے ہر ایک کی ناراضگی مول لینا پڑے۔ مولانا مودودی نے کہا کہ ان کے بیانات اور خیالات کو پاکستان قومی اتحاد کے خیالات نہ سمجھا جائے۔ مولانا مودودی نے کہا پاکستان قومی اتحاد کو میری ذاتی رائے سے اختلاف کرنے کا پورا حق حاصل ہے۔'' اس انٹرویو میں یہ بھی مذکور ہے کہ: انہوں نے کہا میں ذاتی حیثیت سے اس تحریک میں شامل ہوں لیکن اگر میں نے دفعہ ۱۴۴ کی خلاف ورزی کرتے ہوئے جلوس میں شرکت نہیں کی تو یہ صرف میری خرابیٔ صحت کی وجہ سے ہے۔ انہوں نے کہا کہ میری اہلیہ نے حال ہی میں میری ہدایت پر خواتین کے جلوس میں شرکت کی۔ انہوں نے کہا کہ قومی اتحاد کا موقف ہے کہ وہ مذاکرات کے لیے اس وقت تیار ہو گا جبکہ نئے انتخابات کا اعلان کر دیا جائے۔ لیکن میں نے اپنے حالیہ بیان میں جو تجویز پیش کی ہے وہ اس سے ذرا مختلف ہے۔ (ہفت روزہ ایشیا لاہور ۱۰/۱۷پریل ۱۹۷۷ء)

ہمارا سوال یہ ہے کہ اگر مودودی صاحب قومی اتحاد کی تحریک میں شامل نہ ہوتے تو ان کو ذاتی اختلاف رائے کا حق تھا۔ لیکن قومی اتحاد کے باضابطہ متفقہ فیصلہ کے بعد (کہ سوائے بھٹو کے استعفاء کے ہم مذاکرات نہیں کر سکتے) ان کو اس سے اختلاف کرنے کا حق نہیں رہتا۔ اگر اسی طرح ۹ اتحادی پارٹیوں میں سے ہر پارٹی کا کوئی ذمہ دار لیڈر اپنی ذاتی رائے کی حیثیت سے قومی اتحاد کے فیصلہ سے اختلاف

کرے اور اس سلسلہ میں بھٹو سے بات چیت کرتا رہے تو پھر قومی اتحاد کے جماعتی فیصلہ کی کیا حیثیت باقی رہ جائے گی؟ جماعتی اصول کی بناء پر ہم مودودی صاحب کی اس روش کو قومی اتحاد سے ایک قسم کی غداری سمجھتے ہیں۔ اگر ایسا نہیں تو رفیق باجوہ نے بھی تو ذاتی حیثیت سے مسٹر بھٹو سے ملاقات کی تھی۔ پھر اسے قومی اتحاد سے کیوں خارج کیا گیا؟ لیکن قومی اتحاد کے زعماء مودودی صاحب کے اس مخالفانہ طریق کار کو غلط سمجھتے ہوئے بھی ان کی مخالفت کرنے کی جرأت نہیں کر سکے کیونکہ مودودی جماعت سے وہ مرعوب ہیں۔ واللہ اعلم! اور مسٹر بھٹو کے جواب میں مودودی صاحب کا یہ بیان کہ میں نے ان سے کسی قسم کا کوئی راز دارانہ معاہدہ نہیں کیا انتہائی ستم ظریفی ہے۔ جب آپ نے قومی اتحاد کے زعماء سے مشورہ کے بغیر قومی اتحاد کے آخری قطعی فیصلہ کے خلاف مسٹر بھٹو سے ایلچیوں کی وساطت سے بات چیت جاری رکھی اور پھر ملاقات بھی کر لی۔ تو کیا یہ کوئی معمولی راز داری ہے؟ کیا یہ ملاقات قائم مقام صدر نوابزادہ نصر اللہ کے مشورہ کے تحت ہوئی ہے؟ دلوں کا حال تو اللہ تعالیٰ ہی خوب جانتا ہے لیکن قیاس یہی ہے کہ مودودی صاحب نے یہ گمان کیا ہوگا کہ اگر وہ بھٹو اور قومی اتحاد کے مابین مصالحت کرانے میں کامیاب ہو گئے تو یہ ان کا ایک عظیم الشان تاریخی کارنامہ سمجھا جائے گا اور وہ قومی اتحاد کے بھی مرشد اعلیٰ بن جائیں گے۔ لیکن وہ اس میں کامیاب نہیں ہو سکے کیونکہ قومی اتحاد نے جو انتہا پسندانہ فیصلہ کر کے قوم کو قربانی کے میدان میں ڈال دیا ہے اس سے اب پیچھے ہٹنا ان کے لیے بہت مشکل تھا اس لیے وہ مودودی تجاویز کو قبول نہ سکے۔

بہرحال قومی اتحاد کے حضرات علماء کرام سے ہماری گزارش ہے کہ وہ مودودی کو اب تک نہیں سمجھ سکے کاش کہ وہ ۵۳ء کی عظیم تحریک ختم نبوت کے سلسلہ میں مودودی صاحب کے اس دوغلے کردار کو پیش نظر رکھتے جس کی بناء پر امیر شریعت حضرت مولانا سید عطاء اللہ شاہ صاحب بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے نظر بندی سے رہائی کے بعد لائل پور کی عظیم الشان ختم نبوت کانفرنس میں مودودی صاحب کو مباہلہ کا چیلنج دیا تھا۔ کیا قومی اتحاد کے صدر مولانا مفتی محمود صاحب صدر ایوب کی گول میز کانفرنس میں مودودی صاحب کے اس کردار کو بھول گئے ہیں جس کی بناء پر انہوں نے ۱۹۷۰ء کے انتخابات کے سلسلے میں "اخبار جہاں" کراچی کے محمود شام کو اپنے انٹرویو میں مودودی کے خلاف بیان دیا تھا۔ چنانچہ اس میں محمود شام لکھتے ہیں کہ:

> "میں نے اپنے دس سوالات کے بعد الگ سے مفتی صاحب سے پوچھا کہ آپ نے گول میز کانفرنس میں جب اسلامی نظام کے نفاذ کی تجویز پیش کی تھی تو کس کس نے اس کی تائید کی تھی؟ اس

پر مفتی صاحب کہنے لگے۔ اسلام تو اس یتیم بچے کی سی حیثیت رکھتا ہے کہ اس کی پرورش کے لیے جس کے سامنے ہاتھ پھیلائے ہیں اس نے پرورش سے انکار کر دیا۔ میں نے کہا: مولانا مودودی نے بھی؟ مفتی صاحب کا جواب تھا۔ ان کا اسلام سے کیا تعلق؟ وہاں تو صرف نام ہے''۔

۹/اپریل کا ظلم و تشدد: پیپلز پارٹی کی صوبائی اسمبلی پنجاب کا افتتاحی اجلاس لاہور میں ۹/اپریل کو قرار پایا تھا جس کے خلاف قومی اتحاد نے زبردست احتجاج کرنے کا پروگرام بنایا۔ علماء اور وکلاء وغیرہ مختلف طبقوں کے متعدد احتجاجی جلوس تیار کئے گئے۔ (جن میں خواتین کے جلوس بھی شامل تھے۔ جو ہمارے نزدیک ناجائز ہیں) پنجاب گورنمنٹ نے قومی اتحاد کے احتجاجی پروگرام کو فیل کرنے کے لیے پولیس اور ایف ایس ایف کی فورسز استعمال کیں۔ شدید لاٹھی چارج ہوا اور آنسو گیس کے گولے بے تحاشا پھینکے گئے۔ فائرنگ بھی ہوئی۔ کئی افراد گولی کا نشانہ بنے اور سینکڑوں افراد زخمی ہوئے جن کو ہسپتال میں پہنچا دیا گیا۔ اور تشدد نے یہاں تک بس نہیں کی بلکہ مساجد میں گھس کر مساجد کی سخت بے حرمتی کی گئی۔ آنسو گیس کے شیل پھینکے گئے۔ مسجد میں پناہ لینے والوں کو سخت زدوکوب کیا گیا۔ علماء کی داڑھیاں نوچی گئیں۔ شہر میں کہرام مچ گیا حتیٰ کہ پنجاب گورنمنٹ نے اپنی طاقت کے استعمال کرنے میں کچھ کمی نہیں کی۔ اس قسم کا ظلم و ستم اور مساجد کی بے حرمتی غضب خداوندی کو دعوت دینے والی ہے ہم اس ظالمانہ انتقامی کارروائی کو جائز نہیں قرار دے سکتے۔ انگریزی دور استبداد مشہور ہے لیکن مخالفانہ تحریکات میں اگر کسی پارٹی کے رضا کار مساجد میں پناہ لے لیتے تھے تو پولیس ان کے باہر نکلنے کا انتظار کرتی تھی اور مسجد کی یوں بے حرمتی کا ارتکاب نہیں کرتی تھی۔ گزشتہ سال محرم کے ماتمی جلوس شیعہ کے سلسلے میں پولیس نے ہماری مدنی جامع مسجد چکوال میں جوتوں سمیت گھس کر خدام اہل سنت پر شدید لاٹھی چارج کیا۔ آنسو گیس کے گولے پھینکے اور دروازوں کو توڑا۔ اور کمسن طلبہ کو بھی لاٹھی کا نشانہ بنایا گیا جس کے متعلق ہماری جماعت کی طرف سے ہائی کورٹ لاہور میں استغاثہ چل رہا ہے بہرحال ۹/اپریل کو لاہور میں جس قدر مظالم ڈھائے گئے، ہم اس بربریت کے خلاف شدید احتجاج کرتے ہیں۔ وَاللّٰہُ عَزِیْزٌ ذُو انْتِقَامٍ۔

نہ جا اس کے تحمل پر کہ ہے بے ڈھب گرفت اس کی
ڈر اس کی خبر گیری سے کہ ہے سخت انتقام اس کا

۱۷/اپریل کی کانفرنس: مودودی سے ملاقات کے بعد بھٹو صاحب نے ۱۷/اپریل کی پریس کانفرنس لاہور میں شراب اور جوئے پر پابندی کا جو اعلان کیا ہے اور اسلامی کونسل کے لیے قومی اتحاد

کے علماء کے نام تجویز کیے ہیں قومی اتحاد نے ان مصالحانہ تجاویز کو بالکل مسترد کر دیا ہے۔ چنانچہ قومی اتحاد کے قائم مقام صدر نوابزادہ نصر اللہ خان نے اتحاد کی جنرل کونسل کے اجلاس کے بعد اپنی پُرہجوم کانفرنس لاہور میں اپنی قرارداد پیش کرتے ہوئے کہا ہے کہ: مرکزی کونسل کا نقطہ نظر یہ ہے کہ مسٹر بھٹو نے حسب سابق اصل مطالبات سے ہٹ کر بات کو الجھانے کی ایک اور ناکام کوشش کی ہے۔ پاکستان قومی اتحاد کا موقف بالکل واضح ہے کہ موجودہ انتخابات کے نتیجے میں وجود میں آنے والی قومی اسمبلی غیر قانونی ہے کیونکہ اس نے دھاندلی کی کوکھ سے جنم لیا ہے اور اس لیے پاکستان قومی اتحاد مسٹر ذوالفقار علی بھٹو کو پاکستان کا وزیر اعظم نہیں تسلیم کرتا اور ان سے مطالبہ کرتا ہے کہ وہ فوراً مستعفی ہو جائیں اور اب یہ مطالبہ پوری قوم کا مطالبہ بن چکا ہے۔ (نوائے وقت ۱۹/اپریل ۱۹۷۷ء و جنگ راولپنڈی) لیکن بھٹو صاحب نے بھی قومی اتحاد کے اس مطالبے کو مسترد کر دیا ہے۔ چنانچہ اخبارات میں یہ خبر شائع ہوئی ہے کہ وزیر اعظم بھٹو نے قومی اتحاد کے اس مطالبے کو مسترد کر دیا ہے کہ وہ اپنے عہدے سے مستعفی ہو جائیں۔ انہوں نے اعلان کیا کہ میں قانونی، آئینی اور اخلاقی طور پر پاکستان کا وزیر اعظم ہوں۔ (نوائے وقت ۱۹/اپریل ۱۹۷۷ء)

ہمارا مؤقف: گو ہمیں اپنی سنی تحریک کے مقاصد کے پیش نظر قومی اتحاد سے بھی اختلاف ہے۔ اور حالیہ ایجی ٹیشن میں ہم عملاً شریک بھی نہیں ہیں۔ لیکن قومی اتحاد کی ایجی ٹیشن ملک گیر ہو چکی ہے۔ روزانہ گرفتاریوں کا سلسلہ جاری ہے۔ قومی اتحاد کی جنرل کونسل اپنی قرارداد میں لوگوں کو یہ بھی اپیل کر چکی ہے کہ: وہ موجودہ حکومت کو ہر قسم کے ٹیکس ادا کرنا بند کر دیں اور کسی قسم کی کوئی لائسنس فیس ادا نہ کریں۔ اپیل میں یہ بھی لوگوں سے کہا گیا ہے کہ وہ بینکوں میں اپنی رقوم جمع نہ کرائیں اور بینکوں سے اپنے روپے واپس نکلوا لیں کیونکہ موجودہ حکومت کی کوئی قانونی حیثیت نہیں ہے کیونکہ یہ حکومت ایک ایسی اسمبلی کی پیداوار ہے جو دھاندلیوں کی وجہ سے وجود میں آئی ہے۔ لوگوں سے یہ بھی کہا گیا ہے کہ وہ گاڑیوں اور سرکاری بسوں میں سفر کرتے وقت کرایہ ادا نہ کریں اور بیرونی ملک رہنے والے پاکستانی اپنے اہل خاندان کو کم از کم رقوم بھیجیں۔ اپیل میں عوام سے کہا گیا ہے کہ وہ ان اقدامات پر اس وقت تک عمل کریں جب تک کہ نام نہاد حکومت اور صوبائی اسمبلیوں کے ارکان اپنے اس جھوٹے دعوے کو ترک نہیں کر دیتے کہ وہ عوام کے نمائندے ہیں۔ الخ (نوائے وقت راولپنڈی ۱۲/اپریل ۱۹۷۷ء)

گو اس قسم کی قراردادیں انتہاء پسندانہ ہیں جن کی وجہ سے ملک میں زیادہ کشیدگی پھیل سکتی ہے اور

اور خانہ جنگی کا سخت خطرہ ہے چنانچہ پیپلز پارٹی کے مسلح جلوس بھی شروع ہو گئے ہیں حکومت کی طرف سے دفعہ ۱۴۴ کے خاتمہ کا اعلان کر دیا گیا ہے۔ پیپلز پارٹی ہو یا قومی اتحاد دونوں پارٹیاں اپنے انتہاء پسند افراد پر کنٹرول نہیں کر سکیں گی۔ لیکن بلا خوف تردید اس حقیقت کا اعتراف کرنا پڑتا ہے کہ ملک کی غالب اکثریت مسٹر بھٹو کے خلاف ہے اب شراب وسُود پر پابندی لگانے کے یہ حربے کامیاب نہیں ہو سکتے۔ بھٹو کے پنج سالہ آمریت سے لوگ تنگ آ چکے ہیں۔ حتیٰ کہ ان کی پارٹی کے بعض صوبائی ارکان اسمبلی بھی مستعفی ہو چکے ہیں اور قومی اسمبلی کے شوکت حیات صاحب نے بھی اسمبلی کی رکنیت سے استعفیٰ دیدیا ہے جو پیپلز پارٹی کے ٹکٹ پر کامیاب قرار دیئے گئے تھے اور ان کے ساتھ امیر عبداللہ روکھڑی وغیرہ پیپلز پارٹی کے پانچ ارکان بھی قومی اسمبلی سے مستعفی ہو چکے ہیں اور مسٹر بھٹو نے شوکت حیات کو پیپلز پارٹی سے نکال دیا ہے تو ان حالات میں ذوالفقار علی بھٹو کا یہ دعویٰ کہ عوام کو ان پر اعتماد ہے بالکل غلط ہے۔ اگر قومی اتحاد سے کسی بنیاد پر مصالحت ہو جاتی تو اور بات تھی لیکن اس میں بھی وہ کامیاب نہیں ہو سکے۔ اور جب بھٹو صاحب یہ پیشکش کرتے ہیں کہ صوبائی اسمبلیوں کے انتخابات وہ عدلیہ اور فوج کی نگرانی میں کرا سکتے ہیں اور اگر اس میں قومی اتحاد زیادہ نشستیں حاصل کرے تو وہ قومی اسمبلی کو توڑ دیں گے۔ تو کیوں نہ وہ قومی اتحاد اور عوام کی غالب اکثریت کا مطالبہ مان لیں کہ وہ وزیر اعظم کے عہدے سے مستعفی ہو جائیں اور عدلیہ اور فوج کی نگرانی میں قومی اسمبلی کے بھی نئے سرے سے انتخابات ہو جائیں۔ اس صورت میں موجودہ ملکی بحران ختم ہو جائے گا۔ اور منصفانہ انتخابات کے بعد جو فریق بھی کامیاب ہو جائے پاکستان کی حکومت کا وہی مستحق ہو گا ورنہ اگر مسٹر بھٹو اپنے موقف پر ڈٹے رہے اور قومی اتحاد بھی اپنے اس موقف پر قائم رہا تو خدا جانے ملک کا کیا حشر ہو گا؟ اللہ تعالیٰ پاکستان کو ملک وملت کے دشمنوں کی شر سے محفوظ رکھیں اور جس اسلامی نظام حکومت کے عظیم مقصد کے تحت پاکستان قائم ہوا تھا وہ حضرات خلفاء راشدین اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی عقیدت وعظمت کے طفیل پورا ہو جائے۔ آمین یا الہ العالمین۔

خدا نے آج تک اس قوم کی حالت نہیں بدلی
نہ ہو جس کو خیال آپ اپنی حالت کے بدلنے کا

خادم اہل سنت الاحقر مظہر حسین غفرلہ

مدنی جامع مسجد چکوال جہلم یکم جمادی الاولیٰ ۱۳۹۷ھ، ۲۰/ اپریل ۱۹۷۷ء

ضمیمہ نمبر ②

مسلم خواتین کے احتجاجی جلوس: "قومی اتحاد" کی طرف سے جو ملک گیر ایجی ٹیشن جاری ہے اس میں مردوں کے علاوہ عورتیں بھی جلوس نکال رہی ہیں اور یہ سلسلہ بھی بڑھ رہا ہے۔ لیکن اگر شرعی پردہ کے اصول و مقاصد کو پیش نظر رکھا جائے تو مسلمان عورتوں کے یہ جلوس اور مظاہرے ناجائز ہیں اور ابھی تک سوائے ہفت روزہ "المنبر" لائل پور کے اور کسی اخبار و رسالہ میں ان منکرات کے خلاف کسی عالم اور بزرگ کا بیان نظر سے نہیں گزرا۔ جو علماء مسٹر بھٹو کے حامی ہیں وہ تو اس لیے تردیدی بیان شائع نہیں کر سکتے کہ خود بھٹو حکومت کے زیر سایہ ۱۹۷۶ء کے اواخر میں جو ہفتہ خواتین منایا جا چکا ہے اس میں بیگم بھٹو کی قیادت میں خواتین کے جلوس نکالے گئے تھے لیکن تعجب ہے کہ قومی اتحاد کے علمائے کرام نے بھی سکوت اختیار کیا ہوا ہے جو بھٹو حکومت کی جگہ ایک شرعی حکومت اور نظام مصطفیٰ ﷺ کے قیام کے داعی ہیں ان حضرات کی طرف سے تردیدی بیان نہ شائع ہونے کی وجہ سے عوام یہ سمجھتے ہیں کہ خواتین کے یہ جلوس بھی باعث اجر و ثواب ہیں۔ اور اگر کوئی ان جلوسوں کی تردید کرے تو وہ ان کے نزدیک قابل ملامت ہے۔ اور اس کی یہ جرح و تنقید گویا کہ تحریک اسلامی کو نقصان پہنچانے والی ہے۔

جنگ اخبار میں میرا بیان: چونکہ میرے نزدیک مسلمان عورتوں کے یہ جلوس و مظاہرے شرعاً ناجائز ہیں اس لیے ایک شرعی فریضہ ادا کرنے کے لیے میں نے اپنے جمعۃ المبارک کے اجتماعات میں اس کی واضح تردید کی۔ اور میری ایک تقریر کی رپورٹ روزنامہ جنگ راولپنڈی ۱۳/اپریل ۱۹۷۷ء میں بعنوان "عورتوں کا جلوس خلاف شریعت ہے۔" حسب ذیل الفاظ میں شائع کی گئی:

> "چکوال ۱۲/اپریل (نامہ نگار) تحفظ اسلام پارٹی کے رہنما اور ممتاز عالم دین مولانا قاضی مظہر حسین نے ایک اجتماع سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ عورتوں کے اس طرح بے پردہ جلوسوں کے بعد ملک کے اندر نظام شریعت کے قیام کی امید ختم ہو چکی ہے اور تعجب خیز بات یہ ہے کہ قومی اتحاد کے زیر اہتمام یہ خلاف شرع جلوس نکل رہے ہیں اور کوئی عالم ٹس سے مس نہیں ہوا۔ انہوں نے کہا کہ مرد احتجاج کریں گرفتاریاں دیں۔ جلوس نکالیں۔ یہ ان کا حق ہے، ہم حکومت کو بھی مشورہ دیں گے کہ وہ ان کے ساتھ مصالحانہ رویہ اختیار کرلے اور ان کے مطالبات پر سنجیدگی سے غور کرے لیکن اگر عورتیں قرآن پاک کی خلاف ورزی کرتے ہوئے

جلوس نکالیں تو بیشک حکومت ان کو ڈنڈے مار مار کر گھروں میں پابند رکھنے کی کوشش کرے۔
یہ عین شرعی تقاضوں کے مطابق ہوگا۔''

نامہ نگار نے میرے بیان کو اپنے الفاظ میں تحریر کیا ہے۔ اور میری تحریر کا خلاصہ یہی ہے۔ البتہ ڈنڈے مارنے کے متعلق میں نے یہ کہا تھا کہ:

پولیس تو اور نیت سے لاٹھی چارج کرتی ہے لیکن اگر وہ اس نیت سے ڈنڈے مار کر ان کو گھروں میں داخل کریں کہ عورتوں کے یہ جلوس خلاف شریعت ہیں تو جائز ہوگا لیکن بجائے اس کے کہ قومی اتحاد کے حامی لوگ بطور ایک شرعی مسئلہ کے میرے بیان پر غور وفکر کرتے، انہوں نے عموماً اس پر ناگواری کا اظہار کیا اور کئی لوگ طعن وتشنیع بھی کرتے رہے لیکن مجھے اس سے کوئی تشویش لاحق نہیں ہوئی بلکہ زیادہ انشراح واطمینان قلب حاصل ہوا۔ البتہ یہ معلوم نہیں ہوسکا کہ قومی اتحاد کے اکابر علماء نے میرے اس بیان پر کیا کچھ فرمایا ہے۔

''المنبر'' لائل پور کی حق گوئی: ہفت روزہ المنبر لائل پور کے مدیر و مالک حکیم عبدالرحیم صاحب اشرف قومی اتحاد کے حامی اور موید ہیں لیکن خواتین کے جلوس کے خلاف انہوں نے ایک واضح بیان شائع کر کے اپنا فریضہ ادا کر دیا۔ چنانچہ انہوں نے بعنوان...... ''عورتوں کے جلوس فی الفور بند کیے جائیں۔'' پاکستان قومی اتحاد سے اسلام کے نام اپیل'' یہ لکھا ہے کہ: ''حالات کی سنگینی سے کیا انکار؟ اس سے قلب وذہن پر جو گذر رہی ہے ''المنبر'' کو ایک نظر دیکھنے والے بھی اس سے آگاہ ہیں لیکن اس حالت میں بھی اسلامی شریعت کی کھلی خلاف ورزی کسی بھی تاویل اور واضح نصوص کے خلاف استدلال سے قابل برداشت نہیں۔ عورت، ماں، بیٹی، بہن ہر رشتے کی بناء پر واجب الاحترام ہے اور مغرب کی ملعون اور اشتراکی ملحدانہ تہذیبوں نے عورت کو آزادی اور مرد سے مساوات کا فریب دے کر اسے گھر کی چار دیواری سے باہر نکال کر جو بے آبرو کیا ہے اور اسے رونقِ محفل سے مل مزدور اور سیاسی ہنگاموں کے راستے پر ڈال کر جس طرح ذلیل کیا ہے انتہائی رنج والم کی بات ہے کہ مسلم اقوام بھی مدنی معاشرت اور قرآنی حدود سے روگردانی کر کے یورپین واشتراکی قوم کے ملعون اعمال کو اختیار کرنے لگی ہیں۔ اسی غلط روش کا ایک دردناک مظاہرہ سیاسی امور ومعاملات میں عورتوں کے جلوس ہیں جو ہر ہنگامی مرحلے میں نکلنے شروع ہوجاتے ہیں چنانچہ اس ہفتے میں قومی اتحاد کی تحریک میں بھی اس کا تیز رو آغاز ہوا ہے یہ جذبہ اور اسی جذبے کا مظاہرہ اب ۱۴۔ مارچ سے شروع ہے۔ یہ سب کچھ نظام مصطفوی اور شریعت اسلامی کے نفاذ

کے دعویٰ اور وعدے ہی کی برکت ہے وگرنہ قومی اتحاد کے تمام بزرگ اور کارکن اس سے پہلے بھی اسی ملک میں آباد تھے اور انہی مسلمانوں کے مابین رہتے تھے...... القصہ اس نصرت الٰہیہ کے مشاہدے کے بعد اسلام کے فریضہ حجاب (پردہ) کو نظر انداز کر کے اور عورتوں کو گھروں کی چار دیواری سے باہر سڑکوں پر نکال لانے اور آگے چل کر عورتوں کے جلوس کے چاروں طرف اخلاق باختہ افراد کے جھرمٹوں اور پھر ان کے ساتھ ساتھ چلنے اور ان میں گھس آنے کی تمام لعنتوں کے آغاز کے المیے سے بچنے کا قطعی تقاضا ہے کہ اس سلسلے کو فوراً بند کیا جائے اور ایک محکم شرعی حکم میں کسی بھی تاویل کے سہارے رخنہ اندازی نہ کی جائے مسئلہ اس وضاحت سے زیادہ صراحت اور اس طرزِ ادا سے کہیں زیادہ شدت کا متقاضی ہے مگر ہم احوال و ظروف کے پیش نظر اسی مختصر و مجمل عرضداشت پر اکتفا کرتے ہیں اور ہر جگہ کے کارکنان پاکستان قومی اتحاد اور مرکزی رہنماؤں سے اسلام کی عظمت کے نام پر اپیل کرتے ہیں کہ وہ ہر نقصان کو برداشت کرتے ہوئے بھی اس فتنے کے دروازے کو ایک لحہ ضائع کیے بغیر بند کر دیں۔'' (المنبر ۸۔اپریل ۱۹۷۷ء)

مودودی اور اسلامی پردہ ۷۶ء میں: وزیراعظم ذوالفقار علی بھٹو نے اپریل ۱۹۷۶ء میں اپنے دورہ بلوچستان میں کوئٹہ کے ایک جماعتی کنونشن میں عورتوں کے پردہ کے خلاف جو تقریر کی تھی اس کے متعلق مودودی جماعت کے علمبردار رسالہ ایشیا لاہور کے خواتین نمبر کے اداریہ میں بعنوان ''یہ دیوار نہ گرایئے'' یہ لکھا گیا کہ: پیپلز پارٹی کے اجلاس سے خطاب کرتے ہوئے بلند و بانگ لہجے میں انہوں نے فرمایا کہ ایک طرف تو آپ انقلاب کی باتیں کرتے ہیں اور دوسری طرف آپ نے خواتین کو جیل میں رکھا ہوا ہے۔ آپ لوگوں نے خواتین کو دوہری دیوار کے پیچھے رکھا ہوا ہے۔ پہلی دیوار برقع ہے اور دوسری دیوار وہ چلمن ہے جہاں آپ نے ان کو بٹھا رکھا ہے۔ وزیراعظم نے زوردار آواز میں کہا کہ سرداری نظام سے پہلے اس استحصال کو ختم کیجیے اور خواتین کو پردے کی اوٹ سے باہر نکالیے۔ پھر انہوں نے پردے کے پیچھے بیٹھی ہوئی خواتین کو دعوت دی کہ وہ بھی مردوں کے دوش بدوش آ کر بیٹھیں پی پی کے مطابق سب خواتین باہر نکل آئیں اور ڈائس کے سامنے آ کر بیٹھ گئیں۔ اپنے اس حکم کے جواز کے طور پر انہوں نے استدلال یوں کیا کہ اگر ہمیں اسلام پر ایمان ہے تو ہمیں یاد رکھنا چاہیے کہ مساوات اسلام کے اصولوں کے مطابق ہے۔'' (روزنامہ نوائے وقت ۵۔اپریل ۱۹۷۶ء) مسٹر بھٹو کی اس پردہ شکن تقریر کو خلاف آیات و احادیث ثابت کرنے کے بعد اسی اداریہ کے آخر میں یہ لکھا ہے کہ:

''ہم پورے اخلاص اور جذبہ افہام و تفہیم کے ساتھ اپنا یہ خدشہ وزیراعظم صاحب کے گوش

گذار کرنا چاہتے ہیں کہ پردے کی دیوار گرنے سے ہمارا معاشرہ بے حیائی، بدکاری اور جنسی اباحیت کے اس سیلاب میں بہ نکلے گا جس میں مغربی معاشرہ پوری طرح ڈوب چکا ہے اس لیے وہ اس دیوار کو نہ گرائیں۔" (ایشیا لاہور ۲۵۔اپریل ۱۹۷۶ء)

ایشیا کے اسی شمارہ میں مودودی جماعت کے بانی ابوالاعلیٰ کی تقریر شائع ہوئی ہے جو انہوں نے جماعتی خواتین کے سالانہ اجتماع میں بتاریخ ۷۔اپریل کو کی۔ اس تقریر میں انہوں نے مسٹر بھٹو کی مذکورہ کوئٹہ کی تقریر پر تنقید کرتے ہوئے کہا کہ: ابھی حال میں جو واقعہ پیش آیا ہے اُسے بھی دیکھئے۔ انہوں نے کوئٹہ میں بھرے اجلاس میں خواتین کو جو چلمن کے پیچھے بیٹھی تھیں اور برقع اوڑھے ہوئے تھیں ان سب کو دعوت دی کہ باہر نکل آؤ۔ یہ دوہری جیل ہے جس میں تم قید کی گئی ہو۔ ایک طرف برقع کی جیل ہے اور دوسری طرف چلمن کی جیل ہے اور یہ عورتوں کے ساتھ ظلم ہے اور عورتوں کا استحصال ہے۔ میں کہتا ہوں کہ اگر انہیں ذرا برابر بھی اس باب میں اسلام کا علم ہوتا اور وہ جانتے کہ قرآن میں اور رسول اللہ ﷺ کی سنت میں عورتوں کے متعلق کیا احکام ہیں اور کیا ہدایات ہیں؟ تو وہ کبھی اتنی بڑی بات نہ کہتے کہ یہ جیل ہے جس میں عورتیں بند ہیں۔ کیا رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں کوئی شخص اس بات کا تصور بھی کر سکتا تھا کہ عورتوں کے پردے کو جیل قرار دے اور انہیں دعوت دے کہ آؤ اور مردوں کے مجمع میں بیٹھ جاؤ؟ بھٹو صاحب اس چیز سے ناواقف ہیں۔ میں نہیں کہتا کہ انہوں نے جان بوجھ کر اسلام کے خلاف بات کی الخ (ایضاً ایشیا ص ۱۰) مودودی صاحب نے اس تقریر میں یہ تسلیم کر لیا ہے کہ بھٹو صاحب اسلام کو تو مانتے ہیں لیکن اسلامی پردہ کے احکام سے واقف نہیں ہیں۔ نیز یہ تقریر مودودی صاحب کی ہفت روزہ آئین لاہور ۱۹۔اپریل ۱۹۷۶ء میں شائع ہوئی ہے۔

ہفتہ خواتین کے خلاف: حکومت کی طرف سے حقوق نسواں کمیٹی کی رپورٹ جولائی کے اخبارات میں شائع ہوئی تھی جس کی اکثر دفعات شریعت کے خلاف تھیں اور پھر بھٹو حکومت کے تحت بیگم بھٹو کی قیادت میں جو ہفتہ خواتین منایا گیا تھا اور جس میں خواتین کے جلوس اور مظاہرے بھی تھے۔ اس کے خلاف ۲۲۔اکتوبر ۷۵ء کو جامعہ منصورہ لاہور کے ایک اجتماع میں خطاب کرتے ہوئے مودودی صاحب کے معاون خصوصی ملک غلام علی صاحب نے یہ کہا تھا کہ: اسلام نے گھر کو عورت کا قلعہ قرار دیا ہے جب کہ ہفتہ خواتین اور حقوق نسواں کے نام پر اس قلعہ کو مسمار کرنے کی کوششیں کی جارہی ہیں اور اس پر قومی خزانے کو بیدردی سے لٹایا جا رہا ہے۔" اسی پرچہ میں بیگم بھٹو کی قیادت میں خواتین کے جلوسوں کو

طعن وتضحیک کا نشانہ بناتے ہوئے یہ لکھا گیا ہے کہ ہفتہ خواتین سے متعلقہ اور بھی بہت سی باتیں ہیں مثلاً بہت سی جگہوں پر ویمنز گارڈ کے مارچ پاسٹ ہوئے نہ معلوم ان ویمنز گارڈ کا مقصد کیا ہے؟ لیکن یہ دیکھ کر مسرت ہوئی کہ خواتین ہفتے کے آغاز میں ہی اپنے حقوق یا کم از کم بعض حقوق حاصل کرنے میں کامیاب ہوگئیں۔ مثلاً لاہور میں بلکہ عملاً پورے پاکستان میں دفعہ ۱۴۴ نافذ تھی لیکن ہفتہ خواتین کے سامنے دفعہ ۱۴۴ کی ایک نہ چل سکی اور ہر جگہ خواتین نے بڑے بڑے کامیاب جلوس نکالے۔ خود لاہور میں ۲۱۔ اکتوبر کو ایک بہت بڑا جلوس نکلا جو ٹاؤن ہال سے شروع ہوا تو اسمبلی چیمبر جا کر ختم ہوا۔ اہلیان لاہور بھی دفعہ ۱۴۴ کی وجہ سے کسی عوامی مظاہرے کے منظر کو دیکھنے کے لیے ترس گئے تھے۔ کم از کم ہفتہ خواتین نے ان کی یہ دیرینہ خواہش تو پوری کر دی۔" (ایشیا لاہور ۳۱۔ اکتوبر ۱۹۷۶ء۔ بعنوان ہفتہ خواتین یا ہفتہ خاتون اول یعنی بیگم بھٹو)

مودودی اور اسلامی پردہ ۷۷ء میں: مندرجہ بالا حوالجات سے ثابت ہوتا ہے کہ مودودی صاحب اور ان کی جماعت کے نزدیک مسٹر بھٹو کا عورتوں کو پردہ سے نکال کر مردوں میں بٹھانا اور بیگم بھٹو کی قیادت میں خواتین کے جلوس اور مظاہرے خلاف شریعت تھے لیکن ۷۔ مارچ ۱۹۷۷ء کے الیکشن کی دھاندلیوں کے خلاف جب ۱۴۔ مارچ سے قومی اتحاد کے تحت ملک گیر ایجی ٹیشن شروع ہوگئی تو مسلم خواتین کے بے پردہ جلوس اور مظاہرے اور وہ بھی بیگم مودودی کی قیادت میں تحریک اسلامی اور نظام مصطفیٰ ﷺ کے قیام کے لیے مسلم خواتین کی بیداری اور عالی ہمتی کا ایک مؤثر نشان قرار دیئے گئے۔ حسبِ ذیل بیانات واقتباسات ملاحظہ ہوں۔

بیگم مودودی کی قیادت اور خواتین کے جلوس: ایشیا لاہور ۳۔ اپریل ۷۷ء میں بعنوان "خواتین کا عدیم النظیر مظاہرہ" لکھا ہے کہ: "۳۰۔ مارچ کے روز قومی اتحاد کا فیصلہ تھا کہ آج خواتین کا جلوس نکالا جائے گا۔ ایک روز پہلے ہی قومی اتحاد کی طرف سے اپیل کی جا چکی تھی کہ خواتین اس جلوس میں شریک ہوں۔ جلوس کا وقت ۳ بجے تھا لیکن ۲ بجے تک عالم یہ ہوگیا تھا کہ فاطمہ جناح روڈ پر واقع جماعت اسلامی لاہور کا وسیع وعریض دفتر جہاں سے جلوس نکلنا تھا خواتین سے بھر گیا دیکھتے ہی دیکھتے ہزاروں خواتین یہاں پہنچ گئیں۔ سوا تین بجے جلوس کا آغاز ہوا مرد کارکنوں کی بڑی تعداد نے حفاظت کی خاطر سڑک کے دونوں طرف گھیرا سا ڈال لیا تھا۔ بینر اور گتے کے پلّے کارڈ پکڑے ہوئے خواتین نے انتہائی منظم صورت میں شاہراہ فاطمہ جناح پر مارچ شروع کر دیا۔ جلوس کو دیکھ کر دونوں طرف کھڑے

ہوئے ہزاروں افراد نے پرجوش تالیاں بجانا اور نعرے لگانے شروع کر دیئے، جلوس میں سب سے آگے بیگم سید ابوالاعلیٰ مودودی تھیں جو جلوس کی قیادت کر رہی تھیں۔ خواتین آمریت کے خلاف اور قومی اتحاد کے حق میں پُرجوش نعروں کے علاوہ کلمہ طیبہ کا وِرد، پاکستان کا مطلب کیا لا الہ الا اللہ۔ نعرۂ تکبیر ...... خواتین نے جو پلّے کارڈ پکڑے ہوئے تھے ان پر درج ذیل نعرے لکھے ہوئے تھے۔ بھٹو استعفیٰ دو۔ بچوں پر ظلم کرنے والے، خدا کے انتقام سے ڈرو۔ ہم عورتیں صرف اسلامی شریعت چاہتی ہیں...... پردے اور حیا کے دشمنوں[1] ہماری تمہاری کھلی جنگ ہے۔ پاکستان کی عورتیں اپنی تذلیل کا بھرپور انتقام لیں گی۔ ہمارے لیے معیار حضرت خدیجہؓ، عائشہؓ اور فاطمہؓ ہیں...... تمام راستے پر ہزاروں لاکھوں لوگ پُرجوش انداز میں جلوس کو خوش آمدید کہہ رہے تھے جا بجا جلوس پر پھول نچھاور کیے جا رہے تھے۔ جلوس کے اختتام پر بیگم سید مودودی نے لاہور کی خواتین کو اس کامیاب ترین جلوس پر مبارک باد دی اور ان کا شکریہ ادا کیا۔

بیگم مودودی کا فوٹو اخبارات میں: نوائے وقت یکم اپریل ۱۹۷۷ء ص ۱ پر مذکورہ ۳۰۔ مارچ کے جلوس کا فوٹو شائع ہوا ہے۔ جس کی قیادت بیگم مودودی نے کی۔ عموماً خواتین بالکل بے حجاب ہیں اور سب سے آگے ایک خاتون ہاتھ میں ڈنڈا لیے چل رہی ہے جس کا چہرہ اور سر بالکل ننگا ہے۔

② اس کے بعد ۹۔ اپریل کو جو جلوس لاہور میں نکلا تھا اس کی قیادت بھی بیگم مودودی نے کی تھی۔ نوائے وقت ۱۳۔ اپریل ص ۲ پر خواتین کے ایک احتجاجی جلسہ کا فوٹو شائع ہوا ہے جس میں بیگم مودودی کرسی صدارت پر بیٹھی ہوئی ہے۔

③ جنگ راولپنڈی ۱۳۔ اپریل ص ۲ پر خواتین کے جلسہ کا فوٹو شائع ہوا ہے۔ جس میں بیگم جنت راج تقریر کر رہی ہیں اور اس کے ساتھ اسٹیج پر بیگم مدوٹ، بیگم اصغر خان اور بیگم مودودی تینوں بے حجاب چہرہ کھولے بیٹھی ہیں۔ یہ ہیں وہ عظیم خواتین جو نفاذ شریعت اور نظام مصطفی ﷺ کی علمبردار ہیں اور یہ بھی

---

[1] ماشاء اللہ۔ بیگم بھٹو کی قیادت میں جلوس نکلیں تو خلاف شرم وحیاء ہوں اور بیگم مودودی کی قیادت میں لاکھوں افراد کی تالیوں کی گونج میں خواتین جلوس نکالیں تو یہ اسلامی شرم وحیا کے تحفظ کا نشان اور حضرت خدیجہؓ، حضرت عائشہ صدیقہؓ اور حضرت فاطمہ زہراءؓ کی تابعداری قرار دے جائے کیا بیگم مودودی اور اس کی حامی خواتین مسلمانوں کو یہ باور کرانا چاہتی ہیں کہ اس قسم کے جلوس امہات المومنین (ازواج مطہرات) بھی مکہ اور مدینہ کی گلیوں میں دشمنانِ اسلام کے مقابلہ میں نکالا کرتی تھیں؟ العیاذ باللہ۔

ملحوظ رہے کہ قومی اتحاد پاکستان کی تمام عورتوں کی صدر بیگم مودودی منتخب ہو چکی ہیں اور جنرل سیکرٹری بیگم ذوالفقار علی ممدوٹ ہیں اور بیگم مودودی کے ماتحت نائب صدر خواتین میں بیگم مولانا عبیداللہ انور کا بھی نام ہے۔ (ملاحظہ ہو جنگ راولپنڈی ۷۔اپریل ۱۹۷۷ء)

دوسری بیگمات کو تو چھوڑ یئے کہ وہ عموماً انگریزی ماحول کی پروردہ ہیں۔ بیگم مودودی اس عظیم شوہر کی اہلیہ ہیں جو کتاب "پردہ" کا مصنف ہے۔ جو مفسر قرآن ہے جس کی تفسیر ۶ جلدوں میں شائع ہو چکی ہے۔ جو داعیٔ حق ہونے کا مدعی ہے جو جماعت اسلامی کا بانی ہے۔ جو تجدید و احیائے دین اور خلافت و ملوکیت وغیرہ سینکڑوں کتابوں کا مصنف ہے جس نے فریضہ حق ادا کرنے کے لیے خلیفہ راشد حضرت عثمان ذوالنورین رضی اللہ عنہ کو بھی اپنی تنقید کا نشانہ بنایا ہے۔ جس نے ایک جلیل القدر صحابی کاتب وحی حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کو بھی سیاسی اغراض کے لیے احکام کتاب و سنت کی خلاف ورزی کرنے والا لکھا ہے۔ یہ وہی عظیم داعی و مصلح ابوالاعلیٰ مودودی ہے جس کو اس کے معتقدین ایک عظیم ترین مجدد اور مصلح اعظم قرار دیتے ہیں۔ ان کے نزدیک بانی جماعت وہ عظیم شخصیت ہے جو خلفائے راشدین اور اصحاب و ازواج رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر تنقید و جرح کرنے کا حق رکھتا ہے لیکن آج اس کی بیگم چہرہ سے نقاب ہٹائے ہوئے ہزارہا مسلم خواتین کے جلوس و مظاہرے کی قیادت کر رہی ہے۔ لاکھوں مرد اس کے اردگرد تالیاں بجا رہے ہیں۔ بھٹو حکومت کے پولیس ملازمین اور افسر یہ منظر دیکھ رہے ہیں۔ اس کا بے پردہ فوٹو اخبارات میں شائع ہو رہا ہے جس کو دوست و دشمن لاکھوں افراد نے دیکھا ہے۔ اگر یہی نظام مصطفیٰ لانے کے کرشمے ہیں تو پھر ذوالفقار علی بھٹو اور بیگم بھٹو کیوں شرعی مجرم ہیں؟ کوئٹہ کی تقریر میں اگر بھٹو نے کچھ بیگمات کو پردہ سے نکال کر مردوں کے سامنے بٹھایا تو وہ تو دشمنِ پردہ و شریعت قرار دیا گیا۔ لیکن ابوالاعلیٰ مودودی کی بیگم لاکھوں کے گھیرے میں بے نقاب ہو کر جلوہ گر ہوئیں اور جنھوں نے اس وقت نہیں دیکھا تھا ان کو بذریعہ فوٹو دکھا دیا گیا تو مودودی صاحب نظام مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے علمبردار ثابت ہو گئے۔ خواتین کے یہ جلوس اور مظاہرے تو اسی ثقافت کا حصہ ہیں جو بھٹو کے اصلاحی پروگرام میں شامل ہے۔ ہر کمیونسٹ ہر سوشلسٹ ہر فرنگی اور ہر ملحد و زندیق عورتوں کو مردوں کے دوش بدوش قومی اور ملکی خدمات میں حصہ لینے کے لیے اس آزادی نسواں کا خواہش مند ہے جو اسلام کے نام پر قومی اتحاد کے سایہ اور بیگم مودودی کی قیادت میں آج اسلامی جہاد و قربانی کے نام پر پاکستان میں مقبول عام ہو رہی ہے اور مودودی صاحب اسلامی آن بان کے ساتھ انگریزی اخبار ڈان کراچی کے نامہ نگار کو انٹرویو دیتے ہوئے یہ فرما رہے ہیں کہ: میری اہلیہ نے حال ہی میں میری ہدایت پر خواتین کے جلوس میں شرکت کی۔" (ایشیا لاہور ۱۰۔اپریل ۱۹۷۷ء)

ایک لغوترین تاویل: خواتین کے اس جلوس و مظاہرہ کے جواز کے لیے خود بیگم مودودی نے یہ فرمایا ہے کہ: آج کا یہ اجتماع ثابت کر دیتا ہے کہ پنجاب کی خواتین نے پیپلز پارٹی کو ووٹ نہیں دیئے بلکہ انہوں نے اسلامی نظام کے حق میں ووٹ دیئے ہیں۔" (ایشیا ۳۔ اپریل ۷۷ء) ماشاء اللہ یہ سب اسلامی نظام کے کمالات کا مظاہرہ ہے؟ اور قومی اتحاد اور قومی اتحاد کے حامی عموماً یہی کہہ رہے ہیں کہ خواتین نے یہ جلوس بھٹو کے اس دعویٰ کو غلط ثابت کرنے کے لیے نکالے ہیں کہ خواتین نے پیپلز پارٹی کو زیادہ ووٹ دیئے ہیں۔" کیا اس سے بھی زیادہ غیر معقول اور لغوترین کوئی توجیہہ ہو سکتی ہے کہ بھٹو کے دعویٰ کو غلط ثابت کرنے کے لیے یہ خلاف شریعت مظاہرے پیش کیے گئے ہیں؟ کیا بھٹو کے جواب میں مسلم خواتین کی منڈی لگانا ضروری ہو گیا تھا؟ پھر کیا بھٹو اب لاجواب ہو گیا ہے؟ اگر بے پردہ خواتین یہ دعویٰ کریں کہ پاکستان میں سینما دیکھنے والی عورتوں کی تعداد زیادہ ہے تو کیا سینما کی مخالف خواتین سڑکوں پر نکل کر اپنی گنتی کرائیں گی اور نعرے لگائیں گی کہ دیکھ لو۔ ہم تم سے زیادہ ہیں۔ **لاحول ولا قوۃ الا باللہ**۔ دراصل پارٹی بازی اور سیاسی تعصب اس نقطۂ عروج تک پہنچ چکا ہے کہ شرعی حدود کو توڑنا اور منکرات شرعیہ کو اپنی کامیابی کے لیے ایک جائز قرار دیتے ہوئے اس کو اسلامی نظام کی جدوجہد کے کھاتے میں ڈال دیا جاتا ہے۔ العیاذ باللہ۔

خواتین کے جلوس ناجائز ہیں: حقوق نسواں کمیٹی کی رپورٹ اور حکومت کی طرف سے ہفتہ خواتین منانے کے خلاف اکابر جمعیت علمائے اسلام نے تقریریں کیں اور احتجاجی قرار دادیں متعدد مقامات پر پاس کیں۔ چنانچہ پشاور شہر کے عظیم الشان جلسۂ عام کی جو روئیداد ترجمان اسلام میں شائع ہوئی ہے۔ اس میں یہ بھی ہے کہ:

"ڈاکٹر فدا حسین نے آئین کے حوالہ سے خواتین کے حقوق بیان کیے اور کہا کہ اسلامی آئین کی رُو سے خواتین کو ایسے حقوق اور آزادی نہیں ملنی چاہیے جس سے ملک کا معاشرہ خراب ہو جائے...... انہوں نے ہفتہ خواتین کے موقع پر خواتین کی غیر اسلامی آزادی پر سخت تنقید کی۔"......مولانا محمد امیر بجلی گھر نے اپنی تقریر میں اعلان کیا کہ جمعیت علمائے اسلام ان غیر اسلامی سفارشات کو نافذ نہیں ہونے دے گی اور اس راہ میں کسی قربانی سے بھی دریغ نہیں کیا جائے گا۔ آپ نے ہفتہ خواتین کے موقعہ پر عورتوں کے جلوس کو اسلام کے منافی اور اسلام کے خلاف کھلم کھلا بغاوت قرار دیا اور کہا کہ خواتین کو اس قسم کی غیر اسلامی آزادی دلا کر معاشرے کو مزید خراب نہ کیا جائے۔" اور خصوصی اجلاس بنوں میں یہ

قرار داد بھی پاس کی گئی کہ "یہ اجلاس حکومت سے مطالبہ کرتا ہے کہ ملک بھر میں ہفتہ خواتین کے نام پر عورتوں کی نمائش ختم کی جائے۔" اور ماہنامہ الحق اکوڑہ خٹک (پشاور) شعبان، رمضان ۱۳۹۶ھ اور ماہنامہ البلاغ کراچی مئی ۱۹۷۶ء وغیرہ میں بھی حقوق نسواں کمیٹی کی رپورٹ کے اس حصہ پر بھی سخت تنقید کی گئی ہے جس میں عورتوں کو اسمبلیوں میں ایک مخصوص تعداد میں بھیجنے کی سفارش کی گئی ہے۔ علاوہ ازیں ہفتہ خواتین اور کوئٹہ میں بھٹو کی پردہ کے خلاف تقریر کو بھی خلاف شریعت قرر دیا گیا ہے (ترجمان اسلام لاہور، ۵۔نومبر ۱۹۷۶ء ص ۲۳)

ترجمان اسلام کے اس شمارہ میں مولانا مفتی محمود صاحب کی وہ تقریر درج ہے جو جامعہ رشیدیہ بھکر کے سالانہ جلسہ میں کی گئی اس میں ہے کہ:

"حقوق نسواں کمیٹی پر تبصرہ کرتے ہوئے آپ نے کہا کہ اس کمیٹی کی مرتب کردہ سفارشات غیر اسلامی بھی ہیں اور ہم اسلام کے خلاف ہر سازش کا مقابلہ کریں گے۔ آپ نے حقوق نسواں سے متعلق اسلام میں عورت کے مقام سے متعلق مثالیں دیں۔ ایک دفعہ ازواجِ مطہرات نے جن کی تعداد اس وقت نو تھی، نبی کریم ﷺ کی خدمت میں عرض کیا کہ ہمیں زیورات دیئے جائیں اور دوسری سہولتیں دی جائیں، آپ خاموش ہو گئے۔ اللہ تعالیٰ کی وحی کا انتظار رہا۔ آخر وحی نازل ہوئی (آپ نے مذکورہ آیات پڑھیں) اور آپ نے اللہ کا پیغام ازواج مطہرات کو سُنایا کہ اگر تمہیں دنیا کی ضرورت ہے تو اپنے کپڑے اٹھائیں اور جائیں۔ پیغمبر کے گھر آپ کی کوئی ضرورت نہیں اور اگر آخرت اور دین کی ضرورت ہے تو اللہ کے احکام پر عمل کریں اور گھر میں رہیں۔" آپ نے یہ حکم پہلے عائشہ صدیقہ کو سنایا اور سُنانے سے پہلے کہا کہ اے عائشہؓ جو بات میں تمہیں کہوں پہلے اپنے والدین سے مشورہ کرنا پھر تم فیصلہ کرنا۔" کیونکہ آپ کو معلوم تھا کہ آخر عورت کی ذات ہے جلد بازی میں کوئی غلط قدم نہ اٹھائیں۔ آپ ﷺ یہ بھی نہیں چاہتے تھے کہ کوئی زوجہ نبی کے گھر سے جائے۔" اب میں تو ضرور کہوں گا کہ ان پر نبی کو بھی یقین نہ تھا کیونکہ عورت جو ہے بہت جلد باز ہے لیکن جب حضرت عائشہ صدیقہ نے اس قرآنی فرمان کو سُنا تو کہا کہ "اے اللہ کے رسول! فرمان اللہ کا اور پھر فیصلہ میں کروں؟ اللہ کے نبی کو جس طرح منظور ہے مجھے بھی منظور ہے۔ آپ کی رائے کے بارے میں مَیں اپنے والدین سے نہیں مشورہ کر سکتی۔" (ترجمان اسلام ۵۔نومبر ۱۹۷۶ء، ص ۶)

ترجمان اسلام کے مندرجہ اقتباسات سے واضح ہوتا ہے کہ علمائے جمعیت کے نزدیک خواتین کے جلوس اسلام کے منافی کھلم کھلا بغاوت ہیں۔" لیکن وہ تو بیگم بھٹو کی قیادت میں نکالے گئے تھے اور اب

چونکہ بیگم مودودی، بیگم اصغر خان اور بیگم ولی خان کی قیادت میں قومی اتحاد کے پروگرام کے تحت نکالے جارہے ہیں، اس لیے یہ حق پرستی اور نظام مصطفیٰ ﷺ کے قیام کی دلیل بن گئے ہیں؟ اور خواتین کے جلوسوں کی کثرت اور عظمت کا یہ حال ہے کہ گوجرانوالہ میں ایک جلوس میں دس ہزار خواتین شامل تھیں اور لائل پور کے ایک جلوس میں ۲۰۔ ۵۲ ہزار مسلمان عورتوں کی تعداد ہفت روزہ المنبر لائلپور میں اور ایشیا لاہور مورخہ ۱۷۔ اپریل میں اس جلوس کی تعداد ایک لاکھ شائع ہوئی ہے) اور ہفت روزہ افریشیا لاہور ۲۲۔۲۸۔ اپریل ۱۹۷۷ء میں ۹۔ اپریل کے جلوس ملتان میں لکھا ہے کہ تقریباً پچاس ہزار کے قریب خواتین، کم عمر بچیاں، ضعیف العمر لنجی، لنگڑی اور نابینا عورتیں تک شامل تھیں۔ خواتین کے بعد تقریباً ایک لاکھ مردوں کا اژدہام تھا جو سر پیٹتا اور سینہ کوبی کرتا۔ بھٹو دیکھ لو آج تمہاری موت ہے، کہتا جارہا تھا...... خواتین کے جلوس کے پیچھے تقریباً ایک لاکھ بپھرے ہوئے عوام تھے وہ سر پیٹتے اور سینہ کوبی کرتے ہوئے ہائے ہائے بھٹو، ہائے ہائے بھٹو کہتے جارہے ہیں (افریشیا ص ۱۴۔ ۱۵)

برادران اہل السنت والجماعت! یہ ہے مردوں اور عورتوں کے ان احتجاجی جلوسوں میں نظام مصطفیٰ ﷺ لانے کے جلوے جن میں لاکھوں مرد اور عورتیں سر پیٹتے اور سینہ کوبی کرتے اسلامی مظاہرہ کر رہے ہیں۔ اور یہ ماتم اور سینہ کوبی وہ افعال ہیں جن پر حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ نے لعنت فرمائی ہے۔ عبرت، عبرت، عبرت، پشاور۔ مردان اور سرحد کے کئی مقامات پر خواتین کے جلوس بڑی دھوم دھام سے نکل رہے ہیں۔ حقوق نسواں کمیٹی کی رپورٹ جب جولائی ۱۹۷۶ء میں شائع ہوئی ہے تو مولانا مفتی محمود صاحب کے ترجمان اسلام کی مندرجہ تقریر کے یہ الفاظ کہ: آپ کو معلوم تھا کہ آخر عورت کی ذات ہے جلد بازی میں کوئی غلط قدم نہ اٹھائیں...... میں تو ضرور کہوں گا کہ ان پر تو نبی کو بھی یقین نہ تھا کیونکہ عورت جو ہے بہت جلد باز ہے۔" مفتی صاحب نے اپنی مومن ماؤں اور ازواج مطہرات کے بارے میں یہ الفاظ کیسے بول دیئے۔" کیا مشورہ کا حکم دینا ان پر یقین نہ ہونے کی دلیل بن سکتا ہے کیا آیت اَمْرُهُمْ شُوْرٰى بَيْنَهُمْ میں مردوں کو مشورہ کا حق نہیں دیا گیا؟ پھر حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے جو جواب دیا کہ: "اللہ کے نبی کو جس طرح منظور ہے مجھے بھی منظور ہے۔ آپ کی رائے کے بارے میں مَیں اپنے والدین سے نہیں مشورہ کر سکتی۔" کیا یہ الفاظ حضرت عائشہ صدیقہ کی فہم و بصیرت، قوت فیصلہ اور اتباع رسول میں استقامت کی بین دلیل نہیں ہیں؟ پھر اس کے بعد بھی حضرت عائشہ صدیقہ اور دیگر ازواج مطہرات کے متعلق مفتی صاحب کا یہ تبصرہ ضروری تھا کہ: میں تو ضرور کہوں گا کہ ان پر نبی کو بھی یقین نہ

تھا۔" چاہیے تو یہ تھا کہ بیگم بھٹو وغیرہ بے پردہ خواتین کے سامنے حضرت عائشہ صدیقہ اور ازواج مطہرات کی عظمت پیش کی جاتی اور ان کی اتباع کی ان کو ترغیب دی جاتی لیکن بجائے اس کے آپ نے تنقید کا راستہ اختیار کر لیا بہر حال وہ تو ازواجِ مطہرات تھیں جن کو آیت تطہیر میں اللہ تعالیٰ نے ہر طرح کی آلودگی سے پاک کر دینے کا اعلان فرما دیا ہے لیکن قومی اتحاد کے پرچم تلے آج تین خواتین بیگم ولی خان، بیگم اصغر خان اور بیگم مودودی جو ہزارہا خواتین سے بے پردہ مظاہرہ کرا رہی ہیں بلکہ بیگم نسیم ولی خان تو سرحد میں مردوں کی بھی قیادت کر رہی ہیں کیا یہ عورت ذات کی کمزوری سے مستثنیٰ ہیں۔ کاش کہ مفتی محمود صاحب اور جمعیت اور قومی اتحاد کے دو چار ذمہ دار علماء ہی خواتین کے ان مظاہروں کے خلاف بیان دے سکتے تو اسلامی پردہ کے تحفظ کا فریضہ ادا ہو جاتا اور کئی خواتین اس قسم کے جلوسوں اور مظاہروں سے توبہ کر لیتیں اور کئی مردوں کی عقل پر سے پردہ ہٹ جاتا۔ ایک وہ زمانہ تھا کہ اکبر الہ آبادی مرحوم نے صرف چند بے پردہ عورتیں دیکھیں تو وہ برداشت نہیں کر سکے اور ان اشعار سے قوم کی رہنمائی کی۔

بے پردہ کل جو نظر آئیں چند بیبیاں — اکبر زمیں میں غیرتِ قومی سے گڑ گیا
میں نے کہا کہ بیبیو پردہ وہ کیا ہوا — کہنے لگیں کہ عقل پہ مردوں کی پڑ گیا

بے پردہ تحریک کی زد: قومی اتحاد کی عالیہ تحریک نظام مصطفی ﷺ اب اس عروج پر پہنچ چکی ہے کہ: سمن آباد (لاہور) میں مس ناصرہ کی صدارت میں خواتین کا ایک اجتماع ہوا۔ اجتماع سے بیگم مولانا مودودی، ناہید نذر، صاحبزادی محمودہ بیگم، نثار فاطمہ، بیگم مولانا عبید اللہ انور اور بیگم سلیم اللہ نے خطاب کیا۔ مقررین نے اپنی تقریروں میں اس عزم کا اظہار کیا کہ جب تک قومی اتحاد کے مطالبات تسلیم نہیں کر لیے جاتے، عورتیں مردوں کے دوش بدوش اس تحریک میں شامل رہیں گی۔ انہوں نے علامہ اقبال کو خراجِ عقیدت پیش کرتے ہوئے کہا کہ نظام مصطفیٰ ﷺ اس ملک کا مقدر بن چکا ہے۔" (جنگ راولپنڈی ۲۴/اپریل ۱۹۷۷ء) یہ مردوں کے دوش بدوش لڑنے کا منظر آپ بیگم مودودی کی قیادت میں خواتین کے جلوسوں میں دیکھ چکے ہیں۔ جو بیگم مودودی ہزاروں خواتین کے بے پردہ جلوس کی بے حجابانہ قیادت کر رہی ہیں جس کے اردگرد ہزاروں لاکھوں مرد تالیاں بجا رہے ہیں۔ کیا ایسی بیگم نظام مصطفیٰ ﷺ کے قیام کے لیے علمائے حق کی مستورات کی صدر بنائی جا سکتی ہے؟ اسلامی تاریخ میں اسلام کے نام پر مستورات کا ایسا اسلامی کردار کبھی پہلے بھی مشاہدہ کیا گیا ہے؟

مودودی اور اسلامی پردہ الیکشن ۱۹۷۷ء سے پہلے پہلے: یہ ابوالاعلیٰ مودودی جو اپنی

جماعت اسلامی کے بانی ہیں۔ جن کی بیگم موجودہ قومی اتحاد پاکستان کی صدر ہیں۔ (ان کی سینکڑوں تصانیف میں سے ایک کتاب جس کا نام ہی "پردہ" ہے جو پہلی بار ۱۳۵۹ھ میں قیام پاکستان سے بہت پہلے شائع ہوئی اور جس کے سترہ ایڈیشن ۱۹۷۶ء تک ۲۷ ہزار چار سو کی تعداد میں شائع ہو چکے ہیں۔ انگریزی اور عربی میں اس کا ترجمہ ہو چکا ہے) اپنی تحریک اسلام کے ابتدائی ایام میں اسلامی پردہ کے زبردست حامی تھے اور ۷۶ء تک بظاہر اسی کی حمایت کرتے رہے ہیں۔ انہوں نے اپنی کتاب "پردہ" اور اپنی تفسیر تفہیم القرآن اور اپنے ماہنامہ "ترجمان القرآن" اچھرہ (لاہور) میں پردہ کی حمایت میں جو کچھ لکھا ہے اس کے ضروری اقتباسات درج ذیل کیے جاتے ہیں تاکہ نتیجہ نکالنے میں اہل انصاف کو کوئی دشواری پیش نہ آئے۔ کتاب پردہ میں مودودی صاحب نے شرعی پردہ کو ہر پہلو سے مدلل کرنے کی کوشش کی ہے اور حالیہ ایڈیشن عام کتابی سائز پر ۳۶۰ صفحات پر مشتمل ہے۔ طوالت سے بچنے کے لیے یہاں مختصر عبارات پر اکتفا کیا گیا ہے لیکن جو عبارات پیش کی ہیں وہ لفظ بلفظ مودودی صاحب کی ہیں اور جن کتابوں کے حوالہ جات یہاں پیش کیے گئے ہیں وہ میرے پاس موجود ہیں:

① سورۃ احزاب میں احکام حجاب نازل ہونے کے بعد جو پردہ مسلم معاشرے میں رائج کیا گیا تھا اس میں چہرے کا پردہ شامل تھا اور نبی ﷺ کے عہد مبارک میں اس کا رائج ہونا بکثرت روایات سے ثابت ہوتا ہے واقعہ اِفک کے متعلق حضرت عائشہ کا بیان جو نہایت معتبر سندوں سے مروی ہے اس میں وہ فرماتی ہیں کہ جنگل سے واپس آکر جب میں نے دیکھا کہ قافلہ چلا گیا ہے تو میں بیٹھ گئی اور نیند کا غلبہ ایسا ہوا کہ وہیں پڑ کر سو گئی۔ صبح کو صفوان بن معطل وہاں سے گذرا تو دور سے کسی کو پڑے دیکھ کر ادھر آگیا...... وہ مجھے دیکھتے ہی پہچان گیا کیونکہ حجاب کے حکم سے پہلے وہ مجھے دیکھ چکا تھا۔ مجھے پہچان کر جب اس نے اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّآ اِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ پڑھا تو اس کی آواز سے میری آنکھ کھل گئی اور میں نے اپنی چادر سے مُنہ ڈھانک لیا (بخاری، مسلم، احمد، ابن جریر، سیرت ابن ہشام)۔ (تفسیر تفہیم القرآن، سورہ النور ص ۳۸۱، جلد سوم، طبع ہشتم ۱۹۷۵)۔ یہ ملحوظ رہے کہ یہ حضرت صفوان رضی اللہ عنہ حضور ﷺ کے صحابی ہیں۔

② سورۃ احزاب کی جس آیت کا ذکر اُوپر کیا گیا ہے اس کے الفاظ یہ ہیں:

يٰٓاَيُّهَا النَّبِيُّ قُلْ لِّاَزْوَاجِكَ وَبَنٰتِكَ وَ نِسَآءِ الْمُؤْمِنِيْنَ يُدْنِيْنَ عَلَيْهِنَّ مِنْ جَلَابِيْبِهِنَّ ذٰلِكَ اَدْنٰٓى اَنْ يُّعْرَفْنَ فَلَا يُؤْذَيْنَ وَكَانَ اللّٰهُ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا۔

"اے نبی! اپنی بیویوں اور اپنی بیٹیوں اور مسلمانوں کی عورتوں سے کہہ دو کہ اپنے اوپر

چادروں کو گھونگٹ ڈال لیا کریں۔ اس تدبیر سے یہ بات زیادہ متوقع ہے کہ وہ پہچان لی جائیں گی اورانہیں ستایا نہ جائے گا۔''

یہ آیت خاص چہرے کو چھپانے کے لیے ہے۔ جَلَابِیْب جمع ہے جِلْبَاب کی جس کے معنی چادر کے ہیں۔ اِدْنَاء کے معنی اِرْخَاء یعنی لٹکانے کے ہیں۔ یُدْنِیْنَ عَلَیْهِنَّ مِنْ جَلَابِیْبِهِنَّ کا لفظی ترجمہ یہ ہوگا کہ ''اپنے اوپر اپنی چادروں میں سے ایک حصہ لٹکا لیا کریں۔'' یہی مفہوم گھونگٹ ڈالنے کا ہے۔ مگر اصل مقصود وہ خاص وضع نہیں ہے جس کو عرف عام میں گھونگٹ سے تعبیر کیا جاتا ہے۔ بلکہ چہرے کو چھپانا مقصود ہے خواہ گھونگٹ سے چھپایا جائے یا نقاب سے یا کسی اور طریقے سے۔ اس کا فائدہ یہ بتایا گیا ہے کہ جب مسلمان عورتیں اس طرح مستور ہو کر باہر نکلیں گی تو لوگوں کو معلوم ہو جائے گا کہ شریف عورتیں ہیں بے حیا نہیں ہیں۔ اس لیے کوئی ان سے تعرض نہیں کرے گا۔'' (کتاب پردہ ص ۳۱۶ وتفسیر تفہیم القرآن جلد چہارم ص ۱۲۹) اس کے بعد مودودی صاحب دوسری تفاسیر کی عبارتیں درج کر کے لکھتے ہیں کہ:

''ان اقوال سے ظاہر ہے کہ صحابہ کرام کے مبارک دور سے لے کر آٹھویں صدی تک ہر زمانے میں اس آیت کا ایک ہی مفہوم سمجھا گیا ہے اور وہ مفہوم وہی ہے جو اس کے الفاظ سے ہم نے سمجھا ہے۔ اس کے بعد احادیث کی طرف رجوع کیجیے تو وہاں بھی معلوم ہوتا ہے کہ اس آیت کے نزول کے بعد سے عہد نبوی میں عام طور پر مسلمان عورتیں اپنے چہروں پر نقاب ڈالنے لگی تھیں اور کھلے چہروں کے ساتھ پھرنے کا رواج بند ہو گیا تھا...... ابوداؤد میں ہے...... حضرت عائشہ فرماتی ہیں کہ سوار ہمارے قریب سے گذرتے تھے اور ہم عورتیں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ حالت اِحرام میں ہوتی تھیں۔ پس جب وہ لوگ ہمارے سامنے آجاتے تو ہم اپنی چادریں [1] اپنے سروں کی طرف سے اپنے چہروں پر ڈال لیتیں اور جب وہ گذر جاتے تھے تو منہ کھول لیتی تھیں۔'' (کتاب پردہ ص ۳۱۹)

---

[1] یہاں یہ بھی ملحوظ ہے کہ آج کل جو بجائے برقع کے بڑی چادریں اوڑھنے کا فیشن شروع ہوا ہے اس سے قرآن حکیم کا مقصد پورا نہیں ہوتا کیونکہ قرآن وحدیث سے چہرے کو چادر سے چھپانے کا ثبوت ملتا ہے لیکن اب عورتیں صرف چادر اوڑھ لیتی ہیں اور چہرہ بھی ننگا رکھتی ہیں اور ہاتھ اور بازو وغیرہ بھی۔ یہ پردہ شکنی ہے نہ کہ پردہ پوشی۔ (خادم اہل سنت غفرلہ)

نقاب: کے عنوان کے تحت لکھتے ہیں کہ: جو شخص آیت قرآنی کے الفاظ اور ان کی مقبول عام اور متفق علیہ تفسیر اور عہد نبوی ﷺ کے تعامل کو دیکھے گا اس کے لیے اس حقیقت سے انکار کی مجال باقی نہ رہے گی کہ شریعت اسلامیہ میں عورت کے لیے چہرے کو اجانب سے مستور رکھنے کا حکم ہے اور اس پر خود نبی ﷺ کے زمانہ سے عمل کیا جا رہا ہے۔ نقاب اگر لفظاً نہیں تو معنیً وحقیقتاً خود قرآن عزیز کی تجویز کردہ چیز ہے۔ جس ذات مقدس پر قرآن نازل ہوا تھا اس کی آنکھوں کے سامنے خواتین اسلام نے اس چیز کو اپنے خارج البیت لباس کا جزو بنایا تھا اور اس زمانہ میں بھی اس چیز کا نام نقاب ہی تھا۔" (پردہ ص ۳۲۱)

وَقُلْ لِّلْمُؤْمِنٰتِ يَغْضُضْنَ مِنْ اَبْصَارِهِنَّ وَيَحْفَظْنَ فُرُوْجَهُنَّ وَلَا يُبْدِيْنَ زِيْنَتَهُنَّ اِلَّا مَا ظَهَرَ مِنْهَا وَلْيَضْرِبْنَ بِخُمُرِهِنَّ عَلٰى جُيُوْبِهِنَّ وَلَا يُبْدِيْنَ زِيْنَتَهُنَّ اِلَّا لِبُعُوْلَتِهِنَّ اَوْ اٰبَآئِهِنَّ الاية۔

ترجمہ: "اور اے نبی مومن عورتوں سے کہہ دو کہ اپنی نظریں بچا کر رکھیں اور اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کریں اور اپنا بناؤ سنگھار نہ دکھائیں۔ بجز اس کے جو خود ظاہر ہو جائے اور اپنے سینوں پر اپنی اوڑھنیوں کے آنچل ڈالے رہیں۔ وہ اپنا بناؤ سنگھار نہ ظاہر کریں مگر ان لوگوں کے سامنے، شوہر، باپ، شوہروں کے باپ، اپنے بیٹے، شوہروں کے بیٹے، بھائی، بھائیوں کے بیٹے، بہنوں کے بیٹے، اپنے میل جول کی عورتیں۔ الخ"

عورتوں کے لیے بھی غضِ بصر کے احکام وہی ہیں جو مردوں کے لیے ہیں یعنی انہیں قصداً غیر مردوں کو نہ دیکھنا چاہیے۔ نگاہ پڑ جائے تو ہٹا لینی چاہیے...... مردوں کے لیے عورت کا ستر ہاتھ اور منہ کے سوا اس کا پورا جسم ہے جسے شوہر کے سوا کسی دوسرے مرد حتی کہ باپ اور بھائی کے سامنے بھی نہ کھلنا چاہیے اور عورت کو ایسا باریک یا چُست لباس بھی نہ پہننا چاہیے جس سے بدن اندر سے جھلکے یا بدن کی ساخت نمایاں ہو۔ اس آیت کے مفہوم کو تفسیروں کے مختلف بیانات نے اچھا خاصا مبہم بنا دیا ہے۔ ورنہ بجائے خود بات بالکل صاف ہے۔ پہلے فقرے میں ارشاد ہوا ہے کہ يُبْدِيْنَ زِيْنَتَهُنَّ وہ اپنی آرائش و زیبائش کو ظاہر نہ کریں اور دوسرے فقرے میں اِلَّا بول کر اس حکم نہی سے جس چیز کو مستثنیٰ کیا گیا ہے وہ ہے مَا ظَهَرَ مِنْهَا جو کچھ اس آرائش و زیبائش میں سے ظاہر ہو یا ظاہر ہو جائے۔" اس سے صاف مطلب یہ معلوم ہوتا ہے کہ عورتوں کو خود اس کا اظہار اور اس کی نمائش نہ کرنی چاہیے البتہ جو آپ سے آپ ظاہر ہو جائے (جیسے چادر کا ہوا سے اڑ جانا اور کسی زینت کا کھل جانا) یا جو آپ سے آپ ظاہر ہو۔ (جیسے وہ چادر جو اوپر سے

اوڑھی جاتی ہے کیونکہ بہر حال اس کا چھپانا تو ممکن نہیں ہے اور عورت کے جسم پر ہونے کی وجہ سے بہر حال وہ بھی اپنے اندر ایک کشش رکھتی ہے) اس پر خدا کی طرف سے کوئی مواخذہ نہیں ہے۔ یہی مطلب اس آیت کا حضرت عبداللہ بن مسعود، حسن بصری، ابن سیرین اور ابراہیم نخعی نے بیان کیا ہے (تفہیم القرآن جلد سوم سورۃ النور ص ۳۸۳، ۳۸۵، ایضاً، کتاب پردہ ص ۲۹۳، ۳۱۲)

ستر اور حجاب کا فرق: بعض تفاسیر کی عبارت سے بعض لوگ اس غلط فہمی میں مبتلا ہو گئے ہیں کہ چہرہ اور ہتھیلیوں کو غیر مردوں کے کے سامنے ظاہر کرنے کی اجازت ہے اور اس سے فائدہ اٹھا کر بعض عورتیں برقع تو پہنتی ہیں لیکن چہرہ اور ہاتھ کھلے رکھتی ہیں۔ حالانکہ اصل زینت تو چہرہ ہی ہے تو جب چہرہ چھپانا اسلامی پردہ میں داخل نہ ہوا تو پھر پردہ سے فائدہ ہی کیا حاصل ہوتا ہے؟ اور جب سورۃ احزاب کی آیت اور بعض احادیث کا حوالہ پہلے مودودی صاحب کی تفسیر سے دیا جاچکا ہے کہ حالتِ احرام میں بھی حج کے سفر میں جاتے ہوئے ازواج مطہرات اجنبی مسافروں سے اپنی چادروں سے چہرہ چھپا لیتی تھیں، اسلامی پردہ میں داخل نہ ہوا تو پھر پردہ سے فائدہ ہی کیا حاصل ہوتا ہے اور جب سورۃ احزاب کی آیت اور بعض احادیث کا حوالہ پہلے مودودی صاحب کی تفسیر سے دیا جاچکا ہے کہ حالتِ احرام میں بھی حج کے سفر میں جاتے ہوئے ازواج مطہرات اجنبی مسافروں سے اپنی چادروں سے چہرہ چھپا لیتی تھیں تو پھر یہ کیونکر کہا جاسکتا ہے کہ چہرہ کا غیر مردوں کے سامنے کھول دینا جائز ہے۔ دراصل ان لوگوں نے شرعی ستر اور حجاب میں فرق نہیں سمجھا۔ اس لیے یہاں اتنا عرض کر دینا ضروری ہے کہ ستر سے مراد ان اعضاء کا چھپانا ہے جن کا محرم مردوں کے سامنے بھی کھولنا ممنوع ہے حتیٰ کہ عورت اگر گھر کی کوٹھڑی میں بھی تنہا نماز پڑھے جہاں کوئی مرد بھی اسے دیکھنے والا نہ ہو تو وہاں بھی سوائے چہرہ اور ہاتھ پاؤں کے باقی تمام اعضاء کو چھپانے کا حکم ہے۔ یہ ہے عورتوں کے اعضاء کے پردہ کی کیفیت، حضرت مولانا قاری محمد طیب صاحب مہتمم دار العلوم دیوبند دام فیضہم اپنی کتاب "پردہ" میں بعنوان "ستر وحجاب کا فرق" تحریر فرماتے ہیں کہ:

"بعض لوگ بے پردگی کے جواز کے لیے بطور حجت وہ روایات پیش کر دیتے ہیں جن میں عورتوں کے چہرہ اور ہاتھ پاؤں کو چھپانے سے مستثنیٰ قرار دیا گیا ہے اور بزعم خود مطمئن ہو جاتے ہیں کہ انہوں نے شریعت کی رو سے بے پردگی کے جواز کی حجت نکال لی۔ حالانکہ یہ ایک دھوکا ہے جو ان کی غلط معلومات کا نتیجہ ہے کیونکہ جن نصوص میں ہاتھ پیر اور چہرہ کھلا رکھنے کی اجازت دی گئی ہے وہ ستر کے متعلق ہیں حجاب سے ان کا کوئی تعلق نہیں اور جن روایات وآیات میں چہرہ اور ہاتھ پاؤں کے ڈھانپنے کا امر کیا

گیا ہے ان کا ستر سے کوئی تعلق نہیں بہر حال ستر اور حجاب دو الگ الگ چیزیں ہیں۔ ستر عورت کے ساتھ مخصوص نہیں مرد کے لیے بھی ہے لیکن حجاب عورت کے ساتھ خاص ہے مرد سے اس کا تعلق نہیں۔ چنانچہ مسئلہ ستر کے سلسلہ میں عورت کا ستر گردن سے ٹخنہ اور گٹہ تک ہے جس کا ڈھانپ رکھنا بہر حال ضروری ہے۔ گردن سے اُوپر یعنی چہرے اور ٹخنہ اور گٹہ سے نیچے یعنی ہاتھ پاؤں اس سے مستثنیٰ ہیں جن کا ڈھانپنا بمدستر ضروری نہیں ہے جب تک کہ ان کے ڈھانپنے کا کوئی دوسرا مُحرک پیدا نہ ہو۔ اسی طرح مرد کا ستر ناف سے گھٹنوں سے نیچے کا حصہ ستر سے خارج ہے جس کا چھپانا بمدستر ضروری نہیں پس ستر کے مسئلہ میں عورت اور مرد کا ایک حکم ہے فرق اگر ہے تو حدستر میں لیکن حجاب کا حکم صرف عورت کے لیے ہے مرد کے لیے نہیں۔ کیونکہ ان دونوں میں نوعیت کا وہی فرق ہے جو مرد اور عورت میں ہے۔ ستر فی نفسہٖ ضروری ہے کیونکہ اعضائے خاصہ کا چھپایا جانا اپنی ذات سے لازمی اور اخلاق انسانیت کا فطری تقاضا ہے جو کسی کے دیکھنے نہ دیکھنے پر موقوف نہیں۔ ایک نامحرم ہی نہیں۔ محرم جیسے ماں، باپ، بھائی، بہن، بیٹا، بیٹی سے بھی ان اعضاء کا پردہ مرد وعورت دونوں کے لیے ضروری ہے بلکہ نامحرم اور محرم کوئی بھی وہاں موجود نہ ہو۔ مرد تنہا ہو یا عورت تنہا ہو تب بھی بلاضرورت ستر کھولنا مکروہ ہے...... حتیٰ کہ اگر نماز میں ستر کا حصہ چوتھائی بھی کھل جائے تو نماز فاسد ہو جاتی ہے خواہ وہاں کوئی دیکھنے والا موجود ہو یا نہ ہو...... حجاب فی نفسہٖ ضروری نہیں جب تک کہ کوئی دیکھنے والا نامحرم موجود نہ ہو۔" (ص ۱۲۲، ۱۱۳)

مطلب یہ ہے کہ مرد ہو یا عورت ان کے لیے جن اعضاء کا چھپانا ہر وقت لازم ہے اس کو ستر کہتے ہیں۔ خواہ کوئی دیکھنے والا موجود ہو یا نہ۔ البتہ ضرورت کے وقت ان اعضاء کا کھولنا اپنی جگہ جائز ہے اور حجاب یہ ہے کہ عورت ان ستر کے اعضاء کے علاوہ بھی نامحرم مردوں سے اپنا چہرہ اور ہاتھ پاؤں بھی چھپائے رکھے۔ اسی کو شرعی پردہ اور حجاب کہتے ہیں۔ آج کل جو عورتیں برقع پہنتی ہیں وہ بھی ہاتھوں اور پاؤں کو ننگا کر کے چلتی ہیں اور چپلیاں پہننے والی برقعہ پوش عورتوں کے تو پاؤں بالکل ننگے ہوتے ہیں اور یہ بے احتیاطی عام ہوگئی ہے۔ اس لیے برقعہ پہن کر بھی گھر سے باہر جاتے ہوئے مستورات کو پاؤں پر جرابیں پہن لینی لازمی ہیں تا کہ نامحرم مردان کے ننگے پاؤں نہ دیکھ سکیں۔

④ **فتنۂ زبان:** مودودی صاحب اس عنوان کے تحت لکھتے ہیں کہ: شیطانِ نفس کا ایک دوسرا ایجنٹ زبان ہے کتنے ہی فتنے ہیں جو زبان کے ذریعہ سے پیدا ہوتے اور پھیلتے ہیں۔ مرد اور عورت بات کر رہے ہیں کوئی بُرا جذبہ نمایاں نہیں ہے مگر دل کا چھپا ہوا چور آواز میں حلاوت، لہجے میں لگاوٹ،

باتوں میں گھلاوٹ پیدا کیے جا رہا ہے۔ قرآن اس چور کو پکڑ لیتا ہے۔ (الاحزاب: ۳۲) اِنِ اتَّقَيْتُنَّ فَلَا تَخْضَعْنَ بِالْقَوْلِ فَيَطْمَعَ الَّذِي فِي قَلْبِهِ مَرَضٌ وَّقُلْنَ قَوْلًا مَّعْرُوفًا "اگر تمہارے دل میں خدا کا خوف ہے تو دبی زبان سے بات نہ کرو کہ جس شخص کے دل میں (بدنیتی کی بیماری ہو) وہ تم سے کچھ امیدیں وابستہ کرے گا۔ بات کرو تو سیدھے سادھے طریقے سے کرو۔ جس طرح انسان انسان سے بات کرتا ہے۔" (پردہ ص ۲۷۶ و تفہیم القرآن جلد ۴ ص ۸۹)

⑤ فتنۂ آواز: بسا اوقات زبان خاموش رہتی ہے مگر دوسری حرکات سے سامعہ کو متاثر کیا جاتا ہے۔ اس کا تعلق بھی نیت کی خرابی سے ہے اور اسلام اس کی بھی ممانعت کرتا ہے۔ وَلَا يَضْرِبْنَ بِأَرْجُلِهِنَّ لِيُعْلَمَ مَا يُخْفِينَ مِن زِينَتِهِنَّ (النور: ۳۱) اور وہ اپنے پاؤں زمین پر مارتے ہوئے نہ چلیں کہ جو زینت انہوں نے چھپا رکھی ہے (یعنی وہ زیور جو وہ اندر پہنے ہوئے ہیں) اس کا حال معلوم ہو (یعنی جھنکار سنائی دے) (پردہ ص ۲۶۹) اور اسی آیت کے تحت تفسیر میں لکھتے ہیں کہ: رب العالمین کا صاف منشا یہ معلوم ہوتا ہے کہ عورتیں خواہ مخواہ اپنی آواز یا اپنے زیوروں کی جھنکار غیر مردوں کو نہ سنائیں اور اگر بضرورت اجنبیوں سے بولنا پڑ جائے تو پوری احتیاط کے ساتھ کریں۔ اسی بناء پر عورت کا اذان دینا ممنوع ہے نیز اگر نماز با جماعت میں کوئی عورت موجود ہو اور امام کوئی غلطی کرے تو مرد کی طرح کہنے کی اس کو اجازت نہیں ہے بلکہ اس کو صرف ہاتھ پر ہاتھ مار کر آواز پیدا کرنا چاہیے تاکہ امام متنبہ ہو جائے (تفہیم القرآن جلد ۴ ص ۸۹) یہ ملحوظ رہے کہ یہاں تالی کی طرح ہاتھ پر ہاتھ مارنے کی اجازت نہیں ہے بلکہ عورت ہاتھ کی پشت پر ہاتھ مارے کیونکہ تالی بجانا بھی ممنوع ہے۔

⑥ فتنۂ خوشبو: کے عنوان کے تحت مودودی صاحب نے لکھا ہے کہ: خوشبو بھی ان قاصدوں میں سے ایک ہے جو ایک نفسِ شریف کا پیغام دوسرے نفس شریر تک پہنچاتے ہیں۔ یہ خبر رسانی کا سب سے زیادہ لطیف ذریعہ ہے جس کو دوسرے تو خفیف ہی سمجھتے ہیں مگر اسلامی حیا اتنی حساس ہے کہ اس کی طبع نازک پر یہ لطیف تحریک بھی گراں ہے وہ ایک مسلمان عورت کو اجازت نہیں دیتی کہ خوشبو میں بسے ہوئے کپڑے پہن کر راستوں سے گذرے یا محفلوں میں شرکت کرے...... نبی ﷺ نے فرمایا کہ جو عورت عطر لگا کر لوگوں کے درمیان سے گذرتی ہے وہ آوارہ قسم کی عورت ہے۔" (بحوالہ ترمذی، پردہ ص ۲۷۰) راقم الحروف عرض کرتا ہے کہ آج کل عورتوں میں ناخن پالش کا فیشن بھی عام ہو گیا ہے جو سرخ رنگ کی ہوتی ہے لیکن یہ چونکہ ناخن پر جم جاتی ہے اس کو جب تک اتارا نہ جائے وضو صحیح نہیں ہے

جس سے نماز بھی نہ ہوگی۔ اس لیے بجائے اس پالش کے عورتوں کو ہاتھوں پر مہندی لگانی چاہیے۔ ہاتھوں کو مہندی لگانا مردوں کے لیے مکروہ اور عورتوں کے لیے مستحب ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے عورتوں کو مہندی لگانے کا حکم دیا ہے۔ (مجمع الفوائد)

⑦ **باہر نکلنے کے قوانین:** اس عنوان کے تحت مودودی صاحب لکھتے ہیں کہ:

لباس اور ستر کے حدود مقرر کرنے کے بعد آخری حکم جو عورتوں کو دیا گیا وہ یہ ہے: **وَقَرْنَ فِیْ بُیُوْتِكُنَّ وَلَا تَبَرَّجْنَ تَبَرُّجَ الْجَاهِلِیَّةِ الْاُوْلٰی** (الاحزاب: ۳۳) اپنے گھروں میں وقار کے ساتھ بیٹھی رہو اور زمانہ جاہلیت کے بناؤ سنگھار نہ دکھاتی پھرو۔" جاہلیت اُولیٰ میں عورتیں خوب بن سنور کر نکلتی تھیں، جس طرح دورِ جدید کی جاہلیت میں نکل رہی ہیں...... اسلام اس سے منع کرتا ہے وہ کہتا ہے کہ اول تو تمہاری صحیح جائے قیام تمہارا گھر ہے۔ بیرون خانہ کی ذمہ داریوں سے تم کو اس لیے سبکدوش کیا گیا ہے کہ تم سکون و وقار کے ساتھ اپنے گھروں میں رہو اور خانگی زندگی کے فرائض ادا کرو۔" (پردہ ص ۹۳۳)

تفسیر میں مودودی صاحب نے اس آیت کا یہ ترجمہ کیا ہے: اپنے گھروں میں ٹِک کر رہو اور سابق دورِ جاہلیت کی سی سج دھج نہ دکھاتی پھرو۔" اس کے تحت لکھا ہے کہ "دونوں صورتوں میں آیت کا منشا یہ ہے کہ عورت کا اصل دائرۂ عمل اس کا گھر ہے۔ اس کو اسی دائرے میں رہ کر اطمینان کے ساتھ اپنے فرائض انجام دینے چاہئیں اور گھر سے باہر صرف بہ ضرورت ہی نکلنا چاہیے۔ یہ منشا خود آیت کے الفاظ سے بھی ظاہر ہے اور نبی ﷺ کی احادیث اس کو اور واضح کر دیتی ہیں۔ قرآن مجید کے اس صاف اور صریح حکم کی موجودگی میں اس بات کی آخر کیا گنجائش ہے کہ مسلمان عورتیں کونسلوں اور پارلیمنٹ کی ممبر بنیں۔ بیرون خانہ کی سوشل سرگرمیوں میں دوڑتی پھریں۔" (تفہیم القرآن جلد ۴ ص ۹۰) ہماری گذارش ہے کہ گنجائش تو اس قرآن حکم کے بعد ایسی سرگرمیوں کی نہیں ہے لیکن اپنی اہلیہ محترمہ اور ان کی قیادت میں ہزار ہا مسلم خواتین کے لیے مروجہ حالیہ جلوسوں کی گنجائش آپ نے کہاں سے نکال لی ہے؟

⑧ **آیت حجاب:** **وَاِذَا سَاَلْتُمُوْهُنَّ مَتَاعًا فَسْئَلُوْهُنَّ مِنْ وَّرَآءِ حِجَابٍ ذٰلِكُمْ اَطْهَرُ لِقُلُوْبِكُمْ وَقُلُوْبِهِنَّ** (الاحزاب: ۹) "نبی کی بیویوں سے اگر تمہیں کچھ مانگنا ہو تو پردے کے پیچھے سے مانگ لیا کرو۔ یہ تمہارے اور ان کے دلوں کی پاکیزگی کے لیے زیادہ مناسب طریقہ ہے۔"

اس آیت کے تحت مودودی صاحب لکھتے ہیں کہ: یہی آیت ہے جس کو آیت حجاب کہا جاتا ہے۔

بخاری میں حضرت انس بن مالک کی روایت ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ اس آیت کے نزول سے پہلے متعدد مرتبہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کر چکے تھے کہ یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ! آپ کے ہاں بھلے اور بُرے سب ہی قسم کے لوگ آتے ہیں کاش آپ اپنی ازواج مطہرات کو پردہ کرنے کا حکم دے دیتے۔ ایک اور روایت میں ہے کہ ایک مرتبہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ازواجِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا کہ "اگر آپ کے حق میں میری بات مانی جائے تو کبھی میری نگاہیں آپ کو نہ دیکھیں۔" لیکن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم چونکہ قانون سازی میں خودمختار نہ تھے اس لیے آپ اشارۂ الٰہی کے منتظر رہے۔ آخر کار یہ حکم آ گیا کہ محرم مردوں کے سوا (جیسا کہ آگے آیت ۵۵ میں آ رہا ہے) کوئی مرد حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے گھر میں نہ آئے اور جس کو بھی خواتین سے کوئی کام ہو وہ پردے کے پیچھے سے بات کرے۔ اس حکم کے بعد ازواج مطہرات کے گھروں میں دروازوں پر پردے لٹکا دیئے گئے اور چونکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا گھر تمام مسلمانوں کے لیے نمونے کا گھر تھا اس لیے تمام مسلمانوں کے گھروں پر بھی پردے لٹک گئے۔" الخ (تفہیم القرآن جلد چہارم ص ۱۲۱) اس آیت کی تفسیر میں حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی صاحب تھانوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ: **وَإِذَا سَأَلْتُمُوهُنَّ** کے بڑھانے کا فائدہ تقریرِ ترجمہ سے ظاہر ہو گیا کہ مبالغہ کے لیے ہے یعنی ویسے تو حجاب کیوں نہ ضروری ہوگا۔ ایسی حالت شدیدہ کے وقت بھی حجاب ضروری ہے اور یہ آیت حجاب کی آیت **وَقَرْنَ فِي بُيُوتِكُنَّ** سے مقدم ہے۔ اس آیت سے حجاب فرض ہوا اور قرن سے اس کی تائید ہوئی۔" (تفسیر بیان القرآن سورۃ الاحزاب) اور آیت **وَ قَرْنَ فِي بُيُوتِكُنَّ** کی تفسیر میں حضرت تھانوی رحمہ اللہ تحریر فرماتے ہیں کہ: تم اپنے گھروں میں قرار سے رہو۔ مراد اس سے یہ ہے کہ محض کپڑا اوڑھ لپیٹ کر پردہ کر لینے پر کفایت مت کرو بلکہ پردہ اس طریقے سے کرو کہ بدن مع لباس نظر نہ آوے۔ جیسا کہ آج کل شرفاء میں پردہ کا طریقہ متعارف ہے کہ عورتیں گھروں سے ہی نہیں نکلتیں۔ البتہ مواقع ضرورت دوسری دلیل سے مستثنیٰ ہیں اور آگے اسی حکم کی تاکید کے لیے ارشاد ہے کہ قدیم زمانہ جاہلیت کے دستور کے موافق مت پھرو۔ جس میں بے پردگی رائج تھی گو بلا فحش ہی کیوں نہ ہو۔ اور قدیم جاہلیت سے مراد وہ جاہلیت ہے جو اسلام سے پہلے تھی اور اس کے مقابلہ میں ایک مابعد کی جاہلیت ہے کہ بعد تعلیم و تبلیغ احکام اسلام کے ان پر عمل نہ کیا جاوے۔ پس جو تبرج بعد اسلام ہوگا وہ جاہلیت آخری ہے۔" اور عربی حاشیہ میں حضرت تھانوی رحمہ اللہ نے تفسیر درمنثور کے حوالہ سے یہ روایت لکھی ہے۔ **عن مجاهد قال كانت المرأة تخرج فتمشي بين الرجال فذلك تبرج الجاهلية الاولى** (حضرت مجاہد سے مروی ہے کہ عورت گھر سے نکل کر مردوں کے درمیان میں چلتی تھی پس یہ بھی تبرج جاہلیت ہے)۔ (تفسیر بیان القرآن) اور یہی روایت

تفسیر ابن کثیر میں بھی منقول ہے۔تو جب اِکی دُکی عورتوں کا غیر مردوں کے درمیان چلنا تبرج جاہلیت اُولیٰ میں داخل ہے تو موجودہ ایجی ٹیشن کے دوران ہزاروں، لاکھوں، مردوں کے درمیان ہزاروں خواتین اسلام کا منظم طریق پر مارچ کرنا پرچم اٹھانا،نعرے مارنا اور پھر تالیوں کی گونج میں یہ شاندار مظاہرہ کیوں نہ جاہلیت اُولیٰ سے بھی قبیح تر ہوگا جو بیگم مودودی اور دیگر بیگمات کی قیادت میں ایک متبادل مصلح قیادت کے سایہ میں ہورہا ہے۔فاعتبروا یااولی الابصار۔

⑨ مودودی صاحب بعنوان "عورت کا دائرہ عمل" لکھتے ہیں کہ اس تنظیم میں عورت کو گھر کی ملکہ بنایا گیا ہے۔کسب مال کی ذمہ داری اس کے شوہر پر ہے اور اس مال سے گھر کا انتظام کرنا اس کا کام ہے......اس کو ایسے تمام فرائض سے سبکدوش کیا گیا ہے جو بیرون خانہ کے امور سے تعلق رکھنے والے ہیں مثلاً اس پر نماز جمعہ واجب نہیں (ابوداؤد، باب الجمعۃ للملوک والمرأۃ)۔اس پر جہاد فرض نہیں۔اگرچہ بوقت ضرورت وہ مجاہدین کی خدمت کے لیے جاسکتی ہیں جیسا کہ آگے چل کر بہ تحقیق بیان ہوگا۔اس کے لیے جنازوں کی شرکت بھی ضروری نہیں بلکہ اس سے روکا گیا ہے (بخاری باب اتباع النسآء الجنائز) اس پر نماز باجماعت اور مسجدوں کی حاضری بھی لازم نہیں کی گئی۔اگرچہ چند پابندیوں کے ساتھ مسجدوں میں آنے کی اجازت تو ضرور دی گئی ہے۔لیکن اس کو پسند نہیں کیا گیا۔اس کو محرم بغیر سفر کرنے کی بھی اجازت نہیں دی گئی۔(ترمذی، باب، ماجاء فی کراھیۃان تسافر المرأۃ وحدھا۔ابودائود، باب فی المرأۃ تحج بغیر محرم) غرض ہر طریقہ سے عورت کے گھر سے نکلنے کو ناپسند کیا گیا ہے اور اس کے لیے قانون اسلامی میں پسندیدہ صورت یہی ہے کہ وہ گھر میں رہے۔جیسا کہ آیت **وَ قَرْنَ فِیْ بُیُوْتِكُنَّ** کا صاف منشا ہے۔الخ (کتاب "پردہ" ص ۲۳۶)۔

⑩ علامہ شبلی نعمانی واقعات متفرقہ ۵ھ کے عنوان کے تحت لکھتے ہیں کہ: اس سال کی تاریخ مذہبی میں سب سے اہم واقعات عورتوں کے متعلق متعدد اصلاحی احکام کا نزول ہے۔اب تک مسلمان عورتیں عام جاہلانہ طریق سے چلتی پھرتی تھیں اور اسی قسم کے لباس اور زیور پہنتی تھیں اب حکم ہوا کہ شریف عورتیں گھر سے نکلیں تو ایک بڑی چادر اوڑھ کر گھونگٹ نکال لیا کریں۔جس سے منہ بھی چھپ جائے۔ آنچل سینہ پر ڈال کر چلیں۔پاؤں جھٹک جھٹک کر نہ چلیں۔پردہ کی اوٹ سے بولیں۔تصنع اور بناؤ کی بولی نہ بولیں۔ازواج مطہرات کے لیے غیر مردوں کے سامنے آنا قطعاً ممنوع ہوا۔

(سیرت النبی ﷺ جلد اوّل ص ۴۴۵)

✪ بیگم مودودی کے جلوس کی دھوم

بیگم محمودہ مودودی کے فضائل بیان کرتے ہوئے ''غیر سیاسی باتوں'' کے عنوان سے افریشیا کے ایڈیٹر لکھتے ہیں کہ: دلی کے اس شمسی خاندان کی خاتون نے سید ابوالاعلیٰ مودودی کے گھر آ کر رفتہ رفتہ اپنا ذہن اس قدر بدل لیا کہ ایوب خان کے خلاف تحریک میں سب خواتین نے انھیں اپنے ایک جلوس میں شرکت کرنے کے لیے کہا تو انہوں نے انکار کر دیا اور کہا کہ وہ کھلے بندوں بازار میں نہیں نکل سکتیں۔ اور جلوس کی صورت میں تو شاید کبھی نہیں۔ اس بار بھی جب خواتین ان کے پاس گئیں تو انہوں نے جلوس میں شرکت سے معذرت کر دی۔ لیکن خواتین نے ان سے کہا کہ ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بھی ضرورت پر نہ صرف باہر نکلی تھیں بلکہ جنگ کی کمان تک کی تھی۔ کیا آپ...... ''بس بس آگے کچھ نہ کہیے'' ...... میں تو ان کے قدموں کی خاک بھی نہیں ہوں۔ ان خواتین نے یہی بات کہہ کر ان کے جلیل القدر شوہر سے بھی اجازت لے لی۔ اور یوں بیگم محمودہ مودودی نے لاہور کی تاریخ میں خواتین کے سب سے بڑے جلوس کی قیادت کی۔ بیگم مودودی کی طرف سے جلوس کی قیادت کی خبر آگ کی طرح پھیل گئی ان کی ذات گرامی کی وجہ سے جلوس میں وہ خواتین بھی بڑی تعداد میں آئیں جنہوں نے جلوس میں شرکت کا کبھی بھول کر بھی خیال نہ کیا تھا۔ یہ جلوس محض ایک سیاسی جلوس نہ رہا عبادت اور ثواب کا درجہ بھی حاصل کر گیا...... بیگم مودودی کی جلوس کی قیادت کی خبر اب پورے عالم اسلام میں پھیل چکی ہے۔ اور لاہور والوں نے جو جلوس اپنی آنکھوں سے دیکھا تھا دنیائے اسلام اسے چشم تصور سے دیکھ رہی ہے اور پاکستان کے حالات کی نزاکت کا اندازہ لگانے میں اسے اب زیادہ دقت محسوس نہیں ہوتی۔ (افریشیا ۸ / ۱۴، اپریل ص ۵ / ۲۴)

خود ساختہ اسلام: افریشیا کی مندرجہ عبارتیں یہ ثابت کرتی ہیں کہ دین اسلام کے مقررہ اصول و حدود واجب اتباع نہیں ہیں اور دور حاضر اور پاکستانی سیاست کا اسلام تو ابوالاعلیٰ مودودی اور اس کے اہل خانہ کے قول و فعل کا نام ہے کیونکہ ① بیگم مودودی نے جب جلوس کی قیادت کی تو ① یہ جلوس ایک سیاسی جلوس نہ رہا عبادت اور ثواب کا درجہ بھی حاصل کر گیا۔ ② بیگم مودودی کی قیادت کی وجہ سے وہ عورتیں بھی کثیر تعداد میں شامل ہو گئیں جنہوں نے بھول کر بھی جلوس میں شرکت کا خیال نہیں کیا تھا۔ ③ بیگم مودودی کی قیادت کی خبر تمام عالم اسلام میں پھیل گئی اور دنیائے اسلام نے یہ جلوس باوجود دوری کے چشم تصور سے دیکھ کر یوں ثواب حاصل کر لیا۔ لیکن ہم کہتے ہیں کہ جب بیگم مودودی کے جلوس وغیرہ

کے فوٹو اخبارات میں شائع ہو چکے ہیں اور اخبارات بیرون ملک بھی جاتے ہیں۔ تو اب صرف چشم تصور تک یہ عبرتناک منظر محدود نہ رہا بلکہ دنیائے اسلام کی آنکھوں کی ٹھنڈک بھی بن گیا۔

تاریخ ساز تقیہ: افریشیا کی مندرجہ بالا عبارات میں اس بات کی صراحت پائی جاتی ہے کہ مودودی صاحب نے اپنی بیگم کو خواتین کے جلوس کی قیادت کی اجازت خواتین کی پیش کردہ اس دلیل کی بناء پر دی کہ: ''ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بھی ضرورت پر نہ صرف باہر نکلی تھیں بلکہ جنگ کی کمان تک کی تھی۔'' حالانکہ یہ وہی مودودی صاحب ہیں جن کی تصریحات زیر بحث مسئلہ میں گزشتہ صفحات میں ان کی تفسیر تفہیم القرآن سورۃ الاحزاب، کتاب ''پردہ'' اور ماہنامہ ترجمان القرآن ۱۹۵۲ء سے پیش کر دی گئی ہیں جن میں مودودی صاحب نے یہ وضاحت کر دی ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا یہ فعل حدود شریعت سے متجاوز تھا۔ ان کی یہ غلطی ہمارے لیے عورتوں کے سیاست ملکی میں حصہ لینے کے جواز کے لیے دلیل نہیں بن سکتی اور خود حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بھی حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے اس ارشاد کا جواب نہیں دے سکیں کہ: ''بلاشبہ آپ اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہی کی خاطر غضبناک ہو کر نکلی ہیں۔ مگر آپ ایک ایسے کام کے پیچھے پڑی ہیں جس کی ذمہ داری آپ پر نہیں ڈالی گئی۔ عورتوں کو آخر جنگ اور اصلاح بین الناس سے کیا تعلق؟ اور اسی مضمون کے آخر میں مودودی صاحب نے یہ واضح کر دیا ہے کہ اس کے بعد جناب صدیقہ رضی اللہ عنہا کے عمل میں آخر کیا دلیل باقی رہ جاتی ہے؟ جس کے بل بوتے پر کوئی صاحب علم یہ دعویٰ کر سکتا ہو کہ اسلام میں عورتیں بھی سیاست اور نظم مملکت کی ذمہ داری میں شریک قرار دے گئی ہیں۔ رہے وہ لوگ جن کے لیے اصل معیار حق صرف دنیا کی غالب قوموں کا طرز عمل ہے اور جنہیں بہر حال چلنا اسی طرف ہے جس طرف انبوہ جا رہا ہو۔ تو انہیں کس نے کہا ہے کہ اسلام کو اپنے ساتھ ضرور لے چلیں۔ ان کا جدھر جی چاہے شوق سے جائیں مگر کم از کم اتنی راست بازی تو ان میں ہونی چاہیے کہ جس مقصد کے وہ دراصل پیرو ہیں اُسی کا نام لیں۔ بلا دلیل اسلام کی طرف وہ باتیں منسوب نہ کریں جن سے خدا کی کتاب اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت اور قرون مشہود لہا بالخیر کی تاریخ صاف انکار کر رہی ہے۔ مندرجہ بالا بیانات کا خلاصہ یہ ہے کہ خلیفہ راشد حضرت عثمان ذوالنورین رضی اللہ عنہ کی شہادت کے قضیہ میں بحیثیت امت مسلمہ کی مومن ماں کے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کا شرعی حجاب در حجاب میں اونٹ پر سوار ہو کر نکلنا بھی کتاب و سنت کے صریح احکام کے

خلاف تھا۔ جو آج مروجہ سیاست میں مسلمان عورتوں کے حصہ لینے کے جواز کے لیے دلیل نہیں بن سکتا۔
(۲) حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے اسی فعل کو شرعی دلیل قرار دے کر مودودی صاحب نے اپنی بیگم کو عورتوں کے عظیم الشان جلوس کی قیادت کرنے کی اجازت دیدی یعنی مودودی صاحب کے نزدیک حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کا ایک ہی فعل مخالفِ اسلام بھی ہے اور موافق اسلام بھی۔ کیا کوئی عقل و دیانت رکھنے والا انسان مودودی صاحب کے اس اسلام کو سمجھ سکتا ہے جس کے وہ داعی اور مجدد ہیں؟ کیا اس قسم کا اسلام جو العیاذ باللہ موم کی ناک کی حیثیت رکھتا ہو۔ کمیونزم اور سوشلزم میں کھپ نہیں سکتا؟ کیا ہر زندیق اور ملحد اپنی وقتی خواہش کے مطابق اپنے حق میں اسلام کو ڈھال نہیں سکتا؟ کیا غلام احمد پرویز وغیرہ منکرین حدیث وسنت کے نظریات اسی قسم کے اسلام پر مبنی نہیں ہیں؟ کیا ابن سبا یہودی نے اسی قسم کا خواہش نفس کے تابع اسلام منوانے کے لیے تقیہ جیسا عظیم کامیاب نظریہ نہیں ایجاد کیا تھا؟ کیا مرزا غلام احمد قادیانی دجال نے اپنی جھوٹی نبوت منوانے کے لیے اسی قسم کا اسلام پیش نہیں کیا؟ کیا مودودی صاحب کا یہ اسلام سیاسی انتخابی اسلام ہے یا خدائی حقیقی اسلام؟ کیا شیخ العرب والعجم حضرت مولانا سید حسین احمد صاحب مدنی قدس سرہٗ کا سالہا سال پہلے کا یہ ارشاد وہبی بصیرت پر مبنی نہیں ہے کہ: مودودی صاحب کا کتاب وسنت کا بار بار ذکر فرمانا محض ڈھونگ ہے۔ وہ نہ کتاب کو کتاب مانتے ہیں اور نہ وہ سنت کو سنت مانتے ہیں بلکہ وہ خلافِ سلف صالحین ایک نیا مذہب بنا[1] رہے ہیں اور اسی پر لوگوں کو چلا کر دوزخ میں دھکیلنا چاہتے ہیں۔"

[1] اور قطب زمان شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی صاحب لاہوری رحمۃ اللہ علیہ امیر جمعیت علمائے اسلام پاکستان کے حسب ذیل ارشادات بھی طالبان حق کی آنکھیں کھولنے کے لیے کافی ہیں کہ: اصل بات یہ ہے کہ ہر کلمہ گو مسلمان خواہ جاہل ہو یا عالم اسلام سے عقیدت اور محبت رکھتا ہے مودودی صاحب نے جب اپنی جماعت کا نام "جماعت اسلامی" رکھا تو مسلمان اس نشان کو ہی دیکھ کر اس جماعت میں شامل ہونے کے لیے آمادہ ہو گئے۔ بالخصوص جب مودودی صاحب نے اپنی جماعت سے "دستور اسلامی" کا نعرہ لگوایا۔ پھر تو کیا جاہل کیا عالم بھی اس جماعت کا شکار ہونے لگ گئے۔ چنانچہ اسی نعرے کی بناء پر کئی عالم مودودی جماعت میں شامل ہیں۔ مگر واقعہ یہ ہے کہ جب میں نے علمائے کرام کو مودودی صاحب کے خیالات باطلہ سنائے جو ان کی کتابوں سے میں نے جمع کیے ہوئے تھے جن سے صاف ظاہر ہوتا تھا کہ مودودی صاحب اسلام محمدی کے خادم نہیں بلکہ اپنا ایک نیا اسلام رائج کرنا چاہتے ہیں۔ سب حیران رہ گئے اور طیبِ خاطر میری تائید کی جن کی تصدیقات اس رسالہ کے اخیر میں درج ہیں۔" (حق پرست علماء کی مودودیت سے ناراضگی کے اسباب، ص ۸۹)

(مودودی دستور اور عقائد کی حقیقت ص ۳۷ مطبوعہ ۱۹۷۶ء مکتبہ عثمانیہ ہرنولی ضلع میانوالی)

ہم بلا خوف لومۃ لائم کہتے ہیں کہ مسلم خواتین کے ان سیاسی جلوسوں کو ہم نہ اضطراری حالت پر مبنی قرار دے سکتے ہیں اور نہ ان کو اھون البلیتین کے کھاتے میں ڈال سکتے ہیں۔ اور مودودی صاحب کے نزدیک تو کسی طرح ان کے جواز کی اسلام میں گنجائش ہی نہیں نکل سکتی۔ پھر اتنے بڑے مدعی اصلاح و تجدید لیڈر نے ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے فعل کو ہی اپنی تصریحات کے خلاف اپنی بیگم صاحبہ کے لیے کیونکر دلیل قرار دیدیا؟ تو ہمارے نزدیک سوائے عقیدہ تقیہ کے اس کا کوئی حل نہیں نکل سکتا۔ اس لیے ہر اہل فہم و انصاف مسلمان کو یہ تسلیم کرنا پڑے گا کہ ابوالاعلیٰ مودودی صاحب کا یہ ایک تاریخ ساز تقیہ ہے جس نے ابن سبا یہودی کا بھی ریکارڈ توڑ دیا ہے۔

نہ سمجھو گے تو مٹ جاؤ گے اسے سنی مسلمانو
تمہاری داستاں تک نہ ہوگی داستانوں میں

اللہ تعالیٰ سواد اعظم اہل سنت والجماعت کو اس قسم کے اسلام توڑ فتنوں سے نجات عطا فرمائیں اور پاکستان کو وہ نظام اسلامی نصیب فرمائیں جو حضور رحمت للعالمین، خاتم النبیین، شفیع المذنبین، امام الانبیاء والمرسلین حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور خلفائے راشدین امام الخلفاء حضرت ابوبکر صدیق، حضرت عمر فاروق، حضرت عثمان ذوالنورین، حضرت علی المرتضیٰ اور جماعت صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی عقیدت و پیروی پر مبنی ہو۔ آمین۔ یا الہ العالمین

۱۳/ جمادی الثانیہ ۱۳۹۷ھ / یکم جون ۱۹۷۷ء
خادم اہل سنت مظہر حسین غفرلہ
مدنی جامع مسجد چکوال، ضلع جہلم

ضمیمہ نمبر ③

خلافت راشدہ کا تحفظ: تکمیل رسالت و نبوت اور امام الانبیاء والمرسلین حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے منصب ختم نبوت پر فائز ہونے کے بعد ضروری تھا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی نیابت و جانشینی کا ایک ایسا کامل و جامع نمونہ قیامت تک کی امت کے لیے قائم کیا جائے جس کے بعد کسی نئی نبوت و رسالت کی حاجت ہی نہ رہے چنانچہ خالق کائنات نے اپنی حکمت بالغہ کے تحت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد لاکھوں جنتی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں سے خصوصیت سے چار حضرات کو خلافت راشدہ کے مقام پر سرفراز فرمایا اور حسبِ

وعدہ خداوندی بالترتیب امام الخلفاء حضرت ابوبکر صدیقؓ، حضرت عمرؓ فاروق، حضرت عثمانؓ ذوالنورین اور حضرت علیؓ المرتضیٰ کو حضور اکرم ﷺ کی کامل نیابت وخلافت کا عظیم شرف نصیب ہوا اور چونکہ قرآن مجید کی پیشگوئیوں اور نبی کریم ﷺ کی ہدایات کے تحت ان چاروں حضرات کو اپنے اپنے درجہ میں خلافت علی منہاج النبوت عطا ہوئی تھی۔ اس لیے ان خلفاء کو خلفائے راشدین اور ان کی خلافت کو خلافت راشدہ کہا جاتا ہے اور گو ان خلفائے راشدین کے دورِ خلافت کے بعد حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ کی صلح کی بناء پر حضور ﷺ کے کاتب وحی حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو تمام مملکتِ اسلامیہ کا متفقہ خلیفہ تسلیم کر لیا گیا تھا اور آپ بھی خلیفہ برحق تھے اور آپ کے بعد پھر حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ بھی امتیازی حیثیت میں عادل خلیفہ تھے لیکن ان کی خلافت چونکہ موعودہ مخصوص خلافت نہیں ہے اس لیے محققین اہل السنت والجماعت کے نزدیک (جیسا کہ امام اہل سنت حضرت مولانا عبدالشکور صاحب لکھنوی رحمہ اللہ نے فرمایا ہے) ان خلفاء کو اصطلاحی طور پر خلفائے راشدین میں شمار نہیں کیا جاتا۔

نظامِ مصطفیٰ ﷺ: قومی اتحاد کی حالیہ تحریک کا مقصد نظام مصطفیٰ ﷺ کا قیام قرار دیا جا رہا ہے اور نفاذ شریعت اور نظام مصطفیٰ ﷺ کا مطالبہ زور پکڑ رہا ہے۔ حتیٰ کہ بھٹو حکومت بھی اب نظامِ مصطفیٰ ﷺ کے قیام کا نعرہ مار رہی ہے لیکن ان دونوں بڑے سیاسی دھڑوں میں سے کسی نے بھی "خلافت راشدہ" کو مستقل نصب العین کے طور پر پیش نہیں کیا اور کسی نے بھی اپنے منشور میں صحابہ کرام اور خلفائے راشدین کا ذکر تک نہیں کیا۔ حالانکہ نظامِ مصطفیٰ ﷺ اور نفاذِ شریعت کا کامل ومکمل نمونہ خلافت راشدہ ہی ہے اور خلافت راشدہ کی پیروی کے بغیر نظامِ مصطفیٰ ﷺ کا قیام کوئی معنی ہی نہیں رکھتا کیونکہ خود حضور خاتم النبیین ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے کہ **من یعش منکم بعدی فیسری اختلافاً کثیراً فعلیکم بسنتی و سنة الخلفاء الراشدین المهدیین** (مشکوٰۃ شریف) "تم میں سے جو شخص میرے بعد زندہ رہے گا تو وہ بہت زیادہ اختلاف دیکھے گا۔ پس اس حالت میں تم پر میری سنت اور میرے خلفائے راشدین کی سنت کی پیروی لازم ہے جو ہدایت یافتہ ہوں گے۔" علامہ علی قاری محدثؒ اس حدیث کی شرح میں لکھتے ہیں: **وھم الصدیق و الفاروق و ذوالنورین و ابوتراب علی المرتضی رضی اللہ عنھم اجمعین** (مرقاۃ شرح مشکوٰۃ جلد اوّل ص ۲۴۲، مطبوعہ مکتبہ امدادیہ ملتان)۔ اور وہ خلفائے راشدین[1] چار ہیں۔

---

[1] خلافت راشدہ کے موضوع پر حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی قدس سرہ کی جامع ومفصل کتاب "ازالۃ الخفاء عن خلافۃ الخلفاء" مع ترجمہ اردو تین جلدوں میں چھپ چکی ہے جس کا مطالعہ خصوصیت سے ان سنی علماء کے لیے ضروری ہے جن کو خلافت راشدہ کی تحقیق کا موقع نہیں ملا۔ خادم اہل سنت مظہر حسین غفرلہ)

(ابوبکر صدیق، عمر فاروق، عثمان ذوالنورین اور ابوتراب علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہم)۔

شیعہ خلفائے ثلثہ حضرت ابوبکر صدیق، حضرت عمر فاروق، حضرت عثمان ذوالنورین کو نہ برحق خلیفہ مانتے ہیں نہ مومن۔ العیاذ باللہ۔ وہ صرف حضرت علی المرتضیٰ کو مانتے ہیں اور وہ بھی خلیفہ بلافصل یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد متصلاً بغیر کسی فاصلہ کے حضرت علیؓ کے نامزد خلیفہ وامام تھے اور یہ سلسلۂ خلافت وامامت وہ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے لے کر امام غائب حضرت مہدی تک بارہ اماموں کا مانتے ہیں۔ شیعوں نے اپنے عقیدہ امامت کے مطابق سرکاری اسکولوں کے نصاب کی کتاب "رہنمائے اساتذہ" میں شیعہ طلبہ کے لیے کلمہ میں بھی **علی ولی اللہ وصی رسول اللہ و خلیفتہ بلافصل** منظور کرالیا ہے اور بذریعہ لاؤڈ اسپیکر اذان میں بھی سارے پاکستان میں **علی ولی اللہ وصی رسول اللہ و خلیفتہ بلا فصل** کا اعلان کر رہے ہیں۔ ایک شیعہ گداگر بھی اہل سنت کی دکان پر جا کر "حق دا امام یا علیؑ" کا نعرہ مارتا ہے اور شیعہ ملنگ ہر گلی کوچے میں "یا علی، یا علیؑ" کی آوازیں بلند کر رہے ہیں۔ لیکن سوادِ اعظم اہل السنت والجماعت اس خلافت راشدہ، حق چار یار کے اعلان میں ہچکچاہٹ محسوس کرتے ہیں۔ جو ان کا برحق عقیدہ خلافت ہے اور جو نظامِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم اور نظامِ شریعت لانے کا واحد ذریعہ ہے۔ مودودی جماعت بھی حق چار یار کے اعلانِ حق سے تو اپنے سینہ میں جلن محسوس کرتی ہے لیکن قومی اتحاد کے جلوسوں میں "پیر مودودی زندہ باد۔ اور جیوے جیوے پیر مودودی" کے نعرے ان کے نزدیک نظام اسلامی لانے کا ایک مؤثر نشان ہیں تو ان حالات میں سوادِ اعظم اہل السنت والجماعت میں سے وہ حق گو سنی رضا کار کہاں سے ظاہر ہوں گے جو بلا خوف لومۃ لائم ان سیاسی طوفانوں میں ان خلفائے راشدین اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا پرچمِ حق بلند کریں گے اور جو نظامِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے علمبردار تھے اور جنہوں نے قیصرو کسریٰ کی شہنشاہیت کو زیروزبر اور پامال کر کے سطوتِ اسلام کا سکہ بٹھا دیا تھا؟ آج اگر تحریک خدام اہل سنت عظمتِ خلافت راشدہ، حق چار یار کی گونج سے پاکستان کے درو دیوار کو گرمانا چاہتی ہے تو الا ماشاء اللہ خود اہل سنت ہی اس کے راستہ میں حائل ہو جاتے ہیں لیکن خدام ان شاء اللہ تعالیٰ اپنا کام جاری رکھیں گے اور یہی اس تحریک کا نصب العین ہے۔

تحریک خلافت اور سیاسی مجذوب: آج "نعرہ حیدری، یا علیؑ" بھی پسندیدہ، "پیر مودودی جیوے جیوے" بھی محبوب اور ہل اور تلوار کے پرچم بھی مطلوب بن گئے ہیں اور معلوم ہوا ہے کہ ایک

سیاسی مجذوب[1] تو قرآن مجید سے اپنے انتخابی نشان ہَل کو ثابت فرما رہے ہیں۔ اگر ایسا ہے تو خدا جانے وہ قرآن کا نسخہ کہاں محفوظ رکھا ہوا ہے۔ جس میں پنجابی اور اُردو کے لفظ ھل کا ذکر ہے؟ کیونکہ جو قرآن حضرت محمد رسول اللہ ﷺ پر نازل ہوا ہے وہ تو عربی زبان میں ہر جگہ موجود ہے اور اس میں تو عربی زبان کا لفظ ھَلْ مذکور ہے۔ نہ کہ پنجابی و اردو کا ہل، اور دونوں کی زبان جدا، اور دونوں کا معنی مختلف ہے۔ اس لیے ہم نے اس قسم کے استدلال کو مجذوبیت میں ہی شمار کر دیا ہے۔ کیا کوئی ہے سمجھنے والا هَلْ مِنْ مُّدَّكِرٍ[2] بہرحال ان سیاسی طوفانوں میں بھی خلافت راشدہ کا چراغ جلانا سُنّی مسلمانوں کا ہی اہم فریضہ ہے۔ اگر وہ ہمت و استقامت سے کام لیں گے تو ان شاء اللہ تعالیٰ نصرت خداوندی شامل حال ہوگی۔ باطل کی تاریکیاں کافور ہوں گی اور نورِ حق جلوہ گر ہوگا وَمَا ذٰلِكَ عَلَى اللّٰهِ بِعَزِيْزٍ۔

۱۹۱۴ء کی جنگ عظیم اوّل کے بعد جب برطانوی استبداد کے دیو نے عظیم ترکی کے حصے بخرے کر کے خلافت عثمانیہ کا خاتمہ کر دیا۔ تو ہندوستان کے علماء و زعماء نے اس کے خلاف ایک ملک گیر تاریخی ایجی ٹیشن جاری کی۔ جس کو تحریک خلافت کے نام سے یاد کیا جاتا ہے۔ متحدہ ہندوستان میں اس تحریک نے گورنمنٹ برطانیہ کی بنیادیں ہلا دیں تھیں۔ تقریباً پانچ سو علمائے کرام کے دستخطوں سے ایک فتویٰ جمعیت علماء ہند نے شائع کیا تھا جس میں گورنمنٹ برطانیہ کی فوجی غیر فوجی ملازمت کو حرام قرار دے دیا گیا تھا۔ اس فتویٰ اور تحریک خلافت اور اس میں جو مالی اور جانی قربانیاں دی گئی تھیں ان کا واحد مقصد یہ تھا کہ خلافت کے نام وعنوان کو زندہ رکھا جائے جو خلافت راشدہ ہی کی کسی نہ کسی شکل میں ایک یادگار چلی آرہی تھی اور صدیوں سے ترکی بحیثیت مرکز خلافت اسلام کی خدمت کر رہا تھا۔

مقدمہ کراچی: بتاریخ ۸، ۹، ۱۰ر جولائی ۱۹۲۱ء ایک مشہور مسلم قائد مولانا محمد علی صاحب جوہر مرحوم کی صدارت میں، کراچی میں آل انڈیا خلافت کانفرنس منعقد ہوئی جس میں شیخ الاسلام حضرت

---

[1] حضرت مولانا محمد عبداللہ درخواستی رحمہ اللہ مراد ہیں۔ جو "قومی اتحاد" کے دور میں اپنی تقریروں میں انتخابی نشان "ہَل" کی عظمت لوگوں کے دلوں میں بٹھانے کے لیے هَلْ اَتٰى عَلَى الْاِنْسَانِ "هَلْ اَتٰكَ حَدِيْثُ الْغَاشِيَةِ" هَلْ فِيْ ذٰلِكَ قَسَمٌ لِّذِيْ حِجْرٍ اور هَلْ تَرٰى مِنْ فُطُوْرٍ وغیرہم آیات پڑھا کرتے تھے۔ اسی بناء پر قائد اہل سنت رحمہ اللہ نے انہیں "سیاسی مجذوب" لکھا تھا۔ سلفی

[2] ایک لطیف چوٹ کو کس قدر حقیقت کے قریب کر کے پیش کیا گیا ہے اور قائد اہل سنت رحمہ اللہ نے اپنی لطافت طبعی کا اظہار جو اس عبارت میں کر دیا ہے، لائق داد ہے۔ سلفی

مولانا سید حسین احمد صاحبؒ نے علمائے اسلام کے مذکورہ فتویٰ کی تائید میں انگریزوں کی فوجی ملازمت کے حرام ہونے کی قرارداد پیش فرمائی تھی۔ اور اسی موضوع پر دوسرے علماء و زعماء نے بھی پرزور تقاریر کیں۔ چونکہ اس قرارداد میں ترکی خلافت کی پرزور تائید اور برطانوی حکومت کی کھلی تردید تھی اس لیے گورنمنٹ نے حسبِ ذیل سات مقررین و مؤیدین پر سازش و بغاوت کا کیس چلا دیا ① مولانا سید حسین احمد مدنی ② مولانا محمد علی جوہر ③ مولانا شوکت علی ④ مولانا نثار احمد کانپوری ⑤ پیر غلام مجدد ⑥ ڈاکٹر سیف الدین کچلو ⑦ سری شنکر اچاریہ۔ اس کیس میں آخری ملزم شنکر اچاریہ کو بری کر دیا گیا اور باقی حضرات کو دو دو سال قید با مشقت کی سزا دی گئی۔ اس تاریخی کیس کی تفصیلات کتاب "معرکہ سیاست وخلافت" یعنی مقدمہ کراچی کی مکمل روئداد" مطبوعہ نظامی پریس بدایوں میں موجود ہیں جو اُسی زمانہ میں طبع ہوئی تھی اور ۱۹۷۵ء میں اسی مقدمہ کو مکتبہ رشیدیہ شاہ عالمی گیٹ لاہور نے "مقدمات و بیانات اکابر" (مقدمہ کراچی وقول فیصل) کے نام سے شائع کیا ہے۔ ان کتابوں کے مطالعہ سے تحریک خلافت کی اہمیت واضح ہوجاتی ہے۔ یہاں تفصیل کی گنجائش نہیں اس لیے اپنے موضوع کی مناسبت سے اکابر ملت کے مجاہدانہ بیانات سے صرف حسبِ ذیل چند اقتباسات پیشِ خدمت ہیں۔

قیاس کن ز گلستان من بہار مرا

حضرت مولانا سید حسین احمد صاحب مدنی قدس سرہ نے انگریزی ملازمت کے حرام ہونے اور ان کا سوشل بائیکاٹ کرنے کی تائید میں نبوی ارشادات اور فقہائے اسلام کی تصریحات سے استدلال کرتے ہوئے ایک مفصل بیان عدالت میں دیا تھا جس کے آخری الفاظ یہ تھے۔"

"پھر میں کہتا ہوں کہ اگر لارڈ ریڈنگ ہندوستان میں اس واسطے آئے ہیں کہ قرآن کو جلا دیں۔ حدیث کو مِٹا دیں۔ فقہ اور احکامِ اسلامیہ کو برباد کر دیں تو سب سے پہلے اسلام اور قرآن پر جان نثار کرنے والا میں ہوں۔"

ان مجاہدانہ الفاظ پر مولانا محمد علی جوہر مرحوم نے عدالت ہی میں حضرت مدنی کے قدم چوم لیے تھے۔ (معرکہ سیاست وخلافت حصہ سوم ص ۱۸۴) مذکورہ بیان سیشن سپرد ہونے کے بعد مسٹر بی سی کینیڈی آئی سی ایس جوڈیشنل کمشنر لندن کی عدالت میں دیا گیا تھا۔

② آل انڈیا خلافت کانفرنس سیوہارہ منعقدہ ۲۱ر فروری ۱۹۳۱ء میں حضرت مولانا مدنی نے جو تقریر فرمائی تھی وہ بھی بنام "اسیر مالٹا کا پیغام" چھپی ہوئی ہے اس میں مسئلہ خلافت کی اہمیت واضح کرتے

ہوئے فرمایا کہ (خلافت کا مسئلہ) کوئی نیا اور کمزور مسئلہ نہیں ہے جس کو لا ابالی پن سے ٹال دیا جائے اور اس کی طرف دل و دماغ، زبان و قلم، قوت مادی اور روحی کو متوجہ نہ کیا جائے۔ اگر نصِ قرآنی وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَيَسْتَخْلِفَنَّهُمْ فِي الْاَرْضِ كَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ (سورۃ النور: ۷) "یعنی اللہ تعالیٰ نے تم میں سے ان لوگوں کے ساتھ یہ وعدہ فرمایا ہے جو ایمان وعمل صالح والے ہیں کہ ان کو ضرور زمین میں خلافت دیں گے جیسا کہ ان سے پہلے لوگوں کو خلافت دی تھی) خلافت کے ادیان سابقہ اور ازمنہ قدیمہ میں جاری اور معتبر ہونے پر دلالت کرتا ہوا امت محمدیہ میں بھی مثل سابق جاری رکھنے کا وعدہ خداوندی بتلا رہی ہے تو اس طرح صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا جنازہ نبوی کو چھوڑ کر سب سے پہلے مسئلہ خلافت کی طرف متوجہ ہونا اس کی اہمیت کی خبر دیتا ہے۔ (ص ۳۲)

(ب) خلافت عربیہ نے اپنی سطوت و شوکت اور عزت اسلام و قوت و دیانت کو شرق سے غرب تک پھیلا دیا تھا (ج) خلافت ترکیہ کے بانی غازی عثمان نے اپنے ولی عہد صاحبزادہ کو وصیت نامہ میں یہ لکھا تھا کہ: بیٹا شریعت کے عادلانہ قانون کے سوا کسی قانون کی ہوس نہ کرنا۔ علماء کی رعایت کرنا۔ اہل علم کو اپنی مملکت میں کھینچ لانا، جس طرح میں محض اعلائے کلمہ خداوندی کی غرض سے جہاد کرتا ہوں مظفر و منصور رہا، تو بھی میری پیروی کرنا...... یہ وصیت نامہ میرے پاس ترکی زبان میں محفوظ ہے۔ کیا آپ ان کلمات میں سچی خلافت راشدہ اور نیابت نبویہ کی خوشبو واضح اور جلی طور پر مشاہدہ نہیں کرتے۔ کیا یہ سلاطین آل عثمان اس قول نبوی کے مصداق نہیں ہیں۔ انما الامام جنة يقاتل من وراءه ويتقى به (رواہ الشیخان) خلیفہ فقط ڈھال ہے جس کی آڑ لے کر جنگ کی جاتی ہے اور اس کے ذریعہ سے بچاؤ کیا جاتا ہے۔" الخ (اسیر مالٹا کا پیغام ص ۳۷)

تحریک شیخ الہندؒ: تحریک خلافت دراصل شیخ الہند حضرت مولانا محمود حسن صاحب اسیر مالٹا کی عظیم اسلامی تحریک کے اثرات کا نتیجہ ہے جو برطانوی پنجۂ ظلم واستبداد سے ہندوستان کو آزاد کرانے کے لیے جاری کی گئی تھی۔ گورنمنٹ برطانیہ نے ہندوستانی مسلمان فوج کو ترکوں سے لڑانے کے جواز کے لیے ایک فتویٰ مرتب کیا تھا جس پر انہوں نے کئی علماء و مشائخ کے فتوے حاصل کر لیے تھے لیکن اس انگریزی فتویٰ کو حضرت شیخ الہند نے رد کر دیا تھا۔ چنانچہ حضرت مولانا مدنی رحمہ اللہ نے اپنی کتاب "اسیر مالٹا" میں لکھا ہے کہ:

"ادھر وہ فتاویٰ جو دوبارہ عدم استحقاق خلافت ٹرکی تھے دو مرتبہ پیش کیے گئے۔ دونوں مرتبہ

مولانا نے رد کر دیئے اور جن لوگوں نے اس پر لکھا تھا سخت کلمات استعمال کیے مجمع عام میں ان کو پھینک دیا اور چونکہ فتویٰ باشارہ یا بامر گورنمنٹ تھے اس لیے ان کی وجہ سے گورنمنٹ کو اور بھی بدظنی کا موقع ہاتھ لگا"۔(اسیر مالٹا ص ۸ نیز نقش حیات جلد دوم ص ۲۱۱)

اس کے بعد ہی حضرت شیخ الہند حجاز مقدس تشریف لے گئے تھے جس کی اطلاع انگریز سی آئی ڈی کو بعد میں ملی اور حکومت ہندوستان میں حضرت کو گرفتار نہ کر سکی۔ چونکہ والئ حجاز شریف مکہ انگریزوں کے دام میں پھنس گیا تھا۔ اس لیے اس نے مکہ معظّمہ سے حضرت شیخ الہند کو مع دیگر رفقاء حضرت مولانا عزیر گل صاحب اور حضرت مولانا مدنی وغیرہ کے گرفتار کر کے جزیرہ انڈیمان (مالٹا) میں بحیثیت جنگی قیدی نظر بند کر دیا تھا تفصیلات اسیر مالٹا اور نقش حیات میں ملاحظہ فرمائیں۔ تحریک خلافت اس کے بعد ۱۹۱۹ء میں شروع ہوئی تھی۔ حضرت مولانا عبیداللہ سندھی کی ڈائری کے دیباچہ ص ۳ پر لکھا ہے کہ: ۱۹۱۹ تا ۱۹۲۲ء کی سیاسی جدوجہد مولانا شیخ الہند کی جماعت اور ان کے دوسرے شرکائے کار کی سرگرمیوں کی ترقی یافتہ صورت ہی تھی۔" (بحوالہ نقش حیات جلد دوم حاشیہ ص ۱۴۱)

"شیخ الہند" کا لقب: تقریباً چار سال مالٹا کی نظر بندی کے بعد حضرت شیخ الہند، حضرت مدنی، مولانا عزیر گل صاحب وغیرہ حضرات رہا ہو کر ۱۳/جون ۱۹۲۰ء کو واپس دیو بند پہنچے اور واپسی پر تحریک خلافت کی طرف سے آپ کو شیخ الہند کا لقب دیا گیا تھا۔ چنانچہ حضرت مولانا مدنی رحمہ اللہ تحریر فرماتے ہیں کہ حضرت کی تشریف آوری اور خلافت کمیٹی کی شرکت اور تائید اور آزادئ ملک کی تڑپ اور اس راستہ میں جانبازی اور استقلال و اخلاص یہ امور ایسے نہ تھے کہ قلوب کو مسخر نہ کریں۔ چنانچہ عام مسلمانوں کے قلوب آپ کی طرف نہایت اخلاص کے ساتھ جھک گئے اور عموماً لوگوں میں انتہائی محبت اور قبولیت جاگزیں ہو گئی۔ چنانچہ خلافت کمیٹی کے زعماء نے آپ کے لیے شیخ الہند کا لقب تجویز کیا جو کہ ہر طرف اور ہر جماعت میں مقبول ہو گیا اور بمنزلہ جزء اسمی بن گیا اور باوجودیکہ حضرت رحمہ اللہ تقریر کے عادی نہیں تھے لیکن اللہ تعالیٰ کی درگاہ میں مقبولیت نے خلقت میں ایسی قبولیت پیدا کر دی کہ لوگ عموماً آپ پر پروانہ وار فدا ہونے لگے اور یہ تحریک خلافت اور آزادی برقی طاقت کے ساتھ مسلمانوں کے دل و دماغ پر چھا گئی۔ (نقش حیات جلد دوم ص ۲۴۸) حضرت شیخ الہند رحمہ اللہ مالٹا سے رہائی کے بعد زیادہ بیمار رہے۔ تحریک خلافت کے لیے بھی سفر کیے۔ آخر کار دہلی میں ۳۰/نومبر ۱۹۲۰ء کو آپ کا وصال ہوا۔ اور آپ کا جنازہ وہاں سے دیو بند لایا گیا اور آپ اپنے استاذ مربی امام العصر حجۃ الاسلام حضرت مولانا محمد

قاسم صاحب نانوتوی بانی دارالعلوم دیوبند قدس سرہ کے پہلو میں دفن ہوئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

ہر آنکہ زاد بناچار بایدش نوشید زجامِ دہر مئے **کل من علیہا فان**

حضرت مدنی رحمہ اللہ تحریر فرماتے ہیں کہ مولانا محمد علی جوہر مرحوم نے بارہا فرمایا کہ: حضرت شیخ الہند تو اس تحریک میں ایسے بلند مقام پر پہنچ گئے کہ ہمارے اذہان وخیالات بھی وہاں تک نہیں پہنچے تھے۔'' اور جب حضرت رحمہ اللہ کا انتقال ہوا تو تعزیت کے لیے دیوبند تشریف لائے اور رو کر کہنے لگے کہ حضرت شیخ الہند (رحمہ اللہ) کے انتقال نے ہماری کمر توڑ دی (نقش حیات جلد دوم ص ۲۴۴)

تحریک شیخ الہند اور شیعہ: تحریک خلافت کی قوت دیکھ کر آزادی پسند ہندو لیڈروں نے بھی اس کی حمایت کی اور انگریزی حکومت سے ٹکر لینے کے لیے میدان میں اتر آئے لیکن مسلمانوں میں سے شیعہ فرقہ کے علماء ومجتہدین نے تحریک خلافت کی حمایت نہیں کی اور وہ اپنے عقیدہ امامت وخلافت کی بناء پر اس کی حمایت کر بھی نہیں سکتے تھے کیونکہ وہ قیامت تک صرف بارہ معصوم اماموں کو حجت مانتے ہیں اور ان کے بغیر کسی کی بھی خلافت کو صحیح نہیں تسلیم کر سکتے۔ شیعہ جب امام الخلفاء حضرت صدیق اکبر، حضرت فاروق اعظم اور حضرت عثمان ذوالنورین رضی اللہ عنہم کی خلافت راشدہ کو تسلیم نہیں کرتے۔ ان کی خلافتوں کو اسلام دشمن خلافتیں مانتے ہیں۔ ان خلفائے راشدین کو مومن نہیں مانتے تو سلطان ٹرکی کی خلافت کی وہ کیونکر حمایت کر سکتے تھے؟ اگر انہوں نے کسی سلطان اور خلیفہ کی بظاہر حمایت کی بھی ہے تو وہ ان کے عقیدہ تقیہ پر مبنی ہے اور یہ امر بھی ملحوظ رہے کہ اکابر سُنّی علماء نے بھی ان پر کبھی اعتماد نہیں کیا۔ چنانچہ انگریزوں کے خلاف صرف شیخ الہند نے جو عظیم تحریک چلائی تھی جس میں ترکی، کابل اور سرحدی آزاد قبائل کا بھی تعاون حاصل کر لیا تھا اور یہ تحریک ریشمی رومال کی اسکیم کا راز افشاء ہونے پر بظاہر ناکام ہو گئی تھی۔ اس تحریک میں اکابر نے شیعوں پر بالکل اعتماد نہیں کیا۔ چنانچہ ریشمی خطوط سازش کیس اور تحریک شیخ الہند کے متعلق برطانوی سی آئی ڈی کی خفیہ رپورٹوں کا جو ریکارڈ انڈیا آفس لندن میں محفوظ تھا اس کے فوٹو لے کر ان کا اردو ترجمہ ''تحریک شیخ الہند'' کے نام سے ہندوستان میں کتابی شکل میں شائع ہوا ہے۔ اس کتاب کے مرتب ایک جلیل القدر محقق حضرت سیّد محمد میاں صاحب مراد آبادی رحمہ اللہ مصنف ''علمائے ہند کا شاندار ماضی'' وغیرہ ہیں اس کتاب کی ابتداء میں حضرت مولانا مراد آبادی مرحوم کا ایک جامع مفصل مقدمہ بھی ہے۔ یہ کتاب پاکستان میں مکتبہ رشیدیہ شاہ عالم مارکیٹ لاہور نے شائع کی ہے اسی کتاب میں انگریزسی آئی ڈی نے تحریک کے متعلق یہ بھی وضاحت کی ہے کہ:

''میں نے اس بات کو نوٹ کیا ہے کہ عبید اللہ [1] اسکیم میں کسی شیعہ کا نام شامل نہیں ہے۔ اس نے شیعہ لوگوں پر جو بے اعتمادی ظاہر کی ہے اس پر خاص طور پر توجہ کرنی چاہیے [2]۔'' (تحریک شیخ الہند ص ۲۱۱)

صلائے عام ہے یاران نکتہ داں کے لیے

خادم اہل سنت مظہر حسین غفرلہ

۲۶ / جمادی الثانیہ ۱۲۹۷ھ ۱۴ / جون ۱۹۷۷ء

مدنی جامع مسجد چکوال ضلع جہلم (پاکستان)

ضمیمہ ④

مارشل لاء سے مذاکرات کی میز تک

۲۴ / مارچ ۱۹۷۷ء کو قومی اتحاد نے ذوالفقار علی بھٹو کے خط کے جواب میں اپنا آخری یہ موقف دوہرایا کہ جب تک مسٹر بھٹو ان کے تین مطالبات تسلیم نہیں کرتے ہم ان سے مذاکرات نہیں کریں گے اور ان مطالبات میں اہم مطالبہ یہ تھا کہ بھٹو مستعفی ہو جائیں اس کے بعد ۲۵ / مارچ کو سوائے نوابزادہ نصر اللہ اور پیر صاحب پگاڑا کے باقی سب قومی اتحاد کے مرکزی لیڈروں مولانا مفتی محمود صاحب صدر

---

[1] یعنی مولانا عبید اللہ صاحب سندھی تلمیذ حضرت شیخ الہندؒ، تحریک کے سلسلے میں حضرت شیخ الہند نے حضرت مولانا عبید اللہؒ سندھی کو کابل بھیجا تھا جہاں آپ نے سات سال قیام کیا۔ وہاں سے ریشمی رومال کی اسکیم مرتب کر کے آپ نے بذریعہ ہندوستان حضرت شیخ الہندؒ کو حجاز میں پہنچانے کا پروگرام بنایا تھا۔ ہندوستان میں یہ ریشمی رومال سی آئی ڈی کے قبضہ میں آ گیا اصل بانی تحریک تو حضرت شیخ الہند تھے لیکن سی آئی ڈی کی رپورٹوں میں اس کو عبید اللہ تحریک ظاہر کیا گیا۔ مولانا عبید اللہ سندھی تقریباً ۲۵ سال جلاوطن رہ کر مارچ ۱۹۳۹ء کو واپس دارالعلوم دیوبند تشریف لائے تھے۔ ان دنوں بندہ دارالعلوم میں ہی زیر تعلیم تھا (خادم اہل سنت مظہر حسین غفرلہ)

[2] حجۃ الاسلام حضرت مولانا محمد قاسم صاحب نانوتوی قدس سرہ...... کی سوانح قاسمی مرتبہ حضرت مولانا مناظر احسن صاحب گیلانی تین جلدوں میں شائع ہو چکی ہے اس میں مع دیگر اصلاحات کے حضرت نانوتوی نے رفض و تشیع کے اثرات کا کس طرح ازالہ فرمایا؟ اس کتاب کی جلد اول کے مقدمہ اور جلد ثانی کا مطالعہ ان متوسلین دارالعلوم دیوبند کے لیے بہت ضروری ہے جو سیاست میں منہمک ہو کر ہر بڑے سے بڑے فتنہ سے پہلو تہی کر رہے ہیں۔ (خادم اہل سنت غفرلہ)

وغیرہ کو گرفتار کر کے جیل میں بھیج دیا لیکن اس سے ایجی ٹیشن میں اور شدت پیدا ہوگئی۔ گرفتاریاں بڑھ گئیں۔ جلوس نکلتے رہے اور ۹/اپریل کو لاہور میں قومی اتحاد کے احتجاجی جلوسوں پر حکومت نے سخت ظلم و تشدد کیا۔ مساجد کی بے حرمتی کی گئی۔ مساجد میں پولیس اور ایف ایس ایف جوتوں سمیت گھس گئی اور علماء اور مساجد میں پناہ لینے والوں کو سخت زدوکوب کیا گیا۔ ڈاڑھیاں نوچی گئیں۔ حتیٰ کہ حکومت نے تحریک کو کچلنے کے لیے اپنی پوری قوت صرف کر دی لیکن تحریک میں کمی نہیں آئی اور سارے ملک میں بدامنی اور اشتعال انگیزی کا دور دورہ ہوگیا۔ دونوں بڑے سیاسی دھڑوں میں کئی مقامات پر خانہ جنگی بھی شروع ہوگئی۔ کراچی اور حیدرآباد کے حالات بہت بگڑ گئے۔ پولیس اور ایف ایس ایف ناکام ہوگئی حتیٰ کہ ۲۱/اپریل کو کراچی میں اور پھر حیدرآباد۔ لاہور، ملتان، لائل پور اور سیالکوٹ وغیرہ کئی شہروں میں مارشل لاء کے تحت کرفیو نافذ کر دیا گیا۔ مارشل لاء کے بعد بھی ایجی ٹیشن جاری رہی لیکن ان شہروں میں امن قائم ہوگیا جہاں سخت خطرناک تصادم کے حالات پیدا ہو گئے تھے۔

ریفرنڈم کا اعلان: ۱۳/مئی کو مسٹر بھٹو کی طرف سے ریفرنڈم کرانے کی تجویز پیش کر دی گئی۔ یعنی اگر قومی اتحاد کو بھٹو کی شخصیت سے ہی زیادہ اختلاف ہے تو ملک میں اس بات پر ریفرنڈم (استصواب رائے) کرایا جائے کہ لوگ مسٹر بھٹو کو چاہتے ہیں یا نہیں؟ لیکن قومی اتحاد نے ریفرنڈم کی تجویز کو بھی مسترد کر دیا۔

سردار عبدالقیوم کی رہائی: ۱۹/مئی کو سردار عبدالقیوم خان صدر آل جموں و کشمیر مسلم کانفرنس کو پلندری جیل سے رہا کر دیا گیا انہوں نے قومی اتحاد کے صدر مولانا مفتی محمود سے سہالہ کی جیل میں ملاقات کی پھر وزیراعظم سے ملاقات کی اور پھر حکومت کے انتظام کے تحت قومی اتحاد کے دوسرے مرکزی نظر بند لیڈروں کے ساتھ مشاورت کرنے کے لیے جیلوں میں گئے اور سب کی رائے لے کر ۲۲/مئی کو انہوں نے اپنی رپورٹ قومی اتحاد کے صدر مفتی محمود کو پیش کر دی۔

عرب ممالک کی کوششیں: برادر عرب ممالک کو پاکستان کے اس عظیم سیاسی بحران سے بہت زیادہ تشویش لاحق ہوئی اور متحدہ عرب امارات، کویت، تحریک آزادی فلسطین کے سربراہ یاسر عرفات اور لیبیا کے صدر قذافی اور سعودی عرب کے شاہ خالد نے اپنے اپنے نمائندے پاکستان بھیجے۔ جنہوں نے علیحدہ علیحدہ وزیراعظم بھٹو اور قومی اتحاد کے صدر مولانا مفتی محمود صاحب سے ملاقاتیں کیں اور مصالحت کے لیے فریقین کو آمادہ کرنے کی کوشش کی۔ خصوصاً شاہ خالد نے تو بہت زیادہ اس سلسلے میں اپنا اثر استعمال کیا۔ چنانچہ ۲۰/مئی کو شاہ خالد کی طرف سے حکومت اور قومی اتحاد کے سربراہوں کے نام الگ

الگ پیغام پہنچائے گئے پاکستان میں سعودی عرب کے سفیر شیخ ریاض الخطیب نے اس سلسلہ میں بہت محنت کی۔ سردار عبدالقیوم کی رہائی اور ان کے ذریعہ قومی اتحاد کے لیڈروں سے مشاورت وغیرہ کرانے کے بعد مذاکرات کے لیے فریقین رضامند ہو گئے اور ۲ر جون کو مولانا مفتی محمود صاحب، نوابزادہ نصر اللہ اور پروفیسر عبدالغفور کو سہالہ سے رہا کر دیا گیا۔

۳ر جون ۱۹۷۷ء: ۳ر جون بروز جمعہ ساڑھے چار بجے شام کو فریقین پرائم منسٹر ہاؤس میں مذاکرات کی میز پر جمع ہوئے، حکومت کی طرف سے وزیر اعظم بھٹو، وزیر خزانہ پیرزادہ عبدالحفیظ اور وزیر امور مذہبی کوثر نیازی صاحب اور قومی اتحاد کی طرف سے مولانا مفتی محمود صاحب صدر، نوابزادہ نصر اللہ خان نائب صدر اور پروفیسر عبدالغفور (مودودی) جنرل سیکرٹری نے ان مذاکرات میں حصہ لیا۔ مذاکرات کے اس پہلے اجلاس میں پریس سنسر شپ کے خاتمہ اور دفعہ ۱۴۴ کے اسیروں کی رہائی کا فیصلہ ہو گیا اور ۴ر جون کو قومی اتحاد کے مرکزی لیڈروں ائیر مارشل اصغر خان اور شیر باز مزاری وغیرہ کو بھی رہا کر دیا گیا۔

دوسرا اجلاس: ۶ر جون کو مذاکرات کا دوسرا اجلاس ہوا جس میں حکومت کی طرف سے دو فارمولے پیش کیے گئے (۱) دوبارہ پولنگ (۲) نئے انتخابات، قومی اتحاد نے اس پر جماعتی غور و فکر کا وعدہ کیا۔

تیسرا اجلاس: ۷ر جون مذاکرات کا تیسرا اجلاس ہوا جس میں قومی اتحاد نے مذکورہ دونوں فارمولوں میں سے نئے انتخابات کو منظور کیا اور فریقین میں نئے انتخابات ہونے پر اتفاق ہو گیا اس اجلاس کے نتیجہ میں مارشل لاء کو ختم کرنے کا فیصلہ کیا گیا اور دوبارہ انتخابات کی تاریخ مقرر کرنے کے لیے ایک سب کمیٹی مقرر کر دی گئی جس کے لیے حکومت کی طرف سے پیرزادہ عبدالحفیظ اور قومی اتحاد کی طرف سے پروفیسر عبدالغفور تجویز کیے گئے اور اس سب کمیٹی کی رپورٹ پیش کرنے کے لیے ۹ر جون کا اجلاس مقرر کیا گیا۔

چوتھا اجلاس: ۹ر جون کو قومی اتحاد اور حکومت کے مابین پھر اختلافات پیدا ہو گئے۔ قومی اتحاد کی طرف سے منصفانہ انتخابات کے تحفظ کی ضمانت طلب کی گئی تھی جس پر حکومت ان کو مطمئن نہ کر سکی۔

پانچواں اجلاس: ۱۰ر جون کو مذاکرات کا پانچواں اجلاس تھا لیکن اس دن بھی اختلافات دور نہیں ہو سکے۔

چھٹا اجلاس: ۱۲ر جون کو مذاکرات کا چھٹا اجلاس ہوا۔ اس میں بھی تصفیہ طلب امور پر گفتگو ہوتی رہی لیکن کوئی فیصلہ نہ ہو سکا۔

ساتواں اجلاس: ۱۳ر جون کو مذاکرات کا ساتواں اجلاس ہوا۔ اور اختلاف کی وجہ سے

مذاکرات نازک دور میں داخل ہو گئے۔

آٹھواں اجلاس: ۱۴؍جون کو آٹھویں اجلاس میں حکومت نے قومی اتحاد کے سامنے ایک نئی تجویز پیش کر دی جس کا جواب قومی اتحاد کی طرف سے قانونی ماہرین کے مشورہ کے بعد دینے کا وعدہ کیا گیا۔اس اجلاس میں عبوری حکومت کی تجویز کو ترک کر دیا گیا اور حکومت کی طرف سے یہ اعلان ہو گیا کہ دوبارہ انتخابات کرائے جائیں۔

نواں اجلاس: ۱۵؍جون کو مذاکرات کا نواں اجلاس ہوا جس میں بنیادی امور پر فریقین میں سمجھوتہ ہو گیا اور تفصیلات طے کرنے کے لیے پیرزادہ عبدالحفیظ اور پروفیسر عبدالغفور پر مشتمل ایک سب کمیٹی مقرر کر دی گئی اور یہ فیصلہ کیا گیا کہ تفصیلات طے ہونے کے بعد معاہدہ پر حکومت اور قومی اتحاد کی طرف سے دستخط ہو جائیں گے اس سمجھوتے کا اعلان ریڈیو اور اخبارات کے ذریعہ کر دیا گیا جس پر عموماً اہل پاکستان نے خوشی کا اظہار کیا۔مذاکرات کی اس حد تک کامیابی میں عرب ممالک اور خصوصاً سعودی عرب کے شاہ خالد کا بہت بڑا حصہ ہے ان کے زیر اثر قومی اتحاد نے وزیر اعظم بھٹو کے استعفاء کے اہم مطالبہ کو ترک کر دیا اور مسٹر بھٹو نے دوبارہ انتخابات کو قبول کر لیا۔سمجھوتہ کے بعد مسٹر بھٹو نے ۱۶؍جون کو قومی اسمبلی میں بجٹ پر بحث کے دوران یہ اعلان کر دیا کہ وہ ۱۸؍جون کو سعودی عرب، لیبیا، کویت، متحدہ عرب امارات اور ایران کے دورے پر روانہ ہوں گے۔پھر وہ اپنے پروگرام کے مطابق غیر ملکی دورہ پر روانہ ہو گئے۔وزیر اعظم کے اس دورے پر قومی اتحاد نے اپنی ناپسندیدگی کا اظہار کیا اور یہ تاثر لیا کہ مسٹر بھٹو اس طرح سمجھوتے کی تکمیل کی راہ میں رکاوٹیں پیدا کرنا چاہتے ہیں۔بہر حال تفصیلات طے کرنے کے لیے جو سب کمیٹی مقرر ہوئی تھی اس میں شدید اختلاف پیدا ہو گیا اور وہ اس دوران میں کوئی فیصلہ نہیں کر سکی۔ وزیر اعظم نے اپنے غیر ملکی دورہ میں افغانستان کے صدر داؤد سے بھی بات چیت کی اور ۲۳؍جون بروز جمعرات صبح کو واپس پاکستان پہنچ گئے۔اخبارات کے ذریعہ معلوم ہوا ہے کہ وزیر اعظم بھٹو نے اپنے اس دورے میں مسلم ممالک کے سربراہوں کے سامنے ایک متحدہ دفاع قائم کرنے کی تجویز پیش کی ہے۔ ۲۳؍جون شام کو مذاکرات کا اجلاس منعقد ہوا۔جس میں قومی اتحاد نے آئندہ انتخابات منصفانہ کرانے اور دھاندلی کے امکانات زیادہ سے زیادہ ختم کرنے کے لیے حکومت سے ضروری تحفظات حاصل کر لیئے ہیں اور یہ بھی فیصلہ ہو گیا ہے کہ نئے انتخابات اکتوبر ۱۹۷۷ء کے پہلے ہفتہ میں ہوں گے لیکن ابھی تک فریقین کے مابین معاہدہ کی تکمیل نہیں ہوئی۔معاہدہ مکمل ہونے کے بعد

ہی اس پر ان کے دستخط ہوں گے اور اہل پاکستان ان مذاکرات کے آخری واضح نتیجہ سے واقف ہو سکیں گے۔ بہر حال ہر مسلمان کو دعا کرنا چاہیے کہ پاکستان کا یہ سیاسی بحران جلد ختم ہو، حکومت اور قومی اتحاد کے لیڈروں کو ملک وملت کی مخلصانہ خدمت کرنے کی توفیق نصیب ہو۔ تاکہ ذاتی اور پارٹی اغراض سے بالاتر ہوکر وہ پاکستان مین خلفائے راشدین امام الخلفاء حضرت ابوبکر صدیق، حضرت عمر فاروق، حضرت عثمان ذوالنورین اور حضرت علی المرتضیٰ اور تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی عقیدت و پیروی میں حکومتِ الٰہیہ قائم کرسکیں۔ آمین بجاہ النبی الکریم رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم

خادم اہل سنت مظہر حسین غفرلہ

۷/رجب ۱۲۹۷/ ۲۵/جون ۱۹۷۷ء[1]

احتجاجی مکتوب بنام مولانا مفتی محمود رحمہ اللہ

''تحفظ اسلام پارٹی'' کے مقاصد ومنشور کی اشاعت کے بعد قائد اہل سنت نے مفکر ملت، قائد جمعیت علماء اسلام حضرت مولانا مفتی محمود رحمہ اللہ کو ایک مفصل عریضہ ارسال کیا تھا، جس میں ''قومی اتحاد'' کے اندر اہل تشیع کی شمولیت کے نقصانات بتاتے ہوئے کہا گیا تھا کہ ابھی چند سال قبل ''مجلس عمل تحفظ ختم نبوت'' میں روافض کے اشتراک کا خمیازہ ہم اب تک بھگت رہے ہیں کہ ان کو اس قدر سر اٹھانے کا موقع و جرأت مل گئی ہے کہ وہ کبھی جداگانہ نصاب تعلیم، کبھی مشترکہ دینیات، کبھی شیعہ ایجی ٹیشن، کبھی تبدیلی کلمہ اسلام اور کبھی ''محاذِ حُسینی'' کے نام سے ارباب حکومت اور سوادِ اعظم اہل سنت والجماعت کو مسلسل پریشان کیے ہوئے ہیں، اب آپ کا دوبارہ انہیں ''قومی اتحاد'' میں شامل کرنا خسارہ مزید کے سوا کچھ نہیں ہوگا۔ حضرت مولانا مفتی محمود رحمہ اللہ اپنی بے پناہ ملکی وملی اور دینی اشتغال کی بناء پر جب جوابی خط ارسال نہ فرما سکے تو قائد اہل سنت رحمہ اللہ نے اسے ''احتجاجی مکتوب'' کے عنوان سے ایک پمفلٹ کی صورت میں شائع کر کے ملک بھر میں تقسیم کروا دیا۔ ''احتجاجی مکتوب'' بھی ۱۹۷۷ء کے انتخابات سے پہلے پہلے چھپ کر خواص وعوام کے ہاتھوں میں پہنچ گیا تھا، اس کا متن بھی ملاحظہ کیجیے اور قائد اہل سنت رحمہ اللہ کی فکری تطہیر، استقامت و استقلال اور بالخصوص غیرتِ دین ونظریہ کے متعلق اپنے اپنے ظرف اور حوصلہ کے مطابق داد دیجیے۔

[1] تحفظ اسلام پارٹی کا انتخابی منشور/مطبوعہ جون ۱۹۷۷ء/چکوال/کل صفحات ۱۶۸/

احتجاجی مکتوب

بنام......مولانا مفتی محمود، صدر پاکستان قومی اتحاد

منجانب حضرت مولانا قاضی مظہر حسین صاحب بانی تحریک خدام اہل سنت پاکستان

شائع کردہ تحریک خدام اہل سنت چکوال ضلع جہلم پاکستان

یہ احتجاجی مکتوب جناب مولانا مفتی محمود صاحب صدر پاکستان قومی اتحاد کے نام ۱۰ ر ستمبر ۱۹۷۷ء مطابق ۲۵ ر رمضان المبارک ۱۳۹۷ھ کو بذریعہ ڈاک رجسٹرڈ ارسال کر دیا گیا تھا۔ لیکن تا حال کوئی جواب موصول نہیں ہوا۔ اور چونکہ ۱۸ ر اکتوبر کے مجوزہ الیکشن کے لیے پارٹیاں اور افراد اپنے اپنے منشور اور نظریات ملک و ملت کے سامنے پیش کر رہے ہیں اس لیے یہ مکتوب بھی شائع کیا جا رہا ہے تاکہ مسلمانان پاکستان اور خصوصاً سواد اعظم اہل سنت والجماعت پر ہمارا امتیازی ''سنی موقف'' بھی واضح ہو جائے۔ اور گو قبل ازیں تحریک خدام اہل سنت کی طرف سے میرا مرتّبہ ''تحفظ اسلام'' پارٹی کا انتخابی موقف بھی شائع ہو چکا ہے جس میں پاکستان کے دو بڑے سیاسی دھڑوں قومی اتحاد اور پیپلز پارٹی سے اپنے اختلافات کی ضروری وضاحت کر دی گئی ہے لیکن قومی اتحاد کی طرف سے شیعہ نصاب دینیات اور جلوس ماتم و تعزیہ وغیرہ کی منظوری کے بعد یہ ضروری سمجھا گیا کہ ان مسائل میں قومی اتحاد کے صدر مولانا مفتی محمود صاحب کو براہِ راست مخاطب بنا کر اسلامی اصول وعقائد اور شرعی دلائل و براہین کی روشنی میں ان کے فیصلہ پر واضح تنقید کی جائے۔ بھٹو حکومت کی خرابیوں کی وجہ سے جو لوگ بھٹو اقتدار کو بالکلیہ زائل کرنے کے لیے قومی اتحاد کا ساتھ دے رہے ہیں وہ ان نتائج کو بالکل نظر انداز کر رہے ہیں جو قومی اتحاد کے متوقع اقتدار کے بعد رونما ہو سکتے ہیں۔ صدر ایوب کے اقتدار کے زوال پر جس طرح عوام نے محض جذباتی سطح پر ذوالفقار علی بھٹو کو پاکستان کا نجات دہندہ قرار دینے میں غلطی کی تھی اسی طرح موجودہ بحران میں ان نو پارٹیوں کے اتحاد پر کلی اعتماد کر لینا بھی بعد میں خطرناک اور فتنہ انگیز ہو سکتا ہے۔ قومی اتحاد کے حامی ماہنامہ ''چلمن'' میں عورتوں کے حقوق کے بارے میں قومی اتحاد کے مرکزی رہنماؤں کے جو انٹرویو شائع ہوئے ہیں ان میں بھی واضح تضاد پایا جاتا ہے۔ قومی اتحاد کے صدر حضرت مفتی محمود صاحب تو فرماتے ہیں کہ بہر حال مخلوط تعلیم اور دفتروں اور کارخانوں میں عورت اور مرد کا اس انداز میں اکٹھے کام کرنا کہ اس سے غیر اخلاقی ماحول پیدا ہو سکے، اسلامی تعلیمات کے منافی ہے اور ہم ان لعنتوں کو ختم کر دیں گے۔ اور ائر مارشل اصغر خان کا بیان یہ ہے کہ:

''عمر کا ایک مرحلہ ایسا ہوتا ہے جس میں اگر خواتین کو تعلیم علیحدہ ہی دی جائے تو بہتر ہے۔ میری رائے میں عمر کا یہ نازک دور دس سے انیس سال کی عمر تک ہوتا ہے اس سے پہلے اور بعد میرے خیال میں مخلوط تعلیم میں کوئی حرج نہیں''۔

اور پردہ کے بارے میں لکھا ہے کہ سابق ائیر مارشل صاحب نے برقعے کے روایتی تصور کو ہندووانہ قرار دیتے ہوئے کہا: اسلام میں پردے سے مراد شرم وحیاء کا قائم رکھنا ہے جس کے لیے یہ با قاعدہ قسم کی شکل لازمی نہیں ہے۔ (ماہنامہ چلمن، لاہور، ص ۲۱، ستمبر ۱۹۷۷ء) بہرحال اس کا جواب تو قومی اتحاد کے ان علماء کو دینا چاہیے جن کے ہاں برقعے کا ہندوانہ پردہ رائج ہے اور ائیر مارشل صاحب کا یہ بھی عجیب وغریب فلسفہ ہے کہ ۱۹ سال کی عمر میں طلبہ وطالبات کا اکٹھا پڑھنا تو اچھا نہیں لیکن ۲۰/۲۱ سال اور اس کی بعد کی عمر میں ان کا باہمی اختلاط مضر نہیں۔ علاوہ ازیں قومی اتحاد کے اکثر زعماء تو یہ کہتے ہیں کہ پیپلز پارٹی سے مقابلہ سوشلزم اور اسلام کا مقابلہ ہے اور یہ گویا کہ کفر واسلام کا مقابلہ ہے۔ لیکن بانی جماعت اسلامی ابوالاعلیٰ مودودی صاحب کے متعلق لکھا ہے کہ:

''مولانا یہ کشمکش جو ہمارے ہاں بپا ہے کیا یہ کفر واسلام کی جنگ نہیں ہے؟ (یہ ایک نوجوان نے کہا): مولانا نے فرمایا: نہیں میں ایسا نہیں سمجھتا۔ اسے نیکی اور بدی کے درمیان کشمکش کہا جاسکتا ہے'' الخ (ہفت روزہ آئین لاہور ص ۳۳۔ ۳۱/اگست ۱۹۷۷ء)

اسی طرح شرعی سزاؤں کے نفاذ کے بارے میں بھی ان کے مرکزی لیڈروں میں اختلاف پایا جاتا ہے۔ لیکن سب سے زیادہ اہم ہمارا اعتراض قومی اتحاد پر یہ ہے کہ انہوں نے اپنے منشور میں حضرات خلفائے راشدین حضرت ابوبکر صدیق، حضرت عمر فاروق، حضرت عثمان ذوالنورین، حضرت علی المرتضیٰ اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو بالکل نظر انداز کر دیا ہے لیکن ان کے برعکس شیعہ علماء وزعماء اپنے مطالبات واضح طور پر اپنی شیعیت کی بناء پر پیش کر رہے ہیں اور دونوں سیاسی دھڑے انہیں راضی کرنے میں کوشاں ہیں۔ چنانچہ صرف ضلع ملتان اور جھنگ میں جن ۱۴ شیعہ امیدواروں کو ٹکٹ دیئے گئے ہیں ان میں سات قومی اتحاد اور سات ہی پیپلز پارٹی کی طرف سے ہیں جن کی تفصیل حسب ذیل ہے:

قومی اتحاد کی طرف سے جن کو ٹکٹ ملے ہیں: ① دیوان غلام عباس بخاری ملتان صوبائی اسمبلی (جماعت اسلامی)۔ ② ڈاکٹر سید خاور علی شاہ صاحب۔ ملتان صوبائی اسمبلی (جماعت اسلامی)۔ ③ سید محمد تقی شاہ جھنگ۔ صوبائی اسمبلی (جماعت اسلامی)۔ ④ خان ذوالفقار علی سیال جھنگ۔ صوبائی اسمبلی (جماعت اسلامی)۔ ⑤ سید ولایت حسین گردیزی ملتان۔ صوبائی اسمبلی (این ڈی پی)۔ ⑥ سیدہ

عابدہ حسین بیگم جھنگ قومی اسمبلی (این ڈی پی)۔⑦ مہر محمد عارف خان جھنگ۔قومی اسمبلی (این ڈی پی اور پیپلز پارٹی کی طرف سے شیعہ امیدوار حسب ذیل ہیں: ① سید عباس حسین گردیزی ملتان۔(قومی اسمبلی)۔ ② سید محمد رضی شاہ گردیزی ملتان۔صوبائی اسمبلی ③ نواب احمد بخش ملتان صوبائی اسمبلی ④ سردارزادہ ظفر عباس جھنگ،صوبائی اسمبلی ⑤ سید افتخار علی بخاری جھنگ (صوبائی اسمبلی)۔⑥ سید ذوالفقار علی بخاری جھنگ،قومی اسمبلی ⑦ سردارزادہ محمد علی شاہ جھنگ (قومی اسمبلی)۔(ہفت روزہ رضا کار لاہور ص۶،۸ ستمبر ۱۹۷۷ء)

لیکن شیعہ علماء اس پر بھی مطمئن نہیں ہیں اور ان کا اصلی مطالبہ یہ ہے کہ ان کو سواد اعظم کے بالکل مساوی حق دیا جائے۔ چنانچہ جنرل ضیاء الحق صاحب نے جب رمضان المبارک میں ریڈیو اور ٹی وی کے ذریعہ اہل سنت والجماعت کی اذان جاری کرائی۔ جو دور رسالت سے لے کر آج تک تمام ملت اسلامیہ کی متفقہ اذان ہے تو شیعوں نے یہ مطالبہ شروع کردیا کہ ٹی وی اور ریڈیو کے ذریعہ شیعہ اذان بھی نشر کی جائے اور اسلامی مشاورتی کونسل میں جب جنرل صاحب موصوف نے ایک شیعہ مجتہد مفتی جعفر حسین صاحب کو نامزد کیا تو شیعوں کی طرف سے اس کے خلاف احتجاج کیا گیا۔ چنانچہ رضا کار ۲۴ ستمبر ۱۹۷۷ء میں لکھا ہے کہ: شیعان پاکستان کو بجا طور پر یہ شکایت ہے کہ کونسل میں ان کی نمائندگی قطعاً ناکافی ہے۔ لہٰذا اصولاً کونسل میں دونوں عظیم اسلامی فرقوں کو مساوی نمائندگی ملنا چاہیے تھی لیکن بارہ ارکان کے ہاؤس میں صرف ایک شیعہ نمائندہ؟ شیعان پاکستان کے لیے یہ نمائندگی مایوس کن ہے لہٰذا ہم چیف مارشل لاء ایڈمنسٹریٹر محترم جنرل ضیاء الحق صاحب کی خدمت میں یہ گزارش کریں گے کہ وہ کونسل میں شیعوں کی مناسب و مؤثر نمائندگی کا انتظام فرما کر شیعان پاکستان کو مطمئن کریں، اور رضا کار کے اسی پرچہ میں مولانا مفتی محمود، مولانا شاہ احمد نورانی اور میاں طفیل محمد و دیگر قائدین قومی اتحاد سے استفسار کے تحت حسب ذیل امور میں ان سے واضح اور غیر مبہم الفاظ میں جواب کا مطالبہ کیا ہے کہ (۱) معتقدین فقہ حنفی اہل سنت اور معتقدین فقہ جعفری شیعہ اثنا عشریہ کا مشترکہ اسلامی پبلک لاء مساوانہ حقوق کی بنیادوں پر تیار کیا جائے گا اور اس میں فریقین کی فقہ کو مساوی اور برابر مقام دیا جائے گا۔ (۲) مشترکہ اسلامی پبلک لاء و اسلامی پرسنل لاء ہر دو تیار کرنے کے لیے اہل سنت و شیعہ اثنا عشریہ علماء کی ایک مشترکہ اسلامی کونسل قائم کی جائے گی جس میں فریقین کے علماء کو مساوی اور برابر نمائندگی کا حق دیا جائے گا۔(رضا کار ۲۴ ستمبر ۱۹۷۷ء)۔

اب پاکستان کے اہل سنت والجماعت خود ہی جائزہ لے لیں کہ کتنے سنی علمائے کرام نے اسی طرح مؤثر انداز میں قومی اتحاد سے خلافت راشدہ کی پیروی میں نظامِ شریعت اور نظام مصطفیٰ ﷺ کے قیام کا مطالبہ کیا ہے۔

صلائے عام ہے یاران نکتہ داں کے لیے

والسلام

خادم اہل سنت مظہر حسین غفرلہ

۱۵ر شوال المکرم ۱۳۹۷ھ

۳۰ر ستمبر ۱۹۷۷ء

بخدمت جناب مولانا مفتی محمود صاحب صدر پاکستان قومی اتحاد

السلام علیکم ورحمۃ اللہ!

اخباری اطلاعات سے معلوم ہوا ہے کہ آپ کی قیادت میں قومی اتحاد نے پاکستان شیعہ مطالبات کمیٹی کے صدر سید جمیل حسین صاحب رضوی ریٹائرڈ جج آف ہائی کورٹ کے پیش کردہ مطالبات کو تسلیم کرلیا ہے۔ جس کی بنا پر انہوں نے ۱۸ر اکتوبر ۱۹۷۷ء کے مجوزہ انتخابات میں قومی اتحاد کی حمایت کا اعلان کر دیا ہے۔ چنانچہ اس سلسلہ میں سید جمیل حسین رضوی کی پریس کانفرنس لاہور کی جو کارروائی شائع ہوئی ہے وہ حسب ذیل ہے:

''انہوں نے پاکستان قومی اتحاد کے نائب صدر نوابزادہ نصر اللہ خان کا وہ مراسلہ بھی پریس کانفرنس کو جاری کیا جو نوابزادہ صاحب نے قومی اتحاد کی مرکزی کونسل کی جانب سے کمیٹی کے صدر کو لکھا ہے اور ان کے تین بنیادی مطالبات تسلیم کر لیے ہیں۔ جن کا اعلان گزشتہ روز قومی اتحاد کے سیکرٹری جنرل پروفیسر عبدالغفور احمد نے کیا ہے۔ سید جمیل حسین رضوی نے کہا ہے کہ مسلم کانفرنس کے صدر سردار عبدالقیوم نے راولپنڈی میں ہمارے نمائندے آغا رضا علی سے جون میں اس سلسلے میں بات چیت کی تھی کہ شیعہ حضرات قومی اتحاد کی حمایت کریں بعد میں سردار عبدالقیوم خان مجھ سے ملے اور ہمارے مطالبات سے اتفاق کیا۔ گزشتہ دنوں میں نوابزادہ نصر اللہ خان سے ملا اور انہیں اپنے مطالبات سے آگاہ کیا اور پھر انہیں ایک مراسلہ ارسال کیا تھا کہ وہ قومی اتحاد کی مرکزی کونسل میں ہمارے مطالبات پیش کریں۔ انہوں نے

کہا کہ قومی اتحاد نے ہمارے تین مطالبات تسلیم کر لیے ہیں۔ اول یہ کہ تعلیمی اداروں میں شیعہ اور سنی طلبہ کو اپنی اپنی دینیات پڑھائی جائیں گی۔ دوم۔ عزاداری سے متعلق مروجہ قانون کے تحت جو حقوق شیعہ حضرات کو حاصل ہیں، ان میں کسی طرح کی کمی وبیشی نہیں کی جائے گی۔ اور سوم یہ کہ شیعہ سنی اوقاف بورڈ الگ الگ بنائے جائیں گے۔ (نوائے وقت راولپنڈی ۱۴/اگست ۱۹۷۷ء) اور نوائے وقت کا یہی بیان شیعہ ہفت روزہ رضا کار لاہور ۲۴/اگست ۱۹۷۷ء میں بھی شائع ہو چکا ہے۔ علاوہ ازیں مرکزی کونسل کے اس فیصلہ سے پہلے آپ نے ذاتی حیثیت سے بھی یہ مطالبات تسلیم کر لیے تھے۔ چنانچہ مرکز المسلمین کے صدر مرتضیٰ پویا شیعہ کی طرف سے دیئے گئے استقبالیہ میں آپ کی جو تقریر شائع ہوئی ہے اس میں لکھا ہے کہ: پاکستان قومی اتحاد کے صدر مولانا مفتی محمود نے کہا ہے کہ اتحاد کی مرکزی کونسل شیعہ علماء کے خطوط پر آج غور کرے گی اور کل تک اس کا جواب بھیج دیا جائے گا ذاتی طور پر مجھے ان میں پیش کردہ تینوں مطالبات سے اتفاق ہے کونسل بھی منظور کر لے گی۔'' (نوائے وقت راولپنڈی ۱۱/اگست ۱۹۷۷ء)

شیعہ مطالبات کے سلسلے میں عرض یہ ہے کہ ان مسائل کا تعلق سیاست سے نہیں مذہب سے ہے۔ اور مذکورہ مطالبات میں سے پہلے دو کی منظوری شرعاً محل اعتراض ہے جس کی وجوہ حسب ذیل ہیں:

مسئلہ ماتم وتعزیہ: عزاداری سے مراد مروجہ افعال ماتم سینہ کوبی وغیرہ اور جلوس تعزیہ و ذوالجناح ہیں۔ جو اسلامی شریعت کی رو سے بالکل ناجائز ہیں: (۱) صحیح بخاری ومسلم دونوں میں یہ حدیث منقول ہے:

عن عبداللہ بن مسعود قال قال رسول اللہ ﷺ لیس منا من ضرب الخدود وشق الجیوب ودعا بدعوی الجاھلیۃ۔

''حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ وہ شخص ہم میں سے نہیں ہے جو رخسار پیٹتا ہے۔ گریبان پھاڑتا ہے اور زمانہ جاہلیت کی طرح پکارتا چلا تا ہے۔

شارح بخاری حافظ ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ نوحہ وغیرہ کی احادیث نقل کرنے کے بعد فرماتے ہیں کہ:

اخذ ائمتنا من ھذہ الاحادیث تحریم النوح وتعدید محاسن المیت بنحو واکھفاہ مع رفع الصوت والبکاء وتحریم ضرب الخدو شق الجیب ونشر الشعر وحلقہ ونتفہ وتسوید الوجہ والقاء التراب علی الرأس

والدعاء بالویل والثبور۔ (بحوالہ مرقاۃ شرح مشکوٰۃ جلد رابع)

یعنی ہمارے ائمہ نے ان احادیث سے ثابت کیا ہے کہ نوحہ اور میت کی خوبیاں گنوانا مثلاً بلند آواز سے رو رو کر **واکھفا** کہنا حرام ہے۔'' اور رخسار پیٹنا''۔ گریبان چاک کرنا۔ بال بکھیرنا، بال مونڈنا، بال اکھاڑنا، منہ کالا کرنا، سر پر خاک ڈالنا اور ویل اور ہلاکت پکارنا وغیرہ افعال بھی حرام ہیں۔

علاوہ ازیں شیعہ مذہب کی احادیث سے بھی ان افعال ماتم کی حرمت ثابت ہوتی ہے۔ چنانچہ مشہور مفسر مولوی مقبول احمد نے سورۃ الممتحنہ کی آیت **وَلَا يَعْصِينَكَ فِي مَعْرُوفٍ** (جو فتح مکہ کے موقع پر نازل ہوئی تھی) کی تفسیر میں لکھا ہے کہ: ام حکیم بنت حارث بن ہشام نے جو عکرمہ بن ابی جہل کے نکاح میں تھیں یہ عرض کیا وہ نیکی جس کے بارے میں خدا تعالیٰ نے حکم دیا ہے کہ ہم اس میں آپ کی نافرمانی نہ کریں، وہ کیا ہے؟ فرمایا یہ ہے کہ تم اپنے رخساروں پر طمانچے نہ مارو۔ اپنے منہ نہ نوچو اپنے بال نہ کھولو۔ اپنے گریبان چاک نہ کرو۔ اپنے کپڑے کالے نہ رنگو اور ہائے وائے کر کے نہ روؤ۔ پس آنحضرت ﷺ نے انہی باتوں پر جو آیت وحدیث میں مذکور ہیں بیعت لینی چاہی۔ (ترجمہ مقبول مطبوعہ استقلال پریس لاہور) اور یہی حدیث مذہب شیعہ کی اصح الکتب فروع کافی جلد دوم اور قدیم ترین تفسیر قمی میں بھی منقول ہے تو جب سنی اور شیعہ دونوں کی مستند احادیث سے مذکورہ افعال ماتم کا ممنوع ہونا ثابت ہے تو پھر آپ نے کس شرعی سند کی بناء پر مروجہ ماتم وتعزیہ وغیرہ کی اجازت دیدی ہے؟ اسلامی حکومت اور نظام مصطفیٰ کے قیام کا مقصد تو یہ ہے کہ شرعی اوامر کی پابندی کرائی جائے اور منکرات شرعیہ سے لوگوں کو بزور اقتدار روکا جائے نہ یہ کہ کسی سیاسی وقتی فائدہ کے لیے ان کی تائید وحمایت کی جائے؟

① سابقہ حکومتوں کے دور میں آپ نے خود بھی مروجہ ماتم کے خلاف قراردادیں پاس کی ہیں۔ چنانچہ ایوبی اقتدار کے دور میں متحدہ اسلامی محاذ کے بورڈ کی تشکیل کے لیے آپ نے جو اجلاس جون ۱۹۶۳ء میں بلایا تھا اس کی کارروائی حسب ذیل ہے:

حضرت مولانا مفتی محمود صاحب رکن قومی اسمبلی کی دعوت پر مغربی پاکستان کی چھ مذہبی جماعتوں (۱) جمعیت علمائے اسلام (۲) احرار اسلام (۳) تنظیم اہل سنت (۴) مجلس ختم نبوت (۵) انجمن اشاعت توحید وسنت (۶) حزب اللہ کا اجتماع شیرانوالہ دروازہ (لاہور) میں ۱۵۔۱۶/جون کو زیر صدارت مولانا عبداللہ درخواستی منعقد ہوا۔ جس میں مختلف جماعتوں

کے چند ارکان پر مشتمل ایک بورڈ بنایا گیا۔ بورڈ میں مندرجہ ذیل ممبران شامل کئے گئے:
حضرت مولانا مفتی محمود صاحب ممبر قومی اسمبلی، حضرت مولانا غلام غوث صاحب ہزاروی ممبر صوبائی اسمبلی، محترم جناب شیخ حسام الدین صاحب، صدر احرار اسلام، محترم آغا عبدالکریم صاحب شورش (حزب اللہ) محترم ماسٹر تاج الدین صاحب انصاری، نظامت کے فرائض محترم شیخ حسام الدین صاحب انجام دیں گے۔ یہ بورڈ تمام مذہبی جماعتوں کے اسلامی متحدہ محاذ کی تشکیل پر ذمہ دار حضرات سے تبادلہ خیال کرے گا۔ اس اجلاس میں شیعہ سنی فسادات کے بارے میں مندرجہ ذیل تجویز اتفاق رائے سے منظور ہوئی۔

مغربی پاکستان کی مذہبی جماعتوں کے نمائندوں کا یہ نمائندہ اجلاس محرم کے شیعہ سنی ملک گیر فسادات کو انتہائی تشویشناک تصور کرتا ہے اور ان فسادات کے تسلسل کو وطن عزیز کے مستقبل کے لیے زبردست خطرہ قرار دیتا ہے جس سے ہمارے دشمن فائدہ اٹھا سکتے ہیں۔ یہ اجلاس حکومت سے مطالبہ کرتا ہے کہ ہر سال انسانی جانوں کی ہلاکت سے بچانے اور ملک میں مستقل امن قائم کرنے کی خاطر تمام فرقوں کو سختی سے پابند کیا جائے کہ وہ جلوسوں کو پھرانے کی بجائے اپنی مذہبی رسوم، اپنی مساجد، امام باڑوں اور اپنے مخصوص علاقوں تک محدود رکھیں۔ جب تک حکومت ایسا مضبوط اور جرأت مندانہ اقدام نہ کرے گی ملک بدامنی کے خطرات سے محفوظ نہیں ہو سکتا۔ (ہفت روزہ ترجمان اسلام لاہور ۲۱ رجون ۱۹۶۳ء، ۲۸ رمحرم ۱۳۸۳ھ)۔

③ انہی ایام میں مولانا عبیداللہ صاحب انور نائب امیر جمعیت علمائے اسلام مغربی پاکستان کی طرف سے ۱۶ صفحات کا ایک پمفلٹ بعنوان ''فسادات محرم کے اندوہناک واقعات پر ایک مخلصانہ اور دردمندانہ نظر'' شائع ہوا۔ جس میں حکومت سے یہ مطالبہ کیا گیا تھا کہ: ہر فرقہ کو پابند کیا جائے کہ وہ اپنے مذہبی رسوم اپنی مساجد، اپنے امام باڑوں اور اپنی مخصوص آبادی میں ادا کرے۔ اس کو کسی طرح یہ اجازت نہ ہو کہ وہ دوسرے فرقے کی آبادی میں اپنے جلوس نکالے۔ ہم جمعیت علمائے اسلام مغربی پاکستان کی اس تجویز کی قدر کرتے ہیں جو اس نے ۹ رجون ۱۹۶۳ء کو اس نوعیت کی پاس کر کے حکام کو بھیجی ہے۔ ہم اس تجویز کی تائید کرتے ہیں اور حکومت سے درخواست کرتے ہیں کہ وہ ٹھنڈے دل سے ہماری ان گزارشات پر غور کرے۔ قطعی اور ٹھوس تجاویز کے بغیر عام مسلمان امن یا اتحاد کے خالی نعروں سے تنگ آ گئے ہیں۔ (مذکورہ پمفلٹ ص ۱۱)

④ بھٹو دورِ حکومت میں بتاریخ ۳۰ ستمبر ۱۹۷۲ء کراچی میں کوثر نیازی کمیٹی نے اپنے اجلاس میں جب حکومت کو یہ سفارشی قرارداد پیش کی تھی کہ سرکاری اسکولوں میں سنی شیعہ مشترکہ نصاب دینیات نافذ کیا جائے تو اس کے خلاف مسلمانانِ اہل سنت والجماعت نے شدید احتجاج کیا تھا اسی سلسلہ میں تحریک خدام اہل سنت کی جدوجہد سے ۶۴ صفحات کی ایک جامع مطبوعہ دستاویز بعنوان ''سوادِ اعظم کے ملکی وملی حقوق کے تحفظ کے لیے اہم سنی مطالبات'' سابق وزیر اعظم ذوالفقار علی بھٹو کو ارسال کی گئی تھی۔ اس دستاویز پر چاروں صوبوں کے علماء اور زعماء وغیرہ کے دستخط تھے جن میں قومی اسمبلی کے سات علماء ارکان کے بھی دستخط ثبت تھے۔ ان سنی مطالبات میں پہلا مطالبہ شیعہ نصاب دینیات کے خلاف تھا اور دوسرا مطالبہ ماتمی رسوم سے متعلق یہ تھا کہ شیعہ اقلیتی فرقہ کے ماتمی جلوس پر پابندی لگا دی جائے اور ان کے مخصوص مذہبی رسوم وشعائر کی ادائیگی کو ان کے امام باڑوں اور ان کی عبادت گاہوں میں محدود کر دیا جائے۔ مروجہ ماتمی جلوس سوادِ اعظم اہل سنت کے عقیدہ کے تحت ناجائز اور حرام ہیں۔ لہٰذا اقلیتی فرقہ کو یہ حق نہیں ملنا چاہیے کہ ان کے ایسے مذہبی رسوم ومظاہر جو سنی سوادِ اعظم کے نزدیک ناجائز ہیں۔ اہل سنت کے گھروں کے سامنے ان کی مساجد اور ان کے دینی مدارس کے سامنے ان کے گلی کوچوں میں ادا کیے جائیں''۔

جناب مفتی صاحب فرمایئے! آپ نے سوادِ اعظم کے اس ملک گیر مطالبے کو بالکل نظر انداز کر کے شیعہ مطالبات کمیٹی کے مطالبات کو بلاتوقف تسلیم کر لیا ہے۔ یہ اسلامی جمہوریت کی کونسی قسم ہے؟ آپ نے اپنی سابقہ قراردادوں کے خلاف شیعہ مطالبات تسلیم کر لیے ہیں۔ کیا ایوبی اقتدار اور بھٹو حکومت میں یہ جلوس ماتم وتعزیہ شرعاً ناجائز تھے۔ اور اب وہی افعال قومی اتحاد کی متوقع حکومت کے پیش نظر نظامِ مصطفیٰ ﷺ کے تحت جائز ہو گئے ہیں؟ کیا آپ نے مودودی حکمت عملی کا یہ نظریہ اختیار کر لیا ہے کہ وقتی تقاضوں کے تحت حرام کو حلال اور حلال کو حرام قرار دیا جا سکتا ہے اور توحید ورسالت کے علاوہ اسلام کے دوسرے اصولوں میں تبدیلی کی جا سکتی ہے؟ (ملاحظہ ہو ماہنامہ ترجمان القرآن مئی ۱۹۵۸ء بحوالہ دسمبر ۱۹۵۶ء ص ۵۰)۔ ابوالاعلیٰ مودودی صاحب کی اسی نظریہ حکمت عملی کے اظہار کی بناء پر مولانا امین احسن صاحب اصلاحی نے (جو مودودی جماعت کی ابتدائی تشکیل میں شریک تھے) جماعت سے استعفیٰ دیدیا تھا اور مودودی صاحب کے مذہب کے متعلق یہ واضح کر دیا تھا کہ:

''اس تبدیلی نے انہیں فکری اور عملی دونوں اعتبارات سے اس قدر بدل دیا کہ بالآخر آہستہ آہستہ

وہ ہر اس سوراخ میں خود گھسے جس سے دوسروں کو نکالنے کے لیے انہوں نے خدائی فوجدار بن کر قلم کا ڈنڈا چلایا تھا۔ جن چیزوں کو انہوں نے پورے زور اور قوت کے ساتھ حرام کہا تھا ان کو حلال کہا اور جن اصولوں کو مذہب قرار دیا تھا ان کو خود توڑا۔'' (الفرقان لکھنو، مئی ۱۹۵۹ء)

شیعہ نصاب دینیات کا قضیہ: آپ نے بلا تامل جداگانہ شیعہ نصابِ دینیات کا مطالبہ بھی تسلیم کر لیا ہے حالانکہ ۳۰ ستمبر ۱۹۷۲ء کی کوثر نیازی کمیٹی نے جب سنی شیعہ مشترکہ نصاب دینیات کی تجویز پاس کی تھی تو اس کے ردعمل میں ہی سواد اعظم کی طرف سے سنی مطالبات پیش کئے گئے تھے۔ جن میں مطالبہ نمبر ایک شیعہ نصاب کے متعلق ہی تھا۔ اس سنی دستاویز میں یہ مطالبہ تھا کہ:

☆ سرکاری یا نیم سرکاری تعلیمی اداروں کے نصاب دینیات میں صرف سنی عقائد و احکام پر مشتمل دینیات کی تعلیم نافذ کی جائے جو بحیثیت اکثریت ان کا اسلامی اور جمہوری حق ہے اور جو دوسرے جمہوری ممالک کے مروجہ دساتیر اور تعامل سے بھی ظاہر ہے...... اور خصوصاً اپنے پڑوسی ملک ایران کے نصاب تعلیم کی مثال بھی ہمارے لیے زبردست حجت ہے کیونکہ وہاں حکومت کی طرف سے سرکاری تعلیمی اداروں میں صرف فرقہ اثنا عشریہ کی دینیات کی تعلیم کا انتظام ہے۔ سنی دینیات کو نصابِ تعلیم میں شامل نہیں کیا جاتا۔ لہٰذا پاکستان کے تعلیمی نصاب میں بھی صرف سنی اکثریت کی دینیات کا نفاذ ہونا چاہیے نہ یہ کہ شیعہ اقلیت کو سنی اکثریت کے مساوی درجہ دے دیا جائے۔

☆ سنی شیعہ مشترکہ نصاب ہو یا جداگانہ، اس کا نتیجہ یہ نکلے گا کہ سرکاری تعلیمی اداروں میں متضاد و متخالف عقائد و نظریات کی تعلیم کی بنا پر سنی و شیعہ طلبہ میں مباحث کا سلسلہ شروع ہو جائے گا جس سے اساتذہ بھی متاثر ہوں گے اور تعلیمی انتظام میں انتشار پیدا ہو کر فرقہ وارانہ فساد و منافرت کا باعث بن جائے گا۔

☆ اگر شیعہ اقلیتی فرقہ کی دینیات کو کسی صورت میں بھی داخل نصاب ہونے کا حق دیا جائے تو اس کے بعد مرزائی و عیسائی اور ہنود تک مذہبی اقلیتوں کو بھی ان کی دینیات کو داخل نصاب کرنے کا حق دینا پڑے گا جس کی وجہ سے خود حکومت سخت مشکلات میں مبتلا ہو جائے گی۔

مذکورہ مطبوعہ سنی مطالبات کی دستاویز پر تقریباً ایک ہزار علماء و فضلاء کے دستخط ہیں۔ جن میں حسب ذیل قومی اسمبلی کے سات علماء ارکان ہیں: ① مولانا عبدالحق صاحب شیخ الحدیث دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک (پشاور)۔ ② مولانا غلام غوث صاحب ہزاروی (جمعیت علمائے اسلام)۔ ③ مولانا شاہ

احمد صاحب نورانی (صدر) جمعیت علمائے پاکستان۔ ④ مولانا عبدالحکیم صاحب (جمعیت علمائے اسلام راولپنڈی)۔ ⑤ مولانا صدر الشہید صاحب (جمعیت علمائے اسلام بنوں)۔ ⑥ مولانا نعمت اللہ صاحب (جمعیت علمائے اسلام کوہاٹ)۔ ⑦ مولانا عبدالحق صاحب (جمعیت علمائے اسلام بلوچستان) ان کے علاوہ حسب ذیل مذہبی جماعتوں کے سربراہوں اور ذمہ دار حضرات کے دستخط بھی اس دستاویز پر ثبت ہیں: تحریک خدام اہل سنت، تنظیم اہل سنت (صدر مولانا عبدالستار صاحب تونسوی)۔ جمعیت علمائے اسلام، جمعیت علمائے پاکستان، مجلس تحفظ ختم نبوت۔ مجلس احرار اسلام انجمن تحفظ حقوق اہل سنت۔ پاکستان سنی پارٹی۔ جمعیت اہل حدیث وغیرہ۔

② حضرت مولانا محمد یوسف صاحب بنوری شیخ الحدیث کراچی وصدر مجلس تحفظ ختم نبوت پاکستان نے شیعہ نصاب دینیات کی تجویز کے خلاف یہ لکھا تھا کہ:

> ''ان دنوں سرکاری مدارس میں شیعہ حضرات کے لیے نصاب کی علیحدگی کی جو تجویز زیر غور ہے وہ سراسر سیاسی مصالح کے خلاف ہے۔ شیعہ حضرات کو اس مطالبہ سے پہلے اپنا موقف متعین کرنا چاہیے۔ اگر ان کا خیال ہے کہ چونکہ وہ حضرات شیخین ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اور عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی تکفیر پر متفق ہیں۔ وہ تمام صحابہ کو باستثناء تین یا پانچ کافر سمجھتے ہیں...... وہ متعہ کو جزو ایمان سمجھتے ہیں۔ وہ تقیہ کو مدارِ اسلام خیال کرتے ہیں وغیرہ وغیرہ۔ اس لیے ان معروف عقائد کے ہوتے ہوئے ان کو مسلمان نہ سمجھا جائے تو بہت پہلے سے اس کی ضرورت تھی کہ وہ اس قسم کا اعلان کرتے تاکہ موجودہ اہل تشیع کو اسلامی فرقہ نہ سمجھا جاتا اور ان کو ایک مستقل اقلیت شمار کیا جاتا...... اس تجویز سے منافرت اور بڑھ جائے گی۔ اختلافات زیادہ ہو جائیں گے۔ ہوسکتا ہے کہ یہ اختلافات ایسی صورت اختیار کرلیں کہ حکومت کے لیے ہمیشہ کا دردسر ثابت ہوں۔ بہرحال جہاں اتحاد واتفاق کی ضرورت ہے وہاں اشتعال وافتراق کو پیدا کرنا یہ کہاں کی سیاست ہے؟ دراصل اس قسم کی تمام تجویزیں اور مصلحتیں صاف وصریح اس امر کی دلیل ہیں کہ حکومت کا سرکاری مذہب اسلام نہیں بلکہ وہ عملاً غیر مذہبی حکومت ہے۔ بہرحال کہنا یہ ہے کہ علیحدگی نصاب کی تجویز اس کے مترادف ہے کہ فرقہ شیعہ مسلمانوں کا فرقہ نہیں اور اس تجویز سے جو مفاسد پیدا ہوں گے اس کے عواقب ونتائج خطرناک نکلیں گے''۔ (ماہنامہ ''میثاق''، رمضان المبارک ۱۳۹۲ھ)

③ ماہنامہ الحق اکوڑہ خٹک جمعیت علمائے اسلام کا نقیب ہے۔اس میں مولانا سمیع الحق صاحب ایڈیٹر ''الحق'' نے شیعہ نصاب دینیات کی تجویز کے خلاف ایک مفصل مضمون لکھا تھا جو بعد میں پمفلٹ کی صورت میں بھی شائع کر دیا گیا تھا۔اور بعض اور علماء کے بھی تردیدی مضامین شائع ہوئے۔

④ باوجود سوادِ اعظم کے ملک گیر احتجاجات کے بھٹو حکومت نے ۱۹۷۴ء میں شیعہ نصاب دینیات نافذ کرنے کا اعلان کر دیا تھا۔ چنانچہ ۱۳/اکتوبر ۱۹۷۴ء کو لاہور میں ایک اجلاس منعقد ہوا جس میں حکومت کی طرف سے وزیر تعلیم مسٹر عبدالحفیظ پیرزادہ اور وزیر تجارت مسٹر رفیع رضاء اور حسب ذیل شیعہ تنظیموں کے ۱۶ نمائندے شریک ہوئے ہیں: (۱) شیعہ مطالبات کمیٹی (۲) مجلس عمل علمائے شیعہ (۳) شیعہ کانفرنس (۴) ادارہ تحفظ حقوق شیعہ، ان شیعہ زعماء میں نواب مظفر علی قزلباش، سید جمیل حسین رضوی، مرزا علامہ یوسف حسین، مولوی نجم الحسن کراروی، مولوی اظہر حسین زیدی اور مسٹر مظفر علی شمسی بھی تھے[۱]۔

تحریکِ نظامِ مصطفیٰ ﷺ اور قائد اہل سنت رحمہ اللہ کا موقف

''قومی اتحاد'' کے بعد جب ذوالفقار علی بھٹو کا تختہ الٹنے کے لیے ''تحریکِ نظام مصطفیٰ ﷺ'' کے نام سے ایک ملک گیر تحریک چلائی گئی تو اس میں سوائے پاکستان پیپلز پارٹی کے سبھی سیاسی اور مذہبی جماعتوں کے لوگ شامل تھے۔اس تحریک کو کچلنے کے لیے بھٹو حکومت نے اپنے تمام تر وسائل بروئے کار لا کر ظلم و ستم کے وہ پہاڑ ڈھائے کہ الامان! اس داستانِ ظلم و ستم کو پڑھنے کے لیے بھی بڑا دل، گردہ چاہیے۔اُس زمانہ میں روزنامہ ''خبریں'' کے چیف ایڈیٹر ضیاء شاہد ایک ہفت روزہ ''صحافت'' نکالا کرتے تھے (روزنامہ ''خبریں'' بہت بعد میں جاری ہوا) جس میں اسسٹنٹ ایڈیٹر اختر کاشمیری اور خواجہ صباح وغیرہ چیف رپورٹر کے فرائض سرانجام دیتے تھے۔اس ''ہفت روزہ صحافت'' نے ''تحریک نظامِ مصطفیٰ ﷺ نمبر'' نکالا تھا جس میں اس تحریک کے آغاز و شباب سے لے کر اختتام و زوال تک کافی کچھ جمع کر دیا گیا تھا، اس کے بعض مضامین بہت اہم اور معلوماتی ہیں اور متذکرہ رسالہ اس وقت ہمارے سامنے دھرا ہے مگر افسوس کہ خدشۂ طوالت کے باعث ہم فی الحال اس کے نام کے تذکرہ پر ہی اکتفاء کرتے ہیں۔اضافی معلومات کے لیے ذوالفقار علی بھٹو کی وہ دو کتابیں بہت اہم ہیں جو انہوں جیل کی

[۱] مظہر حسین، قاضی، حضرت مولانا/احتجاجی مکتوب بنام مولانا مفتی محمودؒ مطبوعہ، ستمبر ۱۹۷۷ء/تحریک خدام اہل سنت، چکوال

سلاخوں کے پیچھے بیٹھ کر خود نوشت کے طور پر لکھی تھیں، یہ نادر و نایاب دو کتابیں بھی تحریک نظام مصطفیٰ ﷺ کے خدوخال واضح کرنے کے لیے بہرحال فریق مخالف کے ایک موقف کے طور پر لائق مطالعہ ہیں۔ان کے نام یہ ہیں:

① میرا پاکستان، ذوالفقار علی بھٹو کی آخری تحریر

② میرے قتل کے بعد، تاریخی خود نوشت

یہ دونوں کتابیں شالیمار آفسٹ پریس کوچہ چیلان نئی دہلی کی مطبوعہ ہیں۔آمدم برسرِ مطلب، قائد اہل سنت رحمہ اللہ نے ۱۹۷۰ء کی دہائی میں تیسری بار یہ احتجاج کیا کہ اولاً ۱۹۷۴ء میں بنائی گئی ''مجلس عمل'' میں، ثانیاً قومی اتحاد میں اور اب ثالثاً ''تحریک نظامِ مصطفیٰ ﷺ'' میں اہل تشیع کا اشتراک بالکل ناقابل برداشت ہے۔اور یہ سراسر اہل السنۃ والجماعۃ کے ساتھ زیادتی ہے کہ ہم سب کچھ جانتے بوجھتے ہوئے بھی انہیں اندھیرے میں رکھتے ہیں اور ایک خالص سیاسی اتحاد کو مقدس و بابرکت نام دے کر حکومتوں کا دھڑن تختہ کرتے ہوئے اہل تشیع کی بیساکھیوں کا استعمال اور احتیاج سنی قوم کا گلہ گھونٹنے کے مترادف ہے۔چنانچہ آپ نے اپنی جماعت کو تحریک نظام مصطفیٰ ﷺ سے بالکل کنارے پر رکھا اور آپ نے اس کی کھلم کھلا مخالفت اگر نہ کی تو حمایت و موافقت کا بھی کوئی سوال نہ تھا۔کیونکہ اس میں سنی، شیعہ کے نعرے بھی لگائے جاتے تھے اور وہ شیعہ جنہیں زندگی بھر کبھی اہل سنت نے اپنے مذہبی مراکز و مساجد میں گھسنے نہ دیا تھا، اب وہ ان نعروں کی گونج میں اہل سنت مراکز میں آ کر تقاریر کر رہے تھے اور دوسری جانب مودودی صاحب کی جماعت اسلامی کو بھی تندور میں اپنے نان لگانے کا موقع مل گیا تھا۔اور وہ اپنے حالات سازگار بنانے کے لیے متفکر تھے۔انہی دنوں چکوال میں ایک اہم واقعہ پیش آیا، چنانچہ قائد اہل سنت رحمہ اللہ کے ایک جانثار کارکن اپنی یادداشت یوں تازہ کرتے ہیں کہ مولانا پیر غلام حبیب صاحب رحمہ اللہ کے مدرسہ دارالعلوم حنفیہ چکوال میں جلسہ کے موقع پر حضرت مولانا منظور احمد چنیوٹی رحمہ اللہ ماہِ محرم الحرام میں تشریف لائے تو انہوں نے اپنے تقریر میں اہل تشیع کے خلاف سخت لب و لہجہ استعمال فرمایا، اور شیعہ، سنی اختلافی امور کو بھی تفصیل کے ساتھ بیان کیا، اس کے چند روز بعد امام بارگاہ مہاجرین میں اہل تشیع کی ایک مجلس میں مولانا نسیم عباس نے خطاب کیا اور انہوں نے مولانا چنیوٹی مرحوم کی تقریر کا رد کرتے ہوئے کہا کہ آج ہمیں اپنی تقریروں میں کافر ثابت کیا جا رہا ہے لیکن کچھ دن قبل کی بات کہ ان

کے قائد مولانا مفتی محمود صاحب اور میں بھکر میں ایک ہی سٹیج پر بیٹھے تھے اور شیعہ سنی بھائی بھائی کے نعرے لگ رہے تھے، میں نے اپنی تقریر کے دوران تین مرتبہ مولانا مفتی محمود صاحب سے پوچھا کہ سنی، شیعہ بھائی بھائی ہیں ناں؟ تو انہوں نے اثبات میں جواب دیا، تو حضرت اقدس رحمہ اللہ (قائد اہل سنت) نے یہ واقعہ لوگوں کو سنا کر عبرت دلائی کہ الحمد للہ خدام کے علاوہ کوئی بھی اس کا جواب نہیں دے سکتا ہم ان نقصانات سے پہلے سبھی کو آگاہ کر رہے تھے۔ لیکن کوئی بھی ہمارے تحفظات کو دور کرنے اور ہماری رائے سے اتفاق کرنے کو تیار نہ تھا اب وہ حضرات اس سلسلہ میں انہیں جواب دیں[1]۔

ان حالات کی بناء پر قائد اہل سنت رحمہ اللہ نے جہاں تک بس چلتا تھا اپنی تحریک اور حلقہ متوسلین کو آگ و بارود میں جھلسنے سے بچانے کی پوری سعی کی۔ آپ رحمہ اللہ کا زندگی بھر یہ امتیاز رہا کہ آپ نے محض فکری و نظریاتی طور پر محنت کرتے ہوئے اپنی خداداد صلاحیتوں کا استعمال کیا، اور وقتی و سیاسی اتحاد، کہ جو ہوا کے بگولوں کی طرح اٹھتے ہیں اور پھر آناً فاناً غائب بھی ہو جاتے ہیں، میں شرکت کر کے اپنی توانائیوں کو بے مصرف خرچ نہیں کیا، یہ قائد اہل سنت رحمہ اللہ کا مزاج اور پالیسی تھی، سنجیدہ اور متین طبقہ اگر شعوری دلائل کی روشنی میں تادب و تعظیم کے ساتھ قائد اہل سنت رحمہ اللہ کے اس طرزِ عمل سے اختلاف رکھتا ہے تو اسے یہ اخلاقی حق پہنچتا ہے، بشرطیکہ قرینے سے اختلاف کیا جائے، محض الزام اور مخالفت نہیں!۔

[1] نثار احمد معاویہ/حسین یادیں/دسمبر ۲۰۱۳ء، ناشر دار الامین لاہور/صفحہ ۲۰۹/۲۱۰۔

❀ مسئلہ فسق یزید اور
مولانا سیّد عبدُ المجید ندیم شاہ رحمہ اللہ (بانی تحفظ حقوقِ اہل سنت)
کی فکری اصلاح

❀ متحدہ سُنی محاذ اور قائد اہل سنت رحمہ اللہ
کی معتدل پالیسی

رہے نہ ایبک و غوری کے معرکے باقی
ہمیشہ تازہ و شیریں ہے نغمۂ خسرو

قائد اہل سنت کا اصلاحی عمل اور مولانا عبدالمجید ندیم

مولانا سید عبدالمجید ندیم شاہ رحمہ اللہ کا نام محتاجِ تعارف نہیں ہے، میدانِ خطابت میں اپنے منفرد اسلوب بیان کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے انہیں ایک مقام بخشا تھا اور پاکستان کے چاروں صوبوں سمیت بیرونِ ممالک میں بھی ان کے سامعین ان کی تقریروں پر سر دُھنتے تھے۔ شاہ صاحب رحمہ اللہ نے ایک طویل عرصہ تک منبر ومحراب کو زینت بخشی، ان کی تلاوت قرآنِ مجید سے وطن عزیز کے در و دیوار مہک اٹھتے تھے اور بلاشبہ وہ اپنی خطابت کے فن میں یکہ تاز تھے۔ مولانا عبدالمجید ندیم شاہ رحمہ اللہ اوّلاً تنظیم اہل سنت کے سرگرم مبلغین میں شمار ہوتے تھے، مگر ''مشترکہ نصاب تعلیم'' (جس کی مفصل کارگزاری ہم قلمبند کرآئے ہیں) کے مسئلہ پر جب حضرت مولانا سید نورالحسن شاہ بخاری رحمہ اللہ نے دستخط کردیئے تھے تو تنظیم منقسم ہوگئی تھی اور اختلافات نے اس قدر عروج پکڑا کہ ایک بڑا گروہِ علماء تنظیم اہل سنت سے الگ ہوگیا۔ چنانچہ الگ ہونے والے حضرات نے ''تحفظ حقوقِ اہل سنت پاکستان'' کے نام سے اپنی الگ جماعت بنالی جس میں بانی و ناظم اعلیٰ مولانا عبدالمجید ندیم شاہ رحمہ اللہ اور نائب ناظم اعلیٰ حضرت مولانا عبدالشکور دین پوری رحمہ اللہ تھے۔ بعد ازاں یہ دو حضرات بھی آپس میں اختلاف رائے کی بنیاد پر الگ ہوگئے تو مولانا عبدالشکور دین پوری رحمہ اللہ نے ''مجلسِ علماءِ اہل سنت'' قائم کرلی جس کا مرکزی دفتر کافی عرصہ تک ملتان میں التمش روڈ، گجر کھڈہ میں قائم رہا اور مولانا عبدالغفور حقانی شجاعبادی اس کے مرکزی ناظم اعلیٰ رہے۔ مولانا عبدالمجید ندیم شاہ رحمہ اللہ کا اپنے رفقاء کے ساتھ جو تنظیم اہل سنت کے ساتھ اختلاف رہا وہ تو کسی حد تک اصولی یا ایک موقف کے لحاظ سے قابل تسلیم تھا، مگر مولانا عبدالمجید ندیم رحمہ اللہ اور مولانا عبدالشکور دین پوری رحمہ اللہ کی باہم جدائی نہایت معصومانہ اداؤں پر مبنی تھی، کیونکہ اکثر جلسوں پر دونوں حضرات اکٹھے مدعو کئے جاتے تھے تو دھیرے دھیرے دونوں کے معتقدین نے اس قسم کی غلط فہمیاں پیدا کرنا شروع کردیں کہ اشتہاروں میں دونوں کے نام برابر سائز کے ہونے چاہئیں، ایک کا بہت بڑا اور دوسرے کا چھوٹا کیوں؟ نیز کانفرنس میں آخری خطاب فلاں کا ہونا چاہیے، فلاں کا کیوں ہوا؟ ایک کا کھانا خصوصی تیار ہوتا ہے، دوسرے کا عمومی کیوں؟ ایک ٹرین میں سفر کرتے ہیں تو دوسرے ہوائی جہاز

میں کیوں؟ علی ہذا القیاس! انہی باتوں نے بالآخر دونوں کو ایک دوسرے سے الگ کر دیا۔ حضرت مولانا علامہ عبد الستار تونسوی رحمہ اللہ نے بھی اگرچہ مولانا سید نور الحسن شاہ صاحب رحمہ اللہ کے متذکرہ فیصلے سے اتفاق نہیں کیا تھا اور وہ قائد اہل سنت حضرت مولانا قاضی مظہر حسین رحمہ اللہ کے مؤقف کے موید تھے، تاہم تنظیم کو اختلافات اور جماعتی توڑ پھوڑ سے بچانے کے لیے حضرت تونسوی رحمہ اللہ نے اپنے اختلاف کو اختلافِ رائے کی حد تک ہی رکھ کر دانشمندی کا ثبوت فراہم کیا، اور دوسری جانب علامہ تونسویؒ کی خواہش تھی کہ مولانا سید عبد المجید ندیم اور مولانا عبد الشکور دین پوری کے ساتھ بھی اختلاف ختم ہو جائیں تو بہتر ہے، چنانچہ اس مقصد کے لیے حضرت علامہ تونسوی رحمہ اللہ نے مولانا مفتی محمود رحمہ اللہ کو ثالث بنایا تھا کہ آپ یہ اختلافات رفع کروا دیں، مگر مفتی محمود صاحب کی شبانہ روز کوششوں کے باوجود یہ اختلاف رفع نہ ہوسکا جس کی من جملہ وجوہات میں سے ایک وجہ یہ تھی کہ حضرت تونسوی رحمہ اللہ کا مطالبہ تھا کہ یہ حضرات ''تحفظ حقوقِ اہل سنت'' کے نام سے الگ جماعت نہ بنائیں، جس پر مولانا مفتی محمود رحمہ اللہ نے فرمایا کہ آپ انہیں دوبارا تنظیم میں شامل کر لیں، تو میں انہیں نئی تنظیم ختم کرنے پر پابند کر دیتا ہوں، جس پر حضرت علامہ تونسوی رحمہ اللہ نے فرمایا کہ ''نہیں ہم انہیں دوبارا تنظیم میں قبول بھی نہیں کرتے اور یہ الگ اپنی جماعت بھی نہ بنائیں'' گویا حضرت تونسوی علیہ الرحمۃ ان حضرات کو فضاء میں ہی کٹی پتنگ کی طرح چھوڑ دینے کے حق میں تھے۔ ظاہر ہے کہ یہ مطالبہ فریق ثانی کے لیے قابل تسلیم تو کیا ہوتا، نہایت عجیب بھی تھا۔ بہر حال وجوہات کچھ بھی ہوں، قصہ کوتاہ یہ کہ تنظیم اہل سنت کا یہ باہم اختلاف پھر دوبارا ختم نہ ہوسکا، تا آنکہ یہ سب حضرات باری باری اللہ تعالیٰ کے حضور پہنچ گئے۔ اللہ کریم سب کی مغفرت فرمائے اور درجات بلند فرمائے، یہ سب عظیم المرتبت لوگ تھے اور اپنے اپنے حصے کا کام پورے اخلاص و انہماک کے ساتھ کر کے عقبیٰ کے سفر پہ چلے گئے! حضرت مولانا سید عبد المجید ندیم شاہ صاحب کے ساتھ قائد اہل سنت رحمہ اللہ کے اختلافات اس وقت شروع ہوئے جب شاہ صاحب نے کراچی کے معروف امام ناصبیت محمود احمد عباسی کے افکارِ مُردہ کو اپنے زورِ خطابت سے زندہ کرنے کی ایک غیر شعوری کوشش کی۔ اس کی وجہ یہ تھی کہ اس دور میں شاہ صاحب رحمہ اللہ کے کراچی میں بہت بڑے بڑے جلسے ہوتے تھے۔ اور شیعیت کے ردعمل میں بہت سے بے خبر اور بعض باخبر مگر ہشیار ذہن علماء کرام اندر ہی اندر محمود احمد عباسی کے فتنہ کو پروان چڑھانے میں اپنا کردار ادا کر رہے تھے، عباسی صاحب کو فوت ہوئے (۱۹۷۶ء) کچھ عرصہ ہی گزرا تھا، اور ان کے شاگردوں نے کراچی میں ایک اودھم مچا رکھا تھا، یہاں تک کہ جامعہ فاروقیہ میں خود شیخ الحدیث حضرت مولانا سلیم اللہ خان صاحب رحمہ اللہ لوگوں کو محمود احمد عباسی کی کتابیں پڑھنے کا

مشورہ دیتے تھے۔ بعد میں رفتہ رفتہ جب قائد اہل سنت رحمہ اللہ نے اپنی جہد مسلسل کے ساتھ فتنہ ناصبیت و خارجیت کو لتاڑا تو علماء کرام کو اپنے نظریہ پر نظر ثانی کا موقع ملا اور حضرت مولانا سلیم اللہ خان صاحب رحمہ اللہ کا شمار بھی انہی حضرات میں تھا جو بعد میں فسق یزید کے قائل ہو گئے تھے، اور ان کی اس سلسلہ میں عبارات ''کشف الباری'' میں ملاحظہ کی جا سکتی ہیں۔ حضرت مولانا سید عبد المجید ندیم شاہ صاحب رحمہ اللہ نے زیادہ تر یہ اثرات اپنے کراچی کے دوروں سے لیے تھے۔ اس سے قبل وہ قائد اہل سنت رحمہ اللہ کی نظر و فکر کے نہ صرف موید بلکہ مناد تھے اور ویسے بھی تحریک تنظیم اہل سنت کی پاکستان میں

صحیح العقیدہ قیادت کے ہاتھ ہی جماعتی زمام کار رہی، چنانچہ اس دور کے دو عدد خطوط قائد اہل سنت رحمہ اللہ کے نام شاہ صاحب کے ملاحظہ کیجیے۔

① مکتوب مولانا سید عبد المجید ندیم شاہ صاحب بنام قائد اہل سنت

مجاہد اہل سنت محترم حضرت قاضی صاحب زید لطفکم۔

سلام مسنون، خیریت کا طالب بعافیت! اس وقت آپ کی توجہ اس دلخراش صورتحال کی طرف مبذول کرنا چاہتا ہوں کہ باوثوق ذرائع سے ہمیں یہ معلوم ہوا ہے کہ نصاب دینیات کو جدید پالیسی کے تحت اس انداز میں ترتیب دیا جا رہا ہے کہ میٹرک تک قرآن و سنت کی روشنی میں اخلاقیات کو شاملِ نصاب کر کے تاریخ اسلام (یعنی تذکرہ و سیرۃِ صحابہ رضی اللہ عنہم) کا چیپٹر ختم کر دیا جائے۔ ظاہر ہے کہ یہ سب کچھ حریف کے زیر زمین عیارانہ مگر غیر محسوس سازشوں کا نتیجہ ہے۔ بوہرہ فرقہ کے برہان الدین اور اسماعیلی فرقہ کی تازہ ترین سرگرمیاں کسی گہری منصوبہ بندی کا پیش خیمہ اور حصہ ہیں۔ بہر حال اس ضمن میں ہم نے اپنے طور پر متعلقہ محکموں کے سربراہوں سے ملاقات کے علاوہ چیف مارشل لاء ایڈمنسٹریٹر

صاحب کو ایک یادداشت بھی ارسال کی ہے۔ آپ کی خدمت میں گزارش ہے کہ اس نازک مرحلہ پر آپ کی طرف سے ہر ضروری قدم اٹھنا چاہیے، موجودہ فوجی انتظامیہ بہت حد تک سنی کاز کے لیے ہمدردانہ جذبات رکھتی ہے۔ بشرطیکہ سنی قیادت داخلی خلفشار اور تاریخی بے حسی کا خاتمہ کر کے اپنا فرض منصبی ادا کرنے کا عزم کر لے۔ امید ہے مزاج بعافیت ہوں گے۔ حلقہ احباب میں سب کو تسلیمات!

دعا جو۔ عبد المجید ندیم۔[1]

---

[1] عبد المجید ندیم، سید، حضرت مولانا / بنام قائد اہل سنت رحمہ اللہ / مرقومہ ۲۵/اپریل ۱۹۷۸ء / فرید آباد کالونی، ڈیرہ غازی خان، پنجاب

② ندیم شاہ صاحب کا دوسرا خط بنام قائد اہل سنت

فخر اہل سنت محترم المقام حضرت مولانا قاضی مظہر حسین صاحب مدظلہ السلام علیکم ورحمت اللہ وبرکاتہٗ ! اسلام آباد میں پچھلے دنوں روافض کے جارحانہ مظاہرہ سے ان کے عزائم مزید کھل کر قوم کے سامنے آچکے ہیں، بدقسمتی سے حکومت نے ان کے مطالبات کو پذیرائی بخشتے ہوئے ۱۵ رستمبر ۱۹۸۰ء تک زکوٰۃ آرڈیننس میں ترمیم کا اعلان کر رکھا ہے، جبکہ خمینی کی تازہ ترین سنی دشمنی پر بیان بازی اور پاکستان میں ایرانی انقلاب کے عمل کی تیز رفتاری پر اصرار مستزاد ہے۔ اندریں حالات ہم پر ملک وملت کی سلامتی کے جو تقاضے ہیں وہ آپ سے بہتر کون جانتا ہے؟ پچھلے دنوں راولپنڈی میں بھی علماء کے اجلاس میں آئندہ لائحہ عمل پر غور رہوا، رابطہ کمیٹی نے بھی آپ سے رابطہ قائم کیا ہوگا، اب کراچی میں ۱۹، اگست ۱۹۸۰ء کو عمائدین اہل سنت کا اجلاس بعد عصر جامعہ اسلامیہ نیوٹاؤن میں ہو رہا ہے۔ جس میں شرکت کے لیے ناچیز جا رہا ہے۔ ہمارے خیال میں ۱۵ ستمبر سے پہلے راولپنڈی میں آل پاکستان سنی کنونشن کا ہونا سنی کاز کے لیے ازبس ضروری ہے۔ ازراہِ کرم اس ضمن میں اپنی رائے سے مطلع فرمائیں اس وقت عظیم تر مقصد کے پیش نظر ہمارے مابین اشتراک عمل نہایت ضروری ہے۔ ورنہ روزِ محشر ہم جوابدہ ہوں گے۔ آپ ہمارے بزرگ اور سنی کاز کے اساسی سرپرست کی حیثیت سے ہماری سرپرستی فرمائیں، مولانا محمد اسد اللہ عباسی صاحب ہماری مجلس کے مرکزی مبلغ ہیں، یہ حاضر ہو رہے ہیں۔ انہیں اپنے موقف ومشوروں سے تحریراً نوازدیں۔ تاکہ ہم آپ کی رائے اور ممکنہ تعاون کی روشنی میں کوئی لائحہ عمل ترتیب دے سکیں، شکریہ، دعاجُو آپ کا اپنا، عبد المجید ندیم، خادم مجلس تحفظ حقوق اہل سنت پاکستان[1]۔

''تحفظ حقوق اہل سنت والجماعت'' کی بنیاد رکھنے کے بعد مولانا عبد المجید ندیم نے سنی کاز کی نشر و اشاعت اور اہل سنت کے حقوق ومطالبات پر مشتمل قابل قدر لٹریچر بھی شائع کیا، جن میں بطور خاص مندرجہ رسائل شامل ہیں، جو لاکھوں کی تعداد میں چھپوا کر کانفرنسوں اور جلسوں میں تقسیم کیے جاتے تھے۔ یہ لٹریچر اردو ادب اور حسن طباعت کے لحاظ سے قابل دید ہے۔

① سانحہ کراچی کی روشنی میں ہمارے مستقبل کے قومی وملی تقاضے

② سانحہ کوئٹہ اور ہمارے قومی تقاضے

---

[1] عبد المجید ندیم، سید، حضرت مولانا ر بنام قائد اہل سنت ر مرقومہ ۱۷، اگست ۱۹۸۰ء ر بیرون لوہاری گیٹ، ملتان ر پنجاب۔

③ سوادِ اعظم اہل سنت و جماعت کے دس متفقہ مطالبات

④ تحفظ حقوق اہل سنت کا تعارف، وغیرہ ذالک۔

ندیم شاہ صاحب کا تنظیم اہل سنت سے اخراج

گزشتہ سطور میں لکھا گیا ہے کہ سید نور الحسن شاہ بخاری رحمہ اللہ کے ساتھ مولانا عبدالمجید ندیم رحمہ اللہ کا تنظیمی اختلاف شیعہ، سنی مشترکہ نصابِ دینیات کے حوالہ سے ہوا تھا، اس کے بعد جانبین سے مخالفانہ پمفلٹ بازی شروع ہوگئی۔ حضرت مولانا سید نور الحسن شاہ بخاریؒ لکھتے ہیں:

''ندیم صاحب طلبِ منصب کے بُری طرح مریض ہیں، آپ جمعیت علماء اسلام سے نکلے تو اسی عہدہ نہ ملنے کی بناء پر، حضرت مفتی عبداللہ صاحب ایسے بےنفس بزرگ سے اسی سلسلہ میں جھڑپ بھی ہوئی مگر جب کسی طرح وہاں عہدہ نہ ملا تو جمعیت کو برباد کرکے تنظیم میں آ گئے، تنظیم میں آئے ابھی آپ کو چھ ماہ ہی گذرے تھے کہ آپ کو ناظم اعلیٰ بنا دیا گیا مگر آپ کی ہوسِ اقتدار نے اس پر قناعت نہ کی اور آپ نے پوری تنظیم پر قبضہ کرنے کا منصوبہ بنالیا، اب اس پارٹی نے صدر محترم سے مطالبہ کیا کہ بخاری کو اس مرکز سے نکال دو، یعنی پوتوں نے باپ سے مطالبہ کیا کہ دادا کو گھر سے نکال دو، جب صدر صاحب نے اس سے انکار کیا تو یہ پارٹی خود تنظیم سے نکل گئی، قدرت کی انتقامی کاروائیاں بھی عجیب ہوتی ہیں۔ ان شریفوں نے میرے خلاف انتہائی ناپاک سازش کی، تنظیم سے میرے اخراج کا منصوبہ بنایا جو سردار احمد خان پتافی کے بعد دوسرے نمبر پر تنظیم کا بانی ہے اور تنظیم کو جام پور سے اٹھا کر پورے ہندوستان میں متعارف کرانے کے اعتبار سے جس کا اول نمبر ہے، جس نے اس وقت رنگون سے کراچی اور پشاور سے مدراس تک پورے ہندوستان میں تحریکِ تنظیم کی دعوت دی، جب کہ ان صاحبان میں سے اکثر ابھی تولد بھی نہیں ہوئے تھے۔ کیونکہ یہ سازش اور منصوبہ سراسر ظالمانہ اور غیر منصفانہ تھا۔ اللہ منتقم نے اس ظلم و ناانصافی کا بدلہ یہ لیا کہ خود بیک بینی و دو گوش تنظیم سے نکال دیا، اس طرح ان شریفوں کا پہلے صدر محترم اور پھر مجھے نکال باہر کرکے تنظیم پر قبضہ کرنے کا منصوبہ خاک میں مل گیا۔''[1]

[1] سید نور الحسن شاہ بخاری، مولانا رفتنہ کُبریٰ صفحہ ۴۵ تا ۴۷۔ مطبوعہ ۱۹۷۵ء بمطابق ۱۳۹۵ھ۔ ناشر: دفتر تنظیم اہل سنت ملتان۔

مولانا عبدالمجید ندیم پر ناصبیت کے اثرات اور قائد اہل سنت رحمہ اللہ کی اصلاحی تحریک

تمام لوگوں کی اصلاح کا طریقہ ایک جیسا نہیں ہوتا۔ جس طرح مریض کی مرض کی نوعیت کے لحاظ سے علاج مختلف ہوتے ہیں، ایسے ہی روحانی واعتقادی لائن میں بھی شخصیات کے مقام ومرتبہ اور عوام الناس میں ان کی پذیرائی کے مطابق اصلاح کی جاتی ہے۔ مولانا سید عبدالمجید ندیم نے جب ملک بھر میں محمود احمد عباسی کے افکار کی تشہیر کرنا شروع کی تو قائد اہل سنت رحمہ اللہ نے تین عدد رسائل لکھ کر ان کو اصل مسئلہ کی طرف متوجہ فرمانے کی کوشش کی۔ یہ بھی آپ رحمہ اللہ کا ایک مستقل محاذ تھا کیونکہ مولانا ندیم صاحب ایک معروف اور عوامی خطیب تھے۔ اور اگر ان کے لیے کھلا میدان فراہم کر دیا جاتا تو وہ عوام الناس کے ایک بڑے ریلے کو عباسی اثرات کے افکار میں بہا دیتے۔ یہ قائد اہل سنت کی نظریاتی تڑپ کا نتیجہ تھا کہ آپ نے مولانا سید عبدالمجید ندیم شاہ رحمہ اللہ کی اعتقادی اصلاح فرماتے ہوئے علمی انداز میں ان کی اور ان کی بعض تقریروں سے متاثر ہونے والے اہل سنت عوام کی رہنمائی فرمائی۔ چنانچہ قائد اہل سنت رحمہ اللہ نے اس سلسلہ میں تین عدد رسائل طبع کروا کر ملک بھر میں تقسیم کئے!

① (مولانا) عبدالمجید ندیم اور یزیدیت

② ندیم صاحب کی بے معنی وضاحت

③ ندیم صاحب کی غلط بیانیاں

یاد رہے کہ متذکرہ بالا تینوں رسائل میں فراہمی مواد اور نظر ثانی واصلاح کا اہتمام قائد اہل سنت رحمہ اللہ نے خود کیا تھا تاہم اول الذکر دو رسائل حضرت مولانا غلام یحییٰ صاحب ہزاروی رحمہ اللہ (صدر المدرسین جامعہ حنفیہ تعلیم الاسلام جہلم) کے نام سے اور تیسرا حضرت مولانا محمد اسمٰعیل صاحب ہزاروی کے نام سے شائع ہوا تھا، چونکہ یہ محاذ مولانا ندیم رحمہ اللہ کے موقف، خطابات میں عباسی فکر کی ترجمانی، اور سنی کاز کے حوالہ سے نہایت معلومات افزاء مراحل سے گزرتا ہوا ایک ایسے مقام تک جا پہنچا تھا کہ جہاں بالآخر انہیں یہ موضوع اپنی تقریروں میں ترک کرنا پڑا۔ اور ۱۹۸۸ء کے بعد اگرچہ ملکی وعالمی معروضی حالات میں بھی خاصی تبدیلی آ چکی تھی، تاہم اس کے بعد مولانا سید عبدالمجید ندیم مرحوم نے عباسی افکار کو کم از کم اسٹیج پر بیان نہیں کیا تھا، اس لیے ان میں سے دو رسائل قارئین کو، جنہوں نے پہلے ان کا مطالعہ نہیں کیا، نہایت قیمتی اور علمی دلائل سے آگاہی دیں گے اس غرض وغایت کے پیش نظر وہ پیش کیے جا رہے ہیں۔

(مولانا) عبدالمجید ندیم اور یزیدیّت [1]

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للہ و سلامٌ علٰی عبادہ الذین اصطفٰی لا سیما علی صفوۃ البریۃ و خاتم النبوۃ محمد المصطفٰی و علٰی اٰلہ و صحبہ ما کفٰی و شفٰی۔

امابعد! برادرانِ ملت اور احباب اہل سنت کی خدمت میں التماس ہے کہ یہ مختصر رسالہ پیش خدمت کرنے کا سبب و محرک خاص بجز اس کے اور کچھ نہیں کہ حضرو سے ایک دوست محترم جناب غلام نبی صاحب کا ایک انتہائی پریشان کن اور تعجب انگیز خط ملا جس میں انہوں نے اپنے اور مولانا عبدالمجید صاحب ندیم جنرل سیکرٹری انجمن تحفظ حقوق اہل سنت کے مابین اس مکالمہ اور خط و کتابت کا ذکر فرمایا۔ جس میں جناب ندیم صاحب موصوف نے انہیں بڑی ہوشیاری سے جناب محمود احمد عباسی صاحب کے خارجی نظریات کی دعوت و ترغیب دی اور فرمایا کہ آپ مولانا سلیم اللہ خان کراچی سے ''خلافت معاویہ و یزید'' اور ''حیات سیدنا یزید'' نامی کتابیں منگوا کر پڑھیں اور لوگوں کو پڑھائیں۔ آگے محترم غلام نبی صاحب حضروی لکھتے ہیں کہ احقر کو مذکورہ کتب تو نہ مل سکیں۔ البتہ ایک عزیز نے ''شہید کربلا اور یزید'' نامی کتاب جو کہ حضرت قاری محمد طیب صاحب مہتمم صاحب دارالعلوم دیوبند کی تصنیف شدہ ہے، پڑھنے کو دی۔ میں نے خوب غور سے پڑھی۔ کتاب پڑھنے سے معلوم ہوا کہ جن کتب کا ندیم صاحب نے پڑھنے کو کہا ہے وہ تو اکابر کے مسلک کے خلاف ہیں اس کے بعد ''حیات سیدنا یزید'' بھی مل گئی۔ اس کتاب کو پڑھ کر بہت حیرانگی ہوئی کہ مسلک اہل سنت کے بالکل خلاف ہے۔ تذبذب دور کرنے کے لیے مولانا ندیم صاحب کو ایک خط لکھا جس میں مَیں نے صاف صاف لکھا کہ میں نے کتاب پڑھی ہے مگر طبیعت میں تذبذب پیدا ہو گیا ہے۔ تو ندیم صاحب نے جواب میں فرمایا کہ آپ مذکورہ کتب کو دلجمعی سے ایک پختہ کار طالب علم کی حیثیت سے پڑھیں اور اس بات سے نہ گھبرائیں کہ کسی بڑی شخصیت نے یہ کہا ہے اور وہ کہا ہے ہم نے تو عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کو دیکھنا ہے۔ اب ہمارے سامنے دو راستے ہیں ایک جس کی ترجمانی ندیم صاحب کر رہے ہیں۔ دوسرا حضرت قاری محمد طیب صاحب

---

[1] مؤلفہ۔ حضرت مولانا غلام یحییٰ صاحب ہزاروی رحمہ اللہ، صدر المدرسین جامعہ حنفیہ تعلیم الاسلام جہلم، ناشر: تحریک خدام اہل سنت جہلم، صوبہ پنجاب پاکستان۔

کا، اس بارہ میں آپ اپنی رائے کا اظہار فرمائیں تا کہ ہم اس تذبذب سے نکل سکیں۔ اور تمام اہل سنت اس سے مستفید ہو سکیں۔ ''ملخّصاً''

اگر چہ ندیم صاحب کی ان افسوسناک کارروائیوں کی وجہ سے ان کے دعوئے تحفظ حقوق اہل سنت کی قلعی دینی شعور رکھنے والوں کے نزدیک کھل چکی ہے اور مبینہ طور پر اہل سنت کے بنیادی تحقیقی اجماعی عقیدہ ''خلافت راشدہ'' کے خلاف خارجیت وعباسیت کی دعوت وترغیب دینے اور حکیم الاسلام حضرت قاری صاحب موصوف کی دبے الفاظ میں تردید وتجہیل کرنے کے بعد ان کی سنیت و دیوبندیت کا بھانڈا بیچ چوراہے میں چار ٹکڑے ہو چکا ہے مگر انہوں نے بے شعور عوام کو دھوکہ دینے کے لیے اپنے مکتوب میں حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کی معیاریت کا ذکر کر کے یہ ظاہر کیا ہے کہ ہم یہ سب کچھ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کی پیروی میں کر رہے ہیں۔ لہٰذا اس مکتوب کا جواب ضروری سمجھتے ہوئے یہ مقالہ سپرد قلم کیا گیا ہے۔ خداوند کریم بفضلہٖ ومنہ مقبول ومنظور فرمائے اور ارباب اہل سنت کو اس سے مستفید ہونے کی توفیق اور راقم الحروف کی بخشش کا ذریعہ بنائے۔ آمین بجاہ النبی الکریم

جناب ندیم صاحب کے مکتوب مذکور کی فوٹو کاپی حسب ذیل ہے:

بسم اللہ الرحمن الرحیم

جناب بٹ صاحب محترم...... وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ۔ خالصاً یاد فرمایا شکریہ

دور نبوی صلی اللہ علیہ وسلم اور شیخین رضی اللہ عنہم کے زمانہ کے بعد کے حالات تاریخی پیچ میں اس قدر الجھے ہوئے ہیں کہ حقیقت حال کا ڈھونڈھ نکالنا جوئے شیر کے برابر ہے۔ بہر حال رافضی محاذ نے بنو عباس کے گروہی عصبیت کے مارے ہوئے مؤرخین کے قلم سے جماعت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی کردارکشی میں جو نفیس طریقہ واردات اختیار کیا اور بالخصوص واقعہ کربلا کو الف لیلائی داستان کا روپ دے کر اس کے ذریعہ حاکم وقت کو زانی شرابی اور قاتل ثابت کر کے ملت اسلامیہ کے اجتماعی ذوق اطاعت کی نفی کی ہے وہ انتہائی ہولناک ہے افضل جہاد کلمہ حق عند سلطان جائر کا مفہوم آج ہماری ہی سمجھ میں آیا، اس وقت صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اسے نہ سمجھ سکے؟ العیاذ باللہ۔

بہر حال آپ تاریخ کے ایک پختہ کار طالب علم کی حیثیت سے مطالعہ جاری رکھیں، گھبرائیں نہیں، بجا ہے کہ کسی بڑی شخصیت نے یہ لکھا اور وہ لکھا مگر فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کا جلیل القدر فرزند حضرت عبداللہ بن عمر اور ایسے دیگر درجنوں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا ایمان معیار حق و صداقت ہے کہ نہیں؟

سیدنا حضرت حسین رضی اللہ عنہ عجمی منافقین کی دوست نما دشمنی کا شکار ہوئے۔ مگر ان منافقین کی چالاکی یہ ہے کہ اپنا جُرم چھپانے کے لیے من گھڑت روایتوں سے صحابہ رض کو مجرم ثابت کرنے میں قلم کے وار کئے اور خود بے گناہ بن کر خون مظلوم کے وارث ہو گئے، اناللہ...... اللہ آپ کو اور ہمیں تلاش حق میں کامیابی نصیب فرمائے۔ دعاؤں کی درخواست کے ساتھ خدا حافظ۔

والسلام دعا گو

ندیم صاحب کے عباسی نظریہ کا مختصر جائزہ

قولِ ندیم صاحب

''دور نبوی اور شیخین رضی اللہ عنہم کے زمانہ کے بعد کے حالات تاریخی پیچ تضمینی میں اس قدر الجھے ہوئے ہیں کہ حقیقت حال کا ڈھونڈھ نکالنا جوئے شیر کے برابر ہے''۔

الجواب: چونکہ جوئے شیر نکالنا باعتبار انسانی طاقت کے صرف متعسّر اور دشوار ہی نہیں بلکہ ناممکن اور محال بھی ہے۔ اور جب تاریخ سے حقیقت حال اور امر حق معلوم کرنا جوئے شیر نکالنے کے برابر ہے تو ثابت ہوا کہ تاریخ حقیقت حال بتلانے سے عاجز اور قاصر ہے اور کوئی بھی طالب حق صرف تاریخ کی اوراق گردانی سے کسی صحیح نتیجہ تک نہیں پہنچ سکتا تو اب تاریخ کا پختہ کار طالب علم بننے کا کیا فائدہ ہوگا؟ مگر ندیم صاحب اس کے باوجود سائل کو یہ مشورہ دے رہے ہیں کہ: ''بہرحال آپ تاریخ کے پختہ کار طالب علم کی حیثیت سے مطالعہ جاری رکھیں۔'' کیا یہ ایک امر محال کے حاصل کرنے کا مشورہ نہیں ہے؟ اگر سائل بیچارے میں اتنی طاقت ہوتی کہ وہ جوئے شِیر نکال سکتا تو آپ کا کس لیے محتاج ہوتا؟ غور فرمائیں کہ کتنا عجیب وغریب عاقلانہ، دیانتدارانہ مشورہ ہے ما اعقلہ وما اظرفہ وما اجلدہ چاہیے تو یہ تھا کہ چودہ سو سال سے جو اکابرین اسلام جوئے شیر صاف وشفاف مِنۢ بَيۡنِ فَرۡثٍ وَدَمٍ نکال کر ہم تک پہنچا لائے ہیں اسی سے جُرعہ نوشی کا مشورہ دیا جاتا۔ مودودیت وعباسیت سے بچایا جاتا بلکہ ان دونوں نظریوں کو گوبر اور خون کی طرح ناپاک سمجھا اور سمجھایا جاتا لیکن ندیم صاحب نے انتہائی افسوسناک طریق کار اختیار کر رکھا ہے کہ بجائے اس کے کہ وہ عوام کو اہل سنت کے ساتھ وابستہ کرتے عباسی صاحب کے ساتھ جوڑنا شروع کر دیا ہے اور جو لوگ اکابر علماء دیوبند کی کتابیں پڑھنا چاہتے ہیں ان کو دوسری طرف

پھیرنے کی کوشش کرتے ہیں جس سے ثابت ہوتا ہے کہ وہ در پردہ عوام کو یہ تاثر دینا چاہتے ہیں کہ ہمارے اکابر تاریخ سے ناواقف تھے تاریخ کو جیسے علامہ عباسی نے سمجھا ایسے اور کسی نے نہیں سمجھا۔ چنانچہ جب سائل نے اپنا اشکال پیش کیا کہ آپ تو عباسی صاحب کی کتاب ''خلافت معاویہ رضی اللہ عنہ و یزید'' کا مشورہ دیتے ہیں حالانکہ حضرت مولانا قاری محمد طیب صاحب مہتمم دارالعلوم دیو بند دامت برکاتہم العالیہ نے عباسی صاحب کی سخت تردید فرمائی ہے؟ تو اس کے جواب میں ندیم صاحب تحریر فرماتے ہیں کہ ''بجا ہے کسی بڑی شخصیت نے یہ لکھا اور وہ لکھا مگر فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کے جلیل القدر فرزند''۔

گویا کہ حضرت قاری صاحب موصوف تاریخ سے ناواقف ہیں اور جو تاریخی حقائق ایک امر حق معلوم کرنے کے لیے ضروری تھے قاری صاحب اور ان کے اسلاف اتنا بھی نہیں جانتے اور بغیر تحقیق کے عباسی صاحب کی تردید کردی اور اگر تم خود مطالعہ کرو گے تو قاری صاحب سے تحقیق و تدقیق میں سبقت لے جاؤ گے۔ لَاحَوْلَ وَلَاقُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰہِ الْعَلِیِّ الْعَظِیْمِ۔

راس الضلالت والغوایت (یعنی تمام گمراہیوں کی جڑ)

حکیم الاسلام بقیۃ السلف حضرت قاری محمد طیب صاحب مہتمم دارالعلوم دیو بند دامت برکاتہم نے محمود احمد عباسی صاحب کی تصنیف ''خلافت معاویہ رضی اللہ عنہ و یزید'' کے رد میں ''شہید کربلا و یزید'' نامی کتاب تصنیف فرمائی جس میں اہل سنت والجماعت کا کامل تحفظ فرماتے ہوئے جناب عباسی صاحب کی کتاب کو اہل سنت کے خلاف خارجی ذہن کی تصنیف شدہ قرار دیا تھا مگر اس کے باوجود جناب مولانا عبدالمجید ندیم صاحب جنرل سیکرٹری انجمن تحفظ حقوق اہل سنت عباسی کی اس مردود کتاب کو پڑھنے پڑھانے کی تاکید کرتے پھرتے ہیں۔ جس سے قاری صاحب موصوف اور جملہ اکابرین دیو بند بلکہ تمام ائمہ کرام اہل سنت والجماعت کی صریح تردید وتغلیط لازم آتی ہے اور یہ کہ یزید کی شخصیت کو نہ قاری صاحب سمجھ سکے اور نہ ہی اسلاف کرام۔ یزید کو سمجھنے والی ایک ہی شخصیت ہے (یعنی) علامہ عباسی، یہ کتنا ظلم عظیم ہے کہ ایک انسان اپنے کو دیو بندی کہلائے اور دیو بندی اسٹیج استعمال کرے دیو بندیت کے نام پر ملک بھر میں دورے کرتا پھرے اور کام کرے دیو بندیت کے خلاف، بلکہ دیو بندیت اور عقائد اہل سنت کی صریح تردید کرتا پھرے اور اس طریق سے سلف پر سے اعتماد اٹھانے کو اپنا مشن بنالے یاد رکھیں اسلاف سے اعتماد اٹھانا ایک فتنہ عظمیٰ اور ہر گمراہی کی جڑ ہے۔ چنانچہ مولانا منظور احمد صاحب نعمانی مدظلہ فرماتے ہیں:

ایک طویل عرصہ تک جماعت اسلامی کے بارے میں میرا یہ موقف رہا کہ اس کے کاموں میں

خیر کا حصہ غالب ہے اور یہی رائے میرے ایک دوست کی بھی تھی ایک موقعہ پر انہوں نے فرمایا کہ اب ہمارے لیے یہ کہنا مشکل ہے کہ اس میں خیر غالب ہے پھر سوال کے جواب میں فرمانے لگے کہ ہمارے ہاں جماعت اسلامی کی دعوت سے متاثر جو حلقہ ہے جو مجھ سے بھی زیادہ بعید نہیں ہے۔ میں محسوس کرتا ہوں کہ رفتہ رفتہ ان سب کا ذہن یہ بنتا جارہا کہ دین کو اور دین کے تقاضوں کو اگلوں نے صحیح نہ سمجھا اب بس مودودی صاحب نے صحیح سمجھا ہے اور جو جماعت سے جتنا متاثر ہوتا ہے وہ اس خیال میں اتنا ہی راسخ اور پکا ہوجاتا ہے اور ظاہر ہے کہ فہم دین کے بارے میں سلف سے بے اعتمادی ساری گمراہیوں اور سارے فتنوں کی جڑ ہے۔

میں نے ان سے عرض کیا کہ اگر بات ایسی ہی ہے جیسا کہ آپ فرمارہے ہیں اور یہ ذہنیت جماعت سے تعلق رکھنے والے حلقوں میں اب عام ہورہی ہے تو پھر اس میں شبہ نہیں کہ یہ بہت بڑا شر ہے اور ایسا شر ہے کہ اس کے مقابلہ میں خیر میں کوئی وزن باقی نہیں رہتا جس کی ہم اب تک قدر کرتے رہے ہیں۔ جماعت میں اس خیال کا عام ہونا بڑی خطرناک چیز ہے۔ ممکن ہے کہ بعض لوگ اس ذہنیت کی خطرناکی کو پوری طرح نہ سمجھ سکتے ہوں اور اسی لیے وہ اسے معمولی سی اور ہلکی بات سمجھیں لیکن جس شخص کے سامنے اس امت کے گمراہ فرقوں اور گمراہ افراد کی تاریخ ہے وہ اچھی طرح جانتا ہے کہ فہم دین کے بارے میں سلف سے اعتماد اٹھ جانے کے بعد کوئی حصار باقی نہیں رہتا پھر آدمی پرویز بھی بن سکتا ہے برق بھی بن سکتا ہے اور ان سے آگے بھی جاسکتا ہے۔ ہر گمراہی کی پہلی بنیاد یہی ہوتی ہے کہ آدمی کا اعتماد دین کے فہم کے بارے میں سلف سے اُٹھ جائے۔ (فتنہ مودودیت، ص۱۷۶)

فرمایئے! مودودیت اور عباسیت میں کیا فرق رہ جاتا ہے؟ دونوں اسلاف سے اعتماد ختم کرنے میں برابر ہیں۔ اگر ایک شر ہے تو دوسری خیر کیسے ہوسکتی ہے؟

قول ندیم

''**افضل الجهاد کلمة حق عند سلطان جائر** کا مفہوم آج ہماری ہی سمجھ میں آیا ہے اس وقت صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اسے نہ سمجھ سکے۔ العیاذ باللہ''

جواب: خدا ہی جانے جناب ندیم صاحب اس حدیث کا مفہوم کیا سمجھے ہیں؟ سلطان جائر کے بارے میں دوسری احادیث سامنے رکھ کر ہمیں بھی سمجھا دیجیے۔ حدیث شریف میں آتا ہے:

عن حذیفة انه صلی اللہ علیه وسلم قال یکون بعدی آئمة لا یهتدون بهدایَ ولا یَستَنُّونَ بِسنّتی وسیقوم فیکم رِجالٌ قلوبهم قلوب الشیاطین فی جُثمانِ انس قال قلتُ کیف اَصنعُ یا رسول اللہ اِن ادرکتُ ذٰلک قام تسمعُ وتُطیع الاَمیرَ وان ضرب ظهرک واخذ مالک فاسمَع واَطِع۔(رواہ مسلم)

''حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور اکرم ﷺ کا ارشاد ہے کہ میرے بعد ایسے امام ہوں گے جو میرا طور طریقہ چھوڑ دیں گے اور میری سنت پر نہ چلیں گے اور عنقریب تم پر ایسے لوگ حکمران ہوں گے کہ ان کا جسم تو انسانوں کا ہوگا مگر دل شیاطین کا سا۔ راوی نے پوچھا اگر ہم نے ایسا زمانہ پایا تو کیا کریں؟ فرمایا سنو اور اطاعت کرو اگرچہ تمہاری پیٹھ پر تازیانے لگائیں اور تمہارا مال چھین لیں جب بھی ان کی سنو اور اطاعت کرو۔''

(رواہ مسلم منقول از مشکوٰۃ ص ۳۶۲)

ائمہ جور کی اطاعت کے بارے میں احادیث صحیحہ کثیرہ وارد ہیں جن میں اطاعت ائمہ کی تاکید اور خروج پر تہدید شدید کی گئی ہے۔ اب فرمائیے کہ ان احادیث اور حدیث **افضل الجهاد کلمة حق عند سلطان جائر**، کے درمیان جمع کی کیا صورت ہوگی؟ ہم تو اس سے زیادہ کچھ نہیں سمجھ سکتے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے سامنے یہ سب احادیث تھیں۔ انہوں نے شمع رسالت سے بلاواسطہ فیض پایا تھا اور اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب ﷺ کی صحبت کی برکت سے ان کو نفسانی خواہشات سے پاک فرما کر خلوص و تقویٰ کے بلند مقام پر فائز فرما دیا تھا اور وہ جو کچھ بھی کرتے تھے اپنے اجتہاد کی روشنی میں شرعی حدود کے اندر رہ کر کرتے۔ ائمہ جور کی اطاعت بھی کرتے تھے ان کے پیچھے نمازیں بھی پڑھتے تھے اور حسب موقع

و محل کلمہ حق بھی سنا دیتے تھے۔ جنہوں نے خروج کیا وہ بھی اپنے اجتہاد شرعی کی بناء پر اور جنہوں نے اطاعت کی انہوں نے بھی اپنے اجتہاد پر عمل کیا کسی کو یہ حق نہیں پہنچتا کہ وہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا محاسبہ کرے کہ یہاں یوں کرنا تھا اور وہاں یوں کرنا تھا، ان حالات میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے سکوت و اطاعت سے وقت کے امام کی عدالت پر استدلال کرنا سراسر جہالت اور ہدایات نبوی کے بالکل منافی ہے۔ شاید آپ کا مطلب یہ ہو کہ اگر یزید فاسق یا جائر ہوتا تو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اس کے منہ پر جا کر فرماتے۔ یا فاسق، یا ظالم، یا جائر یا خبیث۔ اور چونکہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے اس طرح نہیں کیا اس لیے معلوم ہوا کہ یزید فاسق

جائز نہ تھا۔ اگر کہنے اور نہ کہنے پر مدار ہے تو پھر ہمارا مدعا بڑی آسانی کے ساتھ ثابت ہو جاتا ہے۔ ہم کہتے ہیں کہ اگر یزید خلیفہ راشد تھا اور اس کے خلاف خروج حرام تھا تو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم بصد آداب عرض کر دیتے کہ اے نواسہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم جگر گوشہ بتول یزید امام عادل اور خلیفہ راشد ہے اس کے خلاف تمہارا خروج حرام ہے خلیفہ برحق کے خلاف خروج مت کیجیے ورنہ باغی قرار پاؤ گے۔ مگر تاریخی حقائق ثابت کرتے ہیں کہ خیر خواہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم جو یزید کی بیعت بھی کر چکے تھے وہ یہ تو عرض کرتے رہے کہ کوفیوں پر اعتماد مت کیجیے یہ غدار اور بیوفا لوگ ہیں مگر یہ نہیں کہا کہ چونکہ یزید امام عادل وصالح ہے اس لیے آپ کا خروج بغاوت ہے لہٰذا صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے اس طرز عمل سے یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ وہ یزید کے خلاف خروج کرنا شرعی بغاوت نہیں سمجھتے تھے۔ بلکہ اہل کوفہ کی بیوفائی کی وجہ سے آپ کو منع فرماتے تھے۔

ندیم صاحب فرماتے ہیں کہ ”حاکم وقت کو زانی، شرابی اور قاتل ثابت کر کے ملت اسلامیہ کے اجتماعی ذوقِ اطاعت کی نفی کی ہے“۔

ہم عرض کرتے ہیں کہ کیا یہ بات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی سمجھ میں نہیں آئی تھی کہ اس طرح خروج کرنے سے ذوق اطاعت کی نفی ہوتی ہے؟ لہٰذا یزید کا استحقاق خلافت ثابت کر کے حضرت حسین رضی اللہ عنہ کو منع کیا جائے اور ان کے خروج کو صریح بغاوت قرار دے کر حرام ثابت کیا جائے تا کہ ذوق اطاعت میں فرق نہ پڑے اور چونکہ خلیفہ برحق کے خلاف خروج حرام ہے اس لیے تمام مسلمانوں پر فرض ہو جاتا ہے کہ وہ خروج و بغاوت کرنے والوں سے لڑائی کریں۔ جیسا کہ قرآن مجید میں ہے: فَقَاتِلُوْا الَّتِیْ تَبْغِیْ حَتّٰی تَفِیْۗءَ اِلٰی اَمْرِ اللّٰہِ۔ ”پس تم باغی گروہ کے ساتھ لڑائی کرو حتیٰ کہ وہ اللہ تعالیٰ کے حکم کی طرف لوٹ آئے۔“

معلوم ہوا کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم یزید کے خلاف خروج کو شرعی بغاوت قرار نہیں دیتے تھے ورنہ ان کے لیے صرف سکوت کافی نہ ہوتا بلکہ خلیفہ برحق کی حمایت فرض ہو جاتی۔

ندیم صاحب! فرمائیے کیا آپ کے نظریہ کے مطابق صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کے سامنے کلمہ حق، یعنی یزید کو خلیفہ برحق اور خلیفہ راشد کہا ہے؟ یقیناً نہیں کہا تو پھر یزید کے سامنے کلمہ حق یعنی فاسق یا جائر کہنا کیوں ضروری ہو گیا؟ جہاں فتنہ کا بھی شدید اندیشہ ہے۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کے طرزِ عمل سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ یزید کے خلاف خروج کرنے کو ناجائز نہیں سمجھتے تھے اور اہل مدینہ کی خلع بیعت یزید کو حقیقی معنی میں بغاوت نہیں تصور فرماتے تھے ورنہ بمطابق آیت کریمہ: فَقَاتِلُوْا الَّتِیْ تَبْغِیْ حَتّٰی تَفِیْۗءَ اِلٰی اَمْرِ اللّٰہِ۔

''پس تم باغی گروہ سے لڑائی کرو حتیٰ کہ وہ اللہ تعالیٰ کے حکم کی طرف لوٹ آئیں۔''

قول ندیم

خود حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ اہل مدینہ سے لڑائی فرماتے: ''مگر فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کا جلیل القدر فرزند عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما اور ایسے دیگر درجنوں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا ایمان معیار حق وصداقت ہے کہ نہیں؟''

① جواب: یہاں یہ مسئلہ زیر بحث نہیں کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما و دیگر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا ایمان معیار حق وصداقت ہے کہ نہیں۔ بلاشبہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا ایمان معیار حق ہے۔ اس پر ہمارا ایمان ہے اور اس کے خلاف کو ہم گمراہی سمجھتے ہیں۔ مگر یہ فرمایئے کہ سرکار دو جہاں حبیب کبریا حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے نواسے اور حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے جلیل القدر فرزند بہشت کے نوجوانوں کے سردار حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ اور حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے نواسہ اور حواریٔ رسول صلی اللہ علیہ وسلم حضرت زبیر رضی اللہ عنہ کے جلیل القدر فرزند آپ کی پھوپھی حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا کے جگر گوشے حضرت عبداللہ بن الزبیر رضی اللہ عنہ وغیرہ کا ایمان بھی معیار حق وصداقت ہے کہ نہیں؟ کیونکہ انہوں نے یزید کی بیعت نہیں کی تھی۔

② جبکہ آپ نے معیار حق وصداقت صرف انہی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے ایمان کو قرار دیا ہے جن کو یزید کی بیعت کا شرف حاصل ہوا تھا۔ مثلاً ابن عمر رضی اللہ عنہ وغیرہ تو دوسرے وہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم جن کا ایمان اس معیار مطلوب کے مطابق نہیں ہے مثلاً حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ و حضرت عبداللہ بن الزبیر رضی اللہ عنہما وغیرہ؟ کیونکہ ان کا ایمان تو آپ کے نزدیک معیار حق وصداقت نہ ہوا تو اس سے یہ لازم آتا ہے کہ ان کا ایمان باطل اور جھوٹا ہے۔ العیاذ باللہ

③ آپ نے اپنے نظریہ کی بنیاد تفریق صحابہ کرام رضی اللہ عنہم پر رکھی ہے۔ چنانچہ بعض کے ایمان کو معیار حق و صداقت قرار دیا اور بعض کے ایمان کو معیار مطلوب کے خلاف گردانا گویا کہ تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا ایمان آپ کے نزدیک معیار حق وصداقت نہ ہوا۔ حالانکہ یہ تفریقِ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم تو رافضیوں اور خارجیوں کا نظریہ ہے۔ بعض صحابہ کرام رضی اللہ عنہم یعنی اہل بیت کے ایمان کو رافضیوں نے اپنے لیے معیار حق قرار دیا اور دیگر صحابہ رضی اللہ عنہم و اہل بیت کی تکفیر کرنے لگ گئے۔ حالانکہ اہل سنت والجماعت صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے درمیان تفریق کے قائل نہیں اور سب کو معیار حق وصداقت مانتے ہیں اور یہ کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سب آپس میں متفق اور متحد تھے سب کا ایک ہی ایمان اور اسلام تھا ان

کا آپس میں کسی قسم کا اصولی اختلاف نہ تھا وہ سب "رُحَمَآءُ بَيْنَهُمْ" کا مصداق تھے اور جو کچھ اختلاف تھا وہ فروعی اجتہادی امور میں رائے کا اختلاف تھا نہ کہ ایمان اور اسلام کا۔ آپ کا نظریہ تو خارجی اصول کے مطابق معلوم ہوتا ہے پھر آپ اہل سنت کا نام کیوں استعمال کرتے ہیں کہیں تقیہ تو نہیں کرتے؟

④ آپ کا یہ فرمانا کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ و دیگر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا ایمان معیار حق و صداقت ہے تو اس سے آپ کی کیا مراد ہے؟ اگر یہ مراد ہے کہ ان صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا یزید کی بیعت کرنا اور پھر یزید کے خلاف خروج نہ کرنا یہ یزید کے امام عادل اور خلیفہ راشد ہونے کی دلیل ہے تو یہ بات قطعاً غلط ہے کیونکہ جہاں تک محدثین مؤرخین کی تحقیق روایت کا تعلق ہے انہوں نے یزید کی بیعت کرنے اور اس کے بعد یزید کے خلاف عدم خروج کو یزید کے عادل اور خلیفہ راشد ہونے کی دلیل نہیں سمجھا۔ اور نہ ہی اس وجہ سے یزید کے فسق و فجور کو ہلکا یا غیر واقعی باور کرانے کی کوشش کی ہے بلکہ ان کے نزدیک صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی یہ بیعت اور یزید کے خلاف نہ اُٹھنا خوف فتنہ اور خونریزی سے بچنے کے لیے تھا جو اس صورت میں یقینی تھا۔ نہ کہ یزید کی اہلیت امارت یا اس کی صلاح و تقویٰ تسلیم کر لینے کی بنیاد پر تھا۔ علامہ ابن خلدون لکھتے ہیں:

وما حدث فی یزید ما حدث من الفسق اختلف الصحابة حینئذٍ فی شانه فمنهم من رأی الخروج علیه ونقض البیعة من اجل ذلک کما فعل الحسین وعبد الله بن الزبیر ومن تبعهما فی ذلک ومنهم من اباه لما فیه من اِثَارةٍ الفتنة وکثرة القتل مع العجز عن الوفاءبه۔

''اور جب یزید میں یہ بات پیدا ہوگئی جو پیدا ہوئی تھی یعنی فسق و فجور، تو صحابہ رضی اللہ عنہم اس کے بارہ میں مختلف الرائے ہو گئے بعضوں نے اس کے خلاف کھڑے ہو جانے اور اس کی بیعت توڑ دینے کو ضروری سمجھا اس کے فسق کی وجہ سے، جیسا کہ حضرت حسین رضی اللہ عنہ اور حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما اور ان کے پیروؤں نے کیا اور بعض نے فتنہ اور کثرت قتل کے خطرات اور اس کی روک تھام سے عجز محسوس کرنے کی وجہ سے اس سے انکار کیا۔ کیونکہ اس دور میں یزید کی شوکت و قوۃ بنی امیہ کی عصبیت تھی، اور اکثر اہل حل و عقد قریش تھے۔''

(مقدمہ ابن خلدون، ص ۱۷۷)

یہی علامہ ابن خلدون دوسرے مقام پر کھلے الفاظ میں فرماتے ہیں کہ اس دور کے تمام لوگوں کے نزدیک یزید کا فسق مسلم تھا۔ **و اما الحسین فانه لما ظهر فسق یزید عند الکافة من اهل عصره۔**

''لیکن حسین رضی اللہ عنہ تو (تب نکلے) جب یزید کا فسق و فجور اس کے دور کے سب لوگوں کے نزدیک نمایاں ہوگیا۔'' (مقدمہ ابن خلدون، ص ۱۸۰)

اس عبارت سے واضح ہوتا ہے کہ یزید کے فسق کے بارہ میں صحابہ رضی اللہ عنہم کی دو رائیں نہ تھیں بلکہ اس کے خلاف کھڑے ہونے میں دو رائیں تھیں اور وہ بھی اس کی اہلیت نا اہلیت کے معیار سے نہیں کیونکہ فسق یزید مسلم کل تھا بلکہ فتنہ بڑھ جانے کے خطرے کی وجہ سے جس کی بنیادی وجہ بنی امیہ کی عصبیت وقوت اور اس وقت کی چھائی ہوئی شوکت تھی جس سے عہدہ براء ہونا دشوار تھا اور صورت خروج میں علاوہ فساد ذات البین کے مسلمانوں کا خون رائیگاں بھی جاتا۔ یزید کی محبوبیت اور اہلیت کا یہاں کوئی سوال نہ تھا پس صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی بیعت اور یزید کے خلاف عدمِ خروج کو یزید کی عدالت اور خلیفہ راشد ہونے پر محمول کرنا غلط ہے۔ یزید کے فاسق ہونے پر علماء اہل سنت کا اتفاق ہے۔ چنانچہ علامہ ابن حجر مکی ہیثمی فرماتے ہیں: **و بعد اتفاقهم علی فسقة اختلفوا فی جواز لعنه بخصوص اسمه۔**

''اور یزید کے فسق پر متفق ہونے کے بعد اختلاف ہوا اس پر نام لے کر لعنت کرنے میں۔''

(الصواعق المحرقہ، ص ۲۲۲)

اس عبارت سے یزید کا فسق متفق علیہ معلوم ہوجاتا ہے البتہ نام لے کر لعنت کرنے میں علماء مختلف الرائے ہیں۔ بعض جواز کے قائل ہیں بعض نہیں۔ علامہ سید آلوسی صاحب روح المعانی کی سن لیجیے، گو انتہائی ناگوار ہوگی مگر ہم سنانے پر مجبور ہیں فرماتے ہیں:

و لو سلم ان الخبیث کان مسلما فهو مسلم جمع من الکبائر ما لا یحیط به نطاق البیان و انا اذهب الی جواز لعن مثله علی التعیین و لو لم یتصور ان یکون له مثل من الفسقین۔

''اور اگر مان لیا جائے کہ وہ یزید خبیث مسلمان تھا تو وہ ایسا مسلمان تھا جس نے اپنے اندر اتنے کبیرہ گناہ جمع کر لیے تھے جو احاطہ بیان میں نہیں آسکتے میں یزید جیسے آدمی پر نام لے کر لعنت کرنے کو جائز رکھتا ہوں اگرچہ یزید جیسا فاسق اور کوئی تصور میں آ ہی نہیں سکتا۔'' (تفسیر روح المعانی ص ۷۳، ۲۶، ج ۲۵)

علامہ آلوسی نے یہ رائے بھی بنا بر تنزل و احتیاط اختیار فرمائی ہے ورنہ اپنی ذاتی رائے پہلے ذکر کر چکے ہیں۔ جو انتہائی سخت ہے علامہ موصوف رافضیوں سبائیوں کے خلاف بھی سخت مخالفانہ ذہن رکھتے ہیں مگر یزیدیت کے بھی سخت مخالف نظر آتے ہیں۔ اور یہی مسلک اعتدال علماء اہل سنت کا ہے۔عباسی گروہ کی مایہ ناز روایت بخاری جسے وہ یزید کی عدالت اور خلیفہ راشد ہونے کے ثبوت میں پیش کیا کرتے ہیں یعنی:

لما خلع اهل المدينة يزيد بن معاوية رضی اللہ عنہ جمع ابن عمر رضی اللہ عنہ حشمه وولده فقال انی سمعت النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم يقول ينصب لكل غادرٍ لواء يوم القيامة وإنا قد بايعنا هذا الرجل علی بيع الله ورسوله وانی لا اعلم عذراً اعظم من ان يبايع رجل علی بيع الله ورسوله ثم ينصب له القتال وانی لا اعلم احدا منكم خلعه ولا تابع فی هذا الامر الا كانت الفيصل بينی وبينه انتهیٰ۔ (بخاری ج ۲، كتاب الفتن، ص ۱۰۵۳)

''اہل مدینہ نے جب یزید کی بیعت توڑ ڈالی تو حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ نے اپنی اولاد اور قرابت داروں کو جمع کر کے فرمایا کہ میں نے حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ حدیث سنی ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قیامت کے روز ہر غدار کے لیے ایک جھنڈا کھڑا کر دیا جائے گا اور ہم نے اس مرد (یزید) کی اللہ اور رسول کے حکم پر بیعت کی ہے یعنی ''اس کی اطاعت کریں گے۔'' اور میں اس سے بڑا غدر اور کوئی نہیں جانتا کہ ایک شخص کی اطاعت کی بیعت کرنے کے بعد اس سے لڑائی بپا کر دی جائے۔ اور تم میں سے کسی نے بھی اس کی خلع بیعت کی یا اس کام میں حصہ لیا تو میرا اس سے کوئی تعلق نہیں۔''

اس میں کوئی اشارہ یزید کی عدالت کی طرف نہیں نکلتا۔ اس روایت سے اتنا ہی معلوم ہوتا ہے کہ بیعت کرنے کے بعد خلیفہ کے ارتکاب فسق و فجور کی بناء پر بغاوت و خروج کرنا جائز نہیں ہے۔ چنانچہ علامہ ابن حجر فتح الباری میں فرماتے ہیں:

وفی هذا الحديث وجوب طاعته الامام الذی انعقدت له البيعة والمنع من الخروج عليه ولو جار فی حكمه وانه لا ينخلع بالفسق۔

(فتح البخاری، ج ۱۶، ص ۱۸۳)

''جس امام کے لیے بیعت منعقد ہو چکی ہو اس کی اطاعت کا وجوب اور اس کے خلاف خروج کرنے کی ممانعت اس حدیث میں پائی جاتی ہے۔ اگرچہ وہ امام اپنی حکومت میں جائر اور ظالم ہی کیوں نہ ہو کیونکہ فسق اور ظلم کی بناء پر معزول نہیں ہو جاتا۔''

لہٰذا نقضِ بیعت سے منع کرنے سے یزید کی عدالت اور سالمیت ثابت نہیں ہوتی۔ عدم خلع سے عدالت پر استدلال کرنا تب درست ہوتا کہ فاسق کی بیعت کا نقص ضروری ہوتا اور خلع کرنا واجب ہوتا تو پھر یہ بات بن سکتی تھی کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ نے چونکہ خلع سے منع فرمایا ہے اس لیے معلوم ہوا کہ یزید خلیفہ عادل تھا حالانکہ جب فاسق کی بیعت کا خلع ضروری نہیں ہے تو استدلال بھی درست نہیں ہے۔

تنبیہ: ساری روایت پر غور فرمائیں کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ نے اپنے متعلقین کو خلع بیعت سے منع کرتے ہوئے نہ یزید کو خلیفہ کے لفظ سے یاد فرماتے ہیں اور نہ راشد اور عادل قرار دیتے ہیں اور نہ ہی لفظ امام اور امیر المومنین کا استعمال فرماتے ہیں بلکہ صرف ھذاالرجل سے یاد کرتے ہیں اور نہ ہی یزید کے کسی ایسے وصف کا تذکرہ ہوتا ہے جو یزید کے استحقاق خلافت پر دلالت کرتا اس کے برعکس حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما جن الفاظ سے حضرت عبداللہ بن الزبیر رضی اللہ عنہما کو نوازتے ہیں وہ عنقریب پیش خدمت کیے جائیں گے۔ غور فرمایئے کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ کے قلب سلیم میں کس کی عظمت و قدر ہے یزید کی یا ابن زبیر رضی اللہ عنہ کی؟

یزید کو امیر المومنین کہنے کی بناء پر ایک شخص کو حضرت عمر بن عبدالعزیز خلیفہ راشد و عادل نے بیس دُرے لگانے کا حکم دیا تھا حالانکہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی بدگوئی کرنے پر تین دُرے لگائے تھے۔ معلوم ہوا کہ اس خلیفہ راشد کو نہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی بدگوئی گوارہ تھی اور نہ ہی یزید کی تعریف سن سکتے تھے۔ یہ ہے فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کے پوتے کا حال۔ کیا اس خلیفہ کو بھی آپ معیار حق و صداقت قرار دے سکتے ہیں؟ اگر حوالہ مطلوب ہو تو الصواعق المحرقہ ص ۲۲۱، ایضاً ص ۲۲۴ ملاحظہ فرمائیں۔

۲) اگر آپ کی مراد حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ کو معیار حق و صداقت قرار دینے کی یہ ہے کہ اگرچہ یزید فاسق و ظالم تھا مگر اس کے خلاف خروج کرنا اور خلع بیعت کرنا بھی ٹھیک نہ تھا بلکہ اس امر میں حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما پیروی کرنا مناسب تھا۔ تو اس سے بھی آپ کا مدعا ثابت نہیں ہوتا کیونکہ آپ کا مدعا تو اس کو خلیفہ راشد ثابت کرنا ہے۔

۳) یہ مسئلہ ایک اجتہادی مسئلہ ہے کہ خلیفہ وقت اگر فسق و فجور اختیار کر بیٹھے تو کیا اس کے خلاف خروج کرنا جائز ہے یا نہیں؟ اس میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی دو رائیں ہو سکتی ہیں لیکن اس صورت میں کوئی

فریق بھی قابل ملامت نہ ہوگا اگر چہ مخطی کیوں نہ ہو۔ چنانچہ بانی دارالعلوم دیوبند حضرت مولانا محمد قاسم صاحب نانوتوی رحمہ اللہ قاسم العلوم نمبر ۴، ص ۱۳۱ پر تحریر فرماتے ہیں:

''ہاں پس از انتقال اوشاں یزید پائے خود از شکم برآوردہ دل بکام و دست بجام سپرد اعلانِ فسق نمود و ترک صلوٰۃ داد بحکم بعض بعض مقدمات سابقہ قابل عزل گردید وایں قسم تحول احوال گفتہ امدہ ام کہ ممکن است محال نیست مگر دریں وقت رائے اہل رائے و تدبیر مختلف افتاد کسے را کہ اندیشہ فتنہ و فساد غالب افتاد ناچار دست بہ بیعتش بکشاد و احترازاً عن المعصیۃ شرط اتباع معروف درمیان نہاد و آں را کہ بوعدہ یک جماعت کثیرہ مثلاً امید غلبہ ورجاء شوکت بنظر آمد حسبتاً للہ برخاست و تہیہ کارزار ساخت پس ہر چہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ وامثال اوشاں کردند بجا کردند و آنچہ حضرت سید[1] الشہداء نمودند عین حق و صواب نمودند بناء ایں اختلاف براختلاف امید ست نہ براختلاف در جواز اصل فعل وعدم جواز آں۔''

''البتہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے انتقال کے بعد یزید نے ہاتھ پیر پھیلائے اور دل و جان سے برائی میں لگ گیا برائی کا اعلان شروع کر دیا نماز چھوڑ دی پس بعض مقدمات گزشتہ کی بناء پر عزل کر دینے کے لائق ہو گیا۔ حالات میں اس طرح کا الٹ پھیر جیسا کہ میں نے ذکر کیا ہے ممکن ہے محال نہیں۔ شاید اس وقت ارباب حل وعقد کی رائیں اور تدبیریں مختلف ہو گئیں۔ کسی پر اندیشہ فتنہ و فساد کا غلبہ ہو گیا مجبوراً بیعت قبول کر لی اور گناہ سے بچنے کے لیے اتباع معروف کو بطور شرط مدنظر رکھا۔ اور جس کو ایک جماعت کثیرہ کے وعدوں پر کامیابی اور دبدبہ کی امید دکھائی دی خدا کے بھروسہ پر تیار ہو گیا اور لڑنے کا فیصلہ کر لیا۔ لہٰذا جو کچھ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما اور آپ کی طرح دوسروں نے جو کیا ٹھیک کیا اور اسی طرح سید الشہداء نے جو کچھ کیا بالکل ٹھیک کیا اور درست کیا اس اختلاف کی بنیاد امیدوں کے اختلاف پر ہے نہ یہ کہ اصل فعل کے جائز و ناجائز کی بناء پر اختلاف ہوا ہے۔''

(مکتوبات شیخ الاسلام حضرت مولانا حسین احمد مدنی رحمہ اللہ جلد اول مکتوب نمبر ۸۹، ص ۲۵۴)

---

[1] ان کی سیادت اضافی ہے باعتبار شہداء کربلا کے، جیسا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت امیر حمزہ کے متعلق سید الشہداء فرمایا۔ یہ بھی اضافی ہے باعتبار شہداء احد کے سیادت مطلقہ نہیں ہو سکتی کیونکہ انبیاء علیہم السلام بھی شہید ہوئے ہیں۔ جیسے حضرت زکریا و یحییٰ علیہما السلام۔

تائید رائے حضرت مولانا محمد قاسم صاحب رحمہ اللہ، حضرت موصوف کی اس رائے کی تائید حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کی ان تین مشہور تجاویز سے بھی ہوتی ہے جو انہوں نے کوفہ کے قریب پہنچ کر (جبکہ معلوم ہوا کہ کوفہ والوں نے غداری کی ہے) پیش فرمائی تھیں:

①...... مجھے چھوڑ دو میں واپس چلا جاؤں گا۔

②...... یا کسی سرحد کی طرف نکل جاؤں گا۔

③...... یا یزید کے پاس لے چلو میں خود اس سے بات چیت کرلوں گا۔

معلوم ہوا کہ حضرت حسین رضی اللہ عنہ اور حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ کا اختلاف امیدوں کا اختلاف تھا اور جب حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کو حالات اپنی امید کے خلاف نظر آئے تو ان کی رائے میں تبدیلی آچکی تھی لیکن کوفہ کے ظالموں نے ان کی ایک بات نہ مانی اور ظلماً شہید کر دیا۔ ایسا ہی خلع بیعت کے مسئلہ میں جو حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ اور دوسرے صحابہ وتابعین کے درمیان اختلاف واقع ہوا تھا وہ بھی اجتہاد اور رائے کا اختلاف تھا۔ چنانچہ شیخ الاسلام حضرت مدنی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ اگر خلیفہ نے فسق کیا تو اصحاب قدرت پر اس کو معزول کر دینا اور کسی عادل متقی کو خلیفہ کرنا لازم ہو جاتا ہے بشرطیکہ عزل اور خلع سے مفاسد مصالح سے زیادہ نہ ہوں۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما اور ان کے اتباع کی رائے میں مفاسد زیادہ نظر آئے وہ اپنی بیعت پر قائم رہے اور اہل مدینہ نے عموماً بعد از بیعت اور واپسی وفد از شام ایسا محسوس نہیں کیا اور سب نے خلع کیا جس کی بناء پر وہ قیامت خیز واقعہ حرہ نمودار ہوا جس سے مدینہ منورہ اور مسجد نبوی اور حرم محترم کی انتہائی بے حرمتی اور تذلیل ہوئی۔ کیا مقتولین حرہ کو شہید نہ کہا جائے گا؟ (مکتوبات شیخ الاسلام حضرت مدنی رحمہ اللہ، ص ۲۶۸، ج ۱)

حضرت شیخ مدنی رحمہ اللہ مقتولین کو شہید قرار دے رہے ہیں اگر یہ لوگ حقیقتاً باغی ہوتے جیسے نہروانی باغی تھے تو پھر کیونکر شہید مانے جاسکتے تھے؟ معلوم ہوا کہ یہاں اجتہاد کی گنجائش تھی جس کی بناء پر انھیں شہید قرار دیا گیا۔ اور ملا علی قاری رحمہ اللہ نے بھی یہ لکھا ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما حضرت ابن الزبیر رضی اللہ عنہ کو اس لیے دعوئے خلافت سے منع فرماتے تھے کہ ان کو یزید وحجاج بن یوسف اور زیاد وغیرہ سے خوف تھا۔

ولا شک انهم کانوا خائفین من یزید و حجاج ابن یوسف و زیاد و لم یکن یتمشی الخروج علی ارباب العناد بل کان یترتب علیه امور من الفساد ولذا کان ابن عمر رضی اللہ عنہ یمنع ابن الزبیر رضی اللہ عنہ وینهاهُ عن دعوی الخلافة مع

انه کان احق و اولی بها من امراء الجور بلا خلاف۔ (شرح فقہ اکبر، ص ۱۸۱)

''یعنی یقیناً اسلاف کو یزید وحجاج وزیاد جیسوں سے خوف تھا ان ارباب عناد پر خروج تو ہو نہیں سکتا تھا بلکہ بہت سے مفاسد کے رونما ہونے کا خطرہ تھا اسی لیے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ حضرت عبداللہ بن الزبیر رضی اللہ عنہ کو منع فرماتے تھے اور خلافت کے دعویٰ سے روکتے تھے حالانکہ حضرت ابن زبیر رضی اللہ عنہ ان امراء جور سے خلافت کے بالاتفاق زیادہ حق دار تھے۔''

ان حوالہ جات مذکورہ بالا سے ثابت ہوا کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ نہ یزید کو خلیفہ راشد سمجھتے تھے اور نہ ہی ابن زبیر رضی اللہ عنہ سے خلافت کا زیادہ مستحق جانتے تھے بلکہ اثارتِ فتنہ وخونریزی سے بچنے کی بناء پر باوجود فسق وفجور کے یزید کو قبول کیا تھا اور یہ ان کا اپنا اجتہاد تھا دوسرے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا اجتہاد یہ تھا کہ اس فاسق وظالم کے خلاف خروج کیا جائے۔ اور یہ ان کا اختلاف ہوائے نفسانی کی بناء پر نہ تھا بلکہ شرعی اصول کی روشنی میں جس کو جو بات حق نظر آتی اس پر عمل پیرا ہو گیا۔ لہٰذا تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے متعلق نیک گمان رکھنا اور بدگمانی وتنقیص سے بچنا ضروری ہے۔

صحابہ کرام کا اختلاف از روئے اجتہاد تھا نہ کہ از روئے عناد

امام ربانی مجدد الف ثانی شیخ احمد سرہندی رحمہ اللہ کا بیان ہدایت نشان!

''اور وہ اختلافات جو اصحاب پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام کے درمیان واقع ہوئے تھے وہ نفسانی خواہشوں سے نہ تھے کیونکہ ان کے نفس تزکیہ پا چکے تھے اور امارگی سے اطمینان کے درجے کو پہنچ چکے تھے اور ان کے سب ارادے شریعت کے تابع ہو گئے تھے بلکہ وہ اختلاف حق کے بلند کرنے کے لیے اجتہاد پر مبنی تھا پس ان کے خطا کار کے لیے اللہ تعالیٰ کے نزدیک ایک درجہ ہے اور مصیب کے لیے خود دو درجے ثابت ہیں پس زبان کو ان کے گلہ سے روکنا چاہیے اور سب کو نیکی سے یاد کرنا چاہیے۔ (مکتوب نمبر ۸، ص ۱۷۸، دفتر نمبر ۱)

معیار حق وصداقت حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ یا یزیدی ٹولہ؟

ہمارے نزدیک صحابہ کرام رضی اللہ عنہم معیار حق ہیں ہم تو سب کو ہدایت اور رُشد کے تابندہ ستارے سمجھتے ہیں۔ جیسے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما معیار حق ہیں۔ ایسے ہی حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ اور حضرت ابن الزبیر رضی اللہ عنہ بھی معیار حق ہیں ان سب کو معیار ماننے میں کوئی اشکال نہیں۔ مگر آپ کے لیے بہت بڑا اشکال ہو جائے گا۔ کیونکہ آپ یا تو یزیدیوں کو معیار حق مانیں گے یا حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ کو۔ دونوں کو

معیار نہیں مان سکتے کیونکہ ان دونوں کے نظریہ و کردار میں تضاد پایا جاتا ہے مثلاً حضرت عبداللہ بن الزبیر رضی اللہ عنہما کی شخصیت کو آپ لے لیں کہ یزیدی ان کی سخت بدگوئی کرتے تھے اور آج بھی کرتے ہیں۔ مدینہ کا امیر عمر بن سعید ان کو عاصی (گنہگار) فار بدم (قتل کر کے بھاگنے والا) اور (خیانت کار) قرار دیتا ہے۔ (دیکھو مشکوٰۃ ص ۲۳۸، باب حرم مدینہ) اور حجاج ابن یوسف ان کو عدو اللہ (اللہ کا دشمن) کہتا ہے۔ (مشکوٰۃ ص ۵۵۲، باب مناقب قریش)

مگر حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ کا طرزِ عمل اس کے بالکل منافی اور مخالف ہے وہ حضرت ابن الزبیر رضی اللہ عنہ کی پرزور تعریف اور مدح فرماتے ہیں۔ چنانچہ مسلم شریف کی اس روایت کو ملاحظہ فرمائیں جس میں ہے کہ حجاج بن یوسف ظالم جابر نے ان کو شہید کر کے برسر عام سولی پر لٹکا دیا۔ جب حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کا وہاں سے گزر ہوتا ہے تو ان کے قدم آگے بڑھنے سے رک جاتے ہیں ان کے پاس کھڑے ہو کر ان پر درود کے الفاظ سے سلام پیش کرتے ہیں۔

''السلامُ علیكَ اَبَاخُبیب۔ تین بار سلام پیش کرنے کے بعد بطور اظہار حسرت اور افسوس فرماتے ہیں: اَما واللہ لقد کنت انہاك عن ھذا۔ اللہ کی قسم اس ہلاکت کی وجہ سے میں تمہیں منع کرتا رہا۔ تین بار فرما کر پھر ان الفاظ سے ان کی تعریف و عظمت شان بیان فرماتے ہیں: واللہ ان کنت ماعلمتُ صوامًا قوامًا وصولاً للرحم۔ اللہ کی قسم جہاں تک مجھے علم ہے آپ بہت روزے رکھنے والے اور رات کو بہت قیام کرنے والے اور بہت زیادہ صلہ رحمی کرنے والے تھے۔ یہ الفاظ ہیں جو کہ حسب حال جملہ انسانی کمالات پر مشتمل ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے ساتھ جو بندگی اور عبادت کا تعلق ہے اس کا تذکرہ بھی ہو گیا اور انسانی حقوق کا ذکر بھی فرما دیا کہ آپ نے نہ اللہ تعالیٰ کے حقوق میں کوئی کوتاہی کی اور نہ بندوں کے حقوق میں کوئی کوتاہی کی۔ کمالات ذکر کرنے کے بعد حضرت ابن الزبیر رضی اللہ عنہ کے دشمنوں کی شدید مذمت فرماتے ہوئے فرمایا: لَاُمَّۃٌ اَنتَ شرھا لَاُمَّۃُ سوءٍ۔ وہ جماعت جس کے نزدیک تو برا ہے یعنی جو تجھے برا کہتی ہے وہ یقیناً بری جماعت ہے۔ یزیدیوں کے بارے میں حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ کا یہ فتویٰ ہے کہ جو ابن الزبیر رضی اللہ عنہ کو برا کہنے والے ہیں وہ برے لوگ ہیں شاید کوئی کہہ دے کہ یہاں ایک دوسری روایت میں لَاُمَّۃٌ خَیرٌ آتا ہے ''کہ وہ بہت اچھے لوگ ہیں۔'' جواب ظاہر ہے کہ یہ بطور استہزاء اور تہکم کے ہے یعنی بطور تمسخر کے ہے۔ جیسا کہ کسی نے کہا ہے کہ: بَلَدٌ ابُویزید شَرّ اھلھا نعم البلد۔ وہ شہر جس کے رہنے والوں کے نزدیک ابا یزید بسطامی برا آدمی ہے وہ کیا ہی اچھا شہر ہے۔

بتایئے آپ کا حضرت عبداللہ بن الزبیر رضی اللہ عنہما کے متعلق کیا نظریہ ہے بوجہ یزید خلیفہ راشد کی بیعت نہ کرنے کے عاصی اور باغی، اللہ کے دشمن ہیں یا کہ حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کے جلیل القدر فرزند حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کے فرمان کے مطابق ان کو برا کہنے والا اُمۃ سوء۔ برا ٹولہ ہے؟

عباسی عقائد پر ایک اجمالی نظر

کوئی مذہب بھی ہو خواہ حق ہو یا باطل اس کے کچھ بنیادی اور اساسی عقائد ہوتے ہیں۔ جن پر سارے مذہب کی عمارت قائم ہوتی ہے ان عقائد پر یہ بحث کی جاتی ہے کہ یہ عقیدہ حق ہے یا باطل؟ مگر اس بحث کی قطعاً کوئی گنجائش نہیں ہوتی۔ یہ عقیدہ اس مذہب کا ہے یا نہیں؟ کیونکہ وہ تو اس مذہب کا بنیادی اور اساسی عقیدہ ہے جس پر مذہب کی تعمیر ہوئی ہے مثلاً عقیدۂ امامت شیعہ مذہب کا ایک بنیادی عقیدہ ہے جس کو وہ توحید ورسالت کی طرح اصول دین میں شمار کرتے ہیں۔ یہ بحث تو ہوتی رہتی ہے کہ یہ عقیدہ صحیح نہیں اور اس پر قرآن وسنت سے کوئی دلیل نہیں۔ لیکن یہ کوئی ذیعقل شیعہ مذہب سے واقف شخص نہیں کہہ سکتا کہ عقیدہ امامت شیعہ مذہب کا بنیادی مسئلہ ہی نہیں۔ اسی طرح خارجیوں کا یہ عقیدہ ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ خلیفہ برحق اور خلیفہ راشد نہ تھے۔ اسی وجہ سے حضرت علی رضی اللہ عنہ کی تنقیص وتوہین کرتے ہیں یہ تو کہا جا سکتا ہے کہ یہ عقیدہ باطل ہے مگر کوئی خارجی مذہب سے واقفیت والا شخص یہ نہیں کہہ سکتا کہ یہ عقیدہ باطل ہے، کوئی خارجی مذہب سے واقفیت والا شخص یہ نہیں کہہ سکتا کہ خوارج کا یہ عقیدہ نہیں بلکہ وہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کو خلیفہ برحق مانتے ہیں۔ الغرض بعض نظریات ضروریات مذہب سے ہوتے ہیں۔ ان کا انکار دراصل اس مذہب کا انکار ہوتا ہے۔ مذہب اہل سنت والجماعت کو دیکھ لیں کہ ان کے بنیادی عقائد میں سے ایک عقیدہ خلافت راشدہ کا ہے کہ وہ خلفاء اربعہ یعنی امام الخلفاء حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ، حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ، حضرت عثمان ذوالنورین رضی اللہ عنہ، حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی خلافت کو خلافتِ راشدہ مخصوصہ منصوصہ اور موعودۂ قرآن قرار دیتے ہیں اور اس عقیدے کو ضروریاتِ مذہب اہل سنت سے گردانا گیا ہے۔ اس کے منکر کو رافضی اور خارجی یقین کرتے ہیں۔ اس عقیدے کی امام الہند حضرت شاہ ولی اللہ رحمہ اللہ نے بہت تاکید فرمائی ہے۔ اور اس کو من وجہ اصول دین میں شمار فرمایا ہے۔ چنانچہ فرماتے ہیں:

> ''کہ بعلم یقین دانستہ شد کہ اثبات خلافت ایں بزرگواراں اصل است از اصول دین تا وقتیکہ ایں اصل را محکم نہ گیرند ہیچ مسئلہ از مسائل شریعت محکم نشود۔ (ترجمہ) اس ضعیف کے دل میں خدا نے ایک علم پیدا کیا جس سے یقین کے ساتھ معلوم ہوا کہ خلافت ان بزرگوں (چار

یار رضی اللہ عنہم) کی ایک اصل ہے اصول دین سے۔ جب تک لوگ اس اصل کو نہ پکڑیں گے تو کوئی مسئلہ مسائل شریعت سے مضبوط نہ ہوگا''۔ (ازالۃ الخفاء حصہ اول، ص ۸)

پس خلافت راشدہ کا عقیدہ اہل سنت کا اجماعی تحقیقی عقیدہ ہے۔ اہل سنت سورۂ نور کی آیت استخلاف اور سورۂ حج کی آیت تمکین کی بنیاد پر بوجہ مہاجرین صحابہ ہونے کے صرف خلفاء اربعہ ہی کو قرآن کے موعودہ خلفائے راشدین مانتے ہیں اور سنی یا اہل سنت کہلانے کے لیے اس عقیدہ کو لازمی قرار دیتے ہیں۔ خلفائے ثلاثہ کی خلافت کے منکر کو شیعہ اور رافضی اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کی خلافت کے منکر کو خارجی قرار دیتے ہیں۔

عباسی ٹولے کی ستم ظریفی

بے شک اس عقیدہ خلافت راشدہ میں رافضی بھی ہمارے خلاف ہیں اور خارجی بھی مگر شیعہ اپنے آپ کو اہل سنت نہیں کہلاتے۔ ان کا مذہب بھی جدا اور نام و لقب بھی علیحدہ ہے اور ان کا کلمہ ایمان و اسلام بھی جدا ہے۔ مگر موجودہ فرقہ عباسیہ ایک ایسا فرقہ ہے کہ عقائد تو خارجیوں کے اور نام اہل سنت کا یعنی عقیدہ خلافت راشدہ کو مجروح کرنے کے بعد بھی اپنے آپ کو اہل سنت بلکہ امام اہل سنت سمجھتے ہوئے نہیں شرماتے۔ اس طریق کار سے سنی مذہب کی بدترین تحریف اور تمام علماء کرام اہل سنت کی تجہیل و تحمیق بلکہ تکذیب لازم آتی ہے اور اس مقدس نام و لقب اہل سنت والجماعت کی توہین و تذلیل ہوتی ہے۔ اس دھاندلی کی مثال ڈھونڈے سے بھی نہیں ملتی۔ سوا اس کے کہ مشرکین عرب مذہب ابراہیمی کے مدعی تھے مگر ملت ابراہیمیہ سے ان کو دور کی نسبت بھی نہ تھی بلکہ وہ لوگ ملت ابراہیمیہ کے بدترین محرف تھے۔ یہی حال عباسی فرقہ کا ہے کہ اپنے کو سنی و اہل سنت کہلاتے ہیں مگر مذہب اہل سنت کے بدترین محرف ہیں۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ کی خلافت راشدہ اور عباسی ٹولہ

علامہ محمود احمد عباسی صاحب فرماتے ہیں کہ جب چوتھا موقع آیا اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کو خلافت ملی تو بیعت کی تکمیل نہ ہوسکی اور جس پارٹی نے بلوہ کر کے یہ خلافت قائم کرائی اس کا ایسا عمل و دخل رہا کہ ان کی خلافت ہی کو ناکام بنا دیا۔ (حقیقت خلافت و ملوکیت، ص ۳۱)

حضرت علی رضی اللہ عنہ کو اپنی بیعت کی تکمیل میں ناکامی ہوئی۔ (ص ۱۹)

اس لیے حضرت علیؓ کی خلافت کی آئینی حیثیت ان کی شہادت تک معرض بحث رہی۔ (ایضاً ص ۱۰۱)

چنانچہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے مقتول ہونے تک آئینی بیعت نہیں کی گئی۔ (ص ۱۳۶)

اور ندیم صاحب کے ممدوح ثانی مولوی عظیم الدین صاحب جو کہ عباسی صاحب کو شیخ الاسلام اور امام اہل سنت قرار دیتے ہیں اپنی رسوائے زمانہ کتاب ''حیات سیدنا یزید'' میں لکھتے ہیں:

''حضرات خلفائے راشدین حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ، حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ، حضرت عثمان ذوالنورین رضی اللہ عنہ، اور حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نیز دیگر خلفائے بنی امیہ کی خوش نصیبی کہ انہیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئی کا مصداق ہوکر دین اسلام کو سرسبز رکھنے کی توفیق ملی''۔(ص ۱۵۹)

یہاں حضرت علی رضی اللہ عنہ کا نام اس پیشگوئی کے تحت حذف کر دیا گیا ہے۔

ایسا ہی عہد مرتضوی کے عنوان کے تحت لکھا ہے:

''چونکہ علی رضی اللہ عنہ کا صحابی ہونا محتاج تعارف نہیں اس لیے لازماً تسلیم کرنا پڑے گا کہ آپ حضرات خلفائے راشدین سیدنا حضرت ابوبکر سیدنا عمر رضی اللہ عنہ سیدنا عثمان سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ نیز دیگر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی طرح أولئك هم الراشدون میں بھی شامل ہیں اس لیے اگر حسب سابق پر امن حالات ہمعصر امت کی حمایت سے خلافت ملتی تو یقیناً آپ بھی صحابی راشد کی طرح اسلامی خلافت کی ذمہ داریوں سے بحسن وخوبی عہدہ برآ ہو سکتے تھے۔نوبت بایں رسید کہ آخری دم تک آپ کی خلافت ہمعصر امت کی نگاہ میں نزاعی مسئلہ بنی رہی اور ایک لاکھ مسلمانوں کے خون کی ارزانی کے باوجود اسے استحکام نصیب نہیں ہوسکا بلکہ دائرہ حکومت آدھے سے بھی کم ہوکر رہ گیا۔آہ۔(ملخصاً ص ۱۷۲)

مندرجہ بالا عبارات اپنے مدعا ''نفی خلافت راشدہ حضرت علیؓ'' میں بالکل واضح ہیں کسی توضیح وتشریح کی محتاج نہیں۔جناب عباسی صاحب کے حواری بتلائیں کہ کیا اہل سنت والجماعت کا عقیدہ خلافت راشدہ یہی ہے؟ اگر یہی ہے تو ثابت کریں ورنہ اس مقدس نام ولقب کو خدا کے لیے رسوا کرنا چھوڑ دیں۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ اور حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کا باہم تقابل وتفاضل

چونکہ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سابقین اولین مہاجرین عشرہ مبشرہ اور خلفائے راشدین میں سے ہیں۔اس لیے حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ پر جو کہ فتح مکہ کے مسلمانوں میں سے ہیں یقیناً اہل سنت والجماعت کے نزدیک بنا بر نصوص قرآنیہ افضل واعلیٰ ہیں اس مسئلہ میں تو کسی قسم کے شک وشبہ کی گنجائش ہی نہیں۔دوسرا مسئلہ یہ ہے کہ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ اور حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے مابین جو جنگ وجدال وقتل وقتال ہوا جسے مشاجرات صحابہ رضی اللہ عنہم سے تعبیر کیا جاتا ہے اس میں اہل سنت کے نزدیک چونکہ دونوں بزرگ مجتہد صحابی ہیں۔حضرت علی رضی اللہ عنہ کا مجتہد ہونا تو ظاہر ہے کہ وہ خلیفہ راشد ہیں جن کی پیروی کا

حضور اکرم ﷺ نے حکم دیا ہے۔ عَلَیْکُمْ بِسنتی وسنۃ الخلفاء الراشدین المھدیین۔ ’’تم پر میری سنت اور میرے خلفائے راشدین کی سنت کی پیروی لازم ہے۔‘‘

اگر کسی کو حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے مجتہد ہونے میں شک وشبہ ہو تو اس کے ازالہ کے لیے اتنی بات کافی ہے کہ حضرت عبداللہ بن عباس سے کہا گیا: ھَلْ لَکَ فی امیر المومنین معاویۃ رضی اللہ عنہ مَا اَوْتَرَ اِلَّا وَاحِدَۃً قَالَ اَصَابَ اِنَّہٗ فَقِیْہٌ (مشکوٰۃ شریف، ص ۲۱۲)۔ (ترجمہ) امیر المومنین حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے بارے میں آپ کی کیا رائے ہے وہ تو صرف ایک ہی رکعت وتر پڑھتے ہیں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا ٹھیک کرتے ہیں کیونکہ وہ فقیہ یعنی مجتہد ہیں۔ بہرحال صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے نزدیک حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ بھی مجتہد تھے لہٰذا ان حروب وقتال کا سبب ہوائے نفسانی اور خواہش اقتدار تو ہو ہی نہیں سکتا سب کا مقصد رضائے الٰہی اور احیائے دین تھا البتہ اہل سنت دلائل و براہین کی روشنی میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کو ان اختلافات ونزاعات میں صواب پر جانتے ہیں اور حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو خطا پر، مگر چونکہ یہ خطا اجتہادی ہے اس لیے یہ گناہ نہیں بلکہ ایک درجہ ثواب ان کو بھی نصیب ہو جائے گا۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ کے مصیّب و افضل ہونے پر دلائل

قال رسول اللہ ﷺ یکون امتی فرقتین فیخرج من بینھم مارقۃ یملی قتلھم اولٰھم بالحق۔ (رواہ مسلم مشکوٰۃ، ص ۳۰۷)

① رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میری امت دو فرقوں میں تقسیم ہو جائے گی اور ان کے درمیان سے ایک تیسرا فرقہ نکلے گا (فرقہ خارجیہ) تو اس فرقہ مارقہ کو وہ جماعت قتل کرے گی جو حق کے بہت قریب ہوگی چونکہ خوارج کو قتل کرنے والے حضرت علیؓ ہیں اس لیے وہ بہ نسبت حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے حق کے بہت قریب ہیں۔

② مشکوٰۃ شریف ص ۵۳۵ پر ان ہی خوارج کے حالات میں ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا کہ: یخرجون علی خیر فرقۃٍ من الناس، یعنی تمام فرقوں میں سے بہتر فرقہ پر خروج کریں گے۔ تو اس سے بھی حضرت علی رضی اللہ عنہ کی خیریت و افضلیت بلاشبہ ثابت ہو جاتی ہے۔ ③ قال صلی اللہ علیہ وسلم لعمار تقتلک الفئۃ الباغیۃ، آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اے عمار تجھے باغی جماعت قتل کرے گی۔ اس کے تحت علامہ نووی رحمہ اللہ شرح مسلم میں لکھتے تھے:

قال العلماء ھذا الحدیث حجۃٌ ظاھرۃٌ فی اَنّ علیًا کان مُحِقًّا مُصِیبًا

و الطائفة الاخریٰ بُغاةٌ لکنهم مجتهدون فَلَا اِثْمَ علیهم۔

(شرح مسلم، ج ۲، ص ۳۹۶)

علماء نے فرمایا کہ یہ حدیث ظاہر حجت ہے اس بات پر کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ مصیب اور حق پر تھے اور دوسری جماعت باغی تھی چونکہ وہ بھی مجتہدین کی جماعت تھی اس لیے ان پر کوئی گناہ نہیں۔

ایک تاریخ کا بھی حوالہ پڑھ لیجیے، ابن خلدون فرماتے ہیں:

انما اختلف اجتهادهم فی الحق منها اقتلوا علیه واِنْ کان المصیب علیًا فلم یکن معاویةٌ قائمًا فیها لقصد الباطل انما قصد الحق واخطاء والکل کانوا فی مقاصدهم علی حقٍ (ص ۱۷۱، بحوالہ شهید کربلا، ص ۶۲)۔

''حقیقت یہ ہے کہ حق کے بارے میں ان کا اجتہاد مختلف ہوگیا تو اس پر لڑ پڑے اگرچہ صواب پر حضرت علی رضی اللہ عنہ تھے لیکن حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ بھی کسی برے قصد یا باطل پسندی سے کھڑے نہیں ہوئے تھے جذبہ ان کا بھی حق طلبی اور حق بحقدار کا تھا۔ لیکن اس میں ان سے خطاء فکری ہوئی ورنہ فریقین کل کے کل اپنے مقاصد میں حق پر تھے۔ (یعنی ان میں سے کسی کو اہل باطل نہیں کہہ سکتے)۔''

''عباسی نظریہ'' علامہ عباسی صاحب اور مولوی عظیم الدین صاحب کا کلام پہلے ملاحظہ کر چکے کہ وہ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے نام نامی کو خلفائے راشدین کی فہرست میں دیکھنا نہیں چاہتے جب بھی خلفائے راشدین کو شمار کرتے ہیں تو حضرت علی رضی اللہ عنہ کا نام درمیان سے حذف کر دیتے ہیں۔ علاوہ ازیں ایک اور عبارت بھی ملاحظہ فرمالیجیے۔

عباسی صاحب لکھتے ہیں کہ:

''چنانچہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے مقتول ہونے تک آئینی بیعت نہیں کی گئی۔ (ص ۱۳۶) اور حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے بارے میں لکھا ہے کہ:

''حضرت علی رضی اللہ عنہ کے مختصر سے ایام فتن کے بعد اللہ تعالیٰ نے اپنی رحمت سے توفیق دی کہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ امیر المومنین صلوات اللہ علیہ پر امت نے اجماع کرلیا۔ (ایضاً، ص ۱۳۷)

حضرت علی رضی اللہ عنہ کے نام کے ساتھ مقتول اور حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے نام کے ساتھ امیر المومنین صلوات اللہ علیہ کے الفاظ کس حقیقت کی طرف غمازی کر رہے ہیں؟ ''فاعتبروا یااولی الابصار۔''

حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ اور یزید کا توازن

اس موضوع پر علامہ عباسی کا عندیہ معلوم کرنے کے لیے حکیم الاسلام حضرت قاری محمد طیب صاحب مہتمم دارالعلوم دیوبند کا مختصر سا تبصرہ کافی ہے۔ حضرت قاری صاحب کی شخصیت اگرچہ جناب ندیم صاحب کے نزدیک معتمد علیہ نہیں لیکن ہم ان کو حکیم الاسلام جانتے ہیں۔ حضرت موصوف فرماتے ہیں کہ:

عباسی صاحب کا مطمح نظر چونکہ یزید کو خلیفہ برحق بلکہ عمر ثانی دکھلا کر اس کا ذاتی اور سیاسی کردار بے عیب ظاہر کرنا تھا تو اس کا لازمی نتیجہ یہی تھا کہ اس کے مدمقابل سیدنا حسین رضی اللہ عنہ کو جو یزید کو اس کے فسق و بے اعتدالی کی وجہ سے کسی طرح گوارہ نہیں فرماتے تھے۔ ذاتی اور سیاسی کردار کے لحاظ سے پست اور اخلاق و اوصاف کے لحاظ سے داغدار ثابت کیا جاتا ''معاذ اللہ'' ورنہ اس تقابل کے ہوتے ہوئے اگر وہ ذرہ بھی حضرت حسین رضی اللہ عنہ کے مناقب کے بارے میں لچک ظاہر کرتے تو یزید کے دعویٰ کردہ تقویٰ و طاہرت کی خیر نہ تھی۔ اس لیے انہوں نے اس میزان کے دو پلوں میں ان دونوں کو بٹھلا کر یزید کا پلہ تو اخلاقی و عملی خوبیوں سے وزن دار بنا کر جھکا دیا اور حضرت حسین رضی اللہ عنہ کا پلہ فضائل و مناقب اور عام اخلاقی عملی خوبیوں سے خالی اور بے وزن دکھلا کر اوپر اٹھا دیا تاکہ امت کا وہ ذہن بدل جائے جو اب تک اس کے برعکس قائم شدہ تھا۔ (شہید کربلا و یزید، ص ۱۱)

کیا اس نظریہ کے متعلق یہ تصور کیا جا سکتا ہے کہ یہ بھی کوئی سنی نظریہ ہے بلکہ یہ ملعونہ، مبغوضہ، مغضوبہ نظریہ کسی خبیث الفطرت، شریر النفس شقی ازلی خارجی بدبخت کا ہی ہو سکتا ہے۔ کیونکہ اہل سنت حضرت حسین رضی اللہ عنہ کو جنت کے جوانوں کا سردار جانتے ہیں۔ یزید پلید از سعادت بعید کو حضرت حسین رضی اللہ عنہ کے ساتھ کیا نسبت ہو سکتی ہے؟

عباسی کا حضرت حسین رضی اللہ عنہ کی صحابیت پر سوقیانہ حملہ

عباسی صاحب لکھتے ہیں کہ اتنی چھوٹی سی سن تمیز کی عمر نہیں ہوتی بعض ائمہ نے تو ان کے بڑے بھائی حضرت حسن رضی اللہ عنہ کو جو ان سے سال بھر کے قریب بڑے تھے زمرۂ صحابہ رضی اللہ عنہم کے بجائے تابعین میں شامل کیا۔ (خلافت معاویہ و یزید، ص ۱۴۶)

اہل سنت کے نزدیک حضرت حسن و حضرت حسین رضی اللہ عنہما یقیناً صاحب روایت و درایت پہلے طبقہ کے

صحابی ہیں ان کی صحابیت کو مشکوک بنانا مجروح کرنا اور محبوب ترین صحابی نواسہ رسول ﷺ جگر گوشہ بتول کی سخت توہین و تنقیص شان ہے۔ اعاذنا اللہ تعالیٰ من ذٰلك۔

ندیم صاحب کی تلبیس مزید

رسالہ ''عبدالمجید ندیم اور یزیدیت'' کی اشاعت کے بعد ۱۰/اپریل ۱۹۸۱ء کا جمعہ مولانا عبدالمجید صاحب ندیم نے سمن آباد لاہور کی جامع مسجد میں پڑھایا ہے۔ وہاں ایک دینی مدرسہ کے بعض طلبہ نے اپنے سوالنامہ میں ان سے زیر بحث مذکورہ رسالہ کے متعلق استفسار کیا تھا جس کا جو جواب اُسی دن ندیم صاحب نے ان طلبہ کو تحریری طور پر دیا ہے۔ اس کے بعض ضروری اقتباسات حسب ذیل ہیں:

① آپ کے سوالنامہ میں جس پمفلٹ کا حوالہ دیا ہے وہ میری نظر سے گزرا ہے۔ میرے ایک جوابی مکتوب کو بنیاد بنا کر میرے کرم فرماؤں نے خودساختہ تاویلوں اور من پسند مفہوم نکال کر داستان سرائی کرتے ہوئے دل کی بھڑاس نکالی ہے۔

② آپ میرے اس مکتوب کو بار بار پڑھیں اور پھر فیصلہ دیں کہ کونسی بات اس میں خارجیت کے موقف کے مطابق ہے؟ کیا یہ کہنا خارجیت ہے کہ صحابی رسول ﷺ کسی زانی، شرابی، قاتل، سفاک اور درندے کو کبھی حاکم نہیں مان سکتے؟

③ میرے نزدیک خارجی ہوں یا سبائی رافضی دونوں ملعون ہیں میں اب ابھی کہتا ہوں کہ ۳۵ھ کے بعد کے پُرپیچ حالات کے ضمن میں کسی نقطہ نظر کے قائم کرنے سے پہلے یہ سوچ لیں کہ کہیں آپ سبائی پروپیگنڈہ کا شکار تو نہیں ہو رہے؟ حضرت قاری طیب صاحب ہمارے بزرگ ہیں لیکن حضرت مولانا رشید احمد صاحب گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ کی ثقاہت بھی تو قابل التفات ہے نا۔ یہ تو حضرت قاری صاحب موصوف نے بھی لکھا ہے کہ اس وقت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سمیت اکثر صحابہؓ نے ابن معاویہ رضی اللہ عنہ کی بیعت کر لی تھی ان معاملات میں بہت زیادہ احتیاط کی ضرورت ہے۔ جذباتیت اور انتہا پسندی انتہائی خطرناک ہے۔ اس ضمن میں ہمارے اسلاف کا مؤقف توقف بہت ہی پسندیدہ اور منصفانہ ہے۔

الجواب نمبر ۱: آپ نے چونکہ سائل کے جواب میں خارجیوں کی بعض کتابیں پڑھنے کی ترغیب دی تھی اس لیے آپ کو خارجیت کا حامی قرار دیا گیا ہے۔ چنانچہ حضرو ضلع اٹک سے غلام نبی صاحب بٹ آئرن مرچنٹ نے آپ کی خدمت میں جو پہلا خط بھیجا تھا اس میں انہوں نے لکھا ہے کہ:

گفتگو کے دوران احقر نے آپ کی خدمت میں عرض کی تھی کہ حضرت! آج لوگ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی ذات اقدس میں بہت کچھ بکواس کرتے ہیں۔تو آپ نے فرمایا تھا کہ کراچی سے یہ دو کتابیں منگوا کر آپ بھی پڑھیں اور لوگوں کو بھی پڑھائیں۔عبدالقیوم صاحب شملوی نے آپ کی خدمت میں کاغذ اور قلم پیش کیا تھا کہ جناب ان دو کتابوں کے نام لکھ کر دیدیں تو جناب نے ایک کتاب (خلافت یزید بن معاویہ) اور دوسری کتاب ''حیات سیدنا یزید'' لکھ کر دے دی تھی کہ یہ دو کتابیں سلیم اللہ کراچی سے منگوالیں۔تلاش کرنے پر (خلافت یزید نامی کتاب تو نہ مل سکی۔البتہ ایک اور کتاب (شہید کربلا اور یزید) نامی میں حضرت قاری محمد طیب صاحب آپ کی بتائی ہوئی کتاب (عباسی صاحب کی) اہل سنت کے خلاف اور خارجی ذہن کی تصنیف شدہ باور کر رہے ہیں۔''حیات سیدنا یزید'' نامی کتاب پر سرسری نظر ڈالی۔مولانا عظیم الدین صدیقی صاحب، محمود عباسی صاحب کو شیخ الاسلام، امام اہل سنت کہتے ہیں۔ صدیقی صاحب کی متذکرہ کتاب پڑھ کر سخت پریشان ہو چکا ہوں۔

اس میں ندیم صاحب نے سہواً کتاب خلافت معاویہ و یزید کی بجائے ''خلافت'' ''یزید بن معاویہ'' لکھا ہے۔ ورنہ ان کی مراد اس سے محمود احمد صاحب عباسی کی کتاب ''خلافت معاویہ رضی اللہ عنہ و یزید'' ہی تھی جیسا کہ بٹ صاحب کے خط سے واضح ہوتا ہے۔

اب ندیم صاحب سے ہمارا سوال یہ ہے کہ کیا محمود احمد صاحب خارجی نہیں تھے اور ان کے شاگرد مولوی عظیم الدین صاحب خارجی نہیں ہیں؟ اہل سنت والجماعت کا یہ ایک اجماعی عقیدہ ہے کہ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ چوتھے خلیفہ راشد ہیں لیکن عباسی صاحب نہ آپ کو خلیفہ راشد مانتے ہیں اور نہ آپ کی خلافت کو خلافت نبوت تسلیم کرتے ہیں۔ چنانچہ حضرت عثمان ذوالنورین رضی اللہ عنہ کے قصاص اور بیعت رضوان کی بحث میں لکھتے ہیں کہ: '' اور یہ بیعت جو ان کے قصاص خون کی اب لی جا رہی ہے، درحقیقت اسی مظلومیت کی شہادت کا قصاص لینے کی ہے جس کے نتیجہ میں خلافت نبوت کا خاتمہ ہو کر اخوت واتحاد و ایتلافِ ملتِ کا شیرازہ بکھر گیا۔ ملاحظہ ہو: (تحقیق مزید بہ سلسلہ خلافت معاویہ و یزید ص ۸۳)۔ (۲) حضرت علی رضی اللہ عنہ کی حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے مخالفت اس قدر نمایاں تھی کہ ان کے اعزہ و اقرباء ان کا مدینہ میں رہنا اس نازک وقت میں مناسب نہ سمجھتے تھے۔مگر اس سے یہ نتیجہ اخذ کرنے کا کہ وہ قتل کی سازش میں شریک تھے کوئی ثبوت نہیں ہے۔'' (ایضاً، ص ۸۴)

کیا ندیم صاحب کا بھی یہی عقیدہ ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی خلافت ،خلافتِ راشدہ اور خلافت نبوت نہیں تھی اور حضرت علی رضی اللہ عنہ اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ ایک دوسرے کے کھلم کھلا مخالف تھے؟

(۳) مولوی عظیم الدین صاحب بھی حضرت علی رضی اللہ عنہ کو خلیفہ راشد نہیں مانتے چنانچہ خلفائے راشدین کے ذکر میں چوتھے نمبر پر بجائے حضرت علی رضی اللہ عنہ کے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کا نام درج کیا ہے۔ چنانچہ لکھتے ہیں: حضرات خلفائے راشدین، حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ، حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ، حضرت عثمان ذوالنورین رضی اللہ عنہ، اور حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نیز دیگر خلفائے بنی امیہ کی خوش نصیبی کہ انہیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی پیش گوئی کا مصداق ہوکر دین اسلام کو سرسبز و بلند رکھنے کی توفیق ملی۔ ذٰلِكَ الْفَضْلُ مِنَ اللّٰهِ وَنِعْمَتُهٗ (حیات سید نا یزید ص ۱۵۹)۔

☆ مولوی عظیم الدین کے نزدیک حضرت علی رضی اللہ عنہ کی خلافت تو برائے نام تھی چنانچہ لکھتے ہیں:

> ''البتہ انہیں (یعنی حضرت علی رضی اللہ عنہ) اپنی پارٹی پر مسلسل تجربات کی روشنی میں کسی بھلائی کی توقع نہ تھی۔ انہیں مکمل طور پر یقین ہو چکا تھا کہ جس قوم کی بنیاد پر حاصل شدہ ''برائے نام'' خلافت کے دوران وہ ان کی اطاعت واعتماد حاصل کر سکنے میں کامیاب نہ ہو سکے۔ (ایضاً ص ۱۹۳)

حضرت گنگوہیؒ کا مسلک

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما اور دیگر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی بیعت یزید سے یزید کی صالحیت پر ندیم صاحب نے جو استدلال کیا ہے ہم اسکا اس رسالہ میں مدلل ابطال کر چکے ہیں۔ باقی رہا یزید کے بارے میں ندیم صاحب کا اپنے مسلک کو حضرت مولانا رشید احمد صاحب گنگوہی رحمہ اللہ اور اسلاف کے مسلک کے مطابق قرار دینا تو یہ بالکل فریب اور تلبیس ہے۔ کیونکہ حضرت گنگوہی رحمہ اللہ ہوں یا حضرت نانوتوی رحمہ اللہ، حضرت تھانوی رحمہ اللہ ہوں یا حضرت مدنی رحمہ اللہ، اور ان کے اسلاف حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی ہوں یا حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رحمہ اللہ یا ان کے سلف مجدد الف ثانی حضرت شیخ احمد سرہندی رحمہ اللہ سب یزید کو بجائے صالح کے فاسق اور پلید کہتے ہیں۔ چنانچہ فقیہ و محدث حضرت مولانا رشید احمد صاحب گنگوہی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

> بعض ائمہ نے جو یزید کی نسبت کفر سے کف لسان کیا ہے وہ احتیاط ہے کیونکہ قتل حسین رضی اللہ عنہ کو حلال جاننا کفر ہے۔ مگر یہ امر کہ یزید قتل کو حلال جانتا تھا۔ متحقق نہیں۔ لہٰذا کافر کہنے سے احتیاط رکھے مگر فاسق بیشک تھا (فتاوی رشیدیہ کامل ص ۴۹)۔

حضرت گنگوہی رحمہ اللہ نے جب صاف لکھ دیا ہے کہ: فاسق بیشک تھا'' تو فاسق کہنے میں تو اکابر نے توقف نہیں کیا۔ البتہ کافر کہنے اور لعن کرنے میں احتیاط سے کام لیا جائے۔ (ب) حضرت مولانا گنگوہی

قدس سرہ اپنی کتاب ''ہدایۃ الشیعہ'' میں تحریر فرماتے ہیں کہ:

مگر اجماع جیسا پانچ پہلوں پر ہوا تھا۔ یزید پر کونسا اجماع اہل حق ہوا تھا؟ وہ تو متغلب بزور ہو گیا تھا اور اجماع عوام کچھ معتبر نہیں۔'' (ص ۸۸)

مزید فرماتے ہیں:

مگر حضرت حسن رضی اللہ عنہ باوجود استطاعت حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کو اپنا حق دے بیٹھے تو البتہ ان کی جناب میں تو کچھ بہت ہی گستاخی تم کرو گے کہ انہوں نے بڑا سخت ظلم کیا ہے۔ معاذ اللہ اب حقیقت خلفائے خمسہ کی اور تغلب یزید پلید کا مثل آفتاب روشن ہو گیا۔ اگر کور باطن نہ سمجھے تو اس کا کیا قصور؟ (ایضاً ص ۸۸)

اب ندیم صاحب کے سامنے صرف دو ہی راستے ہیں یا تو حضرت گنگوہی قدس سرہٗ کے مسلک کو صحیح تسلیم کرتے ہوئے یہ تحریر دیدیں کہ: یزید بیشک فاسق اور پلید تھا۔ یا یزید کے بارے میں حضرات اکابر دیوبند کے تحقیقی مسلک سے بیزاری کا اعلان کرتے ہوئے محمود احمد صاحب عباسی کی تحریک کے کھلم کھلا علمبردار بن جائیں۔ وما علینا الا البلاغ۔ والسلام

خادم اہل سنت غلام یحییٰ ہزاروی

۲۹ / اپریل ۱۹۸۱ء [1]

قائد اہل سنت رحمہ اللہ کا دوسرا رسالہ بنام ''ندیم صاحب کی غلط بیانیاں''

اس کے ایک سال بعد قائد اہل سنتؒ سے استفادہ و استفاضہ کے نتیجہ میں مولانا غلام یحییٰ صاحب مرحوم نے دوسرا رسالہ شائع کیا، جس میں اس حوالہ سے مزید کافی کچھ معلومات قلمبند کر دی گئی تھیں، یاد رہے کہ مذکورہ کتابچہ حسبِ مصلحت مولانا محمد اسماعیل ہزاروی کے نام سے شائع ہوا تھا جو اس وقت جامعہ حنفیہ تعلیم الاسلام جہلم میں مدرس تھے، اس کے بعد لاہور جامعہ قاسمیہ رحمٰن پورہ میں منتقل ہو گئے ہیں۔

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ۔

نَحۡمَدُہٗ وَنُصَلِّیۡ عَلٰی رَسُوۡلِہٖ سَیِّدِنَا مُحَمَّد خاتم النبیینَ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصحابہٖ اَجمعین۔

---

[1] افاداتِ قائد اہل سنتؒ بقلم مولانا غلام یحییٰ ہزارویؒ / عبدالمجید ندیم اور یزیدیت / کُل صفحات ۳۶ / مئی ۱۹۸۱ء / ناشر تحریک خدام اہل سنت جہلم۔

گزشتہ ماہ ۱۴/دسمبر ۱۹۸۱ء کو حافظ عبدالرحمن قاسمی کی دعوت پر مولوی عبدالمجید صاحب ندیم جنرل سیکرٹری مجلس تحفظ حقوق اہل سنت پاکستان، خلافت راشدہ کانفرنس میں تقریر کرنے کے لیے چکوال تشریف لائے تو بعض خدام [1] نے حافظ عبدالرحمن صاحب موصوف سے کہا کہ ندیم صاحب کی بعض تحریرات کی بنا پر (جن سے یزید کی حمایت ثابت ہوتی ہے) ان کے خلاف دو رسالے:

① عبدالمجید ندیم اور یزیدیت

② بے معنی وضاحت

شائع ہو چکے ہیں جن میں ان سے مطالبہ کیا گیا ہے کہ اگر آپ یزید کے بارے میں حضرات اکابر دیوبند کا موقف صحیح سمجھتے ہیں تو یہ تحریر دے دیں کہ: یزید فاسق تھا لیکن آج تک انہوں نے کوئی ایسی تحریر نہیں دی۔ لہٰذا وہ اگر یہ تحریر دے دیں تو ان کی تقریر کرائی جائے ورنہ ان کو تقریر کرنے کا موقع نہ دیا جائے۔ قاسمی صاحب نے اس کے بعد ندیم صاحب سے بات کر کے یہ جواب دیا کہ انہوں نے ایک ''وضاحتی بیان'' شائع کیا ہے جو ان کی تقریر سے پہلے میں خود پڑھ کر سناؤں گا اور پھر وہ واضح طور پر اپنی تقریر میں یزید کے فاسق ہونے کا اقرار کریں گے۔ لیکن جب بعد از نماز عشاء حسب پروگرام جامع مسجد دارالعلوم حنفیہ میں ندیم صاحب کی تقریر ہوئی تو حافظ عبدالرحمن صاحب قاسمی موصوف نے ان کی تقریر سے پہلے مطبوعہ ''وضاحتی بیان'' پڑھ کر سنا دیا لیکن ندیم صاحب نے اپنی تقریر میں یزید کے فاسق ہونے کا کوئی اعلان نہ کیا۔ اور جب انہوں نے اپنی تقریر ختم کی تو اسی وقت بعض خدام نے فتاویٰ رشیدیہ ہاتھ میں لے کر حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی قدس سرہٗ کی یہ عبارت یزید کے بارے پڑھ کر سنائی کہ:

''کافر کہنے سے احتیاط رکھے مگر فاسق بے شک تھا۔''

اور کہا کہ ندیم صاحب آپ بھی یزید کو فاسق کہہ دیں لیکن ندیم صاحب نے یزید کے فاسق ہونے کا واضح اعلان نہ کیا اور صرف ''ٹھیک ہے، ٹھیک ہے'' کہہ کر اسٹیج سے اُتر آئے۔ پھر دو دن بعد ''موضع فم کسر'' نزد ڈھڈیال تحصیل چکوال میں ندیم صاحب کی تقریر ہوئی۔ تقریر کے دوران ان کو دو مرتبہ

---

[1] ان خدام میں سرفہرست حاجی محمد حنیف صاحب آف موضع چوہان، چکوال ہیں، جو ۱۹۸۱ء میں ٹیپ ریکارڈ لے جا کر شاہ صاحب کی تقریر محفوظ کر آئے تھے اور ان کے ساتھ بات چیت بھی کی تھی اور واپس آ کر مکمل روداد قائدِ اہل سنتؒ کے گوش گذار کر دی، تاوقت سطور محمد حنیف صاحب حیات ہیں۔ بڑھاپے کی منزلیں طے کر رہے ہیں مگر ان کا جماعتی جذبہ اور قائد اہل سنتؒ کے ساتھ وابستگی کا رشتہ آج بھی اپنے شباب پر ہے۔ چکوال کے تبلیغی جلسوں میں راقم کے ساتھ اکثر و بیشتر ملاقات رہتی ہے۔ سلفی

رقعہ دیا گیا کہ آپ یزید کے فاسق ہونے کا اعلان کریں۔ مگر انہوں نے واضح طور پر کہہ دیا کہ میں اس کا کوئی جواب نہیں دوں گا۔ ندیم صاحب نے جو ''وضاحتی بیان'' چکوال میں تقسیم کیا تھا اس کا متن حسب ذیل ہے:

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم۔

محترم مولانا عبد المجید ندیم شاہ صاحب سے میں نے گزارش کی کہ بعض ہم مسلک حضرات کے اعتراضات کے بعد ایسے جماعتی حلقوں میں بے چینی پائی جاتی ہے جو آپ اور آپ کی جماعت کے ساتھ مخلصانہ تعلق رکھتے ہیں۔ بہت بہتر ہو جو اگر آپ اپنی طرف سے ایک مختصر مگر ایسا جامع بیان جاری کر دیں جس سے صاف واضح ہو جائے کہ محمود احمد عباسی کے افکارِ باطلہ سے آپ کا کوئی تعلق نہیں ہے۔ تا کہ حلقہ احباب میں اضطراب رفع ہو جائے۔ مولانا موصوف نے میری اس تجویز پر جو تحریر دی ہے وہ پیش خدمت ہے، اللہ تعالیٰ ہم سب کو راہِ حق پر استقامت بخشے اور اپنے اسلاف کرام کے نقش قدم پر چلائے اور انہیں کے ساتھ محشور فرمائے۔ آمین (حضرت مولانا) سید حامد میاں غفرلہ

۲۶ رمحرم ۱۴۰۲ھ ۲۴ رنومبر ۱۹۸۱ء سہ شنبہ جامعہ مدنیہ کریم پارک راوی روڈ، لاہور

شاہ صاحب کی وضاحتی تحریر:

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم۔

مشاجراتِ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم، خلافت راشدہ سیدنا علی رضی اللہ عنہ اور واقعہ کربلا (وغیرہ) کے بارے میں ناچیز اپنے اکابر علماء حضرت شاہ ولی اللہ سے حضرت سید مدنی تک کی تحقیق کا متبع ہے، اور مذکورہ بالا امور میں انہیں حضرات نے جو مؤقف اختیار فرمایا میں اسی کو حق سمجھتا ہوں۔ محمود احمد عباسی کے غلط خیالات سے میرا کوئی تعلق نہیں۔ امید ہے کہ اس ضمن میں اب کوئی غلط فہمی باقی نہ رہے گی۔

سید عبد المجید ندیم

۲۴/۱۱/۸۱

لیکن بعد میں معلوم ہوا ہے کہ ندیم صاحب نے حضرت مولانا سید حامد میاں صاحب موصوف کی تحریر بھی کاٹ چھانٹ کر شائع کی ہے۔ چنانچہ حضرت مولانا صاحب موصوف نے یہ لکھا تھا کہ آپ ایسا بیان جاری کر دیں جس سے صاف واضح ہو جائے کہ محمود احمد عباسی کے افکار باطلہ اور اس کی گمراہ یزیدی

جماعت سے آپ کا تعلق نہیں ہے لیکن ندیم صاحب نے ''اس کی گمراہ یزیدی جماعت'' کے الفاظ کاٹ دیئے ہیں، جس سے ان کی خیانت ظاہر ہونے کے علاوہ یہ بھی ثابت ہو گیا کہ وہ گمراہ یزیدی جماعت کو نہیں چھوڑ سکتے۔ حضرت مولانا حامد میاں صاحب موصوف غالباً اصل بحث سے پورے طور پر واقف نہیں تھے ورنہ اپنی تحریر میں وہ ندیم صاحب سے واضح مطالبہ کرتے کہ:

آپ یہ تحریر دیدیں کہ...... ''یزید فاسق تھا۔''

اور اس تحریر سے ہی ندیم صاحب تا حال گریز کر رہے ہیں اور میرے مکرم استاذ حضرت مولانا غلام یحییٰ صاحب ہزاروی رحمۃ اللہ علیہ سابق صدر المدرسین جامعہ حنفیہ تعلیم الاسلام جہلم نے اپنے دونوں رسالوں میں اسی تحریر کا مطالبہ کیا تھا۔ چنانچہ دوسرے رسالہ: ''ندیم صاحب کی بے معنی وضاحت'' کے آخر میں ص ۲۴ پر حضرت الاستاذ مرحوم نے آخری گزارش کے تحت یہ لکھا تھا کہ:

''آخر میں ہم ندیم صاحب اور ان کی جماعت کے صدر مولانا عبدالشکور صاحب دین پوری سے گزارش کرتے ہیں کہ وہ واضح طور پر یزید کے بارے میں اپنے عقیدے کا تحریری اعلان کریں۔ یہ گومگو کی پالیسی صحیح نہیں ہے''۔ (مؤرخہ یکم جولائی ۱۹۸۱ء)

لیکن مولانا عبدالشکور دین پوری صدر اور ان کے سیکرٹری جنرل ندیم صاحب نے اب تک اس کا کوئی تحریری جواب نہیں دیا اور گومگو کی پالیسی پر ہی قائم ہیں۔ واللہ اعلم

بیعت رضوان اور عباسی نظریہ

ندیم صاحب نے اپنے وضاحتی بیان میں لکھا ہے کہ محمود احمد عباسی کے غلط خیالات سے میرا کوئی تعلق نہیں۔ یہ بیان بھی گول مول ہے۔ عباسی صاحب پاکستان میں یزیدیت اور خارجیت کے علمبردار ہیں۔ ان کی پارٹی تخریبی گمراہانہ لٹریچر پھیلا رہی ہے۔ یہ بھی ہوسکتا ہے کہ ندیم صاحب ان کے بعض غلط نظریات کو صحیح سمجھ کر ان کی تبلیغ کرتے رہیں۔ چنانچہ بیعت رضوان کے سلسلہ میں محمود احمد صاحب عباسی لکھتے ہیں: پھر اللہ تبارک وتعالیٰ نے قصاصِ عثمان کی اس بیعت کو پسند فرمایا۔ ذیل کی آیت نازل ہوئی:

اِنَّ الَّذِیْنَ یُبَایِعُوْنَکَ اِنَّمَا یُبَایِعُوْنَ اللہَ یَدُ اللہِ فَوْقَ اَیْدِیْھِمْ فَمَنْ نَّکَثَ فَاِنَّمَا یَنْکُثُ عَلٰی نَفْسِہٖ وَمَنْ اَوْفٰی بِمَا عٰھَدَ عَلَیْہُ اللہَ فَسَیُؤْتِیْہِ اَجْرًا عَظِیْمًا۔

''جو لوگ (اے رسول صلی اللہ علیہ وسلم) تم سے بیعت کر رہے ہیں وہ خدا سے بیعت کرتے ہیں خدا کا ہاتھ ان کے ہاتھوں پر ہے پھر جو عہد کو توڑے تو عہد توڑنے کا نقصان اسی کو ہے اور جو اس

بات کو جس کا اس نے خدا سے عہد کیا ہے پورا کرے تو وہ اس کو اجر عظیم دے گا۔''

اس علام الغیوب کو معلوم تھا کہ عثمان رضی اللہ عنہ اس موقع پر تو قتل ہونے سے بچ جائیں گے، مگر ایک دوسرے موقع پر انتہائی مظلومیت سے اسی قرآن مجید کی تلاوت کرتے شہید کر دیئے جائیں گے۔ جس میں یہ آیت سورہ فتح کی ہے اور یہ بیعت جوان کے قصاص خون کی اب لی جا رہی ہے درحقیقت اسی مظلومیت کی شہادت کا قصاص لینے کی ہے۔ جس کے نتیجہ میں خلافت نبوت کا خاتمہ ہو کر اخوت واتحاد و ایتلاف امت کا شیرازہ بکھر گیا۔ (تحقیق مزید، ص ۸۳)

ندیم بتقلید عباسی

مولوی عبدالمجید صاحب ندیم بھی بتقلید عباسی اسی غلط اور باطل نظریئے کی تشہیر کرتے ہیں۔ چنانچہ:

① اپنے جماعتی پمفلٹ ''مجلس تحفظ حقوقِ اہل سنت مشائخ اکابر کی نظر میں'' ص ۲۱ پر سنی شیعہ نصابِ دینیات برائے گورنمنٹ اسکولز پر تنقید کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

مگر ''سیرت عثمان رضی اللہ عنہ سے اس عظیم واقعہ کو حذف کر دیا گیا اس لیے کہ قصاصِ عثمان رضی اللہ عنہ کا مطالبہ نص قطعی کے مطابق ثابت ہوتا ہے جو دشمنانِ عثمان رضی اللہ عنہ کے لیے نا قابل برداشت ہے............۔

② ۱۹۸۰ء میں مسجد شانِ اسلام گلبرگ لاہور میں تقریر کرتے ہوئے بیعت رضوان کے سلسلہ میں ندیم صاحب نے کہا کہ:

> ''میرے عزیز دوستو! عثمان غنی رضی اللہ عنہ زندہ ہیں تو اللہ نے کیوں نہیں بتا دیا اپنے پیغمبر کو کہ گھبرانے کی ضرورت نہیں عثمان رضی اللہ عنہ ابھی آ رہا ہے اللہ نے اس لیے نہیں بتایا کہ یہ سن چھ ہجری کا واقعہ ہے جب حدیبیہ کی بیعت ہو رہی ہے۔''
>
> خدائے علیم و بصیر کو پتہ تھا کہ جب مظلوم سن ۳۵ ہجری کو شہید ہو گا مظلومیت کے ساتھ شہید ہو گا ...... سبائی تحریک کے ایجنٹ، یہودیت کے نمک خوار مدینہ پر یلغار کریں گے۔ مظلوم کو قصر خلافت میں ذبح کریں گے تو اس وقت عثمان رضی اللہ عنہ کے خون کا مطالبہ بلند ہو گا۔ خدا نے اس مطالبے کو منصوص بنانے کے لیے آج بیعت ہو لینے دی کہ جب عثمان رضی اللہ عنہ کے خون کا مطالبہ بلند ہو تو اس کو انتشار نہ کہا جائے منشائے قرآنی کہا جائے۔ انسانیت تدبر معاویہؓ زندہ باد کا نعرہ اس لیے لگاتی ہے کہ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے بعد حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے وہی بات کی جو حدیبیہ میں منصوص ہو چکی تھی اور چاہتے حضرت علی رضی اللہ عنہ بھی یہی تھے۔

③ اکتوبر ۱۹۸۱ء میں کامل پور موسیٰ ضلع اٹک کی تقریر میں بھی ندیم صاحب نے بیعت رضوان پر تبصرہ کرتے ہوئے یہی نظریہ پیش کیا ہے کہ خدائے قدوس نے جو واقعہ سن ۳۵ ہجری میں ہونے والا تھا اس پر وحی کی مہریں سن چھ ہجری کو لگا دیں کہ جب یہ شہید ہو جائے تو اس کے خون کا بدلہ نص قطعی کے مطابق ٹھہرے جب اس کے خون کے بدلے کے لیے مطالبے کی آوازیں اٹھیں تو...... منشائے قرآن کے مطابق...... حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے موقف کے پیچھے قرآن بول رہا ہے"۔

نوٹ: مندرجہ دونوں تقریروں کے الفاظ ندیم صاحب کی تقریر کی کیسٹ سے نقل کئے گئے ہیں۔

یہ تفسیر قرآن ہے یا تحریف قرآن؟

ندیم صاحب غالباً نص قطعی کا مطلب ہی نہیں سمجھتے۔ کسی مفسر اور محدث نے بیعت رضوان کو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی شہادت ۳۵ھ کے قصاص کے لیے نص قطعی نہیں لکھا۔ یہ تو آیت کی معنوی تحریف ہے جس کو ندیم صاحب زور وشور سے بیان کر رہے ہیں۔ بلاشک حضور رحمت للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم کا اپنے دست مبارک کو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا ہاتھ قرار دے کر آپ کو غائبانہ بیعت کرنا حضرت عثمان ذوالنورین رضی اللہ عنہ کی ایک امتیازی جزوی فضیلت ہے جو ہم روافض کے مقابلہ میں پیش کرتے ہیں لیکن بیعت رضوان اس افواہ پر مبنی تھی کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو قریش مکہ نے شہید کر دیا ہے۔ اس پر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے موت و جہاد کی بیعت لی اور اس بیعت پر صحابہ کرام کو رضائے الٰہی کی سند ملی۔ لیکن اس بیعت کا حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی آئندہ ہونے والی شہادت سے بالکل کوئی تعلق نہ تھا نہ ہی رسولِ امین صلی اللہ علیہ وسلم نے بتایا اور نہ ہی اصحابِ بیعت رضوان نے یہ سمجھا۔ اور یہی وجہ ہے کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی شہادت کے بعد کسی صحابی نے بیعت رضوان سے استدلال نہیں کیا حالانکہ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ بھی بیعت رضوان میں شامل تھے۔ اور حضرت طلحہ اور حضرت زبیر بھی رضی اللہ عنہما حتیٰ کہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے بھی اپنے موقف کی تائید میں بیعت رضوان کا حوالہ نہیں دیا۔

① تو کیا بتقلید عباسی، ندیم صاحب یہ سمجھتے ہیں کہ بیعت رضوان کی حقیقت کا انکشاف صرف ان پر ہوا ہے۔ اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم بھی اس رازِ درونِ پردہ سے ناواقف رہے ہیں؟

② یہ کہنا کہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے موقف کے پیچھے قرآن بول رہا ہے کیا اس کا یہ مطلب نہیں ہے کہ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے موقف کے پیچھے قرآن نہ تھا؟ آخر اس تخصیص کی کیا وجہ ہے جبکہ آپ یہ

بھی کہہ رہے ہیں کہ: ''اور چاہتے حضرت علی رضی اللہ عنہ بھی یہی تھے۔''

③ ندیم صاحب! یہ بھی بتائیں کہ اگر بالفرض بیعت رضوان نہ ہوتی تو ۳۵ھ میں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی شہادت کا قصاص لینے کے لیے شریعت اسلامیہ میں کیا کوئی مستقل قانون موجود نہیں تھا؟

حقیقت یہ ہے کہ خلیفہ مظلوم شہید رضی اللہ عنہ کا قصاص لینے یا نہ لینے میں تو صحابہ کرام کے اندر کوئی اختلاف نہ تھا اختلاف تو حالات کے تحت قصاص میں تاخیر یا عدم تاخیر میں تھا۔ ادھر بلوائیوں کا فتنہ ایک مستقل فتنہ تھا۔ جس کی وجہ سے مشاجرات صحابہ رضی اللہ عنہم وقوع میں آئے اور چونکہ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ ہی حضرت عثمان ذوالنورین رضی اللہ عنہ کے بعد خلیفہ برحق اور خلیفہ راشد تھے اس لیے اہل سنت والجماعت نے اس سلسلہ میں یہ موقف اختیار کیا کہ یہ اجتہادی اختلاف تھا جس میں حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کا اجتہاد صحیح تھا اور فریقِ ثانی سے اس میں اجتہادی غلطی ہوگئی تھی اور اجتہادی خطا پر بھی حسب حدیث بخاری ایک گونہ اجر ملتا ہے لہٰذا حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ پر کسی طرح طعن کرنا جائز نہیں ہے۔ چنانچہ حضرت مجدد الف ثانی شیخ احمد سرہندی رحمۃ اللہ علیہ مشاجراتِ صحابہ رضی اللہ عنہم پر مفصل بحث کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

''شیخ ابوشکور سلمی در تمہید تصریح کردہ کہ اہل سنت و جماعت برانند کہ معاویہ رضی اللہ عنہ با جمع از اصحاب کہ ہمراہ او بود بر خطاء بودند و خطائے ایشاں اجتہادی بود و شیخ ابن حجر در صواعق گفتہ کہ منازعت معاویہ رضی اللہ عنہ با امیر رضی اللہ عنہ از روئے اجتہاد بودہ وایں قول را از معتقدات اہل سنت فرمودہ۔'' (مکتوبات امام ربانی جلد اول مکتوب، ص ۲۵۱)

ترجمہ: ''شیخ عبدالشکور سلمی نے تمہید میں تصریح کی ہے کہ اہل سنت و جماعت کا یہ موقف ہے کہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ مع ایک جماعت صحابہ رضی اللہ عنہم کے جو ان کے ہمراہ تھے خطا پر تھے اور ان کی خطا اجتہادی تھی۔ اور اس قول کو انہوں نے اہل سنت کے عقائد میں شمار کیا ہے۔''

ہم ندیم صاحب سے عرض کرتے ہیں کہ وہ اکابر اہل سنت کی کتابیں پہلے پڑھ لیں پھر تقریروں کی مشق کریں ورنہ خطرہ ہی خطرہ ہے۔

انگلینڈ کی کاروائی: بحث یزید کا معاملہ درمیان میں چھوڑ کر ندیم صاحب انگلینڈ تشریف لے گئے تھے اور وہاں ہمارے بزرگ حضرت مولانا عبداللطیف صاحب مہتمم جامعہ حنفیہ تعلیم الاسلام جہلم (مُجاز قطب زماں حضرت لاہوری رحمہ اللہ) بھی اپنے سابقہ پروگرام کے تحت پہنچ گئے۔ وہاں بھی ندیم صاحب کو

لکھا گیا کہ آپ اکابر دیوبند کی تحقیق کے مطابق یزید کے فاسق ہونے کی تحریر دے دیں لیکن انہوں نے اس سے انکار کر دیا۔ اور اس کے ردعمل میں اُن کے ایک ساتھی نے سخت جواب دیا جس کے بعض مندرجات حسب ذیل ہیں:

''انہوں نے (یعنی ندیم صاحب نے) یہاں آکر آپ کے جہلمی پمفلٹ کے جھوٹے اور زہریلے پروپیگنڈے پر تبصرہ کرنے یا اپنے حاسد علماء کے خلاف کچھ کہنے سے قطعی گریز کیا کیونکہ ان کی نظر باطل فرقوں کے اسلام دشمن عزائم پر ہے جبکہ مولوی عبداللطیف جہلمی صاحب نے (باقی تمام محاذوں کو فتح کر لینے کے بعد) یہاں آتے ہی اپنے محسود لوگوں کے خلاف محاذ آرائی کا وہ سلسلہ شروع کر دیا جو انہوں نے پاکستان میں کر رکھا ہے ...... انہی قاضی عبداللطیف اور قاضی مظہر حسین صاحب نے مفکر اسلام حضرت مولانا مفتی محمود رحمہ اللہ کی کردار کشی کرنے کے لیے ان کے خلاف بھی پمفلٹ (کھلا مکتوب بنام مولانا مفتی محمود) لکھا[1] جس میں حضرت مفتی صاحب مرحوم کو روافض کا حامی قرار دیا گیا جبکہ ملک بھر کے علمائے دیوبند حضرت مفتی صاحب کی قیادت میں پاکستان میں صحیح اسلامی انقلاب کے لیے جدوجہد کر رہے تھے...... پھر انہی قاضی صاحبان نے شاید مسلک دیوبند کی خدمت کرتے ہوئے حضرت مولانا غلام اللہ خان مرحوم کے خلاف پروپیگنڈا کیا۔ مولانا عبیداللہ انور کے خلاف لکھا کہ انہوں نے مظہر علی اظہر کی نماز جنازہ پڑھا کر بہت بڑا جرم کیا ہے پھر چکوال کے پیر طریقت حضرت حافظ غلام حبیب صاحب کے خلاف پروپیگنڈا کیا۔ اب ندیم صاحب کی باری آ گئی ہے۔ حالانکہ جہاں تک یزید کا تعلق ہے اس کی وکالت اور صفائی میں خود قاضی مظہر حسین صاحب اپنی کتاب ''بشارت الدارین'' میں بہت کچھ لکھ چکے ہیں۔ یہاں تک کہ انہوں نے لکھا کہ شہادت حسینؓ کے بعد حضرت زین العابدین نے یزید کی بیعت کی[2] اور پھر اسی کتاب میں قاضی صاحب موصوف نے برصغیر میں رضا خانی سلسلہ کے بانی

---

[1] یہ کتابچہ اور اس کا مکمل پس منظر گزشتہ قریبی صفحات میں گزر چکا ہے، جس کا مطالعہ کرنے سے ایک انصاف پسند قاری بہ آسانی نتیجہ تک پہنچ جاتا ہے کہ مذکورہ پمفلٹ میں کردار کشی یا روافض کی ہمنوائی کا تو قطعاً کوئی الزام نہیں ہے۔ تاہم ''قومی اتحاد'' میں اہل تشیع کی شمولیت پر قائد اہل سنتؒ کو جو اصولی تحفظات تھے ان کو پیش کر کے دعوت فکر دی گئی تھی۔ سلفی

[2] کم علمی اور بد دیانتی کے کیا کہنے، قائد اہل سنتؒ نے اپنی کتاب ''بشارت الدارین'' میں اہل تشیع کی کتاب ''فروع کافی'' کے حوالہ سے امام زین العابدینؒ کی بیعت کا تذکرہ کر کے شیعہ علماء کو الزامی جواب دیا ہے جس کا حامیان یزید کے اس اعتراض کے ساتھ کوئی جوڑ نہیں بنتا۔ سلفی

مولوی احمد رضا خان کی حمد اور تعریف کی ہے جس نے تمام علمائے دیو بند اور برصغیر کے چیدہ قائدین کی تکفیر کی اور جس کے متعلق شیخ الاسلام سید مدنی رحمہ اللہ نے ''شہاب ثاقب'' میں ان کی اصلاح سے مایوس ہو کر فَلَا يُؤْمِنُوا حَتّٰى يَرَوُا الْعَذَابَ الْاَلِيْمَ کہا۔ وہ احمد رضا خان تو قاضی صاحب کے ممدوح اور محترم ٹھہرے لیکن حضرت مفتی صاحب کی جمعیت، مولانا غلام اللہ خان رحمہ اللہ۔ حافظ غلام حبیب صاحب، مولانا عبید اللہ انور اور اب ندیم صاحب دائرہ دیو بندیت سے خارج اور مغضوب (۱۹۸۱۔۸۔۱۴)

کامل پور موسیٰ کی تقریر: مندرجہ مکتوب سے (جو ندیم صاحب نے اپنے ایک ساتھی سے لکھوایا تھا) ندیم صاحب کا غصہ ٹھنڈا نہیں ہوا اور انگلینڈ سے واپس آ کر انہوں نے کامل پور موسیٰ ضلع اٹک میں جو تقریر کی اس میں مزید غیض و غضب کا مظاہرہ کیا۔ چنانچہ ان کی تقریر کی کیسٹ کا بعض حصہ درج ذیل ہے:

''چورو! اصل بات یہ ہے کہ رافضی نے تمہارا پیٹ بھر دیا ہے۔ جس کی دولت کے ذریعہ تم پمفلٹ اور کتابیں شائع کرتے ہو۔ ہمیں معلوم ہے کہ تمہارا رابطہ کن سے ہے؟ نام نہاد سنیوں کے ٹھیکیدارو سن لو، معاویہؓ کا سپاہی اور خاندان بنو امیہ کی وہ عظمتیں جو اللہ نے انہیں عطا کی ہیں، ان عظمتوں کا وکیل ہوں۔ مائی کا لال کوئی پیدا ہی نہیں ہوا جو مجھے معاویہ رضی اللہ عنہ کی حمایت سے باز رکھ سکے۔ کٹ جاؤں گا مر جاؤں گا جتنے پمفلٹ لکھ سکتے ہو لکھ لو تمہارے سارے پمفلٹ جوتے کی نوک سے اڑاؤں گا لیکن معاویہ رضی اللہ عنہ کی عظمت کا وکیل رہوں گا تم شیخ القرآن مرحوم کو کیا کہتے رہے؟ تم نے حضرت مفتی صاحب کے خلاف پمفلٹ بازی نہیں کی؟ حضرت شیخ القرآن کو تم نے وہ وہ الفاظ کہے جن کو میں دہرا نہیں سکتا۔ تمہارے جبوں کی قد و قامت کا مجھے علم ہے۔ تمہارے حدود اربعہ کو میں جانتا ہوں لیکن پھر بھی ہماری شرافت ہے کہ ہم یہ سب کچھ سہہ رہے ہیں ایک مقصد کے لیے...... اگر ہمیں مجبور کیا گیا تو شاید ہمیں بھی کہنا پڑے کہ کس کے خون میں رضا خانی فتنے کے جراثیم ہیں اور ہمیں یہ بھی بتانا پڑے کہ وہ کون ہے جس کے باپ نے علمائے دیو بند پر کفر کا فتویٰ لگایا تھا۔ اور وہ کون ہے جس نے اپنی تصنیف میں رضا خانی فرقے کے بانی مولوی احمد رضا خان کی تعریفیں کی ہیں اسے مرحوم لکھا ہے۔ مفتی صاحب پر، شیخ القرآن پر، عبدالمجید ندیم پر تو غیظ و غضب کی توپیں چل رہی ہیں لیکن رضا خانی فرقے کے بانی کو مرحوم...... یہ نسبتیں کیسی ہیں؟ یہ رابطے کیسے ہیں؟ شاید ہمیں پھر بتانا پڑے لیکن ابھی نہیں۔''

ندیم صاحب کی بوکھلاہٹ، اور نسوانی طعنے

ندیم صاحب سے بحث تو یزید کے بارے میں تھی اور اسی سلسلے میں حضرت مولانا غلام یحییٰ مرحوم نے دو رسالے: ''عبدالمجید ندیم اور یزیدیت'' اور ''بے معنی وضاحت'' شائع کئے تھے۔ لیکن ان کا کوئی علمی جواب دینے کے بجائے ندیم صاحب بازاری قسم کی طعن و تشنیع پر اُتر آئے۔ جس سے ان کی بے بسی اور بوکھلاہٹ ثابت ہوتی ہے اور پھر حضرت مولانا مفتی محمود صاحب مرحوم اور مولانا غلام اللہ خان صاحب مرحوم وغیرہ حضرات کی دہائی دینا شروع کر دی۔ حالانکہ اس بحث یزید کا تعلق ان حضرات سے نہیں تھا۔

یہ حضرات یزید کے حامی نہیں تھے۔ وکیل صحابہ رضی اللہ عنہم حضرت مولانا قاضی مظہر حسین صاحب دامت برکاتہم نے جو پمفلٹ شائع کیا تھا اس کا نام ''احتجاجی مکتوب بنام مولانا مفتی محمود'' ہے۔ اس میں مفتی صاحب مرحوم کی جماعتی پالیسی زیر بحث تھی اور مولانا غلام اللہ خان صاحب مرحوم سے اختلاف مسئلہ حیات النبی صلی اللہ علیہ وسلم کی بنا پر تھا۔ اور جب ملک میں یہ مسئلہ زیر بحث آیا تھا تو حضرت مولانا خیر محمد صاحب جالندھری اور حضرت مولانا اشرف علی صاحب تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کے دوسرے خلفاء، حضرت مولانا محمد علی صاحب جالندھری رحمہ اللہ اور ان کی جماعت۔ شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی صاحب لاہوری رحمہ اللہ اور جمعیت العلماء اسلام کے دوسرے اکابر حضرات نے شدید مخالفت کی تھی حتیٰ کہ حضرت لاہوری رحمہ اللہ کے بعد جمعیت العلماء اسلام کی مجلس شوریٰ میں زیر صدارت حافظ الحدیث حضرت مولانا عبداللہ صاحب درخواستی۔ مولانا مفتی محمود صاحب۔ مولانا غلام غوث صاحب ہزاروی وغیرہ حضرات کی موجودگی میں یہ قرار پایا تھا کہ مسئلہ حیات النبی صلی اللہ علیہ وسلم کے اثبات پر حضرت مولانا سرفراز صاحب شیخ الحدیث مدرسہ نصرت العلوم گوجرانوالہ ایک کتاب لکھیں۔ چنانچہ شیخ الحدیث موصوف نے اسی فیصلہ کی بنا پر ایک محققانہ کتاب ''تسکین الصدور'' لکھی جس کے تصدیق کنندگان حضرات کے اسماء گرامی کتاب کی تمہید میں لکھے

ہوئے ہیں۔ حضرت مولانا عبدالحق صاحب شیخ الحدیث اکوڑہ خٹک وغیرہ۔ جن میں حضرت مولانا قاضی مظہر حسین صاحب[1] کا نام بھی ہے اور کتاب کے دوسرے ایڈیشن میں حسب ذیل دیوبندی اکابر حضرات کی تصدیقات درج ہیں۔

حضرت مولانا فخر الدین صاحب رحمہ اللہ شیخ الحدیث دارالعلوم دیوبند۔ حضرت مولانا مہدی حسن صاحب مفتی اعظم دارالعلوم دیوبند، حضرت مولانا قاری محمد طیب صاحب مہتمم دارالعلوم دیوبند،

---

[1] مکمل تفاصیل گذر چکی ہیں، ماسبق کے ابواب ملاحظہ کیجیے۔ سلفی

حضرت مولانا حبیب الرحمن صاحب اعظمی محدث ہند، حضرت مولانا خیر محمد صاحب جالندھری، حضرت مولانا علامہ شمس الحق صاحب افغانی، حضرت علامہ مولانا محمد یوسف صاحب محدث بنوری رحمہ اللہ وغیرہ۔

عقیدۂ حیات النبی صلی اللہ علیہ وسلم کا مفہوم یہ ہے کہ حضور خاتم النبیین رحمت للعالمین حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد روضہ مقدسہ (قبر مبارک) میں جسم اطہر کے ساتھ روح کے تعلق سے حیات ہے اور روضہ مقدسہ پر حاضر ہونے والوں کا درود وسلام وغیرہ سنتے ہیں اور قطب الارشاد حضرت مولانا رشید احمد صاحب محدث گنگوہی قدس سرہٗ نے ایک استفسار کے جواب میں ارشاد فرمایا کہ:

''یہ کہ قبر کے پاس جا کر کہے کہ اے فلاں تم میرے واسطے دعا کرو کہ حق تعالیٰ میرا کام کر دیوے۔ اس میں اختلاف علماء کا ہے۔ مجوزین سماع موتیٰ اس کے جواز کے مقر ہیں اور مانعین سماع منع کرتے ہیں سو اس کا فیصلہ اب کرنا محال ہے مگر انبیاء علیہم السلام کے سماع میں کسی کو خلاف نہیں۔ اسی وجہ سے ان کو مستثنیٰ کیا ہے۔ اور دلیل جواز یہ ہے کہ فقہاء نے بعد سلام کے وقت زیارت قبر مبارک کے شفاعت مغفرت کا عرض کرنا لکھا ہے۔ پس یہ جواز کے واسطے کافی ہے۔ (فتاویٰ رشیدیہ کامل مبوب ص ۱۱۲)

لیکن بعض غالی موحدین ایسے ہیں جو حضور رحمت للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم کے جسم اطہر کو تو قبر میں محفوظ مانتے ہیں لیکن روحِ مبارک کا اس سے تعلق نہیں مانتے اور بعقیدہ سماع روضہ مقدسہ کے پاس درود وسلام پڑھنے والوں کو مشرک قرار دیتے ہیں۔ چنانچہ سید عنایت اللہ شاہ صاحب بخاری گجراتی صدر جمعیت اشاعت توحید وسنت اور ان کی پارٹی پھر زور وشور سے اہل سنت والجماعت کے اس اجماعی عقیدہ (سماع انبیاء علیہم السلام) کی تردید کر رہے ہیں۔ معلوم نہیں اس مسئلہ میں ندیم صاحب کس کے ہمنوا ہیں؟

حضرت مولانا عبیداللہ صاحب انور جانشین حضرت لاہوری رحمۃ اللہ علیہ کا نام بھی ندیم صاحب نے ان کے مریدین کو اپنانے کے لیے پیش کر دیا ہے ورنہ ان کے ساتھ کوئی مسلکی اعتقادی اختلاف نہیں ہے باقی رہے مولانا حافظ غلام حبیب صاحب آف چکوال، تو ان کے ساتھ حضرت مولانا عبداللطیف صاحب اور حضرت مولانا قاضی مظہر حسین دامت برکاتہم کو جو اختلاف ہے وہ اہالیان چکوال سے دریافت کر لیں[1]۔

---

[1] متذکرہ اختلاف نہ اعتقادی نوعیت کا تھا اور نہ ہی دنیادارانہ ٹھاٹھ باٹھ کا، چکوال شہر میں جب ابتداءً دینی مراکز قائم کرنے کا پروگرام تشکیل پایا تھا تو فقط انتظامی لحاظ سے ان بزرگوں کے مابین وقتی غلط فہمیوں کی بناء پر اختلاف ہوا تھا جو بعد میں رفع ہوگیا۔ البتہ قائد اہل سنت رحمہ اللہ چونکہ مسلکی اور بالخصوص تحفظ ناموس صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے مسئلہ پر بہ نسبت دیگر علماء اہل سنت کے قدرے زیادہ متصلب اور حساس تھے اس لیے اگر دوسری جانب سے کوئی مصلحت آمیز پالیسی سامنے آتی تو آپ اس سے کھل کر اختلاف کرتے تھے۔ سلفی

رافضی نے کس کا پیٹ بھرا ہے؟

ندیم صاحب نے یہاں چور و کہہ کر ''اُلٹا چور کوتوال کو ڈانٹے'' کی کہاوت تازہ کردی ہے۔ہم ندیم صاحب سے پوچھتے ہیں کہ کیا رافضی نے انہی کا پیٹ بھرنا تھا جو رد روافض اور دفاع صحابہ رضی اللہ عنہم میں مدلل اور مؤثر لٹریچر شائع کر رہے ہیں؟ تحریک خدام اہل سنت کے لٹریچر کو دیکھا جائے تو ندیم صاحب کے بہتان کی قلعی کھل جاتی ہے۔حضرت مولانا محمد کرم الدین صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی لا جواب کتاب ''آفتاب ہدایت رد رفض و بدعت'' سالہا سال سے شائع ہو رہی ہے اور وکیل صحابہ رضی اللہ عنہم حضرت مولانا قاضی مظہر حسین صاحب مدظلہ، امیر تحریک خدام اہل سنت پاکستان کی حسب ذیل تصانیف کی ملک بھر میں اشاعت ہو رہی ہے۔

① پاکستان میں کلمہ اسلام کی تبدیلی کی خطرناک سازش۔ ② ہم ماتم کیوں نہیں کرتے؟
③ حرمت ماتم کے موضوع پر ضخیم کتاب ''بشارت الدارین بجواب فلاح الکونین''
④ سنی اور شیعہ مدارس کے طلبہ کا اتحادی فتنہ
⑤ شیعہ نصاب کے خلاف ''سنی مطالبات'' اور ایک ہزار علماء کے دستخط
⑥ تجلیات صداقت پر ایک اجمالی نظر
⑦ سنی عرض داشت بخدمت جنرل محمد ضیاء الحق صاحب ⑧ سنی مذہب حق ہے
⑨ حضرت لاہوری فتنوں کے تعاقب میں ⑩ دفاعِ صحابہ رضی اللہ عنہم [1]

اور شیعہ ماتمی جلوسوں کے خلاف قرار دادیں وغیرہ لیکن برعکس اس کے مولوی عبد المجید صاحب ندیم نے بھٹو دورِ حکومت کے آخری مجوزہ الیکشن میں شورکوٹ ضلع جھنگ میں قومی اسمبلی کی سیٹ کے امیدوار

ایک شیعہ لینڈ لارڈ کو اپنے ساتھ اسٹیج پر بٹھا کر ان کے حق میں شورکوٹ کے ایک دینی مدرسہ میں تقریر کی تھی اور جب دورانِ تقریر نعرۂ حیدری (یاعلی) بلند ہوا تو ندیم صاحب نے کہا کہ آج نعرۂ حیدری وغیرہ سب نعرے جائز ہیں۔تو پھر انصاف کریں رافضی نے کس کا پیٹ بھرا ہوگا؟

---

[1] یہ ۱۹۸۲ء تک کی کتب کی فہرست ہے، اس کے بعد ضخیم اور اہم موضوعات پر کتابیں شائع ہوئیں جن کا تذکرہ آمدہ سطور میں موجود ہے۔علاوہ ازیں بھٹو دورِ حکومت سے لے کر جنرل ضیاء کے اختتامی دور تک سُنی مطالبات پر مشتمل اہم قرار دادیں، کتابچے، اشتہارات اور رسالوں کا طوالانی سلسلہ اس کے سوا ہے۔جن پر تبصرہ و تذکرہ بھی درج کر دیا گیا ہے۔سلفی

حضرت مولانا کرم الدین رحمہ اللہ پر نارواحملہ

مولانا عبدالمجید صاحب ندیم کو اگر حضرت مولانا قاضی مظہر حسین صاحب سے مسئلہ یزید پر اختلاف ہے تو وہ اس پر بحث کرنے کا حق رکھتے ہیں۔لیکن کامل پور موسیٰ کی تقریر میں انہوں نے ان کے والد صاحب مرحوم کو بھی معاف نہیں کیا اور جو زبان اختیار کی وہ انہی کا حصہ ہے چنانچہ فرمایا کہ:

شاید ہمیں بھی کہنا پڑے کہ کس کے خون میں رضا خانی فتنے کے جراثیم ہیں۔اور ہمیں یہ بتانا پڑے کہ وہ کون ہے جس کے باپ نے علماء دیوبند پر کفر کا فتویٰ لگایا تھا۔اور وہ کون ہے جس نے اپنی تصانیف میں رضا خانی فرقے کے بانی مولوی احمد رضا خان کی تعریفیں کی ہیں اور اسے مرحوم لکھا ہے............۔

حضرو میں تقریرِ ندیم کا ردِعمل: کامل پور موسیٰ کے بعد ۱۴/نومبر ۱۹۸۱ء کو جب ندیم صاحب حضرو میں تقریر کرنے کے لیے تشریف لائے تو جامع مسجد کے منتظمین نے وہاں ان کی تقریر کی اجازت نہ دی اور مجبوراً انہوں نے ایک دوسری مسجد میں تقریر کی۔ان کے پروگرام کی اطلاع ملنے پر لاہور سے حضرت مولانا محمد الیاس صاحب امیر تحریک خدام اہل سنت لاہور اور حضرت مولانا محمد طیب صاحب خطیب جامع مسجد برکت علی اچھرہ (لاہور) اپنے شہر حضرو تشریف لائے اور انہوں نے ندیم صاحب کی تقریر کے منتظمین کو پیغام بھیجا کہ زیر بحث مسئلہ پر ندیم صاحب سے ہماری گفتگو کرائی جائے۔انہوں نے وعدہ کیا کہ تقریر کے بعد ندیم صاحب سے آپ کی گفتگو کرائی جائے گی۔چنانچہ یہ حضرات جامع مسجد میں بیٹھ گئے رات کو جب ندیم صاحب کی تقریر دوسری مسجد میں ختم ہوئی تو ان حضرات نے پھر اُن منتظمین جلسہ کے پاس حاجی غلام نبی صاحب بٹ کی قیادت میں ایک وفد بھیجا کہ حسب وعدہ آپ ندیم صاحب سے ہماری بحث کرالیں لیکن انہوں نے اس پر غصے کا اظہار کیا اور اس وفد کی بے عزتی کی۔ندیم صاحب کسی طرح بھی زیر بحث مسئلہ پر بحث کرنے کے لیے آمادہ نہ ہوئے[1]:

بہت شور سنتے تھے پہلو میں دل کا
جو چیرا تو اِک قطرۂ خون نکلا

---

[1] حریف کی خواہش اور اجازت کے بغیر سینہ زوری سے بحث وتمحیص کا قانون مسلط کرنا بھی ایک نا قابل فہم فلسفہ ہے جو قائد اہل سنتؒ کے حلقہ کے بعض جذباتی حضرات نے بطور ''جماعتی پالیسی'' اپنا رکھا تھا، جگہ جگہ جا کر اپنی فکر ونظر کے مخالف مہمان کو پریشان کرنے اور میزبانوں کو اذیت میں ڈالنے سے یہ عوامی تاثر پیدا ہو گیا تھا کہ ان حضرات کو نفس مسئلہ پر اختلاف نہیں، ذاتی عداوت اور موادِ حسد کا خروج مقصود ہے۔ظاہر ہے کہ اس طرزِ عمل سے سنجیدہ اہل علم نالاں ہو جاتے ہیں، قائد اہل سنتؒ کی ذات ان مخلصانہ مگر محض جذباتی کارروائیوں سے بری تھی، جس کا ثبوت بعض مکاتیب سے ملتا ہے۔سلفی

مولانا دبیر کا مسلک : مجاہد اعظم حضرت مولانا قاضی مظہر حسین صاحب دامت برکاتہم کے والد صاحب سلطان المناظرین فخر اہل سنت حضرت مولانا کرم الدین صاحب دبیر رحمۃ اللہ علیہ ساری عمر مذہب حق اہل سنت والجماعت کی تبلیغ اور نصرت میں سرگرم عمل رہے ہیں۔ مرزائیت، شیعیت کا ہر جگہ مقابلہ کیا ہے۔ مرزا غلام احمد قادیانی دجال آنجہانی کے ساتھ براہِ راست مقدمات رہے ہیں حتیٰ کہ اسی سلسلہ میں گورداسپور کی عدالت سے مرزا قادیانی کو چھ ماہ قید محض یا پانچ صد روپے جرمانہ کی سزا ملی تھی ان فوجداری مقدمات کی مفصل روئیداد ''تازیانہ عبرت'' مولفہ مولانا محمد کرم الدین مرحوم میں شائع ہو چکی ہے اور رد رفض و بدعت میں حضرت مولانا مرحوم کی ضخیم کتاب ''آفتاب ہدایت'' لاجواب ہے اور جس کفر کے فتویٰ کا ذکر ندیم صاحب نے کیا ہے وہ غالباً ۱۳۲۴ھ / ۱۹۰۶ء کا ہے۔ اکابر دیوبند کی عبارتوں کو توڑ مروڑ کر جس طرح پیش کیا گیا تھا اُنہی پر مولانا مرحوم نے فتوی لگایا تھا۔ اور اس وقت اکابر دیوبند کے عقائد کی تحقیق نہیں ہوئی تھی لیکن بعد میں خود آپ نے حضرت مولانا قاضی مظہر حسین صاحب کو دارالعلوم دیوبند بھیجا اور پھر چند سال کے بعد حضرت مولانا کرم الدین صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے شیخ العرب والعجم حضرت مولانا سید حسین احمد صاحب مدنی قدس سرہٗ کی خدمت میں بذریعہ خط بیعت کی درخواست بھیجی تھی۔ ان واقعات کی تفصیل ''آفتابِ ہدایت'' کے تیسرے اڈیشن کے مقدمہ میں حضرت مولانا قاضی مظہر حسین صاحب نے لکھ دی ہے۔ آفتابِ ہدایت کا یہ مقدمہ ۲۲ ر صفر ۱۳۷۰ھ مطابق دسمبر ۱۹۵۰ء کو لکھا گیا ہے اور اب تک اس کے کتنے ہی ایڈیشن شائع ہو چکے ہیں تو کیا ان حالات کے بعد بھی ندیم صاحب، حضرت مولانا کرم الدین رحمۃ اللہ علیہ جیسی عظیم شخصیت کو مطعون کرتے رہیں گے؟ کچھ تو خدا کا خوف چاہیے [1]۔

مولانا احمد رضا خان صاحب بریلوی

شیعوں کے ایک پمفلٹ ''ہم ماتم کیوں کرتے ہیں؟'' کے جواب میں امیر تحریک خدام اہل سنت حضرت مولانا قاضی مظہر حسین صاحب نے ایک رسالہ ''ہم ماتم کیوں نہیں کرتے ؟'' شائع کیا تھا جس کے جواب میں شیعوں نے ایک کتاب فلاح الکونین شائع کی تھی، جس کے جواب الجواب میں مجاہد اسلام حضرت مولانا قاضی مظہر حسین صاحب دامت برکاتہم نے ایک ضخیم کتاب بنام: ''بشارت الدارین بالصبر علیٰ شہادت الحسین رضی اللہ عنہ صفحات ۶۱۷'' شائع کی ہے۔ چونکہ اہل شیعہ عموماً یہ پروپیگنڈا کرتے ہیں کہ

---

[1] اس کی مفصل روداد مع پسِ منظر و پیش منظر کاتب السطور نے اپنی مطبوعہ کتاب ''ابوالفضل حضرت مولانا قاضی محمد کرم الدین دبیرؒ، حیات و خدمات'' میں قلمبند کر دی ہے۔ جس کے اب تک چار ایڈیشن شائع ہو چکے ہیں۔ سلفی

بریلوی علماء ہمارے ساتھ ہیں صرف دیوبندی علماء ہماری مخالفت کرتے ہیں اس لیے ''بشارت الدارین'' میں بریلوی مسلک کے پیشوا مولانا احمد رضا خان صاحب کی عبارتیں بھی حرمت ماتم کے ثبوت میں پیش کی گئی ہیں۔ چنانچہ لکھا ہے کہ: ہم نے رسالہ ''ہم ماتم کیوں نہیں کرتے؟'' میں صرف ایک حوالہ بریلوی مسلک کے امام مولانا احمد رضا خان صاحب بریلوی کا حرمت ماتم کے سلسلہ میں پیش کیا تھا جس کی وجہ سے ''فلاح الکونین'' کے ماتمی مصنف صاحب نے بہت زیادہ پریشانی کا اظہار کیا حالانکہ یہ حقیقت ہے کہ اہل سنت کے تمام مکاتب فکر کے علماء کے نزدیک ماتم مروجہ حرام ہے۔ دیوبندی علماء کے متعلق تو خود بھی ماتمی مصنف یہ تسلیم کرتے ہیں البتہ بریلوی علماء کے متعلق عموماً یہ مغالطہ دیا جاتا ہے کہ وہ ماتم کے خلاف نہیں۔ اس لیے یہاں مولانا احمد رضا خان صاحب بریلوی کی مزید عبارتیں پیش کی جاتی ہیں جن سے صراحتاً ماتم وتعزیہ کا حرام ہونا ثابت ہوتا ہے۔

① ''محرم شریف میں مرثیہ خوانی میں شرکت جائز ہے یا نہیں''۔

الجواب: ناجائز ہے کہ وہ مناہی اور منکرات سے مملو ہوتے ہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔ (عرفان شریعت، ص ۱۵)

② مسئلہ: کیا حکم ہے اہل شریعت کا اس مسئلہ میں کہ رافضیوں کی مجلس میں مسلمانوں کا جانا اور مرثیہ سننا، ان کی نیاز کی چیز لینا (جائز ہے یا نہیں)۔

الجواب: جانا اور مرثیہ سننا حرام ہے۔ ان کی نیاز کی چیز نہ لے جائے ان کی نیاز، نیاز نہیں اور غالباً نجاست سے خالی نہیں ہوتی کم ازکم ان کے ناپاک قلتین کا پانی ضروری ہے۔ اور وہ حاضری سخت ملعون ہے۔ اس میں شرکت موجب لعنت ہے۔ محرم میں سیاہ اور سبز کپڑے علامت سوگ ہیں اور سوگ حرام ہے خصوصاً سیاہ، کہ شعار رافضیان لئام ہے۔ واللہ اعلم (احکام شریعت حصہ اول، ص ۷۱، بشارت الدارین، ص ۴۲۶)

حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ: شیعہ فرقہ کے پروپیگنڈے سے متاثر ہو کر کئی ناواقف سنی مسلمان بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک جلیل القدر صحابی حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ سے بدظن ہو جاتے ہیں اس لیے ''بشارت الدارین'' میں مولانا احمد رضا خان صاحب بریلوی کی وہ عبارتیں بھی درج کی گئی ہیں جن میں حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی بہت زیادہ تعریف پائی جاتی ہے۔ چنانچہ مولانا بریلوی کی یہ عبارت بھی نقل کی گئی ہے کہ:

علامہ شہاب الدین خفاجی نسیم الریاض شرح شفاء امام قاضی عیاض میں فرماتے ہیں:

من یطعن فی معاویۃ رضی اللہ عنہ فذاک من کلاب الھاویۃ۔

''جو حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ پر طعن کرے وہ جہنمی کتوں میں سے ایک کتا ہے۔''

(احکام شریعت حصہ اول، ص ۵۵)

اب ندیم صاحب ہی فرمائیں کہ کیا مندرجہ عبارت بھی آپ کو پسند نہیں جس میں حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی شانِ عالی مذکور ہے؟

لفظ مرحوم کی بحث: ''بشارت الدارین'' میں حضرت مجدد الف ثانی سے لے کر حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی اور خاندان ولی اللٰہی حضرات اکابر دیوبند، امام اہل سنت حضرت مولانا عبدالشکور صاحب لکھنوی اور حضرت مولانا محمد کرم الدین صاحب دبیر رحمۃ اللہ علیہ کی ان خدمات کا تذکرہ کیا گیا ہے جو انہوں نے دفاعِ صحابہ اور ردشیعیت میں سرانجام دی ہیں۔ اسی سلسلے میں لکھا ہے کہ:

''مسلک بریلویت کے پیشوا حضرت مولانا احمد رضا خان صاحب مرحوم نے بھی ہندوستان میں فتنہ رفض کے انسداد میں بہت مؤثر کام کیا ہے اور روافض کے اعتراضات کے جواب میں اصحابِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے دفاع کرنے میں کوئی کمی نہیں چھوڑی۔ بحث ماتم کے دوران مولانا بریلوی کے فتاویٰ نقل کیے جا چکے ہیں۔ منکرین صحابہ کی تردید میں ردُّ الرفضہ'' ''ردتعزیہ داری'' اور ''الادلۃ الطاعنہ فی اذان الملاعنۃ'' وغیرہ آپ کے یادگار رسائل ہیں جن میں شیعہ سنی نزاعی پہلو سے آپ نے مذہب اہل سنت کا مکمل تحفظ کر دیا ہے''۔ (بشارت الدارین، ص ۵۲۹)

اب ندیم صاحب ہی فرمائیں کہ اس میں بے جا کیا بات لکھی ہے؟ دیوبندی بریلوی مسائل کے اختلاف کی اور نوعیت ہے لیکن اہل سنت والجماعت اور اہل شیعہ کے درمیان عقیدۂ خلافت، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم امہات المومنین اور ماتم وغیرہ کے جو نزاعی مسائل ہیں اس میں تو دیوبندی اور بریلوی کوئی اختلاف نہیں ہے اور بریلوی مسلک کے پیشوا کی عبارتیں پیش کرنے کا یہ فائدہ ہے کہ بریلوی طبقہ بھی اصل حقیقت سے واقف ہو جانے کے بعد فتنہ شیعیت سے بچ جائے گا ورنہ عام طور پر بریلوی عوام ناواقفی کی وجہ سے شیعوں کو مسلکاً اپنے قریب سمجھتے ہیں۔ ندیم صاحب نے لفظ مرحوم پر بھی اعتراض کیا ہے۔ حالانکہ حضرت مولانا نجم الدین صاحب اصلاحی خلیفہ خاص حضرت مدنی رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت کے مکتوبات کے حاشیہ میں مولانا احمد رضا خان صاحب کے نام کے ساتھ ''مرحوم'' لکھا ہے۔ چنانچہ حضرت مولانا نجم الدین صاحب بھی عزاداری اور تعزیہ سازی کی تردید کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ:

''بعض یہ کہہ کر بزم کی رونق کو برقرار رکھنا چاہتے ہیں کہ ارے بھائی تعزیہ وغیرہ کی مخالفت تو وہابی گروہ کرتا ہے نہ کہ ہم سنی حنفی، سوانہیں یہ معلوم ہو جانے کے بعد فوراً توبہ کرنا ہوگی کہ اعلیٰ حضرت مولوی احمد رضا خان صاحب مرحوم بھی انہی وہابیوں کے ساتھ ہیں''۔

چنانچہ وہ اپنی کتابوں اور فتاویٰ میں جن کے نام یہ ہیں:

عرفان شریعت حصہ اول۔ احکام شریعت حصہ اول اور رسالہ تعزیہ داری ص ۲ تا ۱۴ میں صاف صاف تحریر فرماتے ہیں۔ اقتباسات ملاحظہ ہوں: رافضیوں کی مجلس میں مسلمانوں کو جانا اور مرثیہ سننا حرام ہے ان کی نیاز کی چیز نہ لی جائے۔ حاضری سخت ملعون ہے اور اس میں شرکت موجب لعنت۔ (حاشیہ مکتوبات شیخ الاسلام جلد سوم، ص ۱۷۹)

حضرت مولانا نجم الدین صاحب نے تو ''مرحوم'' کا لفظ بھی لکھ دیا ہے اور ''اعلیٰ حضرت'' کا بھی...... ابھی دیکھئے ندیم صاحب کیا فتویٰ لگاتے ہیں۔ ندیم صاحب اگر مرحوم کا مطلب نہیں سمجھتے تو اب سمجھ لیں۔

مفتی کفایت اللہ صاحب دہلوی رحمہ اللہ: مفتی اعظم حضرت مولانا مفتی محمد کفایت اللہ دہلوی رحمۃ اللہ علیہ ایک سوال کے جواب میں فرماتے ہیں کہ کسی میت کے حق میں ''مرحوم'' کا لفظ احتراماً بولا جاتا ہے اس لیے جو میت احترام سے یاد کئے جانے کی مستحق ہے اس کے نام کے ساتھ لفظ ''مرحوم'' درست ہے البتہ اگر مرحوم کا لفظ اس حیثیت سے بولا جائے کہ وہ دعاء رحمت کے قائم مقام ہے تو پھر ہر مسلمان کے نام کے ساتھ بولنا جائز اور درست ہوگا خواہ وہ فاسق ہو یا صالح ہو۔ (کفایت المفتی جلد اول، ص ۳۴۵)

بریلوی مسلمان ہیں: حضرت مفتی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے مندرجہ جواب سے ثابت ہو گیا کہ ہر مسلمان کے لیے بعد از وفات مرحوم کا لفظ بولنا جائز ہے۔ اور اکابر دیوبند کے نزدیک بریلوی مسلک کے علماء مسلمان ہیں نہ کہ کافر! چنانچہ:

① محدث العصر مولانا علامہ انور شاہ کشمیری رحمۃ اللہ علیہ نے بہاولپور کے تاریخی مقدمہ میں مرزائیوں کے کفر پر دلائل دیتے ہوئے فرمایا کہ اہل سنت والجماعت اور مرزائی مذہب والوں میں قانون کا اختلاف ہے۔ علماء دیوبند اور علماء بریلی میں واقعات کا اختلاف ہے قانون کا نہیں۔ (حجت شرعیہ، ص ۱۴۵)

② مفتی اعظم حضرت مفتی کفایت اللہ صاحب دہلوی رحمہ اللہ ایک سوال کے جواب میں فرماتے ہیں: ''تمام دیوبندی علماء، احمد رضا خان اور ان کی جماعت کی تکفیر نہیں کرتے۔ (کفایت المفتی جلد ششم، ۱۴۵)

③ مفتی اعظم پاکستان حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے ایک سوال کے جواب میں تحریر فرمایا کہ: مولوی احمد رضا خان صاحب بریلوی کے متعلقین کو کافر کہنا صحیح نہیں ہے بلکہ ان کے کلام میں تاویل ہوسکتی ہے۔ الخ (فتاوی دار العلوم دیوبند جلد دوم، ص ۱۴۲)

گو بریلوی علماء اکابر دیوبند کی تکفیر کرتے ہیں (العیاذ باللہ) لیکن اکابر دیوبند ان کے مقابلہ میں ان کی تکفیر نہیں کرتے۔ اگر ندیم صاحب مولوی احمد رضا خان صاحب مرحوم کو کافر قرار دیتے ہیں تو یہ ان کا اپنا غالیانہ فتوے ہے نہ کہ اکابر دیوبند کا۔

اَلْمُهَنَّدُ عَلَی الْمُفَنَّدْ: اس کتاب میں مولانا خلیل احمد محدث سہارنپوری مصنف بذل المجہود شرح ابی داؤد نے ان چھبیس سوالات کے جوابات دیئے ہیں جو حرمین شریفین کے علماء کرام نے دیوبند بھیجے تھے۔ اس پر اس وقت کے اکابر علماء دیوبند کی تصدیقات درج ہیں۔ ''المہند علی المفند'' دیوبندی مسلک کی ایک علمی اور اعتقادی دستاویز ہے اور بفضلہٖ تعالیٰ پاکستان میں اس کی اشاعت کی خدمت حضرت مولانا عبد اللطیف صاحب مہتمم جامعہ حنفیہ جہلم کو نصیب ہوئی ہے اس کا مقدمہ حضرت مولانا قاضی مظہر حسین صاحب دامت برکاتہم نے لکھا ہے اور حال میں اس کا تیسرا ایڈیشن شائع ہوا ہے۔ اگر ندیم صاحب اس مقدمہ کو بنظر انصاف پڑھیں تو اوہام زائل ہو جائیں۔

یزید کی صفائی اور وکالت: انگلینڈ میں ندیم صاحب نے جو جواب اپنے ساتھی سے لکھوایا تھا اس میں یہ بھی لکھا ہے کہ:

> ''جہاں تک یزید کا تعلق ہے اس کی وکالت اور صفائی میں خود قاضی مظہر حسین صاحب اپنی کتاب ''بشارت الدارین'' میں بہت کچھ لکھ چکے ہیں۔ یہاں تک کہ انہوں نے لکھا کہ شہادت حسین کے بعد حضرت زین العابدین نے یزید کی بیعت کی۔''

الجواب: ① یزید کی صفائی اور وکالت کرنے کا الزام بھی بے بنیاد ہے۔ کیونکہ ''بشارت الدارین'' ص ۲۰۲ پر حضرت مولانا قاضی مظہر حسین صاحب نے یزید کا فاسق ہونا حضرت مولانا رشید احمد صاحب گنگوہی کی عبارت سے ثابت کیا ہے۔ البتہ اکابر کی تحقیق کے تحت یزید کو کافر نہیں قرار دیا چنانچہ لکھا ہے کہ:

> ''حضرت مولانا رشید احمد صاحب گنگوہی تکفیر ولعن یزید کے بارے میں فرماتے ہیں کہ بعض آئمہ نے جو یزید کی نسبت کفر سے کف لسان کیا ہے وہ احتیاط ہے کیونکہ حسین رضی اللہ عنہ کے قتل کو حلال جاننا کفر ہے مگر یہ امر کہ یزید قتل کو حلال جانتا تھا متحقق نہیں لہٰذا کافر کہنے سے احتیاط رکھے مگر فاسق بیشک تھا''۔ (فتاویٰ رشیدیہ، ص ۴۹)

اب ندیم صاحب ہی بتائیں کہ کیا کسی شخص کو فاسق کہنے میں اس کی صفائی اور وکالت پائی جاتی ہے؟

امام زین العابدینؒ کی بیعت: کتاب ''بشارت الدارین'' شیعہ عقائد کی تردید میں ہے۔ اس میں لکھا ہے کہ:

''اہل سنت علماء تو دوسری وجوہات کی بناء پر یزید کی تکفیر ولعن میں احتیاط وتوقف کرتے ہیں لیکن اہل تشیع کیونکر یزید کو ملعون قرار دے سکتے ہیں جبکہ ان کی مستند کتب حدیث سے ثابت ہے کہ خود حضرت امام زین العابدین نے یزید کو خلیفہ تسلیم کر لیا تھا۔''

اس کے بعد کے ثبوت کے لیے کتاب الروضہ ص ۱۱۰ اور جلاء العیون مترجم جلد دوم ص ۳۱۶ مطبوعہ لاہور کی عبارتیں پیش کی گئی ہیں اور پھر اتمامِ حجت کے طور پر بشارت الدارین میں یہ لکھا ہے کہ:

''یہ بھی عجیب نظریہ ہے کہ جس کی بیعت امام حسین رضی اللہ عنہ قبول نہ کریں اور اپنی اور اعزہ کی جانیں قربان کر دیں اور مستورات کو اس مصیبت میں مبتلا کرنا قبول کر لیں انہیں کے جانشین حضرت زین العابدین جو شیعوں کے نزدیک چوتھے امام معصوم ہیں جان بچانے کے لیے اسی یزید سے بیعت کر لیں اور اس کو خلیفہ مان لیں جو اہل تشیع کے نزدیک اتنا ملعون ہے کہ اگر کوئی مسلمان اس پر لعنتوں کا ورد نہ کرے تو وہ بھی ان کی نگاہ میں دشمن حسینؓ قرار دیا جاتا ہے۔ کیا یہ وہی امامتِ منصوصہ ہے جو ماتمی گروہ ہر مسلمان سے منوانا چاہتا ہے''۔ (بشارت الدارین، ص ۲۰۸)

اس عبارت سے واضح ہوتا ہے کہ شیعوں کے عقیدۂ امامت کی بنا پر ان کو یہ الزام دیا جا رہا ہے کہ ایک امام معصوم (یعنی حضرت حسین رضی اللہ عنہ) تو یزید کے مقابلہ میں اپنی جان قربان کر دیتا ہے اور دوسرا امام معصوم (یعنی حضرت زین العابدین) جان بچانے کے لیے اسی یزید کی بیعت کر لیتا ہے تو ان میں سے کس امام کا عمل صحیح ہے اور کس کا غلط؟ کیا ندیم صاحب اس اردو عبارت کا مطلب بھی نہیں سمجھ سکتے؟

ندیم صاحب! خوش الحانی سے تقریر کرنا آپ کا فن ہے لیکن علم وتحقیق سے آپ کو کیا واسطہ؟

ندیم صاحب کچھ تو سمجھئے: ندیم صاحب سے موجودہ اختلاف یزید کے بارے میں ہوا ہے اور کتاب ''بشارت الدارین'' اور دیگر کتب ورسائل اور پمفلٹ اس سے پہلے شائع ہوتے رہے ہیں لیکن ندیم صاحب نے فخر اہل سنت حضرت مولانا قاضی مظہر حسین صاحب دامت برکاتہم پر اس سے پہلے کوئی اعتراض نہیں کیا بلکہ اسلام آباد میں شیعوں کے کنونشن منعقدہ ۴/۵ جولائی ۱۹۸۰ء کے بعد اس کے ردعمل میں انہوں نے جو مکتوب محررہ ۱۷/اگست ۱۹۸۰ء اپنے ایک جماعتی مبلغ مولانا محمد اسد اللہ صاحب عباسی

کے ہاتھ چکوال بھیجا (وہ خط گذشتہ سطور میں اسی باب کے آغاز میں پیش کر دیا گیا ہے، دوبارہ یہاں اس کا اندراج بلاضرورت تکرار کے ضمن میں آجائے گا۔ ہمارے پیش نظر وہ خط اصل حالت میں موجود ہے جو مولانا سید عبدالمجید ندیم شاہؒ کی ذاتی لیٹر پیڈ پر لکھا گیا تھا (سلفی)

ندیم صاحب! آپ نے تو اس مکتوب میں حضرت مولانا قاضی مظہر حسین صاحب امیر تحریک خدام اہل سنت پاکستان کو فخر اہل سنت سے خطاب کیا ہے کیا اس وقت رضا خانی جراثیم نظر نہیں آئے تھے؟ اور کیا شیخ العرب والعجم حضرت مولانا سید حسین احمد مدنی قدس سرہٗ کو بھی یہ جراثیم نظر نہیں آئے تھے جبکہ وکیل صحابہ رضی اللہ عنہم حضرت مولانا قاضی مظہر حسین صاحب کو بایں الفاظ اجازت عطاء فرمائی کہ:

> ''میں پہلے بھی آپ کو لکھ چکا ہوں کہ آپ کو اجازت ہے جو بھی آپ سے بیعت ہونے کی درخواست کرے اس کو بیعت کرلیا کریں اور اشغالِ سلوک تلقین فرما دیا کریں۔ اللہ تعالیٰ فضل فرمائے گا۔ اتباعِ سنت کا ہمیشہ اور ہر امر میں خیال رکھیں''۔

(مکتوبات شیخ الاسلام جلد دوم، ص ۲۱۶، مکتوب نمبر ۶۶)

مولانا غلام یحییٰ رحمہ اللہ کا ایکسیڈنٹ: مولانا غلام یحییٰ صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے مسلک حق کے تحفظ کے لیے مولوی عبدالمجید صاحب ندیم کے نظریات کی تردید میں: ''عبدالمجید ندیم اور یزیدیت اور'' بے معنی وضاحت'' دو رسالے لکھے تھے۔ رسالہ ''بے معنی وضاحت'' اس وقت چھپ کر آیا جب آپ رمضان مبارک کی چھٹیاں اپنے وطن گزار کر جامعہ حنفیہ جہلم میں تشریف لا چکے تھے۔ بتاریخ ۸ر شوال ۱۴۰۱ھ بمطابق ۹ر اگست ۱۹۸۱ء مہتمم جامعہ حضرت مولانا عبداللطیف صاحب امیر تحریک خدام اہل سنت صوبہ پنجاب انگلینڈ جانے کے لیے اسلام آباد کے ہوائی اڈہ پر تشریف لے جانے لگے تو مولانا مرحوم بھی دوسری کار میں ان کے ساتھ روانہ ہوئے حضرت مہتمم صاحب کی کار آگے نکل گئی اور مولانا مرحوم کسی کام کے لیے راستہ میں رک گئے۔ اس دن بارش ہو رہی تھی گوجر خان سے آگے نکل کر مندرہ کے قریب آپ کی وفات کا وقت آپہنچا۔ چنانچہ آپ کی کار پھسلنے کی وجہ سے راولپنڈی سے آنے والی ایک بس کے ساتھ ٹکرا گئی اور اس ایکسیڈنٹ میں مولانا غلام یحییٰ صاحب مرحوم کی روح کار کے اندر ہی عالم بالا کو پرواز کر گئی۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ اور ڈرائیور سمیت باقی چار ساتھی کار ہی میں بے ہوش ہو گئے۔ (جن میں) حضرت مہتمم صاحب کے صاحبزادہ قاری خبیب احمد صاحب، ماسٹر عبدالرحمن صاحب ساکن پائیمال اور ایک نوجوان ضیاء الحق ساکن جہلم (شامل ہیں)

مولانا مرحوم رحمہ اللہ نے کار میں ہی ''بے معنی وضاحت'' طبع ہونے کے بعد پڑھ لی تھی لیکن ندیم صاحب نے بجائے مذکورہ رسالوں کا جواب دینے کے ''بشارت الدارین'' کی عبارتوں پر اعتراضات شروع کر دیئے اور اپنی تقاریر میں اور بھی بے جا الزامات لگائے۔ اس لیے ان کے اعتراضات کا جواب ضروری سمجھا گیا۔ ہمارا مقصد صرف تبلیغ حق اور تحفظ مسلک اکابر دیو بند ہے اللہ تعالیٰ اسی مسلک حق پر قائم دائم رکھیں۔ آمین۔ والسلام [1]

اصلاحی تحریک کا اختتام اور قائد اہل سنت رحمہ اللہ کی فکر کے مثبت اثرات

۱۹۵۶ء میں جب کراچی سے محمود احمد عباسی نے ''خلافتِ معاویہ رضی اللہ عنہ ویزید'' نامی کتاب لکھی تو یہ فقط ایک کتاب ہی نہیں، بلکہ ناصبیت وخارجیت کی خطرناک تحریک کا پیش خیمہ ثابت ہوئی۔ اس کی وجہ یہ تھی کہ شیعہ وسنی مخالفت کا تو سبھی کو علم تھا مگر محل اختلاف اور سبب اختلاف سے علماء کرام تک کی اکثریت ناآشنا تھی، چنانچہ لاشعوری راہوں سے یہ خیالات جنم لینے لگے کہ اہل تشیع اگر یزید کی مخالفت کریں گے تو جواب میں یزید کی حمایت کا علم بلند کیا جائے گا، اگر اہل تشیع اہل بیت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی (بزعم خویش) تعلیمات کا پرچار کریں گے تو جواب میں تذکرۂ اہل بیت کے تقابل میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا ذکر بایں انداز کیا جائے گا کہ اس میں حضرت علی رضی اللہ عنہ اور ان کے خاندان کی کمزوریاں اور نقائص بیان کئے جائیں گے، یعنی اہل تشیع تو ابتداء ہی سے ضد وعناد اور فریب واکاذیب کے ساتھ اپنے نظریات پھیلاتے چلے آ رہے تھے، اس کا ردعمل ''ناصبیت'' کی صورت میں سامنے آیا۔ اور یہ تقابلی فضا مذہب اہل سنت والجماعۃ کے لیے بہت نقصان دہ ثابت ہو رہی تھی، اہل سنت کے جتھوں کے جتھے اس طوفانِ ناصبیت کا شکار ہو رہے تھے، مگر دوسری جانب علماء پاکستان اپنے دیگر دینی کاموں میں اس قدر منہمک تھے کہ اس کی روک تھام کے لیے متوجہ ہونے کی بجائے اس قدر تغافل کا شکار تھے کہ بعض کو تو یہ تغافل دھیرے دھیرے اسی ناصبیت کا لقمہ تر بناتا جا رہا تھا۔ ان حالات میں قائد اہل سنت رحمہ اللہ نے تحفظ ناموسِ صحابہ رضی اللہ عنہم، تردید رفض وبدعت، اور ناصبیت وخارجیت کا تعاقب کرنے کے ساتھ ساتھ ان علماء کرام کو بیدار کرنے کے لیے بھی بھرپور اور منظم تحریک چلائی اور خطوط، مطبوعہ کتابچوں نیز ماہ نامہ حق چار یارؓ لاہور میں تسلسل کے ساتھ مقالات کا سلسلہ جاری فرمایا تو کم علم اور ناقدر شناس طبقوں نے اسے قائد اہل سنت رحمہ اللہ کے

---

[1] ندیم صاحب کی غلط بیانیاں / مرتب: مولانا محمد اسماعیل ہزاروی / کل صفحات ۳۲ / مطبوعہ! جنوری ۱۹۸۲ء / تحریک خدام اہل سنت، جہلم

تعصب وتحاسد کا شاخسانہ قرار دیا، کہ یہ ہر ایک کے خلاف لکھتے ہیں، ان کی کسی سے نہیں بنتی، ان کے نزدیک سبھی گمراہ ہیں، فقط یہی رہ ہدایت پہ ہیں، ان کے مزاج میں تعنت وتشدد ہے۔ ہر ایک کے خلاف لکھتے اور بولتے جانا کونسی دانشمندی ہے؟ یہ اتحاد اہل سنت کو پارہ پارہ کرتے ہیں، ہر وقت ڈانٹ ڈپٹ کرنا ان کا مزاج وشعار بن چکا ہے۔ کوئی رافضی تو کوئی خارجی، کوئی ناصبی تو کوئی یزیدی، کوئی مماتی تو کوئی ذاکرِ جہری، غرضیکہ جتنے منہ اتنی باتیں، جتنے قلم اتنے تبصرے اور جتنی کھوپڑیاں اتنے بے عقلی کے بدشگوفے کھلنا شروع ہوگئے۔ یہاں تک کہ جماعت اسلامی کے معروف ترجمان نعیم صدیقی (جو اصلاً چکوال کے رہنے والے تھے) نے قائد اہل سنت رحمہ اللہ کو اپنے ایک مضمون میں ''مظہر مباحث'' قرار دے دیا۔ یہ ایک الگ موضوع ہے کہ جناب نعیم صدیقی صاحب کی جماعت اسلامی میں کیسے کیسے دُرگت بنی اور جانبین سے ایک دوسرے پر بے تحاشہ الزامات واتہامات کا کیچڑ اچھالا گیا۔ ''مظہر مباحث'' کی اصطلاح کو پھر یار لوگ لے اڑے تو لگے جگہ جگہ تجزیے کرنے! الغرض ایک آندھی تھی جو تندوتیز رفتار کے ساتھ قائد اہل سنت کی جانب اپنا رخ کر چکی تھی مگر آپ استقامت کا کوہسار ثابت ہوئے، بڑی سے بڑی تحریک، قد آور شخصیات اور نفرت وعداوت کا کوئی تجربہ آپ کے پایہ استقلال میں لغزش پیدا نہ کرسکا، اور آپ کی اس استقامت کا نتیجہ یہ نکلا کہ باطل قوتوں کو اپنے پر پُرزے زیادہ دیر تک نکال رکھنے کا یارا نہ رہا، اکثریت کو ہدایت ملی اور وہ دوبارہ صراط مستقیم پر گامزن ہوگئے، بعض منقارِ زیر پَر ہوگئے، اور بعض نے عوامی حلقوں میں باطل نظریات کی نشر واشاعت کا سلسلہ ترک کرکے محض حجروں اور اجلاسوں میں قائد اہل سنت کی ذات کو ہدف تنقید بنانے پر اکتفاء کرلیا۔ قصہ مختصر یہ کہ آپ رحمہ اللہ مخالفت وموافقت کی پرواہ کئے بغیر اپنے مشن پر ڈٹ کر کام کرتے رہے۔ محمود احمد عباسی کے چند نامور شاگردوں نے کچھ عرصہ ان کے ناصبی افکار کو عوام وخواص میں منتقل کرنے کا شغل جاری رکھا مگر بہت جلد ان کی تحریک بھی دم توڑ گئی، ان میں مولوی عظیم الدین صدیقی، نذیر احمد شاکر، عزیر احمد صدیقی تو پیش پیش تھے، مگر ان کے ہمراہ کثیر تعداد میں ایسے لوگ اس خطرناک تحریک کا حصہ بن گئے جو محض شیعہ دشمنی کی وجہ سے اصل اختلافات سے لاعلم تھے اور غلط فہمیوں کی بناء پر ان کے دام تزویر میں آگئے تھے...... حضرت مولانا سید عبدالمجید ندیم شاہ مرحوم اور ان کے رفقاء نے بھی قائد اہل سنتؒ کی علمی گرفت کرنے پر چند ایک جوابی رسائل لکھے تھے جن میں ایک رسالہ مولانا محمد رمضان ثاقب کی طرف سے ''ایک ضروری وضاحت'' کے زیر عنوان ڈیرہ اسمٰعیل خان سے شائع ہوا تھا۔ دوسرا رسالہ محمد سلیم ملتانی کی جانب سے بعنوان ''قاضی مظہر صاحب کا معیارِ حق وصداقت اور اس کی حقیقت'' چھپا تھا۔ اس طرح ''وضاحتی بیان'' کے نام سے بھی ایک دو ورقی

پمفلٹ تقسیم کیا گیا تھا۔ مگر اس میں اصل نزاع کی حقیقت سے پردہ نہیں اٹھایا گیا اور نہ ہی اس کی بامعنی وضاحت کی گئی تھی، جس کی وجہ سے قائد اہل سنت اور مولانا عبدالمجید ندیم کے مابین یہ فکری خلیج روز بروز بڑھتی چلی گئی تھی، یہاں تک کہ ایک بڑی علمی و روحانی شخصیت نے اس میں اپنا کردار ادا کر کے مولانا ندیم صاحب کو اپنی اصلاح کرنے کی طرف متوجہ فرمایا۔

مولانا سید حامد میاں رحمہ اللہ کا ایک اصلاحی خط

حضرت مولانا سید حامد میاں صاحب رحمہ اللہ تحفظ عقائد اہل سنت کے معاملہ میں حساس طبیعت کے مالک تھے، آپ نے مولانا سید عبدالمجید ندیم رحمہ اللہ کو ایک خط میں تحریر کیا کہ ’’آپ ایسا بیان جاری کر دیں جس سے صاف واضح ہو جائے کہ محمود احمد عباسی کے افکار باطلہ اور اس کی گمراہ یزیدی جماعت سے آپ کا کوئی تعلق نہیں ہے۔‘‘ حضرت مولانا سید عبدالمجید ندیم کو شاید علم نہیں تھا کہ اس خط کی ایک نقل مولانا سید حامد میاں نے قائد اہل سنت کو بھی ارسال کر دی ہے۔ چنانچہ مولانا ندیم نے اپنے پمفلٹ ’’وضاحتی بیان‘‘ میں مولانا سید حامد میاں کا خط ان الفاظ کے ساتھ شائع کیا۔

’’اگر آپ اپنی طرف سے ایک مختصر مگر ایسا جامع بیان جاری کر دیں جس سے صاف واضح ہو جائے کہ محمود احمد عباسی کے افکار باطلہ سے آپ کا کوئی تعلق نہیں ہے تا کہ حلقہ احباب میں اضطراب رفع ہو جائے۔‘‘

اور نقل خط میں مولانا سید حامد میاں کے یہ الفاظ بالکل حذف کر دیئے۔

’’اور اس کی گمراہ یزیدی جماعت سے آپ کا تعلق نہیں ہے۔‘‘

چونکہ اصل نزاع یزیدی جماعت سے متعلق تھا، اور جب یہ الفاظ ہی شاہ صاحب مرحوم نے حذف کر دیئے تو قائد اہل سنت نے جان لیا کہ مولانا عبدالمجید ندیم شاید اس مسئلہ پر جمہور علماء اہل سنت کے نظریۂ فسقِ یزید کو تسلیم کرنے کے لیے ابھی تیار نہیں ہیں۔ چنانچہ اس وقت تک آپ ملک بھر کے علماء کرام و عوام الناس اور خود مولانا عبدالمجید ندیم شاہ صاحب کو آگاہ کر کے اتمام حجت کر چکے تھے۔ فلہٰذا اس کے بعد قائد اہل سنت رحمہ اللہ نے ان کے خلاف مزید کوئی قدم یا قلم نہ اٹھایا، اور دوسری جانب مولانا عبدالمجید ندیم جو کہ اس قضیہ کے بعد کم و بیش تیس سال زندہ رہے، نے بھی منبر و محراب اور اسٹیج پر یزید کی حمایت وغیرہ پر کوئی خطاب نہیں کیا، حضرت مولانا محمد عبداللہ صاحب آف بھکر (سابق امیر جمعیت علماء اسلام پنجاب) نے ایک مرتبہ کاتب السطور سے کہا تھا کہ مولانا عبدالمجید ندیم مرحوم کی طبیعت پر مولانا قاضی مظہر حسین کی بروقت گرفت نے اس اعتبار سے تو منفی اثر پیدا کیا تھا کہ ان کی خطیبانہ ساکھ متاثر ہوئی

تھی مگر دوسری جانب غور وتدبر کرنے کے بعد وہ اپنے سابقہ موقف سے عملاً رجوع کر چکے تھے، اور یہی قائداہل سنت کے تحرک وتردید کا اصل مقصد تھا، یادرہے کہ حضرت مولانا محمد عبداللہ صاحب (بھکر) نے اس زمانہ میں ندیم صاحب کے خلاف لکھے جانے والے رسائل باقاعدہ قائداہل سنت سے طلب کر کے مطالعہ کیا تھا، اس ضمن میں ان کا ایک خط کسی جگہ پیش کر دیا جائے گا۔ان شااللہ۔

اس دوران مولانا سید عبدالمجید ندیم شاہ کے معتقدین اور مخلص سامعین کی جانب سے احتجاجی خطوط بھی تسلسل کے ساتھ موصول ہوتے تھے، جن میں بعض نوجوان تو اخلاقی حدود پامال کرتے ہوئے شاہ صاحب سے اپنی عقیدت کا اظہار کرتے کرتے قائداہل سنت کی جناب میں بے ادبی کے مرتکب ہوتے، تاہم بعض سنجیدہ لوگوں کے خطوط بھی آتے ،جنہیں پڑھ کر اس دور کے تقاضوں اور علماء کرام کی ہمہ جہت دینی خدمات کا جہاں اندازہ ہوتا ہے، وہاں معتقدین کی سادہ لوحی، دلچسپ ودل فریب جملے اور زیرک و دانا قیادت کے مقابلہ میں پُرجوش مسلمانوں کے جذبات دیکھ کر بہرحال یہ اقرار کرنا پڑتا ہے کہ کسی نہ کسی درجہ میں ''لاعلمی'' بھی ایک نعمت ہے۔ کیونکہ ایک معتدبہ طبقہ ایسا بھی ہے کہ جو اہل علم کے مابین اختلافات سے لاعلم رہ کر ہی اپنا دامن ادب وتعظیم بچا سکتا ہے،سواُس دور کے ایک خط کا نظارہ کیجیے، جو قائداہل سنت کے ذاتی ذخیرہ سے ہمیں دستیاب ہوا ہے۔

''بخدمت گرامی قدر! السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ ! آپ کی جانب سے ایک تحریر شدہ رسالہ اس وقت میرے ہاتھ میں ہے یعنی ''ندیم صاحب کی بے معنی وضاحت'' حضرت گستاخی معاف،عرض یہ ہے کہ مولانا ندیم صاحب کون ہیں اور کیا ہیں؟ اس سے ہمیں بحث نہیں،عرض صرف یہ ہے کہ آپ جناب کو ندیم صاحب کی تلاوتِ قرآن (مجید) سے اوران کی تقاریر سے نفرت کب سے پیدا ہوگئی ہے؟ راقم نے ہوش سنبھالا تو پاکستان اور بالخصوص کراچی میں شیعوں اور بریلویوں کو غالب دیکھا، کراچی میں مسلک دیوبند کے تین[1] عظیم مدارس کام کر رہے ہیں مگر وہ بھی چار دیواری میں، دیوبندیت نہایت عجیب چیز معلوم ہوتی تھی۔ اللہ تعالیٰ نے شیخ القرآن کو ہمت دی انہوں نے دیوبندیت سے ہمیں روشناس کروایا، پھر مولانا دین پوری اور مولانا محمد ضیا القاسمی صاحب بار بار کراچی آرہے ہیں مگر پتہ نہیں یہ سب کچھ نہ ہونے کے برابر کیوں تھا؟ کہ اچانک اللہ کریم نے اس نوجوان (مولانا عبدالمجید ندیم) کو پیدا کیا تو

[1] غالباً دارالعلوم کورنگی، جامعہ فاروقیہ اور جامعۃ العلوم الاسلامیہ بنوری ٹاؤن مکتوب نگار کی مراد ہوں گے، یہ چالیس سال قبل کا خط ہے، اب تو کراچی کے مدارس دینیہ میں بہت اضافہ ہو چکا ہے۔الحمدللہ

کراچی کی دنیا گواہ ہے کہ ندیم صاحب کے ٹھاٹھیں مارتے ہوئے جلسوں میں سینکڑوں بریلوی اور شیعہ اپنے اپنے خیالات کو ترک کر کے ندیم صاحب اور مسلک دیوبند کے خادم بن گئے تو واقعی جہاں دنیا پر ندیم کا وعظ موثر ثابت ہوا وہاں باطل طبقوں کے لیے ندیم فرشتہ اجل بھی ثابت ہوا، اگر بالفرض کوئی بات ناگوار طبع تھی تو ندیم صاحب کو اپنے پاس بلا کر اصلاح کی جاسکتی تھی۔

در سخن با دوستاں آہستہ باش
تا نہ دارد دشمنِ خونخوار گوش

جناب کی تحریر کی کراچی تشریف آوری سے فرقہ باطلہ نے یومیہ منوں کے حساب سے مٹھائیاں تقسیم کی ہیں۔ چونکہ بہت کچھ حضرت یزید کے بارے میں حضرت مولانا غلام اللہ خان، حضرت مولانا سید عنایت اللہ شاہ صاحب بخاری اور حضرت مولانا محمد علی صاحب جالندھری کے تقریری اقتباسات پیش کیے جاسکتے ہیں اور حضرت مولانا خیر محمد کے الفاظ بھی، بلکہ اس موضوع پر بخاری شریف سے بھی کچھ ثابت کیا جاسکتا ہے، بشرطیکہ آپ اجازت دیں، امید ہے غلطی معاف فرمائیں گے۔ جواب کا بے قراری سے انتظار کروں گا۔ پھر عرض کروں گا کہ گستاخی ہوگئی ہو تو معاف کر دیں، آپ جیسے بزرگوں سے الجھنا مجھ ناچیز کو اچھا نہیں لگتا، صرف سبق لینا مطلوب ہے [1]۔

متذکرہ خط سے آمدہ نتائج

خطرۂ طوالت کے باوجود ہمارا جی چاہتا ہے کہ ہم نہایت اختصار کے ساتھ اس خط سے کشیدہ نتائج بھی درج کر دیں، وہ یہ ہیں:

① قائد اہل سنت کی اصلاحی اور تنقیدی مہم نے مولانا عبدالمجید ندیم کے حلقہ متاثرین تک اسلاف اہل سنت کا نظریہ پہنچا دیا تھا اور ان میں سے یقیناً بے شمار لوگوں کو نظر ثانی کا موقع بھی ملا ہوگا اور انہوں نے اپنے نظریہ کی تطہیر کر لی ہوگی، اور یہ قائد اہل سنت کی فتح کی نوید تھی۔

② مکتوب نگار کے خط میں مولانا ندیم سے اظہارِ عقیدت اور "حضرتِ یزید" کی مدحت بتا رہی ہے

---

[1] محمد انور کاشمیری، قاضی رمحررہ ۱۱، اکتوبر ۱۹۸۱ء بمطابق ۱۳ ذوالحج ۱۴۰۱ھ کوارٹر نمبر ۵، سٹاف کالونی سائٹ نمبر ۱۴، کراچی

کہ اپنے حلقہ اثر میں مولانا مرحوم کسی نہ کسی درجہ میں عباسی نظریات پھیلا رہے تھے اور اس ضمن میں قائد اہل سنت کا خدشہ بالکل درست تھا۔

③ اس فکری و نظری اور تعبیری اختلاف کا آگے چل کر فتنے کی شکل اختیار کر لینا ناممکنات میں سے نہیں تھا، چونکہ حضرت مولانا سید عبدالمجید ندیم شاہ کا خطیبانہ سحر ملک کے طول و عرض کے اہل سنت کو اپنا تابع بنا چکا تھا، جس سے کثیر لوگوں کے بدراہ ہونے کا شدید امکان تھا، مگر اس کے آگے بند باندھنے کی کسی میں ہمت نہ تھی، ذاتی تعلقات، مفادات اور رسمی حکمتیں حائل تھیں، ایسے میں قائد اہل سنت نے حسب سابق نعرۂ حق بلند فرمایا اور اصلاح کی موثر کوششوں کے ساتھ متاثرینِ ناصبیت کا رستہ روک دیا، قائد اہل سنت کی اسی پالیسی کے بعض پہلوؤں سے یقیناً کسی کو اختلاف کرنے کا حق ہے، مگر وہ حق رکھنے والا بھی اس حقیقت کا انکار نہیں کر سکتا کہ نتائج کے اعتبار سے یہ بروقت اور برموقع فیصلہ تھا جس نے ہزاروں اہل سنت کو ناصبیت کی گود میں جانے سے بچالیا۔

④ مکتوب نگار کا یہ مشورہ کہ ''ندیم صاحب کو بلا کر اصلاح کی جاسکتی تھی'' بہ نظر ظاہر تو بہت خوشنما اور عقلی لحاظ سے صائب مشورہ ہے مگر قائد اہل سنت کا مزاج یہ تھا کہ جو غلط بات عوام میں پھیل گئی ہے اس کی تردید و اصلاح کا عمل بھی عوامی سطح پہ ہونا ضروری ہے تا کہ کسی بھی معروف شخصیت کے قد کاٹھ کی وجہ سے کوئی متزلزل ہو تو فوراً راہ راست پر آجائے۔ چنانچہ یہ ایک تاریخی حقیقت ہے کہ قائد اہل سنت کی اس قلمی تحریک نے بے شمار لوگوں کو نظر ثانی کے موڑ پر لا کر کھڑا کیا، انہوں نے اپنے کمزور نظریات سے اعلانِ بغاوت کیا، اور دوبارہ چمن اہل سنت میں مثل گلاب لہلہانے اور مہکنے لگے، اس زمانہ قضیہ کا ایک اور خط ملاحظہ کیجیے۔

''محترم حضرت اقدس!

السلام علیکم! مزاج گرامی۔ امید ہے عافیت سے ہوں گے، مجھے گزشتہ ہفتہ بازار سے اخبار کی ایک دوکان میں آپ کی طرف سے شائع ہونے والے پمفلٹ بنام ''ندیم صاحب کی بے معنی وضاحت'' ملا، جس میں حیرت انگیز انکشافات اور ہمارے اہل سنت کے مروجہ عقیدہ سے متعلق بہترین معلومات کا خزینہ یکجا دیکھ کر از حد خوشی ہوئی۔ آپ سے عرض ہے کہ آپ مہربانی فرما کر ''عبدالمجید ندیم اور یزیدیت'' اور

'ندیم کی تلبیس [1]'' بھی اگر ہو سکے تو عنایت فرما کر عند اللہ ماجور ہوں۔ امید ہے کہ آپ روانہ فرما کر اس فتنہ خارجیت و ناصبیت سے ہمیں نجات دلائیں گے [2]۔

یہ ایک حسن اتفاق ہے کہ مذکورہ اور اس سے پیوستہ دو مختلف خطوط ایک ہی تاریخ میں لکھ کر ارسال کئے گئے تھے۔ بہر حال قائد اہل سنت کے اس تاریخی اور روشن کردار کو بھی فراموش نہیں کیا جا سکتا کہ آپ نے ملک کے ہی نہیں بلکہ عالم اسلام کے ایک مقبول ترین خطیب اور عالم دین کے غلط نظریہ کی بلاخوف لومتہ لائم تردید کی، اور انہیں اور ان کے وسیع حلقہ کو یزیدیت سے نکال کر ''حسینیت'' کی پاکیزہ نسبت سے مالا مال کر دیا۔ کیونکہ ملک بھر کے مقتدر علماء و زعماء قائد اہل سنت کو اپنا مصلح سمجھتے تھے، اور ذاتی و اجتماعی نیز جماعتی، تحریکی اور سیاسی حوالہ سے خط و کتابت کے ذریعہ قائد اہل سنت کے مفید مشوروں کی روشنی میں اپنا لائحہ عمل طے کرتے تھے۔

مولانا محمد شریف جالندھریؒ کا خط، جلسہ میں شرکت کی دعوت اور اصلاح کی درخواست

اس ضمن میں بانی جامعہ خیر المدارس ملتان حضرت مولانا خیر محمد جالندھری رحمہ اللہ کے فرزند، اور وفاق المدارس کے موجودہ ناظم اعلیٰ و مہتمم جامعہ خیر المدارس مولانا قاری محمد حنیف جالندھری کے والد گرامی حضرت مولانا محمد شریف جالندھری کا ایک خط ملاحظہ فرمائیں۔

''مخدومی و مکرمی حضرت مولانا قاضی صاحب دامت برکاتہم العالیہ السلام علیکم ورحمۃ اللہ و برکاتہٗ۔

بعد از طلب خیریت عارض ہوں کہ خیر المدارس ملتان کا سالانہ جلسہ مؤرخہ ۱۷، ۱۸، ۱۹ صفر ۱۳۹۳ھ بمطابق ۲۳، ۲۴، ۲۵، مارچ ۱۹۷۳ء بروز جمعۃ المبارک، ہفتہ، اتوار منعقد کیا گیا ہے [3]۔ حضرت والا

---

[1] اس نام کا کوئی پمفلٹ ہماری نظر سے تو نہیں گذرا، یا تو مکتوب نگار شوقِ مطالعہ و تحقیق میں غیر شعوری طور پر یہ لکھ گئے ہیں، یا پھر ہماری اس تک رسائی نہ ہو سکی، تاہم یہ بہر حال طے شدہ ہے کہ اس نام کا کوئی کتابچہ تحریک خدام اہل سنت کی جانب سے شائع نہیں ہوا۔ سلفی

[2] محمد عثمان صابر رقومہ، ۱۱، اکتوبر ۱۹۸۱ء، بمطابق ۱۳، ذوالحج ۱۴۰۱ھ معرفت راشن شاپ ۱۴۴۳، سلطان آباد کراچی نمبر ۲۔

[3] یعنی مذکورہ تاریخوں میں انعقاد جلسہ کا اعلان کیا گیا ہے۔

سے درخواست ہے کہ تشریف آوری سے ممنون فرمایا جائے۔ سیدی حضرت والد صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے زمانہ سے ہی مدرسہ ہذا کی یہ امتیازی شان رہی ہے کہ جملہ اکابرین امت ومشائخ عظام باوجود اختلافِ رائے کے خیر المدارس کے جلسہ کے موقع پر مقررین حضرات بھی محض دینی پہلو کے غلبہ اور تبلیغی پہلو پر تبصرہ فرمانے کی سعی کرتے رہے ہیں اور علماء وصلحاء ومشائخ عظام کی اجتماعی شان کے ظہور کے لیے مرکز خیر المدارس ہی رہا ہے۔ بحمد اللہ رب تک کسی قدیم روایات کے بقاء وتحفظ ہی کی سعی کی جارہی ہے۔ دعا خواہ ہوں کہ حق تعالیٰ اپنے اکابرین کے مسلک ونقش قدم پر چلنے وقائم رہنے کی سعادت سے نوازے آمین۔

یہی ذخیرہ آخرت اپنے لیے خیال کرتا ہوں کما قیل

احب الصالحین ولست منهم

لعل الله یرزقنی صلاحاً

کسی قدر تحریر میں طوالت ہوگئی، معاف فرمادیں، نیز فروگذاشت کے جواب میں اصلاح بھی فرمائی جائے۔ والسلام مع الاکرام[1]

یاد رہے کہ مولانا سید عبدالمجید ندیم شاہ صاحب نے اپنی زندگی بھر کے دور خطابت میں قلبی وابستگی اور روابط بھی زیادہ تر اشاعت التوحید والسنۃ والوں سے رکھے، اگرچہ علانیہ ان کی حمایت یا نفس مسئلہ بیان نہیں کرتے تھے، تاہم ان کے بعض جلسوں میں شاہ صاحب کی شرکت نے بھی ان کی فکری زندگی پر سوالیہ نشان چھوڑ دیا تھا۔ حضرت مولانا محمد شریف جالندھریؒ کا خط پیش کرنے کا مقصد یہ ہے کہ معاصرین علماء کرام اور اکابرین کی صالح اولادیں قائد اہل سنتؒ کی ذات سے اپنے عقائد و اعمال کی اصلاح کروانے کی درخواست کیا کرتی تھیں اور یہ حقیقت ہے کہ آپؒ مرشد العلماء تھے۔ ایک ایسے مصلح اور ایسے مرشد کہ جو نہ صرف علماء کرام کو فتنوں کے خلاف بیدار کرتے تھے۔ بلکہ اس سلسلہ میں بڑے سے بڑے دینی و سیاسی لیڈر کو اگر مداہنت آشنائی کرتے دیکھتے تو علانیہ مخالفت کرنے سے بھی نہیں چوکتے تھے۔

---

[1] محمد شریف جالندھری، مہتمم جامعہ خیر المدارس ملتان/مرقومہ فروری ۱۹۷۳ء/ملتان

ندیم شاہ صاحب پر اشاعتی اثرات کا تغلّب اور اکابرینِ تنظیم کی نرم پالیسی کا گرم نتیجہ

جب پورے ملک کے علماء کرام نے مسئلہ حیات النبی ﷺ پر الگ تھلگ نظریہ قائم کرنے کی بناء پر مولانا غلام اللہ خان اور مولانا سید عنایت اللہ شاہ بخاری سے مقاطعہ کر رکھا تھا تو اس وقت مولانا دوست محمد قریشی رحمہ اللہ اور علامہ سید نور الحسن شاہ بخاری رحمہ اللہ نے اپنے مسلک و نظریہ پر رہتے ہوئے ان حضرات سے تعلق بحال رکھا ہوا تھا، مگر ان حضرات کو بہت دیر کے بعد سمجھ آئی تھی کہ مولانا سید عبد المجید ندیم شاہ کی پُشت پناہی کر کے انہیں تنظیم کے اکابر کے خلاف اُکسانے والے بزرگ دراصل مولانا غلام اللہ خان تھے۔ جیسا کہ مولانا نور الحسن شاہ جیؒ نے خود اعتراف کیا کہ

''اس سارے قضیے میں سب سے افسوسناک اور دلچسپ کردار مولانا غلام اللہ خان کا ہے۔ مسئلہ حیات النبی ﷺ پر جب وطنِ عزیز کے سارے علماء اسلام نے آپ کا مقاطعہ کر رکھا تھا اور آپ اچھوت ہو کر رہ گئے تھے اس وقت یہ تنظیم اہل سنت ہی تھی جو جمعیت علماء اسلام اور مجلس تحفظ ختم نبوت سے جماعتی تعلقات رکھنے کے باوجود اس شریف انسان کے ساتھ رہی، جب ملک کا کوئی معروف مبلغ ان کے اسٹیج پر نہیں آتا تھا، ماشاءاللہ راقم اور قریشی صاحب ہی کے دم سے ''تعلیم القرآن'' کے سالانہ جلسوں کا بھرم قائم رہا۔ آپ (مولانا غلام اللہ خان) نے مجھ سے اس سلسلہ میں بات تک نہ کی اور ندیم صاحب کے فریب کا شکار ہو کر ہمیشہ کے لیے ہم سے کٹ گئے۔''[1]

مولانا قاضی محمد زاہد الحسینی رحمہ اللہ کی تصدیق

مولانا قاضی محمد زاہد الحسینی رحمہ اللہ صاحب فرماتے ہیں کہ مولانا سید نور الحسن شاہ صاحبؒ نے اشاعتی علماء کو ساتھ لے کر چلنے کا عزم کیا تو میں نے مخالفت کی تھی کہ اس الحاق واتحاد سے مرکز تنظیم تشتت وانتشار کا شکار ہو جائے گا۔ مگر شاہ صاحب اپنی رائے پر مُصر رہے تو احقر جماعت سے الگ ہو گیا۔''[2]

---

[1] سید نور الحسن شاہ بخاری، مولانا/ فتنۂ کبریٰ، صفحہ نمبر ۲۶/ مطبوعہ ۱۹۷۵ء، مقام اشاعت، ملتان۔
[2] محمد زاہد الحسینی، قاضی مولانا/ حیاتِ مُستعار (آپ بیتی)/ مطبوعہ دار الاشاد اٹک، ستمبر ۲۰۱۹ء

اور یہ طے شدہ بات ہے کہ اشاعت التوحید سے وابستہ حضرات سو فیصد یزیدی مزاج بھی ہوتے ہیں، ایسے میں مولانا سید عبدالمجید ندیم شاہ صاحب کا یزیدی مشن کا ترجمان ہونا خود بخود عیاں ہوجاتا ہے اور قائد اہل سنت کی بصیرت بھی آشکار ہوجاتی ہے کہ اکثر و بیشتر علما کرام کو تلخ تجربات سے گذرنے کے بعد جو مشاہدہ ہوتا تھا، وہ قائد اہل سنت اپنے نورِ بصیرت سے بہت پہلے بھانپ لیتے تھے۔ اب مولانا عبدالمجید ندیم صاحب کے خلاف تنظیمی اکابرین کی اختلافی آراء بھی پڑھ لیجیے اور قائد اہل سنت مولانا قاضی مظہر حسین رحمہ اللہ کی اصلاحی تحریک کا جائزہ بھی لے لیجیے اور پھر منصفانہ تجزیہ فرما دیجیے کہ نظریہ وکاز کی بنیاد پر مردانہ وار اور مخلصانہ اختلاف کرنے کا سہرا کس کے سر سجتا ہے؟

* اسکول میں غیر اخلاقی ڈرامے بند کروانے کی تحریک (۱۹۶۷ء)
* مفتی جعفر حسین کی زیر قیادت شیعی تحریک اور قائد اہل سنتؒ کی تدبیر و فراست پر مبنی پالیسی (۱۹۸۰ء)
* سُنی محاذ کا قیام......اور افسوسناک انجام (۱۹۸۵ تا ۱۹۸۸ء)

اللہ رے ذوقِ حوصلہ و شوق مُستقل
ہم جی رہے ہیں دہر کی چالوں کے باوجود

سب ڈویژنل مجسٹریٹ کا ایک خط اور دو سطری جواب

اب تک کے مربوط جمع شدہ اوراق میں یہ ثابت کیا گیا ہے کہ قائد اہل سنت نے پوری زندگی فرقہائے باطلہ کے ساتھ اعتقادی اور مذہبی حوالہ سے کسی قسم کی لچک اور نرمی کا مظاہرہ نہیں کیا تھا، اگرچہ سماجی اور دین اسلام کے فلسفہ اخلاق کے پیش نظر بے شمار ایسے واقعات محفوظ ہیں کہ جن میں آپ کی رقت قلبی، شفقت انسانی اور عالمانہ برت برتاؤ کے ایمان افروز شواہد ملتے ہیں، تاہم تصلب حق کے حوالہ سے بعض دفعہ دلچسپ صورتحال بھی پیدا ہو جایا کرتی تھی، بالخصوص شہری پولیس انتظامیہ کا جب کوئی نیا افسر چکوال وارد ہوتا اور وہ قائد اہل سنت کے مقام ومزاجِ دینی سے ناواقف ہوتا اور اس ضمن میں وہ کوئی رسمی کارروائی کرنا چاہتا تو قائد اہل سنت بغیر کسی رو رعایت کے اپنا موقف اس کے سامنے رکھ دیتے تو وہ دم بخود رہ جاتا۔ چنانچہ ۱۹۶۷ء کے زمانہ کی بات ہے کہ سب ڈویژنل مجسٹریٹ چکوال نے قائد اہل سنت کو مندرجہ ذیل چٹھی ارسال کی۔

''بخدمت حضرت مولانا قاضی مظہر حسین صاحب۔

آپ کو اپنے علاقہ شہر چکوال کی امن کمیٹی کا ممبر نامزد کیا گیا ہے۔ لہٰذا آپ کو چاہیے کہ آپ (محرم الحرام میں) ڈیوٹی پر تعینات افسران سے مکمل تعاون کریں۔ اور جس روز ذوالجناح کا جلوس نکلے، آپ جلوس کے ساتھ رہیں تاکہ کسی بھی موقع پر اگر نقصِ امن کا خطرہ پیدا ہو تو فوراً مقامی حکام کی مدد کریں۔ آپ کے علاقہ میں ذوالجناح کا جلوس ۶ تا ۱۰ محرم الحرام کو نکلے گا۔

والسلام۔ سب ڈویژنل مجسٹریٹ چکوال۔

غالب گمان یہ ہے کہ مذکورہ تحریر مخصوص فرقہ سے تعلق رکھنے والے کسی ایسے پولیس آفیسر کی ہے جس نے جان بوجھ کر اشتعال انگیز، غیر قانونی اور خالص مذہبی تنفر وتعنت پر مبنی جذبات کے ساتھ یہ چٹھی بھیجی تھی تاکہ قائد اہل سنت کو برانگیختہ کر کے کوئی بھی مطلوبہ مقصد نکالا جا سکے، بہر حال جب یہ چٹھی قائد اہل سنت کی خدمت میں پہنچی تو آپ نے اسی خط کی پشت پر بلا علیک سلیک (کیونکہ پولیس افسر کی چٹھی پر بھی

''السلام علیکم'' درج نہیں تھا) دوسطروں میں یہ جواب لکھ کر بھیج دیا۔

''میرے نزدیک شرعاً ذوالجناح کا جلوس ناجائز ہے۔اس لیے ایسے کسی جلوس کا میں ذمہ دار نہیں ہوسکتا۔یہ ڈیوٹی حکام اور پولیس کی ہے۔الاحقر مظہر حسین غفرلہ''[1]

دراصل یہ ۱۹۶۷ء والا سال کچھ اس لحاظ سے بھی اہم تھا کہ اس میں گورنمنٹ گرلز ہائی اسکول چکوال کی ہیڈ مسٹریس نقوی صاحبہ نے اپنے اسکول میں اخلاق باختہ اور حیاء سوز قسم کے ڈرامے شروع کئے تھے جس پر قائد اہل سنت نے اپنے خطبات اور طالبات کے والدین کو بالمشافہ اس امر قبیح سے آگاہ کر کے مذکورہ افعال کی راہ میں رکاوٹ بننے پر آمادہ کیا تھا، یہ ایک مستقل تحریک کا روپ دھار گئی تھی۔اور جیسا کہ عام طور پر ہوتا رہتا ہے کہ شہری پولیس انتظامیہ اور اعلیٰ افسرانِ پولیس کے اشیر باد بھی مذکورہ سکول کی ہیڈ مسٹریس صاحبہ کو حاصل تھی۔چنانچہ قائد اہل سنت نے ایک قرارداد لکھ کر شہر بھر کے عوام کو بیدار کیا تھا، وہ قرارداد مندرجہ ذیل ہے:

''یکم دسمبر ۱۹۶۷ء یوم الجمعۃ المبارک مدنی جامع مسجد میں مسلمانانِ چکوال کا یہ اجتماع گورنمنٹ گرلز ہائی اسکول میں بتاریخ ۸، ۹، ۱۰ نومبر کو مسلم طالبات کے ڈرامہ کھیلنے کے خلاف شدید احتجاج کرتا ہے کیونکہ یہ مغربی کافر اقوام سے درآمد شدہ ڈرامے، کہ جن میں مسلمان لڑکیاں سوانگ بھرتی ہیں اور طبلہ ڈھولک اور دیگر مزامیر کے ساتھ رقص وسرود وغیرہ کے حیاء سوز افعال کا مظاہرہ کرتی ہیں۔شریعت محمدیہ علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والتحیہ میں بالکل حرام ہیں۔اور اس دین اسلام کے بالکل خلاف ہیں جس کے نام پر لاکھوں مسلمانوں کی قربانی دے کر ''پاکستان'' ایک مسلم مملکت کی شکل میں قائم ہوا ہے گرلز اسکولز تعلیم کے لیے ہیں نہ کہ کنجریوں کا قبیح کردار ادا کرنے اور رقاصائیں تیار کرنے کے لیے ہیں۔لہٰذا یہ اجتماع پُرزور اپیل کرتا ہے کہ اس قسم کے ڈراموں اور طبلہ و ڈھولک وغیرہ کی تربیت کو مسلم طالبات کے لیے بالکل ممنوع قرار دیا جائے۔اور ان معلمات کو سخت تنبیہ کی جائے جو ہماری مسلمان بچیوں کو اس قسم کے فواحش میں مبتلا کر کے ان کی اسلامی زندگی کو برباد کر رہی ہیں۔ہم ایسے اخلاق سوز افعال کو مسلمان لڑکیوں کے لیے ہرگز برداشت نہیں کر سکتے۔امید ہے کہ ہمارا یہ اہم دینی مطالبہ جلد از جلد قبول کیا جائے گا۔والسلام۔منجانب الاحقر مظہر حسین غفرلہ خطیب مدنی جامع مسجد چکوال ضلع جہلم[2]۔

---

[1] قائد اہل سنت بنام سب ڈویژنل مجسٹریٹ چکوال/مرقومہ ۱۵، اپریل ۱۹۶۷ء

[2] مرقومہ ۲۸ شعبان ۱۳۸۷ھ بمطابق یکم دسمبر ۱۹۶۷ء۔

گرلز سکول سے ڈرامے بند کرانے کے لیے تحریک (۱۹۶۷ء)

حافظ عبدالوحید صاحب حنفی نے مصنف (عبدالجبار سلفی) کو بتایا کہ ۱۹۶۸ء کا واقعہ ہے کہ گورنمنٹ گرلز ہائی سکول کی ہیڈ مسٹریس شیعہ مسز نقوی ہوا کرتی تھیں۔ انہوں نے سکول کے سالانہ مینا بازار میں ایک ڈرامہ کرایا جس میں سکول کی بچیوں کو بادشاہ، وزیر، شہزادی اور فقیر اور ان میں نکاح کیے جانے کے پارٹ ادا کئے گئے۔ حالانکہ شرعاً اس قسم کے افعال حرام ہیں حضرت قائد اہل سنت نے جمعۃ المبارک کے موقع پر تقریر کرتے ہوئے دلائل سے سمجھایا کہ حضور ﷺ کا ارشاد ہے:

① اللہ کی لعنت ہے اس مرد پر جو عورت کا لباس پہنے اور اس عورت پر جو مرد کا لباس پہنے (ابوداؤد شریف)

② فرمایا رسول اللہ ﷺ نے گانے والی عورتوں کی خرید مت کرو۔ اور ان کو گانا مت سکھلاؤ۔ (مشکوٰۃ شریف)

③ جب گانے والی عورتیں اور آلات سرود عام ہو جائیں گے اس وقت میری امت میں خسف اور مسخ ہوگا۔ یعنی لوگ زمین میں دھنس جائیں گے اور ان کے چہرے مسخ ہو جائیں گے۔ (ترمذی شریف)

④ قرآنِ مجید میں تالیاں اور سیٹیاں بجانے کو کفار کی نماز وعبادت قرار دیا گیا ہے۔ چنانچہ فرمایا:

ما کان صلٰوتھم عندا البیت اِلّا مکاء و تصدِیہ۔ (سورہ انفال)

آپ نے فرمایا: مدنی جامع مسجد میں سنی مسلمانوں کا یہ اجتماع گورنمنٹ گرلز ہائی سکول میں مسلم طالبات کے اس ڈرامے کے خلاف شدید احتجاج کرتا ہے۔ محکمہ تعلیم سے مطالبات کرتا ہے کہ سکول کی ہیڈ مسٹریس کو فوراً یہاں سے تبدیل کیا جائے جو ان ڈراموں اور گانوں کے ذریعہ لڑکیوں کے اسلامی اخلاق کو تباہ کر رہی ہے۔ آپ نے مطالبہ کیا کہ پاکستان کے تمام سرکاری تعلیمی درس گاہوں میں (سکولز ہوں یا کالجز) تالیاں، موسیقی اور ڈرامہ وغیرہ خلافِ شرع قبیح افعال پر مکمل طور پر پابندی عائد کر کے طلبہ اور طالبات کا اس قسم کے مخرب اخلاق وافعال سے تحفظ کیا جائے۔

قائد اہل سنت مولانا قاضی مظہر حسین صاحب کے اس احتجاج پر انکوائری ہوئی ریسٹ ہاؤس چکوال میں ایک فوجی میجر کے پاس کیس لگا۔ آپ نے دلائل سے ان افعال کا حرام ہونا ثابت کیا۔ بحث سے قبل راقم الحروف کو جنگ اخبار میں شائع شدہ ڈرامے کی خبر اور تصویر سے علم ہوا۔ حالات معلوم کرنے کے لیے مدنی جامع مسجد میں پہنچا تو حضرت قاضی صاحب انکوائری میں بیان دینے جانے والے تھے۔ بندہ نے اخبار میں ڈرامہ کی تصویر کے شائع ہونے کا ذکر کیا تو آپ نے فرمایا میں نے وہ اخبار نہیں دیکھا

جلدی لے آؤ یہ تو ثبوت مل گیا کہ واقعی ڈرامہ میں لڑکیوں کو مردوں کا لباس پہنایا گیا، چنانچہ بندہ نے اخبار مہیا کر کے جب حضرت کو دیا تو آپ نے بڑی دعائیں دیں۔ اور انکوائری کے لیے جاتے وقت اخبار ساتھ لے گئے جب انکوائری میں ہیڈ مسٹریس سے پوچھا گیا تو اس نے انکار کر دیا کہ میں نے ڈرامہ میں ایسا پارٹ نہیں کرایا اس پر جب حضرت مولانا قاضی مظہر حسین صاحب نے جنگ اخبار کی تصویر میجر کو دکھائی کہ یہ تصویر دیکھو صاف نظر آ رہا ہے کہ لڑکیاں بادشاہ، وزیر، اور فقیر مردوں والے لباس میں نظر آ رہی ہیں۔ مارشل لاء ٹیم کے میجر نے بیانات سننے کے بعد اور تصویر دیکھنے کے بعد حضرت مولانا قاضی مظہر حسین صاحب کو سچا قرار دیا اور مس نقوی کو جھوٹا قرار دیا۔ اس پر مس نقوی نے معافی مانگ لی۔

انکوائری کے خاتمہ پر جب مس نقوی باہر آئی تو اس نے یہ کہا کہ میں نے آج تک کسی سے شکست نہیں کھائی لیکن آج پہلا موقع ہے کہ ایک عالم دین نے دلائل میں مجھے لاجواب کر دیا۔

یہ وہی مس نقوی تھی جس نے ریٹائرڈ ہونے کے بعد خود بتایا تھا کہ گو میرا عقیدہ تشیّع ہے لیکن میں ہر جمعہ کو اپنے مکان کی چھت پر بیٹھ کر قاضی مظہر حسین صاحب کی تقریر سنتی ہوں۔ اور ان کی ہمسایہ ہوں۔ لیکن آج تک ان کی وجہ سے مجھے کوئی تکلیف نہیں پہنچی۔ میں اب مکان فروخت کر کے لاہور جانا چاہتی ہوں میں یہ مکان ان (اہل تشیع کو) نہیں دینا چاہتی کیونکہ انہوں نے مجھے بہت دکھ پہنچائے ہیں اگر آپ مدرسہ کے لیے خریدنا چاہیں تو میں آپ کو فروخت کر دوں گی۔ پوچھا گیا کہ مکان کی قیمت کیا ہے؟ اس نے کہا کہ آٹھ لاکھ ملتے تھے نہیں دیا پھر جب ہم نے خریدنے کا ارادہ کیا تو اس نے پندرہ لاکھ روپے قیمت مانگی۔ چنانچہ یہ مکان پندرہ لاکھ میں خرید کر جامعہ اہل سنت تعلیم النساء کے ساتھ ملا لیا گیا ہے جہاں سینکڑوں طالبات قرآن اور فقہ، حدیث کے علوم حاصل کرتی ہیں''[1]۔

تو اس قسم کے حالات میں جب ماہ محرم الحرام کے ایام آتے تو بعض سرکاری اہلکاروں (کہ جن کا کام ہی امن وامان کو قائم رکھنا ہوتا ہے) نے جلتی پر تیل کا کام کیا، اور گزشتہ سطور میں دی گئی چٹھی اس ضمن میں جاری کی گئی تھی جسے قائد اہل سنت نے فہم وفراست کے ساتھ مختصر جواب کے ذریعے ان کے مزعومہ منصوبوں کو چکنا چور کر دیا۔

چوہدری جہانگیر علی (ممبر قومی اسمبلی) کا قائد اہل سنت کے نام ایک یادگار خط

قانونی دائرہ کار میں رہتے ہوئے خلافِ دین ووطن اور دشمن اخلاق وکردار قوتوں کی سازشوں سے

---

[1] دستی تحریر فراہم کردہ حافظ عبد الوحید حنفی رچکوال

چونکہ قائد اہل سنت وقتاً فوقتاً حکام وقت کو خبردار کرتے رہتے تھے۔ اس لیے ایک مہذب اور وطن دوست عالم دین کا یہ دستور کئی ایک طبقات کی آنکھوں میں کھٹکتا تھا۔ تاہم ذی شعور لوگ اسے قائد اہل سنت کی دانش و بینش کا مثالی نمونہ قرار دیتے تھے۔ چنانچہ چوہدری جہانگیر علی (ممبر قومی اسمبلی وممبر دستور ساز کمیٹی سابقاً) نے ایک خط بدست خود قائد اہل سنت کے نام ارسال کیا تھا، وہ پیش خدمت کیا جاتا ہے۔

''مکرمی حضرت مولانا قاضی مظہر حسین صاحب قبلہ!

السلام علیکم ورحمت اللہ وبرکاتہٗ ۔ آئین شریعت کے متعلق آپ کی قرارداد کی نقل موصول ہوئی ہے۔ آپ تسلی رکھیں، پاکستان پیپلز پارٹی کی حکومت دین کی خدمت اور نشر واشاعت کے لیے ان شاء اللہ کوئی کسر اٹھا نہیں رکھے گی۔ مسودۂ دستور پریس میں جانے کے بعد آپ کی نظر سے گزرا ہوگا۔ میں بحیثیت ممبر دستور ساز کمیٹی آپ کو مطمئن کرنا چاہتا ہوں کہ دستور ساز کمیٹی نے صدر مملکت اور وزیر اعظم کے لیے مسلمان ہونے کی تجویز کی ہے۔ اور یہ حضرات (صدر اور وزیر اعظم) جو حلف اپنے عہدے کا چارج لیتے ہوئے اٹھائیں گے اس میں ختم نبوت کے عقیدے کو مقدم رکھا گیا ہے۔ حلف کی عبارت جو دستور کے مسودہ میں مخصوص کی گئی ہے۔ حسب ذیل ہے:

> ''میں (فلاں فلاں) قسم اٹھاتا ہوں اور یہ حلفاً بیان کرتا ہوں کہ میں مسلمان ہوں اور اللہ تعالیٰ کی وحدانیت میں اس کی کتابوں میں، قرآن پاک کے آخری صحیفہ ہونے میں اور آنحضرت ﷺ کے پیغمبر آخر الزمان ہونے میں عقیدہ رکھتا ہوں اور تسلیم کرتا ہوں کہ آپ ﷺ کے بعد کوئی پیغمبر نہیں ہوگا۔ نیز یوم آخرت پر اور قرآن وسنت کی تعلیمات پر ایمان رکھتا ہوں اور پاکستان سے سچی وفاداری رکھتا ہوں اور رکھتا رہوں گا۔'' اس کے علاوہ مسودہ دستور میں جملہ قوانین کو قرآن وسنت کی مطابقت میں لانے اور ان کے منافی کوئی قانون نہ بنانے کی بھی سفارش کی گئی ہے۔ اور اس مقصد کے لیے اور اسمبلی کو ضروری مسودہ دینے کے لیے اسلامی مشاورتی کونسل کی تشکیل کی بھی تجویز کی ہے۔ امید ہے کہ علماء کرام اپنے فرائض کو ادا کرتے ہوئے ارکان اسمبلی وحکومت کو خلوص و نیک نیتی سے یوں ہی مشورے دیتے رہیں گے۔ اور دین کو دنیاوی مقاصد یا سیاسی کرسیاں ہتھیانے کے لیے استعمال نہیں ہونے دیں گے۔ ملک وملت کی استقامت اور دین کی تقویت کے لیے آپ جناب کی دعاؤں کی اشد ضرورت ہے۔ والسلام[1] نیاز مند!

---

[1] جہانگیر علی (ممبر قومی اسمبلی ودستور ساز کمیٹی) بنام قائد اہل سنت محررہ ۴ جنوری ۱۹۷۳ء/ ۲۶، گورنمنٹ ہوسٹل اسلام آباد

گزشتہ چند معروضات کو پیش کرنے کا منشاء یہ ہے کہ قائد اہل سنت نے اپنی پوری زندگی قانونی دائرہ کار میں رہ کر جدوجہد کرتے ہوئے گزاری ہے، مگر اس کے برعکس اہل تشیع نے ہمیشہ جارحیت اور ٹکراؤ و تصادم کا رستہ اختیار کیا۔ ۱۹۷۰ء کے ہنگامہ خیز عشرہ میں کتنا کچھ ہوا؟ اس کی ایک جھلک آپ ملاحظہ فرما چکے ہیں، یعنی بھٹو حکومت کی آمد، تحریک تحفظ ختم نبوت کا آغاز، قائد اہل سنت کی بصیرت افروز پالیسی، شیعہ وسنی مشترکہ دینیات اور جداگانہ نصاب کے قضیے، ۱۹۷۷ء میں تحریک نظام مصطفیٰ ﷺ اور سیاسی لحاظ سے اکھاڑ پچھاڑ میں بھٹو صاحب کی پھانسی، صدر ضیاالحق کے مارشل لاء کا نفاذ وغیرہ وغیرہ ایسے واقعات ہیں کہ جو اپنی جڑوں میں بے پناہ حقائق، انکشافات اور گہرے منصوبوں کا ریکارڈ رکھتے ہیں۔

۱۹۷۸ء کے زمانہ میں اچانک اہل تشیع کے اس وقت کے مقتداء مفتی جعفر حسین صاحب نے ہزاروں شیعوں کی قیادت کرتے ہوئے اسلام آباد سیکرٹریٹ کا گھیراؤ کیا تھا، جس کی تیاری وہ چند سال قبل سے ہی کر رہے تھے۔ اِدھر علماء اہل سنت نے بھی اپنے فرائض اور ذمہ داریوں سے غافل نہ تھے۔ چنانچہ ۱۹۷۳ء میں علاوہ دیگر اہم مشغولیت کے قائد اہل سنت نے ''سوادِ اعظم کے سنی مطالبات'' نامی ایک ایسا کتابچہ ترتیب دے کر ملک کے طول وعرض میں تقسیم کروایا تھا کہ جس میں سنی حقوق کی جامعیت کو جچے تلے اور وزن دار الفاظ کے ساتھ ظاہر کیا گیا تھا اور اس پر ہزاروں علماء و عوام نے اپنے دستخط کئے تھے۔ یہ دستخطی مہم ایک زبردست طوفانی تحریک تھی جس نے اہل سنت مسلمانوں کو خوابِ غفلت سے بیدار کر دیا تھا۔ چنانچہ قائد اہل سنت ایک مقام پر لکھتے ہیں:

> ''سنی مطالبات کی تائید کرنے والے حضرات میں تقریباً ایک ہزار سے زائد علماء وغیرہ کے نام ہیں جن میں سرفہرست ان سات مقتدر علماء کرام کے نام لکھے گئے ہیں جو قومی اسمبلی کے ممبرز ہیں۔ ان کے بعد پنجاب، سرحد، سندھ اور بلوچستان کے چاروں صوبوں کے اکابر علماء و محدثین، خطباء و مبلغین اور مدرسین و مہتمین وغیرہم حضرات کے نام صوبائی اور ضلعی ترتیب سے نمبروار درج کئے گئے ہیں۔ ''سنی مطالبات'' کی اس دستاویز پر دستخط کرنے والوں میں علماء اہل سنت والجماعت (دیوبندی و بریلوی مکتب فکر) کے علاوہ علماء اہل حدیث وغیرہ بھی ہیں۔ اس فہرست میں خدام اہل سنت، تنظیم اہل سنت، جمعیت علماء اسلام، جمعیت علماء پاکستان، مجلس تحفظ ختم نبوت، مجلس احرار اسلام، انجمن تحفظ حقوق اہل سنت، پاکستان سنی پارٹی، مرکز محبین صحابہ، اور پاکستان سنی کونسل وغیرہ متعدد جماعتوں کے علماء و زعماء اور ارکان

وعہدیداران کے نام ہیں جس سے واضح ہوتا ہے کہ پاکستان کے مسلمانوں کی عظیم اکثریت کے نزدیک اسلامی اور جمہوری اصول کی بناء پر شیعہ اقلیتی فرقہ کو یہ حق حاصل نہیں ہے کہ ان کی دینیات کی تعلیم کا سرکاری تعلیمی اداروں میں انتظام کیا جائے۔ لہٰذا حکومت پاکستان کے لیے اسلامی اور جمہوری اصول کے تحت ضروری ہے کہ وہ سوادِ اعظم کے حقوق کے تحفظ کے لیے شیعہ مطالبات مسترد کردے۔ اور ملک کو فرقہ وارانہ داخلی انتشار سے بچانے کی کوشش کرے اور شیعہ کنونشن ملتان منعقدہ ۱۴، ۱۵ جولائی میں شیعہ مطالبات کمیٹی نے یہ قرارداد الٹی میٹم پاس کی ہے کہ اگر ۲۰ ستمبر تک سرکاری مدارس میں جداگانہ شیعہ دینیات نافذ نہ کی گئی تو ۲۱ ستمبر ۱۹۷۳ء کو ملک بھر سے شیعہ عوام راولپنڈی پہنچ کر شدید احتجاج اور مظاہرہ کریں گے۔ نتائج کی ذمہ داری حکومت پر ہوگی۔ پاکستان شیعہ مطالبات کمیٹی پر نہ ہوگی۔ اگر شیعوں نے اس قرارداد کے مطابق ایجی ٹیشن شروع کردی تو ملک ایک سنگین مذہبی بحران میں مبتلا ہو جائے گا۔ لہٰذا حکومت مذکورہ قرارداد الٹی میٹم کا سختی سے نوٹس لے اور شیعوں کو ملک میں فرقہ وارانہ انتشار پیدا کرنے کی کسی طرح بھی اجازت نہ دے۔“[1]

یاد رہے کہ مفتی جعفر حسین صاحب کی قیادت میں مؤرخہ ۶، جولائی ۱۹۸۰ء کو اسلام آباد میں گھیراؤ کرنے والے شیعی منصوبہ کی تیاریاں ۱۹۷۳ء کے ملتان میں ہونے والے ”شیعہ کنونشن“ سے ہی شروع ہوچکی تھیں اور مذکورہ کنونشن میں اس احتجاجی دھرنا کا اعلان کردیا گیا تھا۔ جس کے جواب میں تنظیم اہل سنت پاکستان نے مؤرخہ ۲۲، جولائی ۱۹۷۸ء کو ”کل پاکستان سنی کنونشن“ منعقد کیا تھا، اس وقت تنظیم اہل سنت پاکستان کے سرپرست اعلیٰ حضرت مولانا سید نور الحسن شاہ بخاری، صدر علامہ مولانا محمد عبدالستار تونسوی اور مرکزی ناظم اعلیٰ خطیب پاکستان مولانا محمد ضیا القاسمی تھے۔ یہ کنونشن بھی بہت کامیابی سے منعقد ہوا تھا تاہم بعض تحفظات کی وجہ سے قائد اہل سنت اس میں خود شریک نہ ہوسکے تھے۔ متذکرہ کنونشن میں تین ہزار کے لگ بھگ تو صرف علماء کرام شریک ہوئے تھے اور عوام کی اکثریت اس کے علاوہ تھی، اس کی مکمل روداد اس دور میں تنظیم اہل سنت کے مرکزی دفتر کی جانب سے شائع ہوئی تھی جو لائق مطالعہ ہے[2]۔

---

[1] مظہر حسین، قاضی، حضرت مولانا، قائد اہل سنت / سنی مطالبات / صفحہ نمبر ۱۷ / اگست ۱۹۷۳ء

[2] محمد ضیا القاسمی، مولانا / کل پاکستان سنی کنونشن کی روئیداد / کل صفحات ۲۴ / ۱۹۷۸ء اگست، ملتان۔

مفتی جعفر حسین اور شیعہ کنونشن کی جارحیت کے خلاف قائد اہل سنت رحمہ اللہ کا احتجاجی مراسلہ

ملتان میں ہونے والے ''شیعہ کنونشن'' کے اعلان کے نتیجہ میں جب ۱۹۸۰ء میں شیعوں نے مفتی جعفر حسین صاحب کی قیادت میں اسلام آباد کی طرف مفسدانہ نیت سے رُخ کیا تو قائد اہل سنت نے اخباری بیانات، مراسلوں اور کتابچوں نیز جلسوں میں بذریعہ خطبات اس شیعی جارحیت کا پوری ہمت سے تعاقب کیا اور عوام اہل سنت کے ساتھ ساتھ علماء کرام اور صاحبانِ اقتدار کو بیدار کئے رکھا۔ علاوہ ازیں آپ نے ''صدر ضیاء الحق کے نام سنی احتجاجی مراسلہ'' کے زیر عنوان بڑے سائز پر ایک کتابچہ شائع کروا کر ملک بھر میں تقسیم کروایا تھا۔ خوفِ طوالت کے باوجود ہم چاہتے ہیں کہ وہ کتابچہ پیش قارئین کر دیا جائے۔ کیونکہ اس میں کوئی ایک بحث ایسی نہیں ہے کہ جو نظر انداز کر دینے کے قابل ہو، ملاحظہ کیجیے! یاد رہے کہ مفتی جعفر حسین کے خلاف قائد اہل سنت کی اس تحریک کا نام ''سنی تحریک عمل پاکستان'' تھا۔

شیعہ کنونشن اسلام آباد کی جارحیت کے خلاف سُنی احتجاجی مُراسلہ

ملکی سالمیت کے لیے عظیم خطرہ (بہ قلم، قائد اہل سنت مولانا قاضی مظہر حسین ؒ)

بگرامی خدمت جناب صدر مملکت جنرل محمد ضیاء الحق صاحب چیف مارشل لاء ایڈمنسٹریٹر پاکستان

سلام مسنون۔ عرض آنکہ کل پاکستان شیعہ کنونشن اسلام آباد (منعقدہ ۴۔ ۵ جولائی بروز جمعہ، ہفتہ) نے مذہبی مطالبات کی آڑ میں ملکی سالمیت کے خلاف جس دہشت ناک ہلڑ بازی اور جارحیت کا مظاہرہ کیا ہے اس کے کوائف حسب ذیل ہیں:

① حکومت کی اجازت کے بغیر مرکز پاکستان اسلام آباد میں مجوزہ شیعہ کنونشن کا اخبارات میں اعلان کیا اور اس کی تشہیر عام کے لیے ملک بھر میں تفرقہ خیز اور اشتعال انگیز پوسٹرز شائع کئے گئے۔

② حکومت کی طرف سے اسلام آباد مجوزہ کنونشن کی ممانعت اور لیاقت باغ راولپنڈی میں اس کی اجازت کے باوجود اسلام آباد ہی میں شیعہ کنونشن منعقد کی گئی۔

③ ۴/۵ جولائی کی منعقدہ شیعہ کنونشن میں شیعہ مقررین نے نہ صرف حکومت کے خلاف اشتعال انگیز

تقاریر کیں بلکہ سنی مذہب، فقہِ امام اعظم ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ اور رحمۃ للعالمین خاتم النبیین حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مقدس جماعت صحابہ اور خلفائے راشدین رضوان اللہ علیہم اجمعین کو معاندانہ طعن و تشنیع کا نشانہ بنایا گیا۔

④ حکومت کی طرف سے داخلہ اور مذہبی امور کے وفاقی وزیر محمود اے ہارون کے شیعہ لیڈروں کو مطالبات کے متعلق اطمینان دلانے کے باوجود شیعہ نے اسلام آباد میں اپنی طاقت کے مظاہرہ کے لیے مسلح جلوس نکالا۔ جس کی نوعیت حکومت کے پریس نوٹ کے مطابق حسب ذیل ہے:

(۱) ۶؍جولائی: تفصیلات کے مطابق آج صبح تقریباً پندرہ ہزار افراد اسلام آباد کے ایک کھیل کے میدان میں جمع ہوئے۔ یہ لوگ شیعہ کنونشن میں شریک تھے۔ یہ کنونشن حکومت کی طرف سے بار بار کرائی جانے والی یقین دہانی کے باوجود منعقد کیا گیا کہ کسی کے عقیدے میں مداخلت نہیں کی جائے گی۔ اور نہ ہی ایک فرقہ کی فقہ دوسرے پر مسلط کی جائے گی حکومت نے یہ بھی اعلان کیا کہ شیعہ اور سنی علماء پر مشتمل ایک کمیٹی قائم کی جائے گی جو زکوٰۃ وعشر آرڈیننس کو مزید بہتر بنانے کے لیے مشترکہ سفارشات پیش کرے گی۔

(۲) حکومت کے ان احکامات سے بظاہر شیعہ لیڈر مطمئن نہ ہوئے اور انہوں نے کنونشن میں اپنی طاقت کا مظاہرہ کرنے کو ترجیح دی۔ کل کی طرح آج بھی شیعہ لیڈروں نے اشتعال انگیز تقاریر کیں۔

(۳) اس کے بعد ایک جلوس نکالا گیا۔ شیعہ لیڈروں نے اپنی یقین دہانیوں کے برخلاف جلوس کا رخ ایمبیسی روڈ کی طرف موڑ دیا جلوس والے اس سڑک پر چلتے رہے انہوں نے قابل اعتراض نعرے لگائے۔

(۴) مسٹر محمود اے ہارون کی راولپنڈی روانگی کے فوراً بعد ہجوم مشتعل ہو گیا اور اس نے پتھراؤ شروع کر دیا جس سے املاک کو نقصان پہنچا۔ پولیس کو سختی سے ہدایت تھی کہ جب تک جلوس والے پرامن رہیں بالکل مداخلت نہ کی جائے۔ پولیس نے ہجوم کو ہلڑ بازی سے روکنے کی کوشش کی اس پر ہجوم کا رخ پولیس کی طرف ہو گیا۔ ہجوم نے پولیس پر چاقوؤں، خنجروں، برچھیوں اور آتشیں اسلحہ سے حملہ کیا اور پولیس کے ایک خیمے کو آگ لگا دی۔ پولیس والوں کو کچھ زخم آئے جس کے بعد پولیس نے حملہ آوروں کو منتشر کرنے کے لیے آنسو گیس استعمال کرنا شروع کر دی۔ ایک شخص کی پیشانی پر آنسو گیس کا گولہ لگا جو بعد ازاں ہسپتال میں چل بسا شام کو بعد ازاں صورت حال پر قابو پا لیا گیا۔

(ایضاً پریس نوٹ کی تفصیلات انگریزی روزنامہ ''دی مسلم'' اسلام آباد ۶ ؍جولائی، نوائے وقت راولپنڈی ۷ ؍جولائی اور روزنامہ مشرق ۷ ؍جولائی ۱۹۸۰ء وغیرہ میں شائع ہو چکی ہیں)

صدر مملکت کا فیصلہ: شیعہ کنونشن اور جارحانہ جلوس کی مندرجہ ساری کارروائی کے بعد ۸ ؍جولائی کے اخبارات میں حکومت کی طرف سے جو پریس نوٹ شائع ہوا ہے۔اس کا خلاصہ جنگ راولپنڈی ۸ ؍جولائی کے الفاظ میں حسب ذیل ہے:

① صدر پاکستان جنرل محمد ضیاء الحق کی دعوت پر شیعہ رہنماؤں کے ایک وفد نے مفتی جعفر حسین کی قیادت میں آج سی ایم ایل اے سیکرٹریٹ میں صدر سے ملاقات کی ان کے ہمراہ وفد کے دوسرے ارکان یہ تھے۔مولانا سید گلاب شاہ، مولانا سید صفدر حسین نجفی، لیفٹیننٹ کرنل (ریٹائرڈ) سید فدا حسین نقوی اور سید بشیر حسین ایڈووکیٹ۔

② شیعہ وفد کا نقطہ نظر سننے کے بعد صدر نے اپنی اس سابقہ یاددہانی کو دہرایا کہ ملک کے ہر شہری کے مذہبی عقائد کا پورا پورا احترام کیا جائے گا اور کسی ایک فرقے کی فقہ دوسرے پر مسلط نہیں کی جائے گی۔

③ صدر مملکت نے مزید کہا کہ اگر کوئی قانون، آرڈیننس یا ایکٹ ان کے اس وعدے کے منافی نافذ ہو چکا ہے تو اس میں ضرور ترمیم کر دی جائے گی تاکہ وہ اہل تشیع کے لیے فقہ جعفریہ سے ہم آہنگ ہو جائے۔ انہوں نے یہ بھی یقین دلایا کہ آئندہ قانون مرتب کرتے وقت اہل تشیع کے لیے فقہ جعفریہ کو ملحوظ رکھا جائے گا۔اس سلسلے میں ضروری قانون ۱۵ ؍ستمبر ۱۹۸۰ء تک بنا لیا جائے گا۔مفتی جعفر حسین نے صدر مملکت کا شکریہ ادا کیا کہ انہوں نے اپنے سابقہ وعدے کا اعادہ کیا ہے۔داخلہ و مذہبی امور کے وفاقی وزیر مسٹر محمود اے ہارون، ایڈمنسٹریٹر جنرل زکوٰۃ، سیکرٹری اطلاعات اور سیکرٹری داخلہ بھی اس ملاقات کے موقع پر موجود تھے۔

④ پریس نوٹ کے حوالہ سے روزنامہ امروز ۸ ؍جولائی لکھتا ہے کہ: مفتی جعفر حسین صدر سے ملاقات کے بعد سی ایم ایل اے سیکرٹریٹ گئے اور وہاں موجود کنونشن کے شرکاء سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ ہماری جدوجہد کامیاب ہوگئی ہے۔حکومت کے ساتھ سمجھوتہ ہو گیا ہے اور ہمارے تمام مطالبات تسلیم کر لیے گئے ہیں۔اس لیے آپ لوگ اپنے گھروں کو واپس جا سکتے ہیں۔مفتی جعفر حسین کی تقریر کے بعد کنونشن میں شرکت کے لیے ملک کے مختلف علاقوں سے آئے ہوئے لوگ یاعلی کے نعرے لگاتے ہوئے رخصت ہونا شروع ہو گئے۔

سنی احتجاجات ومطالبات: ① یوم الجمعہ...... جامع مسجد......[1] میں نماز جمعہ کے موقع پر مسلمانان اہل سنت والجماعت کا یہ اجتماع کل پاکستان شیعہ کنونشن اسلام آباد منعقدہ ۴، ۵/ جولائی ۱۹۸۰ء کی اشتعال انگیز تقاریر، ہلڑ بازی، مسلح جلوس، بلاوجہ پولیس پر چھریوں، چاقوؤں، برچھیوں اور آتشیں اسلحہ سے حملہ آور ہونے۔ پولیس خیمے کو آگ لگانے اور سیکرٹریٹ کا گھیراؤ کرنے کے خلاف شدید احتجاج کرتا ہے جس سے نہ صرف پولیس بلکہ مارشل لاء حکومت کا وقار بھی مجروح ہوا ہے۔

② یہ اجتماع شیعوں کی اس دہشت گردی اور مسلح محاذ آرائی کے باوجود حکومت کی طرف سے قائد تحریک فقہ جعفریہ مفتی جعفر حسین کی قیادت میں شیعہ وفد کے مطالبات تسلیم کرنے اور شیعہ کنونشن کی اشتعال انگیزیوں اور شیعہ جلوس کی جارحانہ کارروائیوں کے خلاف بظاہر کسی قسم کی کوئی قانونی کارروائی نہ کرنے اور قائد تحریک اور شیعہ جارحانہ جلوس کے شرکاء کو فاتحانہ انداز میں واپس کرنے کو حکومت کی کمزوری پر محمول کرتا ہے۔ جس سے شیعوں کے حوصلے اور زیادہ بڑھ گئے ہیں اور وہ آئندہ اس سے بھی زیادہ سنگین جارحیت اختیار کر سکتے ہیں اس لیے سنی مسلمانوں کا یہ اجتماع چیف مارشل لاء ایڈمنسٹریٹر آف پاکستان جنرل محمد ضیاء الحق سے پرزور مطالبہ کرتا ہے کہ وہ اس خوفناک، ملکی سلامتی کے منافی ننگی جارحیت کے مرتکبین کو قرار واقعی سزا دے کر ملکی وقار کو بحال کریں۔

③ بعد از تحقیق جن شیعہ ملازمین اور افسران کے متعلق یہ ثابت ہو جائے کہ انہوں نے شیعہ کنونشن اور شیعہ مسلح جلوس کی جارحیت کی پشت پناہی کی ہے۔ ان کو عبرتناک سزا دی جائے۔

سنی مسلمانوں کا یہ اجتماع صدر مملکت سے مطالبہ کرتا ہے کہ وہ اپنے اس سابقہ بیان پر عمل کریں کہ:

> ''چونکہ ملک میں سنی مسلمانوں کی اکثریت ہے اس لیے پاکستان میں صرف حنفی فقہ کا نفاذ ہوگا اور ملک میں ہر فرقہ کے لیے علیحدہ قوانین کا نفاذ ممکن نہیں۔''
>
> (بحوالہ نوائے وقت لاہور ۱۶/ فروری ۱۹۷۹ء)

④ اور شیعوں کے اس مطالبہ کو واضح طور پر مسترد کر دیں کہ فقہ حنفی کے مساوی فقہ جعفری کو قانونی حیثیت دی جائے۔ کیونکہ دو متضاد قانون ملکی استحکام کے منافی ہیں۔

---

[1] احتجاجی مراسلہ میں ''جامع مسجد'' سے آگے خالی جگہ اس لیے رکھی گئی تھی تاکہ ملک بھر میں موجود ہر مسجد کا نام یہاں داخل کر کے اپنا احتجاج سرکاری ایوانوں تک پہنچایا جا سکے، کیونکہ یہ مُراسلہ لاکھوں کی تعداد میں چھپ کر تقسیم ہوا تھا اس لیے جب چاروں صوبوں کی مساجد سے یہ مُراسلہ حکومتی بینچ تک گیا تو اس سے اہل سنت کے وقار کی دھاک بیٹھی اور یہ تمام تر سہرا قائد اہل سنتؒ کے سر سجتا تھا۔ سلفی

⑤ ایران کے موجودہ انقلابی سربراہ خمینی صاحب نے (جو شیعوں کے نزدیک فقیہِ اعظم اور نائب امام غائب (حضرت مہدی) ہیں۔ ایران میں صرف شیعہ قانون کے نفاذ کا اعلان کیا ہے اور وہاں کے اہل سنت والجماعت کے فقہی قانون کی اس میں کوئی گنجائش نہیں رکھی۔ حالانکہ ایران اہل سنت والجماعت کے مسلّم دوسرے خلیفہ راشد حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے دور خلافت میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے جلیل القدر صحابی اور سنی عظیم جرنیل حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ نے فتح کیا ہے۔ اس لیے شیعہ فرقہ کو پاکستان میں یہ استحقاق حاصل نہیں ہوسکتا کہ وہ سنی مسلمانوں کی عظیم اکثریت کے مذہبی قانون کے مساوی اپنی شیعہ فقہ کا قانون نافذ کرائیں۔

⑥ اہل سنت والجماعت کے مسلّم چوتھے خلیفہ راشد حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے بھی شیعوں کی مروجہ فقہ جعفری کے قانون کا اپنے دورِ خلافت میں نفاذ نہیں کیا۔ بلکہ انہوں نے وہی احکامِ شریعت جاری رکھے جو پہلے تین خلفائے راشدین رضی اللہ عنہم کے دورِ خلافت میں نافذ تھے (ملاحظہ ہو شیعہ مذہب کی اصح الکتب فروع کافی کتاب الروضہ مطبوعہ لکھنؤ ص ۲۹، ۳۰)

چونکہ خلفائے اربعہ امام الخلفاء حضرت ابوبکر صدیق، حضرت عمر فاروق، حضرت عثمان ذوالنورین اور حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہم قرآن کے موعودہ خلفائے راشدین کا مصداق ہیں اور ان کی خلافت راشدہ قیامت تک کے مسلم سربراہانِ مملکت کے لیے ایک مثالی اور معیاری اسلامی نظامِ حکومت ہے اور خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے طریقہ کی اتباع کا حکم دیا ہے۔ چنانچہ حدیث میں ہے: **فَعَلَيْكُمْ بِسُنَّتِيْ وَسُنَّةِ الْخُلَفَآءِ الراشدين المهديين۔**

"یعنی تم مسلمانوں پر میری سنت اور میرے ہدایت یافتہ خلفائے راشدین کی سنت (طریقے) کی اتباع لازم ہے۔"

اس لیے مسلمانان اہل سنت والجماعت کا یہ اجتماع صدر مملکت جنرل محمد ضیاء الحق صاحب سے پُرزور مطالبہ کرتا ہے کہ وہ اگر اسلامی نظامِ حکومت کا نفاذ چاہتے ہیں تو بلاخوف **لَوْمَةَ لَآئِمٍ** چاروں خلفائے راشدین کے ناموں کی تصریح کے ساتھ اصولی طور پر ان کی اتباع میں اسلامی نظامِ حکومت نافذ کرنے کا دوٹوک اعلان کریں۔

⑦ ملت اسلامیہ کے اجماعی کلمہ اسلام وایمان **لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ** کے برعکس شیعوں نے اپنا مخصوص شیعہ کلمہ **لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ عَلِيٌّ وَلِيُّ اللّٰهِ وَصِيُّ رَسُوْلِ اللّٰهِ وَخَلِيْفَتُهٗ**

بِلَا فَصْل ایجاد کرلیا ہے۔ حالانکہ رسول اکرم حضرت محمد رسول اللہ ﷺ نے کسی غیر مسلم کو اسلام میں داخل کرتے وقت بطور کلمہ اسلام، ایمان توحید و رسالت کی شہادت کے علاوہ کسی اور شخصیت کی خلافت و امامت کا اقرار نہیں لیا۔ اور خلیفہ بلا فصل کے الفاظ کا تو حضرت علی رضی اللہ عنہ کے لئے دنیائے شیعہ کے ذخیرہ کتب میں دورِ رسالت اور دور خلافت راشدہ میں بالکل کوئی ثبوت نہیں ملتا۔

⑧ پاکستان کے شیعہ جو اذان میں اشهد ان لآ اله الا الله و اشهد ان محمدًا رسول الله کے بعد اَشْهَدُ اَنَّ عَلِيًّا وَلِيُّ اللهِ وَصِيُّ رسولِ الله و خليفته بلا فصل کا اضافہ کرتے ہیں اس کا بھی ان کی مذہبی کتب میں کوئی ثبوت نہیں ملتا۔

⑨ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے لئے خلیفہ بلا فصل کا اعلان خلاف واقعہ بھی ہے اور ان الفاظ سے پہلے تین خلفائے راشدین کی خلافت کی نفی اور تردید لازم آتی ہے جو مسلمانان اہل سنت والجماعت کے لیے انتہائی دلآزار اور اشتعال انگیز ہے، اس لیے سنی مسلمانوں کا یہ اجتماع صدر مملکت سے پُرزور مطالبہ کرتا ہے کہ وہ مومنانہ جرأت کے ساتھ اصلی کلمہ اسلام لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کے تحفظ کا شرعی فریضہ ادا کریں جو اصل اصول دین ہے اور شیعہ کلمہ و اذان میں حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے لئے خلیفۃ بلا فصل کے اظہار و اعلان کو ممنوع قرار دیدیں جس سے خلفائے ثلٰثہ حضرت ابوبکر صدیق، حضرت عمر فاروق اور حضرت عثمان ذوالنورین رضی اللہ عنہم کی قرآنی موعودہ خلافت راشدہ کا بلند مقام مجروح ہوتا ہے۔

⑩ شیعوں نے اسلام آباد میں جس طرح جارحانہ طریق پر اپنی قوت کا مظاہرہ کیا ہے۔ اسی طرح وہ محرم اور چہلم کے ماتمی جلوسوں میں عموماً ہر جگہ کرتے ہیں۔ اور سنی مساجد کے سامنے اشتعال انگیز نعرے بازی اور ماتمی بھنگڑوں کے مظاہرہ سے مساجد کے احترام کو مجروح کرتے ہیں اور سنی مسلمانوں کو قصداً اشتعال دلاتے ہیں۔ اس لیے سنی مسلمانوں کا یہ اجتماع چیف مارشل لاء ایڈمنسٹریٹر پاکستان سے مبنی برحق پرزور مطالبہ کرتا ہے کہ وہ ملکی سالمیت کے تحفظ کے لیے شیعہ ماتمی جلوسوں پر مکمل پابندی لگا کر شیعوں کو ماتمی مراسم کی ادائیگی کے لیے امام باڑوں میں محدود کردیں۔ شیعوں نے مرکز پاکستان اسلام آباد میں جس طرح سینہ زوری اور محاذ آرائی کا دہشت ناک مظاہرہ کیا ہے اور اندرونی اور بیرونی دشمنوں کے خطرات کا (جو اس وقت پاکستان کو درپیش ہیں) کوئی احساس نہیں کیا۔ جس سے شیعہ عزائم بے نقاب ہو گئے ہیں۔ لہٰذا ان حالات میں سنی مسلمانوں کا یہ اجتماع صدر مملکت سے شدید مطالبہ کرتا ہے کہ شیعوں کو صحیح مردم شماری کرا کے ان کی آبادی کے تناسب سے سرکاری ملازمتوں اور محکموں میں حصہ دیا جائے تاکہ اہل سنت

والجماعت اپنی عظیم اکثریت کے تناسب سے اپنے حقوق حاصل کر سکیں۔ والسلام

نوٹ: مندرجہ سنی احتجاجات و مطالبات نماز جمعہ کے موقع پر متفقہ طور پر پاس کئے گئے ہیں۔ جو سنی احتجاجی مراسلہ کے نام سے صدر مملکت جنرل محمد ضیاء الحق صاحب کی خدمت میں ارسال کئے جارہے ہیں[1]۔

''متحدہ سنی محاذ کا قیام'' مایوس کن انجام اور قائد اہل سنت کا کردار

۱۹۸۵ء میں ہرنولی ضلع میانوالی کے مدرسہ حنفیہ اشرف العلوم کا سالانہ جلسہ تھا جس کے مہتمم مولانا محمد یعقوب حسینی رحمہ اللہ تھے۔ اس کانفرنس میں حضرت مولانا علامہ عبدالستار صاحب تونسوی رحمہ اللہ نے قائد اہل سنت حضرت مولانا قاضی مظہر حسین رحمہ اللہ اور حضرت مولانا عبداللطیف جہلمی رحمہ اللہ کو علیحدگی میں مشورہ دیا کہ ایران کے شیعی انقلاب کے بعد پاکستان میں شیعوں کی جارحیت بہت بڑھ گئی ہے۔ اور مورخہ ۴، جولائی ۱۹۸۰ء کو اسلام آباد والے مارچ نے اہل تشیع کو پہلے سے زیادہ نڈر کر دیا ہے، لہٰذا ہمیں ایک ''سنی محاذ'' قائم کرنا چاہیے جس کے تحت ملک بھر کے علماء کرام کو متحد رکھا جائے اور اہل سنت والجماعت کو منظم کیا جائے۔ قائد اہل سنت رحمہ اللہ نے علامہ تونسوی صاحب رحمہ اللہ کی اس رائے سے مشروط اتفاق کیا، اور وہ شرط یہ تھی کہ آپ بغیر ہمارے مشورہ کے کوئی فیصلہ نہیں فرمائیں گے، علامہ تونسوی رحمہ اللہ نے اس کی ہامی بھر لی اور ''سنی محاذ'' کے نام سے ایک تحریک کی بنیاد ڈالی گئی اور اس کے مرکزی کنویز مولانا عبدالستار تونسوی رحمہ اللہ کو نامزد کیا گیا۔ اس سنی محاذ کا پہلا کنونشن راولپنڈی میں جامعہ اسلامیہ کے اندر منعقد ہوا تھا، جس کے مہتمم مولانا قاری سعید الرحمن مرحوم تھے۔ اس میں قائد اہل سنت نے خود شرکت فرمانے کی بجائے حضرت مولانا عبداللطیف جہلمی رحمہ اللہ کو بطور نمائندہ بھیجا تھا، جنہوں نے جا کر متذکرہ کنونشن میں خطاب کیا تھا۔ ۴، نومبر ۱۹۸۵ء کو جامع مسجد نیلا گنبد لاہور میں اور اسی تاریخ کی رات کو جامعہ اشرفیہ لاہور میں جلسہ عام ہوا، مگر اس میں ایک اہم واقعہ کی وجہ سے خاصی بدمزگی پیدا ہوگئی تھی جس کی تفصیل آگے آرہی ہے۔ پھر اپریل ۱۹۸۶ء کو ملتان میں ''سنی محاذ'' کے کنونشن کا انعقاد ہوا جس میں صاحبزادہ حضرت مولانا قاضی محمد ظہور الحسین اظہر، مولانا عبدالحق خان بشیر، اور مولانا قاری خبیب احمد عمر رحمہ اللہ شریک ہوئے تھے۔ اس اجلاس کے ضمن میں قائد اہل سنت رقمطراز ہیں:

---

[1] مظہر حسین قاضی، قائد اہل سنت، مولانا/ شیعہ کنونشن کے خلاف احتجاجی سُنی مراسلہ/ جولائی ۱۹۸۰ء/ ناشر! سُنی تحریک عمل پاکستان۔

''اس وقت ہمارے لیے اشکال سنی محاذ میں مولانا عبدالمجید صاحب ندیم کا شامل ہونا تھا، کیونکہ قبل ازیں ان کی تحریر سے محمود احمد عباسی کی کتاب ''خلافتِ معاویہ رضی اللہ عنہ و یزید'' کی تائید ثابت ہو چکی تھی، اور اکابر کی اس طرف توجہ نہ تھی، اور میں تو کسی سنی کنونشن میں شامل نہ ہوا، اپنے دوسرے عزیزوں کو حالات کا جائزہ لینے کے لیے بھیجا کرتا تھا۔''[1]

اسی دور میں حضرت مولانا سمیع الحق شہید رحمہ اللہ اور مولانا قاضی عبداللطیف رحمہ اللہ (کلاچی والوں) نے ''شریعت بل'' سینٹ میں پیش کیا ہوا تھا، جس کے مندرجات میں نظام خلافت راشدہ کے نفاذ اور فقہ حنفی کو بطور پبلک لاء فقہ منوانے کا مطالبہ نہ شامل نہ ہونے کی بناء پر اس سے قائد اہل سنت نے جزوی اختلاف کیا تھا، چنانچہ قائد اہل سنت نے مولانا سمیع الحق شہید کے مذکورہ ''شریعت بل'' کی تائید میں قرارداد شائع کروا کر تقسیم کروائی تو اس پر اپنا اضافی موقف بطورِ ضمیمہ لگا کر دستخط کروائے۔ جبکہ ''سنی محاذ'' کے کنوینر حضرت مولانا عبدالستار تونسوی رحمہ اللہ نے ''شریعت بل'' کی کُلی حمایت کی تھی، جس سے قائد اہل سنت نے اختلاف کیا تھا چنانچہ عملاً سنی محاذ ختم ہو گیا۔

قومی سنی کنونشن اور ''متحدہ سنی محاذ'' کی دوبارہ فعالیت

جنوری ۱۹۸۸ء میں مرکز شیرانوالہ گیٹ لاہور میں جمعیت علماء اسلام کے امیر حضرت مولانا محمد عبداللہ درخواستی رحمہ اللہ کی صدارت میں ''قومی کنونشن'' کا انعقاد ہوا جس میں تمام دیوبندی سنی جماعتوں نے شرکت کی اور قائد اہل سنت نے مولانا مفتی شیر محمد علوی، مولانا حافظ محمد طیب اور حافظ عبدالوحید حنفی صاحب کو نمائندگان کے طور پر بھیجا تھا۔ اس قومی کنونشن میں پہلے سے قائم شدہ ''متحدہ سنی محاذ'' کو از سر نو منظم کرنے کا فیصلہ ہوا اور ترمیم یہ کی گئی کہ حضرت مولانا مفتی احمد الرحمن کو کنوینر چن لیا گیا جبکہ مولانا عبدالستار تونسوی رحمہ اللہ، حضرت مولانا خواجہ خان محمد رحمہ اللہ اور حضرت مولانا محمد عبداللہ درخواستی رحمہ اللہ سرپرست قرار پائے اور مولانا زاہد الراشدی کو رابطہ سیکرٹری منتخب کیا گیا تھا نیز تمام جماعتوں کے دو دو نمائندوں پر مشتمل سپریم کونسل بھی تشکیل دی گئی۔

''قومی کنونشن'' کی اندرونی صورتحال پر مشتمل ایک معلوماتی خط

حضرت مولانا عبدالحق خان بشیر نے قائد اہل سنت کے نام مرسلہ ایک مفصل خط میں لکھا کہ میں

---

[1] مظہر حسین، قاضی، قائد اہل سنت، حضرت مولانا رحضرت جہلمی نمبر صفحہ ۶۵ / ماہ نامہ حق چار یارؓ لاہور / جولائی تا نومبر ۱۹۹۸ء۔

”قومی کنونشن“ میں ایک مبصر کی حیثیت سے جانا چاہتا تھا مگر آپ کی اجازت کے بغیر جانا مناسب نہ سمجھا، البتہ لاہور کے بعض احباب اور برادرم مولانا زاہد الراشدی کی ملاقات سے جو صورتحال سامنے آئی ہے، وہ پیش خدمت کرتا ہوں۔ مولانا عبدالحق خان بشیر کے اس سوال پر کہ لاہور کنونشن کے اثرات کہاں تک اطمینان بخش ہیں؟ جواب میں مولانا زاہد الراشدی نے کہا کہ ہم کسی خوش فہمی میں مبتلا نہیں ہیں، البتہ اس حد تک مطمئن ہیں کہ ہم مسلک تنظیموں کے درمیان اتحاد ممکن ہو گیا ہے۔ اگرچہ کنونشن کے دوران بعض حضرات نے ایسی کاروائیاں کیں کہ ان سے محاذ اور کنونشن کے مقاصد و مفادات کو نقصان پہنچ سکتا تھا۔ مگر ہم نے بڑی مشکل سے انہیں کنٹرول کیا، مولانا محمد ضیا القاسمی صاحب نے اس موقع پر متعدد بار یہ مسئلہ اٹھانے کی کوشش کی کہ قاضی مظہر حسین صاحب کیوں نہیں آئے؟ انہیں حالات کی نزاکت کا احساس نہیں ہے؟ ہم نے کہا کہ ان کی جماعت کی نمائندگی کنونشن میں موجود ہے، مگر وہ شور کرتے رہے۔ بالآخر حاجی جاوید ابراہیم صاحب پراچہ، سابق صدر جمعیت طلبہ اسلام پاکستان (سابق ایم این اے) نے ڈانٹ کر انہیں بٹھا دیا اور کہا کہ جس شخص نے تمام وقتی اور سیاسی مصلحتوں سے بے نیاز ہو کر اپنی ساری زندگی سنی حقوق اور مفادات کے لیے وقف کر رکھی ہے، اُسے اگر اس مسئلہ اور حالات کا احساس نہیں ہوگا تو اور کسے ہوگا؟ اسی طرح قاسمی، ندیم اور تونسوی گروپوں کی ہلکی پھلکی اور بعض دفعہ سخت قسم کی جھڑپیں بھی ہوئیں مگر کنٹرول کر لی گئیں۔ نیز مولانا فضل الرحمن صاحب نے اس سنی کنونشن اور سنی محاذ کو احمقانہ کاروائی اور امریکن سازش قرار دیا ہے[1]۔

اور پھر ”متحدہ سنی محاذ“ ختم ہو گیا

جیسا کہ گزشتہ اوراق میں ہم لکھ آئے ہیں کہ ۱۹۸۵ء کے اوائل میں حضرت قائد اہل سنت رحمہ اللہ، مولانا عبدالستار تونسوی رحمہ اللہ اور مولانا عبداللطیف جہلمی رحمہ اللہ کے مابین ”متحدہ سنی محاذ“ کی تجویز زیر غور آئی تھی اور انہی حضرات کے تفکر و تدبر سے چاروں صوبوں میں اس کا غلغلہ ہوا، مگر بہت جلد یہ اپنے انجام کو پہنچ گئی۔ اس کی علاوہ دیگر وجوہات کے ایک وجہ یہ بھی تھی کہ تازہ تازہ سپاہ صحابہ رضی اللہ عنہم پاکستان کی بنیاد رکھی گئی تھی۔ حضرت مولانا حق نواز جھنگوی شہید رحمہ اللہ نے علانیہ اور عملاً تو جمعیت علماء اسلام سے ابھی لاتعلقی نہیں کی تھی، مگر جمعیت علماء اسلام نے اسی وقت اپنے ذوقِ سیاست اور بعض متفردانہ پالیسیوں کی وجہ سے ان کو اپنے پلیٹ فارم سے الگ کر دیا تھا۔ اور یہ وہ زمانہ تھا جب جمعیت علماء اسلام دو حصوں میں

---

[1] مولانا عبداللطیف جہلمی رحمہ اللہ نمبر/ ماہنامہ حق چار یار رضی اللہ عنہم/ صفحہ نمبر ۶۷/ لاہور/ ۱۹۹۸ء

بٹ چکی تھی، ایک کی قیادت حضرت مولانا محمد عبداللہ درخواستی رحمہ اللہ فرما رہے تھے اور دوسرے حصہ کی زمام کار قائد جمعیت مولانا فضل الرحمن کے ہاتھ میں تھی۔ اور پنجاب خاص کر اس جماعتی اختلافات کا اکھاڑہ بنا ہوا تھا۔ جب مولانا حق نواز صاحب جھنگوی شہید رحمہ اللہ کے ساتھ جمعیت علماء اسلام، مولانا فضل الرحمن گروپ نے قدرے دوری اختیار کی تو مولانا درخواستی گروپ کے بعض حضرات نے کُوڑی مُچی ہمدردیاں جتلا کر انہیں مولانا فضل الرحمن گروپ کے خلاف استعمال کرنا چاہا اور اس کا سبب پھر یہ سامنے آیا کہ ''متحدہ سنی کنونشن'' کا جب ملتان میں اجلاس ہوا تو اس میں مولانا حق نواز جھنگوی شہید کو مذکورہ محاذ کا ''جنرل سیکرٹری'' بنانے کے لیے جوڑ توڑ کی جانے لگی۔ دوسری طرف مولانا عبدالمجید ندیم کے احباب یہ تاج ان کے سر سجانے کو بے تاب تھے، اور مولانا ندیم مرحوم کو جمعیت علماء اسلام، مولانا فضل الرحمن گروپ کی سرپرستی حاصل تھی۔ تیسری جانب کی صورتحال مزید دلچسپ تھی، وہ یوں کہ مولانا محمد ضیاء القاسمی رحمہ اللہ کو ان کے احباب ''جنرل سیکرٹری'' بنانا چاہتے تھے۔ اور مولانا قاسمی مرحوم اور مولانا عبدالمجید ندیم اس سے قبل دونوں ہی تنظیم اہل سنت کے ساتھ چل رہے تھے، شیعہ و سنی مشترکہ دینیات کے مسئلہ پر جب تنظیم میں اختلاف ہوا تو مولانا عبدالمجید ندیم صاحب، مولانا سید نورالحسن شاہ بخاری کے خلاف تھے، جبکہ مولانا محمد ضیا القاسمی، شاہ صاحب بخاری کے نہ صرف ہمراہ بلکہ بھرپور نمائندہ و مناد تھے۔ علاوہ ازیں مولانا عبدالمجید ندیم اور مولانا محمد ضیا القاسمی دونوں سیاسی لحاظ سے جمعیت علماء اسلام کے ساتھ بھی چل رہے تھے، ایک پر (مولانا ضیا القاسمی) مولانا غلام غوث ہزاروی کا رنگ غالب تھا تو مولانا عبدالمجید صاحب ندیم مولانا مفتی محمود پر فریفتہ تھے، چنانچہ پہلے سے آمدہ معمولی اور ذوقی اختلافات جب ''متحدہ سنی محاذ'' میں وارد ہوئے تو اہل سنت کی بدقسمتی کہ عہدوں کے اختلاف اور تقسیم پر ہی ''سنی محاذ'' کا اختتام ہو گیا۔ ہمارا یہ تجزیہ بہت ممکن ہے کہ قدرے کڑوا ہو، مگر اس حقیقت سے انکار نہیں کیا جا سکتا کہ بعض حضرات نے سنی حقوق کے لیے قائم کیے جانے والے اس محاذ کو مولانا فضل الرحمن، اور ان کی جمعیت علماء اسلام کے خلاف پنجاب میں مورچہ بنانے کی کوشش کی تھی جس سے بنیادی مقاصد و اہداف بے وزن ہو کر رہ گئے، شاید اسی لیے مولانا فضل الرحمٰن صاحب اسے ''امریکی سازش'' قرار دیتے تھے اور یہی وہ صورتحال تھی جس کا قائد اہل سنت کو خدشہ تھا اس لیے آپ نے ''متحدہ سنی محاذ'' کے کسی ایک

اجلاس میں بھی شرکت نہیں کی تھی۔ آپ جانتے تھے اور ان تجربات و مشاہدات سے بارہا گزر چکے تھے کہ فی زمانہ اس قسم کے محاذات ومحاضرات اور اتحادی جتھے جتنے اخلاص وجذبات سے بنائے جاتے ہیں اس سے کہیں زیادہ ''اخلاص'' سے غدر بود کر دیئے جاتے ہیں۔

''سنی محاذ'' کے متعلق قائد اہل سنت کا ایک خط بنام مولانا قاضی عبدالکریم کلاچوی رحمہ اللہ

اس سلسلہ میں مزید ایک خط شامل ریکارڈ کیا جا رہا ہے جس کی مدد سے متحدہ سنی محاذ کے اسبابِ عروج وزوال کا جائزہ لیا جا سکتا ہے۔ قائد اہل سنت رحمہ اللہ کے نام حضرت مولانا قاضی عبدالکریم کلاچوی رحمہ اللہ نے ایک تفصیلی خط لکھا تھا، جس کے جواب میں قائد اہل سنت رحمہ اللہ نے چشم کشا خط لکھا، متذکرہ دونوں خطوط اس وقت ہمارے پیش نظر ہیں، مگر خوفِ طوالت کی بناء پر ہم صرف مقصودی مندرجات پیش کر رہے ہیں۔ قائد اہل سنت رقمطراز ہیں:

① باطل تحریکوں سے اتحاد اہل حق کے لیے ہی مضر ثابت ہوتا ہے۔ آپ نے اپنے گرامی نامہ میں صحیح لکھا ہے کہ بندہ کی کوشش یہی رہی کہ مزید ناجنسوں سے اتحاد وسعت پذیر نہ ہو کہ مثبت کام کرنے کے لیے اتحادِ مسلک ومشرب ضروری ہے، صرف منفی پہلو پر اتحادوں کے نتائج سامنے ہیں کہ کسی نتیجہ پر پہنچنے سے پہلے ختم ہو کر خود آپس میں دست وگریبان رہتے ہیں۔ یہ آپ نے میرے دل کی بات کہی، جمعیت علماء اسلام ایک عظیم جماعت تھی، اور اس میں اکابر شخصیتیں بھی تھیں، لیکن جب وسیع تر اتحاد کے لیے نئی پالیسی بنائی گئی تو کیا نتیجہ نکلا؟ ہم نے سنی مذہب حق کا تحفظ کرنا ہے۔ اس مقصد کے حصول کے لیے بہت غور وفکر کے بعد ''متحدہ سنی محاذ'' کو چلانا ہے۔

② مجلس عمل ختم نبوت نے ۱۷ فروری کو قومی اسمبلی کے سامنے احتجاج مظاہرہ کرنے کا پروگرام بنایا تھا جس کی اخبارات اور اشتہارات کے ذریعہ ملک بھر میں تشہیر کی گئی۔ لیکن جب مرکزی جامع مسجد اسلام آباد میں اجتماع ہوا تو مظاہرہ کرنے اور نہ کرنے کی وجہ سے شدید اختلافات پیدا ہو گئے۔ ایک دوسرے کے خلاف نعرے لگائے گئے، ہاتھا پائی بھی ہوئی، اور جھنگ کے دو طالب علموں نے واپسی پر چشم دید حالات سنائے اور ''جنگ'' اخبار کا تراشہ بھی دکھایا۔ اس کی وجہ یہی ہے کہ متضاد نظریات والے علماء کرام مدعو تھے۔ ہر ایک نے اپنی قوت کا مظاہرہ کیا، اور اس اختلافِ شدید کی پہلی وجہ یہ ہے کہ اکابر

مجلس عمل نے ایک دن پہلے حکومت سے مفاہمت کر لی۔ اس طرح لوگوں میں بدظنی پھیلنی ہی تھی اور ہمیں تو اس مجلس عمل سے اختلاف اس وجہ سے ہے کہ اس میں شیعہ بھی ہیں اور ع غ کراروی (جو فقہ جعفریہ کے نفاذ کا حامی ہے) کو مجلس عمل کا نائب صدر بنایا گیا ہے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون

③ دیوبندی حلقوں میں پہلے مماتیت کے جراثیم پھیلے تھے، اب یزیدیت پھیل رہی ہے۔ چنانچہ ایک دیوبندی مسلک کے عالم ہیں جو ہمارے ہم عمر ہی ہیں اور نقشبندی، مجددی سلسلہ میں مجاز بھی ہیں[1]۔ وہ ردشیعیت کے غلو میں یزید کے حامی بنے ہوئے ہیں۔ اس موضوع پر ان کے ساتھ مراسلت جاری ہے۔ ان حالات میں اگر ہم ''متحدہ سنی محاذ'' کے اسٹیج پر صحیح المسلک مخلص اور کارکن علماء کو اکٹھا کر سکیں تو اہل سنت والجماعت کی ایک عظیم قوت میدانِ عمل میں آسکتی ہے۔

④ ۷، فروری کو جھنگ صدر میں جو اہل السنۃ والجماعۃ کا احتجاجی جلسہ ہوا ہے اس کے متعلق بعض شرکائے اجلاس نے مجھے پہلے بھی بتایا تھا اور خود حضرت مولانا عبدالستار صاحب تونسوی نے بھی ملتان کے اجلاس میں اس پر اظہار کیا ہے۔ یہ کتنی بڑی سازش تھی مولانا تونسوی کے خلاف! یہ ہیں ان علماء کی کارستانیاں، ان کے مذموم ارادے جلد ہی ظاہر ہو گئے۔ اسی سے آپ اندازہ فرمائیں کہ وسعت اتحاد میں کتنے خطرات ہیں، دورِ حاضر کے مفاسد سے بچنے کے لیے ہمیں بہت محتاط رہنا چاہیے، ورنہ انتشار در انتشار پیدا ہوگا۔ '' آل پاکستان متحدہ سنی محاذ'' کے کنونیئر حضرت مولانا عبدالستار تونسوی ہی ہیں۔ مقرر ہیں، کامیاب مناظر ہیں، سالہا سال سے ان کا موضوع ہی ردشیعیت ہے۔

⑤ ابتداءً تنظیم اہل سنت اور تحریک خدام اہل سنت کا اتحاد پیدا ہوا تھا، پھر سواد اعظم کراچی اور جمعیت اہل سنت بھی اس میں شامل ہو گئیں، راولپنڈی میں جو سواد اعظم بنائی گئی تھی ان میں منکرین حیات النبی ﷺ بھی ہیں جن کا مرکز دارالعلوم تعلیم القرآن ہے۔ اور یہی لوگ راولپنڈی کی جمعیت اہل سنت میں شامل ہیں، لیکن ان کا اصل تعلق مولانا عبدالمجید ندیم سے ہے (جو حامئ یزید ہیں) لاہور میں حضرت مولانا تونسوی صاحب کے سنی کنونشن کے مقابلہ میں ندیم صاحب کا کنونشن جامعہ مدنیہ لاہور میں ہوا تھا جس میں نواب زادہ نصر اللہ خان اور مولانا فضل الرحمن صاحب آئے تھے۔ اسی طرح مجلس عمل ختم نبوت

---

[1] مولانا شمس الدینؒ آف موضع ''درویش'' ہری پور مراد ہیں۔ سلفی

میں ایک شیعہ رہنما کراروی ہیں جو کہ مجلس مذکور کے نائب امیر ہیں۔ جب بھی مدرسہ تعلیم القرآن راولپنڈی میں مجلس عمل کا جلسہ ہوتا ہے وہاں اس کی بھی تقریر ہوتی ہے۔ اور وہ علماء بھی ہوتے ہیں جو متحدہ سنی محاذ میں شامل ہیں۔ یہ سخت متضاد پالیسی ہے۔ اِدھر شیعیت کے خلاف ایک تحریک ہے اور ادھر اس کے ساتھ اشتراک عمل ہے۔ اس کی اصلاح چاہیے۔ ہمیں بہت واضح پالیسی اختیار کرنی چاہیے۔ جو علماء ختم نبوت کے اسٹیج پر شیعوں سے اشتراک رکھتے ہیں۔ وہ متحدہ محاذ میں شامل نہ ہوں، ہمیں تو ایسے سنی علماء کی ضرورت ہے جو روافض کے منحوس سائے سے بھی نفرت کریں۔ اور ان کے طرز عمل سے خود شیعوں کو بھی یقین ہو جائے کہ وہ ان کے دشمن ہیں، ہم چکوال میں سرکاری میٹنگ میں شیعوں کے ساتھ نہیں بیٹھتے۔ یاایھا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا لَا تَتَّخِذُوا عدوی وعدوکم اولیآء۔ صحابہ کرام کے دشمن اللہ تعالیٰ کے دشمن ہیں۔ اور اللہ کے دشمن صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے دشمن ہیں۔ باطل کی نصرت ڈھونڈنے والا اللہ تعالیٰ کی نصرت سے محروم ہو جاتا ہے۔ بندہ کے نزدیک دیوبندی علماء کے تنزل کا سبب مودودیت اور شیعیت سے اشتراک ہے۔ ایک افسوسناک خبر یہ بھی سننے میں آئی ہے کہ مؤرخہ ۹، فروری کو دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک میں ایرانی سفیر کی قیادت میں ایک شیعہ وفد کا شاندار استقبال کیا گیا ہے۔ انہوں نے تحائف بھی پیش کیے۔ اور پاک ایران دوستی زندہ باد کے نعرے بھی لگائے گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ اگر یہ خبر صحیح ہے اور غالباً صحیح ہے تو یہ علماء حق کی موت کی تاریخ ہے۔ حضرت قاضی صاحب، ایرانی انقلاب نے بہتوں کو اپنی لپیٹ میں لے لیا ہے اور ایرانی صدر کے دورہ نے کچھ نہیں چھوڑا۔ جمعیت کی جدید پالیسی کیا ہے؟ دارالعلوم اکوڑہ کے اس طرز عمل سے تو معلوم ہوتا ہے کہ شیعوں سے بھی وہ اشتراک کر سکتے ہیں۔ نفاذ شریعت بل کے سلسلہ میں بندہ کو بھی جمعیت کی طرف سے مکتوب آیا ہے۔

⑥ محرم الحرام اور چہلم کے موقع پر ڈیرہ اسمٰعیل خان میں شیعوں نے ماتمی جلوسوں کے ذریعے جس ننگی جارحیت کا ارتکاب کیا تھا اس کے بارے میں وہاں کا مطبوعہ پمفلٹ مجھے ملا تھا، جس سے اندازہ ہوا کہ سرحد کے مرکزی شہر بھی شیعوں سے مغلوب ہیں۔ اور اہل سنت سوائے پمفلٹوں کے کچھ نہیں کر سکتے۔ منظم قوت کا مقابلہ منظم قوت ہی کر سکتی ہے اور اسی سے اہل سنت محروم ہیں۔ یہ نتیجہ ہے وَاَعِدُّوا لَهُمْ مَا اسْتَطَعْتُمْ مِنْ قُوَّةٍ پر عمل نہ کرنے کا۔ اس سلسلہ میں مذہبی طبقہ عموماً اس کی ضرورت ہی نہیں سمجھتا۔ اور سب سے کمزور طبقہ اس سلسلہ میں مشائخ کرام کا ہے اِلَّا مَا شَآءَ اللّٰہ۔ یہ جو ایرانی انقلاب کے ذریعہ

ملک میں ایک طوفان آ رہا ہے اس کو کون روکے گا؟ صدر ضیاء نے تو ہتھیار ڈال دیئے ہیں۔ **وهو ینصره وهو علیٰ کل شیء قدیر**[1]۔

قائد اہل سنت رحمہ اللہ کے مذکورہ خط اور گزشتہ اوراق میں دی گئی تحریکوں کی تفصیلات کے آئینہ میں ایک فکرمند انسان کے لیے جائزہ لینا کسی قدر آسان ہو جائے گا کہ تحریکوں کی ابتداء جس اخلاص و گرم جوشی سے ہوتی ہے، وہ اپنے مطلوبہ اہداف حاصل کئے بناء ہی تنزلی کا شکار کیوں ہو جاتی ہیں؟

[1] مکتوب قائد اہل سنت بنام مولانا قاضی عبدالکریم کلاچوی رحمہ اللہ ۱۴ ، جمادی الثانی از چکوال/ ۱۴۰۶ھ
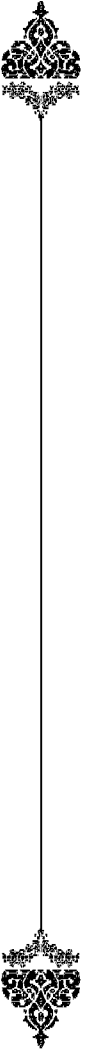
❀ قائد اہل سنت رحمہ اللہ کی اشاعتی خدمات

❀ تصانیف و تالیف کا تعارف اور

❀ فرقہائے باطلہ و افکارِ عاطلہ
کے خلاف قلمی جدو جہد

کراناہے قلم ہاتھوں کو رُو دادِ جنوں لکھ کر
تُو اس دورِ ستم پرور میں میرا ہم قلم ہو جا

سلسلۂ تصانیف وتالیفات

قائد اہل سنت رحمہ اللہ کو تحریکی وتقریری اور سیاسی وتدبیری صلاحیتوں کی طرح تصنیفی شغل بھی موروثی طور پر ودیعت ہوا تھا، تاہم اپنے والد گرامی ابو الفضل حضرت مولانا قاضی محمد کرم الدین دبیر رحمہ اللہ کی تحریر میں جو ادبی چاشنی کا عنصر نظر آتا ہے، وہ قائد اہل سنت رحمہ اللہ کی تحریروں میں نظر نہیں آتا، اور یہ کوئی عیب کی بات نہیں ہے بلکہ فی الحقیقت یہ ایک خوبی اور کمال ہے جو مفکرانہ دماغ رکھنے والے لوگوں میں سے بہت کم مفکرین میں پایا جاتا ہے۔ دراصل قائد اہل سنت نے زندگی بھر کوئی کتاب تصنیف برائے تصنیف کے طور پر نہیں لکھی تھی اور اس امر کا اظہار ہمارے ممدوح نے کئی ایک متوسلین اور معاصرین کے نام خطوط میں کیا ہے۔ جو ملاحظہ کئے جاسکتے ہیں۔ دوسری وجہ یہ ہے کہ بیان وتحریر کے اندر ادیبانہ بلاغت پیدا کرنے کے لیے بہر حال ایک محنت ومشقت کی ضرورت ہوتی ہے۔ اور جس شخص کے پیش نظر امت کی اصلاح، فتنوں کا تعاقب، اور اپنے کاز ونظریہ کی تشہیر وترویج کا جذبہ ہو اس کے پاس ایسی نزاکتوں کے لیے وقت کی گنجائش کہاں نکل سکتی ہے؟ ہمارے پاس موجود قائد اہل سنت رحمہ اللہ کی تمام تر تصانیف کے مسودات، زمانہ طالب علمی کے املائی رجسٹرز، قراردادوں، پمفلٹوں اور صبح وشام میں آمدہ ملک بھر سے خطوط کے جوابات کا ایک طائرانہ تخمینہ لگایا جائے تو محتاط اندازے کے مطابق ایک لاکھ سے زائد صفحات پر قائد اہل سنت رحمہ اللہ کے خامہ عنبر وشمامہ سے فن تحریر کو زیب وزینت دی گئی ہے۔ اس کا اندازہ یہاں سے لگائیں کہ روزمرہ کے معمولات میں جو آپ گھر سے دفتری عملہ اور مہمانوں کے نام دو دو اور چار چار سطروں پر مشتمل چھوٹی چھوٹی دستی چٹیں لکھا کرتے تھے، وہ کم وبیش دو ہزار کے قریب محفوظ ہیں جن کا بندہ نے تفصیل کے ساتھ مشاہدہ ومطالعہ کیا ہے۔ اور بقول حافظ عبد الوحید صاحب یہ لکھے گئے رقعوں کا چوتھائی حصہ ہے۔ بہر کیف قائد اہل سنت نے ایک فکری محاذ پر رہتے ہوئے جس سادگی اور خوبصورتی کے ساتھ اپنے خطابات اور بیانات کو ذریعہ بنایا تھا وہی سادگی وخوبی آپ کی تحریر کے اندر بھی نمایاں تھی، حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانوی رحمہ اللہ کا ملفوظ کسی جگہ پڑھا تھا کہ اصلاحِ احوال

اور عقائد و نظریات کا پرچار کرنے والا تصانیف و تالیف کے میدان میں تصنیفی اصولوں کی پاسداری نہیں کر سکتا۔ تاہم قائد اہل سنت کی کتابوں میں اخلاقیات، تحریروں میں روانی و آسانی، ربطگی و معلومات کی فراوانی اور شائستگی و شیفتگی انتہا درجہ کی ہوتی تھی، اس سلسلہ میں بلکسر ضلع چکوال کے مولانا مخلص عبداللہ صاحب اپنی یادداشتوں کے زور پر ایک واقعہ سناتے ہیں کہ معروف ادیب اور ناول نگار کرنل محمد خان (جو کہ بلکسر کے رہائشی تھے) ایک مرتبہ اپنے گھر میں بیٹھ کر بلکسر کی مرکزی جامع مسجد میں قائد اہل سنت کا خطاب سماعت کرتے رہے، چونکہ مسجد کی چھت پر لاؤڈ سپیکر نصب تھے۔ جن کی وجہ سے تقریر کی آواز دور دراز تک پہنچ رہی تھی۔ چنانچہ اگلے روز اپنے حلقہ یاراں میں کرنل محمد خان نے قائد اہل سنت کے لب و لہجے کی صفائی، الفاظ کے خوبصورت استعمال، اور صحت لفظی کی بہت تعریف کی۔ یہی انداز آپ رحمہ اللہ کا تصانیف میں بھی ہے۔ تاہم مناظرانہ و تقابلی انداز میں کسی قدر تلخی یا سخت بیانی کا درآنا ایک امر فطری و طبعی ہے جو اس میدان سے تعلق رکھنے والوں کے لیے کوئی اجنبی اور قابل اعتراض چیز نہیں ہے۔ قائد اہل سنت رحمہ اللہ نے جس دور میں حالات کے تقاضوں کے پیش نظر جو ضرورت محسوس کی، اسی ضرورت کو پورا کرنے کے لیے قلم اٹھایا اور اس کی لاتعداد دلیلوں میں سے ایک ثبوت یہ بھی ہے کہ اپنی کسی کتاب کے آئندہ یا متعدد اڈیشن شائع کرنے کا شوق آپ کو کبھی نہیں رہا۔ باوجود اس کے کہ اشاعتی مکتبوں سے مسلسل مانگ رہتی، اور عالم اسلام کی ایک روحانی شخصیت ہونے کی وجہ سے متوسلین و معتقدین اندرون اور بیرون ممالک تک میں پھیلے ہوئے تھے، جن کے سبب اعانت مالی اور قلبی رجحان کے سہارے نت نئے انداز اور معیارِ طباعت کے ساتھ کتابوں پر کتابیں شائع ہو کر منظر عام پر آسکتی تھیں۔ مگر آپ نے ایک وقتی ضرورت کو اپنی خودداری اور وقار و عظمت کے ساتھ پورا کرنے کا سلسلہ جاری رکھا، یہی وجہ ہے کہ بظاہر محدود و مقید جغرافیائی حدوں میں رہتے ہوئے کام سرانجام دینے کے باوجود آپ کی موثر جدوجہد نے فرقہائے باطلہ کی چولیں ہلا کر رکھ دیں اور علمی و دینی اور فکری حلقوں میں کوئی حلقہ و مقام ایسا نہیں جہاں آپ کے نام اور کام کے زمزمے سنائی نہ دیتے ہوں۔ ہم ترتیب وار قائد اہل سنت کی اہم تصانیف کا تعارف اور ان پر اختصاراً تبصرہ پیش کرتے ہیں۔ اس سے قبل اجمالی طور پر متذکرہ کتابوں کے نام درج کئے جاتے ہیں:

۱۔ مودودی جماعت کے عقائد و نظریات پر ایک تنقیدی نظر ۲۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور مودودی
۳۔ علمی محاسبہ ۴۔ مودودی مذہب ۵۔ مودودی صاحب کے نام کھلی چٹھی

۶۔ مولانا سید گل بادشاہ کا فتوی اور مودودی جماعت ۷۔ جماعتِ اسلامی شیعہ انقلاب چاہتی ہے؟
۸۔ کیا عورت صدرِ مملکت بن سکتی ہے؟ (جماعتِ اسلامی کی فاطمہ جناح کی حمایت کے تناظر میں)
۹۔ عقیدہ عصمت انبیاء اور مودودی ۱۰۔ جوابی مکتوب بنام قاضی حسین احمد
۱۱۔ بشارت الدارین بالصبر علی شہادتِ الحسین رضی اللہ عنہ ۱۲۔ ہم ماتم کیوں نہیں کرتے؟
۱۳۔ سنی مذہب حق ہے؟ ۱۴۔ تجلیاتِ صداقت پر ایک اجمالی نظر
۱۵۔ سنی تحریک الطلبہ کا سنی موقف ۱۶۔ دینی مدارس کے سنی، شیعہ طلبہ کا اتحادی فتنہ
۱۷۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور پاکستان ۱۸۔ سوادِ اعظم کے اہم سنی مطالبات
۱۹۔ عقیدہ خلافت راشدہ اور امامت ۲۰۔ سنی، شیعہ متفقہ ترجمہ کا عظیم فتنہ
۲۱۔ ایک غیر منصفانہ فیصلہ ۲۲۔ ایک خطرناک سازش
۲۳۔ یادگارِ حسین ۲۴۔ مقدمہ بر ''مطرقۃ الکرامۃ علی مرآۃ الامامۃ''
۲۵۔ مقدمہ بر ''تحفہ خلافت'' ۲۶۔ عظمت صحابہ رضی اللہ عنہم اور حضرت مدنی رحمہ اللہ
۲۷۔ مکتوب مرغوب بنام مولانا سید نور الحسن شاہ بخاری رحمہ اللہ
۲۸۔ احتجاجی مکتوب بنام حضرت مولانا مفتی محمود رحمہ اللہ ۲۹۔ اصلاحی مکتوب بنام مولانا سید حامد میاں رحمہ اللہ
۳۰۔ مقدمہ بر ''تازیانۂ عبرت'' ۳۱۔ مقدمہ بر ''آفتاب ہدایت''
۳۲۔ مقدمہ بر ''المہند علی المفند'' ۳۳۔ قادیانی دجل کا جواب
۳۴۔ کشف التلبیس ۳۵۔ اعجاز الحق بجواب اظہار الحق
۳۶۔ خارجی فتنہ (حصہ اول) ۳۷۔ خارجی فتنہ (حصہ دوم)
۳۸۔ کشفِ خارجیت ۳۹۔ دفاعِ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ

۴۰۔ خدام اہل سنت کا شرعی منشور ۴۱۔ تحفظ اسلام پارٹی کا انتخابی موقف
۴۲۔ حضرت لاہوری رحمہ اللہ فتنوں کے تعاقب میں ۴۳۔ خدام اہل سنت کی دعوت
۴۴۔ میاں طفیل محمد کی دعوت اتحاد کا جائزہ

اب ان کتابوں کا تعارف پیش کیا جاتا ہے۔

① **صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور مودودی:** ۱۱۲ صفحات پر مشتمل یہ تصنیف متعدد مرتبہ زیور طبع سے آراستہ ہوئی۔ آخری مرتبہ اسے ادارۂ حق چار یار رضی اللہ عنہم نے ۲۰۰۰ء میں شائع کیا۔ حضرت قائد اہل سنت رحمہ اللہ

فرماتے ہیں: اہل سنت والجماعت کا یہ اجماعی عقیدہ ہے کہ انبیاء کرام علیہم السلام کے بعد اولاد آدم میں حضور رحمۃ اللعالمین خاتم النبیین حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بلا واسطہ فیض یاب ہونے والے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم تمام امتوں اور جماعتوں سے افضل ہیں۔ چنانچہ قرآن مجید میں ارشاد فرمایا: کنتم خیر امۃ۔ (الآیۃ)

ابوالاعلیٰ مودودی صاحب نے گو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے فضائل ومناقب بھی بیان کیے ہیں۔ لیکن ان کے تنقیدی مزاج نے ان کو اعتدال پر قائم نہیں رہنے دیا۔ اور اصحاب رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں وہ بلا تامل کچھ اس طرح لکھ گئے ہیں۔ جس سے ان کی قرآنی عظمت مجروح ہوتی ہے اور اس سے شیعیت کا راستہ کھلتا ہے۔ ''صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور مودودی'' میں اس کا مکمل ثبوت پیش کیا گیا ہے۔

① **علمی محاسبہ:** نومبر ۱۹۷۶ء میں پہلی مرتبہ یہ کتاب منظر عام پر آئی تھی۔ حضرت اقدس فرماتے ہیں:

مودودی نظریات کی تردید میں میری پہلی تصنیف ''مودودی جماعت کے عقائد ونظریات پر ایک تنقیدی نظر'' کے جواب میں مولانا مفتی محمد یوسف صاحب نے ''مولانا مودودی پر اعتراضات کا علمی جائزہ'' تصنیف کی۔ اور اپنی پوری قوت مودودی صاحب کے دفاع میں خرچ کرتے ہوئے مجھے جواب کی دعوت دی۔ میں نے جمعیت علمائے اسلام پاکستان کے ہفت روزہ ترجمان اسلام میں بعنوان ''مفتی محمد یوسف کے جائزہ کی حقیقت'' ۲۵ قسطوں میں اس کا جواب دیا۔ آخری قسط ۲۴ دسمبر ۱۹۶۸ء میں شائع ہوئی۔ اس کے بعد مفتی صاحب نے جواب الجواب میں بعنوان ''یہ اتمام حجت کا آغاز ہے'' ہفت روزہ آئین لاہور میں قسط وار شروع کر دیا۔ لیکن گیارہ قسطوں کے بعد یہ سلسلہ نامکمل چھوڑ دیا۔ اس کا جواب میں نے ''ابطال حجت'' کے نام سے شروع کر دیا۔ جسے بعد میں ترجمان اسلام کے ۲۵ قسطوں پر مشتمل مضمون ودیگر چند اہم مباحث کے ساتھ شائع کیا جا رہا ہے۔ یہ کتاب قائد اہل سنت رحمہ اللہ کی زندگی میں کم وبیش چار مرتبہ جب کہ وفات کے بعد ادارہ مظہر التحقیق لاہور سے اب تک تین مرتبہ شائع ہو چکی ہے۔

③ **مودودی مذہب:** دسمبر ۱۹۶۷ء میں پہلی مرتبہ حضرت قائد اہل سنت رحمہ اللہ کی یہ تصنیف لطیف سامنے آئی۔ بعد میں متعدد مرتبہ اسے شائع کیا گیا۔ حضرت فرماتے ہیں کہ مودودی صاحب نے اپنی تنقید سے نہ مجددین ومجتہدین امت کو معاف کیا اور نہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور انبیائے عظام کو، خصوصاً انبیائے کرام کو تنقید کا نشانہ بنانا تو مودودی صاحب کا وہ کارنامہ ہے کہ شاید امت محمدیہ میں کوئی ناقد ہی اس میں ان کا ہم پلہ ثابت ہو سکے۔ مودودی صاحب کے اکثر عقائد ونظریات چونکہ جمہور اہل سنت والجماعت کے خلاف ہیں۔ اور علمائے حق سے ان کا اختلاف نہ صرف فروعی بلکہ اصولی بھی ہے۔ اس لیے

ضروری سمجھا گیا کہ مودودی صاحب کے عقائد ان ہی کی تصانیف سے صحیح حوالہ جات کے ساتھ عامۃ المسلمین کے سامنے پیش کر دیئے جائیں، تاکہ جو ناواقف مسلمان جماعت اسلامی کے نام سے ٹھوکر کھا جاتے ہیں ان کو حقیقت حال کا علم ہو جائے۔ اس کتاب پر اُس زمانہ میں جماعت اسلامی نے عدالتی کاروائی بھی کی تھی جس میں قائد اہل سنتؒ کو کامیابی نصیب ہوئی یہ تاریخی روداد اسی کتاب میں ایک مستقل باب کے اندر گذر چکی ہے۔

④ **مودودی جماعت کے عقائد ونظریات پر ایک تنقیدی نظر:** مودودی صاحب کے باطل عقائد ونظریات کی تردید میں مذکورہ کتاب حضرت قائد اہل سنت رحمہ اللہ کی پہلی تصنیف ہے۔ جو ابتداءً ۱۹۵۸ء میں شائع ہوئی تھی۔ حضرت اقدس رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ:

اسلامی تاریخ شاہد ہے کہ امت محمدیہ علی صاحبہا السلام والتحیۃ میں ان الحکم الا للہ اور اسلامی و قرآنی انقلاب جیسے پرعظمت نعروں سے کتنی تحریکیں عالم وجود میں آئیں۔ لیکن نصرت خداوندی سے محروم ہونے کی وجہ سے اپنا اپنا آزمائشی دور ختم کر کے مضمحل اور بے جا ہو کر رہ گئیں۔ ہمارے اس دور میں تجدید واقامت دین اور حکومت الٰہیہ وغیرہ کے پُروقار اور جاذب توجہ دعاوی کے ساتھ جماعت اسلامی کے نام سے ایک نئی تحریک نے جنم لیا ہے۔ جس کے بانی اور امیر ابوالاعلیٰ صاحب مودودی ہیں۔ لیکن اس کی حقیقت اس کے سوا کچھ نہیں کہ اپنی ادبی وقلمی تلبیسات کے ذریعہ حدیث وسنت کے بنیادی اسلامی تصور کو مسلمانوں کے اذہان سے محو کیا جائے، تاکہ نفسانی خواہشات کے تحت قرآنی حکم کے مطالب ومعانی بیان کرنے کی راہ کھل جائے''۔ یاد رہے کہ اس کتاب کی تصنیف واشاعت کے وقت قائد اہل سنت رحمہ اللہ جمعیت علماء اسلام ضلع جہلم کے امیر تھے۔

⑤ مولانا سید گل بادشاہ صاحب رحمہ اللہ کا فتویٰ اور مودودی جماعت

مذکورہ بالا تصنیف ۱۹۶۷ء میں پہلی مرتبہ منظر عام پر آئی۔ حضرت قائد اہل سنت رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

> ''گزشتہ رمضان المبارک میں مودودی جماعت کی طرف سے بذریعہ ڈاک ایک اشتہار بعنوان ''جمعیۃ علماء اسلام کا فتویٰ جمعیۃ علمائے اسلام پر'' موصول ہوا۔ جس کا جواب فخر سرحد حضرت مولانا سید گل بادشاہ صاحب کی جانب سے ترجمان اسلام ۱۰ فروری ۱۹۶۷ء بعنوان ''مودودی جماعت کی تلبیس کا نمونہ'' شائع ہوا۔ جس میں سید صاحب نے اپنے ایک فتویٰ کی اشاعت کے سلسلہ میں مودودی جماعت کی حیرت انگیز تلبیس کا پردہ چاک کیا۔ لیکن تعجب ہے

کہ اس جواب کی اشاعت کے بعد پھر وہی پمفلٹ بندہ کو بذریعہ ڈاک موصول ہوا۔ جس سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ مودودی صاحبان کو تحقیق سے غرض نہیں۔ بلکہ علماء حق کے خلاف کیچڑ اچھالنا وہ اپنے مشن کا جز سمجھتے ہیں۔ اس لیے ضروری سمجھا گیا کہ اشتہار کے بعض دوسرے پہلوؤں کی بھی وضاحت کی جائے تا کہ کسی پہلو سے ناواقف لوگوں کے لیے غلط فہمی کی گنجائش نہ رہے"۔

اس سلسلہ میں مولانا سید گل بادشاہؒ کے چند اہم اور نادر خطوط الگ جلد میں ملاحظہ کیے جاسکیں گے۔ ان شاء اللہ

⑥ **کیا عورت صدر مملکت بن سکتی ہے؟:** ۱۹۶۴ء میں مکتبہ تعمیر حیات لاہور کی طرف سے حضرت قائد اہل سنت کی یہ کتاب شائع کی گئی تھی۔ حضرت اقدس رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ: موجودہ الیکشن کے ہنگاموں میں صدارت کا مسئلہ سب سے زیادہ ہنگامہ خیز ہے۔ پاکستان مسلم لیگ نے صدر مملکت ایوب خان کو ہی امیدوار نامزد کیا ہے اور جمہوری متحدہ محاذ نے فاطمہ جناح کو، جبکہ جمعیت علماء اسلام کی مجلس شوریٰ نے کتاب وسنت کی روشنی میں یہ فیصلہ کیا ہے کہ چونکہ یہ دونوں پارٹیاں اصول اسلام کو نظر انداز کر کے محض حصول اقتدار کے لیے برسر پیکار ہیں۔ اس لیے ہم اپنا تیسرا امیدوار کھڑا کریں گے۔ ان پارٹیوں میں سب سے زیادہ تعجب خیز پوزیشن مودودی جماعت کی ہے۔ جنہوں نے ایک عورت کو تجویز کر کے اپنے ہی سابق ریکارڈ کو پامال کر دیا ہے۔

⑦ **مودودی صاحب کے نام کھلی چٹھی:** ۱۹۷۶ء میں بانی جماعت اسلامی کے نام یہ کھلی چھٹی شائع کی گئی۔ قائد اہل سنت رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

"سلام مسنون! آپ کا دعویٰ ہے کہ آپ کی جماعت ایک اصولی جماعت ہے اور آپ ایک اسلامی اصولی حکومت قائم کرنا چاہتے ہیں۔ چونکہ آپ اپنی جماعت کے بانی اور امیر اول ہیں۔ اس لیے میں آپ کے بیان کردہ متعدد دعوؤں کے پیش نظر بذریعہ "کھلی چٹھی" چند ایسے سوالات پیش کر رہا ہوں۔ جو اصولی نوعیت کے ہیں۔ آپ ان کا جواب دے کر ملک وملت کے سامنے اپنی جماعت کی اصولی پوزیشن واضح کریں"۔

⑧ **جماعت اسلامی شیعہ انقلاب چاہتی ہے:** ۱۹۸۶ء میں ۳۰ صفحات پر مشتمل یہ تحقیقی کتابچہ تحریک خدام اہل سنت کی طرف سے شائع ہوا۔ تھا۔ حضرت قائد اہل سنت رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: جنرل ضیاء الحق صاحب نے جب صحابہ آرڈیننس جاری کیا۔ جس میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور اہل بیت کی

توہین کرنے پر تین ماہ تک کی قید کا اعلان تھا۔ تو اس کے جواب میں شیعوں نے مودودی صاحب کا ہی سہارا لیا۔ چنانچہ ہفت روزہ رضا کار میں لکھا: ”ملحوظ رہے کہ برادران اہل سنت کے نزدیک بھی صحابہ رضی اللہ عنہم تنقید سے بالاتر نہیں۔ چنانچہ موجودہ دور کے جید سنی عالم مولانا مودودی مرحوم نے اپنی کتاب خلافت وملوکیت میں جا بجا صحابہ رضی اللہ عنہم پر تنقید فرمائی ہے۔ اور یہ کتاب آج کھلے بندوں فروخت ہو رہی ہے۔“

جماعت اسلامی کے ایم این اے اسعد گیلانی نے ایرانی انقلاب کی سالگرہ کے موقع پر اپنی تقریر میں کہا: ” آیئے ہم سب مل جل کر پاکستان میں بھی امام خمینی کے انقلاب کی طرز پر تبدیلی لانے کے لیے کوششیں تیز کر دیں۔“ ان حالات میں واضح رہے کہ جماعت اسلامی بھی پاکستان میں خمینی انقلاب چاہتی ہے۔

⑨ **عقیدہ عصمت انبیاء اور مودودی:** ادارۂ حق چار یار رضی اللہ عنہم کی طرف سے ۲۰۰۰ء میں آخری مرتبہ یہ مقالہ شائع کیا گیا۔ حضرت قائد اہل سنت رحمہ اللہ فرماتے ہیں: کتاب ”میاں طفیل محمد کی دعوت اتحاد کا جائزہ“ میں ہم نے شیعہ مذہب کے ان عقائد پر تبصرہ کیا تھا۔ جو اسلام کے اصولی اور بنیادی عقائد سے متصادم ہیں اور ضمناً اس میں بعض مودودی مسائل ونظریات کا تذکرہ بھی آ گیا تھا۔ اب ہم جماعت اسلامی کے بانی اور امیر اوّل ابوالاعلیٰ مودودی صاحب کے بعض ایسے عقائد ونظریات ان کی تصانیف سے پیش کرتے ہیں جو اہل سنت والجماعت کے عقیدہ عصمت انبیاء کے خلاف ہیں۔

⑩ **جوابی مکتوب بنام قاضی حسین احمد:** جماعت اسلامی کے سابق امیر قاضی حسین احمد کے خط کے جواب میں یہ تحقیقی جواب مکتوب ۱۹۹۷ء کتابی شکل میں شائع ہوا، حضرت قائد اہل سنت رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

سلام مسنون! آپ کا عنایت نامہ موصول ہوا۔ آپ نے جو ۱۹۹۳ء کے الیکشن میں ڈھول ڈھمکے اور ناٹک رچائے کیا یہ قرآنی تعلیم کا نتیجہ تھا؟ فرمایئے کیا اسی کا نام اسلام ہے؟ کیا اسلامی انقلاب برپا کرنے کے لیے یہی طور طریقے ہوا کرتے ہیں؟ آپ کا زیر بحث مکتوب اور میرا یہ جوابی مضمون محض نجی نوعیت کا نہیں بلکہ اس کا تعلق ملک وملت کے اہم مسائل سے ہے اس لیے ان شاء اللہ یہ جوابی مضمون ماہنامہ حق چار یار رضی اللہ عنہم لاہور میں بھی شائع کر دیا جائے گا۔ **وما توفیقی الا باللہ العلی العظیم۔** آپ کے جواب کا بھی انتظار رہے گا۔

⑪ بشارۃ الدارین بالصبر علی شہادۃ الحسین رضی اللہ عنہ

ستمبر ۱۹۷۴ء میں حضرت قائد اہل سنت رحمۃ اللہ علیہ کی یہ یادگار زمانہ تصنیف منظر عام پر آئی، قائد اہل سنت رکھتے ہیں:

''کتاب ''بشارت الدارین بالصبر علی شہادۃ الحسین رضی اللہ عنہ'' بجواب ''فلاح الکونین فی عزاء الحسین رضی اللہ عنہ'' اہل اسلام کی خدمت میں پیش کی جا رہی ہے۔ کتاب کا نام موضوع کی مناسبت سے ہے۔ ہماری کتاب میں چونکہ یہ ثابت کیا گیا ہے کہ مصائب و آلام پر شریعت میں صبر کرنے کا حکم ہے اور بشارت صابرین کو ہی دی گئی ہے۔ یعنی ''بشارت الدارین بالصبر علی شہادۃ الحسین'' کا مطلب یہ ہے کہ جو مسلمان حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کی شہادت پر صبر اختیار کرے گا۔ اس کے لیے دونوں جہانوں میں بشارت ہے۔ اللہ تعالیٰ کتاب بشارۃ الدارین کو قبولیت عطاء فرمائیں''۔

الحمدللہ! ادارہ مظہر التحقیق لاہور کو یہ سعادت حاصل ہے کہ نہایت اعلیٰ معیارِ طباعت پر یہ کتاب اب تک دو مرتبہ شائع ہو چکی ہے، اور اس پر زیرِ کثیر صَرف ہو چکا ہے۔

⑫ **ہم ماتم کیوں نہیں کرتے؟**: ۱۹۷۰ء کے عشرہ میں پہلی مرتبہ یہ کتاب شائع ہوئی۔ حضرت قائد اہل سنت رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ: شیعیان تلہ گنگ کی طرف سے گزشتہ ایام محرم میں ایک پمفلٹ بنام ''ہم ماتم کیوں کرتے ہیں؟'' شائع کیا گیا۔ گو اس کے دلائل میں ایک چیز بھی ایسی نہیں جس سے مروجہ ماتم ثابت ہو سکے، لیکن چونکہ اس پمفلٹ میں قرآن مجید اور حدیث شریف وغیرہ کی بنیاد پر ماتم مروجہ کو عبادت قرار دینے کا دعویٰ کیا گیا ہے۔ جس سے ناواقف مسلمانوں کو دھوکہ لگ سکتا ہے، اس لیے بعنوان ''ہم ماتم کیوں نہیں کرتے'' جوابی رسالہ کی اشاعت ضروری سمجھی گئی، اللہ تعالیٰ اہل اسلام کو راہ حق پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔ یہ کتاب بھی متعدد بار شائع ہو چکی ہے۔

⑬ **سنی مذہب حق ہے**: تحریک خدام اہل سنت کی طرف سے ۱۹۷۸ء کو مذکورہ بالا کتاب شائع کی گئی۔ مصنف علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں: ''سنی مذہب حق ہے'' دراصل ایک شیعہ مصنف عبدالکریم مشتاق کے ان دس سوالات کا جواب ہے جو راولپنڈی کے سید باقر حسین شاہ نے مولانا سید محمد یعقوب شاہ صاحب پھالیہ کے نام بذریعہ رجسٹری ارسال کئے تھے اور انہوں نے جواب کے لیے میرے پاس بھیج دیئے۔ میں نے مذکورہ دس سوالات کے جوابات مع اپنے تین سوالات کے باقر صاحب کو رجسٹری

کردیئے۔ جس کے بعد شیعہ مصنف عبدالکریم مشتاق کی ایک مطبوعہ کتاب ''ہزار تمہاری دس ہماری'' دستیاب ہوئی۔ جس کے آخر میں یہی زیر بحث دس سوالات لکھے ہوئے ہیں۔ جس سے معلوم ہوا کہ یہ دس سوالات پہلے سے شائع شدہ ہیں۔ اس لیے ان کے جواب میں بنام ''سنی مذہب حق ہے'' کی اشاعت کی ضرورت اور زیادہ محسوس کی گئی ہے۔ یاد رہے کہ اس کا جواب عبدالکریم مشتاق آنجہانی نے بنام ''شیعہ مذہب حق ہے'' لکھ کر شائع کیا تھا جس میں تبرا بازی تو خوب کی گئی ہے مگر قائد اہل سنتؒ کے دیئے گئے دلائل پر کوئی علمی تبصرہ نہیں کیا گیا۔

⑭ **تجلیات صداقت پر ایک اجمالی نظر:** حضرت قائد اہل سنت رحمۃ اللہ علیہ کی یہ کاوش ۱۹۷۵ء میں منظر عام پر آئی، فرماتے ہیں:

> ''میرے والد صاحب مرحوم رئیس المناظرین ابو الفضل مولانا محمد کرم الدین دبیر رحمۃ اللہ علیہ کی رد رفض و بدعت میں ایک مشہور تصنیف ''آفتاب ہدایت'' گزشتہ پچاس سال سے شائع ہے۔ حال ہی میں اس کا جواب شیعی علامہ مولوی محمد حسین صاحب ڈھکو نے لکھا ہے۔ جس کا نام تجلیات صداقت رکھا ہے۔ گو ''تجلیات صداقت'' دجل و فریب اور حق و باطل کے التباس اور کتمان حق کا ایک عجیب شاہکار ہے۔ لیکن ناواقف اہل سنت اس سے فریب کا شکار ہو سکتے ہیں اور شیعہ عوام بھی مجتہد صاحب موصوف کی اندھی تقلید کی وجہ سے خلفاء و اصحاب رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے بغض و عناد کے باعث ہمیشہ کے لیے ورطۂ ضلالت میں مبتلا ہو سکتے ہیں۔ اس لیے ضروری سمجھا گیا کہ مولوی محمد حسین صاحب موصوف کے علم و دیانت کا پول کھول دیا جائے''۔

یاد رہے کہ ڈھکو صاحب کی متذکرہ کتاب کا تفصیلی جواب بھی خود قائد اہل سنتؒ نے کم و بیش ساڑھے تین سو صفحات تک لکھ دیا تھا جس کا اصل مسوّدہ کاتب السطور (عبدالجبار سلفی) کے پیش نظر ہے۔ مگر علالت و مصروفیات کے باعث آپؒ نے یہ ذمہ داری سلطان العلماء علامہ ڈاکٹر خالد محمود کے سپرد کر دی تھی جنہوں نے بفضلہٖ تعالیٰ دو ضخیم مجلدات میں ''تجلیاتِ آفتاب'' کے نام سے کتاب شائع کروا کر اہل سنت کا سر فخر سے مزید بلند کر دیا ہے۔

⑮ **سنی تحریک الطلبہ کا سنی موقف:** حضرت قائد اہل سنت رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: سنی تحریک الطلبہ اسکولوں، کالجوں، یونیورسٹیوں، سرکاری اور غیر سرکاری تعلیمی اداروں کی ایک خصوصی تنظیم ہے، جو

سنی مذہب کی بنیاد پر قائم کی گئی ہے۔ضرورت تھی کہ سنی طلبہ کی منتشر قوتوں کو ان کے امتیازی نام (اہل سنت والجماعت) کے تحت متحد و منظم کر کے ملک وملت کی خدمت کے لیے میدان عمل میں لے آئے۔سنی تحریک الطلبہ کا سنی موقف پیش کیا جاتا ہے''۔ یہ کتاب بہت ہی عام فہم اور نادر معلومات پر مشتمل سُنی طلبہ کے لیے انمول علمی خزانہ ہے۔

⑯ **دینی مدارس کے سنی شیعہ طلبہ کا اتحادی فتنہ:** اس کا مکمل قضیّہ اسی کتاب میں اپنے مقام پر گذر چکا ہے، دوبارہ ملاحظہ کر لیا جائے۔آپ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: گزشتہ ہفتہ ایک خط ناظم اتحاد طلبہ مدارس عربیہ لاہور کی طرف سے موصول ہوا۔جس میں ہمارے مدرسہ اظہار الاسلام کے طلبہ کو بھی سنی شیعہ مدارس کے طلباء کی متحدہ تنظیم میں شمولیت کی دعوت دی گئی۔اکابر علماء اہل سنت نے فتنہ روافض سے تحفظ کے لیے بڑی محنت کی ہے۔جس کی وجہ سے اب تک تو شیعیت کے جراثیم سے اہل سنت کے دینی مدارس محفوظ رہے ہیں۔چونکہ ہمارے نزدیک اس قسم کا سنی شیعہ اتحاد دینی مدارس کے طلباء کے لیے انجام کار بہت خطرناک ہے۔اس لیے اس کی روک تھام کے لیے''اتحادی فتنہ'' کے عنوان سے یہ کتاب شائع کی جارہی ہے۔

⑰ **صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور پاکستان:** حضرت قائد اہل سنت رحمۃ اللہ علیہ کی یہ تالیف ۱۹۸۸ء میں چھپ کر منظر عام پر آئی،حضرت فرماتے ہیں: اس مختصر رسالہ''صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور پاکستان'' میں ہم نے کتاب وسنت کی روشنی میں ایک آئینہ پیش کر دیا ہے۔جس میں ہر لیڈر اور ہر پارٹی والے اپنا چہرہ دیکھ سکتے ہیں۔ہم صدر جنرل ضیاء الحق کے حامی ہیں اور نہ سابق وزیر اعظم جونیجو کے،چونکہ ضیاء الحق اس وقت پاکستان کے سربراہ ہیں۔اس لیے ہم نے اس''آئینہ وفا'' میں ان کو ان کا چہرہ دکھایا ہے۔تاکہ نہ وہ خود اندھیرے میں رہیں نہ قوم کو رکھیں،ہم نہ مسلم لیگ کے حامی ہیں نہ ایم آر ڈی وغیرہ کے۔ہمیں سب کو اس آئینہ میں دیکھنا چاہیے سیاسی لیڈر ہوں یا دانشوران قوم،حزب اقتدار ہوں یا حزب اختلاف،علماء ہوں یا مشائخ اپنی زندگیوں کا جائزہ لے لیں کہ آیا وہ صرف اپنی ذات اور پارٹی کا تحفظ کر رہے ہیں یا کہ ''جماعت صحابہ'' کی ذاتی عظمتوں کا تحفظ بھی ان کی زندگی کے پروگرام میں شامل ہے؟ وماعلینا الا البلاغ

گرچہ بت ہیں جماعت کی آستینوں میں
مجھے ہے حکم اذاں لا الہ الا اللہ

⑱ **سواد اعظم کے ملکی و ملی حقوق کے لیے اہم سنی مطالبات:** ۱۹۷۰ء کے عشرۃ میں حضرت قائد اہل سنت رحمۃ اللہ علیہ نے وزیر اعظم بھٹو کو اہل سنت کی طرف سے پانچ اہم مطالبات پیش کئے جس پر ملک بھر کے علماء مشائخ کے دستخط موجود تھے۔ اسے تحریک خدام اہل سنت نے سنی مطالبات کے نام سے شائع کیا۔ حضرت قائد اہل سنت رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

''سلام مسنون! عرض آنکہ پاکستان میں سنی مسلمانوں کی بہت غالب اکثریت پائی جاتی ہے، لیکن پاکستان کے ۲۵ سالہ دور میں احباب اقتدار اقلیتی فرقوں کی ناحق دلجوئی اور اپنے سیاسی مصالح و مفادات کے تحت سنی اکثریت کے حقوق کو نظر انداز بلکہ پامال کرتے رہے ہیں۔ اب چونکہ اسلامی جمہوریہ پاکستان کا جدید آئین منظور ہو کر ۱۴/اگست ۱۹۷۳ء سے نافذ ہو چکا ہے۔ اس لیے سواد اعظم مسلمانان اہل سنت کے ملکی اور ملی حقوق کے تحفظ کے لیے ہم بعض اہم مطالبات پیش خدمت کر رہے ہیں۔ یہ کتابچہ کس دور کے نازک حالات میں چھپا تھا؟ اس کی مکمل تفصیل بھی اپنے مقام پر گذر چکی ہے۔

⑲ **عقیدہ خلافت راشدہ اور امامت:** ابتداءً یہ تفصیلی مضمون مدرسہ عربیہ اظہار الاسلام کی سالانہ روئیداد میں ۱۹۸۸ء میں شامل اشاعت تھا، بعد میں اسے علیحدہ کتابی شکل دے دی گئی۔ حضرت قائد اہل سنت رحمہ اللہ فرماتے ہیں: قرآن کے موعودہ خلفاء راشدین چار ہیں اور وہی باقتضاء النص آیت تمکین اور آیت استخلاف کا مصداق ہیں اور اس عقیدہ خلافت کو حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمہ اللہ نے توحید، نبوت اور قیامت کے بعد اصول دین میں شمار کیا ہے۔ اس قرآنی عقیدہ خلافت کے خلاف سب سے زیادہ جس شخص نے حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی امامت وولایت کا عقیدہ ایجاد کیا وہ عبداللہ بن سبا یہودی ہے جو منافقانہ اسلام لا کر اس عقیدے کا داعی بنا۔ یہ عقیدہ امامت اسلام کی بنیادوں کو منہدم کرنے کے لیے بنایا گیا۔

⑳ **سنی شیعہ متفقہ ترجمہ قرآن کا عظیم فتنہ:** دسمبر ۱۹۸۷ء میں حضرت قائد اہل سنت رحمۃ اللہ علیہ کا یہ تحقیقی مقالہ منظر عام پر آیا۔ آپ فرماتے ہیں: ''اخبارات سے معلوم ہوا ہے کہ حکومت پاکستان نے اہل سنت اور اہل تشیع کے علماء کی مشترکہ کمیٹی مقرر کی ہے، جو قرآن مجید کا ایسا ترجمہ کریں گے جو اہل سنت والجماعت اور شیعہ دونوں کے لیے قابل قبول ہو، درحقیقت یہ ملت اسلامیہ کے لیے بہت زیادہ خطرناک ہے۔ کیونکہ مسلمانان اہل سنت اور شیعوں کے مابین نہ صرف فروعی بلکہ بنیادی اور اصولی اختلاف پایا جاتا ہے، تو پھر قرآن کا ایسا ترجمہ کیونکر ممکن ہو سکتا ہے جس سے شیعہ عقائد بھی ثابت کئے جائیں اور اہل سنت

والجماعت بھی مطمئن ہو جائیں؟ ایں خیال است ومحال است وجنون۔

㉑ **ایک غیر مُنصفانہ فیصلہ:** ۱۹۷۲ء میں شیعہ دینیات کے مسئلہ میں اہل سنت کے خلاف ایک غیر منصفانہ فیصلہ کیا گیا تھا، جس کی روداد مع تاریخی حوالہ جات گذر چکی ہے، اس پر حضرت قائد اہل سنتؒ نے صدائے احتجاج بلند کی تھی۔ آپ فرماتے ہیں کہ: ہمارے نزدیک سرکاری نصاب میں شیعہ دینیات نافذ کرنے کا یہ فیصلہ حکومت کا ایک یک طرفہ غیر منصفانہ اور جارحانہ فیصلہ ہے۔ جس کو کوئی باشعور سنی مسلمان قبول نہیں کرسکتا۔ ان حالات میں سواد اعظم اہل سنت پر یہ فریضہ عائد ہوتا ہے کہ وہ بھی پختہ عزم اور منظم جدوجہد کے تحت اپنے سنی مطالبات کی تحریک چلائیں اور پاکستان میں اپنا ملی وجود منوائیں، اہل سنت کی مرضی کے بغیر شیعہ دینیات کو نافذ کرنے کا یہ فیصلہ سواد اعظم کے لیے ایک زبردست تاریخی چیلنج ہے۔

㉒ **یادگار حسین رضی اللہ عنہ:** ۱۹۷۸ء میں حضرت رحمۃ اللہ علیہ کی یہ تصنیف پہلی مرتبہ شائع ہوئی آپ فرماتے ہیں کہ: جب مروجہ افعال ماتم قرآن وحدیث کے ارشادات کے تحت حرام ہیں اور علمائے اہل سنت والجماعت بھی ہمیشہ ان کو حرام کہتے چلے آرہے ہیں تو ان ممنوع اور ناجائز افعال کے ذریعے حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ اور شہدائے کربلا کی یادگار منانا کتنا گناہ ہوگا۔ آج حسینی مشن کی صحیح یادگار یہ ہے کہ پاکستان میں نظام خلافت راشدہ کے احیاء کے لیے سرتوڑ کوششیں کی جائیں۔ خلافت راشدہ اور حق چار یارؓ کی گونج پاکستان میں پیدا کی جائے، یہی کلمہ اسلام **لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ** کا صحیح تقاضا ہے۔

㉓ **ایک خطرناک سازش:** تاریخ پاکستان کے ایک سیاہ دن ۱۳، اکتوبر ۱۹۷۴ء کو سرکاری سکولوں میں وہ شیعہ نصاب دینیات بھی منظور کرلیا گیا جس میں اصلی کلمہ اسلام کے بجائے خود ساختہ کلمہ درج تھا۔ اس پر حضرت قائد اہل سنت رحمۃ اللہ علیہ سراپا احتجاج بن گئے اور "پاکستان میں تبدیلی کلمہ اسلام کی ایک خطرناک سازش" کے عنوان سے یہ پمفلٹ لاکھوں کی تعداد میں تقسیم فرمایا۔ قائد اہل سنتؒ کا موقف

تھا کہ کلمہ اسلام کی وہ حقیقی بنیاد ہے جس کو ماننے سے ایک غیر مسلم دائرہ اسلام میں داخل ہو جاتا ہے۔ **لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ** یہ وہ کلمہ طیبہ ہے جس کے مقدس الفاظ قرآنِ مجید سے ثابت ہیں۔ لیکن افسوس ۱۳، اکتوبر ۱۹۷۴ء کی ایک منحوس ساعت میں وہ شیعہ نصاب دینیات منظور کرلیا گیا ہے جس میں اس متفقہ کلمہ اسلام کے بجائے خود ساختہ کلمہ درج ہے۔ پاکستان میں نصاب دینیات میں کلمہ اسلام کی یہ تبدیلی اسلام کے خلاف ایک خطرناک سازش ہے۔ ہر مخلص کلمہ گو مسلمان پر یہ ذمہ داری عائد ہوتی ہے کہ وہ ہر ممکن کوشش سے خود ساختہ کلمہ اسلام کو منسوخ کرانے کی کوشش کرے۔ چاروں صوبوں کے

مسلمان ہر جگہ سے وزیر اعظم پاکستان کو احتجاجی تاریں اور قرار دادیں بھیج دیں۔

㉔ **مقدمہ بر ''مطرقۃ الکرامۃ علی مرأۃ الامامۃ''** : ۱۹۸۰ء میں حضرت قائد اہل سنت رحمۃ اللہ علیہ نے مطرقۃ الکرامۃ (جو رئیس المحدثین حضرت مولانا خلیل احمد صاحب محدث سہارنپوری کی تصنیف ہے) پر ۴۰ صفحات پر مشتمل تفصیلی مقدمہ تحریر فرمایا، جو اہل علم کے ہاں بہت مقبول ہوا۔آپ فرماتے ہیں کہ: کتاب مطرقۃ الکرامۃ مخدوم العلماء والصلحاء شیخ المحدثین حضرت مولانا خلیل احمد صاحب انبیٹھوی محدث سہارنپوری قدس سرہ کی تصنیف لطیف ہے، جو نایاب تھی یہ کتاب ہر طبقہ کے سنی مسلمانوں کے لیے ہدایت بخش ہے۔آپ نے یہ کتاب قطب الارشاد حضرت مولانا رشید احمد صاحب گنگوہی قدس سرہ کے حکم کے تحت لکھی ہے۔اس کتاب میں محدث سہارنپوری نے مسئلہ امامت وخلافت پر محققانہ بحث کر کے شیعہ عقیدہ امامت کا ابطال فرمایا ہے۔**جزاھم اللہ خیر الجزا**۔اُس دور میں اس کتاب کی اشاعت کے محرک مولانا محمد یعقوب رحمہ اللہ (ہرنولی) اور حضرت مولانا مفتی شیر محمد صاحب علوی (لاہور) تھے۔

㉕ **مقدمہ بر ''تحفہ خلافت''**: ۱۹۷۳ء میں امام اہل سنت حضرت مولانا عبد الشکور صاحب لکھنوی رحمۃ اللہ علیہ کی لاجواب تصنیف پر حضرت قائد اہل سنت رحمۃ اللہ علیہ نے پچاس صفحات پر مشتمل مقدمہ تحریر فرمایا، حضرت فرماتے ہیں کہ: امام اہل سنت حضرت مولانا عبد الشکور صاحب فاروقی لکھنوی رحمۃ اللہ علیہ کا مجموعہ تفسیر آیات قرآنی ۱۳۸۶ھ میں نور محمد تاجران لاہور نے شائع کیا تھا جو نایاب ہے۔اس کی دوبارہ اشاعت کی ضرورت تھی اور احباب کا تقاضا بھی تھا۔حق تعالیٰ کی خاص توفیق سے اس کا جدید اڈیشن نئی کتابت کے ساتھ حضرت مولانا عبد اللطیف صاحب زید مجدہم مہتمم جامعہ حنفیہ جہلم شائع کر رہے ہیں۔ مضامین اور مباحث کی مناسبت سے اس مجموعہ کا نام ''تحفہ خلافت'' تجویز کیا گیا ہے۔

㉖ **عظمت صحابہ رضی اللہ عنہم اور حضرت مدنی رحمۃ اللہ علیہ**: شیخ الاسلام حضرت مدنی رحمۃ اللہ علیہ کی شخصیت پر ہفت روزہ ''ترجمان حق'' بنوں کے لیے لکھا گیا یہ تفصیلی مضمون تحریک خدام اہل سنت کی طرف سے ۱۹۸۰ء کے عشرہ میں شائع ہوا۔حضرت قائد اہل سنت فرماتے ہیں:

> ''ہفت روزہ ''ترجمان حق'' بنوں کے عظیم مدنی نمبر کے لیے جناب مولانا حضرت گل صاحب مدیر اعلیٰ زید مجدہم نے ارشاد فرمایا ہے کہ میں بھی حضرت اقدس مولانا المدنی رحمۃ اللہ علیہ کے کچھ حالات لکھوں۔لیکن شیخ العرب والعجم حضرت المدنی قدس سرہ جیسی عظیم شخصیت کی مبارک زندگی کے کسی پہلو پر بھی لکھنے کی بندہ اپنے اندر اہلیت اور ہمت نہیں پاتا۔حضرت کو حق تعالیٰ

نے عملی و علمی کمالات کی جو جامعیت عطا فرمائی تھی اس کی نظیر غالباً شیخ الہند حضرت مولانا محمود الحسن صاحب قدس سرہ کے بعد اس صدی میں نہیں پائی جاتی اور اس حقیقت کو متعدد اکابر نے بیان فرمایا ہے''۔

㉗ **مکتوب مرغوب**: ۱۹۷۳ء میں حضرت مولانا سید نور الحسن شاہ صاحب بخاری رحمہ اللہ کے نام حضرت قائد اہل سنت رحمۃ اللہ علیہ نے یہ ''مکتوب مرغوب'' تحریر فرمایا تھا۔ اپنے موضوع اور موقع ومحل کی مناسبت سے یہ مکمل کتابچہ علاوہ ضروری توضیحات کے گذر چکا ہے۔ جس کی چاشنی اور تصلّب حق کی کرنیں آج بھی تازہ ہیں۔

㉘ **احتجاجی مکتوب**: اس احتجاجی مکتوب میں حضرت قائد اہل سنت رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت مولانا مفتی محمود صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے پاکستان شیعہ مطالبات کمیٹی کے مطالبات (خصوصاً سنی شیعہ جداگانہ نصاب دینیات اور ماتم وتعزیہ کی اجازت) تسلیم کرنے پر شکوہ کرتے ہوئے موقف اختیار کیا ہے کہ قومی اتحاد کی طرف سے شیعہ نصاب دینیات اور جلوس ماتم وتعزیہ وغیرہ کی منظوری کے بعد یہ ضروری سمجھا گیا کہ ان مسائل میں قومی اتحاد کے صدر مولانا مفتی محمود صاحب کو براہِ راست مخاطب بنا کر اسلامی اصول وعقائد اور شرعی دلائل و براہین کی روشنی میں ان کے فیصلے پر واضح تنقید کی جائے۔ یہ بحث بھی اپنی ہمہ جہتی پہلوؤں کے ساتھ اپنے مقام پر قلمبند ہو چکی ہے۔

㉙ **اصلاحی مکتوب**: حضرت مولانا سید حامد میاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے ۱۹۸۷ء کے اس مکتوب میں نیاز مندانہ شکایت اس وقت کی گئی جب ان کی جماعت جمعیت علماء اسلام کے مرکزی سیکرٹری مولانا فضل الرحمن صاحب نے تحریک نفاذ فقہ جعفریہ کے صدر شیعہ لیڈر عارف الحسینی کو ایک خصوصی ملاقات میں دعوت دی۔ حضرت فرماتے ہیں کہ: شیعہ مذہب کے ماضی، حال اور مستقبل کے عزائم ومقاصد کے پیش نظر ایک سنی عالم دین (مولانا فضل الرحمن صاحب) کی طرف سے تحریک نفاذ فقہ جعفریہ کے صدر مولوی عارف الحسینی کو آل پارٹیز کانفرنس میں شمولیت کی دعوت دینا شرعاً ناجائز ہے۔ خدانخواستہ تحریک نفاذ فقہ جعفریہ سے اتحاد کر کے پاکستان میں شیعہ انقلاب کی راہیں ہموار کرنا ہے۔ علمائے حق ہی خلافت راشدہ کی بنیاد پر شیعی انقلاب کا راستہ روک سکتے تھے لیکن وہ بھی جھک جائیں تو ......

اس گھر کو آگ لگ گئی گھر کے چراغ سے

علاوہ ازیں سنی مطالبات، سنی احتجاجی قراردادیں، قرارداد مذمت، اہم سنی قراردادیں وقتاً فوقتاً سنی

شیعہ نزاع کے حوالہ سے اہم ملکی وملی مسائل پر ارباب اقتدار اور عوام الناس کی توجہ کے لیے حضرت قائد اہل سنت رحمہ اللہ کے قلم سے منظر عام پر مختلف اوقات میں آتیں رہیں جن کی ایک جھلک آگے ملاحظہ کی جاسکے گی۔

۳۰ **مقدمہ برتازیانۂ عبرت:** زیر نظر کتاب حضرت قائد اہل سنت رحمۃ اللہ علیہ کے والد گرامی کی تصنیف ہے۔ جو ۱۹۳۲ء میں پہلی مرتبہ شائع ہوئی تھی جس میں مرزا غلام احمد قادیانی جھوٹے مدعی نبوت کے خلاف جہلم اور گورداسپور کے تاریخی مقدمات کی داستان ہے۔ حضرت قائد اہل سنت رحمۃ اللہ علیہ نے اس کتاب پر ۳۵ صفحات پر مشتمل ایک مفصل مقدمہ تحریر فرمایا۔ آپ فرماتے ہیں کہ: ''تازیانۂ عبرت'' واقعی تازیانہ عبرت ہے۔ یہ والدی المکرم حضرت مولانا ابو الفضل محمد کرم الدین صاحب دبیر رحمۃ اللہ علیہ کی تصنیف ہے۔ جس میں جہلم اور گورداسپور کے اُن فوجداری مقدمات کی تفصیل پائی جاتی ہے جو حضرت مولانا مرحوم اور مرزا غلام احمد دجال قادیانی آنجہانی کے مابین دو سال تک چلتے رہے۔ اس کتاب کی خصوصیت یہ ہے کہ اس میں ان مقدمات کی سرکاری دستاویزات شائع کی گئی ہیں۔ جن کی تفصیل کسی دوسری کتاب میں نہیں ملتی۔ الحمدللہ ادارہ مظہر التحقیق لاہور نے اسے جدید طباعتی معیارِ کے ساتھ شائع کروایا ہے۔ جو تسلسل کے ساتھ حسبِ ضرورت شائع ہوتی چلی آرہی ہے۔

۳۱ **قادیانی دجل کا جواب:** ۱۹۵۷ء میں ایک قادیانی پمفلٹ کے جواب میں حضرت اقدس رحمہ اللہ کی یہ تحریر شائع ہوئی تھی، آپ فرماتے ہیں کہ: گزشتہ دنوں چکوال کی مرزائی جماعت نے ایک ٹریکٹ بعنوان ''آیت خاتم النبیین کے صحیح معانی'' شائع کیا ہے۔ اسے چکوال کے فوجی میلہ کے موقع پر شائع کیا گیا۔ درحقیقت مرزائیوں کا یہ طرز عمل تمام مسلمانوں کی دینی غیرت کو ایک کھلا چیلنج ہے۔ اس کتابچہ میں ہم نے مرزائی ٹریکٹ کی تلبیسات کو بے نقاب کرتے ہوئے حق واضح کر دیا ہے۔ غافل مسلمان بھائیوں سے گزارش ہے کہ خدارا اپنی میٹھی گہری نیند سے بیدار ہوں۔ حق کو سمجھیں اور اغیار کو سمجھانے کی کوشش کریں۔ دشمنان دین ہر قسم کے حربوں سے لیس ہو کر اسلام اور مسلمانوں کے مٹانے کے لیے سرگرم عمل ہیں۔ اہل حق کو بھی اپنی زندگی حق کی اشاعت وحفاظت کے لیے وقف کر دینی چاہیے۔ ان اللہ علی نصرھم لقدیر۔

ڈنکے بجا رہے ہیں شجاعت کے گوسفند
کوئی بتائے شیرنیستاں کو کیا ہوا

۳۲ کشف التلبیس : فروری ۱۹۶۷ء میں حافظ محمد اسحاق قریشی صاحب کی جانب سے حضرت قائداہل سنت رحمۃ اللہ علیہ کی یہ تحریر شائع ہوئی، آپ فرماتے ہیں کہ: جہلم کی مرزائی پارٹی نے ٹریکٹ جماعت مرزائیہ کے سیکرٹری کی طرف سے ختم نبوت اور بعض دیگر مسائل کے بارے میں ''ہمارا نقطۂ نظر'' کے نام سے ستمبر ۱۹۶۶ء میں شائع کیا، ہم نمبروار مرزائی سوالات کی عبارت درج کر کے اس کا مدلل جواب دیں گے۔ قارئین کی خدمت میں ہم گزارش کرتے ہیں کہ وہ اس جوابی ٹریکٹ کو بغور پڑھیں۔ ان شاء اللہ مرزائیوں کی تلبیسات کا پردہ چاک نظر آئے گا۔ **واللہ المستعان وعلیہ التکلان**

۳۳ اعجاز الحق بجواب اظہار الحق : حافظ محمد اسحاق قریشی صاحب ہی کی جانب سے ۱۹۶۸ء حضرت قائداہل سنت رحمۃ اللہ علیہ کی یہ تحریر منظر عام پر آئی۔ اس کی ابتداء میں لکھا گیا ہے کہ: جہلم کی مرزائی پارٹی کی جانب سے ''ہمارا نقطہ نظر'' ٹریکٹ کا جواب ''کشف التلبیس'' کے ذریعہ دیا گیا۔ جس میں مرزائی سیکرٹری کی تلبیسات کا پردہ چاک کیا گیا۔ اب اس کے جواب میں مرزائی سیکرٹری کی طرف سے ایک ٹریکٹ ''اظہار الحق'' کے نام سے شائع کیا گیا ہے۔ گو اس میں کشف التلبیس کے دلائل کا جواب مرزائی نہیں دے سکے لیکن اس سے ناواقف لوگوں کو دھوکہ ہوسکتا ہے۔ اس لیے اس کے جواب میں ''اعجاز الحق'' شائع کیا جارہا ہے۔ اہل عقل وانصاف کو غور کرنے سے معلوم ہوگا کہ مرزائیوں کا یہ ٹریکٹ ''اظہار الحق'' کے بجائے ''اخفاء الحق'' ہے۔ وما توفیقی الا باللہ

۳۴ خارجی فتنہ (حصہ اول) : جون ۱۹۸۲ء میں مولانا محمد اسحق صاحب سندیلوی کے خارجی نظریات کے رد میں یہ تاریخی کتاب منظر عام پر آئی حضرت قائداہل سنت رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ: مولانا سندیلوی نے ''اظہار حقیقت'' جلد دوم میں مشاجرات صحابہ کی بحث میں اپنا جو مؤقف پیش کیا ہے۔ وہ جمہور اہل سنت والجماعت کے مشہور ومقبول مسلک کے خلاف ہے۔ وہ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ اور حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی باہمی جنگ میں حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کو بھی صواب پر سمجھتے ہیں اور اس میں ان کی خطاء اجتہادی بھی تسلیم نہیں کرتے۔ حالانکہ مسلک اہل سنت والجماعت یہ ہے کہ گو حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ ایک جلیل القدر مجتہد صحابی ہیں۔ مگر قرآن کے چوتھے موعودہ خلیفہ راشد حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے ساتھ نزاع اور جنگ کرنے میں ان سے اجتہادی غلطی ہوگئی تھی۔ ہم نے ''خارجی فتنہ'' حصہ اول میں اسی مسئلہ پر مفصل ومدلل بحث کی ہے۔

۳۵ خارجی فتنہ (حصہ دوم) : خارجی فتنہ حصہ اول کی خداداد قبولیت کے بعد اس سلسلہ کی دوسری

تصنیف خارجی فتنہ (حصہ دوم) جولائی ۱۹۸۶ء میں شائع ہوئی۔ حضرت قائد اہل سنت رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:
خارجی فتنہ حصہ دوم کا اصل موضوع ''فسق یزید'' ہے۔ جس پر متعدد پہلوؤں سے بحث کردی گئی ہے۔ اور یہ ثابت کیا گیا ہے کہ فسق یزید اہل سنت والجماعت کے مسلک میں متفق علیہ ہے۔ اور یزیدی گروہ نے یزید کے صالح اور عادل ثابت کرنے میں جو دلائل پیش کیے ہیں وہ سب بے بنیاد ہیں اور سنی موقف کے برحق ہونے کی ایک بڑی مضبوط دلیل یہ ہے کہ کتب حدیث میں کوئی روایت پیش نہیں کی جاسکتی جس میں کسی ایک صحابی رضی اللہ عنہ نے یزید کو صالح اور عادل قرار دیا ہو۔ ان حقائق کے باوجود بھی جو لوگ یزید کو صالح اور عادل قرار دیتے ہیں۔ اور اس کے مخالف صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو باغی اور مجرم قرار دیتے ہیں۔ ان کو یزیدی تو کہا جاسکتا ہے لیکن وہ ہرگز محبین اصحاب رسول صلی اللہ علیہ وسلم میں شمار نہیں کیے جاسکتے۔ تفصیلات قارئین حضرات زیر نظر کتاب میں پڑھ سکتے ہیں۔

۳۶ **کشف خارجیت:** ۱۹۸۵ء میں تحریک خدام اہل سنت کی طرف سے حضرت قائد اہل سنت رحمۃ اللہ علیہ کی یہ لاجواب تصنیف منظر عام پر آئی۔ حضرت فرماتے ہیں:

> ''میری کتاب ''خارجی فتنہ حصہ اول'' کے جواب میں ایک کتابچہ بنام ''قاضی مظہر حسین چکوالی کے خارجی فتنہ کی اصل حقیقت'' مولف مولانا محمد علی سعید آبادی چند ماہ پہلے کراچی سے شائع ہوا۔ جس کا جواب بنام ''کشف خارجیت'' ملت سنیہ کی خدمت میں پیش کیا جا رہا ہے۔ یہ کتابچہ ''اصل حقیقت'' نہیں ''بے حقیقت'' اور ''خلافت حقیقت'' ہے۔ یہ ایک تبرا نامہ اور جھوٹ کا مربہ ہے۔ جس کا مؤلف کوئی سبائی خارجی ہوسکتا ہے۔ اس رسالہ نے چونکہ اس کی خارجیت کو بے نقاب کردیا ہے۔ اس لیے اس جواب کتاب کا نام کشف خارجیت رکھا گیا ہے''۔

یاد رہے کہ بطور مصنف جو نام ''محمد علی سعید آبادی'' لکھا گیا تھا وہ دراصل یزیدی طبقہ کے نمائندہ محمد طاہر المکی ہیں، اور یہ انکشاف خود قائد اہل سنت نے بھی اپنے بعض خطوط میں فرما دیا تھا، بالخصوص ماسٹر منظور حسین صاحب کے نام ایک خط میں بھی اس کی وضاحت ملاحظہ کی جاسکتی ہے۔

۳۷ **دفاع حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ:** کاتب وحی حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے دفاع میں حضرت قائد اہل سنت رحمۃ اللہ علیہ کی یہ شاہکار تصنیف ۱۹۸۰ء کے عشرہ میں منظر عام پر آئی تھی۔ آپ فرماتے ہیں:
قریباً ۴/۵ ماہ پہلے ایک کتابچہ ''کھلی چھٹی بنام مولانا قاضی مظہر حسین صاحب'' مؤلفہ سید مہر حسین شاہ

صاحب بخاری ضلع اٹک شائع ہوا...... اس میں انہوں نے میری کتاب خارجی فتنہ حصہ اول کی بعض عبارتوں پر اعتراض کیا ہے۔ بندہ نے ''مولوی مہر حسین شاہ بخاری کی کھلی چھٹی کا جواب بنام'' دفاع حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ میں اپنے عقیدہ کے تحت حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے دفاع کا فریضہ انجام دیا ہے۔ شروع میں ارادہ تو مختصر جواب لکھنے کا تھا۔لیکن درمیان میں بعض ایسے مسائل آ گئے جن میں تفصیل کی ضرورت پڑ گئی۔ اللہ تعالیٰ قبول فرمائے اور خلوص و استقامت نصیب ہو۔

⑱ **اکابر دار العلوم کا اجمالی تعارف** (مقدمہ برالمہند علی المفند): ۱۹۸۴ء میں ''المہند علی المفند'' جدید اضافہ عقائد اہل سنت و جماعت از مفتی عبدالشکور صاحب ترمذی کے ساتھ شائع کیا گیا۔جس پر حضرت اقدس رحمۃ اللہ علیہ نے تفصیلی مقدمہ تحریر فرمایا۔آپ فرماتے ہیں: انوار ہدایت سے تیرھویں صدی ہجری کے اواخر میں حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کے وارثین کاملین حجۃ الاسلام حضرت مولانا محمد قاسم نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ بانی دارالعلوم اور قطب الارشاد حضرت مولانا رشید احمد صاحب گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ نے عالم اسلام کو منور فرمایا۔یہ دونوں بزرگ کمالات شریعت کے جامع تھے۔سرور کائنات محبوب خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت ان کے قلوب و اجسام پر محیط تھی۔

⑲ **خدام اہل سنت کا شرعی منشور**: ۱۹۷۰ء کے الیکشن میں حضرت قائد اہل سنت رحمۃ اللہ علیہ نے تحریک خدام اہل سنت کی طرف سے قومی و صوبائی اسمبلیوں کے لیے اپنے امیدوار کھڑے کئے اور اپنے شرعی منشور کا اعلان فرمایا۔اس کا مکمل متن بھی اُس دور کے تاریخی واقعات کے ساتھ گذشتہ اوراق میں گذر آیا ہے۔

⑳ **تحفظ اسلام پارٹی کا انتخابی موقف**: ''تحفظ اسلام پارٹی'' کے نام سے حضرت قائد اہل سنت رحمۃ اللہ علیہ نے ۱۹۷۷ء میں اپنی علیحدہ سیاسی جماعت تشکیل دی تھی جس کا انتخابی نشان سیب تھا۔یہ مکمل کتابچہ بھی واقعاتی ریکارڈ کے ساتھ پیش کیا جا چکا ہے۔

اس کتاب میں ایک مقام پر قائد اہل سنت رحمہ اللہ لکھتے ہیں: اس وقت سارا ملک الیکشن کی لپیٹ میں ہے۔تحفظ اسلام پارٹی کے صرف تین امیدوار اس الیکشن میں حصہ لے رہے ہیں۔ پاکستان کے دونوں سیاسی دھڑوں پیپلز پارٹی اور قومی اتحاد سے تحفظ اسلام پارٹی کو اپنے اصولی موقف کی بناء پر اختلاف ہے۔جس کی بناء پر تحفظ اسلام پارٹی قائم کی گئی ہے تاکہ جو لوگ تحفظ اسلام سے اتفاق رکھتے ہیں وہ اپنے اصولی موقف کے تحت ووٹ استعمال کر سکیں۔ ہمارا موقف یہ ہے۔

۴۱ **حضرت لاہوری فتنوں کے تعاقب میں:** ہفت روزہ خدام الدین لاہور کے حضرت لاہوری رحمۃ اللہ علیہ نمبر (مارچ ۱۹۷۹ء) کے لیے حضرت قائد اہل سنت نے یہ مفصل مقالہ تحریر فرمایا تھا۔ بعد میں اسے کتابی شکل دے دی گئی۔ آپ فرماتے ہیں:

''ہفت روزہ خدام الدین کا ''لاہوریؒ نمبر'' شائع ہوا جس میں خادم اہل سنت کا مضمون بھی شائع ہوا۔ چونکہ شیخ التفسیر حضرت لاہوری رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی مبارک زندگی میں تقریباً ہر عصری فتنے کا تعاقب کر کے دین حق اور مذہب اہل سنت کے تحفظ کا شرعی فریضہ ادا کرنے کی کوشش فرمائی ہے۔ اس لیے کتابی شکل میں اس کی اشاعت ضروری سمجھی گئی''۔

۴۲ **خدام اہل سنت کی دعوت:** جنوری ۱۹۷۱ء میں تحریک خدام اہل سنت کے قیام کے بعد ضرورت قیام کے حوالہ سے حضرت قائد اہل سنت رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

''پاکستان میں اہل سنت والجماعت تقریباً ۹/۱۰ کروڑ کی تعداد میں آباد ہیں۔ لیکن باوجود اتنی عظیم اکثریت کے بحیثیت اہل سنت ملک میں ان کا کوئی خاص مقام نہیں ہے۔ اس لیے اس امر کی اشد ضرورت محسوس کی گئی کہ اہل سنت والجماعت کے مذہبی عنوان سے ایک ایسی دینی جماعت قائم کی جائے جو سنت وجماعت کی طرف مسلمانوں کو دعوت دے''۔

۴۳ **''خارجی فتنہ'' کتاب کے نام پر ایک شُبہ اور اس کا ازالہ:** بعض احباب نے یہ شبہ ظاہر کیا کہ محمود احمد عباسی، ان کے فکری شاگرد یا پھر مولانا محمد اسحٰق سندیلوی وغیرہ وغیرہ ''نواصب'' کے نظریہ پر قائم تھے نہ کہ خارجیت کے۔ کیونکہ یزید کی حمایت کا لیبل لگا کر حضرت امیر معاویہؓ کو حضرت علی رضی اللہ عنہ کے مقابلہ میں فوقیت دینے والا اور امام حسین رضی اللہ عنہ کی تنقیصِ شان کرنے والوں کو ''ناصبی'' کہا جاتا ہے، جب کہ خوارج تو حضرت علی رضی اللہ عنہ و معاویہؓ دونوں کی تکفیر کرتے ہیں فلہٰذا مولانا قاضی مظہر حسین رحمہ اللہ نے تردید نواصب پر لکھی جانے والی اپنی کتاب کو ''خارجی فتنہ'' سے کیوں موسوم کیا؟ ہمارے پاس حضرت مولانا عبدالرشید نعمانی رحمہ اللہ کا قائد اہل سنت کے نام ایک خط بھی ہے انہوں نے بھی یہ مشورہ دیا تھا کہ اس کتاب کا نام ''ناصبی فتنہ'' ہونا چاہیے تھا۔ سو اس کا جواب یہ ہے کہ قائد اہل سنتؒ کو بھی اس بات کا ادراک تھا، انہوں نے یہ نام عجلت یا تسامح کی بنیاد پر نہیں بلکہ قصداً تجویز فرمایا تھا اور اس کا ذکر ''خارجی فتنہ'' جلد اول صفحہ نمبر ۶۹ پر بایں الفاظ فرمایا کہ ناصبی اور خارجی دو علمی اصطلاحیں ہیں، عموماً ناصبی ان لوگوں کو کہا جاتا ہے جو حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ، امام حسینؓ، امام حسنؓ اور حضرت فاطمۃ الزہراؓ

یعنی اہل بیت میں سے ان نفوس قدسیہ کی توہین کرتے ہیں اور خارجی ان لوگوں کو کہا جاتا ہے جو حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے علاوہ حضرت عثمان ذوالنورین رضی اللہ عنہ اور حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی بھی تکفیر کرتے ہیں۔ لیکن ناصبیت [1] چونکہ مختلف رُوپ اختیار کرتی رہتی ہے اس لیے دور حاضر میں انہوں نے از روئے تقیہ اپنا نظریہ کچھ تبدیل کر لیا ہے۔ یہ لوگ بہ ظاہر حضرت عثمان ذوالنورین رضی اللہ عنہ اور حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی پرزور تائید کرتے ہیں اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کی بظاہر تکفیر نہیں کرتے لیکن ان کی شخصیت اور خلافت کو مختلف طریقوں سے مجروح کر کے سبائیت کے مشن کی ہی تکمیل کرتے ہیں (اور صفحہ نمبر ۱۷ پر جا کر حضرت قائد اہل سنت رحمۃ اللہ لکھتے ہیں) اسی بناء پر ان لوگوں کو خارجی کہنا صحیح ہے جو تکفیر تو نہیں کرتے لیکن حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ اور حضرت حسین رضی اللہ عنہ کی توہین وتحقیر کرتے ہیں خواہ وہ محمود احمد صاحب عباسی ہوں یا مولوی عظیم الدین اور حکیم فیض عالم صاحب جہلمی وغیرہ''......ان سطور کو پڑھنے اور غور کرنے سے وہ شبہ کافور ہو جاتا ہے جو کتاب ''خارجی فتنہ'' کے نام کے حوالہ سے بعض اہل علم وفہم کے پردۂ دماغ پر اُبھرتا ہے۔ علاوہ ازیں اسی کتاب میں قائداہل سنت رحمۃ اللہ نے تحفہ اثناعشریہ کے حوالہ سے بھی ثابت کیا ہے کہ ناصبیوں کو خوارج کہنا درست ہے۔

(۴۴) میاں طفیل محمد کی دعوت اتحاد کا جائزہ

۱۹۷۹ء میں میاں طفیل محمد نے جماعتِ اسلامی اور شیعیت کے اتحاد پر مبنی بیانات جاری کیے تھے اور ہفت روزہ ''ایشیاء'' بابت ۱۳، مئی ۷۹ء میں غافل کرنالوی کی نظم بعنوان ''اک آفتاب اِدھر اک آفتاب اُدھر''، خمینی ومودودی اتحاد پر شائع ہوئی تھی جس کی تردید میں قائداہل سنت نے یہ کتاب لکھی تھی، اس پر ہفت روزہ ''خدام الدین'' لاہور بابت اگست ۱۹۸۳ء میں جاندار تبصرہ شائع ہوا تھا۔

ادارہ مظہر التحقیق لاہور کو قائداہل سنت کی تصانیف شائع کرنے کا اجازت نامہ

قائداہل سنت رحمۃ اللہ نے اپنے وصیت نامہ میں شیخ الحدیث حضرت مولانا مفتی جمیل الرحمٰن صاحب کو اپنی تصانیف شائع کرنے کا اختیار دیا تھا۔ جو کہ کاتب السطور کی درخواست پر حضرت مفتی صاحب نے

---

[1] ''خارجی فتنہ'' طبع اول میں سہو کاتب سے لفظ ناصبیت کی جگہ ''سبائیت'' درج ہو گیا تھا، اور قابل افسوس امر یہ ہے کہ جب قائداہل سنت رحمۃ اللہ کی تصانیف بندہ کی کاوش سے از سرِنو چھپیں تو کمپوز شدہ طباعت میں بھی صفحہ نمبر ۶۳ جلد اول میں یہ غلطی جوں کی تُوں رہ گئی، یہ اڈیشن دوم ادارہ مظہر التحقیق لاہور کی طرف سے نومبر ۲۰۱۱ء میں شائع ہو کر عوام وخواص سے دادِ محبت وصول کر چُکا ہے۔ سلفی

ادارہ مظہر التحقیق لاہور کو تفویض فرما دیا اور حضرت امیر مرکزی مولانا قاضی محمد ظہور الحسین اظہرؔ نے اجازت نامہ کی تصویب فرمائی تھی۔ اس کے بعد بحمداللہ ادارہ ہذا نے اعلیٰ معیارِ طباعت کے ساتھ قائداہل سنتؒ کی تصانیف شائع کیں اور یہ سلسلہ اب تک جاری ہے مذکورہ اجازت نامہ کا متن مندرجہ ذیل ہے۔

''بسم اللہ الرحمٰن الرحیم''

حضرت قائداہل سنت مولانا قاضی مظہر حسینؒ نے اپنی تصانیف کی اشاعت کی اجازت مجھے دی تھی۔ ادارہ مظہر التحقیق لاہور کے منتظم مولانا عبدالجبار سلفی نے حضرت قائد اہل سنت کی تصانیف کی اجازت جذبۂ مسلک کے تحت مانگی ہے نہ کہ کاروباری نیت سے، کتب کی اشاعت کا مقصد محض حضرتؒ کی فکر ونظر کی ترویج ہے چنانچہ میں ادارہ ہذا کو حضرت اقدس قاضی صاحبؒ کی جملہ کتب، مقالات اور مضامین کی اشاعت کا حق دیتا ہوں۔ ادارہ مظہر التحقیق لاہور کے علاوہ کوئی فرد یا ادارہ یہ کتابیں شائع کرنے کی کوشش نہ کرے۔ البتہ مرکز تحریک خدام اہل سنت والجماعت اس پابندی سے مستثنیٰ ہے۔

جمیل الرحمٰن عفا اللہ تعالیٰ عنہٗ

۲۶ جنوری ۲۰۱۳ء

[حال وارد سنی کانفرنس، بمقام ٹیکسلا]

❀ ماہ نامہ حق چار یارؓ کا لاہور سے اجراء

❀ ماہ نامہ حق چار یارؓ میں قائد اہل سنتؒ کے مقالات کا تعارف و تفصیلات

❀ دینی جرائد میں ماہ نامہ ”حق چار یار“ کا اختصاص اور علمی انفرادیت

❀ ماہ نامہ حق چار یارؓ کی مجلس منتظمہ اور اہم مضامین و مقالہ نگار

ماہ نامہ حق چار یارؓ کا لاہور سے اجراء

برصغیر میں دینی و مذہبی ماہوار رسائل و جرائد کی تاریخ پرانی اور بعض حوالہ جات کے لحاظ سے خاصی دلچسپ ہے۔مختلف ادوار میں دینی مدارس، مذہبی جماعتوں اور تحریکوں نے اپنے موقف کی نمائندگی اور کاز کی ترویج کے لیے ہفت روزہ، پندرہ روزہ، ماہ نامہ اور سہ ماہی رسالوں کا اجراء کیا، اور اس سلسلہ میں اب بے حد و انتہاء اضافہ ہو چکا ہے۔ بالخصوص آج کے دور میں جبکہ وسائل کی فراوانی اور ترقی کا پہیہ پوری رفتار کے ساتھ اقوام عالم کے گرد گھوم رہا ہے بلکہ جدت و مادیت نے اقوامِ عالم کو گھما کر رکھ دیا ہے، ہر ہر مدرسہ و جماعت کا رسالہ نکل رہا ہے۔ بلکہ یوں کہا جائے تو شاید بے جا نہیں ہوگا کہ اب تو افراد اپنی اپنی شہرت و نمود کے لیے رسالے نکال رہے ہیں اور فرد فرد کا الگ الگ رسالہ شائع ہو رہا ہے۔

رسالوں، کتابوں، اخباروں، اشتہاروں اور پمفلٹوں کے اس سیلاب و گرداب میں معیارِ علم و معلومات کا کیا حال ہے؟ یہ ایک مستقل اور اذیت ناک موضوع ہے جس پر بحث کرنے کا یہ موقع نہیں ہے۔اور ویسے بھی اہل نظر سے اب کوئی پہلو مخفی نہیں ہے کہ اس پر تبصرہ و مباحثہ ضروری ہو۔تاہم اہل السنۃ والجماعۃ کی اس امر میں محرومی کہی جا سکتی ہے کہ تحفظ عقائد کے لیے شروع دن سے ہی یہ میدان کافی حد تک کمزور رہا ہے۔ چنانچہ امام اہل سنت علامہ مولانا عبدالشکور لکھنوی رحمہ اللہ کا رسالہ ''النجم'' برصغیر کی تاریخ میں ایک ایسا روشن کردار رکھتا ہے کہ جس نے طویل ترین دور میں اہل تشیع کے کم و بیش دس رسائل کا تن تنہا اکیلے مقابلہ کیا، یہ رسالے مختلف شہروں اور اداروں سے شائع ہوتے تھے۔ جو''النجم'' سے متواتر پٹتے پٹاتے بالآخر جلد ہی دم توڑ جاتے تھے۔ اگرچہ اہل سنت کی جانب سے دیگر ماہوار رسالے مثلاً شمس الاسلام بھیرہ، العدل گوجرانوالہ الصدیق ملتان اور ''رضوان'' لاہور وغیرہ بھی جزوی طور پر شیعیت کا تعاقب کرتے رہے۔لیکن جہاں امام اہل سنت علامہ مولانا عبدالشکور لکھنوی رحمہ اللہ کا نام اور آپ کے رسالہ ''النجم'' کا ذکر آ جائے، انصاف کی بات یہ ہے کہ پھر علامہ لکھنوی کے سوا کوئی نگاہوں میں نہیں جچتا۔

نہ ہوا پر نہ ہوا میر کا انداز نصیب
ذوق یاروں نے بہت زور غزل میں مارا

قیام پاکستان کے بعد تنظیم اہل سنت کے پلیٹ فارم سے شائع ہونے والے ہفت روزہ رسالہ ''دعوت'' نے ایک عرصہ تک تردید رفض و بدعت اور تحفظ عقائد اہل سنت والجماعت کا نہایت جراتمندی سے فریضہ سرانجام دیا۔ اور اس ضمن میں سلطان العلماء حضرت علامہ مولانا ڈاکٹر خالد محمود صاحب دامت برکاتہم پوری قوم کی طرف سے شکریہ و احسان کے حق دار ہیں کہ جن کے بحر علوم کی موجوں نے سنی ملت کی ناؤ کو سلامتی کا ساحل نصیب کیا۔ اور آج بھی ''دعوت'' کی فائلیں علامہ خالد محمود صاحب کے علم و تحقیق کی خوشبوؤں سے مشام جاں نہال کئے ہوئے موجود ہیں۔ اسی طرح امام پاکستان حضرت مولانا علامہ احمد شاہ چوکیروی رحمہ اللہ کے جاری کردہ پندرہ روزہ رسالہ ''الفاروق'' بھی اپنی علمی برتری اور حق و دیانت کا علمبردار بن کر اُفق تحقیق پر مہتاب بن کر چمکتا رہا۔ گوجرہ سے شیعہ مناظر مولانا محمد اسماعیل گوجروی ''صداقت'' کے نام سے رسالہ نکالا کرتے تھے جس کے اعتراضات و تلبیسات کا ساتھ ہی ساتھ جواب علامہ چوکیروی رحمہ اللہ کے قلم سے ''الفاروق'' میں زیب صفحات ہو کر اہل سنت کا سرِ افتخار بلند کرتا تھا۔ یہ چند رسائل وہ ہیں جن کی علمی و دینی نیز مسلکی خدمات ناقابل فراموش ہیں۔ ملحدین، اور فرقہ ضالہ رافضین کے لاتعداد رسالوں اور دیگر مخربانہ ریشہ دوانیوں کے بالمقابل ان چند رسائل کا مدافعی دیوار کھڑی کرنا ممکن تو نہ تھا مگر ان کا وجود بہر حال غنیمت تھا کہ کسی نہ کسی درجہ میں یہ سنی ملت کی رہنمائی کا فریضہ سرانجام دے رہے تھے۔ قائد اہل سنت رحمہ اللہ نے اگرچہ تحریک خدام اہل سنت والجماعت کی تاسیس ۱۹۶۹ء میں ہی رکھ دی تھی، جس کی مفصل کارگزاری صفحات ماسبق میں گزر چکی ہے تاہم باقاعدہ رسالہ نکالنے کا خیال ۱۹۸۰ء کے عشرہ میں اس وقت بیدار ہوا جب ایران میں خمینی انقلاب کے آنے سے پاکستان کی شیعیت بھی بے لگام ہو کر رہ گئی تھی اور پاکستانی تشیع یہاں ایرانی انقلاب کے خواب دیکھ رہی تھی، یہ عشرہ کئی حوالوں سے منفرد حیثیت کا حامل رہا ہے۔ یعنی اسی عشرہ میں خمینی کا انقلاب آیا، روسی افواج افغانستان میں داخل ہوئیں اور یوں پاکستان کے پڑوس میں گولہ و بارود کا نہ تھمنے والا سلسلہ شروع ہوا، ایک طرف ایران میں ہلچل، دوسری جانب افغانستان میں روسی افواج کے خلاف افغانی مجاہدین تن من دھن لٹا کر ایک تاریخ رقم کر رہے تھے۔ پھر ایران عراق کے مابین جنگ بھی اسی عشرہ میں شروع ہوگئی۔ نیز سعودی عرب اور عراق کے حالات کشیدہ ہوئے، ان عالمی حالات نے دنیا بھر کے نقشہ میں جو اضطراب پیدا کیا، اس کا پہلا اور خاص متاثرہ ہدف پاکستان بنا، پھر اس عشرہ میں اہل سنت و اہل تشیع میں تقابلی تنظیم سازی بھی ہوئی جس کی وجہ سے اہل سنت کے ہاں تنظیمیں تو بہت وجود میں آئیں مگر ان میں ''تنظیم'' نام کی کوئی چیز نہ تھی۔

اس المناک قضیے کی داستان گزشتہ صفحات میں کسی قدر گزر آئی ہے۔ ان گوں ناگوں حالات میں ۸۰ء کا متذکرہ عشرہ اپنے اختتام کو پہنچنے والا تھا کہ قائد اہل سنت نے ''ماہ نامہ حق چار یارؓ'' کے نام سے لاہور سے رسالہ کا اجراء فرما دیا۔ جس کا پہلا شمارہ ماہِ مارچ ۱۹۸۹ء میں منصۂ شہود پر آیا، جس کی علماء اہل سنت نے بھرپور حوصلہ افزائی اور قدردانی کرتے ہوئے خطوط کے ذریعے اپنے قلبی و ایمانی جذبات کا اظہار کیا۔ جامع مسجد میاں برکت علی اچھرہ لاہور میں ماہ نامہ کا دفتر قرار پایا اور پوری آب و تاب کے ساتھ تحریک خدام اہل سنت والجماعت کا یہ نمائندہ ترجمان رسالہ باشندگان وطن سمیت بیرونی دنیا میں بسنے والے اردو دان طبقہ کو تیزی سے متاثر کرتا چلا گیا۔ اور ہنوز یہ سلسلہ تسلسل کے ساتھ جاری و ساری ہے **الحمدللہ علٰی ذلک**۔ ماہ نامہ حق چار یارؓ کا پہلا ڈکلریشن حافظ محمد طیب صاحب رحمہ اللہ (خطیب مسجد میاں برکت علی اچھرہ) کے نام تھا جو ان کی رحلت کے بعد ان کے چھوٹے بھائی مولانا حافظ محمد مسعود صاحب (مقیم مدینۃ المنورہ) کے نام منتقل ہو گیا، ناظم دفتر اور ماہ نامہ کی ترتیب و طباعت اور ترسیل کے لیے یکے بعد دیگرے مندرجہ ذیل چند حضرات کی صلاحیتوں اور ہمہ وقتی توجہات نے بھرپور کردار ادا کیا:

① شبیر احمد خان میواتی ② مولانا حافظ عبدالوحید اشرفی

③ مولانا حافظ زاہد حسین رشیدی ④ ماسٹر منظور حسین

درمیان میں مختصر عرصہ کے لیے ناظم دفتر کے طور پر جہلم کے حافظ ممتاز علی بھی مقیم رہے جو بعض انتظامی کمزوریوں کی بناء پر سبکدوش کر دیئے گئے تھے اور دورانِ محاسبہ گلہ صاف کرنے کی غرض سے جو اٹھے تو پھر واپس تشریف نہ لائے[1]۔

باوجودیکہ ماہ نامہ حق چار یارؓ جس دور میں جاری ہوا، یہ قائد اہل سنت رحمہ اللہ کے اواخر عمر کے ماہ و سال تھے۔ جس میں دن بہ دن ضعف اور مختلف عوارضات میں اضافہ در اضافہ ہوتا چلا گیا تھا، تاہم مارچ ۱۹۸۹ء سے لے کر نومبر ۲۰۰۱ء تک قائد اہل سنت رحمہ اللہ نے بھرپور اور مفصل اداریوں، تجزیوں اور رد رفض و بدعت پر اپنے قیمتی مضامین و مقالات کا نہایت قابل قدر ذخیرہ زینت طباعت کر کے امت مرحومہ پر احسان فرمایا ہے۔ اس دوران ماہ نامہ کی چار عدد خصوصی اشاعتیں بھی منظر عام پر آئیں، جن کی تفصیل مندرجہ ذیل ہے:

① حضرت مولانا عبداللطیف جہلمی رحمہ اللہ نمبر۔ جولائی۔ نومبر ۱۹۹۸ء

---

[1] زاہد حسین رشیدی، مولانا/الٹا چور کوتوال کو ڈانٹے/صفحہ نمبر ۴۶/حق چار یار ماہنامہ/ستمبر ۲۰۰۰ء/لاہور

② مکاتیب شیخ الادب حضرت مولانا اعزاز علی رحمہ اللہ نمبر۔فروری ۲۰۰۰ء

③ امین ملت حضرت مولانا محمد امین صفدر رحمہ اللہ اوکاڑوی نمبر۔اپریل ۲۰۰۴ء

④ قائد اہل سنت حضرت مولانا قاضی مظہر حسین رحمہ اللہ نمبر: ۱۲۳ اپریل ۲۰۰۵ء

اول الذکر کی اشاعت میں مولانا عبدالوحید اشرفی، ثانی الذکر میں ماسٹر منظور حسین، ثالث الذکر میں حضرت مولانا عبدالحق خان بشیر اور رابع الذکر یعنی قائد اہل سنت نمبر کی ترتیب و تدوین سے لے کر اشاعتی مراحل وترسیل تک کا کردار حضرت مولانا حافظ زاہد حسین رشیدی کی جگر کاویوں اور مخلصانہ کاوشوں کا مرہون منت ہے۔قائد اہل سنت حضرت مولانا قاضی مظہر حسین رحمہ اللہ کے ادارتی مضامین اور دیگر مقالات کا ایک طائرانہ گوشوارہ ملاحظہ فرمائیں۔

مضامین ومقالاتِ قائدِ اہل سنت، ماہنامہ حق چار یار رضی اللہ عنہم لاہور

مذہب اہل سنت و جماعت کے تحفظ و اشاعت کی غرض سے ماہنامہ حق چار یارؓ لاہور مارچ ۱۹۸۹ء میں جاری کیا گیا۔ حضرت قائد اہل سنت رحمہ اللہ تا دم آخر مختلف موضوعات پر **اهدنا الصراط المستقيم** کے عنوان سے ادارتی مضامین تحریر فرماتے رہے۔ ذیل میں قائد اہل سنت رحمہ اللہ کے نگارشات کے عنوانات درج کئے جاتے ہیں:

❁......جلد:۱، شمارہ......۱ (مارچ ۱۹۸۹ء) عنوانات ① اہل سنت کو مبارک پرچم حق چار یارؓ ② آیات قرآنی میں معبود برحق کی صفات

❁......جلد:۱، شمارہ...... ۲ (اپریل ۱۹۸۹ء) عنوانات ① سلمان رشدی کی شیطانی کتاب ② دینی مدارس کی اہمیت

❁......جلد:۱، شمارہ...... ۳ (مئی ۱۹۸۹ء) عنوانات ① رمضان، قرآن، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم ② مکتوبات مبارکہ شاہ حبش کے نام (قسط: اول)

❁...... جلد : ۱، شمارہ ...... ۴ (جون ۱۹۸۹ء) عنوانات ① رمضان ، بدر اور اصحاب بدر رضی اللہ عنہم ② مکتوبات نبوی بنام قیصر روم (قسط: دوم)

❁......جلد:۱، شمارہ...... ۵، ۶ (جولائی ۱۹۸۹ء) عنوانات ① موت الخمینی ② شاہ معین الدین ندوی کی محل اعتراض عبارتیں

۞......جلد: ۲، شمارہ......۱ (اگست ۱۹۸۹ء) عنوانات ① محرم، کربلا، ماتم ② وفیات......مولانا مفتی سعید صاحب سرگودھوی رحمۃ اللہ علیہ......مولانا محمد عثمان صاحب الوری رحمۃ اللہ علیہ ③ پاکستان میں عورت کی سربراہی، عذاب الٰہی

۞......جلد: ۲، شمارہ......۲ (ستمبر ۱۹۸۹ء) عنوانات ① عاشورہ، چہلم، برسی

۞......جلد: ۲، شمارہ......۳ (اکتوبر ۱۹۸۹ء) عنوانات ① ولادت و بعثت نبویؐ ② سعودی حکومت، مبارک باد

۞......جلد: ۲، شمارہ......۴ (نومبر ۱۹۸۹ء) عنوانات ① معجزات نبوی اور عصر حاضر ② صحابہ کرام اور پاکستان

۞......جلد: ۲، شمارہ......۵، ۶ (دسمبر ۱۹۸۹ء، جنوری ۱۹۹۰ء) عنوانات ② معجزات نبوی اور عصر حاضر

۞......جلد: ۲، شمارہ......۷ (فروری ۱۹۹۰ء) عنوانات ① گستاخ صحابہ عبدالقیوم علوی اور فیصلہ عدالت

۞......جلد: ۲، شمارہ......۸، ۹ (مارچ، اپریل ۱۹۹۰ء) عنوانات ① معراج مصطفیٰؐ ② مولانا حق نواز مرحوم کی شہادت ③ منکرین حیات النبی صلی اللہ علیہ وسلم کے فتویٰ کفر پر تبصرہ

۞......جلد: ۲، شمارہ......۱۰ (مئی ۱۹۹۰ء) عنوانات ① اصحاب بدر اور قرآن

۞......جلد: ۲، شمارہ......۱۱، ۱۲ (جون، جولائی ۱۹۹۰ء) عنوانات ① شیعہ، محرم اور ماتمی جلوس (قسط: ۱) ② دعوت فکر اہل قبلہ کون ہیں؟[1] ③ مولانا قاضی شمس الدین درویش اور یزیدی ٹولہ[2] (قسط: ۱)

۞......جلد: ۳، شمارہ......۱، ۲ (اگست، ستمبر ۱۹۹۰ء) عنوانات ① شیعہ، محرم، ماتمی جلوس (قسط: ۲) ② مولانا قاضی شمس الدین درویش اور یزیدی ٹولہ (قسط: ۲)

۞......جلد: ۳، شمارہ......۳ (اکتوبر ۱۹۹۰ء) عنوانات ① محمد رسول اللہ والذین معہ (قسط: ۱) ② مولانا قاضی شمس الدین درویش اور یزیدی ٹولہ (قسط: ۳)

۞......جلد: ۳، شمارہ......۴ (دسمبر ۱۹۹۰ء) عنوانات ① محمد رسول اللہ والذین معہ (قسط: ۳) ② الیکشن ۱۹۹۰ء علمائے اسلام نے کیا کھویا کیا پایا؟ ③ مولانا قاضی شمس الدین درویش اور

---

[1] اہل قبلہ کون؟ اب مع حواشی کتابی صورت میں ادارہ مظہر التحقیق لاہور کی جانب سے شائع ہو چکا ہے۔ یہ دراصل شیعہ عالم مولانا محمد حسین ڈھکو کی چکوال میں ہونے والی ایک تقریر کے جواب میں ہے۔ اہل علم کے لیے قائد اہل سنتؒ کا یہ جوابی کتابچہ قیمتی تحفہ سے کم نہیں۔

[2] ''قاضی شمس الدین درویش اور یزیدی ٹولہ'' بھی یکجا ہو کر کتابی صورت میں مطبوعہ ہے۔ سلفی

یزیدی ٹولہ (قسط: ۴)

۞......جلد: ۳، شمارہ ...... ۵ (دسمبر ۱۹۹۰ء) عنوانات ① محمد رسول اللہ والذین معہ (قسط: ۳) ② مولانا قاضی شمس الدین درویش اور یزیدی ٹولہ (قسط: ۵)

۞......جلد: ۳، شمارہ ...... ۶ (جنوری ۱۹۹۱ء) عنوانات (۱) حضرت شاہ ولی اللہ محدثؒ کے سیاسی مکتوبات (قسط: ۱) (۲) مولانا قاضی شمس الدین درویش اور یزیدی ٹولہ (قسط: ۶)

۞......جلد: ۳، شمارہ ...... ۷ (فروری ۱۹۹۱ء) عنوانات (۱) حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ کے سیاسی مکتوبات (قسط: ۲) (۲) مولانا قاضی شمس الدین درویش اور یزیدی ٹولہ (قسط: ۷)

۞......جلد: ۳، شمارہ ...... ۸ (مارچ ۱۹۹۱ء) عنوانات (۱) خلیجی جنگ کویت، عراق

۞......جلد: ۳، شمارہ ...... ۹ (اپریل ۱۹۹۱ء) عنوانات (۱) مکتوبات حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ بنام شاہ محمد اسحاق پھلتی (۲) مولانا قاضی شمس الدین درویش اور یزیدی ٹولہ (قسط: ۸)

۞......جلد: ۳، شمارہ ...... ۱۰ (مئی ۱۹۹۱ء) عنوانات (۱) مکتوبات حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی بنام احمد شاہ ابدالی (۲) مولانا قاضی شمس الدین اور یزیدی ٹولہ (قسط: ۹)

۞......جلد: ۳، شمارہ ...... ۱۱، ۱۲ (جون ۱۹۹۱ء) عنوانات (۱) مقام خلیل اللہ وصبر ذبیح اللہ (۲) مولانا قاضی شمس الدین درویش اور یزیدی ٹولہ (قسط: ۱۰)

۞......جلد: ۴، شمارہ ...... ۱ (جولائی ۱۹۹۱ء) عنوانات (۱) شریعت بل کا قضیہ (۲) مروجہ ماتمی جلوس اور حکومت (۳) مولانا قاضی شمس الدین درویش اور یزیدی ٹولہ (قسط: ۱۱) قاضی صاحب درویش وفات پا گئے۔

۞......جلد: ۴، شمارہ ...... ۲ (اگست ۱۹۹۱ء) عنوانات (۱) یوم آزادی ۱۹۹۱ء (قسط: ۱)

۞......جلد: ۴، شمارہ ...... ۳ (ستمبر ۱۹۹۱ء) عنوانات (۱) یوم آزادی ۱۹۹۱ء (قسط: ۲) (۲) حقانیت مذہب اہل سنت وجماعت (قسط: ۱)

۞......جلد: ۴، شمارہ ...... ۴ (اکتوبر ۱۹۹۱ء) عنوانات (۱) آفتاب رسالت اور نجوم ہدایت (۲) صدر پاکستان کا دورۂ ایران (۳) مولانا قاضی شمس الدین درویش اور یزیدی ٹولہ (قسط: ۱۲) (۴) حقانیت مذہب اہل سنت وجماعت (قسط: ۲)

۞......جلد: ۴، شمارہ ...... ۵ (نومبر ۱۹۹۱ء) عنوانات (۱) یہ ہمارے سیاست دان (قسط: ۱)

(۲) مذہبی فتنے (قسط:۱) (۳) حقانیت مذہب اہل سنت و جماعت (قسط:۳)

۞......جلد: ۴، شمارہ......۶ (دسمبر ۱۹۹۱ء) عنوانات (۱) یہ ہمارے سیاست دان (قسط:۲)
(۲) مذہبی فتنے (قسط:۲) (۳) حقانیت مذہب اہل سنت و جماعت (قسط:۴)

۞......جلد: ۴، شمارہ......۷، ۸ (جنوری، فروری ۱۹۹۲ء) عنوانات (۱) بلدیاتی انتخاب ۱۹۹۱ء کیسے ہوئے؟ اور ہمارا موقف (۲) ہمارا اصول (۳) کتاب سبائی فتنہ پر ایک اجمالی نظر (قسط:۱)

۞......جلد: ۴، شمارہ......۹ (مارچ ۱۹۹۲ء) عنوانات (۱) تحریک آزادیٔ کشمیر اور اسلامی جہاد (۲) کتاب سبائی فتنہ پر ایک اجمالی نظر (قسط:۲) (۳) حقانیت مذہب اہل سنت و جماعت (قسط:۵)

۞......جلد: ۴، شمارہ......۱۰ (اپریل ۱۹۹۲ء) عنوانات (۱) غزوۂ بدر اور اصحاب بدرؓ
(۲) سپاہ صحابہ رضی اللہ عنہم کی عظیم الشان کامیابی (۳) کتاب ''سبائی فتنہ'' پر ایک اجمالی نظر (قسط:۳)

۞......جلد: ۴، شمارہ......۱۱ (مئی ۱۹۹۲ء) عنوانات ① مسلم لیگ اور عوامی نیشنل پارٹی کی سیاسی کشمکش (قسط:۱) ② کتاب ''سبائی فتنہ'' پر ایک اجمالی نظر (قسط:۴) ③ حقانیت مذہب اہل سنت و جماعت (آخری قسط)

۞......جلد: ۴، شمارہ......۱۲ (جون ۱۹۹۲ء) عنوانات ① سلم لیگ اور عوامی نیشنل پارٹی کی سیاسی کشمکش (قسط:۲) ② فتح کابل، مجاہدین کا عظیم الشان تاریخی کارنامہ ③ کتاب ''سبائی فتنہ'' پر ایک اجمالی نظر (قسط:۵)

۞......جلد: ۵، شمارہ......۱ (جولائی ۱۹۹۲ء) عنوانات ① مسلم لیگ اور عوامی نیشنل پارٹی کی سیاسی کشمکش، اہل سنت اور اہل تشیع کی مذہبی کشمکش (قسط:۳) ② مروجہ ماتم اور پاکستان ③ کتاب سبائی فتنہ پر ایک اجمالی نظر (قسط:۶)

۞......جلد: ۵، شمارہ......۲ (اگست ۱۹۹۳ء) عنوانات ① پاکستان کا محرم اور سانحہ پشاور ② کتاب ''سبائی فتنہ'' پر ایک اجمالی نظر (قسط:۷)

۞......جلد: ۵، شمارہ......۳ (ستمبر ۱۹۹۳ء) عنوانات ① رسول رحمت صلی اللہ علیہ وسلم (قسط:۱) ② کتاب سبائی فتنہ پر ایک اجمالی نظر (قسط:۸)

۞......جلد: ۵، شمارہ......۴ (اکتوبر ۱۹۹۳ء) عنوانات ① رسول رحمت صلی اللہ علیہ وسلم (قسط:۲) ② کتاب سبائی فتنہ پر ایک اجمالی نظر (قسط:۹)

۞......جلد:۵،شمارہ......۵ (نومبر ۱۹۹۳ء) عنوانات ① رسول رحمت ﷺ (قسط:۳)
② صدر ایران رفسنجانی کا دورۂ ایران ③ کتاب واقعہ کربلا اور اس کا پس منظر پر ایک ناقدانہ جائزہ (قسط:۱) ④ کتاب ''سبائی فتنہ'' پر ایک اجمالی نظر (قسط:۱۰)

۞......جلد:۵،شمارہ......۶ (دسمبر ۱۹۹۳ء) عنوانات ① رسول رحمت ﷺ (قسط:۴)
② کتاب ''سبائی فتنہ'' پر ایک اجمالی نظر (قسط:۱۱)

۞......جلد:۵،شمارہ......۷ (جنوری ۱۹۹۳ء) عنوانات ① رسول رحمت ﷺ (قسط:۵)

② سانحہ بابری مسجد ③ صدر ایران کا دورۂ پاکستان (قسط:۲) ④ کتاب واقعہ کربلا اور اس کا پس منظر پر ایک ناقدانہ جائزہ[1] (قسط:(۱۲)

۞......جلد:۵،شمارہ......۸ (فروری ۱۹۹۴ء) عنوانات (۱) رسول رحمت ﷺ (قسط:۶) (۲) کتاب واقعہ کربلا اور اس کا پس منظر پر ایک ناقدانہ جائزہ (قسط: ۱۳) کتاب سبائی فتنہ پر ایک اجمالی نظر (قسط:۱۲)

۞......جلد:۵،شمارہ......۹، ۱۰ (مارچ، اپریل ۱۹۹۳ء) عنوانات (۱) رسول رحمت ﷺ (قسط:۷)
(۲) کتاب سبائی فتنہ پر ایک اجمالی نظر (قسط:۱۴)

۞......جلد:۵،شمارہ......۱۱ (مئی ۱۹۹۳ء) عنوانات (۱) رسول رحمت ﷺ (قسط:۸)
(۲) کتاب واقعہ کربلا اور اس کا پس منظر (قسط:۱۵)

۞......جلد:۵،شمارہ...... ۱۲ (جون ۱۹۹۳ء) عنوانات (۱) رسول رحمت ﷺ (قسط:۹)
(۲) کتاب سبائی فتنہ پر ایک اجمالی نظر (قسط:۱۶)

۞......جلد:۶،شمارہ......۱ (جولائی ۱۹۹۳ء) عنوانات (۱) رسول رحمت ﷺ (قسط:۱۰)
(۲) پاکستان اور محرم

۞......جلد:۶،شمارہ...... ۲ (اگست ۱۹۹۳ء) عنوانات (۱) رسول رحمت ﷺ (قسط:۱۱)
(۲) کتاب سبائی فتنہ پر ایک اجمالی نظر (قسط:۱۷)

---

[1] ''سبائی فتنہ'' پر ایک نظر اور دوسری کتاب ''واقعہ کربلا اور اس کا پسِ منظر پر ایک ناقدانہ جائزہ'' یہ دونوں مضامین بھی ادارہ مظہر التحقیق لاہور کی جانب سے ''ناقدانہ جائزہ'' کے نام سے کتابی صورت میں شائع ہو کر اہل علم و تحقیق سے داد وصول کر چکے ہیں۔ سلفی

۞......جلد:۶،شمارہ...... ۳(ستمبر ۱۹۹۳ء)عنوانات(۱)رسول رحمت ﷺ (قسط:۱۲)
(۲) کتاب سبائی فتنہ پر ایک اجمالی نظر (قسط:۱۸)
۞......جلد:۶،شمارہ...... ۴(اکتوبر ۱۹۹۳ء)عنوانات(۱)رسول رحمت ﷺ (قسط:۱۳)
(۲) کتاب سبائی فتنہ پر ایک اجمالی نظر (قسط:۱۹)
۞......جلد:۶،شمارہ...... ۵(نومبر ۱۹۹۳ء)عنوانات(۱)رسول رحمت ﷺ (قسط:۱۴)
(۲) کتاب سبائی فتنہ پر ایک اجمالی نظر (قسط:۲۰)(۳) پاکستانی سیاست اور سنی مسلمان (قسط:۱)
۞......جلد:۶،شمارہ...... ۶، ۷ (دسمبر ۱۹۹۳ء، جنوری ۱۹۹۴ء) عنوانات (۱) رسول رحمت ﷺ
(قسط:۱۵)(۲) پاکستانی سیاست اور سنی مسلمان (قسط:۲)
۞......جلد:۶،شمارہ...... ۸(فروری ۱۹۹۴ء)عنوانات(۱)رسول رحمت ﷺ (قسط:۱۶)
(۲) پاکستان میں خارجیت کا طوفان
۞......جلد:۶،شمارہ...... ۹(مارچ ۱۹۹۴ء)عنوانات(۱)رسول رحمت ﷺ (قسط:۱۷)
(۲) قومی اسمبلی میں تثلیث کی للکار
۞......جلد:۶،شمارہ...... ۱۰(اپریل ۱۹۹۴ء)عنوان(۱)رسول رحمت ﷺ (قسط:۱۸)
۞......جلد:۶،شمارہ...... ۱۱(مئی ۱۹۹۴ء)عنوان(۱)رسول رحمت ﷺ (قسط:۱۹)
۞......جلد:۶،شمارہ...... ۱۲(جون ۱۹۹۴ء)عنوانات(۱)رسول رحمت ﷺ (قسط:۲۰)
(۲) پاکستان، محرم اور ماتم
۞......جلد:۷،شمارہ...... ۱(جولائی ۱۹۹۴ء)عنوان(۱)رسول رحمت ﷺ (قسط:۲۱)
۞......جلد:۷،شمارہ...... ۲(اگست ۱۹۹۴ء)عنوان(۱)رسول رحمت ﷺ (قسط:۲۲)
۞......جلد:۷،شمارہ...... ۳(ستمبر ۱۹۹۴ء)عنوان(۱)رسول رحمت ﷺ (قسط:۲۳)
۞......جلد:۷،شمارہ...... ۴، ۵(اکتوبر، نومبر ۱۹۹۴ء)عنوانات(۱)رسول رحمت ﷺ (قسط:۲۴)
(۲) ناقدانہ تبصرہ ''اصلاح مفاہیم'' پر (قسط:۱)
۞......جلد:۷،شمارہ...... ۶(دسمبر ۱۹۹۴ء)عنوان(۱)رسول رحمت ﷺ (قسط:۲۵)
۞......جلد:۸،شمارہ...... ۱(جنوری ۱۹۹۵ء)عنوانات(۱)رسول رحمت ﷺ (قسط:۲۶)
(۲) بسلسلۂ اصلاح مفاہیم'' (قسط:۲)

۞......جلد:۸،شمارہ...... ۲(فروری ۱۹۹۵ء)عنوانات(۱)رسول رحمت ﷺ (قسط:۲۷)
(۲)بسلسلہ اصلاح مفاہیم بجواب مکتوب مولانا عزیز الرحمن واحمد عبدالرحمن صدیقی (قسط:۳)

۞......جلد:۸،شمارہ...... ۳(مارچ ۱۹۹۵ء)عنوانات(۱)رسول رحمت ﷺ (قسط:۲۸)
(۲)مقصود حیات اسلام ہے۔

۞......جلد:۸،شمارہ...... ۴(اپریل ۱۹۹۵ء)عنوان(۱)رسول رحمت ﷺ (قسط:۲۹)

۞......جلد:۸،شمارہ...... ۵(مئی ۱۹۹۵ء)عنوان(۱)رسول رحمت ﷺ (قسط:۳۰)

۞......جلد:۸،شمارہ......۶(جون ۱۹۹۵ء)عنوانات(۱)رسول رحمت ﷺ (قسط:۳۱)
بسلسلہ ملی یکجہتی کونسل (۲)محرم،شیعہ، ماتم

۞......جلد:۸،شمارہ......۷(جولائی ۱۹۹۵ء)عنوانات(۱)رسول رحمت ﷺ (قسط:۳۲)
بسلسلہ ملی یکجہتی کونسل

۞......جلد:۸،شمارہ......۸(اگست ۱۹۹۵ء)عنوانات(۱)رسول رحمت ﷺ
بسلسلہ ملی یکجہتی کونسل (قسط:۳۳)

۞......جلد:۸،شمارہ......۹(ستمبر ۱۹۹۵ء)عنوانات(۱)رسول رحمت ﷺ (قسط:۳۴)
بسلسلہ ملی یکجہتی کونسل

۞......جلد:۸،شمارہ......۱۰(اکتوبر ۱۹۹۵ء)عنوانات(۱)رسول رحمت ﷺ (قسط:۳۵)
بسلسلہ ملی یکجہتی کونسل

۞......جلد:۸،شمارہ......۱۱(نومبر ۱۹۹۵ء)عنوانات(۱)رسول رحمت ﷺ (قسط:۳۶)
بسلسلہ ملی یکجہتی کونسل

۞......جلد:۸،شمارہ...... ۱۲(دسمبر ۱۹۹۵ء)عنوانات(۱)رسول رحمت ﷺ (قسط:۳۷)

۞......جلد:۹،شمارہ......۱(جنوری ۱۹۹۶ء)عنوانات(۱)رسول رحمت ﷺ (قسط:۳۸)
بسلسلہ ملی یکجہتی کونسل (۲)مالکی قادری بھائی بھائی (قسط:۱)

۞......جلد:۹،شمارہ...... ۲(فروری ۱۹۹۶ء)عنوانات(۱)رسول رحمت ﷺ (قسط:۳۹)
بسلسلہ ملی یکجہتی کونسل (۲)مالکی،قادری بھائی بھائی (قسط:۲)

۞......جلد:۹،شمارہ...... ۳(مارچ ۱۹۹۶ء)عنوانات(۱)رسول رحمت ﷺ (قسط:۴۰)

بسلسلہ ملی یکجہتی کونسل (۲) مالکی قادری بھائی بھائی (قسط:۳)

۞......جلد:۹،شمارہ...... ۴ (اپریل ۱۹۹۶ء) عنوانات (۱) رسول رحمت ﷺ (قسط:۴۱)
بسلسلہ ملی یکجہتی کونسل (۲) بعض خصائص نبویؐ پر اشکال اور اس کا جواب (۳)
مالکی قادری بھائی بھائی (قسط:۴)

۞......جلد:۹،شمارہ...... ۵ (مئی ۱۹۹۶ء) عنوانات (۱) رسول رحمت ﷺ (قسط:۴۲)
بسلسلہ ملی یکجہتی کونسل (۲) ملی یکجہتی کونسل سے بیزاری (۳) مالکی قادری بھائی بھائی (قسط:۵)

۞......جلد:۹،شمارہ...... ۶ (جون ۱۹۹۶ء) عنوانات (۱) رسول رحمت ﷺ (قسط:۴۳)
بسلسلہ ملی یکجہتی کونسل (۲) مالکی قادری بھائی بھائی (قسط:۶)

۞......جلد:۹،شمارہ...... ۷ (جولائی ۱۹۹۶ء) عنوانات (۱) رسول رحمت ﷺ (قسط:۴۴)
بسلسلہ ملی یکجہتی کونسل اور مروجہ ماتم (۲) مالکی قادری بھائی بھائی (قسط:۷)

۞......جلد:۹،شمارہ...... ۸ (اگست ۱۹۹۶ء) عنوانات (۱) رسول رحمت ﷺ بسلسلہ ملی یکجہتی کونسل، شیخ یوسفؒ کی شہادت (قسط:۴۵) (۲) مالکی قادری بھائی بھائی (قسط:۸)

۞......جلد:۹،شمارہ...... ۹، ۱۰ (ستمبر، اکتوبر ۱۹۹۶ء) عنوانات (۱) رسول رحمت ﷺ (قسط:۴۶)
(۲) مالکی قادری بھائی بھائی (قسط:۹)

۞......جلد:۹،شمارہ...... ۱۱ (نومبر ۱۹۹۶ء) عنوانات (۱) رسول رحمت ﷺ (قسط:۴۷)
بسلسلہ ملی یکجہتی کونسل (۲) مالکی قادری بھائی بھائی (قسط:۱۰)

۞......جلد:۹،شمارہ...... ۱۲ (دسمبر ۱۹۹۶ء) عنوانات (۱) رسول رحمت ﷺ (قسط:۴۸)
بسلسلہ ملی یکجہتی کونسل (۲) بے نظیر کے اقتدار کا سورج ڈوب گیا۔

۞......جلد:۱۰،شمارہ...... ۱ (جنوری ۱۹۹۷ء) عنوانات (۱) رسول رحمت ﷺ (قسط:۴۹) بسلسلہ ملی یکجہتی کونسل (۲) مالکی قادری بھائی بھائی (قسط:۱۱) (۳) پاکستان کا سنی خمینی قاضی حسین احمد

۞......جلد:۱۰،شمارہ...... ۲، ۳ (فروری، مارچ ۱۹۹۷ء) عنوانات (۱) رسول رحمت ﷺ (قسط:۵۰) (۲) لاہور کا خونیں حادثہ، مولانا ضیاء الرحمن فاروقی شہید (۳) مالکی قادری بھائی بھائی (قسط:۱۲) (۴) تبصرہ ''رسالہ اکابر کا مسلک و مشرب پر تحقیقی نظر'' پر

۞......جلد:۱۰،شمارہ...... ۴ (اپریل ۱۹۹۷ء) عنوانات (۱) رسول رحمت ﷺ (قسط:۵۱)

(۲) مالکی قادری بھائی بھائی (قسط:۱۳)

۞......جلد:۱۰، شمارہ......۵ (مئی ۱۹۹۷ء) عنوانات (۱) رسول رحمت صلی اللہ علیہ وسلم (قسط:۵۲)

(۲) قرآن وسنت، محرم و ماتم (قسط:۱)

۞......جلد:۱۰، شمارہ......۶، ۷ (جون، جولائی ۱۹۹۷ء) عنوانات (۱) رسول رحمت صلی اللہ علیہ وسلم (قسط:۵۳)

(۲) مالکی قادری بھائی بھائی (قسط:۱۴)

۞......جلد:۱۰، شمارہ......۸ (اگست ۱۹۹۷ء) عنوانات (۱) رسول رحمت صلی اللہ علیہ وسلم (قسط:۵۴)

(۲) مالکی قادری بھائی بھائی (قسط:۱۵) (۳) ظالمو قاضی پھر آ رہا ہے (۴) قرآن وسنت، محرم و ماتم (قسط:۲)

۞......جلد:۱۰، شمارہ......۹، ۱۰ (ستمبر، اکتوبر ۱۹۹۷ء) عنوانات (۱) رسول رحمت صلی اللہ علیہ وسلم (قسط:۵۵)

۞......جلد:۱۰، شمارہ......۱۱ (نومبر ۱۹۹۷ء) عنوانات (۱) رسول رحمت صلی اللہ علیہ وسلم (قسط:۵۶)

۞......جلد:۱۰، شمارہ......۱۲ (دسمبر ۱۹۹۷ء) عنوانات (۱) رسول رحمت صلی اللہ علیہ وسلم (قسط:۵۷)

۞......جلد:۱۱، شمارہ......۱ (جنوری ۱۹۹۸ء) عنوانات (۱) رسول رحمت صلی اللہ علیہ وسلم (قسط:۵۷)

۞......جلد:۱۱، شمارہ...... ۲، ۳ (فروری، مارچ ۱۹۹۸ء) عنوانات (۱) عقیدہ عصمت انبیاء اور مودودی

۞......جلد:۱۱، شمارہ...... ۴ (اپریل ۱۹۹۸ء) عنوانات (۱) رسول رحمت صلی اللہ علیہ وسلم (قسط:۵۹)

(۲) اہل سنت و جماعت کی حقیقت

۞......جلد:۱۱، شمارہ......۵ (مئی ۱۹۹۸ء) عنوانات (۱) رسول رحمت صلی اللہ علیہ وسلم (قسط:۶۰)

(۲) امام حسین رضی اللہ عنہ اور اہل سنت (۳) محرم اور حکومت (قسط:۱)

۞......جلد:۱۱، شمارہ......۶ (جون ۱۹۹۸ء) عنوانات (۱) رسول رحمت صلی اللہ علیہ وسلم (قسط:۶۱)

(۲) محرم اور حکومت (قسط:۲)

۞......جلد :۱۱، شمارہ ...... ۷ تا ۱۱ (جولائی تا نومبر ۱۹۹۸ء) ''جہلمی نمبر'' عنوانات (۱) اک مرد حق پرست جو ہم سے جدا ہوا۔

۞...... جلد :۱۱، شمارہ ...... ۱۲ (دسمبر ۱۹۹۸ء) عنوانات (۱) رسول رحمت صلی اللہ علیہ وسلم (قسط: ۶۲)

(۲) حضرت مدنی رحمہ اللہ کے تاریخی خطبات (۳) شیخ الحدیث مولانا ایوب جان بنوری رحمۃ اللہ علیہ کی وفات

۞......جلد:۱۲، شمارہ......۱ (جنوری ۱۹۹۹ء) عنوانات (۱) دینی مدارس اور عقیدہ خلافت راشدہ

(۲) مودودی جماعت کے عقائد و نظریات پر ایک تنقیدی نظر (قسط:۱)

۞......جلد:۱۲، شمارہ...... ۲ (فروری ۱۹۹۹ء) عنوانات (۱) مودودی جماعت کے عقائد و نظریات پر تنقیدی نظر (قسط:۲)

۞......جلد:۱۲، شمارہ...... ۳ (مارچ ۱۹۹۹ء) عنوانات (۱) مودودی جماعت کے عقائد و نظریات پر تنقیدی نظر (قسط:۳)

۞......جلد:۱۲، شمارہ...... ۴ (اپریل ۱۹۹۹ء) عنوانات (۱) مودودی جماعت کے عقائد و نظریات پر تنقیدی نظر (قسط:۴)

۞......جلد:۱۲، شمارہ...... ۵ (مئی ۱۹۹۹ء) عنوانات (۱) نواز شریف، واجپائی، قاضی اور پاکستانی فتنے

۞......جلد:۱۲، شمارہ...... ۶ (جون ۱۹۹۹ء) عنوانات (۱) مودودی جماعت کے عقائد و نظریات پر تنقیدی نظر (قسط:۵)

۞......جلد:۱۲، شمارہ...... ۷ (جولائی ۱۹۹۹ء) عنوانات (۱) رسول رحمت ﷺ (قسط:۶۳) بسلسلہ ملی یکجہتی کونسل

۞...... جلد:۱۲، شمارہ ...... ۸ (اگست ۱۹۹۹ء) عنوانات (۱) عظمت صحابہؓ اور حضرت مدنیؒ (۲) مودودی جماعت کے عقائد و نظریات پر تنقیدی نظر (قسط:۶)

۞......جلد:۱۲، شمارہ...... ۹ (ستمبر ۱۹۹۹ء) عنوانات (۱) مودودی جماعت کے عقائد و نظریات پر تنقیدی نظر (قسط:۷)

۞......جلد:۱۲، شمارہ...... ۱۰ (اکتوبر ۱۹۹۹ء) عنوانات (۱): مودودی جماعت کے عقائد و نظریات پر تنقیدی نظر (قسط:۸)

۞......جلد:۱۲، شمارہ...... ۱۱ (نومبر ۱۹۹۹ء) عنوانات (۱) اہل سنت کا نظریہ فسق یزید (قسط:۱)

۞......جلد:۱۲، شمارہ...... ۱۲ (دسمبر ۱۹۹۹ء) عنوانات (۱) اہل سنت کا یہ فسق یزید (قسط:۲)

۞......جلد:۱۳، شمارہ...... ۱ (جنوری ۲۰۰۰ء) عنوانات (۱) اہل سنت کا نظریہ فسق یزید (قسط:۳)

۞......جلد:۱۳، شمارہ...... ۲ (فروری ۲۰۰۰ء) عنوانات (۱) ''شیخ الادبؒ نمبر'' مکاتیب شیخ الادب مولانا اعزاز علی صاحب رحمۃ اللہ علیہ

۞......جلد:۱۳، شمارہ...... ۳ (مارچ ۲۰۰۰ء) عنوانات (۱) اہل سنت کا نظریہ فسق یزید (قسط:۴)

- ......جلد: ۱۳، شمارہ...... ۴ (اپریل ۲۰۰۰ء) عنوانات (۱) صحابہ کرام رضی اللہ عنہم قرآن کی نظر میں (۲) درس بخاری شریف حضرت مدنی (۳) ماہ محرم کے مسائل
- ......جلد: ۱۳، شمارہ...... ۵ (مئی ۲۰۰۰ء) عنوانات (۱) معیت نبوی، عظیم نعمت
- ......جلد: ۱۳، شمارہ...... ۱۲ (دسمبر ۲۰۰۰ء) عنوانات (۱) مولانا مفتی نظام الدین شامزیؒ کے متعلق ایک استفسار کا جواب
- ......جلد: ۱۴، شمارہ...... ۴ (اپریل ۲۰۰۱ء) عنوانات (۱) امین ملت مولانا اوکاڑوی رحمۃ اللہ علیہ
- ......جلد: ۱۴، شمارہ...... ۵، ۶ (مئی، جون ۲۰۰۱ء) عنوانات (۱) خدمات دارالعلوم دیوبند کانفرنس پشاور

- ......جلد: ۱۴، شمارہ...... ۱۰ (اکتوبر ۲۰۰۱ء) عنوانات: پرویزی فتنہ (قسط: ۱)
- ......جلد: ۱۴، شمارہ...... ۱۱ (نومبر ۲۰۰۱ء) عنوانات: پرویزی فتنہ (قسط: ۲)
- ......جلد: ۱۵، شمارہ...... ۲ (فروری ۲۰۰۱ء) عنوانات (۱) جماعت اسلامی ایک فتنہ انگیز تحریک (۲) مماتیوں کے ایک اشکال کا جواب
- ......جلد: ۱۵، شمارہ...... ۱۱ (نومبر ۲۰۰۱ء) عنوان: آل پاکستان اکتوبر ۲۰۰۲ء انتخابات پر ایک اجمالی نظر۔

ہفت روزہ ''ترجمانِ اسلام لاہور'' میں قائد اہل سنتؒ کے علمی مقالات پر ایک نظر

حضرت مولانا قاضی مظہر حسین رحمہ اللہ نے سلسلۂ تصانیف و تالیفات، ملک بھر سے آمدہ خطوط کے جوابات اور دیگر ہمہ جہتی مذہبی و دینی خدمات کے ساتھ ساتھ اپنی جوانی کے زمانہ میں شاید ہی کوئی پل یا لمحہ سوائے لوازماتِ بشریہ کے، غفلت و بے معنی گزارا ہو۔ آپ رحمہ اللہ نے سن شعور سے لے کر مرض الوفات تک اپنے اوقاتِ روزمرہ کو جس شاندار طریقہ وسلیقہ کے ساتھ قیمتی بنایا تھا، اس کے نمونے دیکھ کر جہاں عقل ششدر رہ جاتی ہے، وہاں فخر ہوتا کہ ہمارے ممدوح موصوف کو اللہ تعالیٰ نے کس قدر عالی صفات اور مربوط و مسلسل روحانی توجہات و تصرفات کے ساتھ اپنے دین متین کی خدمت پر مامور فرمایا تھا، اس وقت کاتب السطور کے سامنے ہفت روزہ ''ترجمانِ اسلام لاہور'' کی پرانی فائلوں کا ایک انبار موجود ہے۔ جس میں قائد اہل سنت رحمہ اللہ کی جمعیت علماء اسلام کے پلیٹ فارم سے سیاسی مصروفیات، ملک بھر کے طوفانی دوروں اور تبلیغی جلسوں کی رودادوں نے ایک حشر بپا کر رکھا ہے، اگر کاتب السطور کے دعویٰ کو مبالغہ نہ سمجھا جائے تو یہ کہنا قریب الحقیقت ہوگا کہ صرف ''ترجمانِ اسلام'' اور ہفت روزہ

''خدام الدین'' کے فائلوں کے مضامین مع تبصرہ وتجزیہ جمع کئے جائیں تو ایک مفصل جلد مزید ترتیب دینا پڑے گی، اور زندگی نے وفا کی تو ان شاء اللہ اس نہج پر بھی ہم کام کریں گے۔ فی الوقت جن پرانے مقالات ومضامین تک ہماری رسائی ہوسکی ہے، ان کا مطالعہ کرنے کے بعد ہم ان کی ایک فہرست پیش خدمت کرتے ہیں، تاکہ محققین اور اہل علم ان مضامین سے اگر مستفید ہونا چاہیں تو مطلوبہ رسائل کی فائلوں میں ان مضامین کا جائزہ لے سکیں۔

① ''علماء اسلام اور مودودی صاحب'' چوہدری رحمت علی صاحب کی بدزبانی کا جواب

قائد اہل سنت رحمہ اللہ کا یہ مضمون متواتر و مفصل ۹ قسطوں میں چھپا تھا جس کی آخری قسط مؤرخہ ۹، فروری ۱۹۶۸ء میں شائع ہوئی، جماعت اسلامی کے قیم چوہدری رحمت علی صاحب نے علماء دین پر الزام عائد کیا تھا کہ وہ بلا کسی شرعی اختلافات کے محض تعصب وعناد کی وجہ سے مولانا مودودی کے مخالف بنے ہوئے ہیں۔ اور اس سلسلہ میں انہوں نے اپنی اصول کی خود ہی نفی کرتے ہوئے اِدھر اُدھر سے علماء حق کے خلاف اتہامات کے طومار باندھے، چنانچہ ۹ قسطوں میں بعنوان ''علماء اسلام اور مودودی صاحب'' قائد اہل سنت رحمہ اللہ کا مقالہ اشاعت پذیر ہوا، جس کے آخری کلمات مندرجہ ذیل ہیں:

> ''علماء اسلام کی مخالفت کی وجہ نہ کتاب وسنت سے ناواقفیت ہے، نہ بغض وحسد اور نفسانی اغراض! بلکہ مودودی صاحب کی وہ تحریرات ہیں جن میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی توہین اور انبیائے علیہم السلام کی تنقیص پائی جاتی ہے۔ اور مخالفت کی بنیاد ان کے بعض وہ نظریات ومسائل ہیں جن میں وہ جمہور امت کے مخالف ہیں۔ بطور نمونہ یہاں مودودی صاحب کی بعض عبارات درج کر کے تعلیم یافتہ اور اہل فہم وانصاف سے اپیل کرتا ہوں کہ وہ ہر قسم کی پارٹی بازی سے بالاتر ہو کر محض لوجہ اللہ یہ فیصلہ دیں کہ مودودی صاحب کی مذکورہ عبارات قابل اعتراض ہیں یا نہیں؟ اور چوہدری رحمت الٰہی صاحب قیم موصوف کو بھی خصوصی طور پر میں توجہ دلاتا ہوں کہ وہ فنا فی المودودیؔ ہونے کی بجائے ان عبارات سے صحیح نتیجہ اخذ کریں اور حضور خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد مَا اَنَا عَلَیۡہِ وَاَصۡحَابِی کو معیار و میزانِ حق قرار دے کر صراطِ مستقیم پر گامزن ہوں۔''[1]

---

[1] مظہر حسین قاضی، حضرت مولانا، قائد اہل سنت / ہفت روزہ ''ترجمانِ اسلام'' / ۹، فروری ۱۹۶۸ء / لاہور

۲ ''چنیوٹ کانفرنس اور مودودی جماعت''

مندرجہ بالا عنوان کے تحت قائد اہل سنت رحمہ اللہ کا مفصل مضمون ہفت روزہ ترجمان اسلام لاہور، بابت ۲۳ فروری ۱۹۶۸ء کے شمارہ میں شائع ہوا تھا، اور اس کی اشاعت کا سبب یہ تھا کہ چنیوٹ میں ختم نبوت کانفرنس (منعقدہ ۱۲، ۱۳، ۱۴، جنوری ۱۹۶۸ء) میں حضرت مولانا مفتی محمود کی تقریر کو جماعت اسلامی والوں نے شدید تنقید کا نشانہ بنایا تھا۔ چنانچہ جماعت اسلامی کے ایک نمائندہ نے لکھا تھا:

''دوسری طرف جماعت اسلامی اور اس کے امیر مولانا سید ابو الاعلیٰ مودودیؔ پر الزامات و اتہامات کی بوچھاڑ کی جارہی تھی۔ بالخصوص جمعیت علماء اسلام کے رہنما مفتی محمود صاحب بالقابہ نے کانفرنس کے اختتامی اجلاس میں گھنٹہ بھر کی حاصل کانفرنس تقریر میں جماعت اسلامی کے خلاف جو کچھ ارشاد فرمایا، اس نے حاضرین کو ورطۂ حیرت میں ڈال دیا۔ عوام مرزائیوں کی سرگرمیاں اور مسئلہ ختم نبوت سمجھنے کے لیے آئے تھے اور یہاں جماعت اسلامی کی مخالفت میں فصاحت و بلاغت کے دریا بہائے جارہے تھے۔''[1]

اس قسم کے جملہ الزامات کے جوابات میں قائد اہل سنت رحمہ اللہ کا مطبوعہ مضمون نہایت علمی و تحقیقی اور معتدل اسلوب تحریر کا شاندار نمونہ تھا جو آج بھی پڑھنے والوں کے دماغ میں دین وغیرت ملی کی بیداری پیدا کر دیتا ہے۔ چنانچہ متذکرہ مضمون میں قائد اہل سنت رحمہ اللہ کے آخری کلمات ملاحظہ کیجیے:

''بیان کے آخر میں حضرت مولانا محمد علی جالندھری صاحب صدر مرکزیہ مجلس تحفظ ختم نبوت سے چند سوالات کئے گئے۔ جن میں آخری سوال یہ ہے کہ کیا مقرر حضرات کو سرکاری طور پر ہدایت کی جاتی ہے کہ وہ کانفرنس منعقد کرنے کے لیے جماعت اسلامی کے خلاف بولنے کا حق لازماً ادا کریں؟ اس کا جواب تو حضرت مولانا جالندھری اور کانفرنس کے منتظمین ہی کو دینا چاہیے۔ لیکن کیا میں مودودی صاحبان سے یہ دریافت کرسکتا ہوں کہ مودودی صاحب نے ''خلافت وملوکیت'' میں حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ اور دیگر جلیل القدر صحابہ رضی اللہ عنہم کے خلاف جو کچھ

---

[1] ہفت روزہ ''آئین'' لاہور ۴، فروری ۱۹۶۸ء / بہ عنوان ''ختم نبوت کے نام پر''

لکھا ہے اور بالخصوص پاک و ہند کی ۶۵ء کی جنگ کے دوران ''ترجمان القرآن'' کے ستمبر کے پرچہ میں حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے خلاف جو اپنے دل کا غبار نکالا ہے، کیا دشمنانِ صحابہ رضی اللہ عنہم نے ان کو ہدایت کی تھی کہ وہ اس کتاب میں اصحاب رسول ﷺ کے خلاف لازماً لکھیں؟ کیا اس کے بغیر اسلامی نظام کا قیام اور مختلف فرقوں کا اتحاد پایۂ تکمیل کو نہیں پہنچ سکتا تھا؟''[1]

③ مولانا سید گل بادشاہ صاحب کا فتویٰ اور مودودی جماعت (عامر عثمانی کے جواب میں)

جماعتِ اسلامی کے مولانا مفتی محمد یوسف صاحب نے اپنی مطبوعہ کتاب ''مولانا مودودی پر اعتراضات کا علمی جائزہ'' میں لکھا تھا کہ جماعت اسلامی سے میرے متاثر ہونے کی وجوہات میں سے ایک وجہ یہ بھی تھی کہ حضرت مولانا سید گل بادشاہ صاحب (فاضل دیوبند) نے مجھے اپنا ایک استفتاء دکھایا تھا جو شیخ الاسلام حضرت مولانا سید حسین احمد مدنی رحمہ اللہ کی خدمت میں پیش کر کے استفسار کیا گیا تھا کہ کیا جماعت اسلامی میں کام کرنا جائز ہے؟ تو حضرت مدنی رحمہ اللہ نے فرمایا: ''اس میں شرعاً کوئی مضائقہ نہیں'' اس کے جواب میں بعنوان ''سُبْحٰنَكَ هٰذَا بُهْتَانٌ عَظِيْمٌ'' ایک مختصر مضمون ابوسعید مولانا محمد رمضان علویؔ خطیب گلشن آباد، راولپنڈی کا ہفت روزہ ''ترجمان اسلام'' بابت ۲، فروری ۱۹۶۸ء چھپا تھا، تاہم قائد اہل سنت رحمہ اللہ نے اس کا تفصیلی رد اس لیے کیا کہ اسے بنیاد بنا کر عامر عثمانی صاحب (ایڈیٹر تجلی) نے قلمی محاذ کھڑا کر دیا تھا، جس کا مفصل و مدلل تعاقب قائد اہل سنت رحمہ اللہ نے ۱۵، سے زائد اقساط میں لکھا اور یہ مضمون بھی قائد اہل سنت رحمہ اللہ کی روانی تحریر کا ایک یادگار نمونہ ہے۔ اس کے بعد مولانا سید گل بادشاہ نے ذاتی نوعیت کا ایک خط قائد اہل سنت رحمہ اللہ کے نام لکھا تھا، جس میں مولانا مفتی محمد یوسف صاحب کو اس قدر بددعائیں دی گئی تھیں کہ ان بددعائیہ کلمات کو یہاں نقل کرنے کی تاب بھی نہیں ہے۔ متذکرہ خط بندہ کے سامنے اس وقت اصل حالت میں موجود ہے۔ قصہ مختصر یہ ہے کہ مولانا سید گل بادشاہ نے ایک یہ بات بھی لکھی تھی کہ مولانا محمد یوسف دیوانوں اور مجنونوں کی طرح زندگی گزارے گا۔

[1] مظہر حسین قاضی، حضرت مولانا، قائد اہل سنت / ہفت روزہ ''ترجمانِ اسلام'' لاہور / ۱۳، فروری ۱۹۶۸ء / صفحہ نمبر ۱۶

کاتب السطور نے اکوڑہ خٹک کے ایک معروف و جہاندیدہ عالم دین سے اس بابت استفسار کیا تو انہوں نے فرمایا کہ زندگی کے آخری سالوں میں وہ واقعتاً سڑکوں پر دیوانہ وار گھوم کر سارا سارا دن سائن بورڈ اور دیگر تجارتی بورڈز پڑھتے رہتے تھے۔ (اعاذنا اللہ منہ)

④ مفتی محمد یوسف صاحب کے علمی جائزہ کی حقیقت

مولانا مفتی محمد یوسف صاحب نے جب ''مولانا مودودی پر اعتراضات کا علمی جائزہ'' نامی کتاب لکھی تو قائد اہل سنت رحمہ اللہ نے قسط وار جوابی مضمون مندرجہ بالا عنوان کے تحت قلمبند کر کے ''ترجمانِ اسلام'' میں شائع کروانا شروع کر دیا جس کی کم و بیش تیس کے لگ بھگ قسطیں شائع ہوئیں۔ یہی مضامین بعد میں ''علمی محاسبہ'' کے نام سے مستقل کتاب کی صورت میں اشاعت پذیر ہوئے۔ اور اس کتاب نے علمی حلقوں میں ایک تھرتھری پیدا کر دی تھی۔ اب تک کتاب ہذا کے نصف درجن اڈیشن شائع ہو چکے ہیں۔ یاد رہے کہ مولانا مفتی محمد یوسف صاحب اولاً جامعہ اسلامیہ اکوڑہ خٹک میں مدرس تھے جب انہوں نے مودودی صاحب کے دفاع میں اپنی کتاب ''علمی جائزہ'' شائع کی تو جامعہ اسلامیہ کے مہتمم مولانا بادشاہ گل صاحب بخاری نے اس کتاب سے اعلان برأت کیا تھا، بعد ازاں مفتی صاحب دار العلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک منتقل ہو گئے۔ اور شیخ الحدیث حضرت مولانا عبد الحق رحمہ اللہ کی طبعی شرافت، نرم روی اور اخلاقِ کریمانہ سے فائدہ اٹھا کر مودودی صاحب کی ترجمانی کا فریضہ سر انجام دیتے رہے، تاہم قائد اہل سنت رحمہ اللہ کی جب ''علمی محاسبہ'' شائع ہوئی تو اس کے بعد جلد ہی مفتی صاحب دار العلوم حقانیہ سے بھی بے دخل کر دیئے گئے۔ جامعہ اسلامیہ سے ان کی کتاب کے متعلق جو اعلانِ برأت کیا گیا تھا وہ ہفت روزہ ''ترجمانِ اسلام'' لاہور، بابت ۱۲، جولائی ۶۸ء صفحہ نمبر ۱۴ پر شائع ہوا تھا۔

ان قسط وار مضامین کے علاوہ جو اکثر و بیشتر مضامین قائد اہل سنت رحمہ اللہ کے حقیقت شناس قلم سے شائع ہوتے رہتے تھے ان کی تعداد بہت زیادہ ہے۔ علاوہ ازیں چکوال، جہلم اور پنجاب کے دور دراز علاقوں کی تبلیغی کارگزاریاں، جلسوں کے خطابات و اقتباسات اور تحریکی خبریں اس پر مستزاد ہیں، جو پڑھنے سے تعلق رکھتی ہیں۔

قائد اہل سنت رحمہ اللہ کی تحریر کردہ سنی قراردادیں

تحریک خدام اہل سنت والجماعت اور بانی تحریک قائد اہل سنت حضرت مولانا قاضی مظہر حسین رحمہ اللہ کی جماعتی و تحریکی زندگی میں تصانیف و مقالات کے ساتھ ساتھ ''قراردادوں'' کی اشاعت و تقسیم بھی ایک جراتمندانہ اور اخلاقی و قانونی دائرہ کار میں رہتے ہوئے اپنے جائز مطالبات منوانے کا نہایت عالمانہ و شریفانہ اور باوقار طریقہ کار تھا، جس کی مثال اس قدر مربوط و مسلسل پہلوؤں کے ساتھ اس سے پہلے کسی شخصیت یا تحریک کی تاریخ میں نہیں ملتی۔ آگے چل کر ہم ان قراردادوں کا مکمل متن پیش کریں گے، جن کا مطالعہ کر کے یقیناً ایک مفکر اور مدبر قائد کی حکیمانہ سوچ کا جائزہ لینا کسی قدر مزید آسان ہوگا۔ اگلا باب ملاحظہ کیجیے۔

❀ اربابِ اقتدار کے نام اپنے جائز حقوق کے
حصول وتحفظ کے لیے سُنی مطالبات
اور قراردادوں کی اشاعت وتشہیر

❀ قائد اہل سنت رحمہ اللہ کی تحریکی زندگی کا
ایک منفرد اور مؤثر کردار

اہم سنی قراردادیں

(نوٹ) مختلف حکومتوں کے ادوار میں یہ مطبوعہ قراردادیں ہزاروں کی تعداد میں چھپوا کر ملک بھر میں تقسیم کی جاتی تھیں، ان قراردادوں کا بغور مطالعہ فرمانے والے قائد اہل سنت رحمہ اللہ کے متفکرانہ مزاج، دردِ دل اور سُنی حمیت کے ساتھ ساتھ تحریر کے اسلوب اور سنجیدگی و متانت کا بھی اک منفرد جائزہ لے سکیں گے۔

بخدمت وزیراعظم پاکستان ذوالفقار علی صاحب بھٹو

قرارداد نمبر ①: ☆ مسلمانان اہل سنت والجماعت کا یہ عظیم الشان اجتماع حکومت پاکستان سے پُرزور مطالبہ کرتا ہے کہ سرکاری اسکولوں میں صرف سوادِ اعظم اہل سنت والجماعت کا نصاب دینیات نافذ کیا جائے جیسا کہ ایران میں صرف شیعہ دینیات سرکاری اسکولوں میں نافذ ہے اور وہاں سنی مسلمان اپنے بچوں کی مذہبی تعلیم کا پرائیویٹ طور پر انتظام کرتے ہیں۔

☆ سرکاری اسکولوں میں نافذ کردہ شیعہ دینیات کو بالکل منسوخ کیا جائے کیونکہ اسلامیات لازمی حصہ شیعہ برائے جماعت نہم دہم میں امامت کو توحید و رسالت کی طرح اصول دین میں شامل کیا گیا ہے جس سے یہ لازم آتا ہے کہ توحید و رسالت کے منکر کی طرح شیعہ عقیدہ امامت کا منکر بھی دائرۂ اسلام سے خارج ہے اور اس بناء پر سوائے شیعہ امامیہ کے دور رسالت سے لے کر آج تک تمام امت مسلمہ "غیر مسلم" قرار پاتی ہے۔ نیز کتاب مذکور میں عقیدہ امامت کی جو تشریح کی گئی ہے اس سے ملت اسلامیہ کا اجماعی اور بنیادی عقیدہ ختم نبوت مجروح ہوتا ہے۔

قرارداد نمبر ②: شیعہ بذریعہ لاؤڈ اسپیکر اپنی اذانوں میں حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے لیے خلیفہ بلافصل کا اعلان کرتے ہیں جس سے یہ لازم آتا ہے کہ سوادِ اعظم کے مسلّمہ پہلے تین خلفائے راشدین امام الخلفاء حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ، حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ ذوالنورین العیاذ باللہ خلفاء برحق نہیں ہیں اس سے کروڑوں سنی مسلمانوں کی سخت دل آزاری ہوتی ہے اور شیعہ مذہب میں "

علی ولی اللہ وصی رسول اللہ وخلیفتہ بلا فصل" کے الفاظ اذان کا جزو نہیں ہیں (ملاحظہ ہو تحفۃ العوام اور من لا یحضرہ الفقیہ وغیرہ) اس لیے اہل سنت والجماعت کا یہ اجتماع حکومت سے شدید مطالبہ کرتا ہے کہ مذکورہ کلمات کے بذریعہ لاؤڈ اسپیکر اعلان پر فوری طور پر پابندی لگا کر پاکستان کے کروڑوں سنی مسلمانوں کو مطمئن کیا جائے۔

قرارداد نمبر ③: شیعوں کے ماتمی جلوسوں کی وجہ سے ہر سال کئی مقامات پر سنی شیعہ فرقہ وارانہ تصادم ہوتا ہے حالانکہ شیعوں کے نزدیک بھی مروجہ ماتمی جلوس نہ فرض وواجب ہیں اور نہ سنت و مستحب۔ اور اگر وہ اس کو عبادت ہی قرار دیں تو عبادت کی جگہ گلیاں کوچے نہیں بلکہ ہر فرقہ کی اپنی اپنی عبادت گاہیں ہیں، اس لیے سنی مسلمانوں کا یہ اجتماع حکومت سے پرزور مطالبہ کرتا ہے کہ شیعہ ماتمی جلوسوں پر مکمل پابندی عائد کر کے ماتمی رسوم کی ادائیگی کے لیے ان کو امام باڑوں میں پابند کر دیا جائے۔ اور خصوصاً سنی مساجد کے سامنے مروجہ افعال ماتم کا مظاہرہ سنی مذہب میں صریح مداخلت اور احترام مسجد کے خلاف ہے کیونکہ اہل سنت والجماعت کے نزدیک مروجہ ماتم وتعزیہ حرام ہے اس لیے مسلمانان اہل سنت کا یہ اجتماع مطالبہ کرتا ہے کہ خصوصی آرڈیننس کے ذریعہ سنی مساجد کے سامنے شیعوں کے ماتمی مظاہرہ (نوحہ خوانی، سینہ کوبی اور زنجیر زنی وغیرہ) پر مکمل پابندی لگا کر سنی مساجد کی حرمت کا تحفظ کیا جائے۔

قرارداد نمبر ④: محرم اور چہلم کے ایام میں ٹیلیویژن پر ماتمی مجلسوں اور جلوسوں کے جو ہنگامے دکھائے جاتے ہیں اور اس کے ذریعہ ماتمی پروگراموں کو ملک کے گوشے گوشے میں پہنچایا جاتا ہے اس سے ایسا ظاہر ہوتا ہے کہ تمام پاکستان شیعوں کا امام باڑہ بن گیا ہے حالانکہ یہ کارروائی مسلمانان اہل سنت والجماعت کے لیے ناقابل برداشت ہے اس لیے سنی مسلمانوں کا یہ اجتماع حکومت سے مطالبہ کرتا ہے کہ بذریعہ ٹی وی ماتمی مظاہروں پر مکمل پابندی لگا کر سواد اعظم اہل سنت کے مذہبی حقوق کا تحفظ کیا جائے۔

قرارداد نمبر ⑤: سنی مسلمانوں کا یہ اجتماع بعض دینی مدارس اور مساجد کو محکمہ اوقاف کی تحویل میں دینے کے خلاف شدید احتجاج کرتا ہے اور حکومت سے مطالبہ کرتا ہے کہ سنی مساجد اور مدارس میں مذہب اہل سنت والجماعت کی تعلیم وتدریس کی آزادی کو برقرار رکھا جائے اور جن دینی تعلیمی اداروں کو حکومت بذریعہ محکمہ اوقاف اپنی تحویل میں لے چکی ہے ان کو فوری طور پر واگذار کر کے سواد اعظم اہل سنت کو مطمئن

کیا جائے۔ والسلام

منجانب: خادم اہل سنت الاحقر مظہر حسین غفرلہ
خطیب مدنی جامع مسجد چکوال، ضلع جہلم
وبانی تحریک خدام اہل سنت پاکستان [1]

تائیدی قرارداد

بخدمت صدر مملکت جنرل محمد ضیاء الحق صاحب چیف مارشل لاء ایڈمنسٹریٹر پاکستان

۲۵ ربیع الاول ۱۳۹۹ھ مدنی جامع مسجد چکوال میں نماز جمعہ کے موقعہ پر سنی مسلمانوں کا یہ اجتماع صدر مملکت کے اس بیان کی بھرپور تائید کرتا ہے کہ چونکہ ملک میں سنی مسلمانوں کی اکثریت ہے اس لیے پاکستان میں صرف حنفی فقہ کا نفاذ ہوگا۔ اور ملک میں ہر فرقہ کے لیے علیحدہ قوانین کا نفاذ ممکن نہیں۔ (بحوالہ نوائے وقت لاہور ۱۶ فروری ۱۹۷۹ء)

چونکہ حنفی سنی قانون اصولی طور پر نظامِ خلافت راشدہ پر مبنی ہے اس لیے اہل سنت والجماعت کا یہ اجتماع صدر مملکت کے بیان کی روشنی میں اس امر کا پُرزور مطالبہ کرتا ہے کہ نظام خلافت راشدہ کی اتباع کا دوٹوک اعلان کر کے سنی حنفی فقہ کی بنیاد کا تحفظ کیا جائے۔ فقہ حنفی اور خلافت راشدہ کا اصل اصول کلمہ اسلام لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ ہے۔ جو نبی کریم رحمت للعالمین خاتم النبیین حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دور رسالت اور پھر دور خلافت راشدہ سے لے کر آج تک اجماعی طور پر ملت اسلامیہ تسلیم کرتی چلی آرہی ہے۔ لیکن اس کے برعکس شیعہ فرقہ نے اپنا مخصوص کلمہ وضع کر لیا ہے جس میں وہ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کے ساتھ عَلِیٌّ وَلِیُّ اللّٰہِ وَصِیُّ رَسُوْلِ اللّٰہِ وَخلیفتہٗ بلا فصل کا اضافہ ایمان کے لیے ضروری قرار دیتے ہیں اس لیے سنی مسلمانوں کا یہ اجتماع صدر مملکت سے پُرزور مطالبہ کرتا ہے کہ ایک قانون کی طرح ایک ہی اجماعی اور اصلی کلمہ اسلام کے نفاذ کا اعلان کر کے اس کے خلاف ہر قسم کے کلمہ اسلام و ایمان کو قانوناً ممنوع قرار دیا جائے۔

اذان شعار اسلام ہے اور دورِ رسالت، دور خلافت راشدہ سے لے کر آج تک حرمین شریفین اور عالم اسلام میں ایک ہی اذان نماز اجماعی طور پر چلی آرہی ہے لیکن شیعہ فرقہ کی اذان بھی اس سے

---

[1] ''قرار داد'' پاس کردہ اجتماعِ عیدالاضحیٰ کمیٹی باغ چکوال/ ۳، دسمبر ۱۹۷۶ء بمطابق ۱۰ ذوالحجہ ۱۳۹۶ھ/

مختلف ہے جس میں علی ولی اللہ وصی رسول اللہ وخلیفتہٗ بلافصل کا اضافہ کیا جاتا ہے اس لیے اہل سنت کا یہ اجتماع یہ ضروری مطالبہ کرتا ہے کہ وحدتِ قانون، وحدت کلمہ اور وحدت اذان کے تحفظ کے لیے شیعوں کی اذانِ نماز کو ممنوع قرار دے کر سواد اعظم اہل سنت والجماعت کو مطمئن کیا جائے۔

منجانب: خادم اہل سنت مظہر حسین غفرلہ

خطیب مدنی جامع مسجد چکوال

وبانی تحریک خدام اہل سنت پاکستان

۲۵ ربیع الاول ۱۳۹۹ھ

۲۳ فروری ۱۹۷۹ء

مبارک باد

تحفظِ ختم نبوت آرڈیننس زندہ باد

صدر مملکت جناب جنرل محمد ضیاء الحق صاحب چیف مارشل لاء ایڈمنسٹریٹر پاکستان

چکوال ۲۷ ۔ اپریل ۱۹۸۴ء بروز جمعہ ۲۶ ۔ اپریل کو جناب صدر مملکت نے فتنہ مرزائیت کے انسداد کے لیے مجموعہ تعزیرات پاکستان میں دفعہ ۲۹۸ ب اور ۲۹۸ ج کا اضافہ کرتے ہوئے جو تحفظ ختم نبوت آرڈیننس نافذ کیا ہے۔ وہ حسب ذیل ہے:

☆ مرزا غلام احمد قادیانی آنجہانی کے پیروکاروں (قادیانی اور لاہوری مرزائیوں میں سے) کوئی شخص زبانی یا تحریری کسی ذریعہ سے بھی حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کے کسی خلیفہ یا صحابہ کے علاوہ کسی دوسرے شخص کو امیر المومنین، خلیفۃ المسلمین صحابی یا ''رضی اللہ عنہ'' کہتا ہے۔

☆ حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کی ازواج مطہرات (پاک بیویوں) کے علاوہ کسی دوسری عورت کو ام المومنین قرار دیتا ہے۔

☆ حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کے اہل بیت کے علاوہ کسی اور کو اہل بیت کہتا ہے۔

☆ اپنی عبادت گاہ کو مسجد کا نام دیتا ہے تو اسے تین سال قید اور جرمانہ کی سزا ملے گی۔

قادیانی یا لاہوری مرزائیوں میں سے کوئی شخص زبانی یا تحریری طور پر اپنے عقیدے کے مطابق عبادت کی طرف بلانے کو اذان کہے گا یا مسلمانوں کی طرح اذان دے گا تو اسے بھی تین سال قید اور

جرمانہ کی سزا ملے گی۔

۲۹۸ ج: قادیانی یا لاہوری کوئی شخص اپنے آپ کو مسلمان کہے گا یا اپنے عقیدے کی تبلیغ و تشہیر کرے گا یا اپنے مذہب کا نام ''اسلام'' ظاہر کرے گا (زبانی ہو یا تحریری) تو اُسے بھی تین سال قید اور جرمانہ کی سزا ملے گی۔ صوبائی حکومت کو کسی ایسے اخبار کتاب یا دیگر دستاویزات کو ضبط کرنے کا اختیار دے دیا گیا ہے جو مجموعہ تعزیرات پاکستان میں شامل کردہ مذکورہ نئی دفعات کی خلاف ورزی میں شائع کی گئی ہے۔ ان کو یہ بھی اختیار دیا گیا ہے کہ وہ ایسے رسائل کا ڈیکلریشن منسوخ کردے اور جس پریس میں ایسا لٹریچر چھپے اس کو بند کردے۔ ان نئی دفعات میں اس امر کی وضاحت کی گئی ہے کہ ایسے جرائم قابل دست اندازی پولیس اور ناقابل ضمانت ہوں گے۔

قرارداد نمبر ①: نماز جمعہ کے موقعہ پر مدنی جامع مسجد چکوال میں مسلمانانِ اہل سنت والجماعت کا یہ عظیم اجتماع جناب جنرل محمد ضیاء الحق کے اس مومنانہ، جرأت مندانہ اقدام کی تحسین کرتا ہے اور تحفظ منصب ختم نبوت کے لیے اس اسلامی تاریخی آرڈی نینس کے نفاذ پر ان کو مبارکباد پیش کرتا ہے۔ ہم امید کرتے ہیں کہ رحمۃ للعالمین، خاتم النبیین حضرت شفیع المذنبین حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے عظیم منصب ختم نبوت کے تحفظ کے صلہ میں ان کو قیامت میں شفاعت محمدی صلی اللہ علیہ وسلم نصیب ہوگی۔ آمین، آمین، آمین، بجاہ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم۔

قرارداد نمبر ②: سنی مسلمانوں کا یہ اجتماع جناب صدر مملکت سے پُرزور مطالبہ کرتا ہے کہ اس ختم نبوت آرڈی نینس پر فوری طور پر سختی سے عمل کرایا جائے تاکہ تاجدار ختم نبوت کے ان غداروں اور یہود نواز تخریب کاروں کی اسلام دشمن سرگرمیوں سے ملک وملت محفوظ ہوجائے۔

قرارداد نمبر ③: اہل سنت کا یہ اجتماع صدر مملکت سے مطالبہ کرتا ہے کہ مرزائیوں کی سابقہ مساجد کو فوری طور پر سیل کرنے کا حکم دے دیا جائے تاکہ وہ کسی طرح اسلام کے نام پر ان مساجد کو استعمال نہ کرسکیں۔

قرارداد نمبر ④: چونکہ عقیدہ خلافت راشدہ سے عقیدہ ختم نبوت کا تحفظ ہے اور خصوصاً خلیفہ اول حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے مسیلمہ کذاب وغیرہ جھوٹے مدعیان نبوت کا قلع قمع کیا تھا۔ علاوہ ازیں حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے مرتدین اور منکرین زکوٰۃ کے فتنہ کی سرکوبی کی تھی اور نظام خلافت راشدہ نظام مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی کا ہی ایک کامل معیاری نمونہ ہے۔ اس لیے سنی مسلمانوں کا یہ اجتماع جناب جنرل

محمد ضیاء الحق صاحب سے یہ ایک اہم ترین مطالبہ کرتا ہے کہ جس طرح آپ نے اپنی مومنانہ جرأت سے اس اہم ختم نبوت آرڈی نینس کا نفاذ کیا ہے۔ اسی طرح آپ بلا خوف لومۃ لائم فوری طور پر خلفائے راشدین کے اسمائے مبارکہ کی تصریح کے ساتھ یہ اعلان کر دیں کہ پاکستان میں اسلامی نظام حکومت قرآن کے موعودہ چار خلفائے راشدین امام الخلفاء حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ، حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ، حضرت عثمان رضی اللہ عنہ ذوالنورین اور حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی اتباع میں قائم کیا جائے گا۔ اللہ تعالیٰ اپنی خاص نصرت سے پرچم خلافت راشدہ (حق چار یار) کو برتر و غالب فرمائیں آمین بجاہ النبی الکریم صلی اللہ علیہ وسلم۔

ملت اسلامیہ کو مبارکباد: صدر پاکستان کے نافذ کردہ ختم نبوت آرڈی نینس کے نفاذ سے ہم ملت اسلامیہ کو مبارکباد پیش کرتے ہیں جن کا اسلام کے بنیادی عقیدہ ختم نبوت پر ایمان ہے ہم مجلس عمل ختم نبوت پاکستان علمائے حق اور ان تمام سنی مسلمانوں کو ہدیہ تبریک پیش کرتے ہیں جنہوں نے عقیدۂ ختم نبوت کے تحفظ کے لیے مخلصانہ طور پر جدوجہد کی ہے ہم عصر حاضر کے اکابر علمائے دین، امام المحدثین علامہ سید محمد انور شاہ کاشمیری، شیخ الاسلام والمسلمین مولانا سید حسین احمد مدنی رحمہ اللہ، شیخ الاسلام پاکستان علامہ شبیر احمد عثمانی، امیر شریعت حضرت مولانا سید عطاء اللہ شاہ بخاری رحمہ اللہ، فخر اہل سنت حضرت مولانا محمد کرم الدین دبیر (جن کی علمی جرح سے گھبرا کر مرزا غلام احمد گورداسپور کی عدالت میں غش کھا کر گر پڑا تھا) حضرت مولانا ثناء اللہ امرتسری رحمہ اللہ۔ علمائے احرار اور اکابر مجلس تحفظ ختم نبوت حضرت مولانا محمد علی جالندھری رحمہ اللہ وغیرہ کو ہدیہ سلام اور ہدیہ تبریک پیش کرتے ہیں جو عقیدہ ختم نبوت کے محافظ اور مبلغ رہے ہیں ہم شمع رسالت کے پروانوں اور ان تمام شہدائے ختم نبوت کو ہدیہ سلام پیش کرتے ہیں جنہوں نے تحریک ختم نبوت ۱۹۵۳ء وغیرہ میں حضور خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت و محبت کے تحفظ کے لیے اپنی جانوں کے نذرانے پیش کیے ہیں۔ حق تعالیٰ ان سب کو درجات عالیہ نصیب فرمائیں۔ آمین بجاہ رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم۔

خادم اہل سنت قاضی مظہر حسین غفرلہ
خطیب مدنی جامع مسجد چکوال ضلع جہلم
و امیر تحریک خدام اہل سنت پاکستان
۲۴ر رجب ۱۴۰۴ھ...... ۲۷ر اپریل ۱۹۸۴ء

بخدمت صدر مملکت جناب جنرل محمد ضیاء الحق صاحب چیف مارشل لاء ایڈمنسٹریٹر پاکستان

السلام علیکم ورحمۃ اللہ! عرض آنکہ عقیدہ ختم نبوت اسلام کا ایک بنیادی عقیدہ ہے۔ قرآن حکیم کے اعلان کے مطابق حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خاتم النبیین (آخری نبی) ہیں۔ یعنی حضور رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم پر سلسلۂ نبوت ختم ہے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد اگر کوئی شخص دعویٰ نبوت کرے تو وہ کافر و مرتد ہے اور اس کو ماننے والے بھی کافر ہیں۔ امت مسلمہ کا یہ ایک اجماعی عقیدہ ہے۔ اس بنا پر علمائے اسلام نے مرزا غلام احمد قادیانی دجال و کذاب کو اس کے دعویٰ نبوت کی بنا پر کافر و مرتد قرار دیا ہے اور اس کے تمام پیروکاروں پر بھی کفر و ارتداد کا فتویٰ لگایا ہے۔ جو مرزا قادیانی کو نبی یا مصلح و مجدد تسلیم کرتے ہیں۔ (یعنی قادیانی و لاہوری مرزائی) اور آئین پاکستان میں بھی قادیانی اور لاہوری مرزائیوں کو غیر مسلم (کافر) قرار دیا جا چکا ہے۔ اسی بنا پر آپ نے بھی مرزائیوں کو کافروں سے بھی بدتر قرار دیا ہے۔ چنانچہ اخبارات میں آپ کا یہ بیان شائع ہو چکا ہے۔

مرزائی (قادیانی ہوں یا لاہوری) محبوب خدا حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے منصب ختم نبوت کے باغی اور غدار ہیں اور وہ نہ صرف کافر ہیں بلکہ پاکستان اور عالم اسلام کے شدید ترین دشمن، یہودیوں کے صف اول کے ایجنٹ ہیں اور اسلام کے نام پر یہ بہت بڑے تخریب کار ہیں۔ آپ کو اللہ تعالیٰ نے ملکی حیثیت سے پاکستان کا اعلیٰ اقتدار عطا کیا ہے آپ چیف مارشل لاء ایڈمنسٹریٹر بھی ہیں۔ یہ اقتدار اور زندگی فانی ہے۔ آپ اللہ کی دی ہوئی مہلت سے فائدہ اٹھائیں۔ آپ جس طرح اپنے مضبوط عزم کے تحت پاکستان کے دوسرے تخریب کاروں کا قلع قمع کرنے کی کوشش کر رہے ہیں۔ اس طرح بلکہ اس سے بھی زیادہ اپنی فوجی قوت کے ذریعہ استقامت کے ساتھ مرزائی گروہ کے ان غداروں اور تخریب کاروں کا قلع قمع کر کے ملک و ملت کا تحفظ کریں۔ آپ اصحاب و اہل بیت اور خلفائے راشدین رضی اللہ عنہم کے وفادار ہیں۔ پاکستان میں تحفظ صحابہؓ آرڈیننس کا نفاذ آپ کا ایک تاریخی اسلامی کارنامہ ہے۔ (اگرچہ اس پر آپ عمل نہیں کرا سکے) آپ اسلامی نظام حکومت کے نفاذ کا اعلان کر چکے ہیں اور یہ حقیقت ہے کہ اسلامی نظام حکومت کا اعلیٰ اور معیاری کامل نمونہ خلفائے راشدین حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ، حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ، حضرت عثمان ذوالنورین رضی اللہ عنہ اور حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی موعودہ خلافت راشدہ ہی ہے جن میں سے امام الخلفاء حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اپنے سوا دو سالہ مختصر دورِ خلافت میں مسیلمہ کذاب وغیرہ مدعیان نبوت، منکرین زکوٰۃ اور مرتدین کا استیصال کر دیا تھا۔ آپ پر لازم ہے کہ دورِ صدیقی کی پیروی میں اس قسم کے تمام فتنوں اور خصوصاً قادیانی فتنے کا قلع قمع کر دیں۔ آپ کے لیے نبی کریم، رحمۃ للعالمین، خاتم النبیین

صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت اور رضائے خداوندی حاصل کرنے کا یہ ایک بہترین موقعہ ہے آپ اس بارے میں پس و پیش اور دائیں بائیں نہ دیکھیں اور محض خالق کائنات پر بھروسہ رکھتے ہوئے اس میدان میں کود جائیں۔

بہتر ہے دل کے پاس رہے پاسبانِ عقل
لیکن کبھی کبھی اسے تنہا بھی چھوڑ دے

مرزائی فتنہ کے انسداد کے لیے ہمارے مطالبات حسب ذیل ہیں:

۱۔ چونکہ مرزائی کافر ہیں اس لیے اسلام، کلمہ و اذان وغیرہ اسلامی اصطلاحات کا استعمال ان کے لیے ممنوع قرار دیا جائے۔

۲۔ مساجد مسلمانوں کے لیے مختص ہیں اس لیے مساجد کو ان کے ناپاک وجود سے پاک کر دیا جائے۔

۳۔ مرزائیوں کا سارا لٹریچر ضبط کر لیا جائے اور ان کے رسائل و اخبارات ''الفضل'' اور ''انصار اللہ'' کی اشاعت پر مکمل پابندی لگا دی جائے۔

۴۔ ربوہ میں ان کی مرکزیت کو بالکل ختم کر دیا جائے اور انگریز نے وفاداری کے صلہ میں ان کو جو زمینیں دی ہیں۔ ان کو ضبط کر لیا جائے۔

۵۔ سول اور فوجی کلیدی آسامیوں سے ان کو فوری طور پر ہٹا دیا جائے۔

۶۔ ان کی مسلح اور غیر مسلح ہر قسم کی تنظیموں پر پابندی لگا کر اسلحہ ضبط کر لیا جائے۔

۷۔ پاسپورٹ اور شناختی کارڈ میں مذہب کے خانہ میں اضافہ کر کے مرزائیوں کا نام غیر مسلم کے خانہ میں درج کیا جائے۔

۸۔ مبلغ ختم نبوت مولانا محمد اسلم قریشی[1] کی بازیابی کا مطالبہ سارے مسلمانوں کا متفقہ مطالبہ ہے۔

---

[1] یہ ۱۹۸۴ء کا نہایت عجیب و غریب معمہ تھا، سیالکوٹ کے رہنے والے اسلم قریشی جو عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے ساتھ ہمدردیاں رکھتے تھے، اچانک غائب ہو گئے، جس پر اُن کے اہل خانہ نے شور مچا دیا کہ ان کو قادیانیوں نے اغواء کر لیا ہے، اس پر ملک بھر میں ایک تحریک شروع ہو گئی تھی، کچھ عرصہ کے بعد اچانک کوئٹہ پولیس نے انہیں اس دعوے کے ساتھ پیش کیا کہ اُنہیں ایران کے بارڈر سے پکڑا گیا ہے، جب کہ اسلم قریشی کے بیانات میں اس قدر تضاد تھا کہ جس سے اس قضیہ کا کوئی سر پیر نہیں مل رہا تھا، اس سلسلہ میں ایک لمبی داستان ہے جس کو اب بیان کرنے کا کوئی فائدہ نہیں ہے۔ قصہ مختصر یہ کہ قادیانیوں نے علماء کرام کے خلاف بھڑاس نکالی کہ انہوں نے سوچ سمجھ کر از خود ایک منصوبہ بندی کے ذریعے ہمیں بدنام کیا ہے۔ جب کہ اسلم قریشی کی ذہنی کیفیت دگرگوں تھی، انہی حالات میں اس پروگرام کا ڈراپ سین ہو گیا، اصل حقیقت کیا تھی؟ یہ سب کچھ دبیز تہوں میں دب کر رہ گیا۔ البتہ یہ فائدہ ہوا کہ ملک گیر تحریک کے نتیجہ میں ''امتناع قادیانیت آرڈیننس'' منظور کر لیا گیا تھا۔ یاد رہے کہ اسلم قریشی کے نام کے ساتھ ''مولانا'' کا لاحقہ بھی کثرت استعمال کی بناء پر مشہور ہوا تھا رہے نام اللہ کا۔ سلفی

آپ فوجی انٹیلی جنس کی خصوصی ٹیم کو اس سنگین کیس کی تفتیش پر مامور کریں اور مرزائی ہائی کمانڈ رمرزا طاہر وغیرہ کو باضابطہ زیر تفتیش رکھ کر مولانا قریشی کا سراغ لگائیں۔

مندرجہ بالا مطالبات تمام مسلمانانِ پاکستان کے متفقہ مطالبات ہیں۔آپ عزمِ صدیقی کے سایہ میں غدارانِ ختم نبوت کے اس اسلام دشمن گروہ کا استیصال کر کے اپنے لیے شفاعتِ محمدی صلی اللہ علیہ وسلم اور مغفرت خداوندی کا انعام حاصل کرنے کی پوری کوشش فرمائیں، اللہ تعالیٰ آپ کو اور ہم سب کو حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت و اطاعت اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی جماعت مقدسہ اور حضرات خلفائے راشدین رضوان اللہ علیہم اجمعین کی عقیدت و پیروی نصیب فرمائے۔آمین بجاہ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم۔

والسلام
خادم اہل سنت قاضی مظہر حسین صاحب غفرلہ
خطیب مدنی جامع مسجد چکوال (ضلع جہلم)
امیر تحریک خدام اہل سنت والجماعت پاکستان
۱۱رجب ۱۴۰۴ھ بمطابق ۱۴/اپریل ۱۹۸۴ء

یوم عیدالاضحی ۱۳۹۸ھ کی چار اہم سنی قراردادیں

یوم عیدالاضحیٰ ۱۰/ذی الحجہ ۱۳۹۸ھ: صدر پاکستان جنرل محمد ضیاء الحق صاحب چیف مارشل لاء ایڈمنسٹریٹر پاکستان نے وعدہ کیا تھا کہ وہ ۹/ذی الحجہ کو پاکستان میں اسلامی قانون کا اعلان کریں گے لیکن بعد میں انہوں نے حج بیت اللہ کی وجہ سے اسے ملتوی کر دیا۔ چونکہ قیام پاکستان کا اصل مقصد ہی اسلامی نظام حکومت کا قیام ہے اس لیے:

① نماز عیدالاضحیٰ کے موقع پر مسلمانان اہل سنت والجماعت کا یہ عظیم اجتماع صدر پاکستان سے پُرزور مطالبہ کرتا ہے کہ اس میں مزید تاخیر نہ کریں اور نظامِ خلافت راشدہ کی اتباع کی تصریح کے ساتھ اسلامی نظامِ حکومت کا دوٹوک اعلان کر دیں۔ کیونکہ خلافت راشدہ ہی امت مسلمہ کے لیے وہ معیاری نمونہ حکومت ہے جو اللہ تعالیٰ کے قرآنی وعدہ کے تحت خلفائے راشدین امام الخلفاء حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ، حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ، حضرت عثمان رضی اللہ عنہ ذوالنورین اور حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے نافذ فرمایا تھا۔

☆ شیعہ قوم کی طرف سے خلافت راشدہ کے نظام کو تسلیم نہ کرنے کی جو تحریک چل رہی ہے اس کی بالکل پرواہ نہ کریں کیونکہ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے نہ صرف یہ کہ خلفائے ثلاثہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ، حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ ذی النورین کے نظام خلافت راشدہ کی پیروی میں تقریباً ۲۵ سال کا طویل عرصہ گزارا ہے۔ بلکہ آپ نے اپنے دورِ خلافت میں بھی خلفائے ثلٰثہ کے نظام خلافت راشدہ کے مطابق ہی اپنا نظام خلافت راشدہ نافذ کیا ہے۔

☆ اگر شیعوں کے نزدیک شیر خدا حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے حضرات خلفائے ثلٰثہ کی اتباع عقیدہ تقیہ کے تحت کی تھی تو آج پاکستان میں بھی شیعہ قوم پر لازم ہے کہ وہ شیر خدا رضی اللہ عنہ کی اتباع میں نظامِ خلافت راشدہ کو از روئے تقیہ ہی قبول کر لیں۔

(۲) چونکہ اسلام کا اصل الاصول کلمہ اسلام کلمۂ طیبہ ہے۔ اور یہی وہ اصلی کلمہ اسلام ہے جس کا اقرار کرا کے خاتم النبیین رحمت للعالمین حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کفار کو اسلام میں داخل فرمایا کرتے تھے۔ امام الانبیاء والمرسلین نے کلمہ اسلام میں سوائے توحید و رسالت کے اور کسی شخصیت کے متعلق کبھی بھی کسی قسم کا کوئی اقرار نہیں کرایا۔ اور دور رسالت سے لے کر آج تک تمام ملت اسلامیہ کا یہی اجتماعی کلمہ اسلام ہے جس کی بنیاد پر ملت اسلامیہ کی وحدت قائم ہے۔ اسی طرح اذان میں بھی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے سوائے اللہ تعالیٰ کی توحید اور اپنی رسالت کے کسی اور شخصیت کا اعلان نہیں فرمایا اور دورِ رسالت سے لے کر آج تک عالم اسلام اور مرکز اسلام مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ میں یہی اذان اب تک چلی آرہی ہے۔ اس لیے کمپنی باغ (چکوال) میں سنی مسلمانوں کا یہ عظیم اجتماع صدر پاکستان سے پرزور مطالبہ کرتا ہے کہ وہ اصلی کلمہ اسلام اور اصلی اذان کے علاوہ ملک میں شیعہ قوم کی طرف سے جو لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کے ساتھ **علی ولی اللہ۔ وصی رسول اللہ و خلیفتہ بلا فصل** کا اضافہ کلمہ اور اذان میں کیا گیا ہے اس کو بذریعہ آرڈیننس فوری طور پر ممنوع قرار دیدیں ورنہ اس بے بنیاد کلمہ اور اذان کے ہوتے ہوئے اسلامی نظامِ حکومت کی کوئی حیثیت نہیں رہے گی۔

(۳) بھٹو دورِ حکومت میں جماعت نہم و دہم کی اسلامیات لازمی میں سنی اور شیعہ عقائد کا جو علیحدہ علیحدہ نصاب دینیات نافذ کیا گیا تھا۔ اس کو منسوخ کرنے پر ہم حکومت کو مبارکباد پیش کرتے ہیں لیکن اس سلسلہ میں سنی مسلمانوں کا یہ اجتماع یہ مطالبہ کرتا ہے کہ سرکاری اسکولوں میں نصاب دینیات

صرف سواد اعظم اہل سنت والجماعت کے عقائد و اصول کے مطابق نافذ کیا جائے۔ جس میں خلفائے راشدین اور اصحاب رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے حالات و کمالات نمایاں طور پر بیان کئے جائیں تاکہ مسلم طلبہ ان محسنین امت حضرات صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی بے نظیر اسلامی عروج کے دور کی اتباع میں اسلام کے صحیح خادم و محافظ بن سکیں۔

④ محرم قریب آرہا ہے جس میں شیعہ ماتمی جلوسوں کی وجہ سے عموماً ملک میں فرقہ وارانہ تصادم ہوتا رہتا ہے۔ اس لیے سنی مسلمانوں کا یہ عظیم اجتماع صدر پاکستان سے پُرزور مطالبہ کرتا ہے کہ وہ ان ماتمی جلوسوں کے لائسنس منسوخ کر کے شیعوں کو مذہبی رسوم کی ادائیگی کے لیے ان کے امام باڑوں میں پابند کر دیں۔ کیونکہ مذہبی عبادت کے لیے ہر فرقہ کے عبادت خانے موجود ہیں۔ مذہبی عبادت کے لیے شاہراہیں اور گلی کوچے کسی طرح بھی معقول و مناسب نہیں ہیں اور بالخصوص سنی مساجد کے سامنے شیعہ ماتمی جلوسوں کے مظاہروں پر سخت پابندی عائد کر دینی چاہیے۔ کیونکہ یہ ماتمی مظاہرے سینہ کوبی وغیرہ مذہب اہل سنت والجماعت میں ناجائز اور حرام ہیں اور سنی مساجد کے سامنے شیعوں کے ماتمی مظاہرے نہ صرف یہ کہ اہل سنت والجماعت کے لیے اشتعال انگیز ہے بلکہ مساجد کے احترام کے بھی سخت خلاف ہے۔

منجانب خادم اہل سنت مظہر حسین غفرلہ

خطیب مدنی جامع مسجد چکوال و بانی تحریک خدام اہل سنت پاکستان

یوم العید۔ ۱۲/نومبر ۱۹۷۸ء

قرارداد خلافت راشدہ

بخدمت جناب جنرل محمد ضیاء الحق صاحب چیف مارشل لاء ایڈمنسٹریٹر پاکستان

سلام مسنون! عرض آنکہ مسند اقتدار پر فائز ہونے کے بعد آپ نے قیام پاکستان کے اصل مقصد کے تحت کئی بار پاکستان میں اسلامی نظام حکومت قائم کرنے کا وعدہ کیا، اور عموماً مسلمانان پاکستان کا بھی یہی مطالبہ ہے کہ پاکستان میں نظام مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم (یعنی نظام اسلام) جلدی نافذ کر دیا جائے۔ لہٰذا اس سلسلے میں حسب ذیل امور قابل لحاظ ہیں:

① ملک عرب میں خود خاتم النبیین حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو حکومتِ الٰہیہ قائم فرمائی تھی اس

کے کارکن لاکھوں کی تعداد میں وہی اصحاب رسول ﷺ تھے جن کو براہِ راست حضور ﷺ کی تربیت نصیب ہوئی تھی۔جن کواللہ تعالیٰ نےقرآن مقدس میں خیرامت (یعنی سب امتوں سے بہتر جماعت) ہونے کاعظیم شرف عطا فرمایاہے اورجن کو رضی اللہ عنھم و رضوا عنه سے اللہ تعالیٰ کی رضا مندی کی خصوصی اعلیٰ سند عطا کی گئی ہے۔ یہی صحابہ کرام کی مقدس جماعت حضور اکرم ﷺ اور مابعد کی امت کے مابین کتاب وسنت کے پہنچانے میں ایک واحدواسطہ ہے۔

② نبی کریم رحمت للعالمین خاتم النبیین ﷺ کے بعد حسب وعدۂ خداوندی خلفائے راشدین امام الخلفاء حضرت ابوبکرصدیق رضی اللہ عنہ، حضرت عمرفاروق رضی اللہ عنہ، حضرت عثمان رضی اللہ عنہ ذوالنورین اورحضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کوحضور ﷺ کی خلافت (جانشینی) کا بلند منصب نصیب ہوا۔اوران حضرات نے اپنے اپنے دورِخلافت میں اصولاً کتاب وسنت پر مبنی وہی اسلامی نظام حکومت نافذفرمایاجوان کو سرور کائنات ﷺ سے براہِ راست ملا تھا۔ اور ان برحق خلفاء میں سے خصوصاً پہلے تین خلفاء حضرت ابوبکرصدیق رضی اللہ عنہ، حضرت عمرفاروق رضی اللہ عنہ اورحضرت عثمان رضی اللہ عنہ ذوالنورین کا دورِخلافت تو اتناعظیم الشان اوربےنظیر ہے کہ تقریباً ۲۵ سال کے قلیل عرصہ میں پرچم اسلام نے اقوام عالم کومسخر کرلیا۔ قیصر وکسریٰ کی صدیوں کی استبدادی حکومتیں نیست و نابود کردی گئیں۔ اسلامی عدل و انصاف کے نور سے فضائیں منور ہوگئیں۔ اورآسمانی برکات سے انسانیت مالا مال ہوگئی۔لہٰذا مندرجہ بالاحقائق کے پیش نظرسواداعظم کےاہم مطالبات حسب ذیل ہیں:

مطالبہ ① چونکہ قیامت تک کی امت مسلمہ کے لیےخلافت راشدہ کانظام ایک مثالی،معیاری اور بےنظیر نمونہ ہے جومحبوبِ خداحضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کی اتباع میں نافذکیا گیا تھا۔اس لیے پاکستان میں کتاب وسنت پر مبنی اسلامی نظام حکومت کے لیے نظام خلافت راشدہ کی پیروی کا واضح اعلان کردیاجائے۔

مطالبہ ② سرکاری اسکولوں، کالجوں اور یونیورسٹیوں میں ایسا نصاب دینیات نافذکیا جائے جس میں قرآن وسنت کےساتھ خلفائے راشدین اورصحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کےمقدس تذکرے موجودہوں تاکہ مسلم طلبہ اپنے اسلاف کے بےنظیر اسلامی کارناموں پرفخرکرسکیں اوران کی اتباع میں خداپرست مخلص مسلمان بننے کی کوشش کریں۔

(ب) نصاب دینیات میں شیعہ کلمہ اورشیعہ اذان کے یہ الفاظ بالکل حذف کردیئے جائیں۔جن کا نبی

کریم رحمت للعالمین، صحابہ کرام اور اہل بیت سے کوئی ثبوت نہیں مل سکتا۔ یعنی عَلِیٌّ وَلِیُّ اللّٰہِ وَصِیُّ رَسُوْلِ اللّٰہِ وَخَلِیْفَتُہٗ بِلَا فَصْل۔ علاوہ ازیں حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے لیے خلیفہ بلا فصل کا اعلان بالکل خلافِ حقیقت ہے اور ملت اسلامیہ کے عقیدہ خلافت راشدہ کے خلاف ایک کھلا چیلنج ہے۔

مطالبہ ③ چونکہ پاکستان میں اکثریت سنی حنفی مسلمانوں کی ہے اس لیے اجتہادی اور فروعی مسائل و احکام میں فقہ حنفی بطور پبلک لاء نافذ کی جائے۔ اور شیعوں کے اس مطالبہ کو بالکل مسترد کر دیا جائے کہ پاکستان میں فقہ جعفری کو بھی فقہ حنفی کے مساوی پبلک لاء کا حق دیا جائے کیونکہ:

(الف) حسب عقیدہ شیعہ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے لے کر امام غائب حضرت مہدی تک بارہ امام معصوم ہیں اور انبیائے سابقین علیہم السلام سے بھی افضل ہیں العیاذ باللہ۔ لیکن حضرت علی رضی اللہ عنہ سے لے کر امام حسن عسکری تک بھی فقہ جعفری کے قانونی نفاذ کا کہیں بھی کوئی سراغ نہیں ملتا۔ اور موجودہ دور گو شیعہ عقیدہ میں امام مہدی کا دور امامت ہے لیکن وہ خود صدیوں سے غائب ہیں اس لیے ان کے حکم کے تحت فقہ جعفری کے نفاذ کی کوئی صورت نہیں اختیار کی جا سکتی۔

(ب) متحدہ ہندوستان میں صدیوں تک مسلم حکومتیں قائم رہی ہیں لیکن ان میں بھی ہمیں فقہ جعفری کے قانون کا کوئی سراغ نہیں ملتا۔

(ج) مشہور شیعہ عالم مولوی محمد بشیر آف ٹیکسلا ضلع راولپنڈی نے تو فقہ جعفری کی اصطلاح ہی کو ناجائز قرار دیا ہے چنانچہ انہوں نے مؤرخہ ۱۱ مئی کو گورنمنٹ محمد علی ہائی اسکول (چکوال) میں جو تقریر کی ہے اس کے ٹیپ کردہ الفاظ یہ ہیں کہ:

"قیاس وہ کرے جس پر نہ وحی ہو نہ الہام۔ کبھی نہ کہنا فقہ جعفری جس نے فقہ جعفری کہا اس نے فقہ حنفی اور امام جعفر صادق اور امام ابوحنیفہ کو ایک بنا دیا کہ وہ بھی مجتہد تھے۔ کبھی یہ لفظ نہ کہنا۔ فقہ جعفری، تم کہو فقہ شیعہ"۔

بہر حال فقہ جعفری ہو یا فقہ شیعہ جب ان کے ائمہ معصومین کے دورِ امامت میں ہی اس کے قانونی نفاذ کا ثبوت نہیں ہے تو پاکستان میں اس کے نفاذ کا کیونکر جواز ہو سکتا ہے؟۔ لہٰذا جنرل محترم سے

ہمارا یہ پُرزور مطالبہ ہے کہ خلافت راشدہ کے معیاری دور کی پیروی میں اسلامی نظامِ حکومت قائم کر کے پاکستان کو ایک مثالی اسلامی مملکت بنا کر اللہ تعالیٰ کی رضامندی حاصل کرنے کی کوشش کی جائے۔ والسلام

منجانب: تحریک خدام اہل سنت چکوال ضلع جہلم پاکستان

۱۷ / جمادی الثانیہ ۱۳۹۸ھ...... ۲۵ / مئی ۱۹۷۸ء

قرارداد صداقت

بطور پبلک لاء فقہ جعفری نافذ نہ کی جائے

بخدمت جناب صدر مملکت جنرل محمد ضیاء الحق صاحب چیف مارشل لاء ایڈ منسٹریٹر پاکستان

فقہ جعفری کے نفاذ کے سلسلہ میں آل پاکستان شیعہ کنونشن بھکر (میانوالی) منعقدہ ۱۲/ ۱۳، اپریل ۱۹۷۹ء مفتی جعفر حسین صاحب سابق شیعہ رکن اسلامی مشاورتی کونسل پاکستان نے یہ اعلان کیا تھا کہ اگر حکومت نے ۳۰/ اپریل تک شیعہ مطالبات کو تسلیم نہ کیا تو وہ مشاورتی کونسل کی رکنیت سے مستعفی ہو جائیں گے۔ چنانچہ انہوں نے حسب اعلان یکم مئی کو اپنا استعفیٰ صدر مملکت کو ارسال کر دیا ہے اور آج ۴/ مئی کو شیعہ قوم یوم احتجاج منا رہی ہے۔ حالانکہ صدر مملکت جنرل محمد ضیاء الحق صاحب نے شیعہ مطالبات کے تحت شیعہ وفد کی ملاقات کے لیے ۵/ مئی کی تاریخ مقرر کر دی تھی۔ ان حالات میں جماز جمعہ کے موقعہ پر مدنی جامع مسجد چکوال میں سنی مسلمانوں کا یہ اجتماع شیعہ قوم کی حالیہ احتجاجی کارروائیوں کو ملک کے موجودہ بحرانی حالات میں اضافہ کا سبب تصور کرتا ہے اور شیعہ مجوزہ ایجی ٹیشن کو انتہائی خطرناک قرار دیتا ہے۔ مسلمانانِ اہل سنت کا یہ اجتماع شیعہ قوم کی طرف سے پاکستان میں فقہ جعفری کو بطور پبلک لاء نافذ کرنے کے مطالبہ کو بالکل غیر معقول اور ناجائز قرار دیتا ہے کیونکہ: ملک میں دو متضاد قانونوں کا نفاذ بالکل بے معنی اور اشتعال انگیز ہے۔ شیعہ مذہب میں حضرت علی رضی اللہ عنہ سے لے کر امام غائب حضرت مہدی تک مجوزہ بارہ امام انبیائے سابقین علیہم السلام سے افضل ہیں۔ حالانکہ آج جس فقہ کو فقہ جعفری کہا جاتا ہے حضرت علی رضی اللہ عنہ نے بھی باوجود اقتدار اعلیٰ (منصب خلافت راشدہ) پر فائز ہونے کے اس فقہ جعفری کا قانون نافذ نہیں کیا بلکہ آپ نے اسی اسلامی قانون کو نافذ رکھا جو سابق خلفائے راشدین (خلفائے ثلٰثہ) حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ، حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ، حضرت عثمان ذوالنورین رضی اللہ عنہ نے اپنے اپنے دور

خلافت میں نافذ کیا تھا اور نہ ہی گیارہویں امام حضرت حسن عسکری کے دورِ امامت تک کسی امام کے دور میں فقہ جعفری کے قانونی نفاذ کا کوئی نام ونشان ملتا ہے۔ گو شیعہ مذہب کی بنیاد پر آخری اور بارہویں امام حضرت مہدی کا قیامت تک دورِ امامت ہے لیکن آپ خود صدیوں سے غائب ہیں اور غیبت کبریٰ کے زمانہ میں تو آپ سے کسی کی بھی ملاقات نہیں ہو سکتی اس لیے نہ ہی خود امام غائب فقہ جعفری کو بلا واسطہ نافذ کر سکتے ہیں اور نہ ہی کسی نائب امام تک ان کا حکم پہنچنے کا کوئی یقینی ذریعہ ہے حالانکہ شیعہ مذہب میں اسلامی قانون یا خود امام معصوم نافذ کر سکتا ہے یا ان کے حکم سے ان کا نائب۔ لہٰذا شیعہ مذہب کے اصول پر شیعہ قوم کا یہ مطالبہ ہی بالکل بے بنیاد ہے۔

انگریزی دورِ اقتدار سے پہلے تقریباً ۸۰۰ سال تک متحدہ ہندوستان میں فقہ حنفی کا قانون رہا ہے اور اب پاکستان میں بھی بطور پبلک لاء کے (خلافت راشدہ پر مبنی) فقہ حنفی کا نفاذ ہی صحیح اور حق ہے اس لیے مدنی جامع مسجد چکوال میں سنی مسلمانوں کا یہ اجتماع صدر مملکت کے حسب ذیل سابقہ بیان کی بھرپور تائید کرتا ہے کہ چونکہ ملک میں سنی مسلمانوں کی اکثریت ہے اس لیے پاکستان میں صرف فقہ حنفی کا نفاذ ہوگا اور ملک میں ہر فرقہ کے لیے علیحدہ قوانین کا نفاذ ممکن نہیں۔ (بحوالہ نوائے وقت لاہور ۱۶ر فروری ۱۹۷۹ء)

سنی مسلمانوں کا یہ اجتماع ۱۲ر ۱۳، اپریل ۱۹۷۹ء کی پاکستان شیعہ کنونشن بھکر میں شیعہ مقررین کی دلآزار اور اشتعال انگیز تقریروں کے خلاف پرزور احتجاج کرتا ہے اور سنی علماء و مشائخ بھکر کی حسب ذیل قرارداد کی پُرزور تائید کرتا ہے کہ:

''یہ اجلاس آل پاکستان شیعہ کنونشن میں ہونے والی دلآزار اور فتنہ انگیز تقاریر اور نعرہ بازی کی مذمت کرتا ہے اور حکومت سے مطالبہ کرتا ہے کہ اس کنونشن کے منتظمین اور گستاخ مقررین کو عبرتناک سزا دی جائے۔ فقہ جعفری کے نام پر جو ڈھونگ رچایا گیا ہے اس نے ان لوگوں کے خطرناک عزائم کو بے نقاب کر دیا ہے۔ مقررین نے نفاذ فقہ جعفریہ کے مطالبہ کے نام پر فقہ حنفی اور امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کی سخت توہین کی۔ صحابہ کرام کے خلاف رسوا زبان استعمال کی گئی۔ یہاں تک کہ فخر الانبیاء حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے گھرانے کو بھی معاف نہیں کیا گیا۔ مقررین نے فساد کی آگ بھڑکانے کی پوری کوشش کی۔ اس کنونشن نے اس علاقہ میں جو اثرات چھوڑتے ہیں ان کے پیش نظر اگر ان لوگوں کے خلاف کارروائی نہ کی گئی اور انہیں اس سنگین

جرم کی سزا نہ دی گئی تو اس سے فتنہ پرور لوگوں کے حوصلے بلند ہوں گے۔ جن کے نتائج خطرناک برآمد ہو سکتے ہیں۔'' (بحوالہ ہفت روزہ خدام الدین لاہور، ۲۷/اپریل ۱۹۷۹ء)

منجانب: خادم اہل سنت (قاضی) مظہر حسین غفرلہ
خطیب مدنی جامع مسجد چکوال ضلع جہلم و بانی و امیر
تحریک خدام اہل سنت پاکستان
۶/جمادی الثانیہ ۱۳۹۹ھ، ۴/مئی ۱۹۷۹ء

سنی قرارداد مساجد کا احترام ملحوظ رکھا جائے

ایام محرم اور چہلم کے موقعہ پر عموماً شیعہ فرقہ کے لوگ تعزیہ اور ذوالجناح کے جلوس نکالتے ہیں اور سنی مساجد کی گلیوں میں بھی شیعہ ماتمی جلوس نوحہ و ماتم اور سینہ کوبی اور زنجیر زنی کے مظاہرے کرتے ہیں حالانکہ یہ ماتمی افعال و رسوم سنی مذہب کے عقائد کے تحت ناجائز اور حرام ہیں۔ جن کی وجہ سے مساجد کا شرعی احترام و تقدس مجروح ہوتا ہے۔ اس لیے ہم مسلمانانِ اہل سنت والجماعت جنرل ضیاء الحق صاحب چیف مارشل لاء ایڈمنسٹریٹر پاکستان سے پرزور مطالبہ کرتے ہیں کہ وہ ایک فوری آرڈیننس کے ذریعہ شیعہ ماتمی جلوسوں کے لیے یہ حکم نافذ کر دیں کہ وہ سنی مساجد کی گلیوں میں کسی قسم کا کوئی نوحہ و ماتم نہ کریں اور خاموشی کے ساتھ وہاں سے جلدی جلدی گزر جائیں۔

شریعت بل

سینیٹرز قاضی عبداللطیف اور مولانا سمیع الحق کی جانب سے

سینیٹ کے اجلاس میں پیش کردہ نفاذ شریعت بل

اسلام آباد (جنگ نیوز) سینیٹرز قاضی عبداللطیف اور مولانا سمیع الحق نے ۱۳۔ جولائی ۱۹۸۵ء کو منعقدہ سینٹ اجلاس میں نفاذ شریعت بل ۱۹۸۵ء پیش کیا۔ بل پہلے قائمہ کمیٹی اور بعد ازاں ۱۰۔ نومبر ۱۹۸۵ء کو منتخب کمیٹی کو بھیج دیا گیا۔ اس کمیٹی نے ۱۲۔ دسمبر ۱۹۸۵ء کو اپنی رپورٹ ایوان میں پیش

کی۔۲۶۔جنوری ۱۹۸۶ء کو یہ بل منتخب کمیٹی کی پیش کردہ صورت میں سینٹ کے زیرِ غور لایا گیا۔سینٹ نے یہ فیصلہ کیا کہ اس بل پر رائے عامہ حاصل کرنے کے لیے اسے مشتہر کیا جائے جو شخص ادارہ انجمن یا کوئی تنظیم اس بل کی تمام یا اس کی کسی دفعہ پر رائے کا اظہار کرنا چاہے وہ اپنی رائے سیکرٹری سینٹ سیکرٹری بینک دولت پاکستان بلڈنگ اسلام آباد کو زیادہ سے زیادہ ۲۵۔اپریل ۱۹۷۸ء تک ارسال کر دیں۔مکمل بل حسبِ ذیل ہے:۔(منتخب کمیٹی کی پیش کردہ صورت میں (ایک بل)

''چونکہ قرار دادِ مقاصد کو جو کہ سابقہ دستاویز میں بطور تمہید کے رکھی گئی تھی، جناب صدر مملکت نے اپنے صدارتی اختیارات کو بروئے کار لاتے ہوئے دستور مستقل کا حصہ قرار دے دیا۔اور چونکہ قرار داد مقاصد میں اس ملک کا حاکم اعلیٰ تشریعی اور تکوینی دونوں حیثیتوں سے رب العالمین خالق کائنات کو تسلیم کیا گیا ہے۔اور چونکہ یہ ملک مسلمانوں کی عملی زندگی کو قرآن اور سنت کے مطابق ڈھالنے کے لیے معرضِ وجود میں لایا گیا ہے اور چونکہ اس ملک کے باشندوں کے ساتھ یہ عہد کیا گیا کہ یہاں قرآن وسنت کا قانون زندگی کے ہر شعبہ پر حاوی اور نافذ ہوگا۔اور چونکہ موجودہ ریفرنڈم اور انتخابات میں عوام نے صدر مملکت اور پارلیمنٹ کو شریعت کے عملی نفاذ کے لیے منتخب کیا ہے۔لہٰذا اب حسبِ ذیل قانون وضع کیا جاتا ہے''۔

مختصر عنوان، وسعت اور آغاز نفاذ:

یہ ایکٹ نفاذِ شریعت ایکٹ ۱۹۸۵ء کے نام سے موسوم ہوگا۔

① یہ پورے پاکستان پر وسعت پذیر ہوگا۔یہ فی الفور نافذ العمل ہوگا۔② تعریف: اس ایکٹ میں شریعت سے مراد: (الف) دین کا وہ خاص طریقہ ہے جسے اللہ تعالیٰ نے خاتم النبیین حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کے ذریعے سے اپنے بندوں کے لیے مقرر کیا ہے۔(ب) شریعت کا اصل ماخذ قرآن پاک اور سنت رسول ﷺ ہے۔(ج) کوئی حکم یا ضابطہ جو اجماعِ امت سے ثابت اور ماخوذ ہو، شریعت کا حکم متصور ہوگا۔(د) ایسے احکام جو امت کے مسلمہ اور مستند فقہاء (مجتہدین) نے قرآن پاک سنت رسول ﷺ اور اجماعِ امت کے قیاس و اجتہاد کے ذریعے مستنبط کر کے مدون کیے ہیں شریعت کے احکام متصور ہوں گے۔

③ کوئی مقننہ شریعت کے خلاف قانون نہیں بنائے گی۔

مقننہ کوئی ایسا قانون یا قرار داد منظور نہیں کر سکے گی جو شریعت کے احکام کے خلاف ہو۔اگر ایسا

کوئی قانون یا قرارداد منظور کر لی گئی تو اُسے وفاقی شرعی عدالت میں چیلنج کیا جا سکے گا۔

④ عدالتیں شریعت کے مطابق مقدمات کا فیصلہ کریں گی: ملک کی عدالتیں تمام امور و مقدمات میں شریعت کے مطابق فیصلہ کرنے کی پابند رہیں گی۔

⑤ وفاقی شرعی عدالت کا دائرہ اختیار: وفاقی شرعی عدالت کا دائرہ اختیار سماعت و فیصلہ بلا استثناء تمام امور و مقدمات پر حاوی ہوگا۔

⑥ علماء کو جج مقرر کیا جائے گا: تمام عدالتوں میں حسبِ ضرورت تجربہ کار جید اور مستند علماء دین کا بحیثیت جج اور معاونین عدالت تقرر کیا جائے گا۔

⑦ ججوں کی تربیت کے انتظامات: علوم شرعیہ اور اسلامی قانون کی تعلیم اور ججوں کی تربیت کا ایسا مؤثر انتظام کیا جائے گا کہ مستقبل میں علوم شرعیہ اور خصوصاً اسلامی قانون کے ماہر جج تیار ہو سکیں۔

⑧ ذرائع ابلاغ کی تطہیر: تمام ذرائع ابلاغ کو خلافِ شریعت پروگراموں فواحش اور منکرات سے پاک کیا جائے گا۔

⑨ حرام کی کمائی پر پابندی: حرام طریقوں اور خلاف شریعت کاروبار کے ذریعہ دولت کمانے پر پابندی ہوگی۔

⑩ بنیادی حقوق کا تحفظ: شریعت نے جو بنیادی حقوق باشندگانِ ملک کو دیئے ہیں ان کے خلاف کوئی حکم نہیں دیا جائے گا۔

بیان اغراض و وجوہ: مملکت خداداد پاکستان ایک نظریاتی ملک ہے۔ اس کی بنیاد اسلام کے نظریہ پر قائم ہے۔ اس مسوّدۂ قانون کی غرض و غایت اللہ تعالیٰ کی خوشنودی اور ملک کے اسلامی نظریہ کا استحکام ہے۔ اہل ملک کو جو بلا امتیاز عرصہ سے اس نظام کے لیے بے چین ہیں مطمئن کرنا ہے۔ ملک میں صحیح اسلامی معاشرہ کے ذریعہ امن و امان اور اسلامی مساوات قائم کرنا ہے۔

تحریک خدام اہل سنت پاکستان کی ترمیمی تجاویز

مجوزہ شریعت بل کے اصل مقاصد سے ہمیں اتفاق ہے لیکن پاکستان میں چونکہ مسلمانان اہل السنت والجماعت کی عظیم اکثریت ہے۔ اس لیے ان کے شرعی اصول و حقوق کے تحفظ کے لیے ہماری ترمیمی تجاویز حسبِ ذیل ہیں:

① پاکستان کو سُنّی اسٹیٹ قرار دیا جائے جیسا کہ اکثریت کی بنا پر ایران کو شیعہ اسٹیٹ قرار دیا گیا ہے۔

② چونکہ خاتم النبیین حضرت محمد ﷺ کی قائم کردہ حکومت الٰہیہ کا کامل و جامع نمونہ خلفائے راشدین حضرت ابوبکر صدیق، حضرت عمر فاروق، حضرت عثمان ذوالنورین اور حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہم کا نظام خلافت راشدہ ہے جو قرآنی وعدہ کے تحت قائم ہوا ہے اور رسول کریم ﷺ نے بھی اپنی سنت کے ساتھ ان کی سنت کی اتباع کو لازم قرار دیا ہے۔ چنانچہ فرمایا ہے: عَلَيْكُمْ بِسُنَّتِي وَسُنَّةِ الْخُلَفَاءِ الرَّاشِدِيْنَ الْمَهْدِيِّيْنَ (مشکوٰۃ شریف) یعنی تم پر میری سنت اور میرے ہدایت یافتہ خلفائے راشدین کی سنت کی اتباع لازم ہے۔ اس لیے مجوزہ شریعت بل نمبر ۲ کی دفعہ (ج) کے تحت یہ عبارت لکھی جائے:۔ کتاب وسنت کے بعد خلفائے راشدین حضرت ابوبکر صدیق، حضرت عمر فاروق، حضرت عثمان ذوالنورین اور حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہم کی اتباع لازم ہوگی اور جو حکم یا ضابطہ ان سے ثابت یا ماخوذ ہو شریعت کا حکم متصور ہوگا۔

③ دفعہ (د) کے تحت سابقہ دفعہ (ج) کی یہ عبارت لکھی جائے: کوئی حکم یا ضابطہ جو اجماع امت سے ثابت یا ماخوذ ہو شریعت کا حکم متصور ہوگا۔

④ سابقہ دفعہ (د) کو حذف کر کے اس کے تحت یہ عبارت لکھی جائے: چونکہ پاکستان میں سُنّی حنفی مسلمانوں کی عظیم اکثریت ہے۔ اس لیے بطور پبلک لاء فقہ حنفی کا نفاذ ہوگا۔ جیسا کہ ایران میں بطور پبلک لاء فقہ جعفری نافذ ہے۔

⑤ اس کے بعد دفعہ (ر) کے تحت یہ لکھا جائے کہ: اقلیتی مسلم فرقوں کے شخصی معاملات کے فیصلے ان کے اپنے فقہی مسلک کے مطابق کیے جائیں گے۔

⑥ نمبر ۱۲ ''قرآن وسنت کی تعبیر'' کے تحت یہ عبارت لکھی جائے: قرآن وسنّت کی وہی تعبیر معتبر ہوگی جو خلفائے راشدینؓ، صحابہ کرامؓ، اہل بیتؓ عظام اور اہل السنت والجماعت کے مستند مجتہدین کے علم اصول تفسیر اور علم اصول حدیث کے مسلمہ قواعد وضوابط کے مطابق ہو۔

منجانب: تحریک خدامِ اہل سنت پاکستان، اگست ۱۹۸۵ء

سُنّی مطالبات، قرار دادیں

① مکہ مکرمہ، مدینہ منوّرہ اور عرب وعجم کے تمام مسلمانوں کے متفقہ کلمۂ اسلام لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ کے خلاف شیعوں کے خودساختہ کلمۂ اسلام لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ۔ عَلِیٌّ وَلِیُّ اللّٰهِ۔ وَصِیُّ رَسُوْلِ اللّٰهِ وَخَلِيْفَتُهٗ بِلَا فَصْلٍ کے خلاف ہم شدید احتجاج کرتے ہیں اور

حکومت سے پُرزور مطالبہ کرتے ہیں کہ وہ اس بے بنیاد کلمۂ اسلام پر پابندی لگا کر اصلی کلمۂ اسلام کی حفاظت کرے۔

② کلمۂ اسلام میں تبدیلی کرنے کی بناء پر چونکہ جمہور مسلمانوں کے ساتھ شیعوں کے مذہبی اور ملّی اتحاد و اشتراک کی اب کوئی بنیاد باقی نہیں رہی اس لیے ہم حکومت سے پرزور مطالبہ کرتے ہیں کہ وہ سرکاری اسکولوں کے نصاب سے شیعہ دینیات کو فوری طور پر منسوخ کر کے صرف سوادِ اعظم اہل سنت کا نصاب دینیات نافذ کرے۔

③ مروّجہ ماتمی رسوم اور ماتمی جلوس مذہب اہل السنت والجماعت میں حرام ہیں لیکن باوجود اس کے سنّی مسلمانوں کے محلوں، تنگ کوچوں اور گلیوں اور سُنّی مساجد کے سامنے سے ماتمی جلوس گزارے جاتے ہیں جن کی وجہ سے سارے ملک میں سُنّی شیعہ فرقہ وارانہ تصادم کے واقعات رونما ہو رہے ہیں۔ اس لیے ہم حکومت سے پُرزور مطالبہ کرتے ہیں کہ ان فتنہ انگیز ماتمی جلوسوں کے روٹس منسوخ کر کے شیعوں کو ماتمی رسوم کی ادائیگی کے لیے امام باڑوں میں پابند کر دیا جائے۔

④ آئینِ پاکستان میں ''مرزائی'' (لاہوری ہوں یا قادیانی) غیر مسلم قرار دیئے جا چکے ہیں۔ لیکن باوجود اس کے وہ اسلام کے نام پر اپنے کافرانہ نظریات کی تبلیغ کر رہے ہیں۔ اس لیے ہم حکومت پاکستان پُرزور مطالبہ کرتے ہیں کہ مرزائیوں کا لٹریچر ضبط کر لیا جائے اور اسلام اور اسلامی اصطلاحات کے استعمال کی بنا پر ان کو از روئے قانون سنگین سزا دی جائے۔

⑤ امروٹ شریف ضلع سکھر (سندھ) میں ۱۰ محرم ۹۶ھ بوقت ظہر شیعوں کے ایک ماتمی جلوس نے خاص سازش کے تحت حضرت مولانا محمد شاہ صاحب امروٹی (امیر جمعیت علمائے اسلام صوبہ سندھ) کے صاحبزادہ مولانا حافظ سیّد منیر احمد شاہ صاحب کو شہید کر دیا ہے۔ نماز جمعہ کے بعد مدنی جامع مسجد میں مسلمانان اہل السنت والجماعت کا یہ عظیم اجتماع شیعوں کی اس جارحانہ کارروائی کے خلاف پُرزور احتجاج کرتا ہے اور حکومت سے یہ مطالبہ کرتا ہے کہ وہ مجرموں کو عبرتناک سنگین سزا دے کر مسلمان اہل سنت کو مطمئن کرے۔

(نوٹ) یہ قرارداد وزیر اعظم پاکستان اور وزیر اعلیٰ سندھ کو بھیج دی گئی ہے۔

منجانب: خادم اہل السنت الاحقر مظہر حسین غفرلہ، خطیب مدنی جامع مسجد چکوال
ضلع جہلم و امیر تحریک خدام اہل سنت پنجاب

۲۷ محرم ۱۳۹۶ھ ـ ۳۰ جنوری ۱۹۷۶ء

سُنّی قراردادیں

① مولانا منظور احمد چنیوٹی کے سوالات پر عمل کیا جائے
② سپیکر صوبائی اسمبلی اپنا فیصلہ واپس لیں
③ شیعوں کو ان کی آبادی کے تناسب سے ملازمتیں دی جائیں

بخدمت جناب وزیر اعلیٰ صاحب، صوبہ پنجاب

جناب مولانا منظور احمد صاحب چنیوٹی ایم پی اے نے صوبائی اسمبلی کے گزشتہ سیشن میں حسبِ ذیل سوالات پیش کیے تھے اور جناب اسپیکر نے اسمبلی کے آئندہ اجلاس میں ان کے متعلق دریافت کرنے کی منظوری دے دی تھی اور متعلقہ محکموں کو سرکاری چٹھیاں بھی بھیج دی گئی تھیں۔

① سوال نمبر ۱۸۸۵: کیا وزیر اعلیٰ از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ ۞ صوبہ میں شیعہ مسلک رکھنے والے گریڈ ۱۷ اور اس سے اوپر کے ملازمین کی کل تعداد کیا ہے؟ محکمہ وار ہر ملازم کا نام گریڈ تاریخ تقرری موجودہ عہدہ اور جائے تعیناتی کی تفصیل کیا ہے؟ ۞ شیعہ مسلک سے تعلق رکھنے والے افراد کا صوبہ میں کُل آبادی کا تناسب کتنا ہے اور ان کی ملازمتوں کا آبادی کے لحاظ سے تناسب کیا ہے؟

② سوال نمبر ۱۸۸۶: کیا وزیر اعلیٰ از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ قادیانیوں کی صوبہ میں کل آبادی کتنی ہے اور آبادی کے لحاظ سے گریڈ ۱۷ تا گریڈ ۲۰ میں ملازمتوں کا تناسب کتنا ہے؟ اگر آبادی کے لحاظ سے ان ملازمتوں کا تناسب کہیں زیادہ ہے تو کیا یہ مسلم اکثریت اور دیگر اقلیتوں سے زیادتی نہیں۔ اگر جواب اثبات میں ہے تو حکومت کی جانب سے اس کے ازالہ کی کیا تدبیر کی جارہی ہے؟

اسپیکر کی کمزوری: معلوم ہوا ہے کہ شیعہ تنظیموں نے مولانا منظور احمد صاحب چنیوٹی موصوف کے مذکورہ مطالبات کے خلاف شدید احتجاج کیا ہے جس سے مرعوب ہو کر سپیکر صاحب صوبائی اسمبلی نے اپنا فیصلہ منسوخ کر دیا ہے لہٰذا:

سنّی قرارداد: ① ہم مسلمانان اہل السنت والجماعت جناب مولانا منظور احمد صاحب چنیوٹی کے سوالات کی بھرپور تائید کرتے ہیں اور جناب نواز شریف صاحب وزیر اعلیٰ صوبہ پنجاب سے پُرزور مطالبہ کرتے ہیں کہ آبادی کے تناسب سے اہل تشیع اور مرزائی پارٹی کے افراد کو ملازمتیں دے کر مسلمانان اہل السنت والجماعت کی عظیم اکثریت کے حقوق کا تحفظ کیا جائے۔

② سنّی مسلمان جناب وزیر اعلیٰ سے مطالبہ کرتے ہیں کہ قادیانی پارٹی یہودی ریاست اسرائیل کی ایجنٹ ہے۔ چنانچہ انہوں نے اسرائیل میں اپنی باضابطہ شاخیں قائم کی ہوئی ہیں اس لیے خصوصی طور پر پاک فوج سے قادیانی افسروں کا اخراج کر کے ملک وملت کی سلامتی کا تحفظ کیا جائے۔

③ مسلمانان اہل سنت سپیکر صوبائی اسمبلی کی طرف سے اپنا سابق فیصلہ منسوخ کرنے پر شدید احتجاج کرتے ہیں اور ان سے پُرزور مطالبہ کرتے ہیں کہ وہ اپنے اس فیصلہ سے رجوع کر کے اسلامی اور جمہوری عدل کا ثبوت دیں کیونکہ شیعوں نے خود اپنا جداگانہ تشخص قائم کرنے کے لیے (i) ملتِ

اسلامیہ کے اجماعی کلمہ اسلام وایمان لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ اور اذان کے برعکس اپنے کلمہ اور اذان میں علی ولی اللہ وصی رسول اللہ وخلیفتہ بلافصل کا اضافہ کر لیا ہے جس کی بنا پر رحمۃ للعالمین خاتم النبیین حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کے پہلے تین خلفائے راشدین حضرت ابوبکر صدیق، حضرت عمر فاروق اور حضرت عثمان ذوالنورین رضی اللہ عنہم کی خلافت راشدہ کی نفی ہوتی ہے (ii) شیعوں نے مارشل لاء حکومت کے تحت زکوٰۃ وعشر آرڈیننس سے اپنے آپ کو مستثنیٰ کروالیا ہے۔ (iii) شیعوں نے سکولوں اور کالجوں میں اپنا جداگانہ مذہبی نصاب منوا لیا ہے (iv) اثنا عشری شیعوں کا عقیدۂ امامت ملتِ اسلامیہ کے اجماعی عقیدہ ختم نبوت کے منافی ہے شیعوں کے اپنے اس طرز عمل کی بنا پر یہ ضروری ہے کہ اُن کی آبادی کا تناسب دریافت کیا جائے اور ان کو آبادی کے تناسب سے ملازمتیں دی جائیں اور اگر حکومت نے مولانا منظور احمد صاحب چنیوٹی ایم پی اے کے مطالبات پر عمل نہ کیا تو اس سے یہ لازم آئے گا کہ حکومت عمداً اسوادِ اعظم اہل السنت والجماعت کے جائز جمہوری حقوق کو پامال کرنا چاہتی ہے۔

شائع کردہ: تحریک خدام اہل سنت پاکستان، ۲۷۔ فروری ۸۷ م، ۲۸۔ جمادی الثانی ۱۴۰۷ھ۔

اہم سُنّی قراردادیں

۱۸۔ دسمبر ۱۹۸۱ء یوم الجمعۃ المبارک

① مدنی جامع مسجد چکوال میں نماز جمعہ کے موقعہ پر سُنّی مسلمانوں کا یہ اجتماع صدر مملکت جنرل محمد ضیاء الحق صاحب اور گورنر پنجاب جنرل غلام جیلانی صاحب کے اس اسلامی اقدام پر ان کو خراجِ تحسین پیش کرتا ہے کہ حکومت نے ایک شیعہ عالم مولوی حسین بخش جاڑا مقیم دریا خان تحصیل بھکر ضلع میانوالی کی

شائع کردہ کتاب ''مناظرہ بغداد'' کو ضبط کر لیا ہے جو ایک فرضی مناظرہ ہے اور اس میں خلفائے راشدین کی صریح توہین پائی جاتی ہے۔ نیز اس کتاب میں اسلام کے جرنیلِ اعظم حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کو العیاذ باللہ ''سیف الشیطان'' لکھا گیا ہے۔ حالانکہ حضور خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت خالد رضی اللہ عنہ کو سیف اللہ کا لقب عطاء فرمایا ہے۔ ☆ سنّی مسلمانوں کا یہ اجتماع حکومت سے پُرزور مطالبہ کرتا ہے کہ ''مناظرہ بغداد'' شائع کرنے والوں کو عبرتناک سزا دے کر سنّی مسلمانوں کو مطمئن کیا جائے۔

② اہل السنت والجماعت کا یہ اجتماع حالیہ ۱۷۔صفر ۱۴۰۲ھ کے ماتمی جلوس چہلم میں مدنی جامع مسجد چکوال کے دروازہ پر ڈی سی صاحب جہلم اور پولیس فورس کی موجودگی میں ۷۔محرم کے سابقہ معاہدہ کی خلاف ورزی اور انتہائی اشتعال انگیز ماتمی مظاہرے کے خلاف شدید احتجاج کرتا ہے اور حکومت سے پُرزور مطالبہ کرتا ہے کہ مدنی مسجد کی گلی کا روٹ تبدیل کر کے اس سخت خلفشار کو ختم کیا جائے۔

③ مسلمانانِ اہل السنت والجماعت کا یہ اجتماع محرم کے ماتمی جلوس کے موقعہ پر شورکوٹ ضلع جھنگ میں انتظامیہ کی طرف سے سنّی طلبہ اور علماء پر تشدد اور ان کی گرفتاری کے خلاف شدید احتجاج کرتا ہے اور حکومت سے پُرزور مطالبہ کرتا ہے کہ وہ انتظامیہ کے ان افسروں کے خلاف سخت ایکشن لے جنھوں نے سُنّی مذہبی طبقہ کو تشدد کا نشانہ بنا کر شہر کے امن کو برباد کرنے کی کوشش کی ہے۔

④ ہر سال ''شیعہ'' ماتمی جلوسوں کے مقررہ روٹس کی حدود سے تجاوز کرتے ہیں اور کئی مقامات پر نذر و منت کے بہانہ سے بلا لائسنس جلوس کی شکل میں علم نکال لیتے ہیں اور آئندہ سال کے لیے اس کو جواز بنا لیتے ہیں جن کی وجہ سے فرقہ وارانہ تصادم ہوتا رہتا ہے۔ اس لیے سُنّی مسلمانوں کا یہ اجتماع حکومت سے پُرزور مطالبہ کرتا ہے کہ وہ ہر قسم کے ماتمی جلوسوں پر مکمل پابندی عائد کر کے ملک کی سالمیت کا تحفظ کرے اور سوادِ اعظم اہل السنت والجماعت کو مطمئن کرے۔

منجانب: خادم اہل سنت مظہر حسین غفرلہ خطیب مدنی جامع مسجد چکوال
و امیر تحریک خدام اہل سنت پاکستان، ۱۸، ستمبر ۱۹۸۱ء

زکوٰۃ کمیٹیوں میں شیعوں کی رکنیت ختم کر دی جائے

محترم جناب بریگیڈیر گلزار احمد صاحب صدر زکوٰۃ کمیٹی ضلع جہلم

السلام علیکم! آپ سے بالمشافہ ملاقات کا صرف ایک بار موقع ملا ہے جب تین چار سال قبل آپ

ملاقات کے لیے میرے ہاں تشریف لائے تھے لیکن عدیم الفرصتی کی وجہ سے آپ چند منٹ ہی ٹھہرے تھے۔ اب ہفت روزہ ''نسیم''، جہلم مجریہ ۳۰۔ جولائی ۱۹۷۹ء میں شائع شدہ کارروائی سے معلوم ہوا کہ آپ زکوٰۃ کمیٹی ضلع جہلم کے صدر ہیں۔ ماشاء اللہ۔ اور آپ کے منصب صدارت کے پیش نظر ہی یہ چٹھی ارسال کر رہا ہوں۔

① متعدد مقامات سے یہ اطلاعات آئی ہیں کہ زکوٰۃ کمیٹیوں میں شیعوں کو بھی ممبر بنایا گیا ہے اور ہمارے اپنے گاؤں بھیں تحصیل چکوال کی زکوٰۃ کمیٹی کے سات ارکان میں بھی دو رکن شیعہ ہیں جس کا علم مجھے تشکیل کمیٹی کے بعد ہوا۔ آپ پر یہ حقیقت مخفی نہیں ہے کہ مجوزہ زکوٰۃ کمیٹیوں کی نوعیت صرف دنیوی اور سیاسی نہیں بلکہ خالص دینی اور شرعی ہے۔ کیونکہ مثل نماز کے زکوٰۃ بھی ایک فرض عبادت ہے جس کا حکم قرآن حکیم میں ہے وَ اَقِیۡمُوا الصَّلٰوۃَ وَ اٰتُوا الزَّکٰوۃَ (نماز قائم رکھو اور زکوٰۃ دو) قرآن مجید سورۃ الحج کی آیت تمکین میں نظام صلوٰۃ و زکوٰۃ کو قرآن کے موعودہ خلفائے راشدین کے فرائض میں شمار کیا گیا ہے چنانچہ فرمایا: اَلَّذِیۡنَ اِنۡ مَّکَّنّٰہُمۡ فِی الۡاَرۡضِ اَقَامُوا الصَّلٰوۃَ وَ اٰتَوُا الزَّکٰوۃَ وَ اَمَرُوۡا بِالۡمَعۡرُوۡفِ وَ نَہَوۡا عَنِ الۡمُنۡکَرِ (یعنی یہ مہاجرین صحابہؓ ایسے لوگ ہیں کہ اگر ہم ان کو زمین میں تمکین واقتدار دیں تو وہ نماز قائم کریں گے اور زکوٰۃ دیں گے اور ہر معروف (نیکی) کا حکم دیں گے اور ہر منکر (برائی) سے روکیں گے'' اور اس حقیقت سے بھی انکار نہیں کیا جا سکتا کہ افضل الخلفاء حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے خلافت نبوت پر متمکن ہونے کے بعد جب بعض لوگوں نے زکوٰۃ دینے سے انکار کر دیا (حالانکہ وہ کلمہ اسلام، نماز وروزہ اور حج کا انکار نہیں کرتے تھے) تو حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے ان سے جہاد کیا اور دورِ رسالت اور دورِ خلافت راشدہ میں انہی لوگوں کو تحصیل زکوٰۃ پر مامور کیا جاتا تھا جو فرض زکوٰۃ کے معتقد ہوتے تھے لیکن یہ امر انتہائی تعجب خیز ہے کہ زکوٰۃ کمیٹیوں میں شیعوں کو بھی ممبر بنایا جا رہا ہے جو اعتقاداً تو زکوٰۃ کے منکر نہیں لیکن وہ شیعہ مذہب کی بنیاد پر صدر مملکت جنرل ضیاء الحق صاحب چیف مارشل لاء ایڈمنسٹریٹر آف پاکستان کے نافذ کردہ قانون زکوٰۃ کو صحیح نہیں تسلیم کرتے۔ چنانچہ مفتی جعفر حسین صاحب صدر تحریک نفاذ فقہ جعفریہ پاکستان کے حسبِ ذیل بیانات ملاحظہ فرمائیں: ① فقہ جعفریہ کے مطابق ۹ چیزوں پر زکوٰۃ واجب ہے۔ سونے، چاندی اور نوٹوں پر زکوٰۃ واجب نہیں بلکہ سکوں پر ہے اور پھر یہ کہ شیعوں سے زکوٰۃ میں وصول شدہ رقم شیعوں پر ہی صرف ہو سکتی ہے۔ عُشر۔۔ یعنی زمین پر سرے سے واجب نہیں یہ صرف اس سرکاری زمین پر ایک فیصد لگتی ہے جو مزارعین کو پٹہ پر دی جائیں (شیعہ ہفت

روزہ ''اسد'' لاہور، ۱۰ فروری ۱۹۷۹ء) ② زکوٰۃ اور عُشر کے بارے میں مفتی جعفر حسین نے کہا کہ فقہ جعفریہ کے نزدیک نقدی پر قطعاً کوئی زکوٰۃ نہیں جب کہ سونے اور چاندی کی صورت میں سکے نہ ہوں تو زکوٰۃ کا کوئی جواز نہیں۔ مفتی جعفر حسین نے ایک سوال کے جواب میں بتایا کہ صوبہ پنجاب سے اہل تشیع نے ان کی اپیل پر اب تک بیس سے پچیس کروڑ روپیہ بینکوں سے نکلوایا ہے (ہفت روزہ شیعہ لاہور ۱۶ جولائی ۱۹۷۹ء) ③ قائد تحریک فقہ جعفریہ پاکستان کے علامہ مفتی جعفر حسین مجتہد نے شیعان پاکستان کو ہدایت کی ہے کہ وہ کسی بھی زکوٰۃ کمیٹی کا رکن نہ بنیں اور زکوٰۃ وعشر کمیٹیوں کی تشکیل کا بائیکاٹ کر دیں کیونکہ فقہ جعفریہ میں عُشر کا کوئی جواز نہیں۔ (روزنامہ جنگ راولپنڈی، ۲۔اگست ۱۹۷۹ء) ④ یہ بھی ملحوظ رہے کہ مفتی جعفر حسین کے مندرجہ بیانات کو شیعہ سپریم کونسل پاکستان کی مکمل تائید حاصل ہے جو بیس شیعہ علماء وزعماء پر مشتمل ہے اور اس میں کسی شیعہ عالم کا اختلاف نہیں ہے مفتی جعفر حسین صاحب مجتہد شیعہ کے مندرجہ بیانات کی فوٹو اسٹیٹ کا پیاں مرسل خدمت کر رہا ہوں۔ یہ خالص مذہبی اور شرعی مسئلہ ہے۔اس لیے زکوٰۃ کمیٹیوں کی تشکیل اسلامی شرعی اصول وضوابط اور تحریک نفاذ فقہ جعفریہ کے صدر مفتی جعفر حسین صاحب کے واضح بیانات کے پیش نظر ہونی چاہیے۔ یہ صدر ایوب کی مجوزہ یونین کونسلیں نہیں ہیں کہ بلا کسی شرعی اصول کے محض سیاسی مفاد اور پارٹی بازی کی بنیاد پر ان کی تشکیل کی جائے اور نہ ہی زکوٰۃ کمیٹی میں مروجہ رواداری اور وسعت قلبی کا کوئی دخل ہوسکتا ہے کہ محض شیعوں کی دلداری کے لیے ان کو اس شرعی نظام کا نمائندہ بنا دیا جائے جس کے وہ اپنے مذہب کی بنیاد پر منکر ہیں اور سوائے سونے اور چاندی کے سکوں کے ان کے نزدیک کرنسی نوٹوں اور سونے چاندی کے ڈھیروں پر بھی زکوٰۃ نہیں ہے اور نہ ہی ان پر عُشر لازم ہے اور اگر شیعوں کو زکوٰۃ کمیٹیوں کا ممبر بنانا ضروری ہے تو پھر حکومت کو چاہیے کہ (۱) پاکستان میں سونے اور چاندی کے سکے رائج کر دے (۲) یا صدر تحریک نفاذ فقہ جعفریہ پاکستان مفتی جعفر حسین صاحب سے یہ واضح اعلان کروادے کہ وہ صدر مملکت کے نافذ کردہ قانون زکوٰۃ کو تسلیم کرتے ہیں اور وہ حسبِ قانون کرنسی نوٹوں اور سونے اور چاندی کی زکوٰۃ اور نجی زمینوں کا عُشر ادا کریں گے۔ اگر ان دو صورتوں میں سے حکومت کوئی صورت اختیار نہ کر سکے تو پھر زکوٰۃ کمیٹی کی کسی سطح پر بھی شیعوں کو ممبر بنانا شرعی اصول وضوابط کے خلاف ہے۔ اس طریق کار سے زکوٰۃ کمیٹیوں میں انتشار پیدا ہوگا جس کی وجہ سے عملاً زکوٰۃ کمیٹیاں ناکام ہوجائیں گی اور اسلامی قانون کے مخالفین ومنکرین اور کمیونسٹ واشتراکی لوگوں کو اسلام کو بدنام کرنے کا ایک زریں موقع مل جائے گا۔ العیاذ باللہ

جس طرح کسی کمیونسٹ کو کسی اسلامی قانون کی نمائندہ کمیٹی کا ممبر نہیں بنایا جاسکتا اور فرض نماز کے کسی منکر کو نماز کا امام یا مقتدی نہیں بنایا جاسکتا اسی طرح جب تک شیعہ علماء صدر مملکت کے نافذ کردہ قانون زکوٰۃ کو واضح طور پر تسلیم نہ کرلیں شیعوں کو نظام زکوٰۃ کا محصل اور محافظ قرار نہیں دیا جاسکتا۔

⑤ محترم بریگیڈیر صاحب! آپ پر ضلع جہلم کی زکوٰۃ کمیٹیوں کی تشکیل کی شرعی ذمہ داری عائد ہوتی ہے۔آپ نے اسلامی نظام زکوٰۃ کا تحفظ کرنا ہے۔آپ عنداللہ اس بارے میں مسئول ہیں۔آپ بلاخوف لومۃ لائم محض حق تعالیٰ کی رضا کے حصول کے لیے زکوٰۃ کمیٹیوں میں شیعوں کی رکنیت کو ختم کرنے کا اعلان کردیں۔آپ کے اس صحیح طریق کار سے صدر مملکت کے قانون زکوٰۃ کا مقصد بھی حاصل ہوگا اور اسلامی اصول کا وقار بھی بڑھ جائے گا۔انشاء اللہ تعالیٰ۔

⑥ خصوصاً ہمارے آبائی گاؤں بھیں تحصیل چکوال کی زکوٰۃ کمیٹی کو جلدی توڑ کر نئی زکوٰۃ کمیٹی قائم کریں کیونکہ سابقہ زکوٰۃ کمیٹی میں دو شیعہ ممبروں کے علاوہ بعض ایسے افراد بھی ہیں جن کی دیانت وامانت قابل اعتماد نہیں ہے۔ وما علینا الا البلاغ۔ والسلام

خادم اہل سنت مظہر حسین غفرلہ

خطیب مدنی مسجد چکوال وبانی وامیر تحریک خدام اہل سنت پاکستان۔

۱۴۔رمضان المبارک ۱۳۹۹ھ مطابق ۸۔اگست ۱۹۷۹ء

اسسٹنٹ ڈائریکٹر زکوٰۃ کمیٹی کا جوابی خط

مندرجہ بالا قرارداد چونکہ ہر سال شائع کروا کر حکام بالا اور عوام الناس میں پھیلائی جاتی تھی، چنانچہ ایک مختصر جواب ہمیں متروکاتِ علمیہ، قائد اہل سنت رحمہ اللہ سے مندرجہ ذیل دستیاب ہوا ہے۔

''آپ کی قرارداد ضلع زکوٰۃ کمیٹی جہلم کے اجلاس منعقدہ مورخہ ۱۲، دسمبر ۱۹۸۲ء کے فیصلے کے مطابق آپ کو آگاہ کیا جاتا ہے کہ اس ضمن میں ضلعی زکوٰۃ کمیٹی کسی طرح کا اقدام نہیں کرسکتی، گاؤں کے اہلیان ہی جانتے ہیں کہ کون شیعہ ہے اور کون سُنی ہے؟ اگر گاؤں کے افراد کسی غیر سُنی یعنی شیعہ کو رُکن چُننا چاہیں تو ہمیں یہ معلوم نہیں ہوسکتا کہ وہ شخص رُکن بننے کے قابل ہے یا نہیں۔ والسلام[1]

---

[1] علی رضا صافی، اسسٹنٹ ڈائریکٹر سوشل ویلفیئر سیکرٹری، ضلعی زکوٰۃ کمیٹی، جہلم۔۱۹۸۲ء

یہ جواب غافل سُنی مسلمانوں کی آنکھیں کھولنے کے لیے کافی ہے، یعنی اگر اتفاقی طور پر کسی علاقہ کے اکثر سُنی بالفرض کسی شیعہ کو اپنا نمائندہ منتخب کر دیتے ہیں خواہ وہ نمائندہ بطور رکن زکوٰۃ ہو، یا ممبر قومی و صوبائی اسمبلی یا علاقائی کونسلر وغیرہ تو اب گورنمنٹ کے پاس ایسا کوئی پیمانہ نہیں ہے جو اس کی پیمائش کر سکے کہ انتخاب شدہ شخص اس منصب کا اہل ہے یا نہیں ہے؟ قائد اہل سنت رحمہ اللہ کی پوری زندگی کی جُہدِ مسلسل کا مقصد اصلی یہی تھا کہ اہل سنت ہر میدان میں اپنے پیروں پر کھڑے ہوں، اور انہیں اپنے مذہبی، سماجی اور معاشرتی کاموں کے لیے کسی غیر سُنی کی احتیاج نہ ہو۔ خود سوچیے کہ جب بالائی اور کلیدی عہدوں پر روافض براجمان ہوں گے تو اُن کی دہلیز تک پہنچنے والی درخواستوں اور قراردادوں کا کیا حشر ہوتا ہوگا؟

اہل سنت والجماعت کی احتجاجی قراردادیں

سانحہ نیو کراچی تخریب کاری کا ایک حصہ ہے

شیعہ دھرنا مار سکیم کا سدّ باب کیا جائے

بخدمت صدر مملکت جناب جنرل محمد ضیاء الحق صاحب چیف مارشل لاء ایڈمنسٹریٹر پاکستان

۱۸۔فروری ۱۹۸۳ء بروز جمعہ، اخباری اطلاعات کے مطابق سانحہ نیو کراچی کے حالات حسبِ ذیل ہیں:

گودھرا کالونی نیو کراچی میں سنی مسلمانوں کی ۲۰۔۲۵ ہزار آبادی ہے اور صرف ۱۰۔۱۵ گھر شیعوں کے ہیں۔ شیعوں نے سنی آبادی کے عین وسط میں ایک رہائشی پلاٹ پر غیر قانونی طور پر امام باڑہ بنا لیا تھا۔ جہاں اشتعال انگیزی کرتے رہتے تھے۔ چونکہ یہ امام باڑہ غیر قانونی تھا اس لیے حکام نے ۱۷۔جنوری کو یہ فیصلہ کیا کہ اس امام باڑہ میں شیعہ مزید توسیع نہیں کریں گے۔ اور اس کی بجائے امام باڑہ کے لیے ایک دوسرا پلاٹ مختص کر دیا گیا۔ اس فیصلہ کو فریقین (سنی و شیعہ) نے تسلیم کر لیا تھا۔ لیکن اس کے باوجود ۲۸۔ جنوری کو شیعہ بڑی تعداد میں جمع ہو گئے۔ اشتعال انگیز تقریریں کیں اور معاہدہ کی خلاف ورزی کرتے ہوئے امام باڑہ میں نئی تعمیر شروع کر دی۔ اہل سنت والجماعت نے جب انہیں اس سے منع کیا تو اشتعال میں آ کر انہوں نے امام باڑہ کے قریب سنی مسلمانو کے مکانوں کو آگ لگا دی۔ اسی دوران میں قرآن بھی جلائے گئے (العیاذ باللہ) لیکن شیعوں کی خلاف ورزی اور زیادتی کے باوجود

پولیس نے الٹا سنی مسلمانوں کو گرفتار کیا۔ اس کے باوجود شیعوں نے تخریب کاری کی سازش کے تحت وہاں ہزارہا کی تعداد میں جمع ہو کر ایم اے جناح روڈ کو بلاک کر لیا۔ اور ۴۔ ۵ فروری بروز جمعہ و ہفتہ وہاں دھرنا مار کر بیٹھے رہے۔ اشتعال انگیز تقریریں کیں اور نعرے لگائے۔ حتیٰ کہ ان کے دباؤ میں آ کر حکومت سندھ نے ان کے ناجائز مطالبات تسلیم کر لیے۔ کراچی کے سنی مسلمانوں نے شیعوں کی اس امن سوز اور غیر قانونی کارروائی اور حکومت کی طرف سے ان کی ناز برداری کے خلاف شدید احتجاج کیا اور اپنے مطالبات حکومت کے سامنے پیش کیے (بحوالہ روزنامہ جسارت کراچی، ۶۔ فروری۔ جنگ راولپنڈی ۷۔ فروری جنگ کراچی ۱۱۔ فروری ۱۹۸۳ء)

قرارداد

① ان حالات مین نماز جمعہ کے موقع پر مدنی جامع مسجد میں سنی مسلمانوں کا یہ عظیم اجتماع حکومت سندھ کی اس کمزوری کو تشویشناک قرار دیتے ہوئے شیعوں کے اس جارحانہ اقدام کے خلاف شدید احتجاج کرتا ہے اور جناب صدر مملکت کو توجہ دلاتا ہے کہ شیعوں نے قبل ازیں ۳۔ ۴ جولائی ۱۹۸۰ء کو اسلام آباد میں ایک تاریخی دھرنا مار کر (سیکرٹریٹ کا گھیراؤ کرتے ہوئے) حکومت کو مرعوب کر کے اپنے مطالبات منوا لیے تھے اور اب پاکستان کے اہم مرکزی شہر کراچی میں غیر قانونی امام باڑہ بنانے اور معاہدہ کی خلاف ورزی کرنے کے باوجود دوسرا دھرنا مار کر صوبائی حکومت کو جھکنے پر مجبور کر دیا اور اگر شیعہ دھرنوں اور حکومت کی کمزوری کا یہ سلسلہ جاری رہا تو خدا جانے پاکستان کا انجام کیا ہوگا؟ لہٰذا یہ سنی اجتماع جنرل ضیاء الحق صاحب چیف مارشل لاء ایڈمنسٹریٹر سے پرزور مطالبہ کرتا ہے کہ تخریب کاری کے ان شیعہ دھرنوں کا مکمل طور پر سد باب کر کے ملک وملت کی حفاظت کا فریضہ سرانجام دیا جائے۔

❂ سانحہ نیو کراچی کے سلسلہ میں گرفتار شدہ سنی مسلمانوں کو فوری طور پر رہا کیا جائے۔

❂ غیر قانونی طور پر امام باڑہ بنانے، معاہدہ کی خلاف ورزی کرنے، ایم اے جناح روڈ بلاک کرنے اور قرآن جلانے کا ارتکاب کرنے والوں کو عبرتناک سنگین سزا دے کر سوادِ اعظم اہلسنت والجماعت کو مطمئن کیا جائے۔

② آئے دن شیعہ اپنی اجتماعی قوت اور سینہ زوری کا مظاہرہ کرتے رہتے ہیں۔ حالانکہ ان کا کلمہ ایمان و اسلام (یعنی لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ علی ولی الله وصی رسول الله وخلیفته بلا فصل) کتاب اللہ، سنت رسول ﷺ، خلفائے راشدین رضی اللہ عنہم، حضرات کرامؓ، اہل بیت عظامؓ اور ملت

اسلامیہ کے اجماعی کلمہ (لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ) کے خلاف ہے۔

ان کی اذان بھی (جس میں وہ علی ولی اللہ وصی رسول اللہ و خلیفتہٗ بلا فصل کا اعلان کرتے ہیں) مسجد الحرام، مسجد نبوی اور امت مسلمہ کی متفقٌ علیہ اذان کے خلاف ہے لہٰذا مسلمانان اہل سنت والجماعت کا اجتماع جناب صدر مملکت سے پرزور مطالبہ کرتا ہے کہ اگر وہ اسلامی نظام حکومت کا نفاذ چاہتے ہیں تو فوری آرڈیننس کے ذریعہ اس خلاف اسلام کلمہ واذان پر پابندی لگا کر اصول وشعائر اسلام کا تحفظ کریں۔

③ سنی مسلمانوں کا یہ اجتماع صدر مملکت سے مطالبہ کرتا ہے کہ چونکہ حضرت ابوبکر صدیق، حضرت عمر فاروق، حضرت عثمان ذوالنورین اور حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہم قرآن مجید کے موعودہ خلفائے راشدین ہیں اور ان کی خلافتیں اسلام کی معیاری خلافتیں ہیں۔ اس لیے باضابطہ خلفائے راشدین کے اسمائے مبارکہ کی تصریح کے ساتھ خلافت راشدہ کی پیروی میں پاکستان میں اسلامی نظام حکومت کے نفاذ کا اعلان کیا جائے۔

④ صدر مملکت کا نافذ کردہ تحفظ ناموس صحابہ رضی اللہ عنہم آرڈیننس گو ایک تاریخی اسلامی کارنامہ ہے لیکن ابھی تک وہ صرف صفحہ قرطاس کی زینت بنا ہوا ہے۔ پاکستان میں سینکڑوں کتابیں اس آرڈیننس کے خلاف شائع ہو رہی ہیں اور سینکڑوں مقررین اس آرڈیننس کی کھلم کھلا خلاف ورزی کر رہے ہیں اور گو بعض کتابیں ضبط کی گئی ہیں لیکن آج تک خلفائے راشدین رضی اللہ عنہم صحابہ کرام رضی اللہ عنہم، امہات المومنین رضی اللہ عنہن (یعنی ازواج مطہرات) اور اہلِ بیت رضی اللہ عنہم کے خلاف تحریری اور تقریری طور پر دریدہ دہنی کرنے والوں کو کوئی سزا نہیں دی گئی۔ جس کی بنا پر مسلمانان اہل سنت والجماعت جناب صدر کے اعلانِ اسلامی نظام سے مایوس ہو رہے ہیں۔ لہٰذا اہل سنت کا یہ اجتماع مطالبہ کرتا ہے کہ اپنے فوجی اقتدار سے کام لے کر صحابہ رضی اللہ عنہم آرڈیننس پر سختی سے عمل کرائیں اور توہین صحابہ رضی اللہ عنہم و اہل بیت کے مرتکبین اور انتظامیہ کے ان افسروں کو عبرتناک سزا دلوائیں جو باوجود ثبوت کے صحابہ رضی اللہ عنہم آرڈیننس کی خلاف ورزی کرنے والوں کو نہ گرفتار کرتے ہیں نہ سزا دیتے ہیں۔

والسلام

منجانب: خادم اہل سنت مظہر حسین غفرلہ خطیب مدنی جامع مسجد چکوال (ضلع جہلم)

وامیر تحریک خدام اہل سنت پاکستان

۴ جمادی الاولی ۱۴۰۳ھ۔ مطابق ۱۸۔ فروری ۱۹۸۳ء بروز جمعۃ المبارک

نوٹ: یہ قراردادیں دستخط کرا کے براہ راست صدر مملکت پاکستان کو رجسٹری بھیجی جائیں۔

❀ مولانا عزیز الرحمن صاحب ہزاروی کا حضرت قائد اہل سنتؒ سے تعلق اور پھر اختلاف وسبب انقطاع

❀ مولانا سید لعل شاہ بخاری رحمہ اللہ،
مولانا سید عطاالمحسن شاہ بخاری رحمہ اللہ
اور مولانا ضیاالرحمن فاروقی رحمہ اللہ کے ساتھ
فکری اختلاف اور تصلّب اِعتدال کا بے مثال نمونہ

❀ مولانا محمد اسحٰق سندیلوی رحمہ اللہ اور
مولانا نظام الدین شامزئی رحمہ اللہ سے علمی اختلاف کی رُوداد

فکری تطہیر کے چند اہم معرکے

مولانا پیر عزیز الرحمن صاحب ہزاروی کا بنیادی تعلق جمعیت علماء اسلام مولانا غلام غوث ہزارویؒ گروپ سے تھا اور جس زمانہ میں جمعیت علماء اسلام مولانا مفتی محمود رحمہ اللہ اور مولانا غلام غوث ہزاروی رحمہ اللہ میں منقسم ہوگئی تھی تو اس وقت ایک ہفت روزہ اخبار ''الجمعیت'' کے نام سے راولپنڈی سے نکالا گیا تھا، جس پر پیر صاحب کا نام بطور ''چیف ایڈیٹر'' لکھا ہوتا تھا۔

اس وقت مولانا پیر عزیز الرحمن صاحب ہزاروی اپنی مخالف جمعیت پہ زبردست قلمی گولہ باری کرتے تھے۔ ایک روایت یہ بھی ہے کہ اکثر مضامین اور اخباری بیانات لکھتا تو کوئی اور تھا، البتہ پیر صاحب کے نام سے ضرور شائع ہوتے تھے۔ اس سلسلہ میں ایک مختصر رسالہ بنام ''مولانا مفتی محمود کی مسلسل غلط بیانیاں'' بھی انہی کے نام سے چھپا تھا، جو اولاً ہفت روزہ ''الجمعیت'' راولپنڈی میں بابت جلد نمبر ۱، شمارہ نمبر ۲۱، ۳ مئی ۱۹۷۴ء شائع ہوا تھا جس میں لا تعداد اپنی ہی غلط بیانیوں کی مدد سے مفتی صاحب علیہ الرحمہ کی ''غلط بیانیاں'' درج کی گئی تھیں۔ اس رسالہ میں بعض عبارات لائق مطالعہ ہیں، اگرچہ قابل بیان نہیں ہیں۔ بہر حال تنظیمی اختلافات ہر دور میں ہی ہوتے رہتے ہیں، مگر اُس زمانۂ اختلاف میں پیر صاحب کے بیانات اور مضامین بڑے دلچسپ ہوتے تھے اور بعض دل آزار بھی! وہ ایک وقت تھا جو گذر گیا، تاہم تاریخ کسی کو معاف نہیں کرتی، اور اس کی چھان پھٹک کا اہتمام اہل انصاف کے ہاں ضرور ہوتا ہے۔ یہ سطور درج کرنے کا مقصد یہ ہے کہ مولانا پیر عزیز الرحمن صاحب ہزاروی ابتداء ہی سے ایک متحرک، فعال اور بزرگوں کے کفش بردار رہے ہیں، اور اُسی زمانہ ہی سے آپ قائد اہل سنت کی ذات و خدمات سے بہت متاثر تھے۔ تا آنکہ جب تحریک خدام اہل سنت کی بنیاد (۱۹۶۹ء) میں رکھی گئی تو پیر صاحب تحریک کے ہراول دستے کا کردار بھی ادا کرتے رہے بلکہ مولانا غلام غوث ہزاروی رحمہ اللہ کی رحلت کے بعد کلی طور پر تحریک خدام اہل سنت والجماعت ہی سے وابستہ ہو گئے، قائد اہل سنت کے ساتھ ہزاروی صاحب کے بہترین اور عقیدتمندانہ تعلقات و روابط کے حوالہ سے اُن

کے خطوط ایک کھلی شہادت ہیں، چند ایک خطوط ملاحظہ فرمائیں۔

① قائد اہل سنت رحمہ اللہ کے نام مولانا عزیز الرحمن صاحب ہزاروی کا پہلا خط

حضرت مخدومنا، مجاہد اسلام، محسن اہل سنت و جماعت حضرت اقدس قاضی صاحب دامت برکاتکم۔السلام علیکم ورحمت اللہ وبرکاتہٗ شفقت نامہ ملا، بے حد خوشی اور تسلی ہوئی۔ارحم الراحمین جل شانہ نے رحمۃ للعالمین فداہ روحی وابی وامی ﷺ کے طفیل امداد فرمائی ہے۔علاقہ میں خوب اثر ہے۔رافضی مردود ساتھ دے رہے ہیں، بریلوی مولوی بلبلے کی طرح ہوتے ہی ہیں مگر الحمد للہ عوام ثابت قدم ہیں، تحریک میں مودودی لیڈر کو جلسہ میں آنے سے روک دیا تھا اور الحمد للہ ثم وثم، کہ باوجود اکیلا ہونے کے محض مالک جل جلالہ کی نصرت وقوت پر بھروسہ کر کے قدم اٹھایا اور اپنے علماء سے بھی اس لیے رابطہ نہیں کیا کہ کہیں اکٹھا کرنے میں خارجی اور مماتی جمع نہ ہو جائیں، صرف حضرت مولانا قاری سعید الرحمن صاحب سے رابطہ ہے اور وہ بھی اس وجہ سے کہ انہوں نے انتظامیہ کی منت سماجت پر رابطہ فرمایا تھا۔کل راجہ ظفر الحق صاحب وزیر اطلاعات سے ملاقات ہوئی، ان کے بہت ہی نیک جذبات تھے اور میں ان سے بہت متاثر ہوا۔ایک اور اہم ذریعہ سے صدر صاحب کو بھی درخواست بھیجی جو کہ امید ہے ان کو مل گئی ہوگی، اور اس کی نقل کل راجہ صاحب کو بھی دی تھی۔اس کے ساتھ آپ سے اپنے لیے مستقل دعاؤں کے لیے التجا کرتا ہوں کہ نفس بھی شریر ہے۔اور ہر طرح ذلیل و نالائق ہوں بہرحال آپ سے اللہ کریم اور ان کے حبیب فداہ روحی فداہ ابی وامی ﷺ اور ان کے محبوبین ومقبولین کی وجہ سے محبت اور عقیدت ہے۔مجھے آپ سے ہمیشہ کے لیے یہ امید ہے کہ اپنی مستجاب دعاؤں میں مجھ حقیر کا خصوصی حصہ فرمائیں گے۔ احباب کی خدمت میں سلام مسنون! فقط والسلام[1]

② مولانا پیر عزیز الرحمن ہزاروی کا دوسرا خط بنام قائد اہل سنت رحمہ اللہ

سیدی ومولائی حضرت اقدس دامت برکاتکم، السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ! حضرت اقدس نے اس ذلیل و ناکارہ پر جس طرح شفقت فرمائی ہے۔اس کے لیے دل سے دعائیں نکلیں اور مالک کریم ہیں کہ ذلیلوں کی بھی سنتے ہیں۔آپ نے میرا مضمون اپنا قیمتی وقت نکال کر عمیق نظر مبارک سے پڑھا اور اس ذلیل کو شفقت سے نوازا، حضرت جی! حلفیہ کہتا ہوں کہ بے حد نالائق ہوں، علم میں رسوخ حاصل نہیں

---

[1] خادم وخاکروب عزیز الرحمن/ ۲۹ شوال المکرم ۱۴۰۴ھ/ از راولپنڈی

کیا اور جو پڑھا بھی تھا، اس کو بھول گیا۔ رسم الخط کا معاملہ بھی ایسا ہی ہے کہ صرف چھ جماعت انگریزی تعلیم حاصل کی تھی، مادری زبان پشتو ہے اس کا رنگ بھی تقریر وتحریر میں آتا ہے۔ حضرت محسنی مولانا غلام غوث صاحب نور اللہ مرقدہم بھی اپنا برخوردار سمجھ کر تحریر وتقریر میں اصلاح فرمایا کرتے تھے، بعض اوقات خوب ڈانٹتے تھے بلکہ مجمع میں بھی ڈانٹ دیا کرتے تھے۔ فرحمۃ اللہ رحمۃً واسعۃ، ان کی شفقتیں یاد آتی ہیں تو دل سے بیساختہ دعائیں نکلتی ہیں، آخر ہماری اصلاح کے لیے بھی تو شفقت رہنی چاہیے۔ اللہ کریم آپ کو اپنی شایانِ شان جزادے کہ کوئی رعایت نہیں فرمائی اور ذرہ نوازی فرمائی۔ اپنی جہالتوں اور حقارتوں کو دیکھ کر صرف اللہ تعالیٰ کے فضل کا سہارا ہے۔ اور اس وجہ سے ہر معاملہ میں اللہ والوں کی تقلید کرتا ہوں، مجالس ذکر سے متعلق بھی حضرت اقدس شیخ نور اللہ مرقدہٗ [1] کے حکم پر عمل پیرا ہوں اور حضرت جی! عقائد کے متعلق آپ کے مسلک کی تقلید کرتا ہوں اور اسی کو حق سمجھتا ہوں کہ آپ اپنے اسلاف رحمہم اللہ کے سچے پیروکار ہیں۔ میں نے آپ کے مکتوب مبارک کو بار بار پڑھا اور مزے سے پڑھتا ہوں اور آپ سے درخواست کرتا ہوں کہ مجھے اپنی مبارک دعاؤں میں اپنا بچہ سمجھ کر یاد فرمایا کریں۔ بیعت کرنے کا حکم نہ ہوتا تو یہ کام بھی نہ کرتا، بیعت کرواتے وقت بھی دل سے اپنے مالک پاک کی طرف متوجہ ہو کر اپنی جہالت اور نالائقیوں کا اقرار کر کے اسی سے مدد مانگتا ہوں کہ اپنے حضرت کے حکم کی تعمیل ہے، اس بندہ کو خود ہی نوازیں اور اس کے صدقے مجھ پر رحم فرمائیں۔ بس میں تو آپ سے درخواست کرتا ہوں، کیونکہ اولیاء اللہ بہت سخی ہوتے ہیں۔ ان کی شفقت علی الخلوق مسلّم ہے۔ سامنے بہت کچھ عرض کرنے کو جی چاہتا ہے، مگر شرم سے عرض نہیں کرسکتا۔ آئندہ بھی میری نالائقیوں پر شفقت ہی فرمائیں گے۔ خط کے جواب کو چھپوانے کا خود شوق نہیں اور نہ ہی داعیہ ہے۔ ایک تو حضرت شاہ صاحب زید مجدہم نے پسند فرما کر شائع کرنے کا فرمایا تھا اور دوسری بات یہ تھی کہ اس کی نقل مخالف کو بھیجنے کے ساتھ اپنے احباب کو بھیجنی تھی۔ ہوسکتا ہے کہ وہ شائع کر دیتے، اس وجہ سے خدمت اقدس میں بھیجا۔ اللہ تعالیٰ جل شانہ آپ کی زندگی مبارک میں برکت عطا فرمائے کہ آپ امت کے لیے باعث خیر و برکت ہیں۔ والدین مکرمین کے لیے دعاؤں کی درخواست ہے، نیز عمرہ کے لیے بھی [2]۔

---

[1] شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد زکریا رحمہ اللہ

[2] خادم عزیز الرحمن ر ۲۴، ربیع الاول ۱۴۰۴ھ / راولپنڈی

③ مولانا عزیز الرحمن صاحب ہزاروی کا تیسرا خط بنام قائد اہل سنت رحمہ اللہ

مخدومنا المکرم، مجاہد اسلام، محسن اہل سنت و جماعت حضرت اقدس قاضی صاحب دامت برکاتکم۔
السلام علیکم ورحمت اللہ وبرکاتہٗ، قبل ازیں حالات خدمت اقدس میں پیش کئے تھے۔ اس کے بعد کے حالات مختصراً حسب ذیل ہیں:

① قاری سعید الرحمن صاحب نے ہمارے ساتھ بہت زیادتی کی ہے۔ سرکار کی طرف سے آئے اور پھر نہ تو سہولت سے ملاقات ہوتی تھی اور نہ ہی وہ خاص دلچسپی لیتے، ہم نے ملنا ہی چھوڑ دیا۔

② ملزم کی دوبارہ ضمانت بھی الحمدللہ مسترد ہوگئی ہے۔ ہم نے اپنا وکیل ملک رفیق نامی کیا ہے اس کے ساتھ ۶، ۷ وکیل رضا کارانہ پیش ہوئے تھے۔

③ ملزم خبیث کے ساتھ شیعہ خبیث بھرپور ساتھ دے رہے ہیں[1]۔ اور معدودے چند نام نہاد سنی بھی علانیہ یا خفیہ ساتھ دے رہے ہیں۔

④ حکومت کی کوشش ہے کہ جذبات ٹھنڈے کیے جائیں۔ الحمدللہ! اللہ کریم کے فضل سے چوہڑ میں سنی علماء اور عوام کا اچھا اتحاد تھا، پرسوں رات بریلوی حضرات کے ہاں عظیم الشان جلسہ ہوا۔ اتحاد کا عظیم مظاہرہ تھا۔ کل ملزم کو کچہری پیش کیا گیا، ہماری طرف سے مسلمانوں نے خوب جوش کا مظاہرہ کیا۔ پھر ڈی سی صاحب سے ملاقات ہوئی جو غنیمت تھی، اب اپنے ساتھیوں اور بریلوی حضرات کا شدت سے مطالبہ ہے کہ مسجد صدیق اکبر رضی اللہ عنہ میں جلسہ ہو، بلکہ جلسے کا اعلان بھی انہوں نے اپنے جلسہ میں کر دیا، بغیر تاریخ کے تعین کے، ان حالات میں میری بھی خواہش ہے کہ اچھا کامیاب جلسہ ہو، مگر میرے لیے وہی مشکلات ہیں جو آپ کے لیے ہیں۔ کیونکہ مودودیوں، خارجیوں، گستاخوں وغیرہ کسی سے جوڑ نہیں۔ اُن کی خواہش ضرور ہے کہ میں ان کو بلاؤں مگر الحمدللہ، اس ذات کریم کے صدقے ان لوگوں سے توڑ ہی

---

[1] یہ خط ایک بدنام زمانہ عبدالقیوم علویؔ کے متعلق ہے جس نے ''تاریخ نواصب'' نامی کتاب لکھ کر بعض جلیل القدر اصحاب رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی صریح توہین کی تھی۔ راولپنڈی کے عوام اور علماء کرام نے قانونی کارروائی کر کے بذریعہ عدالت اس کو سزا دلوائی تھی، اس مہم میں مولانا پیر عزیز الرحمن صاحب اور مولانا محمد عبداللہ شہید رحمہ اللہ کا نمایاں کردار تھا اور زہے قسمت کہ ہر دو حضرات کی پُشت پناہی قائد اہل سنت کر رہے تھے، جیسا کہ اس خط سے عیاں ہے، اور مولانا محمد عبداللہ شہید رحمہ اللہ کے نہایت نادر و نایاب خطوط بھی اپنے موقعہ ومحل میں پیش قارئین ہوں گے۔ ان شاءاللہ تعالیٰ۔ یہ تقریباً ۱۹۸۳ء کے دور کی بات ہے۔ یاد رہے کہ آمدہ دنوں میں مولانا محمد عبداللہ صاحب بھی قائد اہل سنت رحمہ اللہ کی نگاہوں میں متنازعہ بن گئے تھے، اس کی وجہ اپنے مقام پر آئے گی (سلفی)

ہے۔ اور اللہ جل شانہ کے لیے رہے گا بھی، اب دل سے ارادہ کیا بعد اداء صلوٰۃ حاجت کہ آپ کو تکلیف دوں، اگرچہ خواہش عرصہ سے تھی مگر آپ کو مجبور نہیں کر سکتا تھا، ابھی فون پر رابطہ کیا مگر آپ سے بات نہ ہو سکی، اس لیے حامل عریضہ کو بھیج رہا ہوں۔ چونکہ ۱۲، تاریخ کو ساعت ہوگی، یعنی اتوار کے دن، اس ۱۱، تاریخ کو بعد از نمازِ عشاء جلسہ ہونا چاہیے۔ بقول راجہ ظفر الحق کہ ''حکومت اونچا سنتی ہے۔'' یہ بھی فرمائیں کہ اپنے علماء کرام میں سے کن کو مدعو کروں؟ مولانا محمد عبداللہ صاحب اسلام آباد والے اور اسی طرح کے علماء کرام کو بلائیں یا نہ؟[1] نیز احباب کا خیال ہے کہ حضرت مولانا قاضی زاہد الحسینی صاحب مدظلہم کو بھی دعوت دی جائے۔ اور جس جس کے متعلق آپ کا حکم ہو اور مناسب سمجھیں تو ہم رابطہ کر لیں گے مقامی بریلوی علماء تو ہوں گے، شہر سے قاضی اسرار الحق کو بلوالیں یا نہ؟ وہ اپنے جلسہ میں آئے تھے اور اچھی تقریر کی تھی۔ جو بھی ارشاد ہو، فرما دیں۔ تاکہ کل سے اطلاعات اور اجتماعاتِ جمعۃ (المبارک) میں اعلانات ہو جائیں۔ دعاؤں کے لیے دست بستہ درخواست ہے۔ نعت خواں حافظ ارشاد حسین بھی ہوں تو اچھا ہے[2]۔

④ مولانا عزیز الرحمن صاحب ہزاروی کا چوتھا خط بنام قائد اہل سنت رحمہ اللہ

محمد عزیز الرحمن از مدینہ منورہ۔ سیدی ومخدومی مکرمی حضرت اقدس قاضی صاحب دامت برکاتکم۔ السلام علیکم ورحمت اللہ وبرکاتہٗ۔ حرمین پاک حاضری سے قبل حاضری کو بہت ہی جی چاہتا تھا کہ خدمت اقدس میں حاضر ہوں مگر ''دو بھائی''[3] جدید اور ''نام ونسب'' آٹھواں باب اور ایک اور کام میں رات دن مصروفیت اور بروقت سواری کا انتظام نہ ہونے کی وجہ سے اس سعادت سے محروم رہا یہاں ہر جگہ آپ دعاؤں میں یاد رہتے ہیں۔ روضہ اقدس پر آپ کی طرف سے صلوٰۃ وسلام عرض کرنے کی سعادت نصیب

---

[1] جب کراچی سے مولوی عظیم الدین صدیقی نے ''حیاتِ سیدنا یزید'' نامی کتاب لکھی تو اس پر مؤیدین میں مولانا محمد عبداللہ شہید کا نام بھی تھا، یہ تائید ایک خط میں کی گئی تھی جس پر قائد اہل سنتؒ اُن سے بہت خفا ہوئے، تو انہوں نے اس کی نہ صرف مناسب تاویل کی تھی بلکہ عجز و نیاز کے ساتھ معافی نامہ لکھا تھا جو اصل ہمارے پاس موجود ہے۔ متذکرہ خط میں مولانا محمد عبداللہ شہید کو بلانے کے حوالہ سے اس لیے اجازت لی گئی تھی۔ یہ بھی ایک تفصیل طلب موضوع ہے، جو اپنے تمام تر پہلوؤں کے ساتھ اپنے مقام پر درج ہوگا۔ ان شاء اللہ۔ سلفی

[2] خادم عزیز الرحمن ۱۰/ ذی قعدہ ۱۴۰۴ھ/ راولپنڈی

[3] ''دو بھائی'' (خمینی اور مودودی) کے نام سے ایک کتاب کے بیسیوں اڈیشن شائع ہوئے، بلکہ عربی میں بھی ''الشقیقان'' کے نام سے چھاپی گئی تھی۔ (سلفی)

ہوئی اور ان شاء اللہ ہوتی رہے گی۔ آج کل یہاں کے اخبارات میں ایرانی حکام کے خلاف بہت کچھ لکھا جا رہا ہے۔ مگر یہ تب کہ ایران نے باوجود ان سے امداد لینے کے منیٰ کے واقعہ میں سعودیوں کو مجرم قرار دیا ہے۔ جبکہ یہاں عام چرچا ہے کہ سرنگ کے واقعہ میں اور خیمے جلانے میں شیعہ ملوث ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہی اہل سنت و جماعت کو ہوش عطا فرمائیں۔ آمین۔ یہاں کے حضرات شاید مجھے جلدی نہ آنے دیں۔ جبکہ میرا ارادہ ۱۰ محرم الحرام سے قبل پہنچنے کا ہے۔ اللہ جل شانہ آپ کی اور جماعت کی اور جملہ اہل سنت خواص وعوام کی حفاظت فرمائے۔ اپنے حلقہ کے خدام بھی آپ ہی کے خادم ہیں۔ اپنی دعاؤں میں اس حقیر کو یاد فرماتے ہیں۔ جملہ خدام کی خدمت میں سلام مسنون! حضرت اقدس صوفی صاحب (محمد اقبال) دامت

برکاتہم کی طرف سے سلام مسنون اور دعا کی درخواست عرض ہے۔ الحمدللہ مودودی تفسیر کی جگہ تفسیر عثمانی کا مطبوعہ نسخہ زیارت کرلیا ہے۔ پاکستان میں بھی تقسیم ہوگا۔ ''الشقیقان'' وغیرہ تقسیم کرنے اور ملاقاتوں کا سلسلہ جاری ہے۔ قبولیت کی دعا فرمائیں۔ فقط والسلام[1]

ان چار خطوط کو پیش کرنے کا مقصد یہ ہے کہ قائد اہل سنت کے ساتھ مولانا عزیز الرحمن صاحب ہزاروی کا تعلق کس درجہ میں تھا؟ اور حضرت مولانا ہزاروی صاحب کے ہاں قائد اہل سنت رحمہ اللہ کی قدر و منزلت، علمی مقام، روحانی عظمت اور شخصی وقار کس معیار کا تھا؟ نیز یہ بھی خوب واضح ہے کہ مولانا ہزاروی صاحب اپنی دینی بلکہ ذاتی زندگی سے متعلقہ جملہ امور میں قائد اہل سنت رحمہ اللہ پر اعتماد کرتے ہوئے مشورے طلب کرتے اور قائد اہل سنت بھی مولانا ہزاروی صاحب پر بہت شفیق تھے اور ان کے مجاہدانہ جوشِ عمل و مسلکی تصلب کی بناء پر غایت درجہ میں سرپرستی فرماتے تھے۔ مگر ایک وقت ایسا بھی آ گیا کہ جب مولانا ہزاروی صاحب نے علماء اہل سنت دیوبند کے مسلکی مزاج اور جمہور اہل سنت کے طریق کار سے ہٹ کر قدم اٹھایا تو قائد اہل سنت نے اصلاحِ احوال کے تمام تر مراحل سے

گزرنے کے بعد جب دیکھا کہ مولانا ہزاروی صاحب اپنے موقف پر قائم ہیں تو آپ نے ماہ نامہ حق چار یار رضی اللہ عنہم میں ایک طویل مقالہ کے اندران کا تعاقب فرمایا اور دیرینہ تعلقات و اعتماد کا تعلق ختم کرکے اپنے متعلقین اور متوسلین نیز علماء کرام کے لیے ایک نمونہ تقلید چھوڑا کہ تعلق صرف دینی جذبہ، مسلکی حمیت، مذہبی غیرت اور اصول وضوابط کے تحت ہوتا ہے۔ اور جب کبھی ان روحانی جواہر پر زد پڑتی ہے تو پھر تعلق، لاتعلقی میں تبدیل ہو جاتا ہے۔

---

[1] خادم محمد عزیز الرحمن / ۲۶ ذی الحجہ ۱۴۱۰ھ / از مدینۃ المنورہ

سببِ اختلاف، ''اصلاحِ مفاہیم'' نامی کتاب کا پس منظر، پیش منظر اور تہہ منظر

مکۃ المکرمۃ، سعودی عرب سے ایک کتاب لکھی گئی تھی جس نے حلقہ دیوبند کو بری طرح متاثر کردیا۔ اپنی علمیت یا معلومات کے حوالہ سے وہ کتاب کوئی ایسی نہیں تھی کہ جس سے فوائد سمیٹے جاتے، مگر انتشار وافتراق اور غلط فہمیاں پیدا کردینے میں اس نے بھرپور کردار ادا کیا، اس مکمل قضیہ پر بہت کچھ لکھا گیا، مولانا عزیز الرحمن ہزاروی، مولانا عبدالحفیظ مکی رحمہ اللہ، مولانا صوفی محمد اقبال رحمہ اللہ، یا دیگر حضرات جو شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد زکریا رحمہ اللہ کے خلفاء میں سے تھے، اگر یہ حضرات پیدا شدہ غلط فہمیوں یا خوش فہمیوں کو اپنے دل ودماغ میں جگہ دینے کی بجائے حساس اکابرین، بالخصوص قائد اہل سنت حضرت مولانا قاضی مظہر حسین، حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی، حضرت مولانا مفتی عبدالستار، حضرت مولانا عاشق الٰہی، حضرت مولانا محمد امین صفدر اوکاڑوی، حضرت مولانا محمد اسماعیل بدات (مدینہ منورہ) اور حضرت مولانا مفتی ڈاکٹر عبدالواحد رحمۃ اللہ علیہ جیسے حضرات کے متوجہ کرنے پر توجہ فرمادیتے اور ضد پہ قائم نہ رہتے تو اہل سنت کے اس گلشن میں خزاں نہ آتی۔ بہر حال متذکرہ انتشار کا سبب بننے والی کتاب کا نام کیا تھا؟ مصنف کون تھے؟ پھر اس کی تائید وتقریظات لکھنے والوں میں کون کون سے حضرات نمودار ہوئے؟ اس کی سرگذشت ملاحظہ فرمایئے!

۱۴۰۵ھ میں محمد علوی مالکی صاحب نے اپنے مخالفین کے جواب میں ایک کتاب ''**مفاھیم یجب أن تصحح**'' شائع کی اور اس کے لیے مختلف ملکوں کے علماء سے تقاریظ وتصدیقات حاصل کیں۔ یہ تقاریظ ۶۲ صفحات پر پھیلی ہوئی ہیں جبکہ بعض تقاریظ کی اشاعت سے طوالت کے سبب معذرت کرلی گئی تھی۔

پاکستان سے تعلق رکھنے والے جناب صوفی محمد اقبال صاحب، مولانا عبدالحفیظ مکی صاحب اور حافظ صغیر احمد صاحب وغیرہ جو شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد زکریا کاندھلوی رحمہ اللہ کے خلفاء میں سے ہیں، لیکن حضرت کی وفات کے بعد انہوں نے محمد علوی صاحب سے اپنی ارادت کا تعلق جوڑلیا ہے۔ ان میں سے کل یا بعض کی کاوشوں سے پاکستان کے بعض اکابر، مہتمم اور خطیب حضرات سے بھی تصدیقات و تقریظات حاصل ہوگئیں جنہوں نے پڑھے بغیر محض ان حضرات پر اعتماد کیا۔ اور اگر کسی نے کتاب پڑھ کر کچھ تنقید اور تنبیہ کی جیسا کہ حضرت مولانا مفتی محمد تقی عثمانی مدظلہ تو ان کی تقریظ کو سرے سے کتاب میں شائع ہی نہیں کیا۔ محمد علوی صاحب نے بہت سی تقاریظ محض اس لیے شائع کی ہیں تاکہ اپنے مخالف سعودی علماء کو

یہ تاثر دے سکیں کہ ''تم ہی غلطی پر ہو، ہمیں تو دنیا بھر کے علماء کی تائید حاصل ہے۔''

فتنہ علوی مالکی اور اکابر علمائے دیوبند: لیکن اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے اپنے دین کی حفاظت کا ذمہ خود لیا ہے۔ سعودی عرب میں تقاریظ کے ساتھ اس کتاب کی اشاعت کے بعد جب محمد علوی صاحب کے حامیوں نے پاکستان میں "مفاهيم يجب أن تصحح" کا اردو ترجمہ ''اصلاح مفاہیم'' کے نام سے شائع کیا تو اہل حق کو اسی وقت احساس ہو گیا کہ بدعات و رسومات کو اصلِ دین بتا کر پھیلایا جا رہا ہے۔ چنانچہ قائد اہل سنت حضرت مولانا قاضی مظہر حسین رحمہ اللہ، شہید اسلام حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی رحمہ اللہ، حضرت مولانا مفتی عبدالشکور ترمذی رحمہ اللہ، حضرت مولانا عاشق الٰہی رحمہ اللہ، حضرت مولانا مفتی عبدالستار رحمہ اللہ، امین ملت مولانا محمد امین صفدر اوکاڑوی رحمہ اللہ اور حضرت مولانا مفتی عبدالواحد مدظلہم وغیرہم اکابر نے بروقت غلط نظریات اور ان کے مؤیدین و ناشرین کا تعاقب کیا۔ جناب محمد علوی کے مؤیدین حضرت شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا رحمہ اللہ کے سلسلے سے منتسب تھے، اللہ جل شانہ نے اس فتنے کا پردہ چاک کرنے کے لیے حضرت کے خلفاء میں سے حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی رحمہ اللہ وغیرہم کو بھی کھڑا کیا جنہوں نے اپنے مضامین و فتاویٰ اور رسائل میں عوام الناس کو اس بات سے بخوبی آگاہ کیا کہ ''اصلاح مفاہیم'' بدعات و رسومات پر مبنی عقائد و اعمال کا پلندہ ہے جس پر توحید و سنت کا صرف لیبل لگایا گیا ہے۔ ذیل میں اکابر اہل سنت کی مفصل عبارات کے چند اقتباسات اختصار کے ساتھ پیش کیے جاتے ہیں۔

حضرت قائد اہل سنت رحمہ اللہ

قائد اہل سنت مولانا قاضی مظہر حسین رحمہ اللہ، علوی مالکی صاحب کے بارے میں لکھتے ہیں:

''علوی مالکی صاحب نہ صرف کٹر بریلوی ہیں بلکہ فنا فی البریلویت ہیں، چنانچہ ایک موقع پر جناب علوی مالکی صاحب نے بریلویوں کی ایک مجلس میں کہا ''سیدی علامہ مولانا احمد رضا خان صاحب فاضل بریلوی کو ہم ان کی تصنیفات اور تالیفات کے ذریعے جانتے ہیں، وہ اہل سنت کے علامہ تھے، ان سے محبت کرنا سنی ہونے کی علامت ہے اور ان سے بغض رکھنا اہل بدعت کی نشانی ہے۔'' (آپ کے مسائل اور اُن کا حل، ۱۰/ ۱۲۲، مولانا محمد یوسف لدھیانویؒ)

ایک مرتبہ امام اہل سنت حضرت مولانا محمد سرفراز خان صفدر رحمہ اللہ سے جناب محمد علوی مالکی صاحب کی بابت سوال کیا گیا تو فرمایا کہ:

''میرا وہی نظریہ ہے جو حضرت قاضی صاحب رحمہ اللہ کا تھا۔'' (امام اہل سنت نمبر: ۲۶۶)

شہید اسلام مولانا محمد یوسف لدھیانوی رحمہ اللہ ''اصلاح مفاہیم'' پر تبصرہ فرماتے ہوئے لکھتے ہیں:

① ''اصلاح مفاہیم'' دراصل بریلوی مکتب فکر کے ایک فاضل جناب (مولانا) احمد رضا خان صاحب بریلوی کے ایک غالی عقیدت مند کی تالیف ہے، جو بریلوی عقائد ونظریات کی اشاعت کے لیے مرتب کی گئی ہے۔

② اس کتاب کا مدعا صرف سلفیوں کے تشدد کی اصلاح نہیں بلکہ اس کا اصل ہدف دیوبندی حضرات کے مقابلہ میں بریلوی حضرات کے نقطہ نظر کی بھرپور حمایت وتائید ہے۔

③ (کتاب میں بارہا مستعمل) جاہل، غبی، کم فہم، بدفہم اور متعنت وغیرہ الفاظ کے تکرار سے مقصود دراصل اکابر دیوبند (قطب الارشاد حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی رحمہ اللہ سے ہمارے شیخ برکۃ العصر مولانا محمد زکریا مہاجر مدنی رحمہ اللہ تک تمام اکابر) کی تجہیل وتحمیق ہے۔

④ جناب مصنف نے دیوبندی حضرات کی تقریظوں کا جو انبار لگایا ہے اس کی اصل غرض بھی ظاہر ہوتی ہے کہ تقریظات کا یہ اہتمام دراصل اکابر دیوبند کے خلاف خود دیوبندی حضرات سے ''اجتماعی فتویٰ'' لینا ہے، تاکہ یہ تمام تقریظ کنندگان بھی اپنے اسلاف کو جاہل ونادان قرار دینے میں متفق ہوجائیں۔ (آپ کے مسائل: ۱۰/ ۱۱۵، قدیم)

ایک صاحب کے خط کے جواب میں حضرت شہید رحمہ اللہ تحریر فرماتے ہیں:

''اصلاحِ مفاہیم کے ذریعے ان حضرات (صوفی اقبال صاحب، مولانا عبدالحفیظ مکی صاحب) نے دیوبندی حلقہ کی اصلاح کا بیڑا اُٹھایا ہے، جس کا مطلب یہ ہوا کہ دونوں فریقوں کے درمیان اختلاف ونزاع کا جو میدانِ کارزار پون صدی سے گرم رہا ہے، اس میں غلطی اکابرِ دیوبند ہی کی تھی، اب یہ حضرات چاہتے ہیں کہ دیوبندیوں کو اُن کی غلطی کا احساس دلاکر اس غلطی کی اصلاح پر آمادہ کیا جائے۔'' (ص: ۱۱۸)

رسالہ ''اکابر کا مسلک ومشرب''

مولانا عبدالحفیظ مکی صاحب اور مولانا عزیز الرحمن ہزاروی صاحب نے محمد علوی صاحب کی کتاب کا اردو ترجمہ ''اصلاح مفاہیم'' کے نام پاکستان میں شائع تو کرایا ہی تھا...... مولانا عزیز الرحمن ہزاروی مدظلہ نے ایک قدم آگے بڑھاتے ہوئے انہی بریلوی عقائد ونظریات پر مشتمل ایک رسالہ خود ترتیب دے کر شائع کیا جس کا نام ''اکابر کا مسلک ومشرب'' رکھا، جس کا تحقیقی اور مدلل جواب فقیہ العصر حضرت مولانا

مفتی عبدالشکور ترمذی رحمہ اللہ نے ''رسالہ اکابر کا مسلک و مشرب پر ایک تحقیقی نظر'' کے نام سے دیا تھا۔ جسے ''جامعہ خالد بن ولید'' ٹھینگی کالونی ضلع وہاڑی کے مدیر حضرت مولانا ظفر احمد قاسم صاحب مدظلہ نے شائع کیا۔ اسی کی ابتداء میں حضرت ترمذی رحمہ اللہ لکھتے ہیں کہ:

''کچھ عرصہ سے ایک رسالہ ''اکابر کا مسلک و مشرب'' کے نام سے شائع ہو رہا ہے، جس کے سرورق پر لکھا ہوا ہے: ''مرتّبہ پیر طریقت حضرت مولانا عزیز الرحمن ہزاروی دامت برکاتہم سنی، حنفی، چشتی، قادری، نقشبندی، خلیفہ مجاز قطب الاقطاب حضرت شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا صاحب مہاجر مدنی قدس سرہٗ''۔ دیکھ کر تعجب ہوا کہ ہمارے اکابر کی طرف وہ مسلک و مشرب اس رسالہ میں منسوب کیا جا رہا ہے جس کی ہمارے اکابر ہمیشہ پُر زور تردید کرتے رہے ہیں اور کتب فتاویٰ نیز دوسری کتابیں اس مسلک و مشرب کی تردید سے بھری پڑی ہیں، اور تمام عمر ہمارے حضرات اکابر کی ان بدعات و مخترعات کی تردید میں ہی گزری ہے ان کو ان کا عامل یا قائل قرار دینا نہایت درجہ جائے تعجب ہے۔'' (ص:۱۰)

قائد اہل سنت مولانا قاضی مظہر حسین رحمہ اللہ رسالہ کے پیش لفظ میں تحریر فرماتے ہیں:

''مولانا عزیز الرحمن صاحب کے رسالہ کا اصل موضوع دیوبندی بریلوی اتحاد ہے چنانچہ لکھتے ہیں: ''انگریز کے خلاف جنگ آزادی کے بعد اہل السنۃ والجماعۃ میں دو گروہ بن گئے، جو حقیقت میں اصول و فروع کے اعتبار سے ایک ہی تھے، اگرچہ آپس میں مزاج و مشرب میں معمولی فرق تھا۔'' (ایضاً ص:۵)

فقیہ العصر حضرت مولانا عاشق الٰہی صاحب مہاجر مدنی نور اللہ مرقدہ لکھتے ہیں:

''احقر کے نزدیک مجموعی حیثیت سے سارا ہی رسالہ (''اکابر کا مسلک و مشرب'') دفن کرنے کے قابل ہے، اس سے سراپا بریلویت پھیلے گی، اس کا شائع کرنا حرام ہے۔''

(ماہنامہ حق چار یار، دسمبر ۱۹۹۵ء)

مولانا عزیز الرحمن صاحب ہزاروی کا رجوع

ان بزرگوں کی طرف سے بھرپور مخالفت اور بار بار رجوع کے مطالبے کے بعد مولانا عزیز الرحمن صاحب ہزاروی نے محمد علوی صاحب کی کتاب ''مفاہیم'' پر اپنی تائید و تقریظ، اور اپنے رسالہ ''اکابر کا مسلک و مشرب'' سے بایں الفاظ رجوع کیا کہ:

''اگر اس رسالہ میں کوئی بات اکابر علمائے دیو بند کی تحقیقات کے خلاف ہے تو میں اس سے رجوع کرتا ہوں۔''

جس پر بہت سے حضرات نے اس کی حوصلہ افزائی کے ساتھ ساتھ یہ بھی مطالبہ کیا کہ رجوع کے ساتھ ''اگر'' کی شرط لگانا رجوع کی روح کے خلاف اور بات کو مشکوک بنانے والا معاملہ ہے، لہٰذا آپ اپنے رجوع کو واضح الفاظ کے ساتھ تحریر فرما دیں۔ لیکن مولانا عزیز الرحمن صاحب آج تک اس کے لیے تیار نہیں ہوئے کہ وہ اکابر دیو بند کا واقعی مسلک بیان کر کے علوی مالکی صاحب کے نظریات کی تردید کرتے۔

مولانا ہزاروی صاحب کے رجوع پر اس قضیہ سے متعلق اکثر اہل علم کو اطمینان اس لیے نہیں تھا کہ مولانا ہزاروی صاحب نے ''اختلاف و انتشار سے بچنے'' کی خاطر رجوع کیا تھا (جو اگر چہ مستحسن امر ہے)۔ لیکن ''علوی مالکی کے غلط نظریات سے اظہار برأت کے لیے رجوع'' نہیں کیا جو ضروری اور اہم ہے۔ چنانچہ مختلف حضرات نے اس طرف بار بار توجہ دلائی کہ آپ علوی مالکی صاحب کے غلط نظریات اور ان کی تائید سے رجوع فرمائیں۔ لیکن مولانا ہزاروی صاحب نے نہ علوی مالکی صاحب کو بدعتی تسلیم کیا اور نہ ان کے نظریات کو خلافِ اہل سنت قرار دیا۔ اور اس کے لیے وہ آج تک بھی تیار نہیں۔

اصلاحِ مفاہیم اور اس کے متعلقات......ماہ و سال کے آئینہ میں

۱۹۸۲ء: ۲۵رمئی ۱۹۸۲ء کو برکۃ العصر شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد زکریا رحمہ اللہ کا وصال ہوا۔ حضرت رحمہ اللہ کے وصال کے بعد اُن کے بعض خلفاء نے خاندانِ (مولانا) احمد رضا کے نیاز مند عالم دین شیخ محمد بن علوی مالکی سے اصلاحی تعلق قائم کر لیا۔

۱۹۸۵ء: جناب علوی مالکی صاحب کی مشہور زمانہ کتاب ''مفاهيم يجب أن تصحح'' ۱۹۸۵ء بمطابق رجب ۱۴۰۵ھ میں شائع ہوئی۔ اس کتاب پر اکابر دیو بند سے تقریظات کے حصول کے لیے جناب علوی مالکی صاحب نے مولانا عبد الحفیظ مکی صاحب کے ہمراہ پاکستان کا سفر کیا۔ اور مغالطہ کے ذریعے متعدد اکابر و مشائخ سے تقاریظ حاصل کر لیں۔ حضرت شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا رحمہ اللہ کے خلیفہ مجاز حافظ صغیر احمد صاحب لاہور والوں کے فرزند حافظ انیس احمد صاحب نے علوی مالکی صاحب کی کتاب کا اردو ترجمہ ''اصلاح مفاہیم'' کے نام سے کیا۔ جو صوفی اقبال صاحب، حافظ صغیر احمد صاحب، مولانا عبد الحفیظ مکی صاحب اور مولانا عزیز الرحمن ہزاروی صاحب کی کاوشوں سے ۱۴۱۴ھ کو پاکستان میں شائع ہوا۔ اس کتاب (اصلاحِ مفاہیم) پر مولانا احمد عبد الرحمن صدیقی کی طرف منسوب صوفی محمد اقبال صاحب کا

مقدمہ بھی ہے۔جس پر تاریخ تحریر ۲۳رشعبان ۱۴۱۴ھ ۴رفروری ۱۹۹۵ءدرج ہے۔

''اصلاحِ مفاہیم'' کی اشاعت کے بعد مولانا عزیز الرحمن ہزاروی صاحب نے''اکابر کا مسلک و مشرب'' نامی رسالہ شائع فرمایا جو مولانا احمد رضا خان مرحوم کے نظریات کی ترجمانی اور وکالت کر رہا تھا۔

۱۹۹۳ء: (رجب ۱۴۱۳ھ......تا......جمادی الثانیہ ۱۴۱۴ھ)

ہمارے اکابر کا اصل مسلک :از: مولانا مفتی عبدالواحد مدظلہم

اشاعت: اگست، ستمبر ۱۹۹۳ء، صفر، ربیع الاول ۱۴۱۴ھ (ماہنامہ انوار مدینہ)

۞ ۞ ۞

۱۹۹۴ء: (رجب ۱۴۱۴ھ......تا...... جمادی الثانیہ ۱۴۱۵ھ) اصلاح مفاہیم پر ایک نظر، از: مفتی عبدالواحد مدظلہم

صفر ۱۴۱۵ھ بمطابق اگست تا نومبر ۱۹۹۴ء (ماہنامہ انوارِ مدینہ) حضرت سید نفیس الحسینی شاہ رحمہ اللہ کا رجوع۔۲۱رصفر ۱۴۱۵ھ (ماہنامہ انوارِ مدینہ، لاہور) اصلاح مفاہیم اور اس کی تقریظوں پر تبصرہ، از: مولانا قاضی مظہر حسین رحمہ اللہ (اکتوبر رنومبر ۱۹۹۴ء، ماہنامہ حق چار یار رضی اللہ عنہم)

اصلاح مفاہیم، فکر و مندرجات کا مختصر و جامع تجزیہ، از: مولانا مفتی عبدالستار ملتان (اکتوبر رنومبر ۱۹۹۴ء، ماہنامہ حق چار یار)

وضاحتی مکتوب بنام قائد اہل سنت مولانا قاضی مظہر حسین رحمہ اللہ، از: مولانا عزیز الرحمن ہزاروی صاحب (تحریر: ۳ررجب ۱۴۱۵ھ۔۶ردسمبر ۹۴ء)

مفتی عبدالستار صاحب کی تردید حق ہے۔مکتوب حضرت امام اہل سنت رحمہ اللہ

(۲۷ررجب ۱۴۱۵ھ...... ۳۰ردسمبر ۱۹۹۴ء......اشاعت: فروری ۱۹۹۵ء (ماہنامہ حق چایار رضی اللہ عنہم)

جوابی مکتوب بنام مولانا عبدالرحمن و مولانا عزیز الرحمن ہزاروی، از: مولانا قاضی مظہر حسین رحمہ اللہ (تحریر: ۲۶رشعبان ۱۴۱۵ھ۔۲۹رنومبر ۱۹۹۴ء)

اشاعت: جنوری رفروری ۱۹۹۵ء۔شعبان ررمضان ۱۴۱۵ھ (حق چار یار رضی اللہ عنہم)

اصلاح مفاہیم کے بارے میں ایک استفتاء اور جید علماء کی آراء......دسمبر ۱۹۹۴ء (ماہنامہ حق چایار)

۞ ۞ ۞

۱۹۹۵ء: (رجب شعبان ۱۴۱۵ھ......تا......رجب ۱۴۱۶ھ)

مولانا محمد یوسف لدھیانوی رحمہ اللہ کا مکتوب گرامی (بنام پروفیسر احمد عبد الرحمن)
۲۰ / رجب ۱۴۱۵ھ......اشاعت: فروری ۱۹۹۵ء (حق چار یار)
مکتوب گرامی بنام مولانا سمیع الحق مدظلہم، از: فقیہ العصر حضرت مولانا عاشق الٰہی رحمہ اللہ
تحریر: ۱۰/ ۱۰/ ۱۴۱۵ھ......اشاعت: جولائی ۱۹۹۵ء۔ صفر ۱۴۱۶ھ (ماہنامہ حق چار یار)
حضرت مولانا حسن جان شہید رحمہ اللہ کا رجوع
تحریر: ۱۷/ اپریل ۱۹۹۵ء......۱۶/ ۱۱/ ۱۴۱۵ھ......اشاعت: جولائی ۱۹۹۵ء (ماہنامہ حق چار یار)

وضاحتی مکتوب بنام مولانا عاشق الٰہی رحمہ اللہ۔ از: مولانا عبد الحفیظ مکی صاحب
تحریر: اپریل ۱۹۹۵ء۔ ۲۴/ ذوالقعدہ ۱۴۱۵ھ
جناب علوی مالکی کی تضاد بیانیاں! از: مولانا مفتی عبد الستارؒ، اشاعت: جون ۱۹۹۵ء (حق چار یار)
ایک صاحب کے خط کا جواب۔ از: مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہید رحمہ اللہ تحریر: ۲۵/ ذوالحجہ ۱۴۱۵ھ
رسالہ ''اکابر کا مسلک ومشرب'' کے تیسرے ایڈیشن پر ایک نظر، از: مولانا مفتی عبد الواحد مدظلہم
اشاعت: جون ۱۹۹۵ء بمطابق محرم الحرام ۱۴۱۶ھ (انوارِ مدینہ)
کچھ اصلاحِ مفاہیم کے بارے میں۔ از: شہید اسلام مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہید رحمہ اللہ
اشاعت: جون ۱۹۹۵ء۔ محرم الحرام ۱۴۱۶ھ (ماہنامہ بینات)
حضرت مولانا عاشق الٰہی صاحب رحمہ اللہ کا فتویٰ
تحریر: ۱۴/ رمضان المبارک ۱۴۱۵ھ۔ اشاعت: جون ۱۹۹۵ء (ماہنامہ بینات)
مولانا مفتی فرید صاحب رحمہ اللہ کا رجوع نامہ
اشاعت: جولائی ۱۹۹۵ء/ صفر ۱۴۱۶ھ (حق چار یار)

مولانا مفتی محمد فرید صاحب اکوڑہ خٹک کا رجوع۔ اشاعت: جولائی ۱۹۹۵ء/ صفر ۱۴۱۶ھ (حق چار یار)
''جناب صوفی محمد اقبال صاحب مولانا علوی مالکی کے خلیفہ ہیں''۔ اشاعت: جولائی ۱۹۹۵ء/ صفر ۱۴۱۶ھ (حق چار یار)
اصلاح مفاہیم پر تقریظ کی وضاحت۔ از: حضرت مولانا مفتی محمد تقی عثمانی مدظلہم
تحریر: ۵/ صفر ۱۴۱۶ھ۔ اشاعت: اگست ۱۹۹۵ء۔ ربیع الاول ۱۴۱۶ھ (ماہنامہ البلاغ کراچی)
مولانا عبد الحفیظ مکی کے خط (۱۹/ جولائی ۱۹۹۵ء) کا جواب، از: مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہید رحمہ اللہ

مولانا زرولی خان صاحب کے خط (۲۴ر محرم ۱۴۱۶ھ) کا جواب، از: مولانا محمد یوسف لدھیانوی رحمہ اللہ تحریر: ۲۹ر جنوری ۱۹۹۶ء

محمد ابوزبیر سکھروی کے خط کا جواب، از: مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہید رحمہ اللہ تحریر: ۲۱ر صفر ۱۴۱۶ھ

جناب اختر علی عزیز کے خط کا جواب، از: مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہید رحمہ اللہ

تحریر: ۲۱ر صفر ۱۴۱۶ھ

رسالہ اکابر کا مسلک و مشرب سے علماء مدینۃ المنورہ کا اظہارِ بیزاری

تحریر: ۷/۰۱/۱۶/۱۴۱۶ھ......اشاعت: جولائی ۱۹۹۵ء (حق چار یار)

مولانا عبدالرحمن ڈیروی کی وضاحت۔ بسلسلہ اکابر کا مسلک و مشرب۔ (اگست ۹۵ء، حق چار یار)

اصلاح مفاہیم پر تحقیقی نظر، از: مولانا مفتی عبدالشکور ترمذی رحمہ اللہ......تحریر: ۱۵ر شوال ۱۴۱۵ھ

اشاعت: جولائی تا اکتوبر ۱۹۹۵ء، صفر تا جمادی الاولیٰ ۱۴۱۶ھ، ماہنامہ حق چار یار

شعبان تا شوال ۱۴۳۶ھ جون تا اگست ۲۰۱۵ء ماہنامہ الحقانیہ ساہیوال سرگودھا

طبع سوم پر حقیقت نما چشم کشا تبصرہ، از: امین ملت مناظر اسلام مولانا محمد امین صفدر اوکاڑوی رحمہ اللہ

اشاعت: ستمبر ۱۹۹۵ء (ماہنامہ حق چار یار، بشکریہ الخیر)

نقشہ نعل شریف سے متعلق جامعہ اشرفیہ لاہور کا فتویٰ اشاعت: نومبر ۱۹۹۵ء (ماہنامہ حق چار یار)

مکتوب گرامی بنا مولانا عبدالحفیظ مکی صاحب، از: فقیہ العصر حضرت مولانا عاشق الٰہی رحمہ اللہ

اشاعت: دسمبر ۱۹۹۵ء (ماہنامہ حق چار یار)

مکتوب گرامی بنام مولانا عبدالحفیظ مکی صاحب، از مولانا محمد اسماعیل بدات صاحب

اشاعت: دسمبر ۱۹۹۵ء (ماہنامہ حق چار یار)

مکتوب گرامی بنام جناب خضر حیات صاحب، از: مولانا محمد اسماعیل ندات صاحب

تاریخ: ۵ر اکتوبر ۱۹۹۵ء......اشاعت: دسمبر ۱۹۹۵ء (ماہنامہ حق چار یار)

محفل درود شریف اور عورتوں کی تبلیغی جماعت کے متعلق حضرت مولانا مفتی جمیل احمد تھانوی کا فتویٰ

تحریر: ۲۴ر ذیقعدہ ۱۴۰۷ھ......اشاعت: دسمبر ۱۹۹۵ء (ماہنامہ حق چار یار)

جامعہ مظاہر العلوم سہارنپور کا فتویٰ ۶ر دسمبر ۱۹۹۵ء...... ۱۴ر رجب ۱۴۱۶ھ......اشاعت: اپریل ۱۹۹۶ء (حق چار یار)

۞ ۞ ۞

۱۹۹۶ء: (شعبان ۱۴۱۶ھ......تا......شعبان ۱۴۱۷ھ)

(۲۰ رنومبر ۱۹۹۵ء کو تحریک منہاج القرآن کے زیر اہتمام جناب (مولانا) طاہر القادری صاحب کی طرف سے لاہور میں ''علماء و مشائخ کنونشن'' منعقد ہوا۔ جس میں جناب علوی مالکی صاحب مہمان خصوصی کے طور پر شریک ہوئے۔ اس کے بعد یہ مضمون لکھا گیا۔)

مالکی قادری بھائی بھائی! از: قائد اہل سنت حضرت مولانا قاضی مظہر حسین رحمہ اللہ

اشاعت: جنوری ۱۹۹۶ء رشعبان ۱۴۱۶ھ تا اگست ۱۹۹۷ء رربیع الثانی ۱۴۱۸ھ (ماہنامہ حق چار یار)

رسالہ اکابر کا مسلک و مشرب پر ایک تحقیقی نظر، از: فقیہ العصر مولانا مفتی عبد الشکور ترمذی رحمہ اللہ

رسالہ اکابر کا مسلک و مشرب پر مختصر تبصرہ، از: قائد اہل سنت مولانا قاضی مظہر حسین رحمہ اللہ

تحریر: یکم ربیع الثانی ۱۴۱۷ھ، ۱۷راگست ۹۶ء۔ اشاعت: مارچ ۹۷ء رشوال، ذیقعدہ ۱۴۱۷ھ

۱۹۹۷ء: (رمضان ۱۴۱۷ھ......تا......شعبان ۱۴۱۷ھ)

دیوبندی بریلوی اختلاف حقیقی یا فروعی؟ دار العلوم دیوبند کا فتویٰ

تحریر: ۲۵ رذیقعدہ ۱۴۱۷ھ......اشاعت: جولائی ۱۹۹۷ء رصفر ربیع الاول ۱۴۱۸ھ (ماہنامہ حق چار یار)

محفل درود شریف کے بارے میں مفتی جمیل احمد تھانوی رحمہ اللہ کا فتویٰ

اشاعت: جولائی ۱۹۹۷ء (ماہنامہ حق چار یار)

مولانا عزیز الرحمن ہزاروی صاحب کے ایک مرید کے خط کا جواب، از: مولانا محمد یوسف لدھیانوی رحمہ اللہ تحریر: ۲۰ رربیع الثانی ۱۴۱۸ھ

۞ ۞ ۞

۱۹۹۹ء: محمد علوی مالکی صاحب کے عقائد اُن کی تحریرات کے آئینے میں! از: مولانا ڈاکٹر مفتی عبد الواحد مدظلہم (اگست ۱۹۹۹ء ماہنامہ حق چار یار۔ بشکریہ ماہنامہ انوارِ مدینہ)

۞ ۞ ۞

۲۰۰۰ء: رسالہ اکابر کا مسلک و مشرب اور اصلاح مفاہیم سے متعلق ایک اہم فتویٰ

از: مولانا مفتی عبد القدوس ترمذی مدظلہم بتائید مولانا مفتی عبد الشکور ترمذی رحمہ اللہ

تحریر: ۴ رجمادی الثانیہ ۱۴۲۱ھ

رجوع نامہ، از: مولانا عزیز الرحمن ہزاروی صاحب۔ ۲۲/اکتوبر ۲۰۰۰ء۔ ۲۳/رجب ۱۴۲۱ھ

قضیّہ کا خاتمہ، از: حافظ نثار احمد صاحب۔ ۲۸/اکتوبر ۲۰۰۰ء۔ ۲۹/رجب ۱۴۲۱ھ

حقیقت حال، از: مولانا زاہد حسین رشیدی۔ اشاعت: (ماہنامہ حق چاریار، اکتوبر ۲۰۰۱ء)

شیخ الحدیث مولانا محمد صدیق مدظلہم کی طرف سے ضروری وضاحت۔ ۷/ربیع الثانی ۱۴۲۰ھ

داستانِ عبرت نمبر ۱ ...... (حضرت شیخ الحدیث رحمہ اللہ کے چند خلفاء کا تعارف) از: مولانا مفتی عبدالواحد مدظلہم (نومبر ۲۰۰۰ء، ماہنامہ حق چاریار)

مولانا عزیز الرحمن ہزاروی کے رجوع نامہ پر ایک نظر، از: مولانا مفتی عبدالواحد مدظلہم (دسمبر ۲۰۰۰ء، ماہنامہ حق چاریار)

✿ ✿ ✿

۲۰۰۱ء: حضرت مولانا مفتی عبدالقدوس ترمذی مدظلہم کا فتویٰ بتائید مفتی عبدالشکور ترمذی رحمہ اللہ تحریر: ۲/۶/۱۴۲۱ھ

مولانا ہزاروی کے رجوع نامے سے متعلق دارالعلوم کراچی کا فتویٰ

تکمیل تحریر: ۲/۳/۱۴۲۲ھ

قضیہ کا خاتمہ (اضافہ شدہ)، از: حافظ نثار احمد صاحب۔ تحریر: ۲۲/اپریل ۲۰۰۲ء۔ ۷/محرم ۱۴۲۲ھ

مکتوب گرامی مولانا مفتی عبدالقدوس ترمذی مدظلہم بنام مولانا عصمت اللہ صاحب مفتی دارالعلوم کراچی تحریر: ۷/ربیع الثانی ۱۴۲۲ھ یکم جولائی ۲۰۰۱ء

✿ ✿ ✿

۲۰۰۲ء: داستان عبرت نمبر ۲، از: مولانا مفتی عبدالواحد مدظلہم (دسمبر ۲۰۰۲ء، ماہنامہ حق چاریار)

✿ ✿ ✿

۲۰۰۶ء: اصلاح مفاہیم پر تحقیقی نظر (مجموعہ تحریرات اکابر) مرتب: مولانا مفتی ابوبکر علوی صاحب

تاریخ تحریر عرض مرتب: ۱۳/رمضان ۱۴۲۷ھ۔ اشاعت: ۲۰۰۶ء، ۱۴۲۷ھ

✿ ✿ ✿

۲۰۰۷ء: مکتوب گرامی بسلسلہ ''تحقیقی نظر''۔ از: شیخ الحدیث مولانا سلیم اللہ خان مدظلہم

تحریر: ۱۶/جنوری ۲۰۰۷ء۔ ۲۵/ذوالحجہ ۱۴۲۷ھ

تحقیقی نظر پر ماہنامہ وفاق المدارس کا تبصرہ۔ اشاعت: جولائی ۲۰۰۷ء۔ جمادی الثانیہ ۱۴۲۸ھ

❂ ❂ ❂

۲۰۰۹ء: حضرت امام اہل سنت رحمہ اللہ اور جناب محمد علوی مالکی صاحب از: (مولانا محمد) حمزہ احسانی اشاعت: اگست ۲۰۰۹ء (مجلہ المصطفیٰ، امام اہل سنت نمبر)

مکتوب بنام مولانا مفتی عطاء الرحمن و مولانا مفتی یوسف صاحب۔ از: مولانا نثار احمد صاحب

تحریر: ۱۷/ نومبر ۲۰۰۹ء۔ ۲۷/ ذیقعدہ ۱۴۳۰ھ

مجلہ المصطفیٰ کی خصوصی اشاعت میں مولانا عزیز الرحمن پر تنقید کی وضاحت، از: مولانا نثار احمد حسینی صاحب

تحریر: ۱۷/ نومبر ۲۰۰۹ء۔ ۲۷/ ذیقعدہ ۱۴۳۰ھ

جوابی مکتوب بنام مولانا نثار احمد الحسینی صاحب، از: (مولانا محمد) حمزہ احسانی

تحریر: ۳۰/ ذوالحجہ ۱۴۳۰۔ اشاعت: جون ۲۰۱۱ء

جوابی مکتوب مولانا سعید احمد جلال پوری شہید رحمہ اللہ بنام مولانا حمزہ احسانی۔

تحریر: ۱۶/ محرم الحرام ۱۴۳۱ھ

❂ ❂ ❂

۲۰۱۱ء: خدارا انصاف کیجیے!، از: (مولانا محمد) حمزہ احسانی۔ تحریر: اشاعت: جون ۲۰۱۱ء (ماہنامہ صفدر)

حضرت امام اہل سنت رحمہ اللہ اور جناب علوی مالکی صاحب۔ از: (مولانا محمد) حمزہ احسانی۔ جون ۲۰۱۱ء (ماہنامہ صفدر)

دیوبندی بریلوی اختلاف اور مولانا ہزاروی کا رجوع نامہ، از: مولانا جمیل الرحمن عباسی مدظلہ

اشاعت: جون ۲۰۱۱ء (مجلہ صفدر)

تقریظ برائے "تحقیقی جائزہ"۔ از: مولانا حبیب الرحمن سومرو مدظلہ، خلیفہ مجاز: حضرت قائد اہل سنت تحریر: ۱۵/ محرم الحرام ۱۴۳۶ھ...... ۸/ ۱۱/ ۲۰۱۴ء

مقدمہ برائے مجموعہ تحریرات مفتی عبد الواحد مدظلہم، از: مولانا مفتی شعیب احمد صاحب، تحریر: ۲۰۱۵ء

عریضہ بنام اکابر اہل سنت، از: خادم اہل سنت عبد الرحیم چار یاری، تحریر: ۲۹/ ذوالقعدہ/ ۱۴۳۵

جوابی مکتوب بنام خادم اہل سنت عبد الرحیم چار یاری، از: حمزہ احسانی

تحریر:۱۸/ذوالحجہ ۱۴۳۵ھ بروز پیر

مولانا عزیز الرحمن ہزاروی صاحب کے رجوع نامہ کی قبولیت کی شرائط، از: اکابر اہل سنت

تحریر:۱۸/ذوالحجہ ۱۴۳۵ھ بروز پیر

عریضہ بنام مولانا عزیز الرحمن ہزاروی مدظلہم، از: خادم اہل سنت عبدالرحیم چار یاری

تحریر:۲۲/ ۱۲/ ۲۰۱۴ء

۞ ۞ ۞

۲۰۱۵ء: آپ کے مسائل کے ناشرین کی علمی خیانت، از: (مولانا محمد) حمزہ احسانی (مارچ ۲۰۱۵ء۔ ماہنامہ مجلہ صفدر)

ناشرین کی علمی خیانت۔ از: ابن بشیر یوسف زئی۔ (مارچ ۲۰۱۵ء ماہنامہ حق چار یار)

مکتوب گرامی بنام مولانا محمد یحییٰ لدھیانوی صاحب، از: حضرت مولانا محمد اسماعیل بدات مدظلہم

تحریر:۱۵/شعبان المعظم ۱۴۳۶ھ

مکتوب گرامی بنام حضرت مولانا صاحبزادہ محمد طلحہ کاندھلوی مدظلہم، از: مولانا محمد اسماعیل بدات مدظلہم

تحریر:۶/شوال المکرم ۱۴۳۶ھ

مقدمہ برائے ''تحقیقی جائزہ''، از: حضرت مولانا محمد اسماعیل بدات مدظلہم

تکمیل تحریر:۱۸/ذوالقعدہ ۱۴۳۶ھ

تقریظ برائے ''تحقیقی جائزہ''۔ از: مولانا مفتی محمد انور اوکاڑوی مدظلہم

تحریر:۱۲/ذوالحجہ ۱۴۳۶ھ بروز اتوار

تقریظ برائے ''تحقیقی جائزہ'' از: مولانا مفتی عبدالقدوس ترمذی مدظلہم

تحریر:۲۰/ذوالحجہ ۱۴۳۶ھ۔ ۵/اکتوبر ۲۰۱۵ء

شیخ محمد بن علوی مالکی کیا تھے؟ اہل سنت تھے یا اہل بدعت؟، از: مولانا فضل الرحمن دھرم کوٹی

تحریر: نومبر ۲۰۱۵ء

یاد رہے کہ قائد اہل سنت رحمہ اللہ نے بعنوان ''مالکی قادری بھائی بھائی'' پندرہ قسطوں پر طویل مقالہ قلمبند کیا تھا یہ قسطیں جنوری ۱۹۹۴ء تا جولائی ۱۹۹۷ء ماہنامہ حق چار یار لاہور میں شائع ہوئیں تھیں، اس مقالہ میں ڈاکٹر طاہر القادری صاحب کے ادارہ میں مالکی صاحب کی آمد، اصلاحِ مفاہیم کا تعارف، اور

مولانا عزیز الرحمن ہزاروی سمیت دیگر حضرات کے ان کے ساتھ مراسم کے حوالہ سے اس قضیہ کی مکمل داستان موجود ہے، اور اب وہ پندرہ قسطیں ایک ضخیم کتاب ''تحفظ عقائد اہل سنت'' کتاب میں بھی جمع کردی گئی ہیں، جس سے اہل علم اور شائقین مطالعہ کو کافی حد تک آسانی ہوگئی ہے[1]۔

مولانا حسن جان شہید رحمہ اللہ کا قائد اہل سنت کے نام ایک خط

(بسلسلہ قضیہ مولانا ہزاروی صاحب)

فضیلۃ الشیخ مولانا القاضی مظہر حسین المحترم حفظہ اللہ ورعاہ

السلام علیکم ورحمت اللہ وبرکاتہٗ۔ امید ہے جناب والا خیر وعافیت ہوں گے ''اصلاحِ مفاہیم'' نامی کتاب مولانا عزیز الرحمن ہزاروی نے ایک عالم کی وساطت سے بطور ہدیہ اور برائے تقریظ ماہ شعبان ۱۴۱۵ھ کے اوائل میں بھیجی تھی۔ اس میں بعض عربی ممالک اور پاکستان کے چند علماء کرام کی تقریظات طبع شدہ نظر آئیں۔ مجھے معلوم نہیں تھا کہ ماہنامہ حق چار یارؓ میں اس پر تنقید شائع ہوگئی ہے کیونکہ چار پانچ مہینوں سے یہ رسالہ نہیں مل سکا، کتاب مذکور کے سرسری مطالعہ کے بعد مکۃ المکرمۃ جانا نصیب ہوا اور ماہ رمضان (المبارک) گزارنے کے بعد علوی مالکی صاحب سے گھر پر ملنے گیا مگر اس وقت وہ موجود نہیں تھے، سخت پابندی اور نگرانی کے ساتھ وہ زندگی گزار رہا ہے، مجھے خود کبھی ان سے ملاقات نہیں ہوئی البتہ اسی کے والد بزرگوار سے ملاقات ہوتی ہے میرا مقصد مکی صاحب سے بعض احادیث مندرجہ کتاب اور بعض مسائل میں تفصیلاً بات کرنی تھی مگر جلد آنے اور واپسی کی وجہ سے دوبارہ ملنے کے لیے نوبت نہیں مل سکی۔ مولانا عزیز الرحمن کے نمائندہ کے بار بار تقریظ لکھنے کے مطالبہ پر چند دن پہلے اتنا لکھا کہ ''اصلاحِ مفاہیم'' میں کافی حد تک ہمارے اکابر سے موافقت ہے۔ بس۔ اب جبکہ ایک عالم دوست کی

وساطت سے ماہ نامہ حق چار یار کے چار عدد اس کتاب کے بارہ میں اور ان میں اپنے مختلف بزرگوں کی تنقیدیں پڑھیں تو آنکھیں کھل گئیں۔ اور پتہ چلا کہ اس کتاب پر کافی بحثیں چل پڑی ہیں جو مجھے اس سے پہلے قطعاً معلوم نہیں تھیں، میں خود جناب والا اور جناب مفتی عبدالستار صاحب اور حضرت مولانا محمد رفیع صاحب اور مولانا محمد تقی صاحب اور دیگر اپنے مسلک کے اکابرین دامت برکاتہم وفیوضاتہم وارشادھم کی

---

[1] شائع شدہ، جامعہ حنفیہ، فیصل آباد / مرتب: مولانا عبدالرحیم چار یاری / مطبوعہ، مارچ ۲۰۱۶ء، جمادی الاول ۱۴۳۷ھ

رائے صائب کی مکمل تائید اور حمایت کرتا ہوں اور اصلاح مفاہیم میں مندرجہ تنقید شدہ مسائل سے برأت کا اعلان کرتا ہوں الحمدللہ کہ میں نے پہلے بھی مکمل تائید کے الفاظ نہیں لکھے تھے۔ فقط والسلام

ناچیز محمد حسن جان

۲۳/ ۳/ ۱۹۹۵ء

سبب نزاع ایک یہ بھی تھا

اکتوبر ۱۹۹۵ء میں پانچ فوجی افسروں کی بغاوت کے حوالہ سے ایک سازش بے نقاب ہوئی تھی، جس کے مطابق چند فوجی افسروں نے فوج کی اعلیٰ قیادت، صدر، وزیر اعظم اور کچھ وزراء سمیت آصف علی زرداری کو قتل کرنے کا منصوبہ بنایا تھا اور اس میں فوج کے اعلیٰ افسران ملوث تھے جن میں بریگیڈئیر مستنصر باللہ اور میجر ظہیر الاسلام عباسی سرفہرست تھے اور ان سب کا تعلق ٹیکسلا سے تعلق رکھنے والے صوفی محمد اقبال صاحبؒ کے ساتھ تھا۔ ۲۶ ستمبر ۱۹۹۳ء کو فاٹا سے بریگیڈئر مستنصر باللہ کی گاڑی کو ایک پولیس چیک پوسٹ پر روکا گیا تو تلاشی کے دوران بھاری مقدار میں راکٹ لانچر اور کلاشنکوفیں برآمد ہوئیں۔ بریگیڈئیر نے رعب جمانے کی کوشش کی اور جی ایچ کیو سے رابطہ کیا لیکن بقول کوثر نیازی ''لائن کٹ'' چکی تھی۔ تحقیقات کے مطابق چھتیس فوجی افسران اور بیس سویلین اس منصوبے کا حصہ تھے اور سب کے سب صوفی محمد اقبالؒ کے مرید تھے۔ صوفی صاحب اکثر ۱۰ کور ہیڈکوارٹر میں درس دیا کرتے تھے۔ ان کا منصوبہ یہ تھا کہ کور کمانڈروں کی کانفرنس کے دوران جی ایچ کیو پر حملہ کر کے کانفرنس کے شرکاء کو موت کے گھاٹ اتار دیا جائے اور ملک میں شریعت کے نفاذ کا اعلان کر دیا جائے۔ اس کارروائی کے بعد قوم سے کیے جانے والے خطاب کی تقریر بھی تیار کی جا چکی تھی۔ جس کے مطابق پاکستان کو ایک سنی مملکت قرار دیا جانا تھا۔ اس منصوبے میں حرکت الجہاد الاسلامی کے سربراہ قاری سیف اللہ اختر بھی شامل تھے۔ جن کے بریگیڈئر مستنصر سے روابط تھے اور افرادی قوت کا مہیا کرنا ان کے ذمہ تھا۔ مشرف حکومت میں سب سے پہلے ظہیر الاسلام کی رہائی ہوئی جب کہ قاری سیف اللہ اختر کو وعدہ معاف گواہ کے طور پر استعمال کیا گیا جو افغانستان پر امریکی حملے کے بعد سعودی عرب چلے گئے اور ۲۰۰۴ء میں دبئی حکومت نے مشتبہ کاروائیوں کے ضمن میں پکڑ کر پاکستان کے حوالے کر دیا۔ کتاب ''آپریشن خلافت'' میں بریگیڈئر مستنصر باللہ نے لکھا ہے کہ مجھے ۱۹۹۶ء میں میجر جنرل ظہیر الاسلام عباسی مجبور کرتے رہے کہ اس انقلاب کی قیادت کروں اور وہ میرے ماتحت کام کریں گے۔ حالانکہ وہ میجر جنرل اور میں بریگیڈئر

تھا۔لیکن میرے لیے یہ کیسے ممکن تھا کہ ایسے عظیم، شریف اور مومن پڑھے لکھے جنرل کی موجودگی میں قائد بنتا، انقلاب کے کامیاب ہونے کے بعد اسلامی نفاذ کے سلسلے میں اختلافات سے بچنے کے لیے ہم نے ایک منشور بھی تیار کرلیا تھا جو مولانا محمد عبدالقادر ڈیروی صاحب نے لکھا تھا یہ ایک تقریر کی صورت میں لکھا گیا تھا جو میجر جنرل ظہیرالاسلام عباسی نے سب سے پہلے کرنی تھی۔یہی ہمارا مقصد تھا اور منشور بھی۔

☆☆☆☆

اس پورے منصوبے میں شامل جن بیس سویلین کی تعداد بتائی گئی ہے اُن میں مولانا صوفی محمد اقبالؒ، مولانا پیر عزیز الرحمن ہزاروی، مولانا مفتی سعید خان، مولانا عبدالقادر ڈیروی اور ڈاکٹر اسرار احمد شامل تھے اوران حضرات نے ملک بھر سے اُن لوگوں کی تلاش شروع کردی جو''نظامِ خلافت'' کے عنوان پر کسی بھی درجہ میں ذوق وجذبہ رکھتے تھے۔اس سلسلہ میں قائد اہل سنت حضرت مولانا قاضی مظہر حسین رحمہ اللہ جیسی قدرآور، تجربہ کار اور پُرجوش شخصیت اور کون ہوسکتی تھی کہ جن کی پشت پر ایک تنظیم تھی اور ملک بھر میں ہر طبقے میں اُن کا اثر ورسوخ بھی تھا مگر یہ حضرات شاید قائد اہل سنتؒ کے طبعی مزاج اوران کی تحریکی زندگی سے کماحقہ واقف نہیں تھے کہ قائد اہل سنت رحمہ اللہ تو نہایت حساس طبیعت کے مالک ہیں اور اُن کی پوری زندگی قانونی دائرہ کار میں رہتے ہوئے اپنی جدوجہد جاری رکھتے ہوئے گذری ہے، وہ بھلا کسی ایسی مہم کا حصہ کیسے بن سکتے تھے جو ملک میں بغاوت وتصادم کے منشور پر عمل پیرا ہو، اور جس کے نتیجہ میں سرکاری مشنری اور سویلین کا ٹکراؤ وجود میں آئے۔یہ وہ موقع تھا کہ جب دارالعلوم دیوبند کا پیا ہوا پانی اپنا آپ دِکھانے لگا اور مشائخ دیوبند کی صحبتوں سے حاصل شدہ فلسفہ اعتدال اور جذبۂ دعوت وتبلیغ کے رنگ قوسِ قزح کی طرح اُفقِ اہل سنت پر جلوہ گر ہونے لگے۔جب یہ طے پا گیا کہ قائد اہل سنت تک بھی اس خفیہ منصوبے کی بازگشت پہنچائی جائے تو اب آگے بڑھ کر ملاقات کون کرے؟اس سلسلہ میں مولانا عزیز الرحمٰن ہزاروی نے خطوط کے ذریعے قائد اہل سنت کو اشارہ دینا شروع کردیا اور ساتھ ہی فوج کے اندر جو ہزاروی صاحب کے متعلقین تھے گاہے گاہے ان کو بھی بیعت یا ملاقات کی غرض سے چکوال بھیجنا شروع کردیا گیا۔علاوہ ازیں اشتعال انگیز خطوط کے ذریعے قائد اہل سنت رحمہ اللہ کو سپاہ صحابہؓ کے طریق کار کے مطابق کام کرنے کے مشورے بھی دیئے گئے۔اس سلسلہ میں سلیم چشتی صاحب کے خطوط پڑھنے سے ہمارے موقف کو تقویت ملتی ہے۔اس ساری داستان کو دیکھ کر، سن کر اور پڑھ کر قائد اہل سنتؒ بھانپ گئے کہ دھواں کہاں سے اُٹھ رہا ہے؟ اور اس راکھ میں چھپی چنگاریاں دینی تحریک کے لیے کس قدر نقصان دہ ثابت ہوسکتی ہیں۔چنانچہ آپ نے ان تمام حضرات سے قطع تعلقی کرلی اور وطنِ عزیز کے مملکتی

نظام پر واضح کر دیا کہ ہم کسی ایسے عمل کا حصہ نہیں بن سکتے جس کے نتیجہ میں افراتفری وجود میں آئے اور نظمِ حکومت کو نقصان پہنچے، بلکہ ہماری جدوجہد کا مقصد صرف اور صرف دائرہ قانون میں رہتے ہوئے دعوتی انداز میں اہل سنت والجماعت کے حقوق کے لیے موثر اور توانا آواز بلند کر کے حکام بالا کو متوجہ کرنا ہے اور دوسری جانب عوام اہل سنت کی اعتقادی اور عملی کمزوریوں کی اصلاح کرنا ہے نیز خلفاء راشدینؓ اور جمیع صحابہ کرام رضی اللہ عنہم، اہل بیت عظامؓ اور ازواج مطہرات و بناتِ طاہراتؓ کی شرعی عظمتوں کا علمی تحفظ کر کے صحیح معنوں میں مسلمان کو مسلمان بنانا ہے۔ قائد اہل سنتؒ کی اس فراست اور حکمتِ عملی کا فائدہ یہ ہوا کہ اب جب کہ ملک پاکستان نازک ترین حالات سے گذر رہا ہے۔ نیشنل ایکشن پلان کی رُو سے تمام دینی جماعتوں کے جلسوں اور مذہبی لٹریچرز پر پابندی عائد ہے، مگر ''تحریک خدام اہل سنت والجماعت'' واحد جماعت ہے کہ جس کے جلسے پہلی کی سی آزادی کے ساتھ جاری وساری رہے اور تمام جماعتی کتابیں، کتابچے، اشتہارات وغیرہ شائع ہو کر خواص وعوام کے ہاتھوں میں پہنچ رہے ہیں اور یہ سب قائد اہل سنت رحمہ اللہ کے تدبر وبصیرت کا صدقہ ہے۔ علامہ اقبال نے کیا خوب فرمایا تھا ؎

خوشا وہ قافلہ کہ جس کے امیر کی ہے متاع
تخیل ملکوتی و جذبہ ہائے بلند

مولانا عزیز الرحمٰن ہزارویؒ کی رحلت

''مظہر کرم''، تصنیفی وترتیبی اور تصحیحی مراحل سے گذر کر اب پریس کا رُخ کرنے ہی والی تھی کہ اس خبرِ غم نے اچانک صدماتی کیفیت طاری کر دی کہ حضرت مولانا پیر عزیز الرحمٰن ہزارویؒ صاحب چند دن علیل رہنے کے بعد انتقال فرما گئے، انا للہ وانا الیہ راجعون۔ ہم نے جس انداز میں قائد اہل سنتؒ کے ساتھ ان کے متذکرہ اختلاف کو درج کیا ہے اگر وہ حیات ہوتے تو پڑھ کر بہت مسرور ہوتے مگر اللہ کریم کے فیصلوں کو کوئی بدل نہیں سکتا۔ پیر صاحب مورخہ ۲۳ جون ۲۰۲۰ء کو انتقال فرما گئے۔ اُسی دن نماز عصر کے بعد ہزاروں مسلمانوں نے ان کی نماز جنازہ ادا کی، تحریکِ خدام اہل سنت کی مرکزی قیادت نے راولپنڈی ان کے پسماندگان سے اظہارِ تعزیت کے لیے بصورتِ وفد جانے کا فیصلہ کیا تو کاتب السطور کو بھی وہاں پہنچنے کا حکم ملا، چنانچہ مورخہ ۲۸ جون ۲۰۲۰ء بروز اتوار کو حضرت امیر مرکزی مولانا قاضی محمد ظہور الحسین اظہرؔ صاحب کی قیادت میں جامعہ زکریا ترنول راولپنڈی حاضر ہو کر تعزیت کی گئی اور حضرت مولانا ہزارویؒ کے لیے دعاء مغفرت کی گئی۔ اللہ تعالیٰ ان کی حسنات کو قبول فرمائے۔ دینی وعلمی اختلافات

اور تعبیرات کے تصادم کے نتیجہ میں جانبین سے اگر بشری لغزشوں کا صدور ہوا ہے تو اللہ تعالیٰ ہم سب کو معاف فرمائے۔ اللھم آمین!

مولانا سید لعل شاہ بخاریؒ مرحوم سے اختلاف کی نوعیت

مولانا سید لعل شاہ بخاری، دارالعلوم دیوبند کے فاضل، شیخ الاسلام حضرت مولانا سید حسین احمد مدنی رحمہ اللہ کے شاگرد اور قصبہ حاجی شاہ ضلع اٹک کے رہنے والے تھے، جبکہ واہ کینٹ میں خطابت و امامت کا فریضہ سرانجام دینے کے ساتھ ساتھ تصنیف و تالیف کا کام بھی کرتے رہے۔ شاہ صاحب رحمہ اللہ نہایت زیرک عالم دین، وسیع المطالعہ، ماخذ و منابع پر گہری نظر رکھنے والے محققانہ شان کے مالک تھے، اس کے ساتھ ساتھ تحریر و تقریر پر بھی پوری طرح قدرت کی جانب سے ودیعت کردہ صلاحیتوں سے فائدہ اٹھانے والوں میں سے تھے۔ البتہ اُن فوائد کو آگے منتقل کرنے میں بعض مقامات پر آپ سے لغزشیں ہوئی ہیں، جن پر مختلف حلقوں نے آواز احتجاج اٹھائی، اس کی تفصیل یہ ہے کہ جب محمود احمد عباسی (کراچی) نے اپنی کتاب ''خلافت معاویہؓ و یزید'' لکھی تو اس کے خلاف دیگر علماء اہل سنت سمیت شاہ صاحبؒ موصوف نے بھی قلم اٹھایا، جن میں ایک کتاب ''استخلافِ یزید'' بھی تھی۔ تسلیم کہ یہ کتاب ان کے گہرے علم و ضبطِ تحقیق کی آئینہ دار ہے اور انہوں نے فسق یزید کے پرچار اور تحفظ آلِ نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر خاطر خواہ علمی مواد قلمبند کر دیا مگر سیدنا حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی بابت اُن سے کچھ ایسی بے احتیاطیاں سرزد ہوگئی تھیں کہ جن کا صدور اس قسم کے مباحث میں شعوری یا لاشعوری طور پر ہو جاتا ہے، مگر اس وقت گھمبیر صورتحال پیدا ہوگئی تھی کہ جب محتاط و ذمہ دار علماء کرام کی جانب سے توجہ دلانے کے باوجود بھی شاہ صاحب رحمہ اللہ نے اپنے موقف سے رجوع نہیں کیا، اس سلسلہ میں ان کی متذکرہ کتاب کے خلاف ایک آواز تو حضرو ضلع اٹک کے مدرسہ اشاعت القرآن کے حضرات نے اٹھائی جو کہ جمعیت اشاعت التوحید کا اس علاقہ میں نمائندہ مرکز ہے۔ یاد رہے کہ مولانا سید لعل شاہ صاحب رحمہ اللہ بھی اگرچہ متشدد طبیعت کے اشاعتی یا مماتی نہیں تھے مگر میلان طبع بہرحال انہی حضرات کی طرف تھا یہی وجہ ہے کہ جب ان کا انتقال ہوا تو ان کی نماز جنازہ مولانا سید ضیاء اللہ شاہ صاحب بخاری ابن مولانا سید عنایت اللہ شاہ بخاری نے پڑھائی تھی۔

القول السدید فی جواب استخلافِ یزید

چنانچہ ''القول السدید فی جواب استخلافِ یزید'' کے نام سے ایک مختصر کتابچہ ادارۂ تحریر جامعہ عربیہ اشاعت القرآن، حضرو ضلع اٹک نے شائع کیا تھا، ہمارے ملک میں اہل حدیث (باصطلاحِ جدید) ہوں یا جمعیت اشاعت التوحید والسنۃ سے وابستہ متشددین، ان سب کا شمار حامیانِ یزید میں ہوتا ہے۔ مولانا سید لعل شاہ صاحب بخاری نے جب اپنے حلقہ فکر سے ہٹ کر کتاب تحریر کی تو اُن کے اپنے لوگوں کی طرف سے مخالفت کا ظہور ہونا ایک طبعی امر تھا، ہم سمجھتے ہیں کہ بالفرض شاہ صاحب کی کتاب ''استخلافِ یزید'' میں حضرت سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی ذات کے متعلق غیر محتاط لب ولہجہ نہ بھی ہوتا تو بھی جمعیت اشاعت التوحید نے اس کی مخالفت کرنا تھی کیونکہ ''فسق یزید'' کا عنوان بھی ان حضرات کا معدہ قبول نہیں کرتا۔ تاہم شاہ صاحب کے صحابیِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق غیر ذمہ دارانہ بعض جملوں نے اُن کے اپنوں کو بھی ان کا مخالف کردیا اگرچہ یہ مخالفت فی نفسہ حب معاویہ رضی اللہ عنہ کے در پردہ ''محبت یزید'' پر مبنی تھی۔ ''القول السدید'' نامی کتابچہ کے سرورق پر مندرجہ ذیل عبارت درج ہے۔

> ''مولوی لعل شاہ صاحب کی کتاب ''استخلافِ یزید'' کے بارے میں ملک بھر کے مقتدر علماء حق، محققین امت اور مفتیانِ عظام کی آراء عالیہ اس مختصر کتاب میں محض عامۃ المسلمین کی رہنمائی کے لیے جمع کی گئی ہیں۔ ''استخلافِ یزید'' کتاب میں صحابہ دشمنی بالخصوص سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے خلاف انتہائی غلیظ مواد جمع کر کے سبائیت کی مکمل تائید کی گئی ہے۔

مدرسہ عربیہ اشاعت القرآن حضرو کے ادارۂ تحریر میں مولانا محمد امتیاز صاحب، مولانا عبدالسلام صاحب اور مولانا محمد صابر صاحب وغیرہ کا نام شامل تھا، ان حضرات کا دعوی تھا کہ ''استخلافِ یزید'' کتاب کے متعلق مولانا غلام اللہ خان صاحب نے اعلان کیا تھا کہ اس کتاب کا ردّ لکھنا فرض ہے، کل اللہ تعالیٰ کو کیا جواب دیں گے؟ کہ اصحاب رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر کیچڑ اچھالا گیا، جس کا دفاع ہم نے نہ کیا۔ نیز اس کتاب کی وجہ سے مولانا غلام اللہ خان صاحب نے شاہ صاحب کا بائیکاٹ کردیا تھا اور کئی بار انہوں نے ان کے جلسوں میں تشریف لے جانے سے بھی انکار کردیا اور کہا کہ میں حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی دشمنی کی وجہ سے اگر مودودی صاحب کی جماعت کو چھوڑ سکتا ہوں تو مولوی لعل شاہ صاحب کون ہیں؟ اس کتابچہ ''القول السدید'' میں یہ بھی لکھا گیا کہ مولانا غلام اللہ خان نے اس کتاب کی مکمل تردید لکھوانے کے لیے

۷، اپریل ۱۹۷۹ء کو مولانا سید نور الحسن شاہ بخاری ملتان کی طرف دستی خط بھیجا تھا جس میں جوابی کتاب کی طباعت کے تمام تر اخراجات خود برداشت کرنے کا وعدہ کیا۔ یہاں تک کہ شیخ القرآن نے اپنے آخری سفرِ عمرہ پر روانگی سے قبل یہ اعلان بھی کر دیا تھا کہ میں واپس آ کر اس کتاب (استخلافِ یزید) کے خلاف واہ کینٹ میں جلسہ عام کروں گا، مگر افسوس کہ زندگی نے وفا نہ کی اور وہ مؤرخہ ۲۷ مئی ۱۹۸۰ء کو اسی سفری شیڈول کے تحت دوبئی میں اللہ تعالیٰ کو پیارے ہو گئے''۔[1]

اس وقت متذکرہ کتابچہ ''القول السدید'' کے مندرجات پر تبصرہ مقصود نہیں ہے۔ بلکہ مولانا لعل شاہ صاحب کی کتاب پر اختلافی محاذوں کا تعارف، مقصد ہے۔ اگر ہم اس پر نامکمل بحث بھی کریں تو سینکڑوں صفحات درکار ہیں کیونکہ پھر اس کے جواب الجواب میں ''البطش الشدید'' نامی کتاب بھی شاہ صاحب رحمہ اللہ کی جانب سے لکھی کی گئی تھی۔ جو غیر مطبوعہ مسودہ کی شکل میں موجود ہے۔ اس کا تعارف بھی ضروری ہو جائے گا جس سے مذکورہ بحث طوالت اختیار کر لے گی۔

قائد اہل سنت حضرت مولانا قاضی مظہر حسین رحمہ اللہ کی مایہ ناز کتاب ''خارجی فتنہ'' جلد اول جب طبع ہوئی تو اس میں ''استخلافِ یزید'' پر بھی اختصار کے ساتھ تبصرہ کیا گیا تھا۔ قائد اہل سنت رحمہ اللہ نے ''خارجی فتنہ'' حصہ اول کے صفحہ نمبر ۴۲۴ تا صفحہ ۴۳۶ (طبع اول) میں مولانا سید لعل شاہ صاحب بخاری مرحوم کی کتاب ''استخلافِ یزید'' کے حوالہ سے لکھا کہ یہ کتاب پڑھ لینے کے بعد ایک عام سنی مسلمان کو حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی ذات کے متعلق وہ حسن ظن نہیں رہتا جو ایک صحابی رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق ہونا چاہیے۔ نیز قائد اہل سنت رحمہ اللہ نے نہایت بصیرت افروز اور مبنی بر حقیقت بات یہ لکھی کہ بعض علماء تو مولانا لعل شاہ صاحب کی مخالفت اس لیے کر رہے ہیں کہ وہ یزید کو خلیفہ راشد و عادل مانتے ہیں جبکہ شاہ صاحب نے اپنی اس کتاب میں یزید کے فسق و فجور پر بحث کرتے ہوئے اس کے خلاف لکھا ہے، اور اس کے برعکس بعض دوسرے علماء شاہ صاحب کی محض اس لیے حمایت کر رہے ہیں کہ انہوں نے یزید کے خلاف لکھا اور وہ اُن کی دیگر متنازع عبارات سے چشم پوشی کر رہے ہیں، یہ دھڑے بندی نامناسب ہے، قائد اہل سنت کا دوٹوک موقف تھا کہ مولانا لعل شاہ صاحب بخاری نے جو کچھ یزید کے متعلق لکھا وہ عین جمہور اہل سنت والجماعت کا نظریہ ہے مگر جو کچھ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے متعلق تبصرہ کیا، اس میں بے احتیاطی پائی جاتی ہے۔ اس لیے ہم نے اہل السنۃ والجماعۃ کے مذہب حق و اعتدال کا پرچار کرنا ہے اور اسی کے دفاع کے

[1] القول السدید فی جواب استخلافِ یزید، (مقدمہ) مطبوعہ مارچ ۱۹۸۰ء، حضرو (اٹک)

جذبہ سے کتاب ''خارجی فتنہ'' لکھی گئی ہے۔

کتاب ''دفاعِ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ'' پر مولانا قاضی شمس الدین کا تبصرہ

مولانا قاضی شمس الدین آف موضع درویش ہری پور ایک خط میں لکھتے ہیں کہ

کتابی سائز کے تقریباً دو سو صفحات کی اردو زبان کی یہ کتاب لاجواب ہے جو ترجمانِ اہل سنت وکیل صحابہؓ، خادم اہل بیت رضوان اللہ علیہم اجمعین، الحاج حضرت مولانا قاضی مظہر حسین صاحب دامت برکاتہم چشتی صابری، خلیفہ مجاز حضرت مولانا سید حسین احمد مدنی نوراللہ مرقدہ فاضل دیو بند کی تالیف ہے۔

قبل ازیں مولوی لعل شاہ صاحب اٹکی نے ایک کتاب ''استخلافِ یزید'' نامی لکھی تھی۔ اس کتاب میں معتقداتِ اہل سنت سے ہٹ کر کاتب وحی رب العالمین، خال المومنین و امیر المومنین سیدنا حضرت معاویہؓ بن سیدنا ابوسفیان عبشمی رضی اللہ عنہما اور دوسرے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے خلاف نامناسب عبارتیں لکھی تھیں جن سے اہل سنت کے دینی نظریات خاصے مجروح ہوں گے، اور شیعہ حلقوں میں شاہ صاحب کی یہ کتاب خاصی مقبول ہوئی۔ حضرت قاضی صاحب موصوف نے اپنی کتاب ''خارجی فتنہ'' میں شاہ صاحب کی اس کتاب کے کچھ ناگوار مندرجات کی متین تردید کی تھی جو جناب لعل شاہ صاحب کو ناگوار گذری اور انہوں نے اپنے برادر نسبتی جناب سید مہر حسین شاہ صاحب، کلرک میونسپلٹی حسن ابدال سے چوبیس صفحات کا ایک رسالہ ''کھلی چٹھی بنام قاضی مظہر حسین صاحب'' شائع کرا دیا اور عوام میں مشہور ہے کہ یہ رسالہ خود مرتب کر کے اپنے برادر نسبتی مہر حسین شاہ صاحب کے نام سے شائع کر رہا ہے۔ مولوی مہر حسین شاہ صاحب نے اس کھلی چٹھی میں مولوی لعل شاہ صاحب کی کتاب کی تائید کی اور حضرت قاضی صاہب کی تردید کی، حضرت قاضی صاحب مدظلہ نے اس رسالہ ''کھلی چٹھی'' کے جواب میں اور حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی برات میں یہ معرکتہ الاراء کتاب تصنیف فرما کر مسلمانانِ اہل السنۃ والجماعت پر احسانِ عظیم فرمایا ہے۔ فجز اہم اللہ تعالیٰ خیراً۔ حضرت قاضی صاحب قبل ازیں ایک اور معرکتہ الاراء کتاب ''بشارت الدارین بالصبر علی شہادۃ الحسینؓ'' بھی شائع فرما چکے ہیں جو قابل دید کتاب ہے۔

کتاب دفاع امیر معاویہؓ میں نہ صرف حضرت معاویہؓ بلکہ تمام صحابہؓ کے ارفع اور اعلیٰ مقام کی بلندی کو عمدہ الفاظ اور شستہ انداز میں واضح اور روشن فرمایا ہے۔ رد روافض میں حضرت قاضی صاحب مدظلہ کے والد مکرم فاتح قادیان حضرت مولانا کرم دین صاحب دبیر رحمہ اللہ نے بھی ایک شہرہ آفاق کتاب ''آفتاب ہدایت'' تصنیف فرمائی تھی جو تقریباً پون صدی سے آج تک رد روافض میں ایک لاجواب تصنیف سمجھی

جاتی ہے۔ حضرت قاضی صاحب مدظلہ کی یہ کتاب بھی اپنے مبحث اور مقصد میں ایک جامع، جاندار اور کامیاب تصنیف ہے۔''[1]

''دفاعِ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ'' کی تصنیف کا پسِ منظر

مولانا سید لعل شاہ صاحب بخاری مرحوم کی کتاب ''استخلافِ یزید'' پر جس قدر تبصرہ کی ضرورت تھی، حسب ضرورت قائد اہل سنت رحمہ اللہ نے چند منتخب صفحات پر ''خارجی فتنہ'' حصہ اول میں اس پر لکھ دیا تھا، اور باقاعدہ اس کے رد میں کوئی کتاب لکھنے کا ارادہ ظاہر نہ فرمایا تھا، مگر اس کے بعد مولانا لعل شاہ صاحب بخاری کے ایک شاگرد سید مہر حسین شاہ بخاری (ساکن کامرہ، ضلع اٹک) نے ''خارجی فتنہ'' میں قائد اہل سنت کے متذکرہ تبصرہ پر اعتراض کرتے ہوئے ایک کتابچہ شائع کروا دیا، اس کتابچہ کا نام ''کھلی چٹھی بنام مولانا قاضی مظہر حسین صاحب مدظلہ'' ہے، جو ۲۳ صفحات پر مشتمل ہے، سید مہر حسین شاہ ایک متلون طبیعت کے بزرگ تھے جنہوں نے سید لعل شاہ صاحب بخاری مرحوم سے استفادہ کیا تھا اولاً تو وہ اہل بیت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے دفاع سے سرشار ہو کر میدان میں نکلے تھے مگر بہت جلد ان کی جوشیلی طبیعت اُن کو ''رافضیت'' کے خرمن باطل تک لے گئی اور پھر وہ وقت بھی آیا کہ انہی موصوف نے حضرت سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی ذات کے خلاف ''سیاست معاویہ'' کے نام سے نہایت دل آزار اور کھلی توہین پر مبنی کتاب شائع کر دی، یعنی مولانا لعل شاہ صاحب بخاری کی بے احتیاطی نے ان کے شاگرد کو کھلم کھلا صحابی رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا دشمن بنا دیا اور اسی چیز کا خطرہ قائد اہل سنت رحمہ اللہ نے بہت پہلے بھانپ لیا تھا، کیونکہ تجربہ یہی ہے کہ بڑوں کی علمی بے اعتدالی اُن کے اخلاف و معتقدین کو جہالت آمیز بد اعتدالی کی دہلیز پر لا کر چھوڑتی ہے۔ کاتب السطور نے سید مہر حسین شاہ کی کتاب ''سیاست معاویہ'' پر قدرے تبصرہ اپنی دو عدد مطبوعہ کتابوں میں کر دیا ہے۔

① دفاعِ حضرت حسین رضی اللہ عنہ ② تذکرہ مولانا محمد نافع رحمہ اللہ۔ یہاں تک کہ بدنام زمانہ شیعہ مصنف غلام حسین نجفی آنجہانی نے تو اپنی کتاب ''خلافت معاویہ، بینڈ باجے سے خلافت تک'' میں مہر حسین شاہ کی متذکرہ کتاب کو دادِ تحسین دی ہے۔ حالانکہ ایک وقت تھا کہ یہی مہر حسین شاہ حضرت قائد اہل سنت رحمہ اللہ کو ردِ شیعیت پر ''امام الکبیر'' اور ''مجاہد ملت'' جیسے خطابات دیا کرتے تھے۔ چنانچہ اپنے مرسلہ ایک خط میں لکھتے ہیں:

[1] شمس الدین، مولانا، قاضی / مرقومہ ۲۴ مئی ۱۹۸۵ء / از موضع درویش ہری پور ہزارہ۔

''الحمد للہ ہمارے اور حضرت مولانا قاضی مظہر حسین دامت برکاتہم کے درمیان معمولی علمی اختلاف ہے۔ ضد، نفسانیت کا دخل نہیں ہے۔ اور ہم ایک ہی منزل کے راہی ہیں اور ایک ہی مشن کے رکن! ''خارجی فتنہ'' کی جلد دوم کب تک آ رہی ہے؟ ٹوبہ ٹیک سنگھ کے ایک عالم مولانا محمد یوسف صاحب نے بھی محمود عباسی کی رد میں ایک کتاب ''حضرت حسین رضی اللہ عنہ اور یزید'' شائع کی ہے۔ اور کراچی سے مولانا علی مطہر نقوی صاحب نے بھی محمود احمد عباسی کے رد میں ایک کتاب ''محمود عباسی اپنے افکار و نظریات کے آئینہ میں'' شائع کی ہے۔ یہ کتاب عباسی کی تحریک ناصبیت کو سمجھنے کے لیے کلید کی حیثیت رکھتی ہے۔ مولانا سید لعل شاہ صاحب بخاری دامت برکاتہم کی کتاب ''اظہارِ حقیقت پر بصیرت افروز تبصرہ'' مکمل کاتب کے پاس پڑا ہوا ہے۔ امید ہے ان شاء اللہ مولانا بخاری مدظلہ کے حج کی واپسی پر شائع ہوگی۔ حضرت مولانا قاضی مظہر حسین صاحب مدظلہ العالی کی خدمت میں سلام مسنون۔

والسلام، سید مہر حسین غفرلہ۔''[1]

بہر کیف انہی مہر حسین شاہ نے ''خارجی فتنہ'' میں سید لعل شاہ صاحب بخاری کے خلاف جب چند صفحات پڑھے تو ایک جوابی چٹھی طبع کروا کر تقسیم کر دی۔ اس دوران بعض حلقوں کی جانب سے یہ آواز بھی سنائی دینے لگی کہ متذکرہ مطبوعہ چٹھی دراصل مولانا لعل شاہ صاحب نے خود لکھی ہے جو کہ مہر حسین شاہ بخاری کے نام سے طبع ہوئی ہے۔ مگر سید لعل شاہ صاحب بخاری نے اسے تسلیم نہیں کیا اور وہ اسے مہر حسین شاہ ہی کی قلمکاری قرار دیتے رہے۔ چنانچہ اس دور میں ماسٹر صوفی محمد سلیم صاحب آف موضع جکھڑ (چکوال) موضع ہسولہ ضلع جہلم میں امام مسجد تھے تو ان کے نام مولانا سید لعل شاہ صاحب بخاری مرحوم کا ایک خط آیا، جو ماسٹر صوفی محمد سلیم صاحب نے ایک شخص کے ہاتھ ارسال کر کے قائد اہل سنت رحمہ اللہ کے پاس بھجوا دیا، یہ خط لانے والے ''طاہر منیر'' نام کے ایک صاحب تھے جنہوں نے قائد اہل سنت کو اندرونِ خانہ یہ رقعہ دے کر بھیجا۔

بخدمت حضرت جی دامت برکاتہم۔

السلام علیکم ورحمت اللہ۔ صوفی محمد سلیم صاحب (ڈھوک جکھڑ والے) نے مجھے یہ خط لعل شاہ صاحب بخاری کا دیا کہ آپ جناب تک پہنچا دوں، حاضر خدمت ہے۔ قاضی عبد اللطیف صاحب

---

[1] بنام حافظ عبد الوحید حنفی محررہ ۵، جولائی ۱۹۸۴ء کامرہ کلاں، اٹک

(دانتوں والے) سلام کہتے ہیں، جنہوں نے ''شریعت بل'' پر دستخط بھی کر کے مجھے دیئے تھے۔

والسلام، محتاجِ دعا[1]

اب مولانا سید لعل شاہ صاحب بخاری کا مختصر خط ملاحظہ فرمائیں۔

محترمی سلیم صاحب، زید مجدہٗ۔

بعد ماھو مسنون! بندہ انتہائی مصروفیات کی وجہ سے کسی بھی ساتھی کی طرف خط نہیں لکھا کرتا، نئی تصنیف ''تسکین السائل'' ارسائل ہے۔ ''کھلی چٹھی'' میری تصنیف نہیں، مہر شاہ کا مروی کی ہے۔ انہیں کہہ دیا جائے گا۔ وہ بھی آپ کو پہنچ جائے گی۔ بندہ نے بھی ''بصیرت افروز تبصرہ'' میں قاضی صاحب موصوف کی خدمت میں کچھ لکھا ہے، مگر وہ کتاب ابھی طبع نہیں ہوئی[2]۔ مالی کمزوری کی وجہ سے تاخیر ہوگئی ہے۔ فقط والسلام، سید لعل شاہ بخاری، واہ کینٹ

اس کارڈ پر تاریخ و ماہ درج نہیں ہے تاہم یہ یقینی بات ہے کہ مذکورہ خط ۱۹۸۶ء کے دور کا ہے۔ جیسا کہ گزشتہ خط سے ظاہر ہے۔ بہر حال قائد اہل سنت نے مہر حسین شاہ صاحب بخاری کی مذکورہ کھلی چٹھی کے جواب میں ''دفاعِ حضرت امیر معاویہ ؓ'' لکھی تھی، علاوہ ازیں ساہیوال ضلع سرگودھا کے بعض احباب نے مولانا سید لعل شاہ صاحب بخاری کی کتاب ''استخلافِ یزید'' اور قائد اہل سنت رحمہ اللہ کی کتاب ''خارجی فتنہ'' کی کچھ عبارات نقل کر کے دار العلوم دیوبند کی تھیں کہ ان میں سے جمہور اہل سنت والا نظریہ کس کا ہے؟ تو دار العلوم دیوبند سے آمدہ جواب میں قائد اہل سنت کی عبارات کو عین مذہب اہل سنت جبکہ شاہ صاحب کی عبارات کو غیر معتدل اور شیعی نظریہ کے مطابق قرار دیا گیا تھا۔ اس فتویٰ کا عکس اشتہاروں کی صورت میں تقسیم کیا گیا تھا اور ''دفاع حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ'' کے بعد میں شائع ہونے والی طباعتوں میں بھی شامل کر دیا گیا۔ یہ مولانا سید لعل شاہ صاحب بخاری کے ساتھ قائد اہل سنت کے علمی اختلافات کی بنیادی نوعیت تھی جسے مربوط انداز میں قلمبند کر دیا گیا ہے۔ یہاں یہ بھی ملحوظ رہے کہ سید مہر حسین شاہ کی فکری بے رہروی کی بناء پر اکابرین کا اُن پر سے اعتماد اٹھ چکا تھا، اور یہ سطور لکھتے ہوئے اب سے چند سال قبل وہ اسی تاریک نظریاتی ماحول میں ہی رہتے ہوئے، فوت ہوگئے ہیں، فاعتبروا یا اولی الابصار۔ چنانچہ ان کا کوئی مضمون ماہ نامہ ''البلاغ'' کراچی میں شائع کر دیا گیا تھا تو توجہ دلانے پر

---

[1] طاہر منیر بنام قائد اہل سنت رحمہ اللہ مرقومہ ۲۹، اپریل ۱۹۸۶ء، چکوال

[2] بعد میں طبع ہوگئی تھی۔

حضرت مولانا مفتی محمد تقی عثمانی دامت برکاتہم نے تاسف کا اظہار فرمایا اور آئندہ محتاط رہنے کا وعدہ کیا، یہ توجہ دلانے والے حضرت مولانا مفتی سید عبدالشکور ترمذی رحمہ اللہ اور ماسٹر منظور حسین (ساہیوال، سرگودھا) تھے، جیسا کہ قائد اہل سنت رحمہ اللہ کے نام مرسلہ ایک طویل مکتوب میں سے ابتدائی چند سطریں اس حقیقت سے آگاہی دیتی ہیں۔

''مکرمی و معظمی، مرشدی و مولائی حضرت صاحب دامت فیوضہم السلام علیکم ورحمت اللہ وبرکاتہٗ۔ عرض ہے کہ کل ہی حضرت مولانا محمد تقی عثمانی مدظلہ کا خط آیا ہے، جس میں انہوں نے لکھا ہے کہ مولانا مہر حسین بخاری صاحب کے بارہ میں آپ نے جو معلومات بھیجی ہیں، احقر کے لیے وہ نئی ہیں، آئندہ ان کے مضامین کی اشاعت کے سلسلہ میں ان شاء اللہ مزید احتیاط برتوں گا۔ اس اطلاع پر آپ کا اور حضرت مولانا عبدالشکور صاحب ترمذی کا شکر گزار ہوں۔''[1]

یاد رہے کہ جب حضرت مولانا محمد نافع رحمہ اللہ نے شہرہ آفاق کتاب ''حدیث ثقلین'' شائع کی تو اس کی اشاعت پر اہل تشیع نے جہاں جاہلانہ واویلا کیا تھا، وہاں مولانا سید لعل شاہ صاحب بخاری مرحوم نے بھی اپنے تحفظات کا اظہار ''ولایت علیؓ'' نامی کتاب میں کر دیا تھا، اگرچہ ''ولایت علیؓ'' اپنے موضوع اور دلائل کے اعتبار سے قابل قدر ہے، مگر اسے کیا کہا جائے کہ اس میں جو اعتراضات اٹھائے گئے ہیں وہ ''حدیث ثقلین'' کتاب سے کوئی تعلق نہیں رکھتے، شاہ صاحب رحمہ اللہ نے عزتِ سادات کے جوش میں مولانا محمد نافع رحمہ اللہ پر بلاوجہ حوالہ جات کی بارش کر دی، اور پھر آنے والے وقتوں میں بعض متعصب شیعہ علماء نے اُن حوالہ جات کو اپنے مذہبی خراد پر رکھ کر استعمال کرنے کی کوشش کی۔ علاوہ ازیں سید مہر حسین شاہ کامروی کی جس کتاب ''سیاستِ معاویہؓ'' کا ہم نے تذکرہ کیا ہے اس کا مکمل جواب بھی حضرت مولانا محمد نافع رحمہ اللہ نے اپنی کتاب ''سیرتِ حضرتِ امیر معاویہؓ'' میں بالتفصیل دے دیا ہے تاہم مہر حسین شاہ کا کہیں نام استعمال نہیں کیا، اس حوالہ سے بھی ہم نے کچھ معروضات اس سے قبل ''تذکرہ مولانا محمد نافع'' میں پیش کر دی ہیں، باذوق اہل علم اس کتاب کی طرف مراجعت فرما سکتے ہیں۔ آخر میں یہ عرض کر دینا بھی مناسب ہوگا کہ قائد اہل سنتؒ کی کتاب ''دفاع حضرت معاویہؓ'' کے جواب میں مہر شاہ صاحب نے ''الاجابۃ الکافیہ فی رد دفاع معاویہؓ'' نامی کتاب لکھی تو قائد اہل سنتؒ نے فرمایا: ''جس طرح کتاب کے

[1] ماسٹر منظور حسین بنام قائد اہل سنتؒ محررہ یکم اکتوبر ۱۹۸۵ء سرگودھا

نام میں کثافت ہے، اسی طرح اس کے مضامین بھی کثیف ہیں لیکن میں اس کا جواب نہیں دوں گا۔"[1]

مولانا لعل شاہ بخاری کے شاگرد نہایت گمراہ ثابت ہوئے

افسوسناک واقعہ یہ ہے کہ مولانا سید لعل شاہ صاحب بخاری نے دھیمے اور مخفی لب ولہجہ میں جو حضرت معاویہؓ کی ذات پر ناقدانہ سطریں لکھی تھیں، اُن کی زندگی ہی میں اُن کے شاگرد عُریاں ہوکر میدان میں اتر آئے اور انہوں نے بالکل تبرائی رافضیوں کی طرح حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے خلاف زبان اور قلم کا بے دریغ استعمال کیا۔ جس سے معلوم ہوتا ہے کہ شاہ صاحب اپنی نجی محفلوں میں حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی شخصیت کو کھلم کھلا ہدف تنقید بناتے تھے وگرنہ ان کے مصاحبین یوں بیباکی کا مظاہرہ نہ کرتے۔ دوسری جانب مولانا لعل شاہ سے بعض متاثرین کا کہنا ہے کہ حضرت امیر معاویہؓ کی گستاخی کرنے کی وجہ سے وہ زندگی کے آخری دنوں میں اپنے شاگردوں سے نالاں تھے مگر ہمارے علم میں ایسی کوئی بات استنادی درجہ میں نہیں ہے اور نہ ہی اس پر کوئی تحریری ثبوت ہے۔ بہرحال اُن کے شاگردوں میں دو اس حوالہ سے مشہور ہیں ① سید مہر حسین شاہ بخاری ② عبدالقیوم علوی، پنڈ سنگرال ضلع راولپنڈی، اور اول الذکر کامرہ کلاں کے رہنے والے تھے۔ اوّل الذکر نے "سیاست معاویہ" اور ثانی الذکر نے "تاریخ نواصب" لکھی تھی جس کا مشہور زمانہ مقدمہ چلتا رہا اور مصنف کو تین سال قید مع جرمانہ ہوئی تھی، اس کی الگ تفصیلات ہم قلمبند کریں گے۔ سید لعل شاہ صاحب کے شاگردوں میں ہمارے دوست حضرت مولانا محمد اسماعیل محمدیؒ بھی تھے جن کا نام شاہ صاحب کی مطبوعہ کتابوں میں بطور لائبریرین درج ہوتا تھا۔ مگر آنے والے دنوں میں مولانا محمدی صاحب رحمہ اللہ حضرت مولانا محمد امین صفدر اوکاڑوی کی شاگردی میں آگئے تھے اور دوسری جانب قائد اہل سنت حضرت مولانا قاضی مظہر حسین رحمہ اللہ کی رہنمائی میں تحریک خدام اہل سنت کے جلسوں میں آنا شروع ہوگئے تھے جس کی وجہ سے مولانا لعل شاہ صاحب کے اثرات اُن پر غالب نہ ہوسکے، مگر وفات سے قبل زندگی کے آخری سالوں میں انہوں نے عظمتِ اہل بیت کے عنوان سے ایک جماعت بنائی تو ہمارے ساتھ بعض مرتبہ ایسی باتیں کرتے تھے جس سے معلوم ہوتا تھا کہ مولانا بخاری کے جراثیم اُن میں عُود کرآئے ہیں، مگر باہم افہام وتفہیم اور برادرانہ نوک جھونک کی وجہ سے وہ اعتدال پر رہے اور پھر اسلاف اہل سنت احناف ہی کی نمائندگی وترجمانی کرتے ہوئے وہ اپنے اللہ کے حضور پہنچ گئے۔ ایک معروف شیخ طریقت بھی اپنی نجی محفلوں میں حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے متعلق غیر ذمہ دارانہ الفاظ کا

[1] خارجی فتنہ جلد دوم ص ۴۸۲۔

استعمال کرتے تھے مگر وہ چونکہ مصنف نہیں تھے اس لیے اُن کی باتیں مستقل فتنہ ثابت نہ ہو سکیں۔

مولانا محمد اسحٰق سندیلویؒ سے نوعیتِ اختلاف

مولانا محمد اسحٰق سندیلویؒ نہایت زیرک عالم دین تھے، آپ ۱۲، فروری ۱۹۱۳ء کو لکھنؤ میں پیدا ہوئے۔ تعلیمی سفر کا آغاز ندوۃ العلماء سے کیا اور پھر دیکھتے ہی دیکھتے علمی دنیا کے افق پر چھا گئے۔ رد شیعیت کا خداداد ملکہ حاصل تھا، کتابوں پر گہری نظر تھی اور مولانا سید لعل شاہ بخاری سے بھی کسی قدر زیادہ عمیق نگاہوں سے کتب تاریخ اپنے دماغ میں اتار چکے تھے، عربی، انگریزی، اردو، سندھی اور دیگر علاقائی و بین الاقوامی زبانوں پر انہیں کمال قدرت حاصل تھی، ۱۹۷۰ء کی دہائی میں حضرت مولانا محمد یوسف بنوری رحمہ اللہ کی عقابی نگاہوں نے مولانا محمد اسحٰق صدیقی سندیلوی کو تاڑ لیا اور وہ انہیں کراچی لے آئے، جہاں سے آپ کی علمی زندگی کے ایک نئے دور کا آغاز ہوا، علامہ بنوری رحمہ اللہ نے اپنی عربی کتاب ''الاستاذ المودودی'' میں سندیلوی صاحب کا تذکرہ نہایت تفاخر کے ساتھ لکھا ہے۔ جس دور میں سندیلوی صاحب کراچی تشریف لائے تو ان دنوں محمود احمد عباسی کے فکری ترجمان، کچھ حضرات نے اپنی کتابوں، رسالوں اور تقریروں کے ذریعے ایک آندھی چلا رکھی تھی، مودودی صاحب کی ''خلافت و ملوکیت'' بھی اسی دور میں لکھی گئی تھی اور ہر مکتب فکر کے ہاں مذکورہ کتاب موضوع سخن بن چکی تھی۔ چنانچہ مولانا محمد اسحٰق سندیلوی نے ''خلافت و ملوکیت'' کے رد میں ایک ضخیم کتاب ''اظہارِ حقیقت'' تصنیف کی، جس میں قلم کی روانی، دلائل کی سیلانی، تحقیق کی جوانی اور لکھنؤ تہذیب کی اردو دانی نے کئی ایک دماغوں کو چکرا کر رکھ دیا تھا، ہر طرف سے تعریف و توصیف کے ٹھنڈے جھونکے آنے لگے اور پھر اہل علم کے ہاں ''خلافت و ملوکیت'' کے ساتھ ساتھ اب اس کتاب کا مطالعہ و تذکرہ بھی ناگزیر قرار پایا، قائد اہل سنت رحمہ اللہ مولانا محمد اسحٰق سندیلوی رحمہ اللہ پر بہت اعتماد فرماتے تھے اور سندیلوی کی جانب سے بھی اظہارِ عقیدت کی تمام تر رسمیں ادا کی جاتی تھیں، مگر قائد اہل سنت رحمہ اللہ نے گہرے مطالعہ کے بعد محسوس کیا کہ کتاب ''اظہارِ حقیقت'' کا مطالعہ کر لینے کے بعد سیدنا حضرت علی رضی اللہ عنہ سے ایک حساس مزاج مسلمان کو وہ عقیدت نہیں رہتی جو ہونی چاہیے، چنانچہ قائد اہل سنت رحمہ اللہ نے اس پر ناقدانہ جائزہ لیتے ہوئے ''خارجی فتنہ'' جلد اول کو اس موضوع کے لیے خاص کیا، قائد اہل سنت رحمہ اللہ کی متذکرہ کتاب پر مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہید رحمہ اللہ نے تبصرہ لکھا تو مولانا محمد اسحٰق سندیلوی رحمہ اللہ خفاء ہو گئے۔ اور جامعۃ العلوم الاسلامیہ بنوری ٹاؤن کراچی کے مہتمم مولانا مفتی احمد الرحمن صاحب کو استعفیٰ پیش کر دیا، جس کے بعد انہیں عباسی فکر کے

ایک متعصب ترجمان میواتی برادری کے مولوی طاہر مکی صاحب اپنے ادارہ مدینۃ العلوم میں لے گئے اور وہیں پر علامہ سندیلوی صاحب ۱۹۹۵ء میں اللہ تعالیٰ کو پیارے ہو گئے۔ حضرت بنوری رحمہ اللہ کے داماد مولانا محمد طاسین نے اُن کی نمازِ جنازہ پڑھائی تھی اور یٰسین آباد کے قبرستان میں تدفین عمل میں آئی۔ چونکہ قائد اہل سنت رحمہ اللہ کے پیش نظر جمہور اہل السنۃ والجماعۃ کے مسلک کا دفاع ہوتا تھا چنانچہ اس مقصد کے لیے آپ کسی بڑی سے بڑی شخصیت کے حق میں لچک دکھانے کے روادار نہ تھے، اس لیے حیات مستعار کے آخری سالوں میں جب بنوری ٹاؤن ہی کے مدرسہ میں مولانا مفتی نظام الدین شامزنی رحمہ اللہ نے مسئلہ حیات النبی صلی اللہ علیہ وسلم کے حوالہ سے جب متنازع گفتگو کی اور ایک طالب علم نے قائد اہل سنتؒ تک یہ صورتحال پہنچائی تو آپ رحمہ اللہ نے ماہ نامہ حق چار یارؓ لاہور میں ایک مفصل مقالہ شائع کروایا، جس کے بعد مولانا مفتی نظام الدین شامزئی رحمہ اللہ نے ''میرا مسلک ومشرب'' نامی رسالہ شائع کیا[1]۔

''استخلافِ یزید'' کا عدالت میں مقدمہ اور ثالثی کا تقرر وفیصلہ

عدالتی کارروائی میں مولانا سیّد لعل شاہ بخاری نے ابتداء کی تھی اور ہتکِ عزت کا دعویٰ دائر کر دیا تھا، جس پر عدالت نے اسے خالص علمی بحث قرار دیتے ہوئے ثالثی کے حوالے کر دیا اور چونکہ مدعی و مدعا علیہان مولانا سید عنایت اللہ شاہ بخاری کے متوسلین میں سے تھے اس لیے شاہ صاحب کو ثالث مقرر کر دیا گیا، اس کے بعد کیا ہوا؟ یہ روداد خود مولانا سید لعل شاہ صاحب یوں رقم کرتے ہیں:

> ''کتاب ''استخلافِ یزید'' جب پہلی بار طبع ہو کر آئی تو مولوی عبدالسلام اور مولوی محمد صابر صاحبان نے کتاب سے کچھ اقتباسات اخذ کر کے بعض علماء کرام سے فتاویٰ حاصل کیے اور ''القول السدید'' کے نام سے رسالہ کی شکل میں چھپوا کر اس کی اشاعت کی، چونکہ ان فتاوٰی میں یہ ظاہر کیا گیا تھا کہ مصنف استخلافِ یزید متشیع خیال ہے اور اپنی کتاب میں شیعیت کی تائید کی ہے تو بندہ نے اس رسالہ کا رد لکھا اور ''البطش الشدید'' کے نام سے کتابت بھی کروا دی لیکن طباعت کی نوبت نہ آئی کیونکہ بندہ نے مولوی صاحبان کے خلاف دعویٰ دائرہ کر دیا تھا اور دورانِ مقدمہ اس کی اشاعت خلافِ مصلحت تھی نیز بندہ کا خیال تھا کہ مقدمہ کی پوری کارروائی بھی کتاب کے ساتھ منسلک کر دی جائے گی دورانِ مقدمہ عدالتِ عالیہ اور وکلاء صاحبان نے مصلحت اس میں سمجھی کہ چونکہ یہ علمی مبحث ہے اس لیے اسے علماء کی ثالثی میں ہی

[1] تفصیلات آگے ذکر کر دی گئی ہیں۔ سلفی

فیصل ہونا چاہیے۔ ثالثی کے لیے سید عنایت اللہ شاہ صاحب بخاری مقرر ہوئے ہم تاریخ مقررہ سے ایک رات پہلے ہی گجرات پہنچ گئے۔ رات قاری عطاالرحمن صاحب کے پاس رہے اور صبح شاہ صاحب کی مسجد میں پہنچے۔ شاہ صاحب کو مطلع کیا گیا لیکن شاہ جی اپنے کمرے سے باہر نہ نکلے، مولوی صاحبان عصر تک نہ پہنچے، عصر کے بعد شاہ صاحب سامنے آئے اور فرمایا کہ بندہ اس لیے سامنے نہیں آیا کہ ایک فریق کی غیر موجودگی میں دوسرے فریق کو ملنا مناسب نہ سمجھا چونکہ دوسرا فریق نہیں آیا اس لیے آپ کو اجازت ہے آپ واپس چلے جائیں میں جج صاحب کو لکھ دوں گا (جج صاحب کے نام شاہ صاحب کی رائے آئندہ سطور میں پیش کی جارہی ہے، پھر عدالت میں کاروائی شروع ہوگئی۔ عزیز عنایت اللہ شاہ شیں باغ والے شیعہ کے ہاتھوں شہید ہوئے، اٹک شہر میں ایک عظیم الشان کانفرنس منعقد ہوئی اور شیعہ سے انتقام لینے کا فیصلہ کیا گیا۔ مجھ سے بعض احباب نے مطالبہ کیا کہ آپ مقدمہ سے دست بردار ہوجائیں اور اتحاد ہوجائے تا کہ انتقامی کاروائی میں دقت نہ ہو، میں نے کہا کہ مجھ پر شیعہ ہونے کا فتویٰ لگایا گیا ہے جب تک مولوی صاحبان فتوی واپس نہیں لیتے میں مقدمہ سے دست بردار نہیں ہوسکتا ان دوستوں نے سید عنایت اللہ شاہ صاحب کی خدمت میں حاضر ہوکر درخواست پیش کی تو انہوں نے مصالحت کے لیے قاضی عصمت اللہ صاحب اور سید ضیاالله شاہ صاحب بخاری کو مقرر کیا۔ انہوں نے ہمیں ۷ جنوری ۱۹۸۸ء کو راولپنڈی میں حضرت شیخ القرآن کے مکان پر بلایا اور مجھ سے مطالبہ کیا کہ آپ مقدمہ سے دستبردار ہوجائیں میں نے کہا کہ ہمارے عزیز عنایت اللہ شاہ کی شہادت کا جو شیعہ ملعونوں کے ہاتھ ہوئی تقاضہ تھا کہ میں خود دعویٰ سے دستبردار ہوجاتا تا کہ متحد ہوکر ان سے انتقام لیتے۔ لیکن ان حضرات نے مجھ پر شیعہ ہونے کا فتوی صادر کیا ہے تو میں کس طرح دعوی سے دست بردار ہوسکتا ہوں؟ چنانچہ دونوں حضرات مولوی عبدالسلام و صابر صاحبان کو تنہائی میں ملے تو انہوں نے کہا کہ ”ہم نے مولانا سید لعل شاہ صاحب کو نہ شیعہ کہا ہے نہ کہتے ہیں اور نہ سمجھتے ہیں، اگرچہ ہمیں مولانا سید لعل شاہ صاحب بخاری کی کتاب ”استخلاف یزید“ کی بعض عبارتوں پر مسلک اہل سنت والجماعت کی روشنی میں شدید اختلاف ہے، اس پر بندہ نے مقدمہ واپس لے لیا۔ اختلاف ہوتا رہتا ہے ہر آدمی اللہ رب العزت کی بارگاہ میں خود

جوابدہ ہوگا۔ بندہ نے جو کچھ لکھا ہے دلائل کی روشنی میں اور اکابرین کی آراء کے پیش نظر لکھا ہے اسے حق سمجھتا ہوں اور اسی پر قائم ہوں اور جو اختلاف کرتا ہے وہ کرتا رہے۔ بعض احباب نے اصرار کیا کہ "البطش الشدید" طبع کرائی جائے تاکہ لوگوں کے شبہات دور ہو جائیں لیکن بندہ نے سختی سے انکار کر دیا کہ صلح کے بعد اب جب تک ان کی طرف سے کوئی اقدام نہ ہوگا بندہ پہل نہیں کرے گا، نیز بندہ اس بات کی وضاحت بھی کر دینا چاہتا ہے کہ مہر حسین شاہ کامروی نے کچھ رَسائل لکھے ہیں بعض لوگوں کو شُبہ ہے کہ وہ میں نے لکھوائے ہیں، یہ قطعاً غلط ہے۔ مہر حسین شاہ صاحب نے علوم دینیہ کی تعلیم حاصل نہیں کی البتہ وُسعتِ مطالعہ سے جہاں کہیں کوئی پسندیدہ جملہ دیکھتا ہے اسے اپنی تحریر میں برمحل منطبق کر لیتا ہے میں نے اس کی تحریرات مکمل طور پر نہیں پڑھیں لیکن بعض تحریروں سے یہ اندازہ ہے کہ اس کے بعض نظریات میرے نظریات کے خلاف ہیں اور میں نے اسے آگاہ بھی کر دیا ہے۔ اسی طرح عبدالقیوم علوی نے بعض کتابیں لکھیں اور مہر حسین سے بھی قدم آگے رکھا ہے لوگوں کا یہ خیال ہے کہ وہ بندہ کا شاگرد ہے اس لیے اس کا قلم آوارہ خرام ہے یہ درست ہے کہ اس نے چھ ماہ کے قریب نحو کی کوئی کتاب مجھ سے پڑھی تھی بعدہ اس نے حضرو میں مولوی عبدالسلام و صابر صاحبان کے حلقۂ درس میں شامل ہو کر ان سے شرفِ تلمذ حاصل کیا ہے پھر تعلیم القرآن راجہ بازار راولپنڈی میں مولانا عبدالقدیر صاحب سے دورۂ حدیث کیا اور ادارہ تحقیقات اسلامیہ میں ملازمت اختیار کر لی، جہاں کتابوں کا مطالعہ کیا، جو کچھ لکھا ان حوالہ جات سے لکھا جو اس نے مطالعہ کیے، بعض حوالہ جات کا ذکر اس نے مجھ سے بھی کیا، میں نے اسے جواب دیا کہ تمہارا استدلال غلط ہے، محتاط رہو اسی میں بھلائی ہے لیکن اس نے خودسری کی ہے اور اسی وجہ سے اس نے میرے پاس آنا بھی کم کر دیا ہے۔ بہرحال ان دونوں صاحبان کی بعض تحریرات بندہ کے نظریات کے خلاف ہیں اور میں نے انہیں کہہ بھی دیا ہے کہ وہ تحریرات میرے نظریات کے خلاف ہیں اور میں اُن سے بیزار ہوں چونکہ کچھ لوگ شبہات میں مبتلا تھے اس لیے ازالۂ شبہات کے عنوان کے تحت بندہ اپنی اس کتاب میں ان سے برأت کا اعلان کرتا ہے اور بارگاہ رب العزت میں صالحیت کا خواستگار ہے۔

مولانا سید عنایت اللہ شاہ بخاری کا فیصلہ

اب ''استخلافِ یزید'' کے متعلق شاہ صاحب کا فیصلہ ملاحظہ کیجیے:

محترم ومکرم جناب سینئر سول جج صاحب ضلع اٹک، زید مجدہ العالی۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ!

گزارش ہے کہ فریقین (حضرت مولانا سید لعل شاہ صاحب بخاری مدعی فریق اول اور حضرت مولانا عبدالسلام اور ان کے دیگر رفقاء حضرات مدعا علیہم (فریق ثانی) نے آپ کی عدالتِ عالیہ میں بندہ کو ثالث تسلیم کیا، پھر فریقین نے مجھے مطلع بھی کر دیا۔ بندہ نے باوجود علالتِ شدیدہ، عدالت عالیہ کا ایما پا کر بہ دل وجان منظور کر لیا۔ جناب کی مقرر کردہ تاریخ ۸۳ء-۵-۱۵ پر فریقِ اوّل حضرت مولانا سید لعل شاہ صاحب بخاری مدعی مع اپنے رفقاء علماء کرام بندہ کے پاس بوقت آٹھ بجے صبح پہنچ گئے لیکن فریق ثانی حضرت مولانا عبدالسلام صاحب اور ان کے رفقاء کرام مدعا علیہم چھ بجے شام تک نہ پہنچے۔ چھ بجے شام کے بعد حضرت مولانا عبدالسلام صاحب اور حضرت مولانا محمد صابر صاحب بندہ کے پاس حاضر ہوئے اور معذرت کہ کہ حضرت مولانا عبدالقدیر صاحب اور حضرت مفتی عبدالرشید صاحب و دیگر ہمارے رفقاء گجرات حاضر ہونے سے انکاری ہیں بندہ نے بے اختیار **انا للہ وانا الیہ راجعون** پڑھا اور ان سے کہا افسوس صد ہزار افسوس کہ آپ کو عدالت عالیہ نے انتہائی ہمدردی اور خیر خواہی سے یہ زرّیں موقع عنایت کیا جس میں آپ حضرات کی باعزت مفاہمت اور صحیح فیصلہ کی صورت ضرور نکل آتی لیکن آپ حضرات نے عدالتِ عالیہ کے حکم کی عمداً خلاف ورزی اور نا قدر شناسی کر کے یہ بہترین موقع ضائع کر دیا **انا للہ وانا الیہ راجعون**۔ میں نے فریقِ اوّل حضرت مولانا سید لعل شاہ صاحب بخاری مدعی کی کتاب ''استخلافِ یزید'' اور اس کے خلاف فریق ثانی حضرت مولانا عبدالسلام صاحب اور ان کے رفقاء مفتیان کرام مدعا علیہم کی شائع کردہ کتاب ''القول السدید'' کا دیانت وامانت سے مطالعہ کیا ہے، مدعی مذکور کی کتاب استخلافِ یزید کی وجہ سے اس کے مصنف حضرت مولانا سید لعل شاہ صاحب بخاری کو بے علم، ماؤف دماغ، انتہائی سوقیانہ حرکت کا مرتکب، مانند عوام کالانعام، نفسانی خواہش کا متبع، خبیث باطن، مانند ملحدین، بہ باطن نامعقول حرکت کا مرتکب، متعصب جیسے سنگین مضمون اور صریح توہین آمیز الفاظ سے مشہور کرنا انتہائی زیادتی ہے اور کتاب استخلافِ یزید کے مصنف حضرت مولانا سید لعل شاہ صاحب بخاری کی عزت وآبرو اور ان کی نیک شہرت کو شدید ترین مجروح کرنا ہے اور سید لعل شاہ صاحب بخاری پر اہل سنت سے خارج، نا قابلِ امانت اور شیعہ ہونے کا فتویٰ لگانا (جیسا کہ فریق ثانی مدعا علیہم کی کتاب ''القول السدید'' میں موجود ہے) صریح ناانصافی، خلافِ عدل اور حدود شریعتِ اسلامیہ سے بے حد

تجاوز ہے انا للہ وانا الیہ راجعون۔ وَلَا یَجْرِمَنَّکُمْ شَنَاٰنُ قَوْمٍ عَلٰٓی اَلَّا تَعْدِلُوْا اِعْدِلُوْا ھُوَ اَقْرَبُ لِلتَّقْوٰی.....واذا قلتم فاعدلوا (القرآن)۔ علماء کرام کی ضد اور حسد سے اگر یہ حالت اور روش ہو تو پھر ''چوں کفر از کعبہ برخیزد کجا ماند مسلمانی'' والسلام رحمۃ اللہ۔ عنایت اللہ[1]

ہم نے اس بحث کے تقریباً تمام متعلقات کو یہاں بطور ریکارڈ جمع کر دیا ہے تاکہ باذوق اور تشنگانِ علم حسبِ ضرورت معلومات و استفادہ کر سکیں۔ ہم یہ کہنے میں حق بجانب ہیں کہ سید لعل شاہ صاحب نے جو اپنے متذکرہ دونوں شاگردوں سے اظہارِ برأت کیا ہے وہ ان کی صحابہ دشمنی اور رافضیانہ کردار کے مقابلہ میں زیادہ وزن نہیں رکھتا۔ ۱۹۸۸ء میں مہر حسین شاہ نے ''سیاستِ معاویہؓ'' لکھی تھی اور اس سے چند سال پہلے عبدالقیوم علوی کی ''تواریخ نواصب'' لکھی گئی جو حضرت امیر معاویہؓ کی توہین پر مشتمل ہے، شاہ صاحب نے اپنی ذات پر تشیع کا الزام سن کر تو عدالتی کارروائی شروع کر دی تھی مگر اپنے ہی شاگردوں کی جانب سے صحابی رسول ﷺ کے خلاف لکھی جانے والی کتابوں سے محض ''میرے نظریات کے خلاف'' کہہ کر برات کا اعلان فرما دیا تو یہ کوئی اتنی مضبوط شہادت نہیں ہے کہ وہ واقعی ان دو کم بخت شاگردوں کی سرپرستی سے دست کش ہو گئے تھے، دوسری جانب اشاعت التوحید کے جن بزرگوں نے ''القول السدید'' نامی کتابچہ لکھا تھا اور مولانا لعل شاہ صاحب بخاری پر مختلف قسم کے الزامات عائد کیے تھے، قائد اہل سنتؒ کے رائے کی روشنی میں ہم ان کی تائید بھی اس لیے نہیں کرتے کہ ان کا باطنی مرض دراصل محبت یزید ہے۔ اور انہوں نے حُبِ معاویہؓ کی آڑ میں دفاع یزید کا فریضہ سرانجام دیا ہے۔ علاوہ ازیں مولانا سید عنایت اللہ شاہ صاحب بخاری کا فیصلہ قابل قدر ہے مگر افسوس ہے کہ یہی عدل و میانہ روی اگر وہ مسئلہ حیات النبی ﷺ کے حوالہ سے بھی برت لیتے تو مکتب دیوبند دو واضح کیمپوں میں تقسیم ہونے سے بچ جاتا۔ ہم یہ کہنے میں حق بجانب ہیں کہ فسقِ یزید اور حضرت معاویہؓ کی شخصیت کے ضمن میں جن بزرگوں کے مابین رَسہ کشی رہی تھی، وہ سب کے سب اشاعت التوحید والسنۃ سے تعلق رکھتے تھے یعنی شدت نے مزید شدت کو جنم دیا تو علم و تحقیق کے چمنستان نفرت و عداوت کی آگ سے بھسم ہو گئے۔ یاد رہے کہ مدرسہ عربیہ اشاعت القرآن والی ٹیم نے یعنی مولانا عبدالسلام وغیرہ نے اپنے دفاع کے لیے اُس دور میں علامہ ڈاکٹر خالد محمود صاحب سے بھی تعاون لینے کی کوشش کی تھی مگر عدالتی فیصلہ کے مطابق جب مولانا سید عنایت اللہ شاہ صاحب بخاری نے ثالثی کا کردار ادا کیا تو یہ سب اشاعتی بزرگ دوبارہ ایک پوائنٹ پہ مجتمع ہو گئے۔ بہر حال اس مقدمہ میں مدعی ہوں یا مدعا علیہم، قائد اہل سنتؒ کے نزدیک دونوں فریق ہی جادۂ

---

[1] سید لعل شاہ بخاری، مولانا، ضمیمہ، استخلافِ یزید، طبع دوم، صفحہ نمبر ۱۲۷ تا ۱۸۷، طبع دوم نومبر ۱۹۸۹ء، واہ کینٹ

اعتدال سے ہٹے ہوئے تھے۔

ابناءِ امیر شریعتؒ کے ساتھ اختلاف کا سبب

قائد اہل سنت رحمہ اللہ تذکرۂ شخصیات کے موضوع پر نہایت حساس طبیعت کے مالک تھے، نہ تو عقیدت کے اظہار میں مبالغہ آمیزی سے کام لیتے اور نہ ہی استخفاف کا ارتکاب کرتے، بایں ہمہ تین شخصیات کا ذکر آنے پر آپ کا قلم عقیدت و محبت سے جھوم جھوم جاتا محسوس ہوتا ہے، وہ تین شخصیات مندرجہ ذیل ہیں:

① ابوالفضل حضرت مولانا قاضی محمد کرم الدین دبیر رحمہ اللہ (والد گرامی قائد اہل سنت)

② شیخ الاسلام حضرت مولانا سید حسین احمد مدنی رحمہ اللہ

③ امیر شریعت مولانا سید عطاء اللہ شاہ بخاری رحمہ اللہ

امیر شریعت رحمہ اللہ کو اُن کی بے باکی، جرأت و بہادری اور دلیرانہ وقلندرانہ اداؤں کی بناء پر ''مجاہد کبیر'' فرمایا کرتے تھے۔ مگر امیر شریعتؒ کے انتقالِ پُرملال کے بعد جب ابناء امیر شریعت نے پنجاب کی سرزمین پر محمود احمد عباسی کی فکر کو عام کرنے میں اہل سنت دیوبند کے اسٹیج استعمال کئے تو قائد اہل سنت رحمہ اللہ نے ان حضرات کا تنِ تنہا مردانہ وار مقابلہ کیا اور قوم کو یہ باور کروا دیا کہ کسی بھی بڑی شخصیت یا اُن کے ساتھ نسبت رکھنے والوں کو قطعاً یہ حق تفویض نہیں کر دیا جاتا کہ وہ جمہور اہل السنۃ والجماعۃ سے تصادم اختیار کر کے حقائق کو ذبح کرنے لگیں۔ حضرت مولانا سید عطاء المنعم شاہ بخاری رحمہ اللہ بھی محمود احمد عباسی صاحب کو ملنے کراچی جا پہنچے تھے اور ان کی صحبت میں بجائے ان کو کچھ دینے کے کچھ لے کر واپس آ گئے۔ تاہم مولانا عطاء المنعم شاہ بخاری رحمہ اللہ بڑے آدمی تھے اور اپنی بات منوانے کے ساتھ ساتھ دوسروں کی ماننے کا بھی ظرف رکھتے تھے مگر ان کی وفات کے بعد مولانا سید عطاء المحسن شاہ صاحب بخاری مرحوم کی متشددانہ تقریروں اور مولانا قاضی شمس الدین درویش مرحوم کی مجذوبانہ تحریروں نے جلتی پر تیل کا کام کیا اور ماہ نامہ نقیب ختم نبوت ملتان ۱۹۹۰ء کے عشرہ میں یزیدیت کے دفاع کے لیے وقف ہو کر رہ گیا تھا، چنانچہ قائد اہل سنت نے بھی مسلسل مضامین ان کی تردید میں شائع کئے اور رافضیت و خارجیت کے ساتھ ساتھ ناصبیت و یزیدیت کا ناطقہ بھی بند کر دیا، اس جہد مسلسل کا نتیجہ یہ نکلا کہ یزیدی تانگے کے نئے کوچوانوں نے دوبارہ سے ''مجلس احرار'' کی لگام تھام لی اور عملاً وقولاً وہ حمایت یزید سے دستبردار ہو گئے اگرچہ نجی محافل میں انہیں یزیدیت کی جمائیاں آتی رہی ہیں اور وہ قائد اہل سنت رحمہ اللہ کی شخصیت

پر منفی تبصرے کر کے قلبی ہیجان کو رفع کرنے کا سامان بھی کرتے رہتے ہیں۔ **فاعتبروا یااولی الابصار**

یاد رہے کہ اس اختلاف کے باوجود مولانا سید عطاالمحسن شاہ بخاری رحمہ اللہ قائد اہل سنت کی دینی و شخصی عظمت کے معترف تھے اور تحریک خدام اہل سنت کی مذہبی کاوشوں کو بہ نظرِ عزت دیکھتے تھے چنانچہ متحدہ دینی محاذ کی تشکیل ثانی (۱۹۸۷ء) کے دنوں میں جب ملتان کے ایک اجلاس میں مولانا حق نواز جھنگوی رحمہ اللہ نے اعتراض کیا کہ ''تحریک خدام اہل سنت کا چکوال سے باہر کوئی وجود نہیں ہے'' تو فوراً عطاالمحسن شاہ صاحب بخاری مرحوم نے انہیں ٹوکا اور کہا کہ کیوں نہیں؟ راولپنڈی، لاہور، ملتان اور کراچی سبھی جگہ ہے اور تحریک خدام کے موقف کی بھرپور حمایت کی تھی[۱]۔

سپاہِ صحابہؓ اور مولانا ضیاء الرحمن فاروقیؒ سے قائد اہل سنتؒ کے اختلاف کی نوعیت

ماہ ستمبر ۱۹۸۵ء میں مولانا حق نواز صاحب جھنگوی رحمہ اللہ نے دفاعِ ناموسِ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے جذبہ سے ''سپاہ صحابہؓ'' کی بنیاد رکھی۔ مولانا شہیدؒ اخلاص و وفا کے اس مقام پر تھے کہ جہاں انسان موت وحیات کے فاصلے برابر کر دیتا ہے۔ مولانا شہید اس سے قبل جمعیت علماء اسلام پنجاب میں متحرک کردار ادا کرتے رہے۔ ہم نے اس ضمن میں اسی کتاب کے اندر ''متحدہ سنی محاذ'' والے باب میں اس عنوان پر قدرے حقائق بے نقاب کئے ہیں، انہیں دوبارہ ملاحظہ فرمالیا جائے۔ بشری کمزوریوں سے مبرا کوئی بھی نہیں ہوتا، ماسوا انبیاء علیہم السلام کے، مگر یہ تسلیم نہ کرنا اپنے ضمیر کے سامنے شرمندہ ہونے کے مترادف ہوگا کہ مولانا حق نواز شہیدؒ ایک جرأت مند، محبت صحابہ واہل بیت میں ازسرتاپا مستغرق تھے۔ علامہ ڈاکٹر خالد محمود صاحب نے ابھی ہفتہ عشرہ قبل کاتب السطور کو جامعہ اشرفیہ لاہور میں دورانِ گفتگو فرمایا کہ جذباتی وجلالی طبیعت ہونے کے باوجود جھنگوی صاحب میں صفت یہ تھی کہ وہ اپنی گفتگو میں کوئی نازیبا یا اخلاق سے ہٹ کر جملہ ادا نہیں کرتے تھے۔ بہرحال سپاہ صحابہ نے آناً فاناً پاکستان کے جوشیلے نوجوانوں کو بیدار کیا اور بعض ان بزرگوں پر بھی افسوس ہے کہ جنہوں نے گرما گرم ماحول کو دیکھ کر اپنی چپاتی تنور میں لگا دی مگر انہوں نے مشتعل نوجوانوں کی ذہنی تربیت اور اشتعال انگیز نعرہ بازی کو محدود کرنے میں کوئی کردار ادا نہ کیا، بلکہ بعض تو الٹا جلتی پر تیل ڈالنے میں منہمک رہے، تا آنکہ جب قتل وقتال کا سلسلہ شروع ہوگیا، حکومتی حساس ادارے ملکی سلامتی کے پیش نظر نوجوانوں کو گرفتار کرنے لگے، جیلیں کھچا کھچ بھر گئیں۔

---

[۱] سید محمد معاویہ شاہ بنام قائد اہل سنتؒ، مکتوب محررہ ۲۵ شوال المکرم ۱۴۰۸ھ از مخدوم پور پہوڑاں

طرفین (شیعہ وسنی) کے سرکردہ راہنماؤں کو دن دیہاڑے خون میں لت پت کرنے کا ایک نہ تھمنے والا سلسلہ شروع ہو گیا تو متذکرہ بزرگ منقارِ زیر پر ہو گئے۔ ہم یہ لکھنے کی جسارت کر رہے ہیں کہ اکثر و بیشتر مذہبی تحریکوں میں بعض علماء کرام نے نوجوان خون سے جلے ہوئے چراغوں کی روشنی میں اپنے چہروں کا میک اَپ کیا ہے۔ ایسا قلت فہم اور حکمت وبصیرت کے فقدان نیز سیاسی وسماجی اصولوں سے ناآشنائی کے ساتھ ساتھ اغیار کی ڈوریں ہلانے کی بناء پر بھی ہوتا آیا ہے۔

مولانا حق نواز صاحب شہید رحمہ اللہ کی تنظیم اخلاص و جرأت کے خمیر سے اٹھی تھی مگر آنے والے وقتوں میں کچھ نااہل اور کچھ جھنگ کے مقامی سنی سیاستدانوں کی مفاد پرستی، اور منافقانہ رویوں کی وجہ سے زبردست، ناقابل تلافی نقصان بھی ہوا۔ اس پر ہم آمدہ سطور میں کچھ تذکرہ کرنے سے پہلے قائد اہل سنت رحمہ اللہ کے مولانا فاروقی صاحب کے ساتھ اختلاف کی حیثیت کے حوالہ سے اپنی معروضات پیش کرتے ہیں۔ مولانا ضیاء الرحمن فاروقی رحمہ اللہ صاحب جن دنوں جامعہ فاروقیہ کراچی میں زیر تعلیم تھے اور بعد ازاں ایک، ڈیڑھ سال مدرس بھی رہے۔ چونکہ اس دور میں جامعہ فاروقیہ جہاں تردید شیعیت کے حوالہ سے اپنی خدمات سرانجام دے رہا تھا، وہاں عباسی تحریک کی بادسموم بھی کسی درجہ میں موجود تھی جس نے کئی ایک مدرسین وطلبہ کو متاثر کر رکھا تھا۔ جہاں تک مولانا حق نواز صاحب جھنگوی رحمہ اللہ کا تعلق ہے تو وہ ہماری معلومات کے مطابق تمام افکار ونظریات میں جمہور اہل سنت کے موقف کے پابند رہے اور کسی حوالہ سے بھی ان کی ذات متنازعہ نہ ہوئی تھی مگر مولانا ضیاء الرحمن فاروقی صاحب اگرچہ فسق یزید کی حد تک تو عباسی تحریک سے متاثر نہ ہوئے مگر وہ خلافت راشدہ موعودہ کی اصطلاح سے نابلد رہے اور حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کو بھی خلفاء راشدین میں شمار کرتے تھے۔ حالانکہ آسان سی بات ہے کہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ، حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ یا حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما کو "خلیفہ راشد" کہنا تو غلط نہیں مگر ان کی خلافت، خلافتِ راشدہ موعودہ میں نہیں آتی کہ موعودہ خلافت کے لیے خلیفہ کا مہاجر صحابی ہونا ضروری ہے اور یہ اصطلاح ازل سے ہی علماء اہل سنت قرآنِ مجید کے سترہویں پارہ کی آیت تمکین اور اٹھارہویں پارہ کی آیت استخلاف سے کشید کرتے چلے آرہے تھے جسے قائد اہل سنت حضرت مولانا قاضی مظہر حسین نے بطور نعرہ متعارف کروادیا تھا اور اس سے ناصبی وخارجی نیز رافضی حلقوں میں کھلبلی سی مچ گئی تھی۔ تا آنکہ مولانا ضیاالرحمن فاروقی صاحب نے اپنے ادارہ سے شائع ہونے والی ایک سالانہ جنتری میں لکھا کہ

"بعض اصحاب اہل سنت بھی حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کو خلیفہ راشد کہنے سے ہچکچاتے ہیں۔ اُن پر

رفض کے پروپیگنڈے کا اثر ہے۔ یہ ان کی کم علمی اور جہالت کی وجہ سے ہے جبکہ قرآن کریم میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے بارے میں ارشاد ہوتا ہے کہ **اولئک ھم الراشدون** تو اس آیت میں جملہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو ہدایت دینے والا یعنی ''راشد'' قرار دیا گیا ہے۔''[1]

قائد اہل سنت رحمہ اللہ نے اپنی کتاب ''حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے نادان حامی اور غالی گروہ'' میں یہ تبصرہ فرمایا تھا کہ مولانا فاروقی صاحب کل علماء امت کو رفض کے پروپیگنڈے سے متاثر اور کم علم وجاہل قرار دے رہے ہیں جبکہ ان کی اپنی کم فہمی کا حال یہ ہے کہ وہ ''راشد'' کا معنیٰ ''ہدایت دینے والا لکھ رہے ہیں'' حالانکہ راشد کا معنیٰ ہدایت پانے والا ہوتا ہے، اور ہدایت دینے والے کو مرشد کہا جاتا ہے۔

مولانا ضیاء الرحمن صاحب فاروقی رحمہ اللہ نے اپنے ان خیالات سے علانیہ رجوع تو نہیں فرمایا تھا تاہم تحریر وتقریر میں وہ بے حد محتاط ہو گئے تھے خصوصاً مولانا حق نواز صاحب جھنگوی رحمہ اللہ کی شہادت کے بعد جب وہ تنظیم کے سرپرست اعلیٰ منتخب ہوئے تو ان کی تقریروں کا زیادہ تر موضوع منقبت صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور تردید رفض وبدعت ہوتی تھی۔ چونکہ انہوں نے اپنے غلط موقف سے علانیہ رجوع نہ کیا تھا تو اس لیے حساس طبیعت کی وجہ سے قائد اہل سنت رحمہ اللہ کی اُن سے زیادہ ذہنی ہم آہنگی نہ ہو سکی، تاہم مولانا حق نواز شہید رحمہ اللہ کی مجاہدانہ ومومنانہ للکار کے قدر دان تھے اور ان کی سخت تقریروں کو ان پر غلبہ حال اور غلبہ حب صحابہ رضی اللہ عنہم قرار دیتے تھے۔ اسی طرح مولانا محمد اعظم طارق شہید رحمہ اللہ کے ساتھ ان کی بہادری کی بناء پر شفقت فرماتے تھے بلکہ شاہ پور، سرگودھا میں جب ان پر راکٹ لانچر سے قاتلانہ حملہ کیا گیا اور گاڑی سے نکل کر قریب کماد کی فصلوں میں جا بیٹھے تھے تو ایک بار قائد اہل سنت رحمہ اللہ کا اس جگہ سے گزر ہوا، جب احباب نے بتایا کہ اس جگہ پر مولانا محمد اعظم طارق صاحب نے فائرنگ کے دوران پناہ لی تھی تو پیرانہ سالی کے باوجود اپنی گاڑی سے اتر کر اس جگہ پر گئے اور نہایت شوق ودلچسپی کے ساتھ رفقاء سے پوچھتے رہے کہ وہ کس جگہ آ کر بیٹھے تھے؟ اور باقاعدہ اس جگہ پر بیٹھنے کی مشق فرمائی کہ دفاعِ صحابہ رضی اللہ عنہم کے ایک جرنیل کی ہیئت اختیار کرنا بھی الفت ومحبت کی دلیل ہے۔ اسی طرح مولانا علی شیر حیدری رحمہ اللہ کے ساتھ بھی قائد اہل سنت رحمہ اللہ کو طبعاً بہت مناسبت رہی، فرماتے تھے کہ یہ راسخ العقیدہ اور معتدل قیادت ہے۔ بایں ہمہ آپ سپاہ صحابہ کے متشددانہ طرز عمل اور نعرۂ تکفیر کو پسندیدگی کی نگاہ سے نہیں دیکھتے تھے۔

---

[1] ضیاء الرحمن فاروقی، مولانا، شہید، مضمون مشمولہ ''خلافت راشدہ جنتری'' ۱۹۸۷ء، فیصل آباد

جب اخلاص، اشتعال کے ہاتھوں شکست کھا گیا

پھر دھیرے دھیرے ایسا وقت بھی آیا کہ جذباتی احباب نے اپنوں پر ہی مشق شروع کر دی اور ہر ایک کے ساتھ دھمکی آمیز لب ولہجہ میں گفتگو ایک معمول بن گیا۔ حضرت مولانا محمد یوسف صاحب لدھیانوی شہید رحمہ اللہ جیسی بے ضرر شخصیت کی دل شکنی کرنا اور ان سے بددعائیہ کلمات کے حقوق اپنے نام محفوظ کروانا کوئی نیک شگون نہیں ہے۔ اس کی تفصیل یہ ہے کہ ہفت روزہ ''ختم نبوت'' کراچی میں شائع شدہ ایک مضمون تک ذہنی رسائی حاصل نہ کرنے کی وجہ سے ایک جوشیلے کارکن نے اپنے خط میں لکھا تھا کہ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت میں وہ کون کون سے لوگ ہیں جو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے دشمن ہیں؟ تا کہ ان کا بندوبست کیا جائے تو مولانا محمد یوسف لدھیانوی رحمہ اللہ نے بعنوان ''یہ حُب صحابہ نہیں، جہالت ہے'' تحریر فرمایا کہ یہ ناکارہ سپاہ صحابہ کے احساسات کی قدر کرتا ہے لیکن مندرجہ بالا پس منظر کی روشنی میں جناب سے انصاف کی بھیک مانگتے ہوئے التجا کرتا ہے کہ آپ کے خط کا یہ فقرہ ہم خدام ختم نبوت کے لیے نہایت تکلیف دہ ہے کہ ''ختم نبوت میں وہ کون سے لوگ ہیں جو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے دشمن ہیں تا کہ ان کا بندوبست کیا جا سکے۔''[1] انصاف کیجیے! کہ اگر خدام ختم نبوت اس کتاب کے نقل کر دینے کی وجہ سے ''دشمن صحابہ'' کے خطاب کے مستحق ہیں تو مولانا احمد سعید دہلوی رحمہ اللہ اور ان سے پہلے امام بیہقی رحمہ اللہ اور دیگر تمام وہ اکابر جنہوں نے یہ حدیث نقل کی ہے، کس خطاب کے مستحق ہوں گے؟ میں سمجھتا ہوں کہ یہ ایک ایسی زیادتی ہے کہ جو انجمن سپاہ صحابہ کی طرف سے خدام ختم نبوت سے کی گئی، جس کی شکایت بارگاہ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم میں کی جائے گی اور میں آں جناب سے توقع رکھوں گا کہ آپ اس زیادتی پر معذرت کریں۔ مجھے اندیشہ ہے کہ اس خط میں جس جذباتیت کا مظاہرہ کیا گیا ہے، خدانخواستہ آگے نہ بڑھ جائے اور کل یہ کہا جانے لگے کہ قرآن کریم میں جلیل القدر انبیاء کرام کو نعوذ باللہ ظالم کہا گیا ہے مثلاً آدم علیہ السلام کے بارے میں دو جگہ ہے: **وَلَا تَقْرَبَا هٰذِهِ الشَّجَرَةَ فَتَكُونَا مِنَ الظّٰلِمِينَ۔** (البقرہ:۳۵، الاعراف:۱۹) حضرت موسیٰ علیہ السلام کے بارے میں ہے **رَبِّ انی ظلمت نفسی فاغفر لی** (القصص:۱۶) اور حضرت یونس علیہ السلام کے بارے میں ہے: **لا اله الا انت سبحانك انی کنت**

---

[1] یہ خطوط اس دور میں مختلف علماء کرام کو بھیجے گئے تھے چنانچہ قائد اہل سنتؒ کے خزانۂ علمیہ سے بھی یہ خط دستیاب ہو گیا ہے، تو ہمیں پتہ چلا کہ متذکرہ خط ارسال کرنے والی شخصیت ملک محمد اسحٰق شہید کی تھی، یہ ''سپاہ صحابہؓ ضلع رحیم یار خان'' کے لیٹر پیڈ پر لکھا ہوا مکتوب ہے۔ بہرحال طریقہ کار تو نہایت نامناسب تھا مگر ان لوگوں کے اخلاص وحُبِّ صحابہؓ پر شک نہیں کیا جا سکتا، اللہ کریم سب کی مغفرت فرمائے۔ اللھم آمین۔

من الظلمین۔(الانبیاء:۸۷)اب ایک ''سپاہِ انبیاء'' تشکیل دی جائے گی اور وہ بزرگوں کے نام اس مضمون کا خط جاری کرے گی کہ ''ترتیب قرآن میں وہ کون لوگ گھس آئے تھے جو انبیائے کرام کے دشمن تھے، تاکہ ان کا بندوبست کیا جائے؟ اب اگر انبیائے کرام کے حق میں قرآن کریم کے مقدس الفاظ کی کوئی مناسب تاویل کی جاسکتی ہے تو اسی قسم کی تاویل حضرت زبیر رضی اللہ عنہ کے حق میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے الفاظ کی بھی کیوں نہ کرلی جائے؟ختم نبوت میں ''دشمنانِ صحابہ'' کو تلاش کرنے کی ضرورت نہیں[1]۔

مولانا محمد ثناء اللہ چنیوٹی کی اس بات سے بھلا اتفاق نہ ہو کہ ''مولانا حق نواز شہید کے بعد جماعت میں اخلاص کا فقدان ہے''[2]۔

مگر یہ بہرحال تسلیم کرنا ہوگا کہ سپاہ صحابہ کے اکثر متشددین کے ہاتھوں بزرگانِ اہل سنت کی پگڑیاں اچھالی گئیں، حضرت مولانا علامہ عبدالستار تونسوی رحمہ اللہ کی پوری زندگی تردید رفض و بدعت میں گزری مگر اُن کی اس قدر نا قدری اور بے ادبی کی گئی کہ الامان! شاید اس لیے شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد سلیم اللہ خان رحمہ اللہ یہاں تک کہہ گزرے کہ:

> ''کیا اکابر علماء دیوبند کا یہی طریقہ رہا ہے؟ آپ کا قیمتی سرمایہ اس اشتعال کی نذر ہو گیا، اور بے شمار علماء، صلحاء اور نوجوان آپ کی اس پالیسی کی بھینٹ چڑھ گئے۔ دشمن منظم ہو گیا اور اس نے اسلام اور اہل اسلام کے خلاف باقاعدہ منصوبہ بندی کے ساتھ کارروائیاں شروع کردیں آپ کی اس پالیسی کا بھیانک اور لرزا دینے والا نتیجہ پوری دنیا میں عام ہوا کہ مسلمان دہشت گرد ہیں اور اسلام دہشت گردی کی تعلیم دیتا ہے آپ دیکھ رہے ہیں کہ امام باڑوں اور مسجدوں میں لاشیں گر رہی ہیں، زخمی تڑپ رہے ہیں...... آپ کے اشتعال انگیز نعروں اور ان کے مکروہ و مذموم نتائج نے حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو بدنام کیا، بدباطن معاند کہتا ہے کہ جب سپاہ صحابہ دہشت گرد ہے اور اس کے یہ کرتوت ہیں تو صحابہ کیسے ہوں گے؟ یہ بھی سب کو معلوم ہے کہ اس جماعت نے اپنے مقاصد پورے کرنے کے لیے ڈاکے ڈالے، چوریاں کیں اور اغواء کے مرتکب ہوئے، یقیناً یہ حرکتیں آپ کے علم میں ہیں اور آپ بھی ان کو غلط سمجھتے ہیں

---

[1] محمد یوسف لدھیانوی، مولانا، شہید/آپ کے مسائل اور ان کا حل، جلد نمبر ا، صفحہ ۴۰۷، ۴۰۸/ناشر، مکتبہ لدھیانوی کراچی/۲۰۱۳ء

[2] حیاتِ سفیر ختم نبوت، صفحہ نمبر ۱۹۸/مرتب، مولانا مشتاق احمد چنیوٹی مرحوم/ناشر: انٹرنیشنل ختم نبوت موومنٹ پاکستان/فروری ۲۰۱۴ء

لیکن ان پر کنٹرول آنا آپ کے بس سے باہر ہے، مگر ذمہ دار تو آپ ہی ہیں، یہ سب آپ کی پالیسی کا یقینی اور حتمی نتیجہ ہے۔''[1]

یاد رہے کہ حضرت مولانا سلیم اللہ خان اور مولانا علی شیر حیدری رحمہ اللہ کے مابین ہونے والی یہ مکاتبت ''مولانا علی شیر حیدری شہید حیات وخدمات'' نامی کتاب میں شامل وشائع کردی گئی ہے اور وہاں یہ خطوط مکمل ملاحظہ کئے جا سکتے ہیں۔

قائد اہل سنت کے نام ایک دھمکی آمیز خط

جن دنوں پاکستان میں اہل تشیع اور اہل تسنن کے مابین فرقہ وارانہ فسادات اپنے عروج پر تھے اور قتل وقتال کا بازار گرم تھا۔ تو ''ملی یکجہتی کونسل'' وجود میں لائی گئی، جس کے قیام سے شیعہ، سنی نفرتوں کا لاوا تو جوں کا توں رہا البتہ کونسل موصوفہ کے اراکین نے دولت وشہرت کی بہتی گنگا میں اپنے دونوں ہاتھ دھوئے۔ بالخصوص جماعتِ اسلامی پاکستانی اداروں اور ایرانی سفارت خانوں سے اموال بٹورتی رہی۔ ان دنوں قائد اہل سنت رحمہ اللہ نے ماہ نامہ حق چار یار رضی اللہ عنہم لاہور میں قسط وار ایک طویل مقالہ متذکرہ کونسل کے مضمرات پر شائع کروایا تھا۔ چنانچہ بعض جوشیلے نوجوانوں نے اس پر برا منایا اور بذریعہ خطوط اپنے جذبات وطاقت کی طبع آزمائی کرتے رہے۔ اس سلسلہ میں ہم صرف ایک مرسلہ خط کی چند سطریں پیش کریں گے کیونکہ ہمارا مقصد الزامات یا ناجائز طعن وتشنیع ہرگز نہیں ہے۔ بلکہ صرف یہ یاددہانی مقصود ہے کہ تحریکوں کی ناکامیوں کے پس پردہ جو مختلف عوامل ہوتے ہیں، ان میں ایک شدت پسندی بھی ہے جس کے شعلے امن وآشتی اور علم وفہم کے ماحول کو اپنی تپش سے اس قدر متاثر کردیتے ہیں کہ معاشروں کے معاشرے بے جان ہو کر رہ جاتے ہیں۔ اٹک میں چھوئی روڈ پر ایک مدرسہ ''اشاعت الاسلام'' ہے جس میں حضرت مولانا غلام اللہ خان رحمہ اللہ کی قبر بھی ہے۔ اس مدرسہ کے ایک طالبعلم نے اپنے ایک خط میں قائد اہل سنت کے ساتھ جو لب ولہجہ اختیار کیا تھا وہ ہمارے بعض دینی اداروں اور جماعتوں کے اراکین کی تہذیب وتربیت پر ایک سوالیہ نشان ہے۔ خط کے چند مندرجات ملاحظہ فرمائیں:

باسمہٖ تعالیٰ

دشمن صحابہ رضی اللہ عنہم پر لعنت بے شمار۔ یا اللہ مدد۔ سپاہ صحابہ رضی اللہ عنہم پاکستان

''السلام علیکم! مزاج گرامی قدر بخیریت، حضرت والا عرض خدمت ہے کہ آپ کے پچھلے مہینے کا

---

[1] مولانا سلیم اللہ خان، شیخ الحدیث / بنام مولانا علی شیر حیدری رحمہ اللہ / محررہ ۲۴، ستمبر ۲۰۰۵ء۔

رسالہ حق چار یارؓ ماہنامہ نظروں سے گزرا، پڑھ کر بہت دکھ اور افسوس ہوا کہ آپ پڑھے لکھے عالم، مولانا اور خدام اہل سنت کے امیر بھی ہیں، آپ کو اسی طرح نہیں کرنا چاہیے تھا جیسے تم نے کہا، ایسے تو آدمی کسی دشمن سے بھی نہیں کرتا۔ ہم تو اکابرین دیوبند کی قدر کرتے ہیں مگر تم اپنی بے عزتی خود کروانا چاہتے ہو۔ ہم لوگ آپ کا ادب واحترام کرتے ہیں۔ لیکن آپ کی ان گھٹیا، غلیظ اور بری عادتوں سے ہمیں نفرت ہے۔ آپ سے اپیل کرتا ہوں کہ آپ ہماری غلطی کا ضرور نوٹس لیں لیکن سرعام نہیں۔ آپ کو یہ کس نے اختیار دیا ہے کہ آپ اس طریقہ سے قوم کے رہنماؤں کی پکڑ کریں، ایسا لگتا ہے کہ آپ خمینی کے ایجنٹ ہیں۔ جب سے سپاہ صحابہ بنی ہے آپ نے اس کا پیچھا کرنا شروع کر دیا ہے۔ اور جب بھی موقع ملا، اس کے خلاف زہر اُگلا، ابھی آپ نے لکھا کہ سپاہ صحابہ رضی اللہ عنہم جھاگ کے ریلے کی طرح بہہ گئی۔ آپ کی اپنی جماعت تحریک خدام اہل سنت والجماعت اتنی بڑی جماعت ہے کہ اگر تم سب کو ایک سوزوکی میں بند کردیں تو شاید وہ بھی نہ بھر پائے۔ تم خدام اہل سنت نہیں بلکہ غدار اہل سنت ہو، تم اپنے آپ کو خدام کہنا چھوڑ دو، تم غدار ہو، ساری سنی قوم کے غدار ہو۔ آئے دن کسی نہ کسی کے خلاف کسی عالم دین اور اکابرین دیوبند کے خلاف کیچڑ اچھالنا اچھا نہیں۔ تمہارے جیسے تنگ دل انسان کا یہ کام ہے۔ جو کچھ تمہاری جماعت کررہی ہے وہ ہمیں معلوم ہے۔ آپ کی جماعت سنی تحریک الطلبہ جو ہے وہ صرف چکوال میں چل رہی ہے۔ کالجوں میں سپاہ صحابہ سٹوڈنٹس کے مقابلہ میں تمہاری جماعت نے کام کو خراب کیا ہوا ہے۔ سپاہ صحابہ رضی اللہ عنہم نے ملی یکجہتی کونسل میں جو تحریک جعفریہ کے ساتھ اتحاد کیا ہوا ہے وہ نظریئے کا اتحاد نہیں، بلکہ وہ صرف ملک میں فتنہ وفساد اور قتل وغارت کے واقعات ختم کرنے کا اتحاد ہے۔ اس میں ملک کے بڑے بڑے مذہبی لیڈر شامل ہیں، صرف تم ہی ہو جو ملک میں تباہی چاہتے ہو۔

④ او سن! قوم کے اتحاد میں رخنے ڈالنے والے غدار اپنی ناپاک حرکت سے باز آجا، ورنہ تمہیں اور تمہاری جماعت کو ٹھکانے لگا دیا جائے گا۔ اگر آپ نے سپاہ صحابہ رضی اللہ عنہم کے خلاف ایسا طریقہ نہ چھوڑا تو تمہارا اور تمہاری تحریک غدار اہل سنت کا آخری دن ہوگا، سپاہ صحابہ تمہارے لیے موت ہے، اپنی حرکتوں سے باز آجاؤ، ورنہ ساری سنی قوم تمہیں معاف نہیں کرے گی۔ یہ ہمارا آپ کی طرف پہلا اور آخری خط ہے۔ اور اس خط کو اپنے رسالہ میں ضرور شائع کرو۔ ورنہ ہم بزدل سمجھیں گے۔ پوری قوم کے اتحاد کو سبوتاژ کرنے والو! تمہیں اور تمہاری جماعت کو اٹھا کر دریا جہلم میں پھینک دیں گے۔ اور پاکستان کی سرزمین ان فسادیوں سے پاک کردیں گے۔ سپاہ صحابہ رضی اللہ عنہم تو پوری دنیا میں قائم ہوچکی ہے اور تم ہو ہی کتنے؟ پاکستان کے کس کس شہر میں تمہارے بندے ہیں؟ اور تم پر کتنی مصیبتیں آئی ہیں؟ کتنے بندے

شہید ہوئے ہیں؟ اندر بیٹھ کر تو ہر کوئی شیعوں کو کافر کہہ سکتا ہے، سامنے آنے کی جرأت کرو۔ جس طرح قائد محترم مولانا حق نواز شہید رحمہ اللہ نے ان کو للکارا، اس طرح تم للکارو تو ہم بھی مانیں، آپ سے ہاتھ جوڑ کر اپیل کرتا ہوں کہ ہمارے رستہ میں رکاوٹ نہ بنیں۔ ہم نے اب قسم اٹھائی ہے کہ دشمنانِ صحابہ رضی اللہ عنہم کے تعاقب کے لیے اور خاتمے کے لیے جو بھی سامنے آئے گا ہم اس کو زندہ نہیں چھوڑیں گے۔

اب مولانا اعظم طارق کا نام لے کر تم نے لکھا کہ یہ جو شیعوں کے بارہویں امام مہدی کا اس نے آپریشن کیا ہے، غلط ہے۔ اگر آپ نے یہ رویہ نہ بدلا تو تو پھر اپنی حالت دیکھ لیں گے۔ نوجوان تو ہمارے بہت زیادہ ہیں مگر یہ مندرجہ ذیل ساتھیوں کی طرف سے خط ہے:

① الف.......... ② نون ③ واو[1]۔

ہم نے قصداً یہ خط لکھنے والوں کے یہاں نام درج نہیں کیے، ممکن ہے بعد میں ان کو ندامت ہو گئی ہو اور وہ اپنے کیے پر پشیمان ہوں، کیونکہ ایسی تحریکوں سے وابستہ افراد کے رجحانات یکساں نہیں رہتے، ان میں تبدیلیاں آتی جاتی رہتی ہیں، اور ویسے بھی ہم افراد کے خلاف نہیں، بلکہ اس دور کے پُرتشدد ماحول اور اشتعال انگیز فضاء سے آنے والی نسلوں کو باخبر رکھنا چاہتے ہیں کہ قائد اہل سنت رحمہ اللہ نے کن کن حالات میں قوت برداشت کے ساتھ اپنا پیمانہ صبر چھلکانے سے محفوظ رکھا اور نہایت معتدل انداز میں دفاعِ صحابہ رضی اللہ عنہم اور تحفظ عقائد اہل سنت کا فریضہ سرانجام دیا، یاد رہے کہ اس سے قبل ماضی قریب و بعید کی تحریکوں میں بھی ایسے افراد کے واقعات کتابوں میں محفوظ ہیں، تحریک پاکستان کے زمانہ کا لٹریچر اٹھا کر دیکھیں تو حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانوی رحمہ اللہ تک کو ''چھرے'' کے ساتھ ذبح کر دینے کی دھمکی آمیز تحریریں محفوظ ہیں، شیخ الاسلام حضرت مدنی رحمہ اللہ کے ساتھ تو عملاً اس قدر گھناؤنی حرکات اور اُوچھے ہتھکنڈوں سے کام لیا گیا کہ پڑھ کر کلیجہ کانپ جاتا ہے۔ مگر تاریخ کی سچی شہادت یہی ہے کہ

معتدل لوگ ہی کامیاب ہوتے ہیں۔ افراد سازی اور نظریہ وفکر کی عمارت کو مضبوط بنیادوں پر کھڑا کرنے والے یہی لوگ اور یہی قیادت ہوتی ہے اور انہی اوصاف کے حامل قائدین میں قائد اہل سنت رحمہ اللہ کا نام بھی رہتی دنیا تک چمکتا دمکتا رہے گا۔

''ملی یکجہتی کونسل'' سے قائد اہل سنت کو اختلاف کیوں تھا؟

اس کی مع دلائل وضاحت تو قائد اہل سنت رحمہ اللہ کے ان مفصل مضامین سے ہو سکتی ہے جو قسط وار ماہ

---

[1] جوشیلے کارکنان بنام قائد اہل سنتؒ / ۲۶، جون ۱۹۹۵ء / رچھوئی روڈ، اٹک

نامہ حق چار یارؓ میں شائع ہوتے رہے اور اہل فہم ماہ بماہ انہیں ملاحظہ کرتے رہے۔ ہمارے پیش نظر ان تمام مضامین کو علیحدہ کتابی صورت میں شائع کرنے کا پروگرام بھی ہے۔ تاہم یہاں اس حوالہ سے ہم ایک آمدہ خط کے جواب میں قائد اہل سنت رحمہ اللہ کی تحریر پیش کرتے ہیں، جس میں نہایت اختصار کے ساتھ مستفتی کو جواب دیا گیا ہے۔ اور چونکہ یہ خط بھی گزشتہ سطور میں پیش کیے جانے والے خط کی قبیل سے ہی ہے اگر چہ اُس کا انداز جارحانہ ومتشددانہ اور نہایت احمقانہ تھا، مگر اس میں کسی قدر اخلاق وادب کی مٹھاس موجود تھی جس کی وجہ سے قائد اہل سنت رحمہ اللہ نے انہیں جواب ارسال کیا تھا، وگرنہ پہلے پیش کردہ جیسے

خطوط کو تو طاق نسیاں میں ہی چھوڑ دیا جاتا تھا۔ اس لیے ہم ارسال کردہ اس خط کا متن پیش کرتے ہیں، یاد رہے کہ اس کی فوٹو کاپی بھی ہمیں قائد اہل سنت رحمہ اللہ کے تراث علمی سے دستیاب ہوئی ہے۔

''منشی خان صاحب۔ سلام مسنون۔

آپ کا خط مع فتاویٰ محررہ ۲۰، جون ۱۹۹۶ء ایک مدت سے آیا ہوا ہے۔ جس کے جواب میں زیادہ تاخیر ہوگئی ہے۔ معذرت خواہ ہوں۔ ملی یکجہتی کونسل کے جواز میں آپ نے تین فتاویٰ بھیجے ہیں۔ اور چونکہ مستفتی مولوی حفظ الرحمن صاحب اور آپ کے مدرسہ سراج العلوم کے علمائے کرام ہیں۔ اس لیے جواب میں انہی کو مخاطب بناؤں گا۔ **وماتوفیقی الا باللہ العلی العظیم۔**

مولوی حفظ الرحمن صاحب وعلمائے کرام

آپ نے استفتاء میں میرے اس خط کی عبارت نقل کی ہے جو میں نے ملی یکجہتی کونسل کے سلسلے میں مولوی فرزند علی صاحب ساکن جنڈانوالہ کو لکھا تھا۔ لیکن اس میں سے وہ عبارت حذف کردی ہے۔ جس میں بندہ نے امامت اور تحریف قرآن وغیرہ شیعہ عقائد کا ذکر کیا ہے۔ حالانکہ وہی عقائد سنی وشیعہ مذہبی

اور دینی شدید اصولی اختلاف کی بنیاد ہیں۔

③ آپ کے مرسلہ تینوں فتاویٰ میں میرے اعتراض کا کوئی تسلی بخش جواب نہیں ہے۔ چنانچہ:
① ''مولانا مفتی محمد فرید صاحب (دارالعلوم حقانیہ) کے فتویٰ پر تاریخ ۲۶۔۵۔۷۵ لکھی ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ کوئی پرانا فتویٰ ہے جس میں میرا موقف ان کے پیش نظر نہیں ہے۔ ② اس میں یہ لکھا ہے کہ:

> ''اہل بدعت کے ساتھ اتحاد حرام ہے جبکہ مداہنت کی طرف مائل ہو۔ اور یہ اتحاد جائز ہے جبکہ بطور مصالحت وتعاون کے لیے ہو۔ تمام ائمہ کے نزدیک کفار کے ساتھ ایسا اتحاد جائز ہے

تو اہل بدعت کے ساتھ کس طرح ناجائز ہوگا۔“

مفتی صاحب نے جس اتحاد کا ذکر کیا ہے یہ باہمی مصالحت اور تعاون کے لیے ہے۔ اور یہ جائز ہے۔ لیکن میں نے مسلم اور غیر مسلم کے مابین جس اتحاد کو ناجائز کہا ہے وہ ملی اور دینی اتحاد ہے۔ جیسا کہ ملی یکجہتی کونسل کے نام سے ظاہر ہے۔ لہٰذا یہ فتویٰ نہ میرے خلاف ہے نہ آپ کے موافق۔

② دوسرا فتویٰ جامعہ قاسم العلوم کے مولانا مفتی منظور احمد صاحب کا ہے۔ وہ لکھتے ہیں کہ:

”مذہب اور اہل مذہب کے خلاف بین الاقوامی سازشوں کے پیش نظر اور شرعی قواعد کی رو سے ملی یکجہتی کونسل کا اتحاد جس میں تمام فرقوں کے متدین اور جید علمائے کرام شریک ہیں نہ صرف جائز بلکہ وقت کا عین تقاضا ہے۔“

تبصرہ

ملی یکجہتی کونسل میں تو شیعہ علماء بھی ہیں۔ اور مفتی صاحب موصوف نے ان کو بھی متدین قرار دیا ہے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ ان کے نزدیک تحریک جعفریہ کے صدر ساجد نقوی وغیرہ بھی متدین (دیندار) ہیں۔ جن کا کلمہ اور جن کی اذان دین اسلام کے خلاف ہے اور ان کا عقیدہ امامت بھی دین حق کے خلاف ہے۔ مفتی صاحب موصوف نے یہ فتویٰ کسی مغلوبیت کی حالت میں لکھا ہے۔

③ تیسرا فتویٰ مولانا مفتی حمید اللہ جان صاحب کا ہے۔ جو دارالعلوم حنفیہ چکوال کے مفتی اور شیخ الحدیث تھے۔ لیکن امسال وہ دارالعلوم حنفیہ سے اختلاف کی وجہ سے چلے گئے ہیں۔ انہوں نے اپنی بچی ہمارے مدرسہ اہل سنت تعلیم النساء میں داخل کی تھی۔ چنانچہ ان کی ایک درخواست کا عکس ارسال خدمت کررہا ہوں[1]۔

④ مفتی حمید اللہ جان صاحب نے جو عبارتیں لکھی ہیں۔ ان سے مسلم اور غیر مسلم کے اتحاد کا جواز

---

[1] حضرت اقدس جناب محترم مولانا قاضی مظہر حسین صاحب دامت فیوضاتہم السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ۔
مزاج گرامی بخیر
حسب الاجازہ بچی کو دورۂ حفظ قرآنِ مجید کے لیے آپ کے ادارہ میں بھیج رہا ہوں امید ہے کہ نہایت شفقت سے اس کی سرپرستی اور تربیت کی جائے گی۔ دن کو ادارہ میں رہے گی شام کے وقت واپس لائی جائے گی۔ صبح کے کھانے کی مقررہ فیس ادا کی جائے گی۔ حامل رقعہ فرزندم عارف اللہ کو بتلایا جائے۔ دعاء کی درخواست ہے۔ والسلام   خادم الحدیث والافتاء دارالعلوم حنفیہ، چکوال

ثابت ہوتا ہے لیکن وہ باہمی معاونت کا معاہدہ ہے۔ جس میں یہ شرط ہے کہ قیادت اور مرجعیت مسلمان کو حاصل ہو۔

③ انہوں نے اعلاء السنن کی جو حسب ذیل عبارت پیش کی ہے: وہ انہی کے مفہوم کے ساتھ یہ ہے:

قال اصحابنا الملتان هما الاسلام والكفر ومعناه ان المسلم لا يرث الكافر والكافر لا يرث المسلم واما الكفار فهم يتوارثون بينهم لان الكفر ملة واحدة۔ (اعلاء السنن ص۳۳۲ جلد۱۸)

''اس میں واضح طور پر کفر پر ملت کا اطلاق آیا ہے۔ لہٰذا حدیث صریح اور اکابر امت کی تصریح کے بعد مزید مخمصہ میں پڑنے کی ضرورت نہیں۔ لہٰذا مذکورہ فی الجواب اصل کے تحت جو بھی اتحاد یا معاہدہ ہو وہ صحیح ہے ورنہ صحیح نہیں بشرطیکہ مسلمان انتہائی مجبوری کے عالم میں نہ ہوں۔ بنابریں ملی یکجہتی کونسل کا اتحاد جن ستارہ (۱۷) نکات پر ہو چکا ہے اور اس میں فی الحال قیادت بھی مسلمانوں کے پاس ہے ناجائز کہنا میری سمجھ میں نہیں آتا جہاں تک مجھے معلوم ہے کسی اتحادی جماعت نے اپنا مسلک اور نظریہ نہیں چھوڑا ہے دیوبندی حسب سابق دیوبندی ہیں بریلوی حسب سابق بریلوی ہیں وعلی ہذا القیاس اہل حدیث، نقشبندی، چشتی، قادری، سہروردی وغیرہ جب اپنے اپنے ذہن اور نظریہ پر قائم ہیں اللہ کریم ہم کو صحیح نظریہ پر تازیست قائم رکھیں۔ آمین ثم آمین اور جن حضرات کا نظریہ صحیح نہیں ہے ان کو اللہ کریم ہدایت سے نواز دے''۔ آمین یارب العالمین۔ واللہ اعلم (۹۶-۵-۲۸)

الجواب

مفتی صاحب موصوف کی ایک غلطی تو لفظی ہے کہ انہوں نے سترہ نکات کو ستارہ (۱۷) لکھا ہے۔ وہ چونکہ ضلع بنوں کے پٹھان ہیں اس لیے سترہ (۱۷) کو ستارہ لکھ دیا۔

② انہوں نے جو یہ لکھا ہے کہ اسلام اور کفر دو علیحدہ علیحدہ ملتیں ہیں۔ یہ بھی صحیح ہے۔

③ لیکن انہوں نے جو یہ لکھا ہے کہ کسی اتحادی جماعت نے اپنا مسلک اور نظریہ نہیں چھوڑا یہ غلط ہے۔ کیونکہ ملی یکجہتی کونسل کا مطلب یہ نہیں ہے کہ اس کے جتنے ارکان ہیں۔ ان کی ملتیں جدا جدا ہیں۔ بلکہ اس نام سے ظاہر ہوتا ہے کہ ان سب کی ملت ایک ہے۔ مفتی صاحب موصوف غالباً یکجہتی کا معنٰی

بھی نہیں سمجھتے۔

④ ملی یکجہتی کونسل نے جو ۱۷ نکاتی ضابطہ اخلاق پاس کیا ہے۔اس سے ثابت ہوتا ہے کہ انہوں نے شیعوں کو اسلامی فرقہ میں شمار کیا ہے۔اب مولوی حفظ الرحمن صاحب وغیرہ علمائے کرام سے میرا یہ سوال ہے کہ اگر آپ شیعوں کو مسلمان مانتے ہیں تو پھر ملی یکجہتی کونسل میں ان کی شمولیت جائز ہے۔اور اگر آپ ان کو غیر مسلم مانتے ہیں تو پھر ملی یکجہتی کونسل میں ان کی شمولیت جائز نہیں۔اور جن علماء نے شیعوں کو ملی یکجہتی کونسل میں شامل کیا ہے انہوں نے شیعوں کے بارے میں اپنے اپنے مسلک کو چھوڑ دیا ہے۔کیونکہ حضرت مولانا محمد منظور صاحب نعمانی نے جو فتویٰ مرتب کیا۔اس میں دیوبندی بریلوی اور اہل حدیث کے جید علماء نے شیعوں کو خارج از اسلام قرار دیا ہے۔آپ حضرات جتنا بھی زور لگائیں میرے اعتراض کا جواب نہیں دے سکتے۔واللہ الموفق

والسلام
خادم اہل سنت مظہر حسین غفرلہ
۲۳،شوال ۱۴۱۷ھ
۳،اپریل ۱۹۹۷ء

مولانا مفتی نظام الدین شامزئی سے اختلاف کی نوعیت

یہ ستمبر ۲۰۰۰ء کی بات ہے کہ شجاع آباد ضلع ملتان کے عالم دین مولانا زبیر احمد صدیقی، مہتمم جامعہ فاروقیہ شجاع باد نے قائد اہل سنت کو خط لکھا کہ میرے چھوٹے بھائی مولوی عمیر احمد صدیقی نے مسئلہ حیات النبی ﷺ کے متعلق جامعۃ العلوم الاسلامیہ بنوری ٹاؤن کے مفتیان کرام کو ایک استفساء ارسال کیا ہے جس کا جواب یہ آیا کہ مذکورہ عقیدہ کے خلاف نظریہ رکھنے والے لوگ مبتدع اور خارج از اہل السنۃ والجماعۃ ہیں اس فتویٰ پر مولانا مفتی عبدالسلام، مفتی عبدالمجید اور مفتی نظام الدین شامزئی کے دستخط ہیں، مگر فتوی ارسال کرنے کے چند دن بعد مولانا نظام الدین شامزئی نے ایک ''رجوع نامہ'' تقسیم کیا کہ اس فتوی سے میرا کوئی تعلق نہیں ہے۔مصروفیت کی بناء پر میں نے بنا دیکھے اس پر دستخط کر دیئے تھے اب میں ''لاحول'' پڑھتا ہوں، اشاعت التوحید والے بھی اہل سنت، دیوبند ہیں اور میرے نزدیک اس مسئلہ کو عوام میں اچھالنا ایک یہودی سازش ہے وغیرہ وغیرہ۔'' مکتوب نگار نے اپنے خط میں قائد اہل سنت سے کہا کہ آپ چونکہ فاضل دیوبند، شیخ مدنی رحمہ اللہ کے خلیفہ مجاز اور مسلک حق کے ترجمان ہیں فلہٰذا فرمائیں

کہ مفتی صاحب کا یہ رجوع نامہ صحیح ہے یا غلط؟ قائد اہل سنتؒ کا جواب پندرہ صفحات پر مشتمل ماہ نامہ حق چار یار لاہور بابت دسمبر ۲۰۰۰ء میں بطور اداریہ شائع ہوا جس میں مولانا نظام الدین شامزئی کے اس عمل سے زبردست احتجاج کیا گیا تھا اور مسئلہ متذکرہ کی شرعی و مسلکی اور تاریخی حیثیت کو مفصل درج کیا گیا تھا، اس کے آخر میں قائد اہل سنتؒ نے یہ بھی لکھا تھا کہ مولانا شامزئی خود کسی دشمن کی سازش کا شکار ہیں لہٰذا انہیں بنوری ٹاؤن مدرسہ سے استعفیٰ دے دینا چاہیے یا جامعہ کے منتظمین پر لازم ہے کہ انہیں فارغ کر دیا جائے۔ قائد اہل سنت کے اس مضمون نے پورے ملک میں ایک بار پھر ہلچل مچا دی تھی، چنانچہ اس کے جواب میں مفتی شامزئی صاحبؒ کا ایک رجوع نامہ بعنوان ''میرا مسلک و مشرب'' شائع ہوا جس میں رجوع کم اور احتجاج زیادہ تھا جس نے علماء کرام کے مابین اس خلیج کو مزید بڑھا دیا تھا اور پھر انہی حالات میں وہ کراچی میں شہید کر دیئے گئے۔ اس ضمن میں مولانا عبدالحق خان بشیر کا ایک تفصیلی مضمون بعنوان ''جناب مفتی شامزئی کی تضاد بیانیاں'' ماہ نامہ حق چار یار لاہور بابت اگست ۲۰۰۱ء میں شائع ہوا تھا جو پچیس صفحات پر مشتمل ہے۔ اہل علم کے لیے ان مقالات کا مطالعہ محل اختلاف کو سمجھنے میں بہت کچھ مدد دے سکتا ہے۔ قائد اہل سنت کی حیات مبارکہ میں ایسے لاتعداد مواقع گذر چکے تھے کہ جب کسی شخصیت یا جماعت نے سرِمُو بھی جمہور اہل سنت کے نظریہ سے انحراف کیا تو آپ نے فوراً ان کی گرفت فرمائی اور مسئلہ کی حقیقی صورت عوام کے سامنے رکھ دی، جیسا کہ کتاب ہذا میں پورے ربط و تسلسل کے ساتھ افکار مظہر کے مختلف گوشوں سے روشنی حاصل کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔ مولانا نظام الدین شامزئی رحمہ اللہ کے متعلق قائد اہل سنت کی جانب سے بروقت گرفت نے ایک بار پھر لڑکھڑاتی دیوبندیت کو قدموں پر کھڑا کر دیا اور اس کے ردِعمل یا مخالفت و موافقت کی پرواہ کیے بغیر آپؒ نے کلمہ حق سُنا دیا۔

تمہیں کہتا ہے مردہ کون تم زندوں کے زندہ ہو
تمہاری نیکیاں باقی تمہاری خوبیاں باقی

اس باب کے موضوع سے متعلقہ ہم یہاں اُس قضیہ کا تذکرہ بھی کر دیں جو مجلس تحفظ ختم نبوت کے راہنما حضرت مولانا اللہ وسایا صاحب کے ساتھ پیش آیا تھا ان سے ۱۵، دسمبر ۲۰۱۰ء میں اسلام آباد میں منعقدہ آل پارٹیز تحفظ ناموس رسالت کانفرنس میں اہل تشیع کی شمولیت کے متعلق پوچھا گیا۔ مولانا اللہ وسایا صاحب کے ساتھ بھی وہی لب و لہجہ اختیار کیا گیا جس کی مثال مولانا محمد یوسف لدھیانوی، قائد اہل سنت مولانا قاضی مظہر حسین اور مولانا سلیم اللہ خان کی تحریروں میں باحوالہ گزر چکی ہے۔ اس کا صاف نتیجہ

یہ ہے کہ ۱۹۹۰ء سے لے کر تادم سطور ان دوستوں کے رویہ میں ذرہ برابر فرق نہ آیا۔ مولانا اللہ وسایا صاحب نے اپنے جوابی مضمون میں اہل تشیع کی شمولیت پر جو دلائل دیئے تھے، قطع نظر اس سے کہ ان سے ہمیں بھی اتفاق نہیں ہے، مگر اس سے یہ مفہوم کشید نہیں کیا جا سکتا کہ ''ہم ہی حق پہ ہیں، اور باقی سب افسانہ ہے''۔ البتہ اس مطبوعہ مضمون میں قائد اہل سنت رحمہ اللہ کے حوالہ سے مندرجہ ذیل سطریں قابل غور ہیں۔

آپ کے سامنے حضرت مولانا محمد علی جالندھری رحمہ اللہ اور حضرت مولانا قاضی مظہر حسین رحمہ اللہ کا واقعہ عرض کیے بغیر چارہ نہ ہوگا کہ حضرت جالندھری نے حضرت قاضی صاحب کو چنیوٹ ختم نبوت کانفرنس کے لیے فرمایا۔ حضرت قاضی صاحب نے حضرت جالندھری سے فرمایا کہ آپ چنیوٹ میں شیعہ حضرات کو بلاتے ہیں۔ میری جماعت ان کے خلاف کام کرتی ہے۔ اگر ساتھ بیٹھا تو میرے کام کو نقصان ہوگا مجھے آپ حضرات کی مجبوری کا علم ہے کہ قادیانیوں کے مقابلہ کے لیے شیعہ کو ساتھ لے کر چلنا پڑتا ہے۔ مجھے اس ضرورت کا انکار نہیں۔ لیکن مجھے حاضری سے معذور سمجھیں، حضرت جالندھری نے فرمایا کہ آپ (قاضی صاحبؒ) کا موقف درست ہے، زندگی بھر ساتھ رہا۔ البتہ تقسیم کار کر لی، لیکن ہمارے کسی جلسہ کو آ کر بدمزہ نہیں کیا۔ یہی ان دونوں کے پسماندگان و تربیت یافتگان کر رہے ہیں اور ایک آپ ہیں کہ پناہِ خدا!''[1]

مولانا محمد علی جالندھریؒ کا ایک نادر مکتوب

اہل تشیع کو دینی تحریکات کی اپنی جدوجہد میں شامل کرنے کے حوالہ سے مولانا اللہ وسایا صاحب نے جو دلائل دیئے ہیں، ان سب سے کلی اتفاق ممکن نہیں ہے۔ البتہ مولانا محمد علی جالندھریؒ اور قائد اہل سنتؒ کے مابین اعتماد کے حوالہ سے ان کی متذکرہ بات کی تائید مندرجہ ذیل خط سے ہوتی ہے۔

محترم جناب قاضی صاحب زاد لطفکم

① السلام علیکم ورحمت اللہ۔ صوبائی سیٹ پر کامیابی بہت خوشی کا باعث ہوئی، مبارک ہو۔ آپ کوشش فرمائیں کہ مرزا فضل حق صاحب کی معرفت کونسل لیگ اور علمائے کرام کے درمیان تعلقات خوشگوار ہوں۔ شاید ملک وملت کے لیے آئندہ چل کر مفید رہیں، جبکہ کونسل نے شکست کھائی ہے (تو اب) وہ بھی محتاج ہوگی۔

---

[1] اللہ وسایا، حضرت مولانا/ ماہ نامہ ''لولاک'' ملتان/ فروری ۲۰۱۰ء/ صفحہ نمبر ۵۴

② ون یونٹ توڑے جانے کے بعد پنجاب لاوارث ہوگیا۔آپ جیسے جن دوستوں نے تبلیغ دین کے ساتھ سیاسی رہنمائی بھی کرنی ہے تو ان پر ذمہ داری عائد ہوتی ہے کہ آپ اس طرف بھی توجہ دیں۔ جب ملاقات ہوئی، زبانی عرض کروں گا۔

③ ملتان میں ضمنی انتخاب میں مفتی عبداللہ صاحب قومی اسمبلی کے لیے کھڑے ہیں۔

④ مجھ کو آپ کی پالیسی سے پورا اتفاق ہے۔مولانا شریف صاحب نے اصرار کیا ہے کہ آپ کو چنیوٹ آنے کی دعوت دی جائے۔دوست شریک ہوتے تو خوشی ہوتی، آپ کی عدم تشریف آوری پر ہی خوشی رہی۔اللہ تعالیٰ آپ کی جماعت کو ترقی عطا فرمائیں، ضرورت تو نہیں کہ تحریر کروں لیکن دوبارہ عرض خدمت ہے کہ جماعت تحفظ ختم نبوت آپ سے پورا پورا تعاون کرتی رہے گی۔ان شاءاللہ تعالیٰ

والسلام[1]

[1] محمد علی جالندھری، حضرت مولانا / بنام قائد اہل سنت، مرقومہ ۱۰ ذیقعدہ ۱۳۹۰ / از ملتان

24
بابِ بست وچھار

معتقدین، متوسلین، مریدین ومحبین
اور معاصرین کے
تاثرات اور مشاہدات وواقعات

؎ " باتیں اُن کی یاد رہیں گی"

یہ برادری کا نہیں، دین کا معاملہ ہے

اوڈھروال چکوال کے حاجی غلام مصطفیٰ صاحب مرحوم جو رشتہ کے اعتبار سے قائد اہل سنت رحمہ اللہ کے ہمشیر صاحبہ کے داماد تھے، قائد اہل سنت رحمہ اللہ کے ساتھ اپنے تعلق اور نسبت کی یادیں تازہ کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ کالج کے دور میں ۱۹۵۲ء تک میں بریلوی نظریات کا مالک تھا۔ جب حضرت قاضی صاحب نے کالج کی مسجد میں ڈیرا جمایا، تو پتہ چلا کہ کالج کی مسجد میں وہابیوں کا قبضہ ہوگیا ہے۔ اس مسجد میں ہم انگلش اور اکنامکس کے مضامین کا امتحان دینے کے لیے تیاری کیا کرتے تھے۔ جبکہ ابابیلوں کی اکثریت ہمارے سروں پر چکر لگاتی۔ یعنی مسجد ویران تھی۔ لیکن اس کے باوجود ارمان یہ تھا کہ وہابیوں نے اس مسجد پر قبضہ کر لیا اور اس میں سب کالج کے پروفیسرز اور طالب علم شامل تھے۔ الا ماشاء اللہ۔

کچھ عرصہ کے بعد اعلان ہوا کہ مولانا سید عنایت اللہ شاہ صاحب گجراتی کی اس مسجد میں حضرت قاضی صاحب کی صدارت میں تقریر ہونے والی ہے مسجد کچھا کچھ بھری ہوئی تھی، میں نے سڑک پر کھڑے ہو کر تقریر سنی، تب میرا تعلقِ قلبی بریلوی مسلک کے علماء کرام سے تھا لیکن شاہ صاحب کی تلاوت کی حلاوت، اللہ اللہ لوگوں پر ایک کیفیت طاری تھی۔ لیکن میں چونکہ بریلوی تھا دل نے پسند نہ کیا۔ کچھ عرصہ کے بعد بریلوی، دیوبندی علماء کا موضع پادشہان میں مناظرہ طے پایا۔ اِدھر مولانا محمد عمر اچھروی، اُدھر شاہ صاحب گجراتی مناظر تھے۔ مولانا غلام حبیب صاحب کی صدارت تھی اور قاضی صاحب مرحوم بھی اسٹیج پر موجود تھے۔ شاہ صاحب کہتے کہ طبلہ سرنگی پر بحث ہو۔ جبکہ مولوی عمر صاحب اللہ و رسول ﷺ پر بات کرنے پر مصر تھے۔ کافی وقت گزر جانے پر ایک شخص درمیان مجمع سے اٹھے اور کہا کہ یہ کیا تماشا ہے؟ آپ حضرات ایک ٹاپک پر بولیں تو پتہ چلے کہ حق پر کون ہے؟ جبکہ شاہ صاحب نے کہا کہ آپ ہی فیصلہ کر دیں کہ کس بات پر بحث ہوگی؟ آخر فیصلہ ہوا کہ چلو مولانا محمد عمر اچھروی کی ہی مان لیتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کی وحدانیت پر بحث ہو، پھر جھگڑا ہو گیا کہ پہلے کون بولے مولوی عمر صاحب کو منایا گیا کہ پہلے آپ کی مانی گئی اب شاہ صاحب کی مان لی جائے۔ شاہ صاحب کو توحید کے موضوع پر ۵

منٹ کا ٹائم دیا گیا۔ شاہ صاحب نے قرآن مجید کی آیات کے دریا بہا دیئے، جس کے جواب میں مولانا محمد عمر اچھروی نے یہ کہہ کر جان چھڑا لی کہ اس توحید کو ہندو اور سکھ بھی مانتے ہیں۔ جھگڑا رسالت کا ہے۔ اتنے میں عصر کی نماز کا وقت ہو گیا۔ مولوی عمر صاحب نے مشرق کی طرف منہ کر کے اذان دینی شروع کر دی۔ لوگوں نے دہائی دی کہ منہ مغرب کو کریں کیونکہ آپ اس علاقہ سے ناواقف تھے، اور کچھ قرآنی آیات کا رعب بھی طاری تھا۔ جو لوگ ہمارے وہاں گئے ہوئے تھے۔ انہوں نے مجھ سے دریافت کیا کہ مناظرہ کیسا رہا؟ تو میں نے کہا کہ بریلوی غالب رہے۔ اس پر انہوں نے کہا کہ واہ جی واہ۔ خوب فیصلہ کیا۔ چونکہ بریلوی تھا اس لیے کچھ ندامت ہوئی۔ بعد میں تو شاہ صاحب موصوف اسی عقیدہ توحید میں غلو کے اندر مبتلا ہو کر اہل سنت کے مسلّمہ عقیدہ، عقیدہ حیات النبی ﷺ کا انکار کر بیٹھے۔ واللہ الہادی

ان دنوں قاضی صاحب اوڈھروال کی مدنی مسجد میں درس دیتے تھے، شیعوں کو بھی فکر ہونے لگی۔ چنانچہ ایک بھنگ نوش نے سڑک پر کھڑے ہو کر مسجد کے سامنے قاضی صاحب کے خلاف بولنا شروع کیا۔ آپ درس دیتے رہے۔ لیکن جب اس نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم پر سب و شتم کرنا شروع کیا تو قاضی صاحب عصا لیے اس پر اکیلے بڑھے تو وہ بھاگ گیا۔ اس کی خبر چکوال پہنچی تو حاجی احمد حسین صاحب مرحوم سائیکل پر برچھی تانے ہوئے پہنچ گئے، ادھر سے میں بھی آ گیا۔ چچا صاحب جہان مرحوم کی بیٹھک پر میں نے جسارت کی کہ قاضی صاحب آپ ان کمزور لوگوں کے درمیان درس دیتے ہیں۔ جو اسے پکڑنے کے لیے اٹھے تک نہیں؟ فرمایا یہ دین کا معاملہ ہے کسی کے اٹھنے نہ اٹھنے کا اس سے کیا تعلق؟ دین کمزور لوگوں سے ہی پھیلا ہے۔ اللہ کی مدد آتی ہے۔ بہر حال برادری کی اس غفلت کا مجھے بڑا افسوس تھا کہ اس بھنگی کی یہ جرأت کیسے ہوئی۔ لیکن قاضی صاحب یہی کہتے رہے۔ یہ برادری کا نہیں دین کا معاملہ ہے۔

قائد اہل سنت رحمہ اللہ کی بچوں پر شفقت

پروفیسر حافظ محمد عمر اسد گورنمنٹ کالج تلہ گنگ میں لیکچرار ہیں اور قائد اہل سنت کے فرزند نسبتی ہیں، آپ کا کہنا ہے کہ حضرت رحمۃ اللہ علیہ بچوں کے ساتھ شفقت و محبت بھی غیر معمولی فرماتے تھے۔ آدمی اس بات کو نہایت مشکل سمجھتا ہے کہ بچوں کو ڈانٹ ڈپٹ کے بغیر ان کی پرورش و تربیت صحیح طریقہ پر کیسے ہو سکتی ہے؟ اگرچہ بقدر ضرورت ڈانٹنے یا مارنے کی شرعاً گنجائش و اجازت ہے لیکن حضور اقدس ﷺ کی اپنی سنت تو یہی رہی کہ محبت سے بچوں کو سیدھی راہ پر لائے۔ لیکن یہ وہی کر سکتے ہیں جن کو اپنے نفس پر پورا

کنٹرول ہو۔حضرت رحمۃ اللہ علیہ کی زندگی میں کبھی نہ دیکھا نہ سنا کہ کسی بچے کو مارنا تو کجا کبھی ڈانٹا بھی ہو۔بچوں سے ایسی محبت کہ بیماری کی شدت اور زندگی کے آخری چند ایام میں جب آپ رحمۃ اللہ علیہ اکثر خاموش رہتے تھے۔بچہ سامنے آجاتا تو طبیعت میں بشاشت آجاتی اور بچوں سے ان کی دل لگی کی باتیں کرنے لگتے۔ بچے جس قدر چھوٹے ہوتے اسی قدر ان سے محبت وشفقت زیادہ ہوتی۔خاندان میں بچوں کی ولادت پر بہت خوش ہوتے۔شاعری کا نہایت اعلیٰ ذوق رکھنے کے باوجود شعر بہت کم کہتے۔لیکن بچوں کی پیدائش پر ہر ایک کی خاطر اچھی طویل نظمیں موزوں فرماتے جن میں توحید ورسالت،شان صحابہ رضی اللہ عنہم کا ذکر بھی ہوتا اور بچوں کے لیے دعائیں بھی۔

ایک دفعہ ایک بچے کو کسی نے تھپڑ مارا تو بہت دیر تک اس بچے کو گود میں لے کر بیٹھے رہے اور فرمایا کہ بچے کوئی مارنے کی چیز ہوتے ہیں؟ بچے تو پھول ہوتے ہیں۔بچوں میں سے اگر کسی کو کوئی چیز دیتے تو دوسرے بچوں کو بھی ضرور دیتے اگر دوسرے بچے موجود نہ ہوتے تو ان کا حصہ رکھوا دیتے۔حج اور عمرہ سے واپسی پر بھی ہر بچہ کے لیے کچھ نہ کچھ ضرور لاتے۔

طہارت کا اہتمام اور طبیعت کی نفاست

قائد اہل سنت رحمہ اللہ کے چھوٹے فرزند نسبتی مولانا حافظ زاہد حسین صاحب رشیدی آخری ایام کی یادیں تازہ کرتے ہوئے طہارت و نفاست کے حوالہ سے کہتے ہیں کہ حدیث پاک **الطھور شطر الایمان** کی روشنی میں صفائی کو نصف ایمان قرار دیا گیا ہے۔حضرت صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے بڑا نفیس مزاج پایا تھا۔آخری ایام میں اس چیز کو اور قریب سے دیکھا تو محسوس ہوا کہ طہارت کے حوالہ سے ذرا سی بے اعتدالی طبیعت کو بے چین کر دیتی تھی۔راقم سے عجلت میں ایک دفعہ چہرہ صاف کرنے والا تولیہ اور عام کپڑے میں اختلاط ہو گیا تو آپ نے وہ تولیہ استعمال نہ فرمایا۔

مہمانوں کی خدمت وتواضع

قائد اہل سنت رحمہ اللہ کے نواسہ قاضی اخیار الحسن گھریلو زندگی کے حوالہ سے کہتے ہیں کہ بے انتہا مصروف زندگی میں اپنے گھر آنے والے مہمان کی تواضع کا یہ عالم تھا کہ ہر شہری ودیہاتی کو اس کے مزاج

کے مطابق کھانا بھجوایا جاتا۔ مہمان نوازی ان دونوں صفات سے مزین تھی سخاوت، فضول خرچی سے اجتناب اور گھر کے افراد کی مہمان نوازی پر توجہ سے بہت زیادہ مسرور ہوتے۔ فرماتے آنے والے مہمان پٹھان یا دیہات کے جفاکش لوگ ہوں تو ہر شخص کے لیے پانچ روٹیوں سے کم نہ رکھنا۔ غرضیکہ مہمان کون آیا؟ کیا کھلایا پلایا؟ کدھر سلایا؟ کوئی چیز بھی تو آپ کے گمان وخیال سے نکل نہ پاتی۔ مہمانوں کو رغبت سے کھاتے ہوئے دیکھتے تو دیر تک مسرور رہتے۔ مہمان نوازی کی صفت اتنی غالب تھی کہ آپ کی عدم موجودگی میں بھی مہمان نوازی کی جو روٹین موجود تھی وہ جاری رہتی تھی کبھی کسی کے ہاں آپ بغیر اطلاع دیئے نہ جاتے۔ چاہے کتنی ہی بے تکلفی کیوں نہ ہو پھر اس کے ساتھ ساتھ یہ بھی خیال ہوتا کہ میزبان کے آرام یا کھانے کا ٹائم نہ ہو۔ ان کی حیات مبارکہ میں ہم نے انہیں اس اصول سے ہٹ کر چلتے نہیں دیکھا۔ لیکن اس کے باوجود آپ کے پاس اکثر معتقدین بغیر بتائے اچانک تشریف لاتے تو یہ بات طبیعت پر بہت گراں گزرتی خصوصاً ایسے ٹائم جبکہ آپ کسی اہم تصنیفی سلسلے میں مصروف ہوں مگر قربان جاؤں ان اداؤں پر کہ جوں ہی مہمان سامنے آتا تو فوراً ساری گرانی دور ہو جاتی گویا کوئی بار تھا ہی نہیں۔ کسی جگہ خطاب کے لیے جانا ہوتا ٹائم کم ہے تو ایسے وقت میں بعض مرتبہ کسی کام کی تاخیر پر ڈانٹ بھی دیتے مگر اپنے کسی ذاتی کام کی بنا پر کسی کو مایوس کرنا شیوہ نہ تھا۔ کسی سائل کے سوال کو رد نہ کرنا آپ کی طبیعت کا خاصہ تھا۔ نرم مزاج کی وجہ سے اکثر خواتین بے دھڑک سوال کرتیں۔ خواتین ہر بار نئی داستان سناتیں جسے سن کر گھر کے افراد کو خیال ہوتا کہ یہ ہر بار نئی داستان تراشتی ہے مگر حسن ظن کا یہ عالم تھا کہ اس کے بارے میں فرماتے کہ بے چاری منگتی نہیں بننا چاہتی۔ غرضیکہ دور دراز تک کسی کو علم نہیں تھا کہ غربا میں سے کس کے لیے کتنا مقرر ہے آخری چند سالوں میں بیماری کی شدت کی وجہ سے گھر کے افراد سے دلوانا شروع کیا تو اس کا علم ہو سکا۔

سنت رسول ﷺ پر عمل کا جذبہ

قائد اہل سنت کے نواسہ مولانا محمد احسن خدامی کا کہنا ہے کہ شریعت پر عامل ایسے تھے کہ رسول رحمت ﷺ کی ادنیٰ سی ادنیٰ سنت پر عمل کرنا بھی آپ کے آئین زندگی میں فرض قرار پاتا حتیٰ کہ جب میری چھوٹی خالہ کی شادی کا مرحلہ پیش آیا تو ناناجی نے دنیاوی نام ونمود اور رسم ورواج کو فروغ دینے کی بجائے سنت مدنی ﷺ کے مطابق بہت سادگی سے شادی کی، نہ جہیز کا جھنجھٹ، نہ بارات کا شور شرابا،

صرف اپنے بہت ہی قریبی چند گنے چنے رشتہ داروں کے علاوہ نکاح سے پہلے کسی کو کانوں کان خبر تک نہ ہوئی حتیٰ کہ ہمراز، رفقاء اور سفر وحضر کے ساتھی بھی اس بات سے آگاہ نہ ہو سکے اور عین نکاح کے وقت باخبر ہوئے کہ حضرت کی بیٹی کی آج شادی ہے، یہ ایک ایسا مقام ہے جہاں بڑے بڑے دعویداروں کے دعوے لرزہ براندام ہو جاتے ہیں اور راہ سنت پر چلنے والوں کے قدم ڈگمگا جاتے ہیں، دعوؤں کے بلند و بالا ہوائی محلات خاندانی دباؤ تلے آ کر منہدم ہو جاتے ہیں مگر وہ مرد قلندر یہاں بھی ثابت قدم رہے۔

صوفی باصفا ایسے کہ مدنی معارف کے سمندر چڑھا گئے، عثمانی علوم کی نہریں پی گئے، افغانی معارف اور فیوضات کی گھٹاؤں اور دھواں دار بادلوں کو چوس لیا مگر بے اختیار نہ ہوئے۔ دعویٰ نہ کیا، شطحیات نہ سنائیں، استقامت سے نہ ہٹے، شریعت کو نہ چھوڑا، دل ایسا کہ جس کی وسعت سات سمندروں سے کہیں زیادہ تھی، اقالیم سبعہ اس کے ایک زاویئے میں اپنا پتہ نہ بتلا سکتی تھیں، معرفت الٰہی کے دریچے ان پر وا ہوئے، طریقت کے خوش آئند احوال ان پر متجلیٰ ہوئے مگر آواز اَوْ اَدْنٰی لوگوں کو نہ سننے دی، افسوس کہ معرفت کا یہ در بند ہو چکا ہے اور اس کی برکات سے سبھی محروم رہ گئے ہیں......

چمن اداس ہے گلوں میں رنگ و بو نہیں
بتائیں میں جی کے کیا کروں؟ جو زندگی میں تو نہیں

قائد اہل سنت، مولانا محمد علی جالندھری رحمہ اللہ کے معتقد ہو گئے

مولانا عبدالقیوم ہزاروی مرحوم کہتے ہیں کہ

حضرت قاضی صاحب رحمۃ اللہ علیہ علاقہ بھر میں تبلیغی دورہ کرتے تھے ایک دفعہ میں نے عرض کیا کہ آپ حضرت مولانا محمد علی جالندھری کو بھی بلائیں اور اس دورے میں ان کو بھی شریک کر لیں تو فرمایا کہ وہ بڑے لیڈر ہیں اور میرے پاس تبلیغی فنڈ میں اتنی رقم ہوتی نہیں تو میں نے کہا کہ آپ بلا کر دیکھیں تو میرے کہنے پر مولانا محمد علی صاحب جالندھری کو بلایا۔ ہفتہ گزرنے کے بعد جب پانچ سو روپے بطور کرایہ دیئے تو مولانا جالندھری کہنے لگے کہ قاضی صاحب! یہ آپ کا ذاتی پیسہ ہے یا مدرسہ کا یا مسجد کا یا جماعت کا؟ کیونکہ میرا جو کرایہ بنتا ہے وہ میں لوں گا اور زیادہ جو بنتا ہے وہ میں دفتر تحفظ ختم نبوت کو دوں گا اور اس کی رسید کٹواؤں گا۔ اس کے بعد مولانا محمد علی صاحب کے عقیدت مند ہو گئے۔ یعنی آپ اپنے پاس ایسے مخلص دوستوں کو تبلیغی دوروں میں رکھتے تھے۔ حق تعالیٰ آنجناب کی تمام دینی خدمات قبول فرمائیں۔ اور ان

کا فیض تا قیام قیامت جاری وساری رکھیں۔آمین بحرمتسید المرسلین۔

تصوف وسلوک کے نام پر بے احتیاطی

قائد اہل سنت کے خلیفہ مُجاز حضرت مولانا حبیب الرحمن صاحب سومرو فرماتے ہیں کہ تصوف کے نام پر خانقاہی نظام میں رسوم اور بدعات اور اس سے پیدا ہونے والے فتنوں کا اصل سبب یہی ہے کہ سلوک کو آگے چلانے میں احتیاط کا دامن چھوٹ گیا ہے یہ چیز اور اس کے خطرناک نتائج ہر سو پھیلے ہوئے دیکھے جاسکتے ہیں۔حضرت اقدس رحمۃ اللہ علیہ کا اس باب میں ہمیشہ احتیاط رہا۔ایک مجلس میں فرمایا کہ پنجاب کے ایک بزرگ میرے پاس آئے انہوں نے کہا کہ حضرت فلاں پیر صاحب نے مجھے خلافت دی ہے۔ حضرت جی نے فرمایا کہ میں نے ان سے پوچھا کہ آپ بتائیے کہ ذکر روحی کسے کہتے ہیں؟ اس بزرگ نے کہا کہ مجھے اس کا کوئی علم نہیں۔حضرت اقدس نے فرمایا کہ یہ بہت بڑا فتنہ ہے کہ کسی نااہل کو مسند نشین کرکے گدیاں بچائی جائیں۔اس کے بعد راقم نے اسی مجلس میں سرگوشی میں حضرت اقدس رحمۃ اللہ علیہ سے دریافت کیا کہ ذکر روحی کے یہ معنی ہیں؟ تو آپ نے ہاں میں جواب ارشاد فرمایا۔یہ پوچھنا اسی وجہ سے تھا کہ جو ذکر ارشاد فرماتے تو کوئی تفصیل نہ فرماتے بلکہ صرف اختصاراً نام ہی ذکر فرمادیتے کہ یہ کرنا ہے یہ سوال برائے تشفی تھا۔ہمارے ہاں سندھ میں یہ چیز بہت رائج ہے کہ خانقاہی نظام کو بچانے کے لیے پیچھے نااہل آدمی جن کو بڑوں سے نہ اجازت ہے نہ خلافت ہے مسند نشین ہوجاتے ہیں۔بڑوں کے نام پر دنیا جمع کرتے ہیں نتیجہ یہی نکلتا ہے کہ:ضلوا و اضلوا

میری جمعیت میں شمولیت کا سبب قائد اہل سُنّت بنے

حضرت مولانا محمد عبداللہ رحمہ اللہ آف بھکر(سابق امیر جمعیت علماء اسلام پنجاب)اپنے تاثرات میں کہتے ہیں کہ ۱۹۵۸ء کی بات ہے فروری کا پہلا ہفتہ تھا۔کلورکوٹ میں دو روزہ سیرت کانفرنس ہوئی، حضرت مولانا قاضی مظہر حسین صاحب رحمۃ اللہ علیہ بھی تشریف لائے تھے، کانفرنس میں آخری تقریر آپ کی ہوئی تھی، خطبہ مسنونہ کے بعد سورۃ الفتح کی آخری آیت تلاوت فرمائی، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے مقام اور عظمت کو بڑی خوبی سے واضح فرمایا اور جمعیۃ علمائے اسلام کے نصب العین پر روشنی ڈالی،کلورکوٹ میں آپ کی

یہ پہلی آمد اور پہلی تقریر تھی اور میری آپ سے یہ پہلی ملاقات تھی، حضرت شیخ الاسلام مولانا مدنی رحمۃ اللہ علیہ کا صدمہ ابھی تازہ تھا، دینی جرائد، مجالس اور اجتماعات پر اس عظیم ملی حادثے کا تذکرہ چھایا ہوا تھا، غمزدہ متوسلین اور عقیدت مندوں کی نظریں آپ کے خلفاء کی طرف اٹھ رہی تھیں، حضرت قاضی صاحب بھی آپ کے خلفاء میں سے تھے، ان کو کانفرنس میں بلانے کا بڑا سبب بھی یہی تعلق تھا، اسی نسبت کی برکت تھی کہ حضرت قاضی صاحب کی پذیرائی ہوئی لوگ آپ کی طرف متوجہ ہوئے اور اس علاقہ میں آپ کی آمد زیادہ ہونے لگی اور آپ دینی اجتماعات کی ضرورت بنتے چلے گئے۔

آپ کا جماعتی تعلق جمعیۃ علماء اسلام سے تھا، اس وقت جمعیۃ علماء اسلام ضلع جہلم کے امیر تھے، مرکزی امیر حضرت شیخ التفسیر مولانا احمد علی لاہوری رحمۃ اللہ علیہ تھے، نائب امیر حضرت مولانا مفتی محمود صاحب رحمۃ اللہ علیہ اور ناظم اعلیٰ حضرت مولانا غلام غوث صاحب ہزاروی رحمۃ اللہ علیہ تھے، میرا تعلق بچپن سے مجلس احرار اسلام سے تھا، ۱۹۵۳ء کی تحریک ختم نبوت میں مجلس احرار اسلام کو حکومت نے خلاف قانون قرار دے دیا تھا، میں مجلس تحفظ ختم نبوت میں شامل تھا، حضرت مولانا حکیم عبدالمجید سیفی لاہوری رحمۃ اللہ علیہ نے مجھے فرمایا کہ "جمعیۃ علماء اسلام میں شامل ہو کر کام کرو اور اس جماعت کو مضبوط بناؤ۔" پھر ایک ملاقات میں حضرت قاضی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے یہی ارشاد فرمایا، حضرت مولانا محمد علی جالندھری رحمۃ اللہ علیہ ناظم اعلیٰ مجلس تحفظ ختم نبوت پاکستان کلورکوٹ تشریف لائے تو میں نے ان دونوں بزرگوں کے فرمان کا ذکر کیا۔ حضرت مولانا مرحوم نے فرمایا کہ "جمعیۃ علماء اسلام بھی ہماری جماعت ہے، یہ جماعت ہم نے بنائی ہے اور مولانا غلام غوث صاحب رحمۃ اللہ علیہ بھی اہم نے جمعیۃ کو دیئے ہیں، آپ جمعیۃ میں شامل ہو جائیں۔" ساتھ ہی فرمایا کہ "حضرت شاہ صاحب (امیر شریعت مولانا سید عطاء اللہ شاہ صاحب بخاری رحمۃ اللہ علیہ) کو بھی خط لکھ دیں۔"

حضرت شاہ صاحب مجلس کے مرکزی امیر تھے، حضرت مولانا محمد علی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے حوالے سے انہیں بھی عریضہ لکھ دیا، انہوں نے بھی جمعیۃ میں شمولیت کی بخوشی اجازت دی اور دونوں جماعتوں میں کام کرنے کا ارشاد فرمایا، اس طرح حضرت قاضی صاحب اور ان بزرگوں کے فرمان اور اجازت سے مجھے جمعیۃ علماء اسلام میں شامل ہونے کی سعادت نصیب ہوئی۔

استقامت واعتدال کے پیکر

بانی جامعہ اسلامیہ امدادیہ فیصل آباد حضرت شیخ الحدیث مولانا نذیر احمد صاحب رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

حضرت اقدس علم ومعرفت، تقویٰ وللّٰہیت، استقامت واعتدال، مزاج ذکر وفکر تمام اور محاسن ظاہرہ وباطنہ میں اپنی نظیر آپ ہی تھے، جب حیات النبی ﷺ کا مسئلہ پورے ملک میں زور سے چھڑا ہوا تھا تو احقر نے جگہ جگہ اس موضوع پر حضرت کے بیانات کروائے، استفادہ کیا، لوگوں کو حضرت سے فیض رسانی کا موقع پہنچایا۔ اس کی برکت سے ہمارے باہمی گرویدگی کے تعلقات قابل رشک پیدا ہو گئے تھے۔

حضرت کو دیکھا، قریب ہو کر دیکھا اور بہت متاثر رہا، پھر حالات ایسے رہے کہ ظاہری میل جول میں کمی آ گئی، باوجود شدید اُنس، محبت، عقیدت اور تعلق کے مزید استفادہ سے محرومی رہی، لیکن حضرت کی استقامت اور اعتدال کی شان، حق گوئی، راہ حق میں بے باکی، تواضع، اخلاق حمیدہ کا اعلیٰ پیمانہ، ان چیزوں سے ہمیشہ متاثر رہا۔

دفاعِ صحابہ رضی اللہ عنہم پر تاریخ ساز کام کیا

مولانا فیض احمد صاحب استاذ الحدیث جامعہ خیر المدارس ملتان کہتے ہیں کہ حضرت والا مرتبت، تقویٰ، مجاہدہ، لباس، وضع قطع، رہن سہن کی سادگی غرضیکہ ہر خوبی وکمال میں اکابر دیوبند کا نمونہ تھے۔ بالخصوص حضرت مدنی رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت لاہوری رحمۃ اللہ علیہ کا عکس اور پَرتو تھے۔ عقائد ونظریات، اصول وفروع میں سلف صالحین پر اعتماد اور ان کی اتباع کے پُرجوش داعی اور وکیل تھے۔ اتباع سلف کی شاہراہ ہدایت سے ذرہ برابر دائیں بائیں سرکنے کو برداشت نہیں کر سکتے تھے۔ حضرت والا کی تصنیفات ومقالات خصوصاً رسالہ "حق چار یار" اس پر شاہد عدل ہیں۔ حضرت اقدس کی علمی ودینی خدمات کا سب سے اہم اور جلی عنوان "تحریک خدام اہل سنت پاکستان" ہے جس کے آپ بانی وسرپرست تھے۔ اس تحریک نے مقام صحابہ رضی اللہ عنہم کی تشریح وتوضیح میں اللہ ورسول ﷺ کے ہاں ان کے مقام رفیع کے بارے میں شاندار وجاندار اور تاریخ ساز کام کیا ہے جو تا قیامت ملت اسلامیہ کے لیے مشعل راہ کا کام دے گا۔ ان شاء اللہ العزیز

تصلُّب وحق پرستی کی مضبوط چٹان

مہتمم جامعہ خیر المدارس ملتان اور وفاق المدارس کے ناظم اعلیٰ حضرت مولانا قاری محمد حنیف جالندھری کہتے ہیں کہ حضرت قاضی صاحب رحمۃ اللہ علیہ باطل اور ملحد فرقوں کے لیے شمشیر بے نیام ہونے کے

علاوہ ان افراد اور گروہوں کی بھی عالمانہ انداز میں تردید ضرور سمجھتے تھے۔ جو خود کو اہل سنت والجماعت یا علماء دیو بند کی طرف منسوب کرتے ہیں مگر بعض عقائد ونظریات میں ان کے برعکس رائے رکھتے ہیں، حضرت قاضی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا موقف اس سلسلہ میں یہ تھا کہ اگر ایسے افراد یا گروہوں سے صرفِ نظر کیا جائے تو اس سے مسلک حق مجروح ہوتا ہے۔ لہٰذا شکوک وشبہات کو دور کرنے، صحیح اور غلط کو خلط ملط ہونے سے بچانے کے لیے ان کی مدلل تردید ضروری ہے۔ احکام شریعت کی اتباع اور مسلک حق کی حفاظت آپ کے نزدیک تمام مصلحتوں سے بالاتر تھی۔ اپنے اسی تصلب وحق پرستی کی بدولت آپ نے اپنے بعض مخلص احباب و رفقاء کی جدائی کو برداشت کیا مگر عقیدہ وعمل پر کوئی آنچ نہ آنے دی۔ آج حضرت مولانا قاضی مظہر حسین صاحب رحمۃ اللہ علیہ ہم میں نہیں ہیں، ان کی شخصیت کو خراجِ تحسین پیش کرنے کا سب سے بہتر طریقہ یہ ہے کہ نوجوان علماء کرام ان کی طرح حق گوئی اور اخلاص وللّٰہیت کو اپنا نصب العین بنائیں اور شرک وبدعات، رسوم ورواج اور جہالت وعصبیت کے خلاف اسی طرح مردانہ وار جہاد کریں۔ جیسے حضرت قاضی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے کیا۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اپنے اکابر کی اقتداء میں اسلام کا پرچم بلند رکھنے کی توفیق نصیب فرمائیں۔ (آمین ثم آمین)

☆......☆......☆

دفاعِ اسلام کرنے والے بے تاب عالم دین

حضرت مولانا محمد مسعود اظہر صاحب قائد اہل سنت رحمہ اللہ کی ملاقات کے لیے چکوال تشریف لائے تو اپنے جذبات کو یوں قلمبند کیا کہ پچھلے سال[1] چکوال میں جلسہ تھا ان کی زیارت کی شدید خواہش دل میں کروٹیں لے رہی تھی۔ لوگوں نے کچھ باتیں بھی اڑا دی تھیں۔ ان باتوں کے بارے میں اتنا ہی کہتا ہوں کہ اعوذ باللہ کسی نے بتایا کہ وہ بھی کچھ کچھ ناراض ہیں۔ مجھے اس کا یقین نہیں آ رہا تھا مگر دعا بھی کر رہا تھا۔ رفقاء سے عرض کیا کہ جس طرح سے بن پڑے زیارت کرنی ہے بس چند منٹ یا چند لمحے ہی سہی۔ آنکھیں تو ٹھنڈی ہوں گی دل کو تو قرار ملے گا۔ ہمت میں تو اضافہ ہوگا اور وہ چہرہ سامنے ہوگا جو اسلام کی طرف بڑھنے والے ہر تیر کو روکنے کے لیے بے تاب رہتا ہے۔

الحمد للہ ملاقات کا اذن مل گیا۔ ہاں محبتوں بھری آخری ملاقات نصیب ہوئی، یا اللہ آخرت میں بھی "مقام خیر" پر ملاقات نصیب کرنا (آمین) وہ صاحب فراش تھے مگر بہت ہی شفقت اور محبت سے ملے۔

---

[1] یعنی ۲۰۰۳ء کا سال۔

انہوں نے مسکرا کر جو پہلی نظر سے نوازا تو یقین جانیئے دل خوشی سے لبریز ہو گیا وہ کوئی معمولی انسان تو نہیں تھے۔ وہ تو ان لوگوں میں سے تھے جن کے لیے بشارت ہے کہ انہیں ان شاء اللہ اسلام کے پہلے لوگوں جیسا اجر ملے گا۔ اس دن ان کی محبت عروج پر تھی اور وہ ملاقات کی پوری تیاری کے ساتھ تشریف فرما تھے۔ پہلے انہوں نے عصر حاضر کے تمام فتنوں کے بارے میں عالمانہ درس دیا پھر کچھ کتابیں عنایت فرمائیں۔ پھر بعض کتابوں کے صفحات نمبر دکھائے کہ ان میں کون سی غلطیاں اور مغالطے ہیں ساتھ ساتھ یہ بھی دریافت فرماتے گئے کہ آپ کے پاس فلاں فلاں کتاب ہے؟ جواب اثبات میں ہوتا تو خوشی کا اظہار فرماتے اور اگر نفی میں ہوتا تو کتاب خریدنے کی تلقین فرماتے۔ اس دوران ہم سب مہمانوں کو غالباً دودھ بھی پلایا گیا غالباً اس لیے لکھ رہا ہوں کہ مجھے صحیح طرح سے یاد نہیں کہ کیا کھایا اور کیا پیا؟ میں تو علم، عمل اور اخلاص کے اس نابغۃ العصر پیکر کی زیارت میں گم تھا اور ان کی ایک ایک بات کو اپنے دل و دماغ میں اتار رہا تھا۔ ہاں ایسی غنیمت کی گھڑیاں مجھ جیسے دربدر کی ٹھوکریں کھانے والے کم نصیب کو کم ہی نصیب ہوتی ہیں۔ اچانک انہوں نے بستر کے ایک کونے سے پہلے سے تیار رکھے ہوئے کچھ روپے اٹھائے اور مجھے عطا فرماتے ہوئے ارشاد فرمایا! جہاں چاہیں خرچ کر دیں یہ میری طرف سے ہیں۔ وہ پانچ ہزار روپے تھے زمانے کے امام کی طرف سے مجاہدین کے لیے انمول ہدیہ بابرکت صدقہ، زخموں کا مرہم اور اپنے پیارے اعتماد کا کھلا اظہار تھا۔

قائد اہل سنت رحمہ اللہ کی بے ادبی پر مجھے سزا ملی

پیکر اخلاص شیخ الحدیث حضرت مولانا نعیم الدین صاحب (جامعہ مدینہ، لاہور) قائد اہل سنت رحمہ اللہ کے ساتھ اپنی وابستگی و نسبت کا سبب بغیر کسی بخل کے یوں بیان فرماتے ہیں کہ:

ناچیز راقم الحروف کو حضرت قاضی صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے بچپن ہی سے عقیدت و محبت تھی۔ جس کی بڑی وجہ یہ تھی کہ ہمارے محلہ کی مسجد (پٹولیاں) کے امام و خطیب حضرت مولانا محمد الیاس صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے حضرت قاضی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا تذکرہ کانوں میں پڑتا رہتا تھا۔ مولانا مرحوم کی بدولت ہمارے خاندان کے بہت سے افراد حضرت قاضی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے حلقہ ارادت میں شامل تھے۔ راقم الحروف کے بڑے بھائی نایاب الدین صاحب پابندی سے ہر سال بھیں سنی کانفرنس میں شریک ہوتے تھے۔

ایک وجہ یہ بھی تھی کہ حضرت قاضی صاحب مرحوم شیخ الاسلام حضرت مولانا سید حسین احمد مدنی رحمۃ اللہ علیہ

کے اجل خلفاء میں سے تھے اور راقم الحروف کے والد مکرم کو حضرت شیخ الاسلام رحمۃ اللہ علیہ سے انتہائی جذباتی اور عشق کی حد تک لگاؤ تھا جس کی وجہ سے گھر میں عموماً حضرت مدنی رحمۃ اللہ علیہ اور آپ کے اجل خلفاء کا تذکرہ رہتا تھا۔ حضرت قاضی صاحب مرحوم سے عقیدت و محبت میں احقر کے ساتھ پیش ہونے والے ایک واقعہ نے بھی مہمیز کا کام دیا، کافی عرصہ پہلے کی بات ہے کہ ناچیز مکتبہ میں اپنے کام میں مشغول تھا۔ حضرت قاضی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے ایک مرید مولانا عبدالوحید اشرفی بھی بیٹھے ہوئے تھے، ان دنوں حضرت قاضی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے بہت سے لوگوں کے نام کھلے خط شائع کیے تھے۔ اس کے متعلق بات چلی تو ناچیز کے منہ سے حضرت کے متعلق چند ناشائستہ کلمات نکل گئے، کلمات نکلنے کی دیر تھی کہ کاونٹر پر لگا ہوا شیشہ ٹوٹ گیا۔ اور راقم کے پاؤں پر اس زور سے لگا کہ پاؤں اچھا خاصا زخمی ہو گیا، اللہ تعالیٰ نے دستگیری فرمائی راقم کو فوراً تنبہ ہوا۔ اشرفی صاحب نے بھی توجہ دلائی کہ ضرور یہ حضرت قاضی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے بے ادبی کی سزا ملی ہے۔ اسی وقت اللہ تعالیٰ سے توبہ کی اور آئندہ ہمیشہ کے لیے حضرت کی نسبت اپنا دل صاف کرلیا۔ اس واقعہ کے بعد سے حضرت قاضی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی عقیدت میں مزید اضافہ ہو گیا اور آپ سے ملاقات کا اشتیاق ہونے لگا۔ اللہ تعالیٰ نے کرم فرمایا کہ ملاقات کے اسباب پیدا ہو گئے اور چکوال جا کر حضرت کی زیارت کی سعادت حاصل کی۔

☆……☆……☆

جادو کے توڑ کے لیے ایک عمل

حضرت مولانا نعیم الدین صاحب مزید فرماتے ہیں کہ حضرت قاضی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت مولانا محمد امین اوکاڑوی رحمۃ اللہ علیہ کو جادو کے توڑ کے لیے ایک مختصر عمل بتلایا تھا، ناچیز کو اس عمل کی ضرورت تھی۔ زاہد صاحب[1] سے ناچیز نے عرض کیا کہ حضرت سے وہ عمل معلوم کر کے ناچیز کے لیے اس کی اجازت لے لیں۔

مولانا کو اللہ تعالیٰ جزاء خیر سے نوازیں، انہوں نے حضرت سے عرض کیا کہ تو حضرت نے بکمال شفقت وہ عمل عطا فرمایا اور آگے بتلانے کی اجازت بھی مرحمت فرمائی، آج کل چونکہ جادو ٹونہ کا زور ہے ہر گھر بالخصوص اہل حق کے گھر اس کا شکار ہیں۔ اس لیے راقم الحروف حضرت رحمہ اللہ کے اجازت مرحمت فرمانے پر یہ عمل درج کر رہا ہے۔ تا کہ جو اس سے فائدہ اٹھانا چاہے وہ فائدہ اٹھائے:

---

[1] مولانا حافظ زاہد حسین رشیدی مراد ہیں جو قائد اہل سنت رحمہ اللہ کے فرزند نسبتی اور عظیم الشان جامعہ اہل سنت تعلیم النساء چکوال کے منتظم ہیں نیز تحریک خدام اہل سنت والجماعت پاکستان کے مرکزی جنرل سیکرٹری بھی ہیں۔ سلفی

ثنا ثنا ثنا۔لنا لنا لنا اونٹ بیٹ جو کرے سو مرے۔

و ننزل من القرآن ما ھو شفآءو رحمة للمؤ منین و لا یزید الظالمین الا خسارا۔ ہر روز بعد نماز فجر ایک سو ایک (۱۰۱) مرتبہ پڑھنا ہے۔اول آخر گیارہ گیارہ مرتبہ درود شریف کے ساتھ پڑھیں۔

وہ بند حجرے میں بیٹھ کر مکمل معلومات رکھتے تھے

شیخ الحدیث مدرسہ باب العلوم کہروڑ پکا حضرت مولانا منیر احمد صاحب منور کا کہنا ہے کہ ایک دفعہ حضرت نے فرمایا کہ میں اس فتنہ کو سب سے زیادہ خطرناک سمجھتا ہوں جو دیوبندیوں کے اندر سے اُبھرتا ہے اور دیوبندیت کے نام پر کام کرتا ہے۔آپ نے اس موقع پر بطور خاص فتنہ مماتیت اور فتنہ خارجیت کا نام لیا۔ معلوم ہوا کہ حضرت والا بظاہر رہتے تو تھے ایک بند حجرے میں مگر ہندو پاک کی فعال جماعتوں، تنظیموں اور فعال شخصیات کے بارے میں پوری معلومات رکھتے اور جب دیکھتے کہ کوئی جماعت یا کوئی شخصیت اکابرین دیوبند کے مسلک حقہ سے انحراف کر رہی ہے اور اکابرین دیوبند کے طرز فکر اور طریقہ کار سے مختلف سمت پر چل پڑی ہے تو فوراً حضرت قاضی صاحب کا مبارک قلم جنبش میں آجاتا اور تمام مصلحتوں کو بالائے طاق رکھ کر آپ ان کی راہنمائی کر کے صحیح سمت کی طرف لانے کی امکانی حد تک پوری پوری کوشش کرتے۔سو شیخ الاسلام حضرت مدنی رحمۃ اللہ علیہ کے تربیت یافتہ، محافظ دیوبندیت مدنی نسبت کا حق ادا کرتے ہوئے ساری زندگی دیوبندی مسلک کی صحیح ترجمانی اور حفاظت کا فریضہ انجام دیتے رہے۔اس لیے میرے محسن و مربی و مشفق استاذ شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالمجید صاحب لدھیانوی نے بارہا فرمایا کہ "اگر اللہ تعالیٰ کے ہاں اجمالی ایمان معتبر ہے تو میرا وہی ایمان وعقیدہ ہے جو حضرت مولانا سرفراز خاں صفدر دامت برکاتہم اور حضرت مولانا قاضی مظہر حسین رحمۃ اللہ علیہ کا ہے۔" میں کبھی سوچا کرتا تھا کہ بہت سے ایسے لوگ ابھی تک موجود ہیں جو ہمارے اکابرین کے تربیت یافتہ ہیں۔ان میں مسلک کے اعتبار سے اس قدر پختگی اور استقامت وثابت قدمی ہے کہ ان کو کوئی لاکھ لالچ دے اور ان کے سامنے دلائل کا انبار لگا دے مگر وہ اپنے مسلک کو چھوڑنے یا لچک پیدا کرنے کے لیے تیار نہیں ہوتے جب کہ موجودہ دور میں ہمارے علماء ومشائخ کے متعلقین میں وہ پختگی نہیں پائی جاتی۔حضرت قاضی صاحب کی جماعت خدام اہل سنت کی مسلکی پختگی اور پھر حضرت قاضی صاحب کا انداز تربیت دیکھ کر مجھے مسلک کے حوالہ سے مذکورہ بالا پکائی و کچائی کی حقیقت سمجھ آ گئی۔

قائد اہل سنت شریعت مطہرہ کے محافظ تھے

بانی جامعہ ابو ہریرہ نوشہرہ، اور درجنوں کتابوں کے مصنف حضرت مولانا عبدالقیوم حقانی فرماتے ہیں کہ حضور اکرم ﷺ کا ارشاد ہے: **یحمل ھذا العلم من کل خلف عدولہ ینفون عنہ تحریف الغالین وانتحال المبطلین وتأویل الجاھلین**۔ یعنی بعد میں آنے والے ہر طبقہ میں اس علم کے ثقہ اور معتمد حاملین پیدا ہوتے رہیں گے۔ جو غلو کرنے والوں کی تحریفات، اہل باطل کی غلط باتوں اور جاہلوں کی تاویلات کا ابطال کرتے رہیں گے۔ حدیث نبوی ﷺ کی روشنی میں دیکھا جائے تو عمدہ العلماء، زبدۃ الفقہاء، پیر طریقت حضرت مولانا قاضی مظہر حسین صاحب قدس سرہٗ العزیز کا شمار انہی علماء ربانیین میں ہوتا ہے جن کو اللہ تعالیٰ نے اپنے دین مبین اور شریعت مطہرہ کی حفاظت کے لیے منتخب فرمایا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کی نابغہ روزگار شخصیت علم وعمل، اخلاص وللّٰہیت اور بے نفسی کا پیکر تھی، علم وفضل کے ساتھ سلوک واحسان کے بھی ماہر شناور تھے۔ تقویٰ وطہارت، اتباعِ سنت، رضائے الٰہی کی جستجو، استحضار آخرت، شریعت وطریقت کی جامعیت انابت ورجوع الی اللہ، فرض شناسی اور حق گوئی وبے باکی میں اسلاف کا عملی نمونہ اور یادگار تھے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کی پوری زندگی انہی اوصاف سے عبارت ہے۔

اباجان نے مجلس ذکر بند کر دی تھی، میں نے شروع کر دی

حضرت مولانا مفتی ڈاکٹر عبدالواحد صاحب کا کہنا ہے کہ میں نے مروجہ مجالس ذکر و درود کی شرعی حیثیت کے بارے میں ایک مضمون لکھا اور انوار مدینہ میں چھپنے کے لیے دے دیا۔ جامعہ مدنیہ کے استاذ الحدیث حضرت مولانا نعیم الدین صاحب مدظلہ کا ان دنوں حضرت قاضی صاحب کے ایک اجتماع میں چکوال جانا ہوا۔ حضرت قاضی صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے ملاقات ہوئی۔ آگے کی عبارت خود حضرت مولانا نعیم الدین صاحب کی ہے کہ

> "میں نے عرض کیا کہ آئندہ شمارے میں ڈاکٹر (مفتی عبدالواحد) صاحب کا ایک مضمون مروجہ مجالس ذکر سے متعلق آرہا ہے۔ فرمایا ٹھیک ہے لیکن ڈاکٹر صاحب سے کہنا کہ محتاط ہو کر لکھیں۔ آج کل ان مجالس کا بڑا شیوع ہو رہا ہے۔ پھر فرمایا ہمارے اکابر کا یہ طریقہ نہ تھا۔ فرمایا ایک دفعہ میں اور مولانا عبیداللہ انور صاحب رحمۃ اللہ علیہ اکٹھے مخچن آباد جا رہے تھے (حضرت قاضی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں) میں نے کہا کہ مولانا یہ کیا نیا طریقہ چل پڑا ہے؟ (حضرت

قاضی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے) فرمایا وہ (یعنی مولانا عبید اللہ انور) بھولے بھالے تھے فرمانے لگے ابا جان (یعنی حضرت مولانا احمد علی لاہوری رحمۃ اللہ علیہ) نے مجلس ذکر بند کردی تھی۔لیکن پھر میں نے کچھ علماء کے اصرار پر شروع کی۔''

☆......☆......☆

دیوبند کے جلسہ میں مظہری بہار

پروفیسر احمد عبدالرحمن صدیقی (نوشہرہ کینٹ) حضرت قائد اہل سنت رحمہ اللہ سے وابستہ اپنی یادوں کو یوں تازہ کرتے ہیں کہ دارالعلوم دیوبند کے صد سالہ جلسہ دستار بندی (غالباً ۱۹۸۰ء) میں اپنے خدام و عقیدت مندوں کے ساتھ جس شان کے ساتھ تشریف لے گئے اور اس تاریخی عظیم پنڈال میں اپنا مخصوص خیمہ لگوا کر اس پر ''خدام اہل سنت'' کے خوبصورت جھنڈے اور اشتہارات و پمفلٹوں سے ایک عجیب بہار پیدا کردی تھی۔اکنافِ عالم اور اطرافِ ہند سے آئے ہوئے لوگ اس انداز سے بہت متاثر ہوتے رہے اور اس جیتے جاگتے نمونۂ حضرت مدنی رحمۃ اللہ علیہ سے ملاقات کرکے ایسے خوش ہوتے کہ ان کے چہروں سے مسرت اور عقیدت ٹپکتی ہوئی نظر آتی تھی۔

استقامت وجلالت کے کوہسار

حضرت مولانا عبدالمعبود صاحب (راولپنڈی) اپنے ابتدائی تعلیمی دور میں موضع ''بھیں'' چکوال میں پڑھتے رہے،کئی کتابوں کے مصنف ہیں،اور اب بڑھاپے کی منزلیں طے کرتے ہوئے اب تک بھی قائد اہل سنت رحمہ اللہ سے اپنی نسبت کو فخریہ بیان کرتے ہیں،آپ کا کہنا ہے کہ مجسمۂ زہد وایثار، پیکر تقدس وتقویٰ،کوہِ استقامت وجلالت،منبع فضائل وکمالات،صبر ورضا اور توکل کی جیتی جاگتی تصویر،علم کا سمندر، عرفاں کا بحر عمیق، یادگارِ اسلاف،مجاہد ومجاہد ساز، عارف کامل، ناموس رسالت کے فدا کار،عظمت صحابہ رضی اللہ عنہم پر سوجان سے نثار،شیخ العرب والعجم مولانا سید حسین احمد مدنی برد اللہ مضجعہ کی مسند رشد وہدایت کے جلوہ نشیں،اور شیخ التفسیر،امام الاولیاء مولانا احمد علی لاہوری نور اللہ مرقدہ کی ریاضت و جفاکشی کا عکس جمیل،سیدی وسندی ومولائی امیر تحریک خدام اہل سنت وکیل صحابہ رضی اللہ عنہم مولانا قاضی مظہر حسین صاحب قدس سرہ کی ذات ستودہ صفات ان عظیم تاریخی اور نابغۂ روزگار شخصیات میں سے ایک تھی، جو قوموں کی تاریخ میں اہم رول ادا کرتی اور اپنے شاندار اور تابناک تاریخی کارناموں کے باعث تاریخ میں بلند مقام

پاتی ہیں، جنہیں قومیں اپنے لیے سرمایہ عز وافتخار سمجھتی اوران کے تعلق پر فخراورناز کرتی ہیں، اورجن کا کام اور نام تاریخ میں ہمیشہ روشن وتابندہ رہتا ہے۔

پستول والے حضرت جی رحمہ اللہ کی پہلی زیارت

مولانا مفتی سید عبدالقدوس ترمذی کہتے ہیں کہ مجھے وکیل صحابہ رضی اللہ عنہم حضرت مولانا قاضی مظہر حسین صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی پہلی مرتبہ زیارت شعبان المعظم ۱۳۹۴ھ مطابق ۱۹۷۴ء میں ہوئی۔ جامعہ حقانیہ کا سالانہ جلسہ ہر سال شعبان میں ہوتا تھا۔ ۱۳۹۴ھ کے جلسہ میں حضرت اقدس والد ماجد قدس سرہ نے حضرت رحمۃ اللہ علیہ کو بھی دعوت دی۔ چنانچہ آپ نے حسب پروگرام جلسہ میں شرکت فرمائی۔ جامع مسجد حقانیہ میں جمعۃ المبارک کے بعد آپ کا خطاب ہوا پھر آپ جامعہ میں تشریف لے آئے کھانا تناول فرمایا رجسٹر پر جامعہ کے لیے ایک مختصر تحریر لکھی اور واپس تشریف لے گئے۔ حضرت رحمۃ اللہ علیہ اگرچہ پہلے بھی ساہیوال تشریف لا چکے تھے لیکن احقر کو اس سے قبل زیارت کرنا یادنہیں۔ اس وقت آپ نہایت سادہ لباس میں ملبوس، سر پر رومال اورایک ہلکی سی چادر زیب تن کیے ہوئے تھے اور چہرہ خوبصورتی سے خوب چمک رہا تھا ڈاڑھی پر مہندی نمایاں تھی اور پستول بھی ہمراہ تھا حضرت رحمۃ اللہ علیہ کی اس پہلی زیارت کا نقش کم سنی کے باوجود دل پر کچھ ایسا قائم ہوا جو ہمیشہ یادرہے گا۔ اس کے بعد بارہا مختلف مقامات پر زیارت کی اور آپ کے مفصل بیانات سنے کئی بار آپ جامعہ حقانیہ کے سالانہ جلسہ پر ساہیوال بھی تشریف لائے۔ مدرسہ اشرف العلوم ہرنولی، مدرسہ فتحیہ سلانوالی اور چکوال میں بھی آپ کی مجلس اور بیانات سنے اور کئی مرتبہ بالمشافہ گفتگو کی سعادت بھی حاصل ہوئی اور کبھی کبھی خط وکتابت بھی ہوئی۔

قائد اہل سنت سے میرا تعلق اور بیعت

حضرت مولانا حافظ شاہ محمد صاحب دامت برکاتہم، مہتمم جامعہ قاسمیہ رحمن پورہ لاہور کا بنیادی تعلق قصبہ ڈھولر تحصیل تلہ گنگ ضلع چکوال سے ہے، آپ قائد اہل سنت رحمہ اللہ سے اپنے تعلق بیعت کے سلسلہ میں فرماتے ہیں کہ آج سے تقریباً چالیس سال قبل حضرت مولانا محمد الیاس صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے ذریعے جب کہ وہ کرشن نگر لاہور جامع مسجد کے خطیب اور امام تھے حضرت اقدس کے ساتھ تعلق کی ابتدا ہوئی۔ یہ طالب علمی کا زمانہ تھا اس کے بعد اس تعلق میں اضافہ ہوتا گیا۔ فراغت میں بیعت بھی ہوگئی۔ اس بیعت کا

کوئی ایسا اثر ہوا کہ تقاضا پیدا ہوا کہ اپنے قصبہ کے لوگوں کو دین حق سے روشناس کرایا جائے۔ قصبہ کے لوگ جہالت کی وجہ سے اور جاہلانہ پیر پرستی میں ایسے غلو کے اندر مبتلا تھے کہ وہ میری بات سننے کے لیے کسی قیمت پر تیار نہیں تھے۔ حضرت رحمۃ اللہ علیہ سے بات کی کہ حضرت اپنے گاؤں میں ایک تبلیغی اصلاحی مذہبی جلسہ کرنے کا خیال ہے آپ اور مولانا جہلمی تشریف لائیں تو انتہائی مہربانی ہوگی۔ حضرت نے منظور فرمایا۔ دوسال جلسہ کرنے کے بعد گاؤں والوں نے متفقہ فیصلہ یہ کیا کہ اگر اب یہ تیسرا جلسہ کرنا چاہتا ہے تو اس کو نہ کرنے دیں۔ چنانچہ اس قصبہ دھولر کے سرکردہ اور بااثر طبقہ جس میں بڑے بڑے زمیندار تھے اور سادات بھی تھے۔ ضلعی سطح پر اور تحصیل کی سطح پر متعلقہ حکام سے ملے کہ آئندہ کے لیے اس شخص کو جلسہ کی اجازت نہ دی جائے اگر جلسہ ہوا تو سخت فساد ہوگا اور خون ریزی ہوگی۔ احقر صورت حال سے پوری طرح واقف تھا۔ حضرت اقدس مولانا قاضی مظہر حسین صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے ملا: عرض کی حضرت میں جلسہ کو جاری نہیں رکھ سکتا۔ میں اعوان برادری کا ایک غریب فرد ہوں۔ اس قصبہ میں میری اپنی برادری چاہے میرا ساتھ دیتی ہے مگر عقیدے کے لحاظ سے وہ بھی میرے ساتھ نہیں۔ میں نہیں چاہتا کہ کوئی غلط کار قسم کا آدمی آپ کے یا حضرت جہلمی رحمۃ اللہ علیہ کے خلاف نازیبا زبان استعمال کرے اس لیے جلسہ کرنا آئندہ مشکل ہوگا۔ حضرت اقدس نے فرمایا کچھ بھی نہیں ہوگا پریشانی کی ضرورت نہیں۔

حضرت رحمۃ اللہ علیہ کے اس ارشاد پر میں خاموش ہوگیا۔ جلسہ ہمیشہ مارچ کے مہینے میں ہوتا ہے۔ جب جلسہ کے دن قریب آئے تو لاہور کے کچھ افسران سے تلہ گنگ حکام کے نام سے سفارشی خطوط لکھوائے۔ ایک رقعہ تحصیل دار کے نام پر تھا۔ چنانچہ وہ رقعہ پڑھ کر فوراً کھڑا ہوگیا۔ ہم دونوں اے۔ سی تلہ گنگ کو ملے۔ جلسہ کی اجازت کے لیے اس نے مجھے دیکھتے ہی کہا اس مولوی کو جلسہ کی اجازت نہیں۔ یہ ایسا ہے ویسا ہے۔ تحصیل دار نے زور لگایا احقر نے بھی کچھ باتیں کیں مگر وہ نہ مانا۔ اس کو قصبہ کے لوگوں نے ڈرایا تھا کہ فساد ہو جائے گا۔ ہم مایوس ہو کر واپس آئے۔ محکمہ زراعت کے ایک افسر تھے اس کے نام میرے پاس رقعہ تھا ان کو ملا تو انہوں نے اپنے دفتر میں چائے منگوا کر فرمایا کہ تم چائے پیو میں اے، سی کو جا کر ملتا ہوں۔ اس کے جانے کے بعد رب کے دروازے کو پکڑا اور عرض کی میں عاجز ہوں آپ قادر ہیں میں امتحان کے قابل نہیں ہوں کمزور ہوں۔ اے اللہ تو مدد فرما۔ تھوڑی دیر گزری تھی کہ وہ افسر تشریف لائے اور کہا اس نے تحریری اجازت نہیں دی زبانی اجازت دے دی۔ اس شرط پر کہ فساد نہ ہو۔ یہ تیسرا جلسہ بھی الحمدللہ خیر و عافیت کے ساتھ انجام پذیر ہوگیا۔ یہ محض حضرت کی کرامت تھی ورنہ حالات انتہائی ناسازگار تھے۔ اس کے بعد حضرت اقدس نے حکم دیا کہ اپنی مسجد علیحدہ بناؤ۔ چنانچہ ہم نے اس حکم کی تعمیل

کی اب وہ مسجد "مدنی مسجد" کے نام پر بالکل تیار ہے۔ مسجد کے ساتھ ہی ملحقہ زمین بھی خرید لی جس پر مدرسۃ البنات اب موجود ہے جس کے اندر لڑکیوں کو تعلیم دی جاتی ہے۔ اب قصبہ والے ہمارا ساتھ بھی دیتے ہیں اور پریشانیاں میرے رب نے دور فرمادیں ہیں۔ فللہ الحمد۔

قائد اہل سنت رحمہ اللہ کا مضبوط مسلک

مولانا حافظ مہر محمد میانوالوی رحمہ اللہ نے تردید رفض و بدعت پر بہت موثر کام کیا ہے ان کی اس عنوان پر درجنوں کتابیں بار بار چھپ چکی ہیں، قائد اہل سنت کے متعلق ان کا کہنا ہے کہ حضرت قاضی صاحب رحمۃ اللہ علیہ سلف صالحین اہل سنت و جماعت اور اکابر علماء دیو بند حضراتِ نانوتوی، گنگوہی، کشمیری، تھانوی، سہارنپوری، عثمانی، مدنی، لکھنوی، دیو بندی، دہلوی رحمہم اللہ کے "المہند علی المفند" میں مذکور مسلک پر سختی سے کاربند تھے۔ اپنے معتقدین اور مریدین کو یہی بتاتے تھے۔ عقیدہ توحید ایسا صاف تھا کہ غیر اللہ کے نام پر نذر و نیاز، سوز و پکار، قبر والوں سے استمداد، فقہاء احناف کے مطابق بالکل نہ تھا "یا اللہ مدد" کا نعرہ ہی حق کا شعار تھا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت اور اتباع سنت پر کاربند تھے۔ مہندی سے داڑھی سرخ رہتی تھی۔ بدعت سے مریدین کو بچاتے تھے۔ خلفاء راشدین رضی اللہ عنہم سے محبت و عقیدت کا اور عام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی عدالت کا وہ معیار حق اپنایا کہ "حق چار یار" کے نعرہ سے ایک دنیا کو جگمگا دیا۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہ پر تنقید کے سخت مخالف تھے۔ اس لیے کتاب خلافت وملوکیت اور جماعت اسلامی سے بیزار رہے۔ رد رفض و تشیع تو آپ کی گھٹی میں تھا۔ یہی چیز آپ کو اپنے پیر و استاذ شیخ الاسلام مولانا حضرت سید حسین احمد مدنی رحمۃ اللہ علیہ سے ورثہ خلافت میں ملی تھی۔ امہات مومنین، اہل بیت نبوت، ازواج مطہرات، بنات طاہرات، خوشبوئے نبوت نوجوانان جنت کے سردار حسنین کریمین رضی اللہ عنہم سے بے حد محبت تھی اسی لیے یزیدی ٹولہ سے سخت متنفر تھے۔ روضہ اقدس میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات برزخی مانند دنیوی اور سماع وسلام کے پوری امت کے اکابر کی طرح قائل تھے، غیر مقلدوں کی طرح اس کے منکرین مماتیوں سے بھی کبید خاطر رہتے تھے۔ قرآن کی تشریح و تفسیر اپنی مرضی اور خود ساختہ نظریہ کے مطابق اسلاف امت کے خلاف کرنا بدترین جرم اور تحریف قرآنی جانتے تھے۔ دلکش اور جاذب نظر عنوانات کی آڑ میں ایسے نئے مفسرین سے عمر بھر نبرد آزما رہے۔ آپ اسے قوت ایمانی اور مذہب پر پختگی کہیں یا حالات حاضرہ کے خلاف تشدد اور سختی سے تعبیر کریں، آپ نے جمعیۃ علماء اسلام اور مروجہ سیاست سے ہٹ کر

اپنی نئی جماعت "تحریک خدام اہل سنت" مذہبی بنیادوں پر قائم کی جو پورے ملک میں قائم ہے۔قریہ قریہ جلسے ہوتے ہیں۔مگر آبائی قصبہ بھیں اور جہلم شہر میں دو مرکزی جلسے ایسے ہوتے ہیں کہ پورے ملک کے نمائندے آتے ہیں۔راقم ۲۸ سال سے ان جلسوں میں آتا اور درس وتقریر کی سعادت پاتا رہا ہے۔ اہل سنت علماء دیو بند کے عقائد میں پختگی، بہترین نظم ونسق اور امن وسکون کی نعمت عظمیٰ اپنی مثال آپ نصیب ہوتی ہے۔

درمیان میں یا آخر میں حضرت قاضی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا گھنٹوں میٹھا درس وخطاب ہزاروں کے مجمع کو ایمان ویقین سے کرتا رہتا تھا......تبلیغ دین اور اصلاح عقائد کا جذبہ آپ میں ایسے کوٹ کوٹ کر بھرا ہوا تھا کہ پیرانہ سالی،ضعف بدن اور امراض کے باوجود مطالعہ میں مصروف ومگن ہیں۔مضامین اور تصانیف لکھ رہے ہیں چھوٹے بڑے دیہاتوں اور جلسوں میں شرکت فرما رہے ہیں،عقیدت مندوں سے بیعت لے رہے ہیں۔ذکر وعمل کی ہدایات دوستوں کو دے رہے ہیں۔**اذکر واللہ علی کل حال** (ہر وقت اللہ کو یاد کرو) کی عملی تصویر خود کو اور مریدوں کو بنایا ہوا ہے۔

میراثِ اسلاف کے امین تھے

مولانا ملک طاہر محمود اطہر (لاہور) کہتے ہیں کہ وہ درویش خدا مست بوریہ نشین، میراث اسلاف کے امین، یادگار تابعین، سالار قافلہ دین متین جب چلے شان قلندرانہ سے چلے۔انداز مومنانہ سے جن کی راتیں زاہدانہ اور دن مجاہدانہ تھے۔تحفظ مسلک میں یکتائے زمانہ اور استقامت میں جرأت رندانہ کے مالک تھے۔ایسے لوگ صدیوں بعد رزم گاہ دنیا میں جلوہ گر ہوتے ہیں۔علم وحکمت،بصیرت ودانائی، زہد وتوکل،قناعت وایثار اور خلافت دین کے بے شمار انمٹ نقوش چھوڑ کر پردہ عدم میں مشہور ہوجاتے ہیں۔وہ صورت خورشید جیتے ہیں اور مثل قمر روپوش ہوجاتے ہیں۔

قائد اہل سنت نے فرمایا، یہ خاک بزرگی ہے؟

مولانا سید عصمت شاہ صاحب کاظمی اپنا چشم دید ایک واقعہ یوں پیش کرتے ہیں کہ غالباً ۱۹۶۶ء کی بات ہے مولانا دوست محمد قریشی رحمہ اللہ کے ہاں رجب کی چھٹیوں کے بعد تبلیغی کورس تھا میں بھی وہاں چلا گیا۔مولانا سید نور الحسن شاہ صاحب بخاری، مولانا محمد نافع مدظلہ، علامہ خالد محمود مدظلہ، بلخصوص حضرت

مناظر اسلام مولانا عبدالستار تونسوی زید مجدہٗ نے مختلف اوقات میں طلبہ کو مناظرہ پڑھانا تھا۔ انہیں دنوں حضرت نے جامعہ رشیدیہ بھکر کے سالانہ جلسہ میں حافظ ممتاز صاحب کے ہاں بیان فرمانا تھا ایک صاحب جو حضرت کے واقف کار عقیدت مند تھے انہوں نے علامہ قریشی سے عرض کیا کہ مولانا قاضی مظہر حسین صاحب ملتان سائیڈ سے تشریف لا رہے ہیں۔ ظہر کے بعد جامعہ رشیدیہ میں حضرت کا خطاب ہے اگر آپ فرمائیں تو انہیں صبح دس بجے ٹرین سے لے لیا جائے اور ایک گھنٹہ وہ بھی طلبہ کو خطاب فرمالیں۔ حضرت قریشی صاحب نے فرمایا کہ ان کو راضی کرلو اس میں ہماری خوشی ہے۔ اُس دن صبح چند طلبہ کو لے کر ہم ریلوے اسٹیشن پر جا دھمکے۔ گاڑی سے حضرت قاضی صاحب اترے ساتھ ایک معمر بزرگ اور بھی تھے اترتے ہی پوچھا بھکر پہنچانے کا آپ کے پاس کیا بندوبست ہے؟ ہم نے عرض کیا کہ حضرت ہم نے گارڈ اور اسٹیشن ماسٹر سے بات کرلی ہے جب تک آپ نہیں آئیں گے وہ گاڑی روکے رکھیں گے۔ حضرت کا چہرہ مبارک سرخ ہوگیا اور فرمایا کہ میری وجہ سے وہ عوام جو سینکڑوں کی تعداد میں مسافر ہیں ان کے سامنے گاڑی خراب ہونے کا بہانہ بنا کر جھوٹ بولیں گے اور مسافروں کو اذیت ہوگی۔ سب ساتھی ڈانٹ پی کر بولنے کی جرأت نہ کرسکے اب حضرت نے گاڑی کے عملہ سے بات کی اور گاڑی چلانے کو کہا گارڈ صاحب کہنے لگے مولوی صاحب آپ اگر ان کے بزرگ ہیں تو ہمارے بھی بزرگ ہیں کیا حرج ہے؟ حضرت نے گارڈ سے کہا آپ مجھ پر رحم کریں اتنے لوگوں کو میری وجہ سے پریشان ہونا پڑے یہ خاک بزرگی ہے؟ گاڑی چلائیں اور اپنے سابقہ گناہوں سے توبہ کریں اب بات مکمل ہوچکی تھی عوام کا ہجوم حضرت کی باتوں پر آفرین آفرین کہہ رہا تھا عملہ نے گاڑی چلانے میں ہی عافیت جانی پلیٹ فارم پر کھڑے کتنے لوگ متاثر ہوئے ہوں گے اور پھر حضرت نے واشگاف الفاظ میں سب لوگوں سے معافی مانگی اور جن احباب سے قصور ہوا تھا ان کے متعلق بھی لوگوں سے کہا کہ انہوں نے یہ غلطی کی ہے جو دس منٹ ان کی حرکت سے آپ کو تکلیف ہوئی ہے ان کی طرف سے بھی معافی مانگتا ہوں۔ حضرت قاضی صاحب اپنے رفیق سمیت گاڑی پر سوار ہوئے۔ گاڑی چلی گئی ناکام داعی جب مدرسہ میں حضرت قریشی کے پاس پہنچے تو حضرت قریشی بھی ان پر برس پڑے کہ تم نے مجھے بتا دیا ہوتا کہ تم بندوبست نہیں کرسکتے تو میں بندوبست کرلیتا اور حضرت ٹائم پر پہنچ بھی جاتے اور طلبہ محروم بھی نہ رہتے غرضیکہ خوب ڈانٹا تمام احباب شرمسار تھے اس لیے ندامت سے کچھ نہ بولے حضرت قریشی نے فرمایا کہ اللہ والوں کی یہی شان ہوا کرتی ہے ہمارے اکابر ایسے ہی تھے پھر کئی واقعات سنا ڈالے۔

☆......☆......☆

اُن کا بندہ مر گیا اور تم کرامتیں ظاہر کرتے پھر رہے ہو؟

قائد اہل سنت کی بے نفسی کا ایک واقعہ

مولانا عصمت شاہ صاحب ہی کا بیان کردہ واقعہ ہے کہ مولانا محمد شریف بہاولپوری نے مجھے یہ واقعہ سنایا تھا کہ ہم ایک دفعہ چکوال سے ملحق ایک دیہات میں تبلیغی جلسہ کے لیے گئے جو ضلع راولپنڈی میں پڑتا تھا۔ گاؤں کے ایک سردار صاحب جو کسی غالی پیر کے اسیر زلف تھے انہوں نے ہمیں مسجد میں جلسہ کرنے سے روک دیا ہمارے ساتھی کمزور تھے مقابلہ نہ کر سکتے تھے حضرت قاضی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے ایک بیٹھک میں مجلس جمالی چند احباب کو دینی باتیں بتانی شروع کر دیں کچھ دیر گزری باہر رونے چیخنے کی آوازیں سنائی دیں شور وغوغہ تھا پتہ چلا کہ جو صاحب جلسہ میں رکاوٹ بنے ہیں اچانک چھت سے گر کر فوت ہو گئے ہیں حضرت نے انا للہ وَاِنَّا اِلیہ راجِعُوْن پڑھا افسوس کرنے لگے۔ ایک منچلے کے منہ سے نکلا کہ ہمارے حضرت جی کی کرامت ظاہر ہوگئی۔ حضرت نے بھی سن لیا ڈانٹ کر فرمایا کہ ان کا آدمی فوت ہو گیا اور تم کرامتیں ظاہر کرتے پھر رہے ہو؟ اور پھر ان کے گھر بھی تشریف لے گئے جس کا جلسہ سے بھی زیادہ فائدہ ہوا۔

حضرت درخواستی رحمہ اللہ کی بے ادبی کرنے پر قائد اہل سنت رحمہ اللہ کا احتجاج، ایک سبق آموز واقعہ

مولانا عصمت شاہ صاحب ہی بتاتے ہیں کہ ہرنولی ضلع میاں والی میں ایک جلسہ ہو رہا تھا خطیب اپنی خطابت میں مسحور تھے اور کسی قدر مغرور بھی تھے کسی نے از راہِ شرارت جلسہ میں کھڑے ہو کر پوچھ لیا کہ حضرت درخواستی کی آپ سند دکھائیں، خطیب موصوف نے جو جواب لا جواب دیا وہ توانہیں کا حصہ تھا اللہ معاف فرمائے۔ خیر جو ہوا اسے اخبار میں نہ آنا چاہیے تھا حضرت مولانا محمد عبداللہ درخواستی نور اللہ مرقدہ ہزاروں احادیث کے حافظ تھے سب اہل حق کے مخدوم تھے اور صاحب نسبت بھی تھے کاغذی سند شاید نہ ہوگی یہ کیا کم ہے کہ وہ ہزاروں علماء کے تفسیر میں، سینکڑوں کے حدیث میں اور دیگر کتب میں استاذ تھے۔ بیسیوں کو انہوں نے بیعت طریقت وارشاد سے مشرف فرمایا۔ ہمارا رسالہ ''الجمعیت'' راولپنڈی

سے نکلتا تھا میں نے کبھی ''الجمعیت'' کا دفتر بھی نہ دیکھا تھا البتہ رسالہ پڑھتا تھا الجمعیت کے ایک کونہ میں یہ قابل مذمت خبر ایک گول دائرہ میں چھپ گئی بہتوں نے پڑھی ہوگی نہ جانے کیا تاثر لیا ہوگا[1]۔ لیکن وہ خبر حضرت قاضی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے بھی پڑھی میں ان دنوں میں تعلیم سے فارغ ہو کر چک نمبر ۲۹ بوٹے والا ضلع فیصل آباد میں خطیب تھا۔ مولانا ہزاروی رحمۃ اللہ علیہ سے رابطہ رہتا تھا مولانا نے تاندلہ منڈی آنا تھا میرے پاس اشتہار پہنچا تو میں بھی جلسہ میں چلا گیا مولانا نے سلام کے جواب کے بعد جو پہلی بات پوچھی وہ یہ تھی کہ بھائی فلاں پرچہ کے فلاں حصہ میں یہ خبر تم نے پڑھی ہے؟ میں نے عرض کیا کہ ہاں حضرت خبر تو ہے۔ جیب میں ہاتھ ڈالا تو ایک خط جو قائد اہل سنت نے مولانا ہزاروی رحمۃ اللہ علیہ کے نام لکھا تھا وہ نکالا اور مجھے کہا پڑھو۔ افسوس وہ خط لے کر فوٹو نہ کرا سکا۔

جس کا مختصر خلاصہ جو آج تک ذہن میں ہے وہ یہ تھا کہ جناب عالی آپ ایک عرصہ تک حضرت درخواستی مدظلہ کے زیر امارت جمعیت میں کام کر چکے ہیں کیا رائے کے اختلاف نے ہمیں اتنا دور کر دیا ہے کہ ہم اپنوں کی یوں پگڑیاں اچھالیں؟ کیا آئندہ نسلوں کے لیے یہ تحریر بڑوں کی بدتمیزی و بے ہودگی کا سبق نہیں دے گی؟ کیا الجمعیت وقتی ضرورت ہے کہ آئندہ نسلیں اس کی فائلوں سے تاریخ مرتب نہیں کریں گی؟ وغیرہ۔ غرض مولانا ہزاروی نے یقیناً ایڈیٹر کو بھی ڈانٹا ہوگا لیکن اس وقت جو جملے فرمائے مجھے اسی طرح یاد ہیں فرمانے لگے بھائی اللہ تعالیٰ کا لاکھ لاکھ شکر ہے کہ ہمیں بھی کوئی پوچھنے والا ہے۔ اللہ قاضی صاحب کو جزائے خیر دے۔ یہ سب جانتے ہیں کہ مولانا ہزاروی عمر میں حضرت قاضی صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے بڑے تھے۔ لیکن اس خط سے پتہ چلتا ہے کہ کوئی بڑا اپنے چھوٹے کو غصہ کر رہا ہے وقت گزر گیا میں خود

[1] اس واقعہ کی تفصیل یہ ہے کہ جب جمعیت علماء اسلام دو حصوں میں بٹ گئی تھی تو مولانا محمد عبداللہ درخواستی رحمہ اللہ، مولانا مفتی محمودؒ کے ساتھ تھے۔ ہمارے ہاں کا یہ مستقل المیہ ہے کہ جب بڑوں میں اختلاف ہوتا ہے تو چھوٹے اپنے اپنے ممدوح کی عقیدت میں اپنے مخالف فریق کے متعلق ہر حد عبور کر کے کردار کشی کرتے ہیں۔ ہرنولی ضلع میانوالی کے جلسہ میں جو خطیب صاحب تقریر کر رہے تھے وہ مولانا قاری محمد حنیف ملتانی رحمہ اللہ تھے جو مترنم خطابت میں اپنے انداز کے خود موجد تھے انہوں نے دوران خطاب حضرت درخواستیؒ کی حمایت اور مولانا غلام غوث ہزاروی رحمہ اللہ کے برخلاف کوئی بات کہی جس پر مجمع میں سے ایک شخص نے کھڑے ہو کر سوال کیا کہ لوگ ہمیں کہتے ہیں کہ مولانا درخواستی کی سند فراغت اور ثبوتِ خلافت دکھاؤ؟ تو قاری صاحب نے راجپوتی لہجہ میں جواب دیا ''تم دھوتی اٹھا دیتے''۔ اگلا ظلم یہ ہوا کہ اخبار ''الجمعیت'' کے سرورق پر یہ واقعہ مع الفاظِ ناشائستہ درج کر دیا گیا جس پر قائد اہل سنت نے احتجاج کیا تھا۔ سلفی

۷۰، سال کے پیٹے میں ہوں حضرت قائد اہل سنت رحمۃ اللہ علیہ دونوں طرف کی نجی کمزوریاں نوٹ فرماتے اور بوقت ضرورت اپنوں کو اپنا سمجھ کر آگاہ بھی فرماتے۔ مولانا ہزاروی رحمۃ اللہ علیہ ان دنوں بہت کمزور تھے رو پڑے اور کہنے لگے نہ جانے ہمیں کیا ہو گیا ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ جب بھی بگاڑ پیدا ہوا چھوٹوں اور لوٹوں کی بدولت پیدا ہوا۔

قائد اہل سنت سے حُسنِ عقیدت

مولانا محمد فیاض خان سواتی (مہتمم مدرسہ نصرت العلوم گوجرانوالہ) فرماتے ہیں کہ حضرت قاضی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ ہماری حسن عقیدت کی دیگر بہت سی وجوہات میں سے کچھ یہ ہیں کہ وہ اور والد محترم مدظلہ دونوں دارالعلوم دیوبند کے فاضل ہیں، شیخ الاسلام حضرت مولانا سید حسین احمد مدنی رحمۃ اللہ علیہ کے شاگرد ہیں، دونوں شیخ الاسلام حضرت مدنی رحمۃ اللہ علیہ ہی کے مرید ہیں، دونوں کو حکیم الامت حضرت مولانا محمد اشرف علی تھانوی رحمۃ اللہ علیہ سے شرف ملاقات حاصل ہے، حق گوئی اور عزیمت میں دونوں کا مزاج قدرے یکساں ہے۔ یہی وجہ ہے کہ دونوں پر دہشت گردی اور اشتہاری مجرم جیسے سنگین الزامات لگتے رہے۔ حق گوئی کی پاداش میں مقدمات بنتے رہے جن کی وجہ سے قید و بند کی مشکلات سے بھی دوچار ہوتے رہے ہیں۔

☆......☆......☆

قائد اہل سنت رحمہ اللہ اظہارِ حق وحقیقت میں جرأت مند تھے

مولانا مفتی غلام الرحمن (مہتمم جامعہ عثمانیہ پشاور، چیئرمین نفاذِ شریعت کونسل، سرحد) نے بجا فرمایا ہے کہ آپ نے حضرت مدنی رحمۃ اللہ علیہ سے دیوبندیت کا جو تاثر لیا۔ وہ مصلحتوں اور سیاسی افق پر چھانے والی موسمی تبدیلیوں سے کبھی ابر آلود نہیں رہا۔ بلکہ ہر موقعہ پر ''بنیان مرصوص'' ثابت ہوئے۔ آپ نے مذہبی نظریات کو فروغ دینے کے لیے عملی طور پر ''خدام اہل سنت'' کا پلیٹ فارم استعمال کیا۔ جس کی ترجمانی ماہنامہ حق چار یار رضی اللہ عنہم کرتا رہا۔ صحابہ رضی اللہ عنہم سے عقیدت ومحبت آپ نے زندگی کا ہدف رکھا۔ باطل افکار و نظریات کی تردید کے لیے آپ ہمیشہ سیف بے نیام رہے۔ حق پرستی اور حق گوئی تو آپ کی پہچان تھی۔ اگر کسی میں حق مسلک کے خلاف کوئی ادنیٰ حرکت دیکھی۔ تو برداشت نہیں کی۔ تعلقات کو بالائے طاق رکھ کر اس کی خوب خبر گیری کی۔ چنانچہ بعض حضرات سے گہرے تعلق اور قلبی محبت کے باوجود بدعات کے حوالہ سے جب نرم گوشہ محسوس کیا۔ تو ''حق چار یار رضی اللہ عنہم'' کا پرچہ مہینوں تک اس مسئلہ پر طوفان برپا کرتا

رہا۔ ایسا ہی سیاسی مصلحتوں کے حوالہ سے جب مدتوں کے رقیب ایک دوسرے سے کندھے ملا کر سٹیج پر بیٹھ گئے یا ہاتھوں میں ہاتھ ڈال کر اتفاق واتحاد کا مصنوعی لبادہ اوڑھ رہے تھے۔ تو آپ نے امت کو پس پردہ عوامل اور محرکات سے پردہ اٹھاتے ہوئے رہبری ورہنمائی کا فریضہ سرانجام دیا۔ آپ کے موقف ونظریہ سے سو فیصد متفق ہونا تلامذہ، حلقہ محبین اور مریدین کا شیوہ رہا ہے۔ ورنہ دوسرے علماء اور دانشور اختلاف کا حق محفوظ رکھتے ہیں۔ یعنی یہ ضروری نہیں کہ آپ کا موقف تمام امت کے لیے حرف آخر ہو۔ لیکن با ایں ہمہ یہ نا قابل انکار حقیقت ہے کہ آپ کو اپنے موقف سے ہٹانا یا کسی دوسرے سے متاثر ہو کر اپنے موقف میں نرم گوشہ اختیار کرنے کا باب آپ کی کتاب میں نہیں پایا جاتا۔ ایسا ہی اپنے موقف منوانے میں انداز استدلال، قوت بیان اور علمی ذوق سے کسی کو انکار کی گنجائش نہیں۔ ورنہ ماہ نامہ ''حق چار یار'' کا پرچہ اٹھا کر دیکھیں کہ ایک ایک بات پر آپ رحمۃ اللہ علیہ چالیس سے زیادہ قسطوں میں جواب دیتے رہے۔ پھر جواب در جواب کا سلسلہ لامتناہی رہتا۔

ایمانِ ابوطالب کے عنوان پر سخت جملے استعمال کرنے سے روک دیا

ابن علامہ سید احمد شاہ چوکیروی رحمہ اللہ، مولانا سید محمد قاسم شاہ رحمہ اللہ کا بیان ہے کہ حضرت تقریر سن کر مبلغین کی بھی اصلاح فرماتے۔ ایک مرتبہ ادھوال سنی کانفرنس تھی حضرت بھی تشریف لے گئے بیٹھک مسجد کے قریب تھی۔ مولانا خدایار صاحب مرحوم نے بیان میں ابوطالب کے ایمان نہ لانے پر کافی دیر تقریر فرمائی۔ ایک شیعہ کی پرچی کا جواب دے رہے تھے۔ جلسہ ختم ہو گیا۔ جب ہم گاڑی میں بیٹھے تو حضرت اقدس فرنٹ سیٹ پر تشریف فرما ہوئے۔ راستے میں احقر کی طرف نگاہ فرما کر ارشاد فرمایا۔ شاہ صاحب! آج آپ نے ابوطالب کے ایمان پر سخت جملوں سے تقریر فرمائی ہے۔ احقر نے عرض کیا حضرت تقریر میں نے نہیں کی بلکہ مولوی خدایار صاحب نے فرمائی ہے آپ ناراض ہوئے اور ہم سب مبلغین کی اصلاح فرمائی۔

مولانا عبید اللہ انور رحمہ اللہ نے فرمایا، قاضی مظہر حسین رحمہ اللہ کا دامن کبھی نہ چھوڑنا

مولانا سید محمد قاسم شاہ رحمہ اللہ مزید کہتے ہیں کہ ایک مرتبہ احقر کو مولانا عبد المجید ندیم شاہ صاحب نے (اس وقت شاہ صاحب تنظیم اہل سنت سے الگ ہو گئے تھے) کہا کہ قاسم شاہ صاحب آپ ہمارے

ساتھ جماعت حقوق اہل سنت میں آ جائیں۔آپ بڑے باپ کے بیٹے ہیں ہمیں آپ کی ضرورت ہے۔ ہم آپ کو اندرون و بیرون ملک لے جا کر متعارف کرائیں گے۔خدام اہل سنت ایک گم نام جماعت ہے۔قاضی صاحب کو چھوڑ دو۔میں نے کہا کہ میں اپنے پیر و مرشد مولانا عبید اللہ انور صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے عرض کر کے بتاؤں گا۔احقر لاہور حضرت کے پاس چلا گیا جمعرات مجلس ذکر میں حاضر ہوا فرمایا! شاہ صاحب چھوٹی مسجد میں سو جاؤ میں جگاؤں گا، ایک بجے رات حضرت مولانا عبید اللہ انور صاحب نے احقر کو جگایا اور نصیحت فرمائی اور فرمایا حضرت مولانا قاضی مظہر حسین صاحب چکوال والے ہم پر بھی تنقید کرتے رہے ہیں جوان کا حق ہے۔ہم چھوٹے ہیں وہ بڑے ہیں لیکن آپ زندگی بھر قاضی صاحب کا دامن نہ چھوڑنا۔احقر اپنے پیر و مرشد کے حکم پر عمل پیرا ہے۔اللہ کرے حضرت اقدس کے دیے ہوئے مشورے پر زندگی بھر عمل کرنے کی توفیق ہو۔

حضرت امام لاہوری رحمہ اللہ کی قائد اہل سنت پر شفقت

سید شمشاد حسین شاہ صاحب مرحوم جو کہ ۱۹۵۹ء سے قائد اہل سنت رحمہ اللہ کی محبت و عقیدت کے جام پیتے آ رہے تھے، نے انکشاف کیا ہے کہ شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی لاہوری رحمۃ اللہ علیہ بھی حضرت قاضی صاحب رحمۃ اللہ علیہ پر بے انتہا اعتماد فرماتے تھے۔اور حضرت لاہوری رحمۃ اللہ علیہ کے انتقال کے بعد جمعیت علماء اسلام کے لیے نئے امیر کا انتخاب ہونا تھا۔اس لیے ملک بھر سے جمعیت سے متعلقہ علمائے کرام شیرانوالہ کی جامع مسجد میں مدعو تھے۔اُس موقعہ پر وقفہ کے دوران علمائے کرام کی رہائش کے لیے قریبی مکانات اور احباب کی کوٹھیوں میں اہتمام کیا گیا تھا۔جب کہ حضرت قاضی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو حضرت لاہوری رحمۃ اللہ علیہ کے حجرہ میں اسی چارپائی پر آرام کرایا گیا تھا جس پر خود حضرت لاہوری رحمۃ اللہ علیہ لیٹتے تھے۔حتیٰ کہ چارپائی پر چٹائی بھی وہی بچھی ہوئی تھی جسے حضرت لاہوری رحمۃ اللہ علیہ استعمال کیا کرتے تھے۔

حق چار یار رضی اللہ عنہم کا نعرہ جھنگ میں گونج گیا

مولانا سید مصدوق حسین شاہ، شہید ناموس صحابہ رضی اللہ عنہم حضرت مولانا سید محمد صادق شاہ رحمہ اللہ (جھنگ) کے صاحبزادہ ہیں، شاہ صاحب کو ستمبر ۱۹۹۱ء میں جھنگ میں شہید کر دیا گیا تھا، یہ تاریخی حقیقت ہے کہ مولانا حق نواز صاحب جھنگوی شہید رحمہ اللہ کو دفاعِ ناموس صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی جانب متوجہ

کرنے والے مولانا سید صادق حسین شاہ رحمہ اللہ تھے جو قائد اہل سنت حضرت مولانا قاضی مظہر حسین کے فیض یافتہ اور مخلص عقید تمند تھے۔ نیز شاہ صاحب رحمہ اللہ بنیادی طور پر تحصیل تلہ گنگ (چکوال) کے رہنے والے تھے، مولانا سید مصدوق حسین اپنے والد گرامی اور قائد اہل سنت کے حوالہ سے کہتے ہیں کہ حضرت والد صاحب نے عمر بھر حضرت قاضی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی تائید وحمایت کی چنانچہ جھنگ میں حق چار یار رضی اللہ عنہم کا نعرہ عام کیا۔ اپنی مساجد کے نام حق چار یار اور خلفائے راشدین رکھ کر قیامت تک کے لیے اپنی عقیدت اور محبت کو رجسٹرڈ کرا گئے۔ اسی طرح ان شاء اللہ تعالیٰ ہم بھی انہیں حضرات کے نقش قدم پر چلتے ہوئے حضرت صاحبزادہ اور جانشین قاضی محمد ظہور الحسین صاحب کی ہر حق بات کی تائید و حمایت کرتے رہیں گے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو اہل حق کے ساتھ رکھے۔

☆......☆......☆

قائد اہل سنت رحمہ اللہ کا جذبۂ دعوت وتبلیغ

مولانا حافظ محمد مسعود صاحب مقیم مدینۃ المنورہ فرماتے ہیں کہ بڑے بھائی صاحب (حضرت مولانا حکیم حافظ محمد طیب صاحب رحمۃ اللہ علیہ) نے کئی بار یہ واقعہ سنایا کہ ایک دفعہ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ علاقہ میں تبلیغی دورہ میں میں بھی ساتھ تھا۔ اس وقت آج کل کی طرح سہولتیں نہ تھیں پیدل سفر ہوتا تھا۔ حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے کاندھے پر سپیکر بھی اٹھایا ہوا تھا اور پیدل چل رہے تھے۔ بھائی صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں پیچھے رہ گیا۔ حضرت آگے آگے چل رہے تھے۔ فاصلہ کافی ہوگیا۔ حضرت رحمۃ اللہ علیہ آگے پہنچ کر کھڑے ہوگئے۔ جب میں پہنچا تو حضرت نے بڑے عجیب انداز میں فرمایا۔ حافظ صاحب! حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ امت جو دیہاتوں میں پڑی ہوئی ہے کل قیامت کے دن سوال نہ کرے گی کہ ہمیں کوئی دین سنانے کے لیے آیا ہی نہ تھا؟ بھائی صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے کہ حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے یہ بات کچھ اس انداز سے فرمائی کہ مجھے پسینہ آ گیا۔ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کی ساری زندگی دین کی تبلیغ میں گزری۔ حق بات کہنا اور حق کے لیے لڑنا آپ کا خاص امتیاز تھا۔ اس بارے میں کسی قسم کی مداہنت کا وہ کبھی شکار نہیں ہوئے۔ نہ وقت کی مصلحتوں نے ان کو اظہار حق سے روکا۔

☆......☆......☆

قائد اہل سنت نے مجھے فتنے سے بچالیا

مولانا محمد یعقوب الحسینی رحمہ اللہ (ہرنولی ضلع میانوالی) کم وبیش ۴۳ سال قائد اہل سنت رحمہ اللہ کے

دامنِ فیض سے وابستہ رہے۔ اُن کا کہنا ہے کہ ۱۹۶۶ء میں جب یہ عاجز ناکارہ چکوال امتحان دے کر فارغ ہوا تو راولپنڈی مولانا غلام اللہ خان کے پاس دورہ تفسیر کی اجازت طلب کی۔ کیونکہ طلبہ میں راولپنڈی کی تفسیر کا بڑا چرچا تھا لیکن حضرت نور اللہ مرقدہ نے منع فرما دیا اور شیخ الحدیث والتفسیر حضرت درخواستی نور اللہ مرقدہ کے پاس جانے کا فرمایا۔ ساتھ ساتھ سفارش نامہ بھی لکھا۔ یہ عاجز ناکارہ مخزن العلوم پہنچا اور سفارش نامہ دکھلایا، حضرت درخواستی نور اللہ مرقدہ نے فوراً داخل کر لیا اور شفقت فرمائی کیونکہ جہلم و چکوال سے جو طلبہ دورہ تفسیر کے لیے جاتے تو حضرت درخواستی ان سے بڑی محبت فرماتے تھے۔ یہ صرف حضرت جہلمی نور اللہ مرقدہ اور حضرت قاضی صاحب نور اللہ مرقدہ سے تسلی کی بنا پر تھا اور یہ دونوں حضرات بھی حضرت درخواستی نور اللہ مرقدہ سے بڑی محبت و احترام کرتے تھے۔ اس طریقہ سے حضرت قاضی صاحب نور اللہ مرقدہ نے مجھے ایک فتنہ سے بچا لیا۔

☆......☆......☆

قائد اہل سنت نے سگے باپ سے بڑھ کر مجھے پیار دیا

مولانا محمد الیاس گھمن کا ابتدائی دور مختلف جہادی تحریکوں میں گزرا ہے نیز ۱۹۹۶ء میں سرگودھا کے مشہور مقدمۂ قتل میں بھی ملوث رہے جس میں کمشنر سرگودھا تجمل عباس قتل کر دیئے گئے تھے۔ گھمن صاحب کہتے ہیں کہ ۱۹۹۶ء میں جب مجھے کمشنر سرگودھا، تجمل عباس کے جھوٹے مقدمہ قتل میں ملوث کیا گیا تو حضرت رحمۃ اللہ علیہ ہی تھے جو آگے آئے اور مجھ پر اتنی شفقت فرمائی کہ شاید کوئی سگا باپ بھی نہ کر سکے۔ میرا ایمان ہے کہ اس کیس سے (بظاہر عالم اسباب میں ناممکن) باعزت رہائی میں میرے مالک کریم کے لطف و کرم کے ساتھ ساتھ حضرت قاضی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی مربیانہ توجہات اور پدرانہ بے لوث کاوشوں اور آپ رحمۃ اللہ علیہ کے نالۂ ہائے نیم شب کا بھی دخل ہے۔

یہاں پر ملحوظ رہے کہ اس کیس میں میری نامزدگی، گرفتاری اور بعد ازاں رہائی تک حضرت رحمۃ اللہ علیہ سے بالمشافہ یا ٹیلی فونک ملاقات تک نہ تھی۔ صرف غائبانہ تعارف تھا۔ دوم یہ کہ ہر چند میرا کبھی بھی سپاہِ صحابہ رضی اللہ عنہم کے ساتھ جماعتی تعلق نہیں رہا مگر یہ کیس بوجوہ سپاہ صحابہ کے حوالے سے ہی تھا اور سپاہ والوں کے خدامِ اہل سنت سے صرف تنظیمی اور ترتیبی (نہ کہ نظریاتی) اختلاف کے باوجود، اس پُرآشوب دور میں بھی حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے جس انداز میں میرے ساتھ تعاون فرمایا، باوجودیکہ یہ تمام معاملات مابینی و بینہ وبین اللہ ہیں، مگر اتنا ضرور کہوں گا کہ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کے بعد ان کی کوئی مثال نظر نہیں پڑتی۔

☆......☆......☆

قائد اہل سنت رحمہ اللہ عقیدۂ سلف کے مناد تھے

مولانا مفتی محمد زاہد صاحب، استاذ الحدیث جامعہ اسلامیہ امدادیہ فیصل آباد قائد اہل سنت رحمہ اللہ کے ساتھ اپنے قلبی محبت وجذبات کا اظہار بایں الفاظ کرتے ہیں کہ آپ نے عمر کا زیادہ حصہ اگرچہ زیادہ تر رفض وتشیع کی تردید میں صَرف کیا، لیکن آپ کی اس ساری سعی وکوشش کی عمارت محض ایک فرقے سے نفرت کے منفی جذبے پر استوار نہیں تھی بلکہ اس کی جڑیں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم، خلفاء راشدین، امہات المومنین، اہل بیت کی محبت اور اہل سنت والجماعت کے متوارث ومتواتر عقیدے کے ساتھ بے پناہ لگاؤ اور تعلق سے پھوٹتی تھیں، آپ کو کسی سے نفرت وبغض بھی تھا تو اس کا منشا بھی یہی محبت تھی، اس لیے آپ کے ہاں ایسا نہیں تھا کہ رافضیت کے خلاف جو بات بھی کہی جائے اسے خوش آمدید کہا جائے۔ بلکہ آپ ہر ایسی بات کو قرآن وسنت اور عقیدۂ سلف کی کسوٹی پر پرکھتے تھے، اگر وہ بات اس معیار پر پوری نہ اترتی، اگرچہ وہ رافضیت کے رد کے جذبے سے کہی گئی ہوتی آپ صرف یہ نہیں کہ اسے قبول نہ فرماتے بلکہ اس کی مکمل ومدلل تردید فرماتے، اس لیے کہ آپ کا مطمح نظر محض کسی فرقے کی تردید کی بجائے وہ صراط مستقیم اور راہِ اعتدال تھی جس پر امت کا سوادِ اعظم عہد رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم سے آج تک چلا آرہا ہے، اس راہِ اعتدال سے اگر رافضیت کی تردید ہٹتی ہے تو وہ بھی اسی طرح غلط ہے جس طرح خود رافضیت۔ چنانچہ جب بعض حضرات کی طرف سے ایسی تحریریں سامنے آئیں جن سے حضرت علی کرم اللہ وجہہ اور حضرات حسنین رضی اللہ عنہما کا وہ مقام ومرتبہ سامنے نہیں آرہا تھا جس کا سوادِ اعظم قائل رہا ہے تو اگرچہ وہ تحریریں اپنے ہی مسلک کے حضرات کی تھیں پھر بھی آپ نے ان کی تردید پر پورا زور تحقیق وبیان صَرف فرمایا۔

☆......☆......☆

قائد اہل سنت نے فرمایا مضامین لکھنے کا آغازِ کار ''طلاقِ ثلاثہ'' نیک فال نہیں ہے

مولانا عبدالقیوم حقانی مدظلہ جن کی تالیفات وتصنیفات کی تعداد سینکڑوں تک جا پہنچی ہے، ابتدائی دور میں چکوال قائد اہل سنت رحمہ اللہ کے زیر نگرانی تدریس اور وعظ وخطابت کرتے رہے، حقانی صاحب نے بہت ہی گہری بات سے نقاب کشائی کی ہے کہ ایک دفعہ قائد اہل سنت رح نے فرمایا حقانی صاحب! میں نے سنا ہے کہ تم لکھنے پڑھنے کا خاص ذوق رکھتے ہو، مضمون لکھا کرو، حیران تھا کہ حضرت تک یہ اطلاع کس نے پہنچائی ہے؟ تسلیم کے سوا چارہ ہی کیا تھا، تو میں نے تحریری زندگی کی بسم اللہ حضرت کے حکم پر ایک مضمون بعنوان ''طلاق ثلاثہ'' لکھا۔ حضرت نے فرمایا آغازِ کار طلاق ثلاثہ سے کوئی نیک فال نہیں

ہے۔"خلافت راشدہ" پر لکھو۔ چنانچہ خلافت راشدہ پر لکھا، جو ماہنامہ الحق میں شائع ہوا۔ خود حضرت قاضی صاحب نے اپنی قلم سے تصحیح فرمائی، پھر طلاق ثلاثہ والا مضمون بھی روزنامہ جنگ اور پھر ماہنامہ الحق میں بھی شائع ہوا۔ یہی پہلے مقالے تھے، جو حضرت قاضی صاحب کے ارشاد گرامی کی تعمیل میں لکھے گئے، پھر تحریر کے ساتھ ایسا رشتہ قائم ہوا کہ آج الحمدللہ گناہ گار کی ۱۰۰ سے زائد کتب شائع ہو چکی ہیں۔ اور ایڈیشن کے ایڈیشن بحمداللہ نکل چکے ہیں۔ احقر دو سال تک قاضی صاحب کی مدنی مسجد میں درس و تدریس کے علاوہ حضرت کی عدم موجودگی میں جمعہ کی خطابت، جمعرات کا درس اور حضرت کی معیت میں ضلع بھر کے چھوٹے بڑے اجتماعات سے خطاب بھی کرتا رہا اور حضرت کی توجہ سے بھرپور تربیت حاصل ہوتی رہی۔

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے عقیدت کی انتہاء

جامعہ خیر المدارس ملتان کے صدر مدرس، مولانا قاری محمد اسحٰق کہتے ہیں کہ ۲۰۰۲ء اپریل میں "خدمات دارالعلوم دیوبند کانفرنس" پشاور میں ہوئی۔ اس میں شرکت کے لیے بندہ حضرت مولانا رشید میاں صاحب زید مجدہم کی محبت کی بدولت قافلہ مدنی میں شامل ہو گیا۔ جو اس کانفرنس کے روح رواں مخدوم العلماء حضرت اقدس مولانا اسعد مدنی صاحب دامت برکاتہم کی قیادت میں روانہ ہوا۔ جہاز سے جانا تھا ائیر پورٹ پہنچ کر معلوم ہوا کہ پشاور جانے والی پرواز منسوخ ہے۔ حق تعالیٰ محترم مولانا رشید میاں صاحب کو اپنی شایانِ شان جزاء خیر نصیب فرما دیں۔ پرواز منسوخ ہونے پر پھر کوشش کی کہ دو گاڑی والوں کو تیار کیا جائے جو اس قافلہ کو پشاور لے جائے۔ جب بائی روڈ جانا طے ہوا تو حضرت اقدس نے مولانا رشید میاں کو کہا کہ حضرت صاحب سے بھی ملتے جائیں۔ مولانا رشید میاں نے کہا ٹھیک ہے۔ ایک دو ساتھیوں نے کہا کہ حالات ٹھیک نہیں اس پر حضرت نے فرمایا کہ اگر امکانی باتوں کو دیکھنا ہوتا تو پاکستان میں کیوں آتے؟ عشاء کے قریب روانگی ہوئی۔ چکوال کے قریب والے انٹر چینج کلر کہار سے باہر نکلے تو حضرت قاضی صاحب کے سنی خدام فورس والے حضرت اقدس کے استقبال کے لیے جھنڈے لیے موجود تھے۔ وہ حضرت والا کی گاڑی کے آگے چلتے رہے۔ کچھ دیر میں مدنی مسجد پہنچے تو حضرت قاضی صاحب بھی مسجد کے ساتھ والے مدرسہ کے صحن میں انتظار فرما رہے تھے۔ کرسی پر بیٹھے تھے۔ حضرت والا کی آمد پر کھڑے ہو کر استقبال کیا۔ ملنے ملانے کے بعد حضرت نے قاضی صاحب سے فرمایا کہ ابھی ہمیں عشاء پڑھنی ہے۔ حضرت اور خدام نے وضو کیا۔ عشاء پڑھی، بیٹھک میں حضرت قاضی صاحب دستر خوان

لگائے حضرت کا انتظار فرما رہے تھے۔ حضرت نے کھانا شرع فرمایا، باتیں بھی ہوتی رہیں۔ اس وقت ایک بات تو یہ دیکھنے کی تھی کہ دونوں ایک دوسرے پر فدا ہوئے جا رہے ہیں۔

☆......☆......☆

بچوں کی پٹائی کرنے والے استاذ پر درندگی کا غلبہ ہوتا ہے

حافظ عبد الوحید صاحب حنفی، جنہیں کم و بیش پچاس سال تک حضرت قائد اہل سنت رحمہ اللہ کی خدمت میں رہنے کی سعادت حاصل رہی ہے کا کہنا ہے کہ مدرسہ کے ایک استاذ کے متعلق حضرت رحمہ اللہ کو پتہ چلا کہ وہ طلبہ کو بہت مارتے ہیں تو ان معلم صاحب کو تحریری پیغام بھجوایا، جس میں یہ بھی لکھا تھا کہ معلوم ہوا ہے کہ آپ طلبہ کو بہت مارتے ہیں۔ یہ بھی معلوم ہوا ہے کہ آپ بچوں کو لٹا کر ڈنڈے ان کے پاؤں کے تلووں پر مارتے ہیں اور وہاں نشان بھی پڑتے ہیں۔ یہ مسئلہ حقوق العباد سے تعلق رکھتا ہے اور شرعاً استاد کو مارنے کا حق ہی نہیں۔

② میں نے کہا پڑھا تھا کہ حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی صاحب تھانوی رحمۃ اللہ علیہ نے تھانہ بھون کے مدرسہ میں اس معلم قرآن کو طلبہ کے سامنے کان پکڑوائے تھے جنہوں نے طلبہ کو زدوکوب کیا تھا۔ میں عموماً یہ واقعہ بیان کرتا رہتا تھا۔ لیکن اس دفعہ سنی کانفرنس بھیں ۲۶۔۲۷ محرم ۱۴۱۹ھ میں لاہور کے ایک پروفیسر صاحب بھی تشریف لائے ہوئے تھے۔ جو عالم بھی ہیں اور جامعہ اشرفیہ میں پڑھاتے ہیں۔ وہ میرے پاس بیٹھے رہے۔ انہوں نے جلسہ میں تقریر بھی کی تھی۔ ان کی غیر موجودگی میں مولانا مفتی شیر محمد صاحب (لاہور) نے بتایا کہ جن کو حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ نے طلبہ کے سامنے کان پکڑوائے تھے وہ ان پروفیسر صاحب کے دادا تھے۔ جن کو خلیفہ اعجاز الحق کہتے تھے۔ وہ معلم قرآن بھی تھے۔ موذن بھی تھے۔ اور مہمانوں کو کھانا کھلانے کی خدمت بھی ان کے سپرد تھی۔ حضرت تھانوی نے جب کان پکڑنے کا حکم دیا تو بلا خوف انہوں نے پکڑ لیے۔ اور اس وقت چھوڑے جب حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ نے کان چھوڑنے کا حکم دیا۔ میں نے احباب سے کہا کہ یہ ہے اصلاح نفس، اور کمال یہ ہے کہ انہوں نے کوئی ناگواری ظاہر نہیں کی۔ اور حسب سابق خدمات انجام دیتے رہے۔

③ آپ جو بچوں پر اس طرح تشدد کرتے ہیں تو آپ کی انسانیت بگڑی ہوئی ہے۔ اور درندگی کی صفت غالب ہے۔ اور میری دیانتدارانہ رائے یہ ہے کہ آپ تعلیم قرآن کا سلسلہ بالکل ترک کر دیں۔ اور کوئی دوسری ملازمت یا مزدوری کر کے زندگی گزاریں۔ اگر آپ اسی طرح پہلے بھی تشدد کرتے رہے

ہیں تو بجائے ثواب کے آپ نے حقوق العباد کی خلاف ورزی کر کے گناہ اکٹھے کیے ہیں۔ سابقہ گناہ سے توبہ کریں۔ اور ظالم کی مدد حسب ارشاد نبوی ﷺ یہ ہے کہ اس کے ہاتھ کو ظلم سے روک دیا جائے۔

☆......☆......☆

شیعہ ذاکر خادم حسین پر ہیبت طاری ہوگئی

۱۹۷۳ء میں بمقام نیلہ دلہہ چکوال میں مولوی خادم حسین وزیر آبادی کے ساتھ ایک تاریخی معرکہ پیش آیا تھا، جس کا تحریراً اصل ریکارڈ بندہ کے پاس موجود ہے اور وہ اپنے موقع ومحل کی مناسبت سے تفصیلاً پیش کیا جائے گا۔ اس معرکہ کی روداد کاتب السطور (عبدالجبار سلفی) کو حضرت امیر مرکزی مولانا قاضی محمد ظہور الحسین صاحب اظہر نے بھی سنائی تھی۔ اس مقام پر اس معرکہ کے ایک اور عینی شاہد مولانا قاری محمد انور حسین انور (مہتمم مدرسہ مظہر العلوم، جامع مسجد مولانا عبداللطیف رحمہ اللہ آزاد کشمیر) کا بیان لائق سماعت ومطالعہ ہے، پڑھئے۔ وہ کہتے ہیں کہ حضرت قاضی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی مجھے بے انتہا شفقت حاصل رہی۔ ۱۹۷۲ء سے لے کر ۱۹۷۴ء تک تین سالوں کی سالانہ سنی کانفرنس کے دنوں میں جامع مسجد اہل سنت بھیں میں امامت کے فرائض بھی حضرت جی رحمۃ اللہ علیہ نے میرے ذمہ لگا رکھے تھے۔ حضرت جی نور اللہ مرقدہ کی ایک کرامت جو میں نے اپنی آنکھوں سے دیکھی کہ ۱۹۷۳ء میں "دولہہ" ضلع چکوال کے مقام پر ایک شیعہ ذاکر خادم حسین گوجرانوالہ نے مجلس پڑھتے ہوئے بڑھک ماری کہ مذہب حق صرف شیعہ ہے۔ سنی مذہب کی کوئی بنیاد نہیں ہے۔ گاؤں کے سنی دوستوں نے اس کا گھیراؤ کر لیا اور گاؤں کے شیعوں سے لکھوالیا کہ ذاکر مذکور کو گاؤں میں پابند رکھیں گے۔ اور سنی علماء کے ساتھ مناظرہ ہوگا۔ جماعتی احباب چکوال پہنچ گئے۔ حضرت قاضی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے مجھے حکم فرمایا کہ جاؤ اور مولانا نذیر احمد مخدوم مدظلہ کو لے کر آؤ۔ چکوال سے روانہ ہوا مخدوم صاحب مدظلہ کے گھر (کوٹ میانہ سرگودھا) پہنچا۔ انہیں لے کر ساڑھے گیارہ بجے واپس چکوال آ گیا۔ قبل نماز ظہر جیپ میں حضرت اقدس نور اللہ مرقدہ اور مخدوم صاحب کے ہمراہ راقم الحروف اور حافظ عبدالوحید حنفی صاحب "دولہہ" کے لیے روانہ ہوگئے۔ گاؤں میں پہنچے تو حضرت اقدس نے میری اور احباب کی ڈیوٹی لگائی کہ مسجد میں اعلان کر دیں کہ سنی علماء پہنچ چکے ہیں اور نماز ظہر کے فوراً بعد مناظرہ ہوگا۔ ہم دونوں نے مسجد میں اعلان کر دیا اور نماز باجماعت کے بعد مناظرہ کی تیاری ہونے لگی۔ تو شیعہ ذاکر نے مناظرہ سے انکار کر دیا۔ ہماری طرف سے بار بار چیلنج کے بعد مقامی شیعوں نے ذاکر کو جب مجبور کیا تو اس نے یہ شرط لگا دی کہ جس کمرہ میں موجود ہوں اس کے

دروازے میں بیٹھوں گا۔ باہر نہیں نکلوں گا۔ وہ مکان چونکہ مسجد کے متصل تھا اور جگہ کے اعتبار سے مسجد اونچی جگہ تھی۔ اور وہ مکان کافی گہری جگہ تھا۔ حضرت جی رحمۃ اللہ علیہ اس شرط پر راضی ہو گئے سنی عوام کا مجمع مسجد کے صحن میں بیٹھ گیا۔ جبکہ دو کرسیاں اس مکان کے سامنے چھت پر لگا دی گئی۔ ایک پر حضرت اقدس تشریف فرما ہوئے جبکہ دوسری کرسی پر مولانا نذیر احمد مخدوم صاحب بیٹھ گئے جب کہ حضرت جی رحمۃ اللہ علیہ کی کرسی کے پیچھے راقم الحروف کھڑا ہو گیا۔ اور مخدوم صاحب کی کرسی کے پیچھے عبدالوحید حنفی صاحب کھڑے ہو گئے۔ آغاز تلاوت کلام پاک سے ہوا جو حضرت جی رحمۃ اللہ علیہ کے حکم سے میں نے سورۃ فتح کا آخری رکوع تلاوت کیا۔ حضرت جی رحمۃ اللہ علیہ نے اس بات پر مناظرہ طے فرمایا کہ جس مذہب کا کلمہ قرآن سے ثابت ہو جائے وہ سچا اور جس مذہب کا کلمہ قرآن سے ثابت نہ ہو وہ جھوٹا تصور ہو گا چنانچہ گفتگو کا آغاز ہوا۔ مخدوم صاحب نے سنی مذہب کا کلمہ لا الہ الا اللہ، محمد رسول اللہ قرآن سے ثابت کیا۔ شیعہ مجتہد نے جوابی طور پر اصل موضوع کی بجائے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم پر طنز کرنا شروع کر دیا تھا۔ ایک دفعہ حضرت جی رحمۃ اللہ علیہ نے مخدوم صاحب کو فرمایا کہ آپ کہہ دیجیے کہ کسی صحابی رضی اللہ عنہ کے بارے میں گستاخانہ انداز اختیار نہ کرے۔ اس کے باوجود ذاکر نے دوسری بار جب اصل موضوع سے ہٹ کر حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ پر تنقید شروع کی تو حضرت جی رحمۃ اللہ علیہ نے خود مخاطب ہو کر فرمایا کہ ”او کتے کسی صحابی رضی اللہ عنہ کے بارے میں اب اگر توہین آمیز لفظ استعمال کیے تو تمہاری زبان کھینچ دیں گے۔“ اس پر وہ ایسا خوف زدہ ہوا کہ ہاتھ اٹھا کر اپنی آنکھوں کے سامنے اس طرح کرتا کہ گویا آنکھیں چندھیا گئی ہوں اور کرسی سے پیچھے کی طرف ایسے مڑا کہ کرسی ہی الٹ گئی اور وہ گر گیا۔ اسی حالت میں اٹھ کر دروازہ سے اندر ہوتے ہی دروازہ بند کر دیا۔ اور گاڑی کا بندوبست کر کے وہاں سے بھاگ گیا۔ ہمارا الحمد للہ رات کو بھی جلسہ ہوا اور کامیاب واپس لوٹے۔

☆......☆......☆

شیعہ مناظر مولانا محمد اسمٰعیل گوجروی سے مناظرہ اور قائد اہل سنت رحمہ اللہ کی فراست

کلورکوٹ ضلع بھکر کے صوفی محمد شریف صاحب ۱۹۵۶ء سے قائد اہل سنت کے دست حق پرست پر بیعت ہیں اور تادم سطور بقید حیات ہیں، کاتب السطور (عبدالجبار سلفی) کے ساتھ بہت قلبی محبت، بلکہ عمر میں واضح فرق وتفاوت کے باوجود احترام دے کر شرمندہ بھی کرتے ہیں، صوفی صاحب کا کہنا ہے کہ قصبہ بہاری تحصیل کلورکوٹ میں شیعہ اور اہل سنت کے درمیان ایک مناظرہ طے ہوا۔ فریقین کے درمیان مناظرہ کی شرائط بھی طے ہوگئیں۔ لیکن شرائط میں اہل تشیع مار کھا گئے۔ اہل تشیع کی طرف سے مناظرہ کی

منسوخی کا اعلان ہوگیا لیکن مناظرے کی تاریخ طے ہو چکی تھی۔ اہل سنت کی طرف سے مناظر مولانا عبدالستار صاحب تونسوی تھے اور اہل تشیع کی طرف سے مولوی محمد اسماعیل صاحب مناظر تھے۔ جب تونسوی صاحب نے سنا کہ مناظرہ منسوخ ہوگیا ہے تو انہوں نے اپنا پروگرام ملتوی کر دیا اور مطمئن ہو گئے تو حضرت قاضی صاحب نے تونسوی صاحب کو تحریر کیا کہ مناظرہ ہو یا نہ ہو آپ نے مقررہ تاریخ پر ضرور پہنچنا ہے لہٰذا علامہ عبدالستار صاحب تونسوی مقررہ تاریخ پر کلورکوٹ تشریف لے آئے۔ تو ہم تونسوی صاحب کو جمعیت علمائے اسلام کی جیپ میں قصبہ بہاری لے گئے۔ اس مناظرے میں خان محمد صاحب کمتر جو تنظیم کے مایہ ناز شاعر تھے، نے بھی آنا تھا۔ ہم ان کو لینے کے لیے علی خیل اڈے پر آئے۔ تو مولوی محمد اسماعیل صاحب شیعہ مناظر اڈے پر بیٹھے تھے۔ وہ ہماری جیپ کے قریب آئے اور مجھ سے دریافت کیا کہ مجھے بہاری لے چلو گے؟ میں نے کہا آپ کو لے جائیں گے۔ چنانچہ وہ بھی ہمارے ساتھ سوار ہوئے تو ہم ان کو قصبہ بہاری لے گئے جونہی ہم بہاری پہنچے تو اہل سنت عوام اور علماء حیران رہ گئے۔ کہ انہوں نے یعنی اہل تشیع نے تو مناظرہ منسوخ کر دیا تھا۔ اس وقت قائد اہل سنت سنی عوام کو یاد آئے کہ اگر قاضی صاحب کی یہ فراست نہ ہوتی تو آج ہم ذلت ورسوائی کا منہ دیکھتے، کیونکہ حضرت کے حکم کے مطابق ہمارے مناظر حضرت علامہ عبدالستار صاحب پہلے پہنچے ہوئے تھے، مناظرہ تو نہ ہوسکا کیونکہ اہل تشیع شرائط میں پھنسے ہوئے تھے۔ اہل تشیع اصرار کرتے رہے کہ نئے سرے سے شرائط طے کی جائیں لیکن تونسوی صاحب نے فرمایا کہ شرائط پہلے طے ہو چکی ہیں انہی شرائط پہ مناظرہ ہوگا۔ مگر اہل تشیع میدان میں نہ آئے۔ پھر ہمارا بہاری میں ایک تاریخی جلسہ ہوا۔ جس سے حضرت مولانا تونسوی صاحب نے خطاب فرمایا اور دورانِ تقریر فرمانے لگے کہ مولوی محمد اسماعیل کو تو ہمارے صوفی محمد شریف صاحب خود اپنی جیپ میں لے کر آئے ہیں تاکہ مناظرہ ہو جائے۔ اور دودھ کا دودھ پانی کا پانی ہو جائے اور لوگوں کو حق اور باطل میں فرق نظر آجائے۔ لیکن آج شیعہ مناظر میرے مقابلے میں نہیں آرہے اور میدان چھوڑ کر بھاگ گئے ہیں۔ چنانچہ حضرت قاضی صاحب کی فراست اور علامہ تونسوی رحمہ اللہ کی جرأت کی وجہ سے اہل سنت کی عزت بچ گئی اور شیعہ کو رسوائی اور ذلت کا سامنا کرنا پڑا۔

کھانے میں سادگی اور قائد اہل سنت رحمہ اللہ کا تقویٰ

مولانا نور حسین عارف گوجرانوالہ میں خطیب اور سرکاری ریٹائرڈ ٹیچر ہیں، اصلاً تعلق سہگل آباد

چکوال سے ہے۔ اور علمی وسنجیدہ انداز میں چند کتابیں بھی رد رفض و بدعت پر تصنیف کر چکے ہیں۔ آپ نے بچپن میں طالب علمی کے ایام چکوال قائد اہل سنت کے مدرسہ میں گزارے، چنانچہ اُن کے بیان کردہ دو واقعات پیش خدمت ہیں، ان کا کہنا ہے کہ:

① جب میں مدنی جامع مسجد میں حفظ کر رہا تھا تو اُن دنوں کا واقعہ ہے کہ استاذ محترم حضرت حافظ اللہ یار مدظلہ نے مجھے باورچی کی شکایت کے لیے حضرت کے پاس بھیجا ساتھ دو روٹیاں بھی دیں جو جلی ہوئی تھیں کہ حضرت کو دکھاؤ کہ باورچی اس طرح روٹی پکاتا ہے جو کھانے کے قابل نہیں۔ میں وہ روٹیاں حضرت کے پاس لے کر گیا اور باورچی کی شکایت کی۔ قائد اہل سنت اس وقت اپنے مطالعہ والے کمرہ میں بیٹھ کر کچھ تحریر فرما رہے تھے اور ساتھ کوئی چیز کھا رہے تھے۔ میں نے دیکھا کہ گھر کی روٹی جو توے پر پکی ہوئی تھی، کا نصف حصہ تھا جو خشک تھا۔ حضرت وہ چبا رہے تھے جب میں نے باورچی کی شکایت کی تو حضرت نے وہ روٹیاں پکڑ کر دیکھیں اور فرمایا بھائی ان کو کیا ہے؟ پھر فرمایا بھائی جاؤ جا کر حافظ اللہ یار کو کہو کہ اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرو کہ تمہیں جلی سڑی روٹی تو مل رہی ہے۔ ورنہ ایسے بھی تو اللہ کے بندے ہیں جن کو ایسی روٹی بھی نصیب نہیں ہے۔ پھر فرمایا میں بھی تو کئی دنوں کی پکی ہوئی خشک روٹی کھا رہا ہوں۔

② ایک دن میں مدنی جامع مسجد کے دروازے پر کھڑا تھا کہ ایک آدمی آیا اُس کے ہاتھ میں گوشت کا لفافہ جو تقریباً آدھا کلو کے قریب ہوگا مجھے پکڑاتے ہوئے کہا کہ یہ مدرسہ میں دے دینا۔ میں نے گوشت پکڑ لیا اور بغیر کسی استاذ کے مشورہ کے خود اپنے ذہن میں فیصلہ کر لیا کہ یہ گوشت حضرت کے گھر لے جانا چاہیے۔ چنانچہ میں نے وہ گوشت جا کر حضرت کے گھر آپا جی مرحومہ ومغفورہ کو دے دیا۔ انہوں نے بھی نہ پوچھا اور خیال کیا کہ حضرت جی نے منگوایا ہوگا۔ کیونکہ حضرت کے گھر کا سودا سلف میں ہی لا کر دیتا تھا۔ خیر گوشت پک گیا۔ جب حضرت کو کھانا پیش کیا گیا تو دیکھا یہ گوشت ہے آپا جی سے فرمایا یہ کہاں سے آیا ہے؟ آپا جی نے کہا آپ ہی نے تو نور حسین سے منگوایا تھا۔ حضرت نے فرمایا میں نے نہیں منگوایا۔ نور حسین کو بلاؤ۔ جب میں حضرت کے پاس آیا تو فرمایا یہ گوشت تو نے کہاں سے لا کر دیا ہے؟ میں نے سب واقعہ عرض کر دیا۔ فرمایا کان پکڑ لو کچھ دیر بعد فرمایا کھڑے ہو جاؤ۔ جب میں کھڑا ہوا تو خوب غصہ کا اظہار کیا اور کہا کہ یہ گوشت تو طلبہ کا تھا۔ تو بغیر پوچھے یہاں کیوں لایا ہے؟ پھر فرمایا آئندہ تم نے ایسی حرکت کی تو سخت سزا ملے گی۔ پھر آپا جی سے پوچھا کہ گوشت کتنا تھا؟ انہوں نے عرض کی تقریباً آدھ کلو۔ حضرت نے مجھے ایک کلو کے پیسے دیئے اور فرمایا ابھی دفتر میں جاؤ۔ ناظم صاحب سے ان

پیسوں کی رسید کٹوا کر مجھے دو۔ میں دفتر گیا اور وہاں سے رسید لے کر حضرت کو دی تو فرمایا یہ سب گوشت پکا ہوا لے جاؤ اور باورچی کو کہو شام کے سالن میں ڈال دے۔

روافض اسلامی حکومت کے لیے مضر ہیں

مولانا عبدالمجید توحیدی (مظفر گڑھ) کا کہنا ہے کہ جن دنوں افغانستان میں طالبان حکومت کا شہرہ تھا، تب میں جمعیت المجاہدین، پنجاب کا ذمہ دار تھا، ۱۹۹۷ء میں جب چکوال جا کر قائد اہل سنت رحمہ اللہ سے ملاقات کا شرف حاصل کیا تو قائد اہل سنت نے نہایت تفکر کے ساتھ فرمایا طالبان کو چاہیے کہ روافض کو اپنی صفوں میں نہ گھسنے دیں یہ لوگ اسلامی حکومت کو نقصان دیں گے۔ انہوں نے فرمایا مجھ تک یہ باتیں پہنچی ہیں کہ چند شیعہ لوگ طالبان حکومت میں شامل ہیں۔ طالبان کو آگاہ کریں کہ ان سے ہوشیار رہیں۔

☆......☆......☆

"خادمِ اہل سنت" کہلوانے پر شرم مت کریں

قاضی غلام محمد چاولی، ایم اے (پرنسپل ہائر سیکنڈری سکول، بھگوال) اپنی یادداشتوں کی مدد سے کہتے ہیں کہ قائد اہل سنت نے ایک دفعہ فرمایا کہ میرے نام کے ساتھ القاب نہ لگایا کرو اور نہ ہی غلو کیا کرو خدام نے نعرہ لگانا شروع کر دیا "جب تک سورج چاند رہے گا۔ قاضی تیرا نام رہے گا" تو سختی سے منع فرما دیا اور کہا کہ "قاضی" کی بجائے "سنی" کہا کرو۔ "وکیل صحابہ رضی اللہ عنہم" کے لقب کے بارے میں کہا کہ اس میں کوئی حرج نہیں، حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے مقدمہ میں، میں ایک چھوٹا سا وکیل ہوں اور بغیر فیس کے یہ مقدمہ صرف اور صرف اللہ تعالیٰ کی رضاء حاصل کرنے کے لیے بڑی محنت اور تیاری کے ساتھ لڑ رہا ہوں۔ فرمایا کہ خادم بنو۔ "خادم" لفظ جامع ہے اور اپنے نام کے ساتھ خادم اہل سنت لکھا کرو اور پنجابی لفظ میں کہا کہ "جھکیا" (شرم) نہ کرو۔ الحمد للہ میں نے ہائی کورٹ لاہور میں ضمانت نامہ داخل کراتے وقت اپنے نام کے ساتھ خادم اہل سنت لکھا ہے۔

اپنے شیخ زادہ کا احترام

موضع بھلہ (چکوال) کے بنارس صدیقی بیان کرتے ہیں کہ ایک دفعہ دارالعلوم دیوبند کی ڈیڑھ صد سالہ تقریبات کے موقع پر نوائے وقت میں ایک کالم لکھا گیا جس میں حضرت مولانا سید اسعد مدنی مدظلہ پر کئی اعتراض کیے گئے تھے۔ میں نے اخبار کا ٹکڑا حضرت جی کو دکھایا۔ حضرت جی نے پڑھ کر فرمایا کہ کیوں کیا بات ہے؟ میں نے کہا حضرت جی میں مولانا سید اسعد مدنی مدظلہ سے بیعت ہوں اخبار والے ان کے خلاف اعتراض لکھ رہے ہیں اگر اجازت ہو تو میں آپ کی بیعت ہو جاؤں۔ حضرت بہت غصہ کی حالت میں ہو گئے اور فرمانے لگے کہ اخبار والے بکواس لکھتے ہیں ان کی باتوں پر یقین نہ کیا کرو۔ حضرت مولانا اسعد مدنی مدظلہ بہت باعمل اور تقویٰ والے بزرگ ہیں آپ ان سے بیعت ہیں تو ٹھیک ہے۔ مجھ سے بیعت کی ضرورت نہیں۔ میں بہت نادم ہوا۔ اور اللہ سے معافی مانگی اور آئندہ کے لیے صحافیوں اور کالم نگاروں کی تحریروں پر یقین نہ کرنے کا تہیہ کر لیا۔

سنی تحریک الطلبہ کا قیام اور طلبہ پر شفقتیں

قاضی عبدالعزیز ضیا، مسلم لیگ یوتھ ونگ پنجاب کے متحرک رہنماؤں میں شمار رہے ہیں، قائد اہل سنت کے ساتھ وابستہ اپنی یادوں کے دیپ روشن کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ ۱۹۸۵ء کے بعد راقم کو سنی تحریک الطلبہ چکوال کی صدارت کا شرف حاصل ہوا۔ طلبہ کو آرگنائز کرنے کے لیے اپنی استطاعت کے مطابق عزم کیا گیا۔ مختلف علاقوں میں یونٹوں کا قیام عمل میں لایا گیا۔ تنظیم حد درجہ متحرک ہو گئی۔ طلبہ کے اکثر و بیشتر اجلاس میں حضرت قاضی صاحب رحمۃ اللہ علیہ بڑے مدلل، مدبرانہ انداز میں خطاب فرماتے تھے۔ جو طلبہ کے شعور میں روحانی و وجدانی کیفیت پیدا کر دیتے تھے۔ آپ طلبہ سے انتہائی شفقت کے ساتھ پیش آتے کیونکہ حضرت کی یہ سوچ تھی کہ یہ نوجوان جنہوں نے آگے جا کر ملک کے مختلف شعبوں کی باگ ڈور سنبھالنی ہے۔ ان کے ذہن میں دین کی سربلندی اور عقیدہ خلافت راشدہ کا جذبہ اُجاگر کیا جائے تو آگے چل کر یہ ملک کو حقیقی معنوں میں سنی اسٹیٹ بنانے میں

اہم کردار ادا کر سکتے ہیں۔

۱۹۸۵ء میں سنی تحریک الطلبہ کی طرف سے ایک بہت بڑا استقبالیہ دیا گیا۔ جس میں ایک ہزار کے قریب طلبہ نے شرکت کی۔ قومی و صوبائی اسمبلیوں کے انتخابات قریب تھے۔ جس میں حضرت صاحب رحمہ اللہ نے قومی اسمبلی کے آزاد امیدواروں جن میں جنرل (ر) عبدالمجید اور صوبائی اسمبلی کے لیے چوہدری لیاقت علی خان کی حمایت کا اعلان کیا۔ یہ دونوں امیدوار بھاری اکثریت سے کامیاب ہوئے۔ اور ان کی کامیابی میں حضرت قاضی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا بڑا عمل دخل تھا۔

اسٹیج پر بریلوی حضرات کی تردید کو موضوعِ سخن مت بناؤ

ماسٹر صوفی محمد سلیم صاحب جلکھڑوی ۱۹۸۱ء کے زمانہ میں موضع تھوہا بہادر میں جمعۃ المبارک کے اپنے بیان کے اندر بریلوی حضرات کی تردید کو تقریر کا موضوع بنا بیٹھے تو قائد اہل سنت رحمہ اللہ نے انہیں نصیحت کرتے ہوئے فرمایا کہ آئندہ اسٹیج پر مولانا احمد رضا خان مرحوم یا بریلوی مسلک کا نام لے کر تردید نہیں کرنی، عقیدہ بتا دینا ہے۔ عوام سادہ ہیں علماء ان کو خراب کرتے ہیں اور حضرت رحمۃ اللہ علیہ کی اس پالیسی سے آج گاؤں کے گاؤں دیوبندی اہل سنت والجماعت بن چکے ہیں۔ پالیسی معتدل تھی جس سے زیادہ نفع ہوا۔

حضرت قائد اہل سنت رحمہ اللہ اور میری زندگی کا ایک اہم واقعہ

محترم جناب حاجی محمد حنیف صاحب (موضع چوہان، ضلع چکوال) قائد اہل سنت کے ساتھ اپنے تعلق کے حوالہ سے کہتے ہیں کہ بندہ نے جب شعور کی آنکھ کھولی تو میرے گاؤں کا مذہبی نقشہ یہ تھا کہ وہاں پر صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کا نام لینا عیب اور گناہ تھا۔ مسجد میں دو تین بوڑھے بزرگ نمازی ہوتے تھے، ۱۰ محرم کو ماتمی جلوس کی زینت برائے نام سنی مسلمان بھی ہوتے تھے۔ جو شیعہ رواج کے مطابق سر سے پگڑی اتار کر اور پاؤں سے ننگے مجلس سننے کے لیے غم حسین میں شامل ہونا باعثِ ثواب سمجھتے تھے۔ بندہ بھی

آٹھویں جماعت تک مکمل مذہبی شعور نہ ہونے کی وجہ سے ماتم کرتا رہا۔ جب نہم کلاس میں پہنچا تو ایک ساتھی سے حضرت مولانا قاضی مظہر حسین کے والد گرامی حضرت مولانا کرم الدین دبیر رحمہ اللہ کی کتاب (آفتابِ ہدایت) پڑھنے کو ملی۔ اس کتاب کے مطالعہ نے مجھے صحیح معنوں میں سنی بنا دیا اور اس کے ساتھ ساتھ مقرر بھی۔ ۱۹۶۹ء میں بندہ ناچیز نے میٹرک امتحان پاس کیا تو گھر والوں نے چکوال کالج میں داخل کروا دیا۔ ۱۹۶۹ء کے وسط میں حضرت مولانا قاضی مظہر حسین رحمہ اللہ نے جمعیت علمائے اسلام سے مستعفی ہوکر اپنی غیر سیاسی خالص مذہبی جماعت جو کہ مذہب اہل سنت والجماعت کے عقائد ونظریات کی نگہبان اور سنی حقوق کی محافظت میں بنالی، اور اس کا نام "تحریک خدام اہل سنت والجماعت پاکستان" تجویز فرمایا۔ ۱۹۷۰ء کا عشرہ جمہوری سیاسی تھا، بھٹو کا طوطی بول رہا ہے، اور ہر سیاسی جماعت کی ذیلی شاخ کالجوں میں بھی کام کر رہی تھی، مَیں بھی حالات کے مطابق حضرت قاضی رحمہ اللہ کی جماعت کی طلبہ کی تنظیم "سنی تحریک طلبہ" سے وابستہ ہوگیا۔ پھر سنی تحریک طلبہ کا صدر ہونے کا شرف حاصل ہوا۔ کالج میں ہوسٹل کے اندر رہائش پذیر تھا، ہر جمعرات کو یعنی شب جمعہ کو حضرت جی کا درس خاص پھر دوسرے دن جمعہ پر تفصیلی خطاب با قاعدگی سے سننے سے عقائد ونظریات مزید پختہ ہوگئے۔ ہر گاؤں میں حضرت جی کی سرپرستی میں سنی کانفرنس منعقد ہوتی تھیں۔ مگر ہمارے گاؤں میں نہیں، ایک دن میں نے ناظم دفتر سے شکوہ گلہ کیا کہ حضرت جی ہمارے پڑوس کے گاؤں میں جلسہ کر کے واپس چلے آتے ہیں، کیا میرے گاؤں کے راستے میں کانٹے بچھے ہیں؟ وہ مسکرائے اور فرمایا کہ ہمارے جلسے تبلیغی جماعت کی طرز پر نہیں بلکہ اس کے لیے با قاعدہ پہلے مقامی انتظامیہ سے اجازت لینی پڑتی ہے، علماء کرام سے تاریخیں لینی پڑتی ہیں، پھر اشتہار چھپوانے پڑتے ہیں، تب مقررہ تاریخ پر جلسے کا انعقاد ممکن ہوتا ہے۔ میں نے عرض کیا کہ ہمارے گاؤں کا بھی نام لکھیں، انہوں نے فرمایا: آپ کا گاؤں چونکہ شیعوں کا گڑھ ہے، وہاں پر مضبوط سرداری شیعہ نظام عروج پر ہے، ضلع جہلم کا پاکستان پیپلز پارٹی کا چیئرمین تمہارے گاؤں کا ہے، اس لیے پہلے حضرت جی سے مشورہ کرنا پڑے گا، ناظم دفتر نے جب حضرت جی سے مشورہ میں بات کی تو حضرت جی نے فرمایا، کل اس لڑکے کو بلوا لینا، مجھ سے ملوانا، حالات جان کر پھر سوچیں گے۔ دوسرے دن

جب حضرت جی سے ملاقات ہوئی اور گاؤں کے حالات سے آگاہ کیا تو حضرت جی نے منظوری دے دی۔ اشتہارات چھپ گئے جو گاؤں کے گلی کوچوں میں اور چوکوں میں لگا دیے، دوسرے دن جب گاؤں کے نمبردار، سدا بہار کونسلر وڈیرے شیعہ نے اشتہار دیکھا تو آگ بگولہ ہوگیا۔ پوچھا کہ یہ کس کی شرارت ہے؟ میرے والد صاحب کا نام لے کر بتایا گیا کہ شیر باز گوندل کا سب سے چھوٹا لڑکا ابھی ابھی چکوال کالج میں داخل ہوا ہے، یہ اس کی شرارت ہے، وغیرہ وغیرہ۔

اس شیعہ نمبردار نے مجھے بلوایا، پہلے تو مجھے رام کرنے کی کوشش کی کہ، بیٹا! میں نے تمہیں بڑا سمجھدار سمجھ رکھا تھا۔ یہ تو نے کیا کیا ہے؟ میں نے کہا کہ کیا ہوا ہے؟ کہنے لگا: تمہیں معلوم نہیں قاضی مظہر حسین جس گاؤں میں داخل ہو جائے پورے گاؤں کو وٹہ وٹہ کر دیتا ہے، جنازے تک وہ چھڑوا دیتا ہے۔ اس لیے تم سمجھدار بنو، بریلوی مسلک کے ساٹھ (٦٠) علماء بلاؤ، اپنا شوق پورا کر، کھانا، کرایہ، خرچہ، خدمت میں کروں گا، مگر قاضی مظہر حُسین موضع چوہان میں نہ آئے۔

میں نے اُسے جواب دیا شاہ صاحب! آپ لوگ جب اپنے ذاکر اور مولوی منگواتے ہیں، کبھی سنیوں سے پوچھا ہے کہ کس کو بلوائیں؟ یہ جواب اس کی خواہش اور توقع کے خلاف تھا، میرا جواب سن کر آگ بگولہ ہوگیا اور کہا میں نے تمہیں اس لیے نہیں بلوایا کہ تم میرے ساتھ اے، کے بروہی کی طرح بحث کرو۔ (اے، کے بروہی اس وقت پاکستان سپریم کورٹ کے اٹارنی جنرل تھے)۔ میں نے کہا وہ کونسے مولوی صاحب ہیں؟ شاہ صاحب بولے: وہ پاکستان کا چوٹی کا وکیل ہے، تمہارے سوال وجواب کا انداز وہی ہے۔ میں نے کہا کہ ہم نے اشتہارات لگا دیے ہیں آپ اتروا دیں، میدان کھلا ہے۔ دوسرے دن کالج جانے کے بعد حضرت جی کو حالات بتائے تو فرمایا کہ ''تمہارا کام محنت کر کے لوگوں کو دعوت دینا ہے، اب وہ جلسہ رکوا نہیں سکتے''۔ ایک طرف اُن کے آفیسر بریگیڈیئر جنرل، ایس پی، سیشن جج وغیرہ تھے تو۔ دوسری طرف ضلع جہلم کا پیپلز پارٹی کا چیئرمین ہمارے گاؤں کا رافضی جو کہ جہلم شہر میں ہی رہائش پذیر تھا۔ سب نے مل کر پورا زور لگایا، لیکن جلسہ رکوا نہ سکے۔ اس واقعہ سے اللہ تعالیٰ نے حضرت قائد اہل سنت کی مزید عظمت دل میں بٹھا دی، اب الحمد للہ ہر سال باقاعدگی سے سالانہ سنی کانفرنس ہوتی ہے۔ اور اہل کفر و بدعت کے مقابلہ میں خلافتِ راشدہ، حق

چار یار کا نعرہ گونج رہا ہے۔

نوٹ: اس باب میں دیئے گئے تاثرات زیادہ تر ماہ نامہ حق چار یارؓ لاہور کے قائد اہل سنت نمبر مطبوعہ سے اخذ کیے گئے ہیں، البتہ ان میں سے اکثر و بیشتر کے ساتھ رابطہ قائم کر کے کچھ اضافی معلومات بھی لے کر درج کی گئی ہیں۔ علاوہ ازیں تحریروں کی نوک پلک سنوارنے کی بھی پوری کوشش کی گئی ہے اور ممکنہ حد تک اس قدر محنت کر دی گئی ہے کہ ان شاء اللہ پڑھنے والوں کو معلومات ملنے کے ساتھ ساتھ ایک نیا لطف بھی محسوس ہوگا۔ (سلفی)

25
بابِ بست و پنج

❀ حیاتِ مُستعار کی آخری بڑی آزمائش،
ڈی ایس پی چوہدری محمد یوسف رامے کا قتل،
قائد اہل سنت رحمہ اللہ کی مع رفقاء گرفتاری، صبر و استقلال کی
انمول داستان اور باعزت رہائی

❀ لاہور ہائی کورٹ کا فیصلہ، مکمل عدالتی متن اور تحریکِ خُدام
اہل سنت والجماعت کی امن پسندی پر ناقابلِ تردید شہادت

❀ قائد اہل سنت کی رہائی کے بعد دو اہم خطابات کا خلاصہ

ستاروں سے آگے جہاں اور بھی ہیں
ابھی عشق کے امتحاں اور بھی ہیں

چکوال کا ایک خونی حادثہ
[حیاتِ مُستعار کی آخری بڑی آزمائش]

۸/اکتوبر ۱۹۹۸ء مطابق ۱۷ جمادی الثانیہ ۱۴۱۹ھ بروز جمعرات کو چکوال میں ایک حادثہ پیش آیا جس میں کسی نامعلوم شخص نے تحصیل چکوال کے ڈی ایس پی چوہدری محمد یوسف رامے کو رات گیارہ بجے کے بعد غربی قبرستان میں ایک قوالی کے اجتماع کے اختتام پر گولی ماردی جس سے وہ جاں بحق ہو گئے۔ انا للہ و انا الیہ راجعون۔ جس کا کیس مخالفین نے سیاسی ملی بھگت سے قائد اہل سنت حضرت مولانا قاضی مظہر حسین صاحب اور تحریکِ خدام اہل سنت والجماعت پر بنوا دیا کہ انہوں نے اس کو قتل کرایا ہے۔ حقیقت حال یہ ہے کہ اس قتل سے نہ حضرت مولانا قاضی مظہر حسین صاحب کا کوئی واسطہ تھا نہ ہی تحریکِ خدام اہل سنت والجماعت کا کوئی تعلق تھا۔ لیکن اس کیس کے بہانہ سے قائد اہل سنتؒ اور آپ کے نواسہ قاضی اخیار الحسن اور مدرسہ کے کم وبیش ۱۳۰ طلبہ کو گرفتار کرلیا گیا اور ان کو پہلے تھانہ سٹی چکوال میں لے جایا گیا اور پھر وہاں سے ۹۶ طلبہ کو قصبہ بھیں میں لے جا کر چھوڑ دیا گیا اور باقی ۳۵، افراد کو اڈیالہ جیل راولپنڈی میں لے جا کر بند کر دیا گیا اور متعدد دفعات میں پرچہ بنا کر دہشت گردی کی عدالت میں کیس چلا دیا گیا۔ اصل صورت حال حقیقت میں یہ تھی کہ مدنی جامع مسجد چکوال کے قریب غربی محلہ کے قبرستان میں ایک فریق نے طلبہ سارنگی پر قوالی کا پروگرام بنایا۔ حضرت مولانا قاضی مظہر حسینؒ کے پاس چند احباب آئے کہ کیا طبلہ سارنگی پر قوالی جائز ہے؟ آپ نے فرمایا کہ طبلہ سارنگی پر مروجہ قوالی حرام ہے۔ علاوہ ازیں قبرستان کی بے حرمتی بھی ہے اس لیے اس کو بند کرایا جائے۔ اور ڈپٹی کمشنر صاحب اور اے سی صاحب چکوال کو فون کیا گیا کہ اس قوالی کی اجازت نہ دی جائے کیوں کہ یہ جائز نہیں ہے۔ نیز دوسرے فریق کے نمائندوں کو بھی شرعی مسئلہ بتایا گیا کہ اس طرح مروجہ قوال لوگ جو طبلہ سارنگی پر قوالی پڑھتے ہیں جائز نہیں۔ لیکن جب حکام قوالی بند کرانے میں ناکام ہو گئے تو حضرت مولانا قاضی مظہر حسین رحمہ اللہ نے بند کرانے کے لیے احباب کو بھیجا کہ جا کر حکام سے کہیں کہ یہ بند کرائیں۔ لیکن جب احباب نے قوالی کے مقام پر جا کر نعرۂ تکبیر بلند کیا تو دیکھتے ہی دیکھتے قوال اور سامعین جلسہ گاہ سے بھاگ گئے اور میدان خالی ہو گیا، اور قوالی بند ہو گئی۔ جب احباب واپس آئے تو معلوم ہوا کہ اس بھگدڑ میں اور آنسو گیس کے

دھوئیں میں نامعلوم افراد نے ڈی ایس پی چکوال کو گولی مار کر راہِ فرار اختیار کر لی اور انتظامیہ موقع پر گولی مارنے والے کو گرفتار نہ کر سکی۔اس واقعہ کی آڑ میں حکام اور سیاسی لوگوں نے پھر سازش سے یہ سارا کیس حضرت مولانا قاضی مظہر حسین صاحب رحمہ اللہ اور تحریکِ خدام اہل سنت والجماعت کے افراد پر بنا دیا۔ لیکن قائد اہل سنت حضرت مولانا قاضی مظہر حسین صاحب رحمہ اللہ نے اپنی جرأت اور استقامت کا مظاہرہ کرتے ہوئے برملا کہا کہ قوالی مروجہ طبلہ سارنگی پر حرام ہے، یہ ہم نے روکی ہے۔لیکن قتل سے نہ ہمارا تعلق ہے، نہ ہمیں معلوم ہے۔مگر حکومت نے اس حق گوئی کو نظر انداز کر دیا اور سرکاری گواہوں کی جھوٹی شہادتوں کو بنیاد بنا کر حضرت مولانا قاضی مظہر حسین صاحب کے نواسہ اخیار الحسن کو زیر دفعہ ۳۰۲ سزائے موت اور دفتر کے ناظم حافظ عبدالوحید حنفی کو زیر دفعہ ۳۰۲،اور ۱۰۹ ت پ کے تحت عمر قید کی سزا سنائی اور ۳۵، افراد میں سے باقی ۹، افراد کو زیر دفعہ ۱۴۸ ت پ کے تین سال کی سزا دی گئی اور پانچ پانچ ہزار جرمانہ کیا گیا۔اس طرح باقی ۲۵، افراد عدم ثبوت وشہادت کی وجہ سے بری کر دیے گئے۔اس کیس کے دوران حضرت مولانا قاضی مظہر حسین صاحب ۴۰ دن اڈیالہ جیل میں رہے اور ۴۰ دن اسلام آباد کمپلیکس ہسپتال میں زیر علاج رہے۔پھر ضمانت ہوگئی اور مذکورہ فیصلہ میں اڑھائی ماہ کا عرصہ حوالات کی سزا دے کر رہا کر دیا گیا۔اس دوران آپ کی جرأت اور استقامت کا یہ حال تھا کہ آپ نے فرمایا کہ کسی کی سفارش نہیں کرانی نہ کسی ایم این اے یا ایم پی اے یا کسی وزیر کی سفارش کرانی ہے۔جب اللہ کو منظور ہو گا رہا ہو جائیں گے۔چنانچہ اللہ کی مدد سے ہائی کورٹ کے جج نے اپنے فیصلہ میں سب کو بری کر دیا اور جرمانہ بھی سب کا واپس کر دیا گیا۔یہ کیس جب بنوایا گیا تو اُس وقت مرکز میں میاں نواز شریف کی حکومت تھی اور صوبہ پنجاب میں میاں شہباز شریف کی حکومت تھی۔ چند احباب نے اپنے طور پر مولانا مفتی زین العابدین صاحب رحمہ اللہ فیصل آباد والوں کو اس طرف توجہ دلائی کہ یہ سراسر جھوٹا کیس بنوا کر حضرت مولانا قاضی مظہر حسین صاحب رحمہ اللہ جیسی عظیم شخصیت اور آپ کے مدرسہ کے طلبہ کو جیل میں بند کیا ہوا ہے۔لہٰذا انکوائری کر کے اصل حقائق کے تحت اصل مجرم کو پکڑا جائے اور ان بے گناہوں کو آزاد کیا جائے۔ بات جائز تھی۔ جب مفتی زین العابدین صاحب مرحوم نے میاں محمد شریف صاحب سے بات کی تو انہوں نے بھی وعدہ کیا کہ جب شہباز شریف آئے گا تو میں اس کو کہوں گا کہ ان کو آزاد کرایا جائے۔لیکن جب شہباز شریف کو اس کے والد محمد شریف نے یہ بات کہی تو شہباز شریف نے یہ کہا کہ ''مولانا قاضی مظہر حسین صاحب کے بارے میں آپ مجھے نہ کہیں۔'' جب یہ پیغام حضرت مفتی صاحب کو ملا کہ شہباز شریف صاحب نے یہ کہا ہے تو آپ نے فرمایا کہ:''اس نے یہ اچھا نہیں کیا۔دیکھیں اب اللہ کیا کرتے ہیں۔''

چناں چہ کچھ ہی عرصہ بعد انقلاب آ گیا اور اسی اڈیالہ جیل میں میاں نواز شریف اور شہباز شریف بھی پہنچ گئے۔ جہاں حضرت مولانا قاضی مظہر حسین صاحب اور آپ کے طلبہ اور رفقاء قید و بند کرائے گئے تھے۔ یہ ہے اللہ کی بے آواز لاٹھی! جو کرے گا سو بھرے گا۔لیکن حضرت مولانا قاضی مظہر حسین صاحب کی استقامت اور جرأت کا یہ حال تھا کہ فرمایا کیس تو عدالت میں لڑا جائے لیکن کسی کے آگے کمزوری ہرگز ہرگز ظاہر نہ کی جائے۔ جورات جیل میں آنی ہے وہ باہر نہیں آسکتی اور جو باہر ہے وہ جیل میں نہیں آسکتی۔ اس لیے مخلوق کے آگے کمزوری ہرگز نہ دکھائی جائے۔اب ہم مؤرخہ ۱۸/اکتوبر ۱۹۹۸ء کو چکوال شہر میں رونما ہونے والے اس المناک واقعہ کی طرف توجہ دلانا چاہتے ہیں، جس میں ڈی ایس پی چکوال چوہدری محمد یوسف مرحوم کو انتہائی ظالمانہ طریقہ سے قتل کر کے، الزام تحریک خدام اہل سنت کی مرکزی قیادت پر عائد کر دیا گیا۔

قضیّہ چکوال (۱۹۹۸ء) کی اصل حقیقت

حالانکہ تحریک خدام اہل سنت والجماعت ایک خالص مذہبی، نظریاتی اور امن پسند تنظیم ہے۔ جو قائد اہل سنت حضرت مولانا قاضی مظہر حسینؒ (خلیفہ مجاز شیخ الاسلام والمسلمین حضرت مولانا سید حسین احمد مدنی نور اللہ مرقدہ) کی قیادت وسربراہی میں اہل سنت والجماعت کے حقوق ومفادات کے تحفظ کا فریضہ سرانجام دے رہی ہے۔اور قائد اہل سنتؒ کی رحلت کے بعد صاحبزادۂ گرامی قدر حضرت مولانا قاضی محمد ظہور الحسین اظہر کے زیر امارت تحریک نے اپنا سفر جاری رکھا ہوا ہے۔اور اس کی تمام تر جدو جہد آئینی و اخلاقی حدود کے اندر ہے۔اس کی ساٹھ سالہ تاریخ اس حقیقت پر گواہ ہے کہ اس نے کبھی جارحیت کا راستہ اختیار نہیں کیا۔انتہائی حساس علاقہ ہونے کے باوجود آج تک چکوال میں مذہبی قتل وغارت نہیں ہوئی۔ جو تحریکِ خدام کی امن پسندی کی واضح دلیل ہے۔ حالاں کہ ہر سال محرم وصفر کے دوران مخالفین جارحانہ و متعصّبانہ طرز اختیار کر کے اسے مشتعل کرنے کی سرتوڑ کوشش کرتے ہیں۔تحریک خدام کے امن پسندانہ کردار کی شہادت آج تک چکوال میں تعینات رہنے والی ہر ضلعی ومقامی انتظامیہ دے گی۔حتیٰ کہ محرم و صفر کے دوران حفاظت وامن کے لیے آنے والے فوجی دستوں کے سینئر افسران بھی تحریک کے مثبت و امن پسندانہ کردار کی شہادت دیں گے۔لیکن بدقسمتی سے ضلع چکوال کی موجودہ مقامی انتظامیہ نے ایک سوچی سمجھی سازش کے تحت بعض نااہل سیاسی مفاد پرستوں کے ہاتھوں کھلونا بن کر تحریک خدام اہل سنت کو نشانہ بنالیا اور اس کی مرکزی قیادت کو سنگین قسم کے مقدمات میں ملوث کر کے گرفتار کرلیا۔

واقعات کی تفصیل کچھ اس طرح ہے کہ چکوال کے محلہ غربی قبرستان کا ایک وفد قائد اہل سنت مولانا قاضی مظہر حسین کے پاس آیا کہ کچھ لوگ قبرستان کے اندر محفل قوالی کا اہتمام کر رہے ہیں اور ہمیں اس پر اعتراض ہے۔ حضرت نے فرمایا کہ ساز و مزامیر شرعاً حرام ہے اور قبرستان میں تو انتہائی غیر مناسب ہے۔ لیکن ہم قانون کو ہاتھ میں لینا پسند نہیں کرتے۔ آپ انتظامیہ کو درخواست دیں کہ وہ قانونی طریقہ سے اس کو روکے۔ چناں چہ حضرت کے کہنے پر چوہدری ظفر علی خان کی قیادت میں اہل محلہ کا ایک وفد مقامی انتظامیہ سے ملا اور انہیں تحریری درخواست دی۔ اور زبانی مذاکرات کیے۔ لیکن ضلعی انتظامیہ نے اس کا نوٹس نہ لیا۔ اس واقعہ میں تحریک خدام اہل سنت کی مرکزی قیادت اور مرکزی دفتر کا اس سے زیادہ کوئی کردار نہیں کہ انہوں نے مقامی انتظامیہ کے ذریعہ اس محفل کو قانونی طور پر رکوانے کی کوشش کی۔

عینی شاہدوں کی مصدقہ شہادتوں کے مطابق پولیس اور انتظامیہ کی نگرانی میں محفل شروع ہوئی۔ نعت خوانی ہوتی رہی اور کسی قسم کی بدمزگی پیدا نہیں ہوئی۔ نعت خوانی کا سلسلہ ختم ہونے کے بعد اچانک اسٹیج سے یہ اعلان کیا گیا کہ:

> ''یہ اعلان جناب اے سی صاحب چکوال کے حکم پر کیا جا رہا ہے۔ کچھ شر پسند محفل قوالی میں گڑ بڑ کرنا چاہتے ہیں اس لیے پنڈال سے باہر جو لوگ کھڑے ہیں وہ پنڈال میں آ جائیں تا کہ باہر پولیس آپ کی حفاظت کر سکے۔''

اس اعلان کے بعد لوگ پنڈال کے اندر چلے گئے اور قوالیاں شروع ہو گئیں۔ تیسری قوالی کے دوران چوہدری ظفر علی خان اور ان کے رفقاء نے انتظامیہ کو دوبارہ توجہ دلائی کہ یہ سلسلہ اب بند کر دیا جائے۔ گفت و شنید کا یہ سلسلہ آگے بڑھا، اور کشیدگی کی صورت پیدا ہو گئی۔ پولیس نے آنسو گیس کا استعمال کیا اور مجمع منتشر ہو گیا۔ کچھ دیر کے بعد پتہ چلا کہ ڈی ایس پی چوہدری محمد یوسف گولی لگنے سے جاں بحق ہو گئے ہیں۔ شہر کے باہر محلہ میں ہونے والے اس المناک واقعہ کے کچھ دیر بعد پولیس نے شہر کے وسط میں مدنی جامع مسجد اور اس سے متصل تحریک خدام اہل سنت کے مرکزی دفتر پر دھاوا بول دیا۔ دروازے اور تالے توڑ کر پولیس مسجد میں جوتوں سمیت گھس گئی۔ انتہائی جارحانہ طریقہ سے توڑ پھوڑ کی گئی۔ ادارہ کی گاڑی، مسجد کے پنکھے اور لائٹس اور دفتر کی اشیاء کو بری طرح نشانہ ستم بنایا گیا۔ دفتر کے عملہ اور مسجد کے (قرآن پاک حفظ کرنے والے) چھوٹے چھوٹے طلبہ کو نیند سے بیدار کر کے تشدد و درندگی کا نشانہ بنایا گیا اور سب کو گرفتار کر کے تھانہ لے جایا گیا، ان میں دس دس، بارہ بارہ سال کے معصوم بچے بھی تھے۔ مسجد، مدرسہ اور دفتر سیل کر دیے گئے۔

ابھی مسجد و مدرسہ کی بے حرمتی کو تھوڑی دیر ہی گزری تھی کہ پولیس کی فوج ظفر موج نے بچیوں کے مدرسہ تعلیم النساء پر چڑھائی کر دی۔ تالے اور دروازے توڑ کر پولیس اندر گھس گئی۔ حضرت اپنی رہائش گاہ میں نمازِ فجر ادا کر رہے تھے۔ ان کا نواسہ اخیار الحسن بیٹھک میں سو رہا تھا۔ پولیس نے اندر گھستے ہی اسے بیدار کر کے تشدد کا نشانہ بنایا، پورے مدرسہ کی جارحانہ طریقہ سے تلاشی لی۔ جب کچھ نہ مل سکا تو حضرت اقدس، ان کے نواسہ اور ڈیوٹی پر موجود عملہ کو حراست میں لے کر تھانہ لے گئی۔ اور پھر شہر کے متعدد مقامات پر چھاپے مار کر تحریک کے بیسیوں کارکنوں کو حراست میں لے لیا گیا۔ اور پھر واقعہ کے چوبیس گھنٹے بعد پولیس کی طرف سے جو ایف آئی آر سامنے آئی اسے دیکھ کر دیانت و شرافت سر پیٹ کر رہ گئیں۔ من گھڑت واقعات پر مبنی اس جھوٹ کے پلندہ کی اختراعی رپورٹ کے حوالہ سے چند باتیں مندرجہ ذیل ہیں۔

① پولیس رپورٹ کے مطابق فریقین کے درمیان شدید فائرنگ ہوئی۔ لیکن سینکڑوں افراد کے اس اجتماع میں شدید فائرنگ کے دوران ایک شخص بھی زخمی نہیں ملا جو اس بات کی کھلی دلیل ہے کہ پولیس کا یہ مؤقف سراسر بے بنیاد ہے۔

② پولیس رپورٹ کے مطابق ڈی ایس پی کو گولی تین چار فٹ کے فاصلہ سے لگی اور وہ بھی سینہ میں پیوست ہوئی۔ سوال یہ ہے کہ ایسے موقع پر ڈی ایس پی جیسے ذمہ دار آفیسر کے ارد گرد چند فٹ کے فاصلے پر اس کے حفاظتی گارڈ یا سرکاری اہلکاروں کے سوا کون ہو سکتا ہے؟ جبکہ مجمع کو آنسو گیس کے ذریعہ منتشر بھی کیا جا چکا تھا۔ علاوہ ازیں مرحوم ڈی ایس پی سے خدام اہل سنت کے تعلقات بھی اچھے تھے۔

③ پولیس رپورٹ کے مطابق ڈی ایس پی پر گولی چلانے والے ملزم کو موقع پر گرفتار کیا گیا حالانکہ پولیس ایف آئی آر میں جسے ملزم قرار دیتی ہیں وہ حضرت قائد اہل سنت کا نواسہ خیار الحسن ہے جسے صبح نماز فجر کے وقت نیند سے بیدار کر کے قائد اہل سنت کے ساتھ ان کے گھر سے حراست میں لیا گیا۔ اور وہ سرے سے موقع پر موجود ہی نہ تھے۔ بہر کیف ۹/اکتوبر ۱۹۹۸ء پر جو حضرت مولانا قاضی مظہر حسین صاحب اور ان کے ۴۳ رفقاء تحریکِ خدام اہل سنت پر ڈی ایس پی چوہدری محمد یوسف رامے کے قتل کا کیس بنا کر، دہشت گردی کی دفعات لگا کر کیس چلایا گیا۔ الحمد للہ کہ آخر ۴/نومبر ۲۰۰۲ء کو لاہور ہائی کورٹ لاہور بنچ نے سماعت کے بعد حضرت مولانا قاضی مظہر حسین صاحب اور ان کے تمام رفقاء کو باعزت بَری کر دیا۔ اس کے فیصلہ کی نقل پیش کی جا رہی ہے تاکہ اس تاریخی سوانح حیات میں ہائی کورٹ کا فیصلہ رہتی دنیا تک قائد اہل سنتؒ کے شخصی وقار کی شہادت دیتا رہے۔

یاد رہے کہ اس کیس میں قائد اہل سنت حضرت مولانا قاضی مظہر حسین صاحب (اڑھائی) ماہ گرفتار

رہے اور آپ رحمۃ اللہ علیہ کے نواسہ قاضی اخیار الحسن کو سزائے موت اور ان کے خادم حافظ عبدالوحید الحنفی کو عمر قید سنائی گئی تھی۔ اور دوسرے افراد میں سے ۹/افراد کو تین تین سال قید بامشقت کی سزا دی گئی تھی لیکن اللہ تعالیٰ نے نواز شریف کی قائم کردہ انسداد دہشت گردی کی عدالت کے غلط فیصلہ کو غلط ثابت کر کے ہائی کورٹ کے فیصلہ سے سب احباب کو بری کروا دیا۔ **الحمدللہ علی ذالک۔**

فیصلہ ہائی کورٹ کا متن (جج خواجہ محمد شریف)

یہ فیصلہ اپیلانٹ اخیار الحسن، قاری عبدالوحید، سید اکبر شاہ، سید غنی، حافظ محمد شاہد، حافظ محمد شفیق، محمد ثاقب، عبدالغنی، کامران ظفر، ظفر علی خان اور فدا حسین کی طرف سے دائر کردہ کریمنل (فوجداری) اپیل نمبر 2000,97/T کو نمٹائے گا جنہیں سپیشل جج عدالت نمبر ۲، انسداد دہشت گردی راولپنڈی نے ذیل میں دیے گئے فیصلہ میں بتاریخ ۱۶، مارچ ۲۰۰۰ء کو مجرم ٹھہرایا اور سزا دی تھی۔

اخیار الحسن سزائے موت اور تین لاکھ جرمانہ، عدم ادائیگی مزید چھ ماہ قید سخت زیر دفعہ 302(b) تعزیراتِ پاکستان۔ قاری عبدالوحید عمر قید۔ سید اکبر شاہ، سید عبدالغنی، حافظ محمد شفیق، محمد ثاقب، عبدالغنی، کامران ظفر، ظفر علی خان اور فدا حسین تین تین سال قید اور پانچ پانچ ہزار جرمانہ، عدم ادائیگی جرمانہ چھ ماہ قید زیر دفعہ ۱۴۸ تعزیراتِ پاکستان۔

① موت کی توثیق اور دوسری سزا کے متعلق ۲۰۰۰ء کے دائر کردہ قتل ریفرنس نمبر 747/T کا جواب بھی اس فیصلہ میں دیا جائے گا۔ ہم مستغیث کی طرف سے ملزمان/مدعا علیہم کی سزا میں اضافہ کے لیے ۲۰۰۰ء کی دائر کردہ فوجداری اپیل (نگرانی) نمبر ۶۹ کو ۲۰۰۰ء کی اپیل نمبر 268/T کے ساتھ نمٹانے کی تجویز بھی کریں گے۔

② یہ واقعہ ۸/اکتوبر ۱۹۹۸ء کو رات 10:30 بجے پولیس سٹیشن شہر چکوال سے تین فرلانگ کے فاصلہ پر پیش آیا جبکہ معاملے کی رپورٹ ۹/اکتوبر ۱۹۹۸ء کو 12:05 بجے نصف شب کامران افضل اسسٹنٹ کمشنر صدر چکوال نے اپنی تحریری درخواست EX.PA/1 میں دی اور ایک سب انسپکٹر نے حسب ضابطہ ایف آئی آر EX.PA درج کی۔

③ مختصراً بیان کیے گئے کیس کے حقائق یہ ہیں کہ مستغیث اسسٹنٹ کمشنر صدر چکوال تھا۔ محمد جاوید اور کچھ دوسرے لوگوں نے مائی معظّمہ دربار پر نعت خوانی اور قوالی کرانے کے لیے ساؤنڈ سسٹم کے استعمال کی اجازت کے لیے درخواست دی۔ ۲/اکتوبر ۱۹۹۸ء کو مستغیث نے اس شرط کے ساتھ ساؤنڈ سسٹم کو

استعمال کرنے کی اجازت دی کہ انٹر ڈیک دھیمی آواز میں استعمال کیا جائے گا اور کوئی سیاسی یا مذہبی تقریر نہ کی جائے گی۔ ۷؍اکتوبر ۱۹۹۸ء کو ظفر علی نے ۱۶؍۱۷، اشخاص اور مدرسہ کے طالب علموں کے ساتھ درخواست دی کہ مائی معظّمہ کے دربار پر قوالی کی اجازت نہیں دیں گے۔ اس سلسلہ میں قاری عبدالوحید نے بھی مستغیث کو ٹیلیفون پر کہا تھا۔ مستغیث نے ظفر علی خان وغیرہ کی درخواست کو قانونی کارروائی کے لیے پولیس سٹیشن سٹی بھجوا دیا۔ ۸؍اکتوبر ۱۹۹۸ء کو تقریباً ۶ بجے شام چوہدری محمد یوسف ڈی ایس پی، سلطان فیاض کیانی مجسٹریٹ، اکبر علی انسپکٹر، عاصم افتخار انسپکٹر، غلام علی سب انسپکٹر، غلام مصطفیٰ سب انسپکٹر، رحمت خان سب انسپکٹر، کوثر محمود افتخار احمد اسسٹنٹ سب انسپکٹر، طالب حسین ہیڈ کانسٹیبل، محمد نواز ایف سی، محمد ارشد ایف سی، عامر حسین، ایف سی، ارشاد حسین ایف سی دوسرے پولیس ملازمین کے ساتھ موقع پر آئے اور تب موقعہ کے بارے میں تمام حقائق ڈپٹی کمشنر کو بتائے جس نے کہا کہ مدنی مسجد کے منتظم مولانا قاضی مظہر حسین نے تین چار دفعہ ٹیلیفون پر کہا تھا کہ قوالی کی صورت میں وہاں پر گڑ بڑ ہو گی اور قاری عبدالوحید نے بھی اسے ٹیلیفون پر کہا تھا کہ قوالی کی صورت میں وہاں خون خرابہ ہوگا۔ ڈپٹی کمشنر نے مستغیث اے سی کو ہدایت کی کہ پروگرام کی انتظامی کمیٹی کے چند لوگ قاضی مظہر حسین کے پاس بھیجے جائیں تا کہ معاملہ گفتگو کے ذریعے خوش اسلوبی سے طے ہو جائے۔ پس مستغیث نے سیٹھ عبدالرشید سابقہ کونسلر اور عزیز بالم خان کو قاضی مظہر حسین کے پاس بھیجا۔ اکبر علی انسپکٹر ایس ایچ او سٹی چکوال نے مستغیث کو یہ بھی بتایا کہ قاری عبدالوحید اور قاضی ظہور احمد نے ٹیلیفون پر دھمکی دی تھی کہ وہ قوالی منعقد کرنے کی اجازت نہیں دیں گے۔ تقریباً ۱۰ بجے رات سیٹھ رشید احمد اور عزیز بالم نے مستغیث کو بتایا کہ قاضی صاحب کے ساتھ یہ طے ہو گیا ہے کہ قوالی میں طبلہ استعمال نہیں ہوگا اور ڈیک کی آواز بھی دھیمی ہوگی۔ مستغیث دوسرے ملازمین کے ساتھ 10:30 بجے رات موجود تھا جب سٹیج پر نعت پڑھی جا رہی تھی۔ وہاں روشنی کا انتظام تھا۔ جب قاضی مظہر حسین گروپ کے آدمیوں نے اچانک آتشیں اسلحے اور ڈنڈوں سے مسلح ہو کر (نعت) محفل کے شرکاء پر حملہ کر دیا اور للکارے مارنے شروع کر دیے کہ وہ قوالی کی اجازت نہیں دیں گے اور کسی کو نہیں چھوڑا جائے گا۔ محفل کے شرکاء اور حملہ آوروں میں دو بدو لڑائی شروع ہو گئی اور اس دوران حملہ آور گروپ کی طرف سے فائرنگ شروع ہو گئی۔ مستغیث، سلطان فیاض مجسٹریٹ، چوہدری محمد یوسف ڈی ایس پی، اکبر علی انسپکٹر، غلام علی سب انسپکٹر، رحمت خان سب انسپکٹر، کوثر محمود اسسٹنٹ سب انسپکٹر کے ساتھ سڑک کے مشرق کی طرف موجود تھا۔ حملہ آور گروپ کی طرف سے فائرنگ کرتے ہوئے ایک گولی چوہدری محمد یوسف ڈی ایس پی کو سینے میں لگی۔ لوگوں نے بھاگتے

ہوئے جان بچائی۔ زخمی ڈی ایس پی کو ڈسٹرکٹ ہیڈ کوارٹر ہسپتال منتقل کیا گیا اور حملہ آوروں کو منتشر کرنے کے لیے آنسو گیس استعمال کی گئی۔ وہ شخص جس نے مرحوم پر گولی چلائی اس کا نام بعد میں حافظ اخیار حسن معلوم ہوا جسے آتشیں اسلحہ کے ساتھ موقع پر گرفتار کر لیا گیا۔ نو دوسرے اشخاص کو بھی ڈنڈوں سمیت جو وہ اٹھائے ہوئے تھے، تحویل میں لے لیا گیا۔ یہ بھی بتایا گیا کہ حملہ قاضی مظہر حسین، قاضی ظہور حسین اور قاری عبدالوحید کے ایما پر کیا گیا تھا۔

④ اکبر علی انسپکٹر نے (PW.21) کیس کی تفتیش کی۔ ملزم اخیار الحسن کو موقعہ پر گرفتار کیا گیا اور پستول P.2 میمو EX.P.D کے مطابق قبضہ میں لے لیا گیا سید اکبر سے تحویل میں لیا گیا پستول (ریوالور) میمو EXPU کے مطابق محفوظ کیا گیا۔ ظفر علی نے بھی ۱۲ بور گن P.9 پیش کی جسے میمو EX.PJ کے مطابق قبضہ میں لے لیا گیا۔ موقعہ سے فدا حسین، کامران ظفر، محمد شاہد، محمد شفیق، ثاقب، سید عبداللہ اور سید غنی کو برآمدگی کے مختلف میموز کے مطابق ڈنڈوں کے ساتھ تحویل میں لیا گیا۔ چوہدری محمد یوسف ہسپتال میں زخموں کی تاب نہ لا کر چل بسے۔ تفتیشی افسر تب ہسپتال گیا۔ متوفی کے مردہ جسم کا معائنہ کیا۔ تفتیشی رپورٹ EX.PX تیار کی اور موقعہ سے میمو EX.PP کے مطابق خون آلود مٹی قبضہ میں لے لی۔ موقعہ سے میمو EX.PE کے مطابق تین خالی خول قبضہ میں لیے گئے۔ ۹/اکتوبر ۱۹۹۸ء کو قاضی مظہر حسین اور عبدالوحید کو گرفتار کر لیا گیا۔ ملزمان اخیار الحسن اور سید اکبر کا بھی طبی معائنہ کرایا گیا۔ ۱۱/اکتوبر ۱۹۹۸ء کو ملزمان نثار معاویہ، اللہ بخش، ابرار حسین، شوکت اسلام، مطلوب حسین، محمد عباس، محمد زبیر، ناصر اقبال، ذیشان احمد، محمد سمیر، محمد سلیمان، سخاوت حسین، محمد شیر، محمد عمران، طاہر صادق، طالب حسین، محمد زبیر ولد محمد خالد، عامر شیر، سلیم خان، نور الہدیٰ، عبدالوحید، تاج نبی اور گل نواز کو گرفتار کیا گیا۔ دورانِ تفتیش ۱۸/اکتوبر ۱۹۹۸ء کو نثار معاویہ سے پستول P.6 برآمد کیا گیا جسے میمو EX.PG کے مطابق قبضہ میں لے لیا گیا۔ اللہ بخش سے بھی پستول P.7 کی برآمدگی ہوئی جسے میمو EX.PH کے مطابق محفوظ کر لیا گیا۔ پہلے نامکمل چالان پیش کیا گیا پھر ضمنی چالان پیش کیا گیا اور آخر میں تفتیش کی تکمیل کے بعد تمام ملزمان کو سماعت کے لیے چالان کیا گیا۔

مقدمہ کی سماعت کا سامنا

⑤ مقدمہ کی سماعت کے وقت استغاثہ نے اپنا کیس ثابت کرنے کے لیے کل کیس کے گواہان پیش کیے۔ اس کے بعد فاضل ڈپٹی ڈسٹرکٹ اٹارنی نے کیمیکل ایگزامنیر کی رپورٹ EX.PEE پیش

کی۔ میرالوجسٹ (ڈاکٹر) کی رپورٹ EX.PPF ایف ایس سی کی رپورٹ EX.PGG پیش کی اور استغاثہ کا کیس بند کر دیا۔ تب زیر دفعہ ۳۴۲ ضابطہ فوجداری ملزمان کے بیانات ریکارڈ کیے گئے جن میں انھوں نے بے گناہی کا عذر پیش کیا اور جھوٹے طور پر ملوث کرنے کا دعویٰ کیا۔ انھوں نے اپنے دفاع میں ملک سعی عبداللہ مجسٹریٹ DW.1 کو بھی پیش کیا۔ فیصلہ کے بعد موجودہ گیارہ اپیلانٹ (اپیل کنندگان) کے علاوہ باقی تمام ملزمان کو الزام سے بری کر دیا گیا۔

⑥ اپیلانٹ کے فاضل وکیل استغاثہ کی مکمل اور ریکارڈ پر دستیاب دوسرے مواد کو پڑھنے کے بعد عرض کرتے ہیں کہ جہاں تک وجہ (سبب) کا تعلق ہے یہ ریکارڈ پر آچکا ہے کہ معزز اور مقامی انتظامیہ کی مداخلت کے ذریعے پارٹیوں میں دوستانہ طریقے سے تصفیہ ہو چکا تھا۔ اور ان حقائق کو گواہان ۹ اور ۱۰ عزیز اختر بالم اور عبدالرشید کے بیانات سے تقویت ملتی ہے۔ جو اس تقریب کے منتظم تھے اور یہ بات ڈپٹی کمشنر چکوال عبدالرؤف خان نے بھی بطور گواہ PW.7 تسلیم کی۔ فاضل وکیل یہ بھی گزارش کرتے ہیں حتیٰ کہ مستغیث نے جو کہ اسسٹنٹ کمشنر تھے۔ ایف آئی آر میں یہ نہیں بتایا کہ انہوں نے اپیلنٹ اخیارالحسن کو متوفی پر گولی چلاتے ہوئے دیکھا۔ انہوں نے ہماری توجہ انسپکٹر اکبر علی PW.21 کے بیان کی طرف مبذول کرائی جس نے بیان دیا تھا کہ اس نے کیس ڈائری میں کسی جگہ یہ نہیں بتایا (نشاندہی نہیں کی) کہ اس نے اخیارالحسن کو متوفی پر گولی چلاتے ہوئے دیکھا تھا۔ یہ بھی اضافہ کرتے ہیں کہ دوسرا مبینہ چشم دید گواہ محمد جاوید کو منحرف گواہ قرار دے دیا گیا۔ مزید اضافہ کرتے ہیں کہ افتخار حسین اسسٹنٹ سب انسپکٹر کا بیان (PW.19) دوسرے پولیس ملزمان کے بیانات سے مختلف ہے۔ اس گواہ نے بھی اپیلنٹ کو متوفی کو قتل کرتے ہوئے نہیں (قتل کا ارتکاب کرتے ہوئے) دیکھا۔ اس کے بیان کے مطابق اسے بعد میں معلوم ہوا کہ اپیلنٹ کی گولی متوفی کو لگی۔ فاضل وکیل یہ عرض کرتے ہیں کہ جہاں تک اپیلنٹ اخیارالحسن کا ہتھیار سمیت وقوعہ کے بعد موقعہ سے گرفتاری کا تعلق ہے، یہ سب جعل سازی اور اختراع ہے۔ اور اپیلنٹ کی موقعہ سے گرفتاری کی حقیقت سعی عبداللہ مجسٹریٹ DW.1 کی گواہی تردید کرتی ہے۔ جب انہوں نے بتایا کہ ۹/ اکتوبر ۱۹۹۸ء کو انہیں مولانا قاضی مظہر حسین کے مدرسہ میں چھاپہ مارنے کے لیے بھیجا گیا اور جب وہ ایک کمرے میں پہنچے جہاں ملزم موجود تھا، جسے پولیس نے گرفتار کر لیا۔ اور اس نے اپنا نام اخیارالحسن بتایا اور مذکورہ مجسٹریٹ نے عدالت مجاز میں ملزم کو صحیح طور پر شناخت کر لیا تھا۔ فاضل وکیل (کونسل) کے مطابق استغاثہ کا یہ بیان کہ مجرم کے ہتھیار اخیارالحسن اور دوسروں کی گرفتاری کے بعد قبضہ میں لیے گئے، معقول دلیل (دعویٰ کا ثبوت) نہیں ہے۔ کیوں کہ اگر وہ

واقعہ کی رات قبضہ میں لیے گئے تھے تو اگلے دن قاضی مظہر حسین کے گھر سے پستول کیسے برآمد کیا گیا تھا؟ اپیلانٹس کے فاضل وکیل نے یہ عرض کی کہ ایف آئی آر میں خالی خول کا کوئی ذکر نہ ہے۔

اپیلانٹس کے فاضل وکیل گزارش کرتے ہیں کہ جہاں تک عبدالوحید کے جرم اور قید کا تعلق ہے، ریکارڈ پر کوئی شہادت نہیں ہے۔ سوائے منیر حسین ایف سی PW.15 کی اکیلی شہادت کے جس میں اس نے عبدالوحید کو مختلف اداروں کے لوگوں کو ٹیلیفون کرتے ہوئے دیکھا کہ وہ مقررہ وقت پر موقعہ پر پہنچ جائیں۔ یہ بھی گزارش کرتے ہیں کہ وہ گواہان جنہوں نے استغاثہ کی مدد کی تھی وہ سب چوہدری محمد یوسف DSP کے ماتحت تھے جو مبینہ طور پر اس کیس میں قتل ہوا۔ اپنی گزارشات کو ختم کرتے ہوئے فاضل وکیل اپیلانٹس یہ عرض کرتے ہیں کہ استغاثہ اپیلانٹس کے خلاف کیس ثابت کرنے میں بری طرح ناکام ہو چکا ہے اور وہ بری ہونے کے مستحق ہیں۔ راجہ محمد نواز اپیلانٹس کے فاضل وکیل یہ گزارش کرتے ہیں کہ اپیلنٹ اخیار الحسن مولانا قاضی مظہر حسین صاحب کا نواسہ ہے۔

دوسری طرف سرکار کے فاضل وکیل اپیلانٹس کے فاضل وکیل کی گزارشات کی مخالفت کرتے ہیں۔ وہ گزارش کرتے ہیں کہ وہ تمام گواہان جنہوں نے استغاثہ کی مکمل مدد کی ہے انہیں اپیلانٹس کو غلط طور پر مقدمہ میں پھنسانے کے لیے کوئی بغض یا دشمنی نہیں تھی اور کسی گواہ پر ایک بھی تجویز (Suggestion) کا سوال نہیں اٹھایا گیا۔ مزید عرض کرتے ہیں کہ PW.19 افتخار حسین ASI نے خاص طور پر بیان دیا تھا کہ تینوں ملزمان کو ہتھیاروں سمیت موقعہ سے گرفتار کیا گیا تھا۔ ان میں اخیار الحسن بھی تھا، جسے سزائے موت دی گئی ہے۔ اور خالی خولوں کی برآمدگی میرالوجسٹ (ڈاکٹر) کی رپورٹ کے مطابق اخیار الحسن کی نشاندہی پر برآمد کیے گئے، ہتھیار سے مطابقت رکھتی ہے۔ یہ بھی اضافہ کرتے ہیں کہ ڈاکٹر کی (رپورٹ) رائے چشم دید گواہ کی جگہ نہیں لے سکتی۔ فاضل وکیل کے مطابق منیر حسین ایف سی کو اپیلانٹ کے ساتھ کوئی دشمنی نہیں تھی۔ مختصر ترین لفظوں میں وہ عدالت سماعت کے فیصلہ میں مدد کرتے ہیں (یعنی تقویت پہنچاتے ہیں)۔

ہم نے پارٹیوں کے فاضل وکلاء کو سنا اور ریکارڈ کا مطالعہ کیا۔ پہلے ایف آئی آر میں پینتیس ملزمان کے نام تھے جبکہ چوبیس رہا ہو گئے (بری ہو گئے)۔ اخیار الحسن کو سزائے موت دی گئی، جبکہ قاری عبدالوحید کو عمر قید کی سزا دی گئی ہے۔ اور باقی ۹، ملزمان سید اکبر، سید عبدالغنی، حافظ محمد شاہد، حافظ محمد شفیق، محمد ثاقب، عبدالغنی، کامران ظفر، ظفر علی خان اور فدا حسین کو زیر دفعہ ۱۴۸ تعزیراتِ پاکستان تین تین سال قید کی سزا دی گئی۔ سرکار نہ ہی استغاثہ (ستم زدہ) فریق نے چوبیس ملزمان کی رہائی کے خلاف اپیل

دائر کی تھی۔ اس کیس کا اندراج کامران افضل اسسٹنٹ کمشنر کی درخواست پر کیا گیا جو بطور گواہ PW.8 پیش ہوئے۔ اُسے منحرف گواہ قرار دیا گیا۔ کیوں کہ اس نے استغاثہ کے کیس کی مدد نہیں کی۔ عوام سے دوسرے چشم دید گواہان سیٹھ عبدالرشید اور عزیز بالم خان PW.9 اور PW.10 نے بھی استغاثہ کے کیس کی مدد نہیں کی۔ اب باقی پولیس افسران اکبر علی انسپکٹر، افتخار احمد اے ایس آئی، غلام مصطفیٰ ایس آئی، غلام علی ایس آئی اور کوثر محمود اے ایس آئی کی شہادتیں رہ جاتیں ہیں۔ ان گواہان کی شہادت سے یہ بات ریکارڈ پر آچکی ہے کہ فائرنگ حملہ آوروں کے دوگروہوں کی طرف سے کی گئی، جو مختلف اطراف سے آرہے تھے اور بقول مستغیث پارٹی کم از کم ۲۵/۳۰ گولیاں چلائی گئیں اور صرف ایک گولی متوفی چوہدری محمد یوسف ڈی ایس پی کو لگی۔ افتخار احمد اے ایس آئی PW.19 نے بیان کیا کہ اسے بعد میں معلوم ہوا کہ متوفی کو اخیار الحسن کی گولی لگی۔ اشارہ سے یہ بات ثابت ہوچکی ہے کہ اس نے اپنی آنکھوں سے نہیں دیکھا کہ اخیار الحسن کی گولی متوفی کو لگی۔ پیپر بک کے صفحہ ۱۱۱ پر اس گواہ نے بیان دیا تھا کہ وقوعہ سے ۲۵/۳۰ گز کے فاصلے سے تین اشخاص کو پولیس نے تحویل میں لیا تھا۔ یہ بات بھی ریکارڈ پر آچکی ہے کہ رات بارہ بجے تک پولیس نے کسی شخص کو گرفتار نہیں کیا تھا۔ انسپکٹر اکبر علی PW.21 نے تسلیم کیا تھا کہ حملہ آوروں کے دوگروہ تھے، جنہوں نے تقریباً پچیس، تیس فائر کیے تھے۔ اس نے یہ بھی تسلیم کیا تھا کہ اس نے کسی ضمنی میں یہ نشاندہی نہیں کی کہ یہ اخیار الحسن اپیلنٹ تھا جس کی گولی متوفی کو لگی۔

ابتدائی مراحل میں استغاثہ کی کہانی یہ تھی کہ اخیار الحسن کو ہتھیار سمیت موقعہ سے گرفتار کیا گیا۔ اپیلانٹس نے اپنے دفاع میں سعی عبداللہ مجسٹریٹ بطور گواہ DW.1 پیش کیا جس نے بیان کیا کہ ۹/اکتوبر ۱۹۹۸ء کو تقریباً صبح کی نماز کے وقت اسے چوہدری محمد یوسف ڈی ایس پی کے قتل کے بارے معلوم ہوا اور تقریباً 6:30 بجے صبح اسسٹنٹ کمشنر چکوال ملزم مولانا قاضی مظہر حسین کو اپنے ہمراہ تھانہ لائے۔ اس نے یہ بھی بیان کیا کہ اسے ڈپٹی کمشنر اور انتظامیہ کے دوسرے اعلیٰ حکام نے اخیار الحسن کے نانا قاضی مظہر حسین کے گھر پر چھاپہ مارنے کے لیے بلایا، جہاں مدنی مسجد کے ادارہ کی طرف سے بچیوں کا مدرسہ چلایا جاتا ہے۔ گواہ نے بتایا کہ وہ ایک ڈی ایس پی اور دوسرے پولیس کے ہمراہ قاضی مظہر حسین کی رہائش گاہ میں گئے اور سکول کے دوسرے کمرہ میں انھوں نے ایک شخص پایا جس کا نام بعد میں اخیار الحسن معلوم ہوا۔ جب پولیس نے اسے گرفتار کیا اس گواہ نے عدالتِ سماعت کے روبرو مذکورہ ملزم کو شناخت کیا بطور اخیار الحسن جسے ۹/اکتوبر ۱۹۹۸ء کو قاضی مظہر حسین کی رہائش گاہ کے کمرہ سے گرفتار کیا گیا تھا۔ یہ انکار کرنے والی حقیقت نہیں ہے کہ یہ مجسٹریٹ بیان دینے کے وقت ریٹائرڈ ہوچکے تھے، لیکن

یقین نہ کرنے کی بھی کوئی وجہ نہیں ہے۔اس کے بیان نے اخیارالحسن کی جائے وقوعہ سے گرفتاری کے متعلق استغاثہ کے کیس کو مکمل طور پر ختم کر دیا ہے۔ یہ درست ہے کہ اپیلانٹس اور پولیس ملازمین کے درمیان کوئی دشمنی نہیں تھی لیکن یہ تسلیم شدہ حقیقت ہے کہ تمام ملازمین متوفی چوہدری محمد یوسف کے ماتحت تھے، جوڈی ایس پی تھا۔انہوں نے حکم کے مطابق مستغیث کے ایف آئی آر کے بیان کو استغاثہ کے ساتھ جوڑنا تھا۔انہوں نے اگرچہ وہ اس وقت (وقوعہ کے وقت) اسسٹنٹ کمشنر تھے، استغاثہ کی مدد نہیں کی۔اور جائے وقوعہ پر حاضر بھی تھے۔یہ وجہ وہ خود بہتر جانتے ہیں اور انہیں منحرف گواہ قرار دیا گیا۔

ڈاکٹر خالد عزادار PW.14 جس نے ۹/اکتوبر ۱۹۹۸ء بوقت ۴ بجے شام اخیارالحسن کا طبی معائنہ کیا، نے کند آلہ کی کچھ ضربات پائیں جو تعداد میں تین تھیں۔زخموں کا وقفہ (دورانیہ) چھ گھنٹے تھا اور تازہ بھی تھا۔اگر کوئی دونوں طرف سے وقت پھیلانا چاہتا ہے تو وہ دونوں طرف سے دو (۲) دو (۲) گھنٹے آگے پیچھے ہوسکتا ہے۔ڈاکٹر کی رائے بھی ۸/اکتوبر ۱۹۹۸ء کو رات ایک بجے (نصف شب) اخیارالحسن کی گرفتاری کی نفی کرتی ہے۔اگر اسے وقوعہ کے فوراً بعد آدھی رات کے وقت گرفتار کیا جاتا تب دورانیہ پندرہ سے سولہ گھنٹے ہونا چاہیے تھا۔جہاں تک سزا یافتہ اپیلنٹ عبدالوحید کا تعلق ہے اس کے خلاف صرف یہ ایک شہادت ہے جو منیر حسین ایف سی PW.15 کی ہے۔اس نے بتایا کہ مجرم ٹیلیفون پر کچھ لوگوں سے باتیں کر رہا تھا کہ فنکشن کی جگہ کچھ لوگ بھیجے جائیں۔کس کو یہ مجرم ٹیلیفون کر رہا تھا؟ اس کے بارے نہیں بتایا گیا اور پبلک میں سے کوئی بھی منیر حسین ایف سی کے بیان کی تصدیق کے لیے نہیں لایا گیا۔

جہاں تک آتشیں اسلحہ کی مثبت رپورٹ کا تعلق ہے، صرف آتشیں اسلحہ کے ماہر کی مثبت رپورٹ کی بنیاد پر نہ سزا دی جاسکتی ہے، نہ برقرار رکھی جاسکتی ہے خاص طور جبکہ چشم دید گواہ کا بیان نا قابل یقین ہے۔ یہاں یہ بھی ضروری ہے کہ جیسے کہ اکبر علی انسپکٹر PW.21 نے تسلیم کیا ہے کہ پچاس ساٹھ فائر کیے گئے، جبکہ موقعہ سے صرف تین خالی خول برآمد ہوئے (برآمد کیے گئے)۔یہ بھی استغاثہ کی کہانی کے بارے میں شکوک پیدا کرتا ہے۔جب ریکارڈ کے مطابق شہادت سے یہ ثابت ہو چکا ہے کہ استغاثہ کا اخیارالحسن اور قاری عبدالوحید کا کیس جنہیں سزائے عمر قید دی گئی، یہ مشکوک قسم کا ہے۔ہم اپیلانٹس کی سزا کے خلاف اسی طرح کا نقطہ نظر رکھتے ہیں، ہچکچاہٹ محسوس نہیں کرتے۔جنہیں ۳ سال قید اور پانچ ہزار روپے جرمانہ زیر دفعہ ۱۴۸ تعزیراتِ پاکستان کیا گیا ہے۔تمام پہلوؤں سے معاملہ کا تنقیدی جائزہ لینے کے بعد خاص طور پر مستغیث کی شہادت جو اسسٹنٹ کمشنر تھا اور جائے وقوعہ پر حاضر تھا، لیکن عدالت سماعت کے سامنے استغاثہ کے کیس کی مدد نہیں کی۔PW.9 اور PW.10 عزیز اختر بالم، سیٹھ عبدالرشید ڈاکٹر کا بیان

جس نے مجرم اپیلنٹ اخیار الحسن کا طبی معائنہ کیا، خاص طور پر اس نے زخموں کا جو دورانیہ دیا۔ جاوید اقبال ولد غلام حسین PW.18 کا بیان جسے منحرف گواہ قرار دیا گیا اور افتخار احمد اے ایس آئی کی PW.19 جب اس نے اپنے ابتدائی میں بیان کیا کہ فائرنگ سے صرف ایک گولی محمد یوسف ڈی ایس پی کو لگی اور بعد میں یہ پڑھا گیا کہ اخیار الحسن کی گولی محمد یوسف ڈی ایس پی کو لگی تھی۔ PW.21 تفتیشی افسر کا بیان اور سعی عبداللہ مجسٹریٹ کا بیان DW.1 اخیار الحسن اپیلنٹ کی گرفتاری کے متعلق ہم سوچ و بچار کے نقطہ نظر سے اس نتیجہ پر پہنچے ہیں کہ استغاثہ اپیلانٹ کے خلاف کیس ثابت کرنے میں بری طرح ناکام ہو گیا ہے اور استغاثہ کا کیس شکوک سے پُر ہے۔ شک کا فائدہ ملزمان کو بطور حق نہ کہ بطور رعایت دیا جاتا ہے۔ تسلیم شدہ قانون کے اصول کا اطلاق کرتے ہوئے ہم اپیلانٹس کی دائر کردہ اپیل منظور (تسلیم) کرتے ہیں، انہیں دی گئی سزا اور قید ختم کرتے ہیں اور انہیں الزام سے بری کرتے ہیں۔ اخیار الحسن اور قاری عبدالوحید جیل میں ہیں، انہیں فوراً رہا کر دیا جائے گا۔ اگر انہیں کسی اور کیس میں حراست میں رکھنے کی ضرورت نہ ہو۔ جہاں تک دوسرے (باقی ماندہ) اپیلانٹس کا تعلق ہے، انہیں سزا پوری ہونے کے بعد جیل سے رہا کیا جا چکا ہے۔ کیوں کہ عدالت سماعت نے سزا کے بعد انہیں ضمانت کی اجازت کبھی نہیں دی۔ اخیار الحسن مجرم اپیلنٹ کی سزائے موت کی توثیق نہیں کی جاتی ہے۔ قتل ریفرنس کا جواب نفی میں ہے۔ (فلہٰذا)

۲۰۰۰ء فوجداری نگرانی نمبر ۶۹ اور ۲۰۰۰ء فوجداری اپیل نمبر 268/T جو مستغیثا نان نے دائر کی تھیں، ختم کی جاتی ہیں۔ (فیصلہ ہائی کورٹ بنچ، جسٹس محمد شریف، ۴ر نومبر ۲۰۰۲ء)[1]

وکیل صحابہ رضی اللہ عنہم حضرت مولانا قاضی مظہر حسین صاحب امیر تحریک

خدام اہل سنت والجماعت کا رہائی کے بعد ایمان افروز خطاب

(ڈی ایس پی چکوال چوہدری محمد یوسف رائے مرحوم) کے قتل کے سلسلہ میں حضرت مولانا قاضی مظہر حسین صاحب خلیفہ مجاز شیخ العرب والعجم حضرت مولانا سید حسین احمد مدنی امیر تحریک خدام اہل سنت کو مع ۳۵ کارکنان وطلبہ ۹ر اکتوبر بروز جمعہ گرفتار کیا گیا تھا۔ قریباً چالیس دن اڈیالہ سنٹرل جیل راولپنڈی میں رہے پھر ہائی کورٹ کے حکم سے ۲۴ر نومبر کو کمپلیکس ہسپتال اسلام آباد ایڈمٹ ہوئے۔ اور تقریباً

---

[1] مسوّدہ مکمل متن، لاہور ہائیکورٹ ۲۰۰۴ء ر فیصلہ برائے سانحہ چکوال ۱۹۹۸ء

چھتیس (۳۶) دن ہسپتال میں قیام کے بعد ۲۴ ردسمبر ۱۹۹۸ء بروز جمعرات اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے ضمانت پر رہائی نصیب ہوئی۔ ۵ ر رمضان المبارک ۱۴۱۹ھ ۲۵ ردسمبر ۱۹۹۸ء کو نماز جمعۃ المبارک سے پہلے مدنی جامع مسجد میں قائداہل سنت نے خطاب فرمایا۔ مدنی جامع مسجد کی گیلریاں، ملحقہ مدرسہ کا صحن، کمرے و مسجد اور مدرسہ کی چھتیں سنی مسلمانوں کے اس عظیم اجتماع کے لیے ناکافی ہو رہی تھیں۔ اہل سنت والجماعت کا اتنا زیادہ اجتماع پہلے کبھی دیکھنے میں نہیں آیا یاد رہے کہ باقی افراد کی ضمانت کا کیس ہائی کورٹ میں زیر سماعت ہے۔ قائداہل سنتؒ نے اپنے مجاہدانہ اور ایمان افروز خطاب میں فرمایا:

''بزرگانِ دین و برادران اہل سنت آج جمعہ کا مبارک دن ہے۔ چاند کی تاریخ ۵ ر رمضان المبارک ۱۴۱۹ھ اور انگریزی تاریخ ۲۵ ردسمبر ۱۹۹۸ء ہے۔ تمام مہینوں سے سب سے زیادہ فضیلت والا برکتوں اور رحمتوں والا مہینہ یہ رمضان ہے۔ اور اس کی خاص شان یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے قرآنِ مجید نبی کریم رحمت اللعالمین خاتم النبیین شفیع المذنبین امام الانبیاء والمرسلین ﷺ پر نازل فرمایا۔ یہ رمضان شریف گویا قرآن مجید کی سالگرہ[1] ہے۔ کہ ہر سال جہاں بھی کوئی سنی مسلمان ہے۔ وہ قرآنِ مجید بیس تراویح میں سنتا ہے۔ اور جو سامع اور حافظ قرآن ہیں، وہ بھی اور جتنے بھی تراویح پڑھنے والے ہیں وہ بھی اللہ کا قرآن سنتے ہیں۔ دن میں روزہ رکھتے ہیں۔ حلال کھانا پینا بھی بند ہو جاتا ہے۔ رات کو بیس تراویح کی عبادت زائد رکھی گئی ہے۔ تاکہ اللہ کے بندے اللہ کی رحمتوں کو زیادہ سے زیادہ حاصل کر سکیں رحمت اللعالمین ﷺ نے فرمایا کہ ''رمضان میں اگر تم نے روزہ رکھا کوئی آدمی تم سے جھگڑا کرتا ہے تو تم اس کے ساتھ جھگڑا نہ کرو۔ تم یہ کہہ دو کہ میں تو روزہ سے ہوں اگر وہ سمجھ دار ہے تو وہ جھگڑا چھوڑ دے گا۔ سرکش شیطان جکڑے جاتے ہیں۔ جہنم کے دروازے بند ہو جاتے ہیں۔ جنت کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں۔ جو پہلے بے نماز ہوتے ہیں، وہ بھی نماز پڑھتے ہیں اور قرآن مجید تراویح میں سنتے ہیں اس لیے اس رمضان شریف میں زیادہ سے زیادہ عبادت کرو۔ جو بندہ رمضان شریف میں وفات پاتا ہے اور روزے رکھتا ہے نمازیں پڑھتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اس کی بخشش فرما دیتے ہیں۔ یہ دنیا فانی ہے یہ جہان فانی

---

[1] لفظ سالگرہ کے دو معانی ہیں نمبر ۱ سال کا گر جانا یا گزر جانا نمبر ۲، سال کی گرہ یعنی گانٹھ لگ جانا، جب اس کی نسبت مخلوق کی طرف ہو تو مطلب یہ ہوتا ہے کہ ایک اور سال گر گیا یعنی کم ہو گیا اور جب غیر مخلوق کی طرف ہو تو مراد یہ ہوتی ہے کہ مزید ایک سال کی گرہ لگ گئی۔ چونکہ قرآن مجید اللہ تعالیٰ کا کلام ہے تو قائداہل سنتؒ کے متذکرہ فرمان کو اس معنی میں لیا جائے گا کہ گویا سال بہ سال کے اضافہ سے ہر رمضان المبارک میں قرآن مجید کے نزول کی عمر بڑھتی جا رہی ہے نہ کہ مخلوق کی طرح گھٹتی جا رہی ہے۔ سلفی

ہے۔ ہر آدمی کی زندگی کا وقت معین ہوتا ہے۔ جب موت کا فرشتہ آجاتا ہے۔تو ساری مخلوق بھی کوشش کرے تو اس کو چھڑا نہیں سکتی۔ ہم غافل ہیں۔ ہم سمجھتے ہیں کہ ہماری زندگی لمبی ہے۔ یہ ساری زندگی امتحان ہے۔مصیبت بھی آزمائش ہے اور آرام بھی آزمائش، جو بندہ تخت شاہی پر بیٹھا ہے یا وزارت یا صدارت اس کو نصیب ہوتی ہے۔اس کا امتحان اور زیادہ سخت ہے۔جو آدمی مصیبت زدہ ہے کوئی مصیبت اس پر آئی ہے۔تو یہ بھی اللہ تعالیٰ کی طرف سے امتحان ہے کہ مصیبت میں صبر کرتا ہے یا بے صبری اور آرام میں شکر کرتا ہے یا ناشکری۔ یہ قرآن مجید قیامت تک کے لیے ہدایت ہے۔ ہر بات اصولی طور پر اللہ پاک نے اپنے بندوں کو سمجھائی ہے۔ **ولنبلونکم بشئی من الخوف والجوع ونقص من الاموال والانفس والثمرات** ''اللہ پاک فرماتے ہیں کہ اے ایمان والو! ہم ضرور تمہارا امتحان لیں گے ضرور تمہاری آزمائش کریں گے۔''

کس نے فرمایا؟ کس کو فرمایا؟ امتحان ہوتا ہے۔امتحان میں پاس ہو جائے تو اس کو انعام ہے اور فیل ہو جائے تو وہ ناکام ہے۔**ولنبلونکم بشئی من الخوف** دشمنوں کا خوف **والجوع** بھوک تنگ دستی یعنی کھانے کو نہیں ملتا۔ یہ امتحان ہے **ونقص من الاموال** مالوں کا امتحان مثلاً فصل تباہ ہو گئی۔ چنے مارے گئے۔ سمجھا یہ رہا ہوں کہ یہ جو مصیبتیں ہیں اللہ پاک کی طرف سے امتحان اور آزمائش ہیں **والانفس والثمرات** پھلوں کا امتحان۔ پھل نہیں باغ نہیں طوفانی بارشیں آئیں تو سب تباہ ہو گیا۔ پھر جانی نقصان ہے۔اللہ پاک نے قیامت تک کے لیے اپنے بندوں کے لیے فرمایا کہ ساری زندگی امتحان گاہ ہے۔اس امتحان کے لیے تیاری اور محنت کرو۔ مصیبتیں دینے والا اللہ ہے۔ مصیبتیں دور کرنے والا کون؟ اللہ۔ مشکل کشا بھی وہی اور حاجت روا بھی وہی ہے۔**وبشر الصابرین** ہم مصیبتوں سے تمہاری آزمائش کریں گے اور اے میرے رسول ﷺ اس امتحان میں آپ ان لوگوں کو خوشخبری سنا دیں جو صبر کرنے والے ہیں یہ قرآنِ مجید کی آیت کا مفہوم ہے۔ بے صبری کریں ہائے یہ ہو گیا ہائے وہ ہو گیا۔ چھوٹی مصیبت ہو بڑی مصیبت ہو اللہ پاک فرماتے ہیں۔اس مصیبت میں پاس ہونے والا وہ ہے جو صبر کرے برقرار رہے۔ ہمت اور حوصلہ نہ ہارے۔**الذین اذا اصابتھم مصیبۃ** صبر کرنے والے کون ہیں؟ وہ ہیں جن کو کوئی بھی مصیبت اللہ کی طرف سے آتی ہے۔مصیبت کس کی طرف سے آتی ہے؟ اللہ کی طرف سے **قالو انا للہ وانا الیہ راجعون** اس حقیقت کا اظہار کرتے ہیں۔ ہم بھی اللہ کے ہیں۔ مال دیا جان دی پھر موت ہو گئی۔ یہ چیز بھی ہمارے لیے ہی تھی۔ ہم اللہ کے لیے ہیں **وانا الیہ راجعون** ہم نے آخر قیامت کے دن اسی کی طرف لوٹ کر جانا ہے **اولئک علیھم صلوت من**

ربھم ورحمہ یہ صبر کرنے والے وہ لوگ ہیں جن پر اللہ کی خاص عنایتیں ہیں واولئک ھم المھتدون اور یہی صبر کرنے والے ہدایت یافتہ ہیں۔یعنی سیدھے راستے پر چلنے والے ہیں جو صبر کرتے ہیں۔

ہم نے جیل کیسے کاٹی؟

اب آپ منتظر ہوں گے آپ یہ انتظار کر رہے ہیں کہ میں بیان کروں کہ جیل کیسی کاٹی؟ ۹/ اکتوبر بروز جمعہ ۱۹۹۸ء ہمیں گرفتار کیا گیا۔ جمعہ ہم نہیں پڑھ سکے کیونکہ تھانہ میں تھے۔شام کو مجھے اور حافظ عبدالوحید حنفی صاحب کو تھانہ سول لائن راولپنڈی لے گئے۔مصیبت تو تھی۔کس کی طرف سے؟ ''اللہ'' کی طرف سے،کس لیے؟ اللہ کے دین کے لیے، پھر باقی سارے پہنچ گئے۔دہشت گردی کی عدالت میں گرفتار ہوئے۔کل ۱۳۵ آدمی جن میں ۲۱ طلبہ قرآن پڑھنے والے بھی شامل تھے۔

جیل میں بھی دن گزارے ہسپتال میں بھی دن گزارے اور اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے اس کی خاص رحمت سے کل گذشتہ رہائی ہوئی اور آج آپ کی خدمت میں جمعہ کے دن حاضر ہوں۔ جو وقت تھا جیل جانے کا اس سے کوئی چھڑا نہ سکا اور جب وقت آیا رہائی کا تو رہائی کو کوئی روک نہ سکا۔ یہ درمیانی جو عرصہ گزرا ہے۔اللہ تعالیٰ قبول فرمائے۔ جو باقی کارکنان رہ گئے ہیں ان کے لیے بھی دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ مدد کرے اور ان کی بھی ضمانت ہو جائے۔سب کچھ کرنے والا وہ ہے۔لیکن جو مسبب الاسباب ہے۔وہ اسباب پیدا کرتا ہے۔وکیل کر لیے۔قانونی کارروائی کے یہ سب اسباب ہیں۔جائز اسباب اختیار کرو، ناجائز سے بچو (جیل کے) اندر والوں کے لیے بھی آزمائش اور باہر والوں کے لیے بھی آزمائش۔آپ کی بھی آزمائش اور سب کے گھر والوں کی بھی آزمائش تھی۔اگر باہر والوں نے صبر کیا اور اللہ سے توبہ واستغفار کرتے رہے دعائیں کرتے رہے تو وہ کامیاب، اور اندر والوں نے صبر کیا اللہ سے دعائیں مانگتے رہے تو وہ بھی کامیاب (جیل کے) اندر والے بھی وظیفے پڑھتے رہے اور باہر والے بھی وظیفے پڑھتے رہے۔کوئی دعا کوئی وظیفہ ضائع نہیں ہوتا اگر دل سے کیا جائے۔لیکن اگر ہم یہ کہیں کہ آج دعا کریں اور وہ جیل سے نکل آئیں تو یہ امتحان تو نہیں۔وہی نکالے گا جب وہ چاہے گا، وہ سنتا بھی ہے دل کی نیتیں بھی جانتا ہے۔اسی پر توکل کرو اس پر اعتماد کرو حضرت یوسف علیہ السلام معصوم پیغمبر تھے یعنی گناہ سے پاک، وہ جیل میں گئے کہ نہیں؟ ہم تو کچھ بھی نہیں۔گنہگار ہیں کوئی نسبت ہی نہیں۔سمجھا یہ رہا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کے انبیاء کرام علیہم السلام جو معصوم ہوتے ہیں ان کو بھی اللہ مصیبت دیتے ہیں تا کہ امتی لوگ یہ سمجھیں کہ

ان کے درجے بلند ہوتے ہیں اور ہمارے گناہ معاف ہوتے ہیں۔حضرت یوسف علیہ السلام کو جب قید خانے سے رہا ہوئی۔تو وہ فرماتے ہیں:قد احسن بی اذاخر جنی من السجن اللہ نے مجھ پر بڑا احسان کیا کہ مجھ کو قید خانے سے نکالا، کون فرماتا ہے؟ (حضرت یوسف علیہ السلام) یا اللہ میں گنہگار اور یہ سب گنہگار آج بھی تیرا شکرادا نہیں کرسکتے لیکن آج میں بھی یہ عرض کرتا ہوں کہ اے اللہ تیرا احسان عظیم ہے۔ تو نے ہمیں قید خانے سے نجات دی اور جمعہ پر آپ کی خدمت میں حاضر ہو گیا۔

جو واقعہ ہے اور جو حادثہ ہے آپ کو معلوم ہی ہے کبھی یہ نہ کہیں کہ ایسا ہوتا تو یہ ہوتا، یہ نہ کہنا۔ جو ہونا ہوتا ہے وہ ہو کے رہتا ہے۔ جب ہو جائے تو پھر یہ نہ کہو کہ کیوں ہوا؟ صبر کرو۔ سرورکائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے جنتی صحابہ رضی اللہ عنہم پر جو مصیبتیں آئیں ہم وہ تصور بھی نہیں کرسکتے۔ ہم کمزور ہیں ہم کمزوروں کے لیے گویا یہ آزمائش ہے۔ واقعہ سب جانتے ہیں اور میں حقیقت حال بتانے کے لیے عرض کرر ہا ہوں کہ چوہدری محمد یوسف رامے مرحوم کے قتل سے میرا یا میری جماعت کا سُوئی کے برابر بھی دخل نہیں۔ اس کے ساتھ ہماری کوئی دشمنی تھی؟ وہ تو جمعہ کی نماز ہماری مسجد میں پڑھتا تھا۔ چوہدری صاحب جب ٹرانسفر ہو کر آئے تو مجھے آ کر ملے اور بتایا کہ میں آج ہی ڈیوٹی پر چکوال آیا ہوں۔

سمجھا یہ رہا ہوں کہ کوئی آدمی کسی کو قتل یا زخمی کرتا ہے تو کوئی دشمنی وعناد ہوتا ہے ناں؟ اللہ تعالیٰ اس کو بخشے اور جنت نصیب فرمائے۔ اس کے گھر والوں کو بھی صبر نصیب فرمائے اور سب جانتے ہیں کہ اصل تو شکر اللہ کا ہے ہم حق ادا نہیں کرسکتے۔ لیکن جن دوستوں نے، ہمدردوں نے، خیر خواہوں نے، ہماری صفائی پیش کی، صحافی، اخبارات والے مقامی ہفت روزے، دھن کہوں والے، چکوال پوائنٹ والے[1] جو کچھ ہمیں وہاں پڑھنے کا موقعہ ملا، الحمد للہ سب نے ہمارے حق میں بیان دیا۔ دیگر روزناموں، جنگ، نوائے وقت، اوصاف ان سب نے (دینی جرائد ماہنامہ الخیر ملتان، ماہنامہ انوار مدینہ لاہور، ماہنامہ بینات کراچی، ماہنامہ النصیحۃ چارسدہ، ماہنامہ نصرت العلوم گوجرانوالہ وغیرہ) ان سب نے کہا کہ اس جماعت کا قتل سے کوئی تعلق ہے ہی نہیں۔ الحمد للہ اس سے بڑی صفائی اور کیا ہوتی ہے؟ باقی رہ گیا مسئلہ، بات سمجھو، اللہ کا قانون، رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی شریعت سب سے اوپر ہے یا نیچے ہے؟ اللہ رب اللعالمین ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سرور کائنات ہیں۔ تو اگر اللہ فرمادیں کہ حرام، تو کیا نبی حلال کرسکتے ہیں؟ یا اللہ فرمائے حلال تو یہ حرام کرسکتے ہیں؟ مسئلہ مسئلہ ہے۔ یہ سمجھو جب کوئی مسئلہ سامنے آتا

---

[1] چکوال کے مقامی اخبارات ہیں۔

ہے یا مجھ سے،کوئی پوچھتا ہے۔اگر میں سمجھتا ہوں کہ یہ مسئلہ شریعت میں ایسا ہے۔تو میرا بتانا ضروری ہے کہ نہیں؟ نبی ﷺ نے فرمایا کہ جو عالم حق چھپاتا ہے۔وہ گونگا شیطان ہے۔حدیث میں ہے: **العلماء ورثۃ الانبیاء** علماء انبیاء کے وارث ہیں۔مسئلہ بتادو کوئی مانے یا نہ مانے کوئی آپ سے مسئلہ پوچھتا ہے۔کسی سے پوچھتا ہے۔اگر وہ جانتا ہے وہ چھپائے گا تو وہ گونگا شیطان ہے۔لوگوں نے کئی باتیں بنائی ہیں۔مسئلہ مختصر یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی صفتیں بیان کرو۔رسول پاک ﷺ کی نعت پڑھو۔لیکن گویے کی طرز پر نہ ہوں۔اور ساتھ طبلے سارنگیاں نہ ہوں بعض لوگوں کو غلط فہمی ہے۔اس لیے یہ بات سمجھا رہا ہوں۔یہ جو اختلاف تھا یہ کوئی دیوبندی، بریلوی اختلاف نہیں ہے۔دیوبندیوں کے نزدیک بھی حرام ہے اور بریلویوں کے نزدیک بھی حرام، اہل حدیث کے نزدیک بھی حرام حتیٰ کہ یہ شیعہ مذہب میں بھی حرام ہے۔

میں آئندہ جمعہ پر دلیلیں پیش کروں گا۔کیونکہ بعض لوگوں نے کہا کہ یہ بریلوی، دیوبندی اختلاف ہے حالانکہ مولانا احمد رضا خان صاحب بریلویوں کے بڑے امام ہیں وہ کہتے ہیں کہ یہ جو صوفی طبلے سرنگیاں بجاتے ہیں۔یہ سخت گنہگار اور نافرمان ہیں، یہ مسئلہ سمجھو۔مجھے فون آیا تھانہ سے، اے ایس آئی کی طرف سے، مجھے بعد میں معلوم ہوا کہ دونوں فریق آئے ہوئے ہیں ایک کہتا ہے کہ یہ قوالی ہو یعنی طبلے سرنگیوں سے اور دوسرا کہتا ہے کہ نہ ہو۔مجھے فون آیا اے ایس آئی کا۔میں نے کہا کہ ان سے کہہ دو کہ نعت پڑھو اور یہ ساتھ طبلے سرنگیاں نہ ہوں میں نے یہ کہنا تھا کہ نہیں؟ بھئی ان کو سمجھا دو کہ یہ حرام ہیں نعتیں پڑھوالو۔یہ میرے لیے ضروری تھا کہ نہیں؟ اس نے کہا کہ میں دونوں فریقوں کو آپ کے پاس بھیج دیتا ہوں۔تو وہ میرے پاس مسجد میں آئے کہ میں ان کو سمجھاؤں۔دفتر میں حافظ عبدالوحید صاحب تھے انہوں نے مجھے بتایا کہ یہ آدمی آئے ہیں اور دونوں فریق تھانیدار نے بھیجے ہیں۔تو میں نے حافظ عبدالوحید صاحب کو بتایا کہ ان کو بتادو کہ نعت جائز ہے طبلے سرنگیاں حرام ہیں، یہ میں نے کہا عبدالوحید نے نہیں کہا میں نے یہ مسئلہ سمجھایا ہے حنفی صاحب نے میری طرف سے یہ کہا کہ وہ یہ کہہ رہے ہیں کہ یہ ناجائز ہے۔آگے آپ کی مرضی ہے۔بندے انہوں نے ہی میرے پاس بھیجے تھے۔حنفی صاحب دفتر میں تھے انہوں نے مجھے پوچھا تو میں نے کہا کہ مسئلہ یہ ہے ان کو سمجھا دو۔بات صاف ہے کوئی کہتا ہے فلاں نے کیا ہے کوئی کہتا ہے فلاں نے کیا ہے۔جب کوئی مسئلہ آجائے تو مسئلے کو بطور شرعی مسئلے کے سمجھو اور سمجھاؤ۔دوسری بات میں انتظامیہ کو بھی سمجھاتا ہوں اور حکومت بھی سن لے۔نبی کریم ﷺ نے فرمایا: **کلکم راع و کلکم مسئول عن رعیۃ** اے ایمان والو! تم میں سے ہر ایک چرواہا ہے اور اس کے ماتحت گویا رعیت ہے۔ایک ریوڑ ہے تو چرواہا کیا کرتا ہے؟ اپنی بکریوں بھیڑوں کی حفاظت، کہ کہیں بھیڑیا نہ کھا جائے۔اس

طرح گھر میں باپ حاکم ہے بیوی بچے اس کے ماتحت ہیں۔ پوچھا جائے گا کہ تم نے ان کے حقوق ادا کئے۔ چھوٹا افسر ہو یا بڑا۔ صوبائی وزیر ہو یا ضلعی کونسلر ہو یا جس حلقے کا وہ ممبر ہے۔ قیامت کے دن پوچھا جائے گا کہ تم نے ان کے حقوق ادا کئے یا نہیں؟ صدر ہوں یا وزیر اعظم صوبائی وزیر ہو یا گورنر، ضلعی چیئرمین، ڈی سی ہو یا ایس پی ہو۔ قیامت کے دن یہ پوچھا جائے گا کہ تم کو میں نے اقتدار دیا تھا اتنے تیرے ماتحت تھے تم نے میرے حکم کے مطابق فیصلہ کیا یا مجھ کو ناراض کر کے فیصلہ کیا؟ یہ آج تو ہزاروں میں کوئی ایک ہوگا کہ جس کو احساس ہو کہ مجھ سے یہ پوچھا جائے گا۔

تو میں انتظامیہ سے یہ کہتا ہوں۔ نام نہیں لیتا کہ تم نے جو F.I.R کاٹی ہے۔ چالان کیا ہے کیا تم از روئے ایمان، اللہ تعالیٰ کو حاضر ناظر یقین کر کے اپنے دل سے یہ کہہ سکتے ہو کہ ہم نے یہ ٹھیک کیا؟ میں ان کو سمجھا رہا ہوں۔ کیا تمہارا ضمیر کہتا ہے کہ جن کو پکڑا ہے واقعی یہ مجرم ہیں؟ ۱۴۔ ۱۵ سال کے بچے، کیا یہ سب قتل میں ملوث ہیں؟ بھئی کیا یہ سارے قاتل ہیں؟ اس لیے میں کہتا ہوں کہ اس ملازمت کو بت نہ بناؤ۔ یہ بت بن گیا ہے۔ کہتے ہیں کیا کریں ملازمت ہے۔ توبہ کرو اور استغفار کرو اور ساری زندگی کے لیے توبہ کرو۔ پھر ورنہ مرنے کے بعد جو بھی کسی پر ظلم کرتا ہے سزا پائے گا۔ ہم صحابی تو نہیں۔ صحابہ رضی اللہ عنہم تو وہ ہیں جنہوں نے رحمت اللعالمین صلی اللہ علیہ وسلم کے جلوے پائے، میں گنہگار ممبر پر بیٹھا ہوں اور آپ گنہگار سن رہے ہیں اللہ تعالیٰ ہمارا سننا سنانا قبول فرمائے۔ ایک وہ وقت تھا کہ مسجد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں منبر پر سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم تشریف فرما ہیں اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم آپ کا خطبہ آپ کا واعظ سن رہے ہیں۔ جنہوں نے بھوک کاٹی، اپنوں کو ناراض کیا، بڑوں کو ناراض کیا، کس لیے؟۔ اللہ راضی ہو جائے۔ نہ بڑے کی پرواہ کی اور نہ چھوٹے کی۔ نہ ابوجہل کی نہ ابولہب کی۔ بلال حبشی رضی اللہ عنہ کو پتھروں پر گھسیٹا گیا۔ انگاروں پر ڈالا گیا۔ تو کیا انہوں نے حق کو چھوڑا؟ (بالکل نہیں)......ایک تو بت ہوتے ہیں پتھر لکڑی کے ایک بت ہم نے خود بنائے ہوئے ہیں، جب تک سارے بتوں کو نہیں توڑو گے بچ نہیں سکو گے۔ صحابہ کے بارے میں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں رضی اللہ عنہم ورضوا عنہ جو اللہ نے حکم دیا بس پھر انہوں نے نہیں دیکھا کہ فلاں راضی ہوگا یا ناراض، اللہ ان سے راضی، وہ اللہ سے راضی وہ اللہ سے راضی کیوں؟ اس لیے کہ انہوں نے یہ نہیں دیکھا کہ اللہ کے حکم کے سامنے کون ان سے راضی ہوگا اور کون ناراض ہوگا؟ ساری مخلوق ناراض ہو مگر اللہ راضی ہو تو کوئی پرواہ نہ کرے۔ اللہ ہمیں اپنی رضا کے مطابق یہ فانی زندگی گزارنے کی توفیق عطا فرمائے۔ مقدمہ قتل کا، پھر قانونی چارہ جوئی، ہم نے جلوس سے منع کر دیا دیکھو نا جذبہ ہے جوش ہے، لیکن صبر کس کو کہتے ہیں؟ میں نے منع کر دیا، اب بھی منع کرتا ہوں کہ اس کا کوئی

فائدہ نہیں ہوتا۔ دعائیں کرو اللہ سے مدد مانگو کہ اللہ باقیوں کو بھی ضمانت پر ہر طرح سے اس قید و بند سے رہائی عطا کرے۔ آمین

چودھری محمد اقبال صاحب ایڈووکیٹ، وہ ہمارے مقدمہ کی قانونی پیروی کر رہے ہیں اور ایک پیسہ تک نہیں لیا، مجھے ملنے جیل میں گئے پہلے انہوں نے اخبار میں پڑھا۔ پھر یہاں سے پتہ کیا۔ پھر وہاں سول لائن تھانہ راولپنڈی پہنچ گئے اور مجھے کہا کہ آپ کو دہشت گردی کی عدالت میں لے جائیں گے۔ میں وہاں آپ کی طرف سے بحیثیت وکیل ہوں گا اور پھر ہمارے پہنچنے سے پہلے یہ وہاں موجود تھے اللہ تعالیٰ ان کو اجر عظیم دے۔ جلوس نکالنے سے میں نے منع کر دیا تھا کہ بس قانونی کارروائی کرو اور اللہ سے دعا مانگو۔ ہر چیز کا وقت ہے۔ موقعہ ہے۔ یہ سب سمجھو۔ لوگوں کی نہ سنو۔ ہر ایک کی عقل ہے ہر ایک کا قیاس ہے کوئی کہتا ہے یہ ہے کوئی کہتا ہے وہ ہے۔ جماعت وہ ہوتی ہے جو ایک فیصلہ پر قائم رہے، دکھ میں ساتھ سکھ میں ساتھ۔ مایوسی نہیں بزدلی نہیں صبر کرو۔ بزدلی اور ہوتی ہے حکمت عملی اور ہوتی ہے جس جس نے بھی ہمارے کیس میں کسی طرح بھی کوشش کی ہے اللہ اس کو اجر دے۔ ایم پی اے چودھری لیاقت علی صاحب، وفاقی وزیر جنرل عبدالمجید صاحب، یہ جیل میں بھی ملاقات کے لیے آئے۔ اللہ تعالیٰ جس کے ذریعے کوئی کام کرا دے۔ (یہ آخری جو مرحلہ تھا) سیاسی وابستگی اور ذہنیت سے بالاتر ہو کر ہم نے یہ کرنا ہے۔ اللہ تعالیٰ کسی کا محتاج نہ بنائے۔ میں تو جیل میں بھی یہی دعا مانگتا رہا کہ یا اللہ کسی کا محتاج نہ بنا اپنے دروازے کے سوا، پھر وہ اسباب خود پیدا کر دیتا ہے۔ یہ آخری مرحلہ جو ہسپتال سے بیماری کی رپورٹ کا تھا۔ اب بتاؤ نا کہ مجھ سا اتنا بوڑھا آدمی[1]۔ اللہ ہی صبر عطا کرتا ہے۔ بیماری کی بناء پر وکیل صاحب نے ضمانت کی درخواست دی۔ اب بیماری کے لیے ڈاکٹروں کی میڈیکل رپورٹ چاہیے تھی مجھے وہاں اس لیے بھیجا، اس لیے مجھے ایک ماہ تک کمپلیکس ہسپتال اسلام آباد میں رکھا گیا، تو اللہ تعالیٰ نے آسانی پیدا کر دی۔ ہائی کورٹ نے کہا کہ وہ رپورٹ پیش کرے۔ کہ واقعی ضمانت ہونی چاہیے، کمزوری ہے بیماری ہے، آخری مرحلہ میں جنرل عبدالمجید صاحب نے کوشش کی اور ہمارے عزیز کرنل مسعود الحسن صاحب شروع سے ہی انہوں نے ہسپتال میں کوشش کی۔ یہ سب اسباب ہیں۔ اس لیے میں کہتا ہوں کہ اس میں جس جس نے جتنی کوشش کی ہے اللہ اس کو اجر دے۔

باقی جو احباب رہ گئے۔ دو ہفتے ہائیکورٹ میں چھٹیاں ہیں۔ وکیل صاحب اچھی بحث کرتے ہیں

[1] اس وقت قائد اہل سنتؒ کی عمر ۸۴ برس تھی۔ سلفی

آپ دعا کرو کہ باقی جن کی ضمانت کی درخواست دی ہوئی ہے خاص کر چھوٹے چھوٹے بچوں کی، اللہ کرے رمضان میں ہی ان کی بھی رہائی ہو جائے۔ صبر اور شکر کرو۔ ہم نے اشتعال سے کام نہیں لینا کوئی اور ہوتا تو کہتا یہ کرو وہ کرو۔ اللہ بے نیاز ہے۔ اللہ کو تکبر پسند نہیں بلکہ عاجزی اور سجدہ میں گرتے ہوئے ماتھا ناک رگڑتے ہوئے۔ زمین پر کیا پڑھتے ہو؟ سبحان ربی الاعلیٰ۔ پاک ہے وہ اعلیٰ۔ بھئی ہم کیا ہیں کچھ بھی نہیں یا اللہ تو ہی سب سے اونچا ہے تو ہی بلند ہے۔ حضور ﷺ فرماتے ہیں بندہ جب سجدے میں جاتا ہے اس کو اللہ کا قرب نصیب ہوتا ہے۔ اس قرب کی وجہ سے اس کے سینے میں نور آتا ہے۔ اس نور کی جھلک ان کے چہروں پر نظر آتی ہے۔ اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے لیے فرمایا کہ **سیماھم فی وجوھھم من اثر السجود** کہ سجدہ کرتے ہیں سجدے کی وجہ سے ان کے چہروں پر نور کے نشان ہیں۔

صحابہ کرام کی مصیبتوں کا کوئی تصور بھی نہیں کر سکتا۔ جو اللہ اور رسول ﷺ کے لیے تھیں پھر اللہ تعالیٰ نے فرمایا: **رضی اللہ عنھم ورضوا عنہ** کہ تم مجھ سے راضی اور میں تم سے راضی۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے، اہلبیت سمیت سب سے اللہ تعالیٰ راضی ہے۔ حکومت سے میں کہتا ہوں کہ قاتل کی تلاش کرو۔ ہماری صفائی میں ہمارے جو سیاسی مخالف تھے ان کے بیانات بھی اخبارات میں آئے ہیں کہ نہیں؟ یہ سب اللہ کی مدد ہے نا؟ یعنی سب کا بیان یہی ہے کہ ہمارا اس قتل سے کوئی تعلق نہیں۔ اور واقعی ہے بھی نہیں۔ اس لئے میں حکومت سے کہتا ہوں کہ قاتل کی تلاش کرو۔ تمہاری ذمہ داری ہے، جو بھی قاتل ہے، تحقیق کرو اور میں ان کے وارثوں سے بھی کہتا ہوں کہ تم کوشش کرو انکوائری کراؤ ججوں کی انکوائری رکھواؤ۔ دودھ کا دودھ اور پانی کا پانی سب کو معلوم ہو جائے گا۔ صرف پولیس کی رپورٹوں پر اعتماد مت کرو۔ میں کیا کہوں پولیس خود بھی جانتی ہے۔ حکومت، پارٹی اور سیاست سے بالاتر ہو کر کوشش کرے۔ اللہ سے امید ہے کہ قاتل کا سراغ ان شاء اللہ مل جائے گا۔ قاتل کو سزا مل کر رہے گی۔ یہ ہماری آخری گزارش اور اپیل سمجھو۔ زندگی فانی ہے، پہلے جوان ہوتا ہے اکڑتا ہے پھر بوڑھا ہو جاتا ہے، مگر ایمان ساتھ رہتا ہے کیونکہ بچہ مومن ہے، جوان مومن ہے، بوڑھا مومن ہے۔ ایمان اور عمل ہو تو کامیاب ہو جاتا ہے۔ اصل بات تو یہ ہے۔

آخری گزارش صدر تارڑ صاحب، وزیر اعظم صاحب سے یہ کہ ۵۲ سال ہو چکے ہیں قیام پاکستان کو یعنی نصف صدی۔ آج تک اسلام کا صحیح قانون مرتب ہی نہیں ہوا بنایا ہی نہیں گیا۔ قیامت کے دن تم اہل اقتدار سے پوچھا جائے گا کہ میں نے وزارت عظمیٰ دی تھی، اس نے صدارت دی تھی۔ دنیوی اقتدار دیا تھا، تم کو میں نے مہلت دی۔ جس اللہ نے تم کو پیدا کیا جس اللہ نے تم کو اقتدار دیا کیا اس اللہ کا قانون تم نے ملک میں نافذ کیا؟

وزیر اعظم صاحب وعدہ نہ کریں۔ ابھی سے شروع کردیں۔ یہ ناچ ڈانس مجرے بند کرا سکتے ہیں کہ نہیں؟ اگر شادیوں کے لیے آپ آرڈیننس نافذ کر سکتے ہیں تو ڈھول ڈھمکے ناچ اور بے حیائی کے لیے آپ آرڈیننس جاری نہیں کر سکتے؟ ہم یہ کہتے ہیں کہ آج شرعی سزائیں نافذ کردو۔ چوروں کے ہاتھ کاٹو ڈاکوؤں کے ہاتھ پاؤں کاٹو تو پھر کیا یہ ڈاکہ ماریں گے؟ سعودی حکومت کو دیکھو، بہر حال ہم تحریک خدام اہل سنت والے ایسے سیاسی نہیں ہیں نہ ایسے سیاسی بنو جو سنی مذہب سے بالا ہو۔ اللہ تعالیٰ خلافت راشدہ کے نور سے ہمارے سینوں کو منور کردے۔ اور سارے پاکستان کو خلافت راشدہ کے نور سے منور کردے۔ اور یہ سب اللہ کا فضل ہے یہ صرف خدام اہل سنت کی جماعت ہے جس نے حق چار یار کا نعرہ لگایا، یا اللہ مدد کہنا سکھایا، اصلی کلمہ اسلام سکھایا، یہ بھی دین ہے، یہ دین ہو جائے تو سیاست نیچے ہو جائے گی اور دین اوپر ہو جائے گا اور خلافت راشدہ نہ ہو تو یہ گندی سیاست سے سارا ملک گندا ہو جائے گا۔ اللہ تعالیٰ سمجھ دے، عمل کی توفیق عطا فرمائے۔ وآخر و دعوانا ان الحمد للہ ربّ العالمین۔ [قائد اہل سنتؒ کے بیان کے دوران موقع موقع سے نعرہ تکبیر شان رسالت اور خلافت راشدہ، حق چار یار کے ایمان افروز نعرے لگائے جاتے رہے] [1]۔

رہائی کے بعد قائد اہل سنتؒ کا دوسرا خطاب

حضرت قائد اہل سنتؒ نے خطبہ مسنونہ کے بعد قرآنِ مجید کی آیت کریمہ تلاوت فرمائی:

وَإِذَا سَأَلَكَ عِبَادِي عَنِّي فَإِنِّي قَرِيبٌ أُجِيبُ دَعْوَةَ الدَّاعِ إِذَا دَعَانِ فَلْيَسْتَجِيبُوا لِي وَلْيُؤْمِنُوا بِي لَعَلَّهُمْ يَرْشُدُونَ (پ ۲، سورۃ البقرۃ ۱۸۶)

جب میرے بندے آپ سے میرے بارے میں پوچھیں تو آپ فرما دیں کہ بے شک میں تو نزدیک ہوں جب کوئی پکارنے والا مجھے پکارتا ہے میں اس کی پکار کی آواز سنتا ہوں فَلْيَسْتَجِيبُوا لِي پس چاہیے کہ میرے بندے میرا حکم مانیں وَلْيُؤْمِنُوا بِي اور چاہیے کہ مجھ پر ایمان رکھیں۔ لَعَلَّهُمْ

[1] خطاب قائد اہل سنتؒ، بعد از رہائی / ماہ نامہ حق چار یارؓ، جنوری ۱۹۹۹ء / لاہور

نوٹ: ماہ نامہ حق چار یار میں شائع شدہ اس تقریر کو تحریر کے قالب میں ڈھالنے کی کوشش نہیں کی گئی تھی، جس کی بناء پر استفادہ مشکل ہی نہیں، عوامی طبقے کے لیے تقریباً ناممکن تھا۔ اب الحمد للہ اس پر محنت کر کے ممکنہ حد تک تحریری قالب میں ڈھالا گیا ہے، عبارات کو ہر لحاظ سے باہم مربوط کیا گیا ہے۔ اور یوں یہ ایمان افروز خطاب اب اپنی اہمیت وافادیت میں کئی گنا بڑھ کر اہل ذوق کو لطف دے گا۔ سلفی

يَرْشُدُوْنَ تاکہ وہ ہدایت پر رہیں۔

بزرگانِ دین۔ برادرانِ اہلِ سنت والجماعت آج جمعہ کا مبارک دن ہے۔ ۱۲/رمضان المبارک ۱۴۱۹ ہجری اور انگریزی تاریخ یکم جنوری ۱۹۹۹ء ہے۔ سورۃ بقرہ کی یہ آیت رمضان شریف کے فضائل اور ان کے احکام کے سلسلہ میں اتری ہے۔ نبی کریم رحمت اللعالمین، خاتم النبیین، شفیع المذنبین، امام الانبیاء والمرسلین، امام الملائکۃ المقربین ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اس مبارک مہینہ کے تین عشرے ہیں۔ پہلا عشرہ رحمت کا ہے۔ دوسرا مغفرت کا اور تیسرا عتق من النار جہنم کی آگ سے خلاصی (آزادی) کا۔ پہلے دس دنوں میں اللہ تعالیٰ کی اپنے بندوں پر خاص رحمتیں نازل ہوتی ہیں۔ دوسرے عشرے میں بندوں کی مغفرت ہوتی ہے۔ اس دوسرے عشرے میں جو مسلمان فوت ہوجاتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کی بخشش فرماتے ہیں۔ موت تو ہر ایک کو آنی ہے **کل نفس ذائقۃ الموت** لیکن خوش نصیب ہیں وہ لوگ جن کی موت کسی مبارک مقام پر یا مبارک دن میں ہوتی ہے۔ تیسرا اور آخری عشرہ جہنم سے آزادی کا ہے۔

نبی کریم ﷺ نے فرمایا: **عتق من النار** اللہ تعالیٰ کی طرف سے اپنے نیک بندوں کو جہنم سے آزادی کا پروانہ ملتا ہے۔ اس آخری عشرے میں نیک بندوں کو یہ پروانہ ملتا ہے کہ جہنم تم پر حرام ہے۔ یہ ایمانداروں کے لیے ہے۔ جن کا عقیدہ صحیح ہے، ورنہ تو کافر لوگ بھی رمضان میں مرتے ہیں۔ اللہ کے نیک بندے وہ ہیں جو اس مبارک مہینے میں دن کو روزہ رکھتے ہیں اور رات کو بیس رکعت نماز تراویح سنت موکدہ پڑھتے ہیں۔ قرآنِ مجید کی تلاوت کرتے ہیں۔ ذکر اور درود شریف پڑھتے ہیں۔ کسی سے جھگڑتے نہیں۔ کوئی گناہ نہیں کرتے۔ اس کے برعکس کئی ایسے ہٹے کٹے ہیں جوان سردی کے چھوٹے دنوں میں بھی روزے نہیں رکھتے۔ وہ بڑے بدنصیب ہیں اس آخری عشرے کی یہ فضیلت ہے کہ لیلۃ القدر اسی عشرے میں ہے۔ اعتکاف اسی عشرے میں ہے۔ اللہ تعالیٰ اپنی رضا کے مطابق اس مبارک مہینہ میں اعمال صالح اور عبادت کی توفیق عطا فرمائے۔ ان آیات کا شان نزول یہ ہے کہ بعض صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے حضور ﷺ سے پوچھا کہ رب تعالیٰ نزدیک ہیں یا دور؟ اس لیے کہ قرآنِ مجید سے پہلے عام لوگ شرک کرتے تھے بت پرستی کرتے تھے۔ اللہ تعالیٰ کے بارے یہ گمان تھا کہ بادشاہوں کی طرح کہیں دور بیٹھتا ہے۔ اس تک ہماری رسائی نہیں اسی بنا پر کسی نے دریافت کیا۔ اب یہ شان رسالت دیکھیں کہ سوال فرش پر ہوا اور جواب عرش سے آیا۔ ذرا دیر نہیں لگی فوراً وحی آ گئی۔ **واذا سالك عبادی عنی** کہ جب آپ سے بندے میرے بارے میں پوچھیں، اللہ ہمیں بھی اپنا بندہ بنائے۔ تابعدار بنائے۔ آپ انہیں جواب دیں کہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ **انی قریب** کہ میں تو نزدیک ہوں، قریب ہوں۔ دوسری جگہ فرمایا: **ونحن**

اقرب الیہ من حبل الورید۔ اتنا قریب ہوں کہ انسان کی شہ رگ سے بھی زیادہ نزدیک ہوں۔ خود انسان اتنا اپنے نزدیک نہیں جتنا کہ اللہ اس کے نزدیک ہے تو بن دیکھے ہم نے اللہ تعالیٰ کی صفات کو قرآن مجید سے ماننا ہے۔ یومنون بالغیب۔ اور قرآنِ مجید بھی حضور ﷺ کی رسالت کے ذریعے ماننا ہے کہ حضور ﷺ پر یہ اللہ تعالیٰ کا قرآن نازل ہوا۔ ماننے میں، ایمان لانے میں رسالت پہلے ہے۔ حضور ﷺ کے ذریعے رسالت کے ذریعے ہم نے اللہ تعالیٰ کو وحدہ لاشریک مانا ہے۔ پہلے انبیاء کرام علیہم السلام کو بغیر دیکھے ماننا۔ فرشتوں کو بھی بغیر دیکھے ماننا۔ آئندہ کی پیشین گوئیوں کو بغیر دیکھے ماننا ہے، جو بات قرآنِ مجید میں آجائے اس کو ہم نے بغیر دیکھے ماننا ہے یہ ایمان ہوتا ہے۔ اب وہ کیسے نزدیک ہے؟ اس کی کیفیت اللہ ہی جانتا ہے۔ ہمیں تو اپنی روح کا بھی پتہ نہیں۔ روح ہمارے جسم کے اندر ہے، روح ہی دیکھتی ہے۔ روح ہی سنتی ہے، روح ہی بولتی ہے۔ لیکن ہم تو روح کو بھی نہیں دیکھ سکتے۔ جب اللہ شہ رگ سے نزدیک ہے تو پھر کوئی مصیبت آجائے۔ مشکل پیش آجائے تو کس کو پکارنا چاہیے؟ اُجِیۡبُ دعوۃ الداع اذا دعان۔ جب بھی کوئی پکارنے والا مجھ کو پکارتا ہے۔ دعان کا معنی پکارنا ہے۔ مانگنا ہے، تو میں اس کی پکار سنتا ہوں اور قبول کرتا ہوں۔ ایک ہے پکار عالم اسباب میں جیسے میں آپ سے خطاب کر رہا ہوں۔ آپ سن رہے ہیں۔ ہم ایک دوسرے کو بلاتے ہیں، یہ پکار جائز ہے کیونکہ اسباب سامنے ہیں، اللہ تعالیٰ نے اسباب ہمارے انتظام کے لیے پیدا کئے ہیں۔ لیکن مسبب الاسباب یعنی اسباب پیدا کرنے والا، اسباب کو موافق بنانے والا یا مخالف بنانے والا صرف اللہ تعالیٰ ہے۔ اس کے اختیار میں سب کچھ ہے۔ یہی توحید ہے۔ انسان کی زبان بند ہو جائے، کان بند ہو جائیں، دل و دماغ ماؤف ہو جائیں تو کوئی کچھ کر سکتا ہے؟ شکر کرو کہ اللہ تعالیٰ نے ہمیں یہ اعضاء دیے ہیں۔

حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام، فرماتے ہیں: واذا مرضت فھو یشفین جب میں بیمار ہوتا ہوں تو وہ مجھے شفا دیتا ہے حالانکہ ڈاکٹر کیپسول دیتا ہے۔ گولی دیتا ہے۔ ٹیکا لگاتا ہے۔ ہم کہتے ہیں ڈاکٹر نے علاج کیا یہ بیماری دور ہوگئی۔ سبب تو ڈاکٹر بنا مگر شفا دینے والے اللہ تعالیٰ ہیں۔ اگر شفاء ڈاکٹر کے پاس ہو تو ڈاکٹر خود کیوں بیمار ہوتے ہیں؟ اور امریکہ و برطانیہ جا کر علاج کرواتے ہیں۔ کوئی مقدمہ ہو۔ قانونی کارروائی کرنی ہو تو ہم وکیل کرتے ہیں۔ یہ سب اسباب ہیں کسی وکیل کے اختیار میں نہیں ہے کہ ضرور کامیابی ہو۔ اگر اللہ تعالیٰ کی طرف سے کامیابی ہے تو وہ وکیل ہماری کامیابی کا ظاہری سبب بنا ہے اور اگر خدانخواستہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے آزمائش ہے اور کامیابی نہیں ہے۔ تو وکیل کی محنت تو ضائع نہیں ہوتی۔ لیکن ہزار وکلاء بھی کوشش کریں کچھ نہیں کر سکتے جب تک اللہ تعالیٰ کو منظور نہ ہو۔ جو شرعاً جائز اسباب ہیں ان کو اختیار کرنا سنت ہے۔

اظہارِ تشکر اور ایک نصیحت

میں نے گزشتہ جمعہ اس کیس کے حالات واقعات بیان کئے ہیں۔ لوگوں کو سمجھانے کے لیے کہ لوگ مختلف پروپیگنڈے کرتے ہیں۔ جب کہ واقعات کچھ اور ہوتے ہیں ہمارے کیس کی جو رہنمائی کر رہے ہیں چودھری محمد اقبال صاحب ایڈووکیٹ۔ بے لوث وکالت کر رہے ہیں گزشتہ جمعہ وہ حاضر نہیں ہو سکے آج اس جمعہ پر وہ مسجد میں حاضر ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کی محنت کامیاب کرے، ہمارے دوسرے مہربان جناب حمید ہاشمی صاحب جو روزنامہ نوائے وقت کے نمائندہ ہیں۔ وہ بھی تشریف فرما ہیں اور اللہ تعالیٰ نے ان کو کوئی ایسی ہمدردی دی کہ دن رات وہ میرے کیس کے سلسلہ میں سرگرداں رہے۔ اللہ تعالیٰ ان کو بھی اجرِ عظیم عطا فرمائے۔ میں نے بتایا تھا کہ جو F.I.R ہے وہ سراسر جھوٹی ہے۔ بے بنیاد ہے۔ اللہ تعالیٰ ان پولیس والوں کو ہدایت دے، اللہ تعالیٰ کا خوف کریں۔ میں نصیحت کرتا ہوں[1]۔

رسائل وجرائد کے احتجاجی تبصرے

قائد اہل سنتؒ کی متذکرہ گرفتاری کے خلاف قومی ومقامی اخبارات کے علاوہ دینی رسائل نے بھی احتجاجی تبصرے کیے۔ مثلاً:

① ماہنامہ ''نوائے شریعت'' نے نومبر ۱۹۹۹ء کے شمارہ میں درج ذیل تبصرہ کیا:

''پاکستان شریعت کونسل کے امیر مولانا فداء الرحمٰن درخواستی نے دارالعلوم حنفیہ چکوال میں سلسلہ نقشبندیہ کے سالانہ اجتماع میں شرکت کے موقع پر تحریک خدام اہل سنت کے مرکز مدنی مسجد کا دورہ کیا اور تحریک کے امیر حضرت مولانا قاضی مظہر حسین اور ان کے رفقاء کی گرفتاری سے پیدا شدہ صورت حال کا جائزہ لیا۔ مولانا زاہد الراشدی، مولانا محمد رمضان علوی، مولانا قاری عبدالخالق، اور مولانا قاری ضیاء الحق حقانی بھی ان کے ہمراہ تھے۔ کونسل کے راہنماؤں نے اس موقع پر مدنی مسجد اور اس سے ملحقہ دو دینی مدارس مدرسہ اظہار الاسلام اور مدرسہ تعلیم النساء پر پولیس ایکشن کے اثرات ونشانات کا معائنہ کیا۔

پاکستان شریعت کونسل کے امیر نے چکوال پولیس کی کاروائی کی شدید مذمت کرتے ہوئے حکومت سے مطالبہ کیا ہے کہ ہائی کورٹ کے جج کے ذریعہ اس واقعہ کی عدالتی تحقیقات کرائی جائے اور حضرت مولانا قاضی مظہر حسین اور ان کے بے گناہ ساتھیوں کو رہا کیا جائے۔

---

[1] خطاب قائد اہل سنتؒ (خلاصہ) ریکم جنوری ۱۹۹۹ء بمطابق ۱۲ رمضان المبارک ۱۴۱۹ھ / مدنی جامع مسجد چکوال

مولانا درخواستی نے کہا کہ مدنی مسجد اور مدرسہ اظہار الاسلام کے خلاف چکوال پولیس کی کاروائی انتہائی شرمناک ہے، تمام سنجیدہ حلقوں کو اس کی مذمت کرنی چاہیے۔''

② جامعہ خیر المدارس ملتان کے ماہنامہ ''الخیر'' نے اپنی نومبر ۱۹۹۹ء کی اشاعت میں ایک قرارداد شائع کی جو وزیرِ اعلیٰ پنجاب، گورنر پنجاب اور آئی جی پولیس پنجاب کے نام تحریر کی گئی تھی، اور اس کی کاپیاں تمام رسائل کو ارسال کی گئی تھیں۔

③ مجلس صیانۃ المسلمین کے ترجمان ''ماہنامہ الصیانۃ'' نے اپنی نومبر ۱۹۹۹ء کی اشاعت میں درج ذیل تبصرہ کیا جو مدیر محترم مولانا وکیل احمد شیروانی کے قلم سے ہے۔

قائد اہل سنت حضرت مولانا قاضی مظہر حسین کی مظلومیت

''تحریک خدام اہل سنت کے بانی و امیر مدرسہ اظہار الاسلام کے مہتمم، مدنی جامع مسجد چکوال کے خطیب، درجنوں کتابوں کے مصنف، ماہنامہ حق چار یارؓ کے نگران و سرپرست، مسند طریقت و ارشاد کے صدر نشیں، بیمار دلوں اور روحوں کے معالج، دشمنانِ صحابہؓ کے لیے شمشیر برّاں، شیخ العرب والعجم مولانا سید حسین احمد مدنی رحمہ اللہ کے شاگرد رشید اور خلیفہ مجاز، دار العلوم دیوبند کے سند یافتہ عالم دین، ۸۵ سالہ بزرگ اور معمر حضرت مولانا قاضی مظہر حسین صاحب اپنے نواسہ اخیار الحسن اور دیگر رفقاء کے ساتھ اڈیالہ جیل کی سلاخوں کے پیچھے مظلومیت اور بے بسی کی زندگی بسر کر رہے ہیں۔ حضرت قاضی صاحب موصوف کو ڈی ایس پی محمد یوسف مرحوم کے قتل کے الزام میں گرفتار کیا گیا واقعہ کچھ یوں ہے کہ ۸، اکتوبر ۱۹۹۸ء کو چکوال میں قوالی کے نام پر ایک انارکی اور بے حیائی پھیلانے والی محفل کا انعقاد ہوا، جس کے انعقاد سے پہلے علاقہ بھر کے دیندار لوگوں نے انتظامیہ کو خبردار کیا تھا کہ ایسا کوئی پروگرام نہیں ہونا چاہیے، لیکن پولیس کی نگرانی میں بے حیائی پھیلانے والی محفل منعقد ہوئی۔ اور ہوئی بھی قبرستان میں، لوگوں نے اسے بند کرنے کے لیے بار بار کہا، مگر کسی نے کوئی بات نہ سُنی۔
بالآخر مشتعل ہجوم میں سے کسی نے گولی چلائی، جس سے ڈی، ایس، پی قتل ہو گیا۔
پولیس کا موقف یہ ہے کہ گولی قاضی صاحب کے نواسہ نے قاضی صاحب کے ایماء پر چلائی۔
جب کہ تحریک خدام اہل سنت کے ذرائع اس دعویٰ کو غلط اور بے بنیاد قرار دے رہے ہیں،

قاضی صاحب اور اُن کے رفقاء کی گرفتاری کے بعد پولیس کے ہاتھوں جو مسجد کی حرمت پامال ہوئی اس پر انسانیت ماتھا پیٹ کر رہ جاتی ہے۔ ہم حکومت سے مطالبہ کرنے میں حق بجانب ہیں کہ وہ اصل مجرموں کو پکڑے اور ایک بزرگ عالم دین کو اور اُن کے بے گناہ ساتھیوں کو رہا کرے۔ حضرت قاضی صاحب کے بارہ میں اُن کے مخالفین بھی شاہد ہیں کہ انہوں نے کبھی بھی اشتعال انگیز تقریر نہیں کی۔ انہوں نے اپنی تقریر و تحریر میں کبھی بھی شائستگی اور وقار کا دامن ہاتھ سے نہیں چھوڑا۔ وہ ہمیشہ امن پسند رہے اور قانون کی بالا دستی پر یقین رکھتے ہیں۔ اس لیے حکومت ہائی کورٹ کے جج سے اس قضیہ کی انکوائری کرائے تا کہ حقائق طشت از بام ہوسکیں۔

④ جامعہ مدنیہ لاہور کے ترجمان ''انوار مدینہ'' نے اپنی نومبر ۱۹۹۹ء کی اشاعت میں درج ذیل تبصرہ کیا۔

''۸، اکتوبر کو چکوال میں ایک افسوسناک فائرنگ کے واقعہ میں ڈی، ایس، پی چکوال چوہدری محمد یوسف ہلاک ہو گئے۔ بعدازاں چکوال انتظامیہ کی جوابی کاروائی میں تحریک خدام اہل سنت والجماعت کے قائد حضرت مولانا قاضی مظہر حسین صاحب مدظلہ اور دیگر بہت سے عہدیداروں کو پولیس نے گرفتار کرلیا۔ حضرت مولانا قاضی مظہر حسین صاحب مدظلہم کی ذات پاکستان میں کسی تعارف کی محتاج نہیں ہے۔ پیرانہ سالی اور بہت سے امراض کے باوجود آپ حقوقِ اہل سنت کے تحفظ کے لیے ہمہ وقت فکر مند رہتے ہیں۔ آپ آئینی و اخلاقی حدود کے اندر رہتے ہوئے مثبت انداز میں خدمات انجام دے رہے ہیں اور سبھی حضرات آپ کی وجاہت و درویشی کی وجہ سے آپ کو عزت کی نگاہ سے دیکھتے ہیں۔ ایسی بزرگ شخصیت کو اس قسم کے مقدمات میں ملوث کرنا بہت ہی افسوسناک اور قابلِ مذمت امر ہے۔ ہمارا مطالبہ ہے کہ حضرت کو فی الفور رہا کیا جائے۔ اور ہائی کورٹ کے جج کے ذریعہ اس واقعہ کی غیر جانبدارانہ تحقیق کرائی جائے اور جب تک حضرت مولانا کی رہائی عمل میں نہیں آجاتی، تب تک ان کے شایان شان جیل میں اے کلاس میں رکھا جائے۔''

⑤ جامعۃ العلوم الاسلامیہ علامہ بنوری ٹاؤن کراچی کے ترجمان ''ماہنامہ بینات'' نے اپنی نومبر کی

اشاعت میں مطبوعہ قرارداد نقل کرنے کے بعد درج ذیل تبصرہ کیا۔ عنوان ہے ''انتظامیہ کی ناعاقبت اندیشی''

تحریک خدام اہل سنت کے حقائق نامہ اور حالات کے تناظر میں اس پرتشدد کارروائی کا پسِ منظر کھل کر سامنے آجاتا ہے کہ ناعاقبت اندیش انتظامیہ ڈی، ایس، پی، چوہدری محمد یوسف مرحوم کو قتل کر کے دو طرفہ کھیل کھیلنا چاہتی ہے۔

ایک تو وہ حکومت اور مذہبی حلقوں میں بدظنی کی فضا پیدا کر کے حکومت کے لیے مشکلات پیدا کرنا چاہ رہی ہے۔ دوسری طرف وہ علماء کو ایسے جارحانہ اقدامات اور پُرتشدد کارروائیوں کا ذمہ دار ٹھہرا کر عوام کو مذہب اور مذہبی حلقوں سے دور اور مذہبی حلقوں کی عوام پر گرفت کو کمزور کرنا چاہتی ہے۔

حکومت اور انتظامیہ کو ہوش کے ناخن لینا چاہئیں اور انہیں آگ کا یہ کھیل نہیں کھیلنا چاہیے۔ حضرت مولانا قاضی مظہر حسین صاحب دامت برکاتہم اور دیگر بے گناہ مسلمانوں کو فوراً رہا کر دینا چاہیے۔ خدانخواستہ اگر یہ آگ بھڑک اُٹھی تو ایسی بدامنی پھیلے گی جو خرمن حکومت کو جلا کر رکھ دے گی۔ جناب وزیر اعظم میاں نواز شریف کو براہ راست دلچسپی لے کر اس قضیہ کو حل کرنا چاہیے اور فوری طور پر حضرت مولانا اور دیگر گرفتار شدگان کو رہا کرنا چاہیے۔

⑤ مورخہ ۱۷، اکتوبر کو چکوال کے ممتاز صافی، جناب خرم شہزاد نے ہفت روزہ چکوال پوائنٹ میں درج مضمون لکھا۔

''ڈی ایس پی یوسف رامے سے صرف چار بار میری ملاقات ہوئی۔ پہلی دفعہ جب میں یونس بھائی کے ساتھ ایک غریب عورت کی مغویہ بیٹی کے کیس کے بارے میں بات کرنے کے لیے ان کے دفتر گیا تو مجھے محسوس ہوا کہ ڈی ایس پی ذاتی طور پر جیسی بھی شخصیت رکھتے ہیں مگر پیشہ وارانہ لحاظ سے وہ اپنے کام میں زیرک ہیں۔ انہوں نے مکمل کر اس کیس پر بحث کی اور ہمیں تمام اسرار و رموز سے آگاہ کیا۔ پھر اس کے بعد میں نے کئی مواقع پر ان کی شاندار کارگردگی کو اپنی آنکھوں سے دیکھا۔ تاجروں کی طرف سے توڑ پھوڑ کی کوشش ہو یا زرگروں کی ہڑتال، مسلم لیگ یوتھ ونگ کا ہلہ گلہ ہو یا دیگر طلبہ تنظیموں سے نمٹنا ہو یوسف رامے ہر جگہ سب سے آگے ہوتے تھے۔ ان سے میری آخری ملاقات اس وقت ہوئی جب کچھ روز قبل انہوں نے اسسٹنٹ کمشنر چکوال کامران افضل کے ساتھ مل کر تحصیل چوک سے دو شرابیوں کو گرفتار

کیا یہاں بھی وہ پیش پیش تھے اور شرابیوں کی جانب سے بھرپور مزاحمت کے باوجود اپنے ہاتھوں سے انہیں قابو کرنا چاہتے تھے۔ حالیہ وقوعہ کے روز بھی انہیں چین نہ آیا اور جونہی انہیں ہنگامے کا علم ہوا تو وہ فوراً جائے وقوعہ پر پہنچ گئے۔ حالانکہ وہ اس وقت اپنے گاؤں میں چھٹی گزار کر آرہے تھے۔ عینی شاہد کے مطابق ڈی ایس پی کے مائی معظّمہ کے دربار پر پہنچنے سے محض پانچ منٹ بعد قوالی کی محفل پر حملہ ہو گیا اور پلک جھپکتے ہی وہ گولی کا شکار ہو گئے۔ حکومتی حلقے اور پولیس ذرائع اس واقعے کو عام دہشت گردی کا سانحہ قرار دے رہے ہیں اور ان کا موقف ہے کہ قوالی کی محل پر حملہ آور ہونے والے تحریک خدام اہل سنت کے کارکنوں میں چند لوگ ایسے بھی تھے جن کے پاس جدید اور بھاری اسلحہ تھا اور انہوں نے پوری منصوبہ بندی کے ساتھ اتنے ''سائنسی'' انداز سے حملہ کیا کہ وہاں پر حفاظت کے لیے موجود پولیس اور دوسرے انتظامی افسران کچھ نہ سمجھ سکے۔ بعدازاں انہوں نے ڈی ایس پی کے قاتل سمیت دوسرے کئی افراد کو گرفتار کر لیا جب کہ تحریک خدام اہل سنت کا موقف یہ ہے کہ وہ ہمیشہ سے دہشت گردی کی مذمت کرتے آئے ہیں اور وہ دہشت گردی کرنے کا سوچ بھی نہیں سکتے۔ ان کے کارکنوں نے صرف محفل ختم کرانے کے لیے وہاں پر ہلہ بولا اور ڈی ایس پی کے قتل سے ان کا کوئی تعلق نہیں۔

اگر واقعے کا گہرائی سے جائزہ لیا جائے تو یہ بات سامنے آتی ہے کہ بلاشبہ تحریک خدام اہل سنت کے کارکنوں نے محفل پر ہلہ بول دیا تھا، ممکن ہے وہاں فائرنگ بھی ہوئی ہو۔ لیکن اس کے باوجود اس قتل کی حد تک پہنچنا بہت ہی پے چیدہ ہے کیونکہ تحریک خدام اہل سنت کے اس واقعہ میں بے گناہ ہونے کے بہت سے شواہد موجود ہیں ڈی ایس پی یوسف رامے چکوال قیام کے دوران بہت سے حلقوں میں متنازعہ تصور کیے جاتے تھے اور بعض لوگ تو انہیں انتہائی ''غلط'' اور ''گھناؤنے کاموں'' میں ملوث قرار دیتے تھے۔ اگر ایسا ہے تو یہ بات ممکن ہوسکتی ہے کہ اس لحاظ سے ان کا کوئی دشمن ہو جو موقع کی تاک میں ہو۔

② مقتول ڈی ایس پی تحریک خدام اہل سنت کے امیر مولانا قاضی مظہر حسین کے انتہائی قریب تھے۔ سنی شیعہ اختلاف میں ان کا ساتھ دیتے تھے اور خاص کر پچھلے کچھ عرصے میں قاضی مظہر حسین اور ان کے حمایتیوں پر بننے والے مقدمات میں انہوں نے ان کی بھرپور مدد کی۔

③ پوسٹ مارٹم رپورٹ کے مطابق ڈی ایس پی کو صرف ایک گولی سینے میں لگی جو ۳۰ بور پستول سے ایک کلومیٹر کے فاصلے سے چلائی گئی جب کہ حملہ آوروں کی جانب سے جو مبینہ فائرنگ ہوئی وہ کم از کم ۱۰۰ گز دور سے کی گئی۔ اگر مندرجہ بالا نکات کا بغور مشاہدہ کیا جائے تو یہ بات سامنے آتی ہے کہ قاضی مظہر گروپ کی طرف سے ڈی ایس پی کو قتل کرنے کا کوئی جواز نہ تھا۔ اگر ان لوگوں نے دہشت گردی کرنا ہی ہوتی تو یہ قوالی کی محفل کی انتظامیہ کے کسی شخص کو قتل کرتے یا عوام میں سے کسی کو نشانہ بناتے لیکن ضلعی اور پولیس انتظامیہ کے اس اصرار کہ حملہ آوروں نے مجمع پر فائرنگ کی۔ اس کے باوجود اس واقعہ میں دوسرا کوئی شخص زخمی نہیں ہوا جب کہ وہاں موجود بعض غیر جانبدار عینی شاہدین کے مطابق یہ بات بھی منظر عام پر آئی ہے کہ انہوں نے محض گولیاں چلنے یا پٹاخوں کی آواز سنی ہے اور انہوں نے گولیاں دیکھی نہیں جب کہ بعض لوگ کہہ رہے ہیں کہ مائی معظّمہ کے دربار پر ہونے والے ہنگامہ میں صرف ایک ہی گولی چلی جس نے ڈی ایس پی کو جا لیا۔ لیکن اس کے باوجود پولیس کے افسران اور ضلعی انتظامیہ نہ صرف یہ کہ اپنے موقف پر بضد ہیں بلکہ تحصیل سطح کے ایک ''اعلیٰ'' سرکاری آفیسر کے مطابق پوسٹ مارٹم رپورٹ بھی غلط ہے اور اس آفیسر کے خیال میں گولی ایک میٹر کے فاصلے سے نہیں چلائی گئی۔ ممکن ہے کہ اس واقعہ کے ذمہ داران کو اپنی پوزیشن صاف کرنے کے لیے چند تاویلوں کی ضرورت ہو۔ لیکن اگر ان کی بات مان بھی لی جائے تو پھر بھی اس کی ذمہ داری انہیں پر آ پڑتی ہے۔ کیا چکوال میں تعینات خفیہ ایجنسیوں کے اہلکار اور پولیس کے جاسوس ذرائع اس قدر بے خبر تھے کہ انہیں تقریباً ایک کلومیٹر دور سے مسلسل نعرے لگاتے ہوئے اور شور مچاتے ہوئے آنے والے حملہ آوروں کی خبر نہ ہو سکی؟ حالانکہ مدنی مسجد کے پڑوسیوں اور محلے داروں کے مطابق حملہ کرنے سے پہلے اہل سنت کے کارکنوں نے مسجد کے احاطے میں اکٹھے ہوتے ہوئے کافی دیر لگائی اور جب وہ باہر نکلے تو انہوں نے ہاتھوں میں ڈنڈے پکڑے ہوئے تھے اور باقاعدہ شور مچاتے ہوئے بڑے آرام سے جائے وقوعہ تک پہنچے۔ اگر سرکاری ذرائع ان حملہ آوروں کا پہلے سے پتہ چلا لیتے تو ممکن ہے یہ سانحہ نہ ہوتا۔ لیکن اب اس بات پر پچھتانے کی بجائے اس چیز کی کوشش کی جانی چاہیے کہ اس کیس کی تفتیش غیر جانبدارانہ ہو اور اس کے تمام پہلوؤں کو مدنظر رکھا جائے اور اس میں اس رخ کو بھی سامنے رکھا جانا چاہیے جس کے مطابق ڈی ایس پی کو ان کے کسی ذاتی

دشمن کے قتل کرنے کا شبہ ہوتا ہے۔ کیونکہ یہ بات خاص طور پر محکمہ پولیس اور عام طور پر پورے شہر میں زبان زدعام ہے کہ مرحوم ڈی ایس پی کی پیشہ وارانہ سرگرمیوں کے علاوہ بھی کچھ ''ذاتی مصروفیات'' تھیں اور یہ ''مصروفیات'' ایسی ہوتی ہیں کہ ان میں انسان کا ''بہت کچھ'' جانے کا اندیشہ ہوتا ہے[1]۔ ویسے بھی مولانا قاضی مظہر حسین، تحریک خدام اہل سنت اور اہل تشیع کے برسوں پرانے فساد میں انتہائی کشیدگی کے باوجود آج تک اس بات کی نوبت نہ آئی کہ کسی بھی متحارب گروہ کا کوئی جانی نقصان ہوتا۔ ایسے میں ایک معمولی بات پر ایک اعلیٰ سرکاری افسر کا قتل ایک مضحکہ خیز بات ہے۔ یہاں یہ بھی قابل غور پہلو ہے کہ ممکن ہے دوسرے بڑے شہروں کی طرح چکوال میں بھی کسی دشمن ملک کی خفیہ ایجنسی نے دہشت گردی کی آگ پھیلانے کے لیے موقع سے فائدہ اٹھا کر چنگاری بھڑکا دی ہو۔

[1] صحافی موصوف کا یہ اشتباہ کافی حد تک درست ثابت ہوا، اور بعد میں ڈی ایس پی مقتول کے حوالہ سے حلقہ خواص وعوام میں اب تک وہ باتیں گردش کرتی ہیں جس سے اُن کے قاتل بہ آسانی پنجۂ قانون کی گرفت میں آسکتے تھے مگر یہ آزمائش اہل حق کا مقدر بننا تھی، سو وہ اس سے گذر کر سرخرو ہو چلے۔ سلفی

26

بابِ بست و شش

(منتخب)

مکاتیب قائد اہل سنت

بنام

- حضرت مولانا حافظ محمد الیاسؒ (حضرو)
- حضرت مولانا مفتی شیر محمد علوی (لاہور)
- حضرت مولانا محمد یعقوب الحسینی (ہرنولی، میانوالی)
- حکیم منیر اقبال مرحوم (چکوال)
- ماسٹر منظور حسین (سرگودھا)
- مولانا مخلص عبداللہ (بلکسر)

ہیں یوں تو بے شمار وفا کی نشانیاں
لیکن ہر ایک شئے سے نرالے تمہارے خ

مکاتیب بنام مولانا محمد الیاس رحمہ اللہ

تعارف حضرت مولانا محمد الیاسؒ (حضرو، ضلع اٹک)

حضرت مولانا محمد الیاسؒ ۱۹۳۲ء میں بمقام حضرو ضلع اٹک میں پیدا ہوئے۔ اور جامعہ اشرفیہ نیلا گنبد لاہور سے ۱۹۵۷ء میں سند فراغت حاصل کی۔ آپ کے والد گرامی حضرت مولانا الحاج محمد حضرتُ الدین رحمہ اللہ اپنے زمانہ کے بہت قابل وذی استعداد عالم دین تھے۔ جنہوں نے جنوبی افریقہ میں گرانقدر خدمات سرانجام دی تھیں اور وہیں پہ ۱۰، ستمبر ۱۹۴۷ء میں انتقال فرما گئے تھے۔ پُراثر خطابت کی بناء پر اپنے دور میں وہ وہاں ''ابوالبیان'' کے لقب سے مشہور تھے۔ نیز مدرسہ قوۃ الاسلام ضلع سُورت میں فریضۂ تدریس کے ساتھ انہیں حضرت علامہ انور شاہ کشمیری رحمہ اللہ سے بھی ملاقاتوں کا شرف حاصل رہا۔ علاوہ ازیں دیارِ غیر میں ان کے عیسائیوں اور ہندوؤں سے بھی کافی مباحثے ہوئے تھے۔ اس سے بھی پیچھے چلے جائیں تو مولانا محمد الیاس رحمہ اللہ کے دادا جان مولانا محمد گل رحمہ اللہ بھی علم وفضل کے نیر تاباں تھے، اور حضرو میں دور دراز سے علماء کرام آکر ان سے فیض پاتے تھے۔ حضرت مولانا محمد الیاس رحمہ اللہ دورانِ طالب علمی ہی کرشن نگر لاہور میں اور بعد از فراغتِ تعلیم پٹولیاں والی مسجد لوہاری گیٹ اور پھر ماڈل ٹاؤن میں خطابت کے منصب پر فائز رہے۔ لاہور کے پرانے علماء آج بھی آپ کو بہت یاد کرتے ہیں۔ راقم الحروف نے خصوصاً حضرت علامہ ڈاکٹر خالد محمود صاحب کو دو شخصیات کا نام آتے ہی آبدیدہ ہوتے بارہا دیکھا ہے۔ ایک حضرت مولانا محمد امین صفدر اوکاڑوی رحمہ اللہ اور دوسرا مولانا محمد الیاس رحمہ اللہ! حضرت قائد اہل سنت مولانا قاضی مظہر حسین رحمہ اللہ کے اس قدر عقیدت مند تھے کہ کوئی بیان یا مجلس اپنے شیخ کے تذکرہ سے خالی نہ ہوتی تھی۔ اور حضرت قائد اہل سنت کو آپ رحمہ اللہ پر کس قدر اعتماد تھا؟ یہ خطوط سے ظاہر ہے جو ''مظہر کرم'' کی زینت بن رہے ہیں۔ حضرت مولانا محمد الیاس رحمہ اللہ کی وفات ۱۹۹۲ء میں ہوئی تھی۔ اور آپ کے چھوٹے بھائی مولانا قاری محمد انور الحسینی مرحوم نے ایک مفصل مضمون بھی لکھا تھا جو ماہنامہ حق چار یارؓ لاہور میں ماہِ دسمبر ۱۹۹۲ء کے پرچہ میں شائع ہوا تھا۔ ہم حضرت مولانا محمد الیاس رحمہ اللہ کے اکلوتے فرزند اپنے فاضل بھائی حضرت مولانا رشید احمد الحسینی (مقیم مدینہ منورہ) کے نہایت شکر گزار ہیں کہ انہوں نے اپنے والد گرامی

کے نام حضرت قائد اہل سنت رحمۃ اللہ کے یہ نادر خطوط ہمیں فراخ دلی سے مہیا کیے ہیں۔اب قارئین ان قیمتی خطوط سے بقدرِ ذوق وظرف استفادہ فرمائیں گے۔اللہ تعالیٰ ہم سب کا حامی وناصر ہو۔(عبدالجبار سلفی)

✧----✧----✧----✧
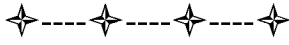
(۱) برادرِ محترم مولانا حافظ محمد الیاس صاحب۔السلام علیکم ورحمت اللہ وبرکاتہٗ۔حضرت مدنی قدس سرہٗ کے وصال سے تمام عالم اسلام مغموم ہے۔اور ہماری تو تاریکی ہی ہے۔اللہ تعالیٰ حضرت کو اعلیٰ مراتب عطا فرمائیں۔آمین۔پاکستانی اخبارات میں حضرتؒ کے جنازہ وغیرہ کی کیفیت شائع نہیں ہوئی[۱]۔''الجمعیت'' کے جن پرچوں میں حضرت کی وفات، جنازہ اور دوسری قراردادیں وغیرہ شائع ہوئی ہیں، آپ وہ حاصل کر کے بندہ کے نام بھیج دیں۔ہفت روزہ خدام الدین کا چندہ ختم ہو گیا ہے۔اس دفعہ سرخ نشان لگا ہوا تھا۔آپ نئے سال کا چندہ جمع کروا دیں، بعض کتب بھی مزید خریدنی ہیں۔ان شاء اللہ بعد میں ان کی اطلاع کر دوں گا۔اپنے حالات سے مطلع فرمائیں۔والسلام

خادم اہل سنت مظہر حسین غفرلہ، چکوال

۱۴، دسمبر ۱۹۵۷ء

✧----✧----✧----✧
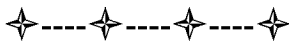
(۲) برادرِ محترم حافظ صاحب زید مجدہم۔السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ۔آپ کا مکتوب ملا۔بلاشک حضرت مدنی قدس سرہٗ کا صدمہ ساری اسلامی دنیا کے لیے ہے۔اور آپ پر اس کا شدید اثر واقع ہونا سعادت کی علامت ہے۔اللہ تعالیٰ آپ کو اور ہم سب کو حضرت کے فیوضات سے مستفیض فرماتے رہیں۔آمین۔امتحان میں کامیابی مبارک ہو[۲]۔لیس للانسان الا ما سعیٰ۔خدام الدین کا چندہ ختم ہو گیا ہے۔آپ بہت جلد جدید سال کا چندہ جمع کروا دیں، باقی رقم محفوظ رکھیں۔میرا لاہور آنے کا ارادہ تو ہے۔غالباً جنوری میں کوئی وقت نصیب ہوگا۔مولوی صاحب جہلمی[۳] بھی میرے ساتھ ہوں گے۔آپ کا وہ رسالہ میرے پاس ہے۔ان شاء اللہ ساتھ لاؤں گا۔باقی خیر وعافیت ہے۔والسلام

---

[۱] تقسیم برصغیر کے حوالہ سے حضرت مدنی رحمۃ اللہ کا جو مخلصانہ اور مومنانہ فراست پر مبنی موقف تھا، اس کی آڑ لے کر بعض قومی اخبارات نے یہ متعصّبانہ روش اختیار کی تھی۔اور تفصیلی احوال دینے کی بجائے محض اجمالی خبروں پہ اکتفاء کیا تھا۔(س)

[۲] دورۂ حدیث شریف کا امتحان مراد ہے۔مولانا محمد الیاسؒ نے ۱۹۵۷ء میں جامعہ اشرفیہ نیلا گنبد لاہور سے دورۂ حدیث کی تکمیل کی تھی۔

[۳] فخرِ اہل سنت حضرت مولانا عبداللطیف جہلمیؒ

[تاریخ درج نہیں، تاہم یہ خط ۱۹۵۷ء کا ہے]۔

✧----✧----✧----✧
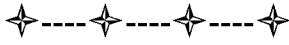
(۳) برادر محترم زید مجدہم ۔السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ ۔آپ کا عنایت نامہ ملا، آپ کے خط کے انتظار میں عریضہ نہ لکھا۔اخبارات سے معاملہ کا اجمالی علم ہوگیا تھا۔ ہر کام میں حکمت ہوتی ہے۔اور دین میں تو سراسر آزمائش ہی ہے[1]۔اللہ تعالیٰ اہل حق کو ہر محاذ پر کامیاب فرمائیں۔آمین۔دورۂ حدیث میں محنت کریں۔بعد از فراغت حق تعالیٰ کوئی اور مقام تبلیغ وخدمتِ دین عطا فرمادیں گے۔وما ذالک علی اللہ بعزیز ہر جگہ کارِ دین کی ضرورت ہے۔استقامت اور توکل ہو تو ساری راہیں کھل جاتی ہیں۔

وَالّذین جَاھَدُوْا فِینا لنھدینھم سبلنا ۔ ہمارا چکوال کا سالانہ جلسہ ۷، ۸ جون کو ہوگیا تھا۔آخری اجلاس میں حضرت مولانا محمد علی جالندھری صاحب نے تقریر فرمائی۔ماشاءاللہ مولانا موصوف کی تقریر کا بہت زیادہ گہرا اثر ہوا۔واللہ قدیر۔احباب سے سلام عرض کردیں۔والسلام

خادم اہل سنت مظہر حسین غفرلہ

۷رمحرم الحرام ۷۴ ۱۳ھ از بھیں

✧----✧----✧----✧
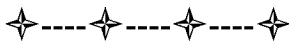
(۴) برادر محترم زید مجدہم ۔السلام علیکم ورحمۃ اللہ۔گرامی نامہ کاشفِ حال ہوا۔اسباق شروع ہونے سے خوشی ہوئی۔اللہ تعالیٰ تکمیل کی توفیق نصیب فرمائیں۔اپنی عملی اصلاح کی کوشش کرتے رہیں اور مذلۃ الاقدام[2] مواقع میں صبر وہمت سے کام لیں۔اور حق تعالیٰ سے دعا کرتے رہیں۔شرعی وعقلی منکرات سے بچنا ہی بڑا مجاہدہ ہے۔شروع میں کلفت ہوتی ہے۔پھر آسانیاں عطا ہوتی ہیں۔فَاِنَّ مَعَ الْعُسْرِ یُسْرًا اِنَّ مَعَ الْعُسْرِ یُسْرًا ۝ وَالَّذِیْنَ جَاھَدُوْا فِیْنَا لَنَھْدِیَنَّھُمْ سُبُلَنَا۔ اللہ تعالیٰ آپ کو اور ہم سب کو اپنی مرضیات کی اتباع کی توفیق عطا فرمائیں۔یہاں ہر طرح کی خیر وعافیت ہے۔والسلام

خادم اہل سنت مظہر حسین غفرلہ، از بھیں

۹، فروری ۱۹۵۸ء

---

[1] مولانا محمد الیاسؒ دورانِ تعلیم ۱۹۵۴ء میں فاروقی مسجد کرشن نگر، آخری بس سٹاپ لاہور میں خطیب تھے۔وہاں چند شر پسند عناصر نے دیوبندی، بریلوی نزاع پیدا کردیا تھا، اس کی تفصیل بندہ کو سلطان العلماء علامہ ڈاکٹر خالد محمود صاحب نے بتائی تھی، بہرحال یہاں اسی ابتلاء کا ذکر ہے۔(س)

[2] یعنی قدموں کو لڑکھڑادینے والے کام۔

(۵) برادر محترم سلمہ اللہ۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ۔ مکتوب کاشفِ احوال ہوا۔ حق تعالیٰ علم و فہم میں پختگی اور عمل و اخلاص عطا فرمائیں۔ حضرت الشیخ رحمہ اللہ کی زیارتِ منامی مبارک ہو۔ **حسبنا اللہ و نعم الوکیل** کا ورد بھی جالب رحمت و نصرتِ خداوندی ہے۔ اور اس کی حقیقت مستحضر رہے تو دولتِ عظمیٰ ہے۔ تعبیر رؤیا سے بندہ کو مناسبت نہیں ہے۔ ظاہر یہی ہے کہ حضرت مدنی رحمہ اللہ کے فیوض باذنِ خداوندی شاملِ حال رہیں گے۔ توجہ الی اللہ اور اتباعِ سنت میں ہمت سے کام لیتے رہیں۔ تجدید بیعت میں جلدی نہ کریں[1]۔ قلبی رجحان جس طرف زیادہ ہوگا، ان شاء اللہ وہاں سے نفع زیادہ ہوگا۔ استخارہ وغیرہ کے بعد کسی بزرگ سے بیعت کرلیں۔ تاخیر میں کوئی حرج نہیں۔ فی الحال حضرتؒ ہی کو اپنا شیخ سمجھ کر اصلاحِ حال میں لگے رہیں۔ اللہ تعالیٰ کامیابی نصیب فرمائیں۔ آمین۔ ''الجمعیت'' کا شیخ الاسلام نمبر مولوی صاحب اور احقر کے لیے ضرور محفوظ کرلیں۔ مزید نسخے بھی اگر رکھ سکیں تو ان شاء اللہ نکل جائیں گے۔ معلوم ہوا ہے کہ قیمت ۲ روپے کردی گئی ہے۔ اللہ تعالیٰ ہر لحاظ سے اس نمبر کو مکمل و کامیاب فرمائیں۔ احباب سے سلام مسنون عرض کردیں۔

✧----✧----✧----✧
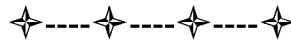
(۶) بخدمت برادر محترم زید مجدہم۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ۔ آپ کا عنایت نامہ پہنچا، اور کھدر بھی مل گیا ہے۔ جزاکم اللہ تعالیٰ۔ اللہ تعالیٰ آپ کی مشکلات و امراض زائل فرمائیں۔ آمین۔ حضرت لاہوریؒ مدظلہ[2] کی خدمت میں زیادہ حاضری کی کوشش کرتے رہا کریں۔ اللہ استقامت کی توفیق عطا فرمائیں۔ مولوی رحمت دین صاحب خطیب مقدس جامع مسجد پرانی انارکلی (لاہور) کا خط آیا تھا کہ آپ ۲۵ رمضان المبارک بروز ہفتہ ختم قرآنِ مجید کے موقع پہ حاضر ہوں۔ میں ان شاء اللہ ہفتہ کے دن مغرب تک آپ کے ہاں حاضر ہوجاؤں گا[3]۔ بعد نمازِ مغرب پھر دونوں مسجد مقدس چلے جائیں گے۔ میں نے

---

[1] مولانا محمد الیاسؒ نے پہلی بیعت بذریعہ خط شیخ الاسلام حضرت مولانا سید حسین احمد مدنی رحمہ اللہ سے کی تھی۔ اُن کی وفات کے بعد حضرت قائد اہل سنت سے مذکورہ خط کے ذریعہ بیعت ہونے کی درخواست کی گئی ہے۔ جسے بعد ازاں شرفِ قبول نصیب ہوا اور پھر تادم آخر حضرت اقدس رحمہ اللہ ہی کی نسبت کے امین رہے۔ س

[2] مولانا محمد الیاسؒ کا حضرت مولانا احمد علی لاہوریؒ کی صحبت میں بیٹھنے کا معمول تھا، اور ایک مرتبہ آپ کی دعوت پہ مولانا لاہوریؒ حضرو مسجد کے افتتاح کے لیے بھی تشریف لے گئے تھے۔ اور فرمایا تھا کہ میں ''کھانا مولانا محمد الیاس کے گھر سے کھاؤں گا'' یاد رہے کہ دعوتِ طعام قبول کرنے کے حوالہ سے حضرت لاہوریؒ کا حساس اور محتاط ہونا مشہورِ عوام ہے۔

[3] جامع مسجد پٹولیاں، اندرونِ لوہاری دروازہ لاہور۔

ان کو بھی خط لکھ دیا ہے۔ واللہ الموفق۔ عزیز محمد انور کو[1] اللہ تعالیٰ علم وعمل نصیب فرمائیں۔ آمین۔ چکوال کے معاملہ کا بذریعہ اخبارات غالباً آپ کو علم ہو چکا ہوگا۔ مدنی مسجد کا لاؤڈ سپیکر ضبط کر لیا گیا، عوامی احتجاج بدستور ہے اور الحمدللہ تمام خطبائے شہر کا اتحاد ہو چکا ہے۔ شہر کے ممبرانِ یونین کونسل نے سوائے دو افراد کے ہمارے مطالبہ کی تائید میں دستخط کر دیئے ہیں۔ ابھی تک فیصلہ نہیں ہوا۔ احباب کی یہ بھی خواہش ہے کہ اگر ڈی سی صاحب وغیرہ منظور نہ کریں تو ہائی کورٹ میں رِٹ کر دی جائے۔ اللہ تعالیٰ کامیابی عطا فرمائے[2]۔ یہ بھی دور آنا تھا کہ پاکستان میں لاؤڈ سپیکر پر اذان کی آواز بعض مدعیان اسلام کو ناپسند ہوگی۔ حق تعالیٰ خود ہی پاکستان، اسلام کی حفاظت فرمائیں۔ آمین۔ احباب وعزیزان کو سلام کہہ دیں۔ حضرت مدظلہ[3] کی خدمت میں اگر ہو سکے تو بعد سلام مسنون اس معاملہ کے لیے دعا کروا دیں۔ والسلام

✧----✧----✧----✧
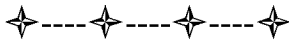
(۷) برادرِ محترم مولانا محمد الیاس صاحب سلمہٗ۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ۔ طالبِ خیر بخیر ہے۔ سالانہ جلسہ ان شاء اللہ ۲۳۔ ۲۴۔ ۲۵/ اکتوبر بدھ، خمیس اور جمعۃ المبارک کو ہو رہا ہے۔ دفعہ ۱۴۴ کے نفاذ کی وجہ سے بعض شرائط کے تحت محدود جگہ میں جلسہ کی اجازت ملی ہے۔ آپ بھی مدعوین میں ہیں۔ حضرت مولانا ہزاروی اور مولانا عبدالحکیم صاحب کے لیے اجازت نہیں ملی۔ اشتہار بڑا لاہور ہی سے چھپوایا جائے گا۔ آرڈر دے دیا گیا ہے۔ پہلا اجلاس بروز بدھ ان شاء اللہ دن کے بارہ بجے شروع ہوگا۔ آپ پہلے ہی دن تشریف لے آئیں۔ ممکن ہے کہ آپ کی تقریر بعد نماز ظہر کرائی جائے۔ سیشن کورٹ میں ۹، تاریخ تھی منیر اقبال اور عبدالرزاق کی ضمانتیں مسترد ہو گئی ہیں۔ اب ان کو غالباً ہائی کورٹ کی طرف رجوع کرنا پڑے گا۔ ۹، افراد کی بندوقیں بھی جمع کروا دی جائیں گی اور کیس لڑنا پڑے گا۔ مقامی افسر مرزائی ہے۔ اور اہل سنت میں باہمی تفریق ڈالنے کی کوشش کر رہا ہے۔ اس کے خلاف مزید درخواستیں بھیج دی ہیں۔ ان شاء اللہ۔ حسب موقع اس کے خلاف شدید احتجاج کیا جائے گا۔ باقی حالات تسلی بخش ہیں۔ حسبنا اللہ ونعم الوکیل۔ پروفیسر محمد یوسف صاحب سلیم چشتی جو مشہور شارحِ اقبال ہیں۔ وہ بھی مدعوین میں سے ہیں۔ انہوں نے خود خواہش ظاہر کی ہے۔ یہ پہلے اکابرین کے خلاف تھے، اب

---

[1] مولانا محمد الیاسؒ کے برادرِ صغیر تھے، جو وفات پا چکے ہیں۔

[2] لاؤڈ سپیکر ضبط ہونے والا یہ قضیہ حضرت قائد اہل سنتؒ کی مجاہدانہ زندگی کا ناقابل فراموش واقعہ ہے۔ اس کی تفصیل گذشتہ اوراق میں ابتدائی ابواب میں سے ایک باب کے اندر ملاحظہ کی جا سکتی ہے۔ سلفی

[3] حضرت مولانا احمد علی لاہوریؒ مراد ہیں۔

مدنی سلسلہ میں داخل ہوئے ہیں۔اور یہ حضرتِ مدنی رحمہ اللہ کی کرامت ہے۔والسلام

خادم اہل سنت مظہر حسین غفرلہ، چکوال

۲۱/مارچ ۱۹۶۸ء

✧----✧----✧----✧
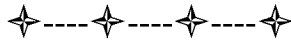
(۸) برادر محترم سلمہٗ اللہ تعالیٰ۔سلام مسنون! ایک کارڈ لکھ چکا ہوں۔مندرجہ ذیل کتب خرید لیں۔

① رسائل ومسائل　　　　از مودودی صاحب

② تجدید واحیاء دین　　　　//

③ تفہیمات حصہ اول ودوم　　　　//

پرانے اڈیشن تلاش کریں۔ کیونکہ معلوم ہوا ہے کہ جدید ایڈیشنوں میں تبدل وتغیر کر رہے ہیں۔ جامعہ کے جلسہ کے حالات لکھیں۔والسلام۔　　　　۹/اگست ۱۹۶۰ء

✧----✧----✧----✧
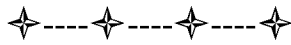
(۹) برادر محترم حافظ صاحب زید مجدہٗ۔ وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ۔عنایت نامہ ملا، آپ مولوی غلام یحییٰ صاحب کو پھر نہ لکھیں۔معلوم ہوتا ہے کہ وہ ہری پور کے کسی مدرسہ میں مدرس مقرر ہو گئے ہیں۔جب کوئی اور مدرس معلوم ہو تو مطلع فرمائیں اور آئندہ سال کے لیے بھی کسی مستقل مدرس کی تلاش میں رہیں۔جو مسلک، قابلیت اور شرافت وغیرہ میں مناسبت رکھتا ہو۔حق تعالیٰ خانگی احوال کی اصلاح فرمائیں۔صبر وتحمل سے ہی کام لیں۔اور حق تعالیٰ سے دعا کرتے رہیں۔علیحدگی پر اصرار ہو تو کوئی حرج نہیں۔اپنی تابعداری کو ہمیشہ قائم رکھیں۔اللہ تعالیٰ آپ کو اور ہم سب کو اپنی مرضیات پر چلنے کی توفیق عطا فرمائیں۔والسلام　　　　خادم اہل سنت مظہر حسین غفرلہ، چکوال

۵/مئی ۱۹۵۹ء

✧----✧----✧----✧
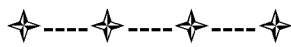
(۱۰) برادر محترم السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ۔مدرسہ قاسم العلوم ملتان کے جلسہ پر نہیں جاسکا۔ محمود صاحب کو بھی اطلاع دے دیں تاکہ وہ انتظار نہ کریں۔حاجی جمیل الرحمن صاحب (کرشن نگر) کو بھی مطلع کر دیں۔ان کا خط آیا تھا۔غالباً وہ بھی انتظار میں ہوں گے۔وسط مئی میں ان شاء اللہ مظفر گڑھ جانے کا پروگرام ہے۔اگر وہاں جانا ہوا تو واپسی پر لاہور اتروں گا۔احباب سے سلام عرض کر دیں۔والسلام

تاریخ ندارد

✧----✧----✧----✧
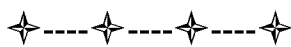
(۱۱) برادر محترم حافظ صاحب زید مجدہٗ۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ۔ احقر بخریت ہے۔ آئندہ سال کے لیے چکوال میں مولوی محبت خان صاحب مدرس کے متعلق میں نے لکھا تھا مگر آپ کا جواب نہیں آیا۔ کیا مولوی صاحب موصوف ہمارے لیے بہتر ہیں؟ یا کوئی اور مدرس معلوم ہو تو اطلاع دیں۔ مدرسہ قاسم العلوم ملتان کے سند یافتہ ایک مولوی صاحب آنا چاہتے ہیں۔ محرم الحرام میں دو ماہ کے لیے چکوال شہر سے پانچ میل تک احقر کا داخلہ بند کر دیا گیا ہے۔ کوئی نئی بات نہیں ہوئی۔ حکام کی پرانی مخالفت کا نتیجہ ہے۔ اب ضلع سرگودھا جا رہا ہوں وہاں سے کلورکوٹ اور کوٹ ادو کی طرف چند دن لگ جائیں گے۔ خط کا جواب جامع مسجد گنبد والی جہلم کے پتہ پر بھیجیں۔ ''خدام الدین'' کا چندہ ختم ہے۔ آپ دفتر جا کر جلدی رقم جمع کروا دیں۔ احباب سے سلام مسنون عرض کر دیں۔ والسلام ۴/ مارچ ۱۹۵۹ء

✧----✧----✧----✧

(۱۲) برادر محترم سلمہٗ اللہ تعالیٰ۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ۔ آپ کا عنایت نامہ کاشفِ احوال ہوا۔ خدا کرے کہ مولوی اصغر حسین شاہ صاحب جلدی پہنچ جائیں۔ جج کی درخواست اگر منظور ہو جائے تو امتحان نظر انداز کر دیں اور بعد میں امتحان بھی پوری تیاری کے ساتھ دیں۔ حق تعالیٰ کامیاب فرمائیں تراویح کے لیے جن حافظ صاحب کو تجویز کیا ہے، یہ دیکھ لیں کہ وہ اچھے قاری بھی ہوں۔ کیونکہ عام حافظ تو وہاں موجود ہیں۔ ضرورت قاری کی ہے جو وقت پر پہنچ جائیں۔ غالباً آئندہ ہفتہ کو احقر لاہور جائے گا اور دوسرے دن واپس آ جائے گا۔ اللہ اعلم۔ اللہ تعالیٰ آپ کو اور ہم سب کو دوامِ ذکر و اتباع نصیب فرمائیں۔ والسلام ۱۴/ جولائی ۱۹۵۶ء

✧----✧----✧----✧

(۱۳) برادر محترم زید مجدہم۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ۔ جواب میں غفلت سے تاخیر ہو گئی ہے۔ قرآنِ مجید پہنچ گیا ہے۔ جزاکم اللہ تعالیٰ۔ کوئی کھالوں وغیرہ کے سلسلہ میں مودودی جماعت کے خلاف اشتہار چھپا ہو تو جلدی ارسال کر دیں۔

مطبع علمی میں ''آفتاب ہدایت[۱]'' کے کتنے نسخے فروخت ہوئے ہیں؟ کتابیں (تجدید و احیاء دین

---

[۱] حضرت اقدسؒ کے والد گرامی ابوالفضل مولانا قاضی محمد کرم الدین دبیرؒ کی شہرہ آفاق تصنیف ہے جو آپؒ نے ستمبر ۱۹۲۵ء میں تصنیف کر کے شائع کروائی تھی۔ تب سے اب تک یہ کتاب متواتر شائع ہوتی چلی آ رہی ہے۔ ادارہ مظہر التحقیق لاہور کی جانب سے بھی اب تک اس کتاب کے تین اڈیشن شائع ہو کر اہل علم کے ہاتھوں میں جا چکے ہیں۔ مولانا دبیرؒ (متوفی ۱۹۴۶ء) کی وفات کے بیس سال بعد شیعہ عالم مولانا محمد حسین ڈھکو نے اس کا جواب ''تجلیاتِ صداقت'' کے نام سے لکھا تھا، جس کے جواب الجواب میں سلطان العلماء مولانا علامہ خالد محمود صاحب نے دو مجلدات پہ ''تجلیاتِ آفتاب'' لکھی۔ (سلفی)

اور تفہیمات جلداول) آپ نے تاحال نہیں بھیجیں۔اس میں جلدی کوشش کریں۔باقی خیریت ہے۔
والسلام (تاریخ درج نہیں ہے)

✧----✧----✧----✧
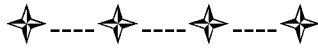
(۱۴) برادرِ محترم زید مجدہم۔السلام علیکم ورحمۃ اللہ۔عنایت نامہ ملا،حضرت قاری صاحب اگر ۲ر اپریل کو یقینا تشریف لانے والے ہوں تو جلد اطلاع دیں اور اس کے بعد کا پروگرام بھی اگر معلوم ہو جائے تو لکھیں۔کیا راولپنڈی بھی تشریف لائیں گے؟''آفتاب ہدایت'' کی کاپیوں کی تصحیح کر رہا ہوں، جلد ہی طبع کرنے کا ارادہ ہے۔کیونکہ رمضان المبارک بھی قریب ہے۔کسی اچھے پریس کا پتہ رکھیں[۱]۔
والسلام خادم اہل سنت مظہر حسین غفرلہٗ، چکوال
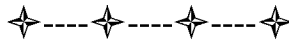
✧----✧----✧----✧

(۱۵) بخدمت برادر محترم سلمہٗ اللہ تعالیٰ۔وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ۔آپ کا عنایت نامہ موصول ہوا۔خواب بہت مبارک ہے۔حضرت تھانوی قدس سرہٗ کی خواب میں زیارت اور پھر ذکر نور علی نور ہے۔اللہ تعالیٰ بیداری میں بھی یہی حال عطا فرمائیں۔وما ذالک علی اللہ بعزیز۔آپ ذکر میں لگے رہیں ان شاء اللہ بہت نفع ہوگا۔ذکر اللہ کے ثمرات و برکات بے حد وعد ہیں۔سفر حج میں بھی یہ سلسلہ کوشش کریں کہ منقطع نہ ہو۔قلت طعام،قلت کلام اور قلت اختلاط بالا نام وغیرہ کا اہتمام جاری رکھیں۔رمضان المبارک کے بعد بھکر کا سفر ہے، وہاں سے منٹگمری جاؤں گا۔اس لیے آپ اُن دنوں چکوال آنے کی تکلیف نہ کریں۔لاہور آپ کب تک واپس چلے جائیں گے؟ شاید میں منٹگمری سے لاہور آجاؤں۔اللہ تعالیٰ ہم سب کو اپنی مرضیات پہ چلنے کی توفیق عطا فرمائیں۔آمین۔مقاماتِ مقدسہ میں بندہ ناکارہ کو بھی دعاؤں میں ضرور یاد فرمائیں۔حج کیسے کریں؟ مؤلفہ مولانا نعمانی صاحب لاہور سے غالباً مل جائے گی، وہ لے لیں والدہ مکرمہ کی خدمت میں سلام پیش کر دیں۔والسلام

مظہر حسین غفرلہٗ چکوال
(تاریخ وسن نہیں ہے)

✧----✧----✧----✧

---
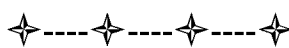
[۱] اس خط پر بھی تاریخ وسن درج نہیں۔تاہم ظن وتخمین ہے کہ یہ مکتوب ۱۹۵۵ء کا ہے۔کیونکہ حضرت اقدسؒ نے والد گرامی کی وفات کے بعد اولاً کتاب ''آفتابِ ہدایت'' ۱۹۵۰ء میں اور ثانیاً ۱۹۵۵ء میں شائع کروائی تھی۔

(۱۶) جناب محترم مولانا محمد الیاس صاحب سلمہٗ۔السلام علیکم ورحمت اللہ وبرکاتہٗ۔طالب خیر بخیر ہے۔۲۷/جولائی بروز ہفتہ شوریٰ کے اجلاس میں ان شاء اللہ حاضر ہوں گا۔جمعہ پڑھا کر کوشش کروں گا کہ رات کو ہی لاہور پہنچ جاؤں۔دفتر میں سیدھا جاؤں گا۔کیونکہ قبل از وقت علماء کرام سے مشاورت بھی کرنا ہوگی۔اجلاس کے ختم ہونے پر جلد واپسی اس لیے ضروری ہے کہ ۲۸ تاریخ سے ہمارا علاقہ میں تبلیغی دورہ شروع ہوجائے گا۔آپ اور دوسرے احباب صبح نماز کے بعد ہی تشریف لے آئیں تو شاید ملاقات کا موقع مل سکے۔حافظ محمد طیب صاحب کو بھی اطلاع دے رہا ہوں۔احباب کی خدمت میں سلامِ مسنون۔

والسلام　　　　خادم اہل سنت مظہر حسین غفرلہ، چکوال

۲۴/اپریل ۱۹۵۹ء

✧----✧----✧----✧
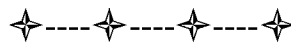
(۱۷) برادر محترم زید مجدہم۔السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ۔مولوی صاحب معلم تا حال نہیں پہنچے۔عنقریب آنے والے ہیں۔ان شاء اللہ۔چکوال کا جلسہ یکم ، ۲، ۳/مئی کو جو طے ہوا تھا، وہ ملتوی کر دیا گیا ہے اب ان شاء اللہ جون میں ہوگا۔دراصل انہی تاریخوں میں جامعہ قاسم العلوم ملتان کا جلسہ ہونے والا ہے اور وہاں میرا ارادہ حاضر ہونے کا ہے۔محمد نسیم نے اگر آنا ہو تو انہی دنوں میں لے آئیں۔باقی خیریت ہے۔احباب سے سلام عرض کردیں۔والسلام　　　　۱۷/دسمبر ۱۹۵۸ء

✧----✧----✧----✧
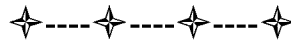
(۱۸) برادر محترم حافظ صاحب زید مجدہم

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ ! عنایت نامہ ملا، بندہ بخیرت ہے۔غفلت کی وجہ سے خط کا جواب نہ لکھ سکا۔مولوی غلام یحییٰ صاحب نے بھی آپ کے خط کا ذکر کیا تھا۔اکابر کی موجودگی میں اس بندۂ ناکارہ سے اس قسم کا تعلق قائم رکھنا تعجب خیز ہے۔یہ آپ کی محبت اور حُسن ظن ہے ورنہ اہل علم کی راہنمائی کرنے کی بندہ میں اہلیت نہیں ہے۔آپ مزید سوچ لیں اور تین دن استخارہ مسنونہ بھی کریں۔اس کے بعد طبیعت کے میلانِ غالب سے مطلع کریں۔اللہ تعالیٰ آپ کو حسن عمل وتقویٰ کی توفیق عطا فرمائیں۔زیادہ فکر کی ضرورت نہیں ہے۔وہاں ابتلاء کے مواقع بہت ہیں۔جو تصور وعمل شرعاً محذور ہو اس سے احتراز کرنے میں کوشش کرنا ہی مجاہدہ ہے۔ہمت میں کوتاہی نہ کریں۔تلاوتِ قرآن مجید توجہ سے روزانہ معمول بنالیں خواہ قلیل ہی ہو۔اور جو وظیفہ پہلے سے پڑھتے آرہے ہیں اس میں ناغہ نہ کریں۔ذکر سے آہستہ آہستہ قلب و باطن میں رسوخ پیدا ہوتا ہے اور ذکر سے وساوس بھی کمزور ہوتے ہیں۔وسوسہ غیر

اختیاری چیز ہے اس سے استغفار کرتے رہا کریں۔اور توجہ کسی دوسرے عمل کی طرف پھیر لیا کریں۔ حق تعالیٰ فضل فرمائیں گے۔ والسلام خادم اہل سنت مظہر حسین غفرلہٗ چکوال

۱۹ر فروری ۱۹۵۴ء

✧----✧----✧----✧
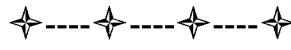
(۱۹) برادر محترم مولانا محمد الیاس صاحب سلمہ

گرامی نامہ کاشف احوال ہوا۔رہائی کی اطلاع طالب علم محمد یعقوب نے آپ کے گھر کے پتہ پر دی تھی۔دوسرے حضرات کی رہائی بھی بہت زیادہ قابل مسرت ہے۔اللہ تعالیٰ اہل اسلام کو اپنے دینی مقاصد میں کامرانی عطا فرمائیں۔جامعہ اشرفیہ کے جلسہ اور حضرت قاری صاحب محمد طیب مدظلہ کی تشریف آوری کی اطلاع پہلے دے دیں میں ان شاء اللہ ضرور لاہور آنے کی کوشش کروں گا۔ایام اسارت میں بھی بفضلہٖ تعالیٰ صحت بہت اچھی رہی ہے اور اب بھی ٹھیک ہے۔مدرسہ اظہار الاسلام کا کام ہو رہا ہے۔ایک مولوی صاحب مدرس ہیں اور پانچ طلبہ بیرونی بھی ہیں۔علاوہ ازیں چند مقامی آدمی ترجمہ قرآن مجید پڑھتے ہیں۔میرا بیٹا محمد ظہور الحسین بھی بخریت ہے اور گلستان ومنیۃ المصلی پڑھتا ہے۔ خطیب ومبلغ ہونا بھی دینی خدمت کے لیے بہت اچھا ہے مگر آپ تکمیل درسیات کی طرف اپنی زیادہ توجہ دیں۔فراغت کے بعد حسبِ ضرورت دینی تبلیغی خدمات انجام دی جاسکتی ہے۔آپ اسباق کس مدرسہ میں پڑھتے ہیں؟ طالب علمی کے زمانہ میں اگرچہ ذکر وشغل میں انہماک ضروری نہیں لیکن کچھ نہ کچھ کرتے رہیں،بالکل غافل نہ ہوں۔درس وخطبہ میں مسلکِ حق کی اشاعت کرتے رہیں تاکہ سامعین کے عقائد کی اصلاح ہو سکے۔اللہ تعالیٰ آپ کو اور ہم سب کو اپنی مرضیات کی اتباع کی توفیق عطا فرمائے۔تمام احباب کی خدمت میں سلام مسنون عرض کر دیں۔ والسلام ۱۶ر نومبر ۱۹۵۷ء

✧----✧----✧----✧
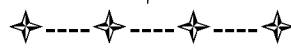
(۲۰) برادر مکرم سلمہ اللہ تعالیٰ۔السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ! عنایت نامہ کاشف حال ہوا۔میں سرگودھا کانفرنس میں حاضر ہوا تھا۔بزرگوں کی زیارت نصیب ہوئی۔ماشاء اللہ کانفرنس بہت کامیاب رہی ہے۔حضرت مولانا احمد علی لاہوری مدظلہ کی خدمت میں زیادہ حاضری کی کوشش کیا کریں اور مجلس ذکر کا بھی التزام رکھیں۔قلبی ضعف سے بھی اس مرض کا اثر زیادہ ہوتا ہے اس میں خطرہ بھی زیادہ ہے۔ مجاہدہ سے کام لیں تاکہ جلدی انسداد ہو جائے۔بتکلف نفرت کریں اور توجہ ہٹائیں اور انابت الی اللہ بھی اختیار کریں۔ممکن ہو تو حضرت موصوف (مولانا احمد علی لاہوری) کی خدمت میں میرا اسلام بھی عرض کر

دیں۔ اللہ تعالیٰ حفاظت فرمائیں، علم حدیث کے حصول میں پوری کوشش جاری رکھیں۔ واللہ ذوالفضل العظیم۔ احباب کی خدمت میں سلام عرض کر دیں۔ والسلام

✧---✧---✧---✧
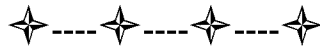
(۲۱) برادر مکرم سلمہ اللہ تعالیٰ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ! طالب خیر بخیر ہے۔ جلسہ بھیں پر پابندی لگنے کی اطلاع بذریعہ تار آپ کو دی گئی تھی۔ نماز جمعہ کے بعد بندہ براستہ جہلم لاہور کے لیے روانہ ہوگا۔ حضرت درخواستی مدظلہ نے وہاں بلایا ہے۔ مولانا (عبداللطیف) جہلمی بھی میرے ساتھ ہوں گے۔ اس موقع پر آپ کا ہونا بھی بہت ضروری ہے۔ ہفتہ ۲۴ محرم کو لاہور تشریف لائیں۔ اگر حافظ محمد رفیع صاحب بھی جا سکیں تو بہتر ہے۔ اللہ تعالیٰ آپ کی اہلیہ کو شفاء کاملہ عطا فرمائے۔ سب کی خدمت میں سلام عرض کر دیں۔ والسلام

۱۶ فروری ۱۹۵۷ء

✧---✧---✧---✧
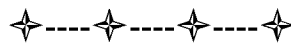
(۲۲) برادر محترمی سلمہٗ اللہ تعالیٰ!

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ! طالب خیر بخیر ہے۔ میں آج قلعہ دیدار سنگھ جا رہا ہوں۔ کل خانقاہ ڈوگراں پہنچوں گا۔ وہاں سے فارغ ہو کر ان شاء اللہ ۱۸ یا ۱۹ کو حاضر خدمت ہوں گا۔ والسلام

(۲۳) برادر مکرم سلمہ اللہ تعالیٰ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ! عنایت نامہ ملا، بھاولنگر جاتے ہوئے ہفتہ کو ''دفتر ترجمانِ اسلام'' لاہور میں دن کو قیام کرنا پڑا۔ پہلے سے یہ پروگرام طے نہ تھا۔ آپ کے متعلق دریافت کیا گیا تو معلوم ہوا کہ آپ مرید کے گئے ہوئے ہیں۔ مناظرہ کیسا ہوا؟ اللہ تعالیٰ علماء حق کو ہر جگہ منصور فرمائے۔ آمین۔ وہ تکلیف صرف اُسی دن ہوئی تھی پھر شکایت نہیں ہوئی، دینہ میں ان شاء اللہ آپ سے ملاقات ہو جائے گی۔ میں اب بھاولنگر سے واپسی پر براستہ لائل پور چکوال جا رہا ہوں۔ اللہ تعالیٰ مشکلات دور فرمائیں اور آپ کو ہم سب کو اتباعِ سنت، ذکر دوام اور خدمتِ دین نصیب فرمائیں۔ احباب کی خدمت میں سلام مسنون عرض کر دیں۔ والسلام

مورخہ ۲۲/ اگست ۱۹۵۸ء

✧---✧---✧---✧
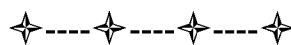
(۲۴) برادر محترم زید مجدہم۔

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ! عنایت نامہ ملا۔ افسوس ہے کہ ۲۱، اگست کو میں عیسیٰ خیل میں جلسہ کی تاریخ پہلے دے چکا ہوں۔ اور آپ سے پہلے ان کو وعدہ دے چکا ہوں۔ اس کے ساتھ ہی کلور کوٹ وغیرہ کے جلسے بھی ہیں۔ پہلے یہی اندیشہ تھا۔ اللہ تعالیٰ اس تقریب کو مبارک بنائیں۔ حضرت شیخ الحدیث صاحب اگر تشریف لاسکیں تو زیادہ باعث برکت ہوگا۔ جمعیت علماء اسلام کے کام کے لیے وہاں فراغت میں آنا ہی مفید ہوگا۔ ۱۲، ۱۳، ۱۴، ستمبر ۱۹۵۸ء کو لاہور میں کانفرنس منعقد ہو رہی ہے۔ اس سے پہلے حاضر ہونے سے معذور ہوں۔ ان شاء اللہ اس کے بعد جمعیت کے کام کے سلسلہ میں حاضری دوں گا۔

آپ بھی کانفرنس تک واپس ضرور لاہور پہنچ جائیں۔ زیادہ غیر حاضریاں مفید نہیں ہوتیں [1]۔ بندہ کی دینی معذرت کو قبول فرمائیں۔ احباب سے سلام مسنون عرض کر دیں۔ والسلام

✧----✧----✧----✧
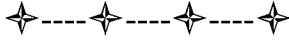
(۲۵) برادر محترم سلمہٗ! السلام علیکم ورحمت اللہ وبرکاتہٗ۔ طالب خیر بخیر ہے۔ ۵ مئی ہفتہ کی رات کو اچھرہ میں تقریر رکھی گئی ہے۔ اور اتوار کو ان شاء اللہ شرقپور میں دن کو تقریر ہے۔ آپ اتوار کے دن رات کو یا پھر پیر، منگل کی تاریخیں رکھ لیں۔ بدھ کو میں نے پلندری آزاد کشمیر کے جلسوں پر نکل جانا ہے۔ اور اگر آپ کسی وجہ سے یہ ایام نہ رکھ سکیں تو پھر ۱۲، ۱۳ رمئی کی تاریخوں میں کوئی دن رکھ لیں، از راہ کرم اپنے پروگرام سے جلدی مطلع فرمائیں۔ اللہ تعالیٰ آپ کو شفائے کاملہ عطا فرمائے۔ آمین

یہاں اپنے احباب میں سے ایک ساتھی کو بھی پتھری تھی اور سخت دورے پڑتے تھے۔ انہوں نے ہومیو پیتھک کی دوا لی تو اگلے دن پتھری خارج ہوگئی میں ان سے دوا کا نام لکھوا لوں گا۔ پھر ان شاء اللہ آپ کو بھیج دوں گا ھوالشافی......احباب کی خدمت میں سلام مسنون!

والسلام خادم اہل سنت الاحقر مظہر حسین

۱۴ ربیع الاول ۹۳ھ

✧----✧----✧----✧
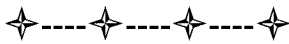
(۲۶) جناب محترم سلمہٗ۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ۔ آپ کا عنایت نامہ ملا۔ میں آج ہی بھیں سے واپس آیا ہوں۔ حافظ صاحب موصوف سے بندہ واقف ہے۔ وہ وہاں کامیاب نہیں ہو سکتے ان کی صحت بھی خراب رہتی ہے۔ کوشش کرتے رہیں، خدا کرے کوئی مناسب آدمی مل جائے، ملتان کے

---

[1] یہ جملہ آئمہ وخطباء مساجد کے لیے بہت اہم ہے۔

فیصلہ سے مجھے بہت دکھ ہوا، اجلاس ان کے کامیاب ہوں یا نہ ہوں، اگر اس پارٹی کا مسلک صحیح نہیں تو اس اتحاد سے وہ ساری محنت ضائع ہو جائے گی جو چند سالوں سے کی جاتی رہی ہے۔ میں تو مسلک اکابر کی حفاظت کی ضرورت کے پیش نظر ایسی سیاست کو غیر دینی سیاست سمجھتا ہوں۔ یہ پارٹی تو دیوبندی مسلک کی ہی سمجھی جائے گی۔ اگر اہل حدیث حضرات کو اس اجلاس میں دعوت دی جاتی ہے تو وہ بے شک درست ہے، کیونکہ مسلک متعین ہونے کی وجہ سے مغالطہ نہیں ہو سکتا۔ بہر حال ان حالات کے پیش نظر بندہ تو یہی سمجھتا ہے کہ جماعت سے استعفیٰ دے دوں[1]۔ جمعۃ المبارک کے بعد براستہ جہلم مخدوم پور ضلع ملتان[2] جانے کا ارادہ ہے۔ احباب کی خدمت میں سلام مسنون!

والسلام

خادم اہل سنت مظہر حسین چکوال، ۲۳ / جمادی الثانیہ ۱۳۹۳ھ

✧----✧----✧----✧
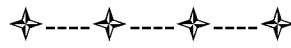
(۲۷) السلام علیکم ورحمۃ اللہ۔ آپ کا عنایت نامہ ملا۔ الحمد للہ اب صحت بہت بہتر ہے۔ کل سے ان شاء اللہ باغ آزاد کشمیر کے جلسہ پر جاؤں گا۔ احباب کی خدمت میں سلام مسنون عرض کر دیں۔ ذکر میں غفلت بالکل نہ کریں۔ یہی کلیدِ درجات ہے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو اتباع سنت اور ذکر دوام نصیب فرمائے۔ آمین والسلام

الاحقر مظہر حسین۔ یوم الجمعہ

✧----✧----✧----✧
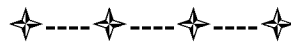
(۲۸) جناب محترم سلمہٗ اللہ تعالیٰ۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ۔ آپ کا عنایت نامہ ملا۔ طالب خیر بخیر ہے۔ آپ کے گھر آنے کی اطلاع مل گئی تھی۔ اللہ تعالیٰ آپ کو شفاء کاملہ عطا فرمائے آمین۔ بندہ کل اتوار کو لاہور جانے والا ہے۔ صوبائی اجلاس کے بارے میں مشاورت اور دعوت نامے وغیرہ کے سلسلہ میں یہ سفر کر رہا ہوں۔ حضرت پیر صاحب مولانا سید خورشید احمد شاہ مدظلہ کی خدمت میں موضع عبدالحکیم بھی جاؤں گا اور مخدوم پور بھی۔ حضرت موصوف کو اجلاس کے لیے عریضہ لکھا تھا تو حضرت نے اپنی بیماری، ضُعف وغیرہ کا عذر فرمایا۔ اگر تب تک ان کی صحت نے اجازت دی تو ان کو بذریعہ کار لاہور لے آئیں گے۔ آپ بھی حتی الامکان اجلاس میں پہنچنے کی ضرور کوشش کریں۔ اگر خدانخواستہ آپریشن کا

---

[1] جمعیت علماء اسلام سے استعفیٰ مُراد ہے۔
[2] اب مخدوم پور ضلع خانیوال میں شامل ہو گیا ہے۔

فیصلہ ہو تو وہ اجلاس تک مؤخر کر دیں۔ بعد میں ہو جائے گا۔ شیعہ مطالبات منظور کر لیے گئے ہیں۔ ہم نے ''سنی مطالباتِ ثلاثہ'' کے فارم چھپوا کر دستخطوں کی مہم جاری کر دی ہے۔ آپ کی خدمت میں بھی ارسال کر دیئے جائیں گے۔ ہر آدمی کے دو جگہ دستخط کروانے ہیں۔ تا کہ ایک فائل اپنے پاس رہے اور دوسری صدر پاکستان کو بھیج دی جائے۔ یہ وقت کی بہت اہم ضرورت ہے۔ خواص سے تاریں بھی بھجوائی جائیں گی کہ ان شیعہ مطالبات کو فی الفور رد کیا جائے۔ اللہ تعالیٰ اہل سنت کی مدد فرمائیں آمین۔ حافظ محمد رفیع صاحب اور دیگر احباب کی خدمت میں سلام پیش کر دیں۔ یاد رہے کہ ہمارے مذکورہ مطالبات ''نوائے وقت'' میں شائع ہو چکے ہیں۔

والسلام

الاحقر مظہر حسین مدنی جامع مسجد چکوال ۹، رجب ۹۳ھ

✧----✧----✧----✧
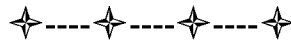
(۲۹) جناب محترم سلمہٗ۔ آپ کا عنایت نامہ ملا۔ طالب خیر بخیر ہے۔ الحمد للہ آپ کی صحت بحال ہو رہی ہے۔ مولانا عبداللطیف صاحب نے بھی ملاقات کا حال سنایا، حافظ محمد نسیم صاحب کو تعویذات دے دیئے ہیں۔ اللہ تعالیٰ شفائے کاملہ عطا فرمائے آمین۔ آپ کا آپریشن ماشاء اللہ کامیاب ہوا ہے۔ اب اچھی طرح حفاظت کریں۔ کیونکہ زخم کی حالت میں سکوٹر یا کار کا سفر بھی مضر ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کامل صحت عطا فرمائیں، بچوں کو پیار، احباب کو سلام۔

والسلام خادم اہل سنت

الاحقر مظہر حسین غفرلہٗ، ۲۹ جمادی الاول ۱۳۹۴ھ

✧----✧----✧----✧
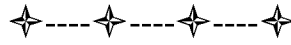
(۳۰) جناب محترم سلمہٗ۔

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ۔ طالب خیر بخیر ہے۔ حافظ محمد طیب صاحب نے قرارداد ارسال کر دی ہے جو مطابق حالات ہے۔ لیکن یہ خبر سنی ہے کہ رجب کے آخری ہفتہ میں حضرت درخواستی مدظلہ کے حکم سے شوریٰ کا اجلاس لاہور میں طلب ہونے والا ہے۔ لہٰذا فی الحال اس کو بذریعہ ڈاک مولانا مفتی محمود صاحب کی طرف ارسال نہ کریں۔ البتہ حضرت ناظم اعلیٰ کی خدمت میں دستی ارسال کر دیں۔ تا کہ اہمیت بڑھ جائے۔ مولانا محمد رمضان صاحب امیر جمعیت میانوالی اور مولانا محمد عبداللہ آف بھکر ضلعی ناظم اعلیٰ

میانوالی نے بھی اس اطلاع پر تشویش کا اظہار کی ہے انہوں نے بھی مشورہ دیا ہے کہ شوریٰ کے اجلاس میں پیش کیا جائے[1]۔ اللہ تعالیٰ اہل حق کو شرور وفتن سے محفوظ رکھے آمین۔ ماہ نامہ تعلیم القرآن راولپنڈی کے جھوٹوں کے جواب میں مضمون جلد ماہ نامہ ترجمان اسلام میں شائع کروا دیں۔ انہوں نے ''ترجمان اسلام'' کے مضمون کو شر انگیز اور جھوٹ کا پلندہ قرار دیا۔ لہٰذا جواب کا آنا ضروری ہے۔ مدرسہ کے سلسلہ میں حاجی احمد حسین صاحب آپ کی خدمت میں آئیں گے۔ احباب کو مطلع کر دیں وہ ہفتہ کو لائل پور، سرگودھا سے ہوتے ہوئے لاہور پہنچیں گے۔ والسلام

الاحقر مظہر حسین غفرلہ

(تاریخ وسن درج نہیں ہے)
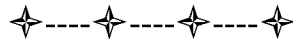
(۳۱) محترم جناب حافظ محمد الیاس صاحب سلمہٗ! السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ! میں نے آپ کو دو عدد خطوط بھیجے تھے، آپ نے ان کا ذکر نہیں کیا کہ خدا جانے پہنچے کہ نہیں؟ اپنے حالات سے اطلاع دیتے رہا کریں۔ حافظ محمد اسمٰعیل صاحب سے کہیں کہ حضرو میں وہ جگہ تو اپنی ہے لیکن آپ کی آواز نہیں ہے اور اذان میں آواز ہی مطلوب ہوتی ہے۔ اگر لاہور میں گزارہ ہو رہا ہے تو وہیں رہیں۔ یا عارضی طور پر حضرو آ کر جائزہ لے لیں، اگر لوگ مطمئن ہوں تو پھر مستقل وہاں قیام کر لیں۔ آپ سے بھی ان کو مشورہ کر لینا چاہیے۔ والسلام

خادم اہل سنت مظہر حسین، ۲۵ / ربیع الثانی ۹۴ھ

✧----✧----✧----✧
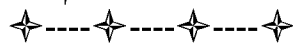
(۳۲) جناب محترم سلمہٗ! السلام علیکم ورحمت اللہ۔ طالب خیر بخیر ہے۔ پہلے بھی ایک کارڈ ارسال کر چکا ہوں۔ کل ہی حافظ محمد انور سلمہٗ کا خط آیا کہ ٹمبر مارکیٹ کے پلاٹ کا منتظمین نے اشکال پیش کیا ہے کہ اس میں پانی بھر جاتا ہے وغیرہ۔ اس لیے نئی جگہ کے انتخاب کے لیے آپ کا لاہور آنا ضروری ہے۔ بندہ اسی ضرورت کے تحت ان شاء اللہ اتوار شام تک لاہور پہنچ جائے گا۔ ہفتہ کو واہ فیکٹری کے

---

[1] حضرت مولانا محمد عبداللہؒ بھکر کا متذکرہ خط ''جمعیت علماء اسلام سے قائد اہل سنت کا استعفٰی'' کی بحث میں درج کیا جا چکا ہے۔ جو کہ ہمیں حضرت قائد اہل سنتؒ کے متروکہ مخزونہ سے دستیاب ہوا ہے۔ الحمد للہ علی ذالک۔ سلفی

قریب ایک گاؤں میں جلسہ پہ جانا ہے۔خدا کرے کوئی مناسب جگہ مل جائے۔وماذالک علی اللہ بعزیز۔
حافظ محمد رفیع صاحب اور دیگر احباب و بزرگان کی خدمت میں سلام مسنون!

والسلام

خادم اہل سنت الاحقر مظہر حسین غفرلہ، بروز بدھ (تاریخ درج نہیں ہے)

✧----✧----✧----✧

(۳۳) برادر محترم جناب حافظ صاحب زیدہ مجدہ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ! عنایت نامہ ملا، بندہ بخیریت ہے۔لاہور میں شیخ محمود صاحب کی زبانی آپ کے کوئٹہ جانے کا علم ہو گیا تھا۔اللہ تعالیٰ شرور سے محفوظ فرمائیں آمین۔اور بہتر نتیجہ نصیب ہو۔ اس کے مختلف پہلو ہیں۔بہر حال اللہ تعالیٰ آپ کو اور ہم سب کو اتباعِ سنت اور خدمتِ دین کی ہمیشہ توفیق عطا فرمائیں۔حضرت علامہ شمس الحق صاحب افغانی کی خدمت میں سلام مسنون عرض کر دیں۔اللہ تعالیٰ ہم سب کو اپنی مرضیات پہ چلنے کی توفیق دیں۔ والسلام

الاحقر مظہر حسین غفرلہ
مدنی جامع مسجد چکوال
۲۹ مارچ ۱۹۶۳ء

✧----✧----✧----✧

(۳۴) جناب برادر محترم حافظ صاحب زید مجدہ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ! عنایت نامہ ملا۔بندہ بخریت ہے۔قربانی کے لیے آپ کیوں اتنی تکلیف اٹھاتے ہیں؟ اگر ضرور یہ ایثار کرنا ہے تو پھر بندہ کے والد صاحب مرحوم ابو الفضل مولانا کرم الدین دبیر رحمہ اللہ کے نام کی قربانی کر دیں۔ میں اپنی یہاں کرلوں گا۔اللہ تعالیٰ قبول فرمائیں۔ ''مودودی مذہب'' کتاب طبع ہو رہی ہے۔مولانا افغانی کے لیے بھی دو نسخے بھیج دیئے جائیں گے اور اگر آپ عید پر گھر تشریف لائیں تو کتابیں (اگر وقت ہو تو) جہلم سے لے جائیں۔ذکر میں محنت کرتے رہیں۔اپنی اصلاح اور تقویٰ ہی قربت الٰہی کا موثر ترین ذریعہ ہے۔ولذکر اللہ اکبر۔اللہ تعالیٰ ترقی عطا فرمائیں۔ والسلام

الاحقر مظہر حسین غفرلہ
مدنی جامع مسجد چکوال
۴ ذوالحجہ ۱۳۸۳ھ

✧----✧----✧----✧

(۳۵) برادر محترم سلمہ اللہ تعالیٰ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ! مکتوب ملا۔ خدا جانے سیلاب میں آپ کا کیا حال رہا؟ جلدی اپنے حالات لکھیں۔ ۱۵ اکتوبر کو لاہور میں دستور اسلامی کے سلسلہ میں جو علماء کنونشن ہونا تھا، میرا اس میں حاضر ہونے کا ارادہ تھا مگر اب تو بوجہ سیلاب وہ ملتوی ہو گیا ہوگا۔ حضرت قاری صاحب [۱] جہلم میں ۲۴ اکتوبر کو تشریف لائیں گے اور ۲۳ کو لائل پور سے چکوال ایک تعزیت کے سلسلہ میں تشریف لائیں گے۔ پہلے سے طے شدہ پروگرام تو یہی ہے۔ اب بوجہ سیلاب شاید اس میں تبدیلی ہو جائے۔ لاہور میں بڑی تباہی واقع ہوئی ہے۔ اللہ تعالیٰ محفوظ رکھیں۔ حاجی جمیل الرحمن صاحب کی خدمت میں سلام مسنون! حق تعالیٰ مشکلات کو آسان فرمائیں۔ آمین والسلام

الاحقر مظہر حسین غفرلہ
مدرسہ اظہار الاسلام چکوال
۱۵، اکتوبر ۱۹۵۵ء

✧----✧----✧----✧
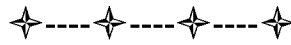
(۳۶) جناب برادر مکرم حافظ صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

طالب خیر بخیر ہے۔ حافظ محمد نسیم کا یہاں جی نہیں لگا۔ پہلے تو کہتا تھا کہ حضرو کے پاس ایک گاؤں میں ایک مولوی صاحب صَرف اچھی پڑھاتے ہیں۔ وہاں صَرف پڑھوں گا اور ساتھ ہی رمضان المبارک میں سنانے کے لیے قرآن مجید کا دور بھی کرتا رہوں گا۔ اب چکوال سے تقریباً دس میل دور ایک مقام بلکسر میں بچوں کو قرآن مجید پڑھانے کے لیے چلا گیا ہے۔ وہاں کے امام مسجد جو اپنے ہی مسلک کے مولوی صاحب ہیں ان سے بات چیت کر کے فیصلہ کیا گیا ہے۔ وہاں کھانے اور قیام کا مسئلہ ہے مگر اس کا کہنا ہے کہ رمضان المبارک تک یہیں رہوں گا۔ پھر آئندہ سال کتابیں پڑھوں گا۔ میں نے اصرار کرنا مناسب نہیں سمجھا۔ مولوی صاحب موصوف بلکسر والے کل رات ادھر ہی تھے۔ فرماتے ہیں کہ میں فارسی ان کو پڑھاتا رہوں گا اور صَرف بھی پڑھاؤں گا۔ خدا کرے کہ وہ اگلے سال باضابطہ پڑھائی میں لگ جائے۔ مقدمہ مسجد کی تاریخ جہلم میں ۲۳ نومبر تھی۔ اللہ تعالیٰ کا فضل وکرم ہوا۔ فریقین میں سے صرف دو دو افراد کو مقدمہ میں لیا گیا ہے۔ باقی سب کو نکال دیا گیا۔ ہمارے ۱۸، آدمی تھے۔ بظاہر کیس ضمانتوں کا

---

[۱] حکیم الاسلام مولانا قاری محمد طیب مراد ہیں۔

تھا۔میں بھی اس سے نکل گیا ہوں۔اب یہ مذکورہ قضیہ ان شاء اللہ کمزور ہو جائے گا۔امید ہے کہ ان شاء اللہ مکمل کامیابی ہوگی۔ والسلام الاحقر مظہر حسین غفرلہ

مدنی جامع مسجد چکوال

۲۸ نومبر ۱۹۵۹ء

✧----✧----✧----✧
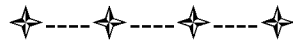
(۳۷) برادرِ محترم السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

آپکا کارڈ ملا۔کاغذاتِ مُرسلہ مولوی محمد یعقوب صاحب کو دے دیے گئے ہیں۔''ضرورتِ حدیث'' کے مضامین اچھے ہیں مگر کتابت وطباعت کی خرابیوں نے اس کی افادیت کو کم کر دیا ہے۔کتابت میں بہت سی اغلاط رہ گئی ہیں۔اہلِ علم تصحیح میں بہت غفلت سے کام لیتے ہیں۔

② آیاتِ قرآنی پر اعراب نہیں لگائے گئے اور نہ ہی بیشتر آیات کا ترجمہ کیا گیا ہے، غیر عالم اس سے استفادہ نہیں کر سکتا۔حالانکہ اس موضوع کی زیادہ ضرورت غیر علماء ہی کو ہے۔

③ منکرین حدیث کا لٹریچر انگریزی خواں طبقہ کو زیادہ متاثر کرتا ہے جب کہ اس کتاب میں جاذبیت کا کوئی سامان نہیں ہے۔الا چند یورپین محققین کے اقوال! بقایا مضامین غیر مترجم ہونے کی وجہ سے انگریزی خواں طبقہ کی پہنچ سے باہر ہیں۔مثلاً صفحہ نمبر ۱۰۲ پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا مکتوب مقدس بھی بلا ترجمہ ہے، غیر عربی دان کو اس سے کیا فائدہ؟ جب آیات پر اعراب ہی مفقود ہوں اور کتابت بھی صاف نہ ہو تو ان کی عظمت متشککین کے قلوب پر کس طرح غالب آ سکتی ہے؟ والی اللہ المشتکیٰ۔کتاب بہت مفید ثابت ہوئی ہے۔اللہ تعالیٰ آپ کی والدہ مکرمہ کو شفاء عاجلہ نصیب فرمائے۔ہمارے قریبی علاقہ میں ایک کاتب کا پتہ چلا ہے۔''آفتاب ہدایت'' اس سے لکھوانے کا ارادہ ہے۔واللہ الموفق۔اگر حسبِ سابق بطورِ دَین اعانت میسر ہو جائے تو بہتر ہوگا۔کیونکہ مصارف زیادہ ہوں گے۔والسلام

الاحقر مظہر حسین غفرلہ

از بھیں ۲۷ نومبر ۱۹۵۴ء

✧----✧----✧----✧
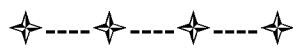
(۳۸) برادرِ محترم زید مجدہم

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ! کتاب ''ضرورتِ حدیث'' وغیرہ کی رجسٹری موصول ہوئی ہے۔آپ کا رقعہ اس میں موجود نہیں، اب معلوم نہیں کہ یہ کاغذات مرسلہ کس کے ہیں؟ کس لیے ہیں؟ توضیح

فرمائیں۔ ''آفتاب ہدایت'' کی کتابت کے لیے لاہور جانے کا ارادہ ہے۔ چند دن تک ان شاء اللہ آؤں گا۔ اور اطلاع دوں گا۔ باقی خیریت ہے۔ والسلام الاحقر مظہر حسین غفرلہ

از بھیں چکوال

۱۶ ربیع الاول ۱۳۷۴ھ

✧----✧----✧----✧
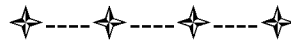
(۳۹) برادر محترم السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ!

طالب خیر بخیر ہے۔ آج کل کرتے عریضہ میں تاخیر ہوگئی ہے۔ ''خدام الدین'' تا حال نہیں پہنچا۔ جلد اجراء کروادیں۔ فارم پرمٹ بھی روانہ فرمادیں۔ کیا پریس والے مولوی صاحب نے ''آفتاب ہدایت'' کی خرید کے بارے میں آپ کے پاس اپنا کوئی بندہ بھیجا ہے؟ اگر وہ ۲۵ فیصدی رعایت پر خریدیں تو مطلوبہ کتب ان کو دے دیں۔ جمعیت علماء اسلام کے بارہ میں جدید معلومات کیا ہیں؟ مطلع فرمائیں۔ سُنا ہے کہ کوئی اور میٹنگ بھی منعقد ہوئی ہے۔ باقی سب خیریت ہے۔ والسلام

الاحقر مظہر حسین غفرلہ

چکوال

۱۷ جنوری ۱۹۵۶ء

✧----✧----✧----✧
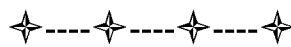
(۴۰) بخدمت برادر محترم زید مجدہ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ! عنایت نامہ موصول ہوا۔ بلکسر کے مولوی صاحب کا انتظار تھا۔ اس لیے جواب میں تاخیر ہوگئی ہے۔ آج ہی وہ ملے ہیں۔ وہ بھی کہتے ہیں کہ موصوف محمد نسیم صاحب کو دین و تعلیم کا کوئی شوق نہیں ہے۔ وہ از خود ہی اس کو فارغ کرنے والے ہیں۔ آپ کا خط بھی ان کو دکھلایا۔ وہ کل پرسوں فارغ کردیں گے۔ معلوم نہیں کہ بعد ازاں یہاں تعلیم حاصل کرنے کے لیے قیام کرے گا یا نہیں ویسے امید تو نہیں ہے۔ اللہ اعلم۔ گھر سے بھی اس کو خط کا انتظار تھا۔ غالباً نہیں آیا۔ خدا جانے گھر والوں کی رائے کیا ہے؟ بہرحال اللہ تعالیٰ علم و عمل نصیب فرمائیں۔ ذکر کی پابندی کرتے رہا کریں۔ تمام مشکلات اور موانع کے ازالہ کے لیے ذکر بہت موثر ذریعہ ہے۔ اللہ تعالیٰ غیر اللہ سے دل کو فارغ کردیں آمین۔ برادرم محمد رفیع صاحب اور دیگر احباب کی خدمت میں سلام مسنون عرض کردیں۔ والسلام

الاحقر مظہر حسین غفرلہ، چکوال

(۴۱) برادر محترم حافظ صاحب زیدہم اللہ تعالیٰ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔

① آپ کا گرامی نامہ ملا، حالات سے افسوس ہوا، مگر حق تعالیٰ کے ہر کام میں حکمت ہوتی ہیں۔ ہر امر میں سر تسلیم جھکانا ہی پڑتا ہے۔ واللہ غالب علی امرہٖ۔ بہر حال عالم اسباب کے پیش نظر کوشش کرتے رہیں۔ حالات کے مطابق قدم اٹھائیں اور سورۃ الفتح اور سورۂ والطور روزانہ پڑھ کر دعا مانگیں۔ **وما النصر الا من عنداللہ**۔ حالات سے مطلع کرتے رہیں۔

② جنگ آزادی کے سلسلہ میں ۱۲، مئی ۱۹۵۷ء کو چکوال میں جلسہ کیا گیا۔ مولانا عبدالحنان صاحب اور مولانا عبداللطیف صاحب تشریف لائے تھے، اب ۱۹ مئی کو جہلم میں جمعیت علماء اسلام کا جلسہ ہے۔ احباب کی خدمت میں سلام مسنون عرض کر دیں۔ اللہ تعالیٰ نصرت فرمائیں۔

والسلام الاحقر مظہر حسین غفرلہ۔
چکوال ۱۴ مئی ۱۹۵۷ء

✧----✧----✧----✧
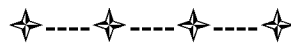
(۴۲) برادر محترم حافظ صاحب زید مجدہم

السلام علیکم ورحمۃ اللہ۔ طالب خیر بخیر ہے۔ آپ کے بعد لاہور سے استفتاء کا جواب آ گیا تھا۔ اس میں انہوں نے متعدد تنقیحات لکھی ہیں۔ جن کا جواب ارسال کرنا ہے اور فراغت ملنے پہ ان شاء اللہ ان کو جواب بھیج دوں گا۔ بندہ کی تقریر کے لیے جو آپ نے ہفتہ اور اتوار کی درمیانی شب رکھی ہے وہ اگر مولانا عبداللطیف صاحب کے لیے ہو جائے اور بندہ کی پیر کو تقریر ہو تو بہتر رہے گا۔ کیونکہ ہفتہ کو میں نے کلورکوٹ ضلع میانوالی میں جانا ہے۔ انہوں نے پروگرام رکھا ہوا ہے۔ اس کے بعد پھر ۱۲ ستمبر کا پورا ہفتہ جمعیت کا دورہ ہے۔ گوجرانوالہ، راولپنڈی اور آخر میں کیملپور کے پروگرام ہیں۔ سرگودھا دفتر میں بھی بندہ نے خط لکھ دیا ہے، وہ آپ کو خط لکھیں گے۔ آپ مولانا علم الدین وغیرہ کو اطلاع کر دیں تاکہ دورہ کامیاب ہو سکے۔ آپ بھی رخصت لے کر ان پروگراموں میں ضرور شریک ہوں۔ احباب کی خدمت میں سلام مسنون عرض کریں۔ والسلام احقر مظہر حسین غفرلہ

حال وارد ڈب ضلع میانوالی، ۳ ربیع الثانی (سن xx)

✧----✧----✧----✧
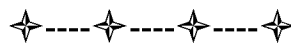
(۴۳) جناب محترم سلمہ اللہ تعالیٰ۔

السلام علیکم ورحمۃ اللہ۔ طالب خیر بخیر ہے۔ بندہ گزشتہ ہفتہ کے سفر میں لاہور، عبدالحکیم اور مخدوم پور گیا تھا۔ حضرت مولانا پیر خورشید احمد شاہ صاحب مدظلہ نے ۲۴، ۲۵ ستمبر کے صوبائی اجلاس میں لاہور تشریف آوری منظور فرمالی ہے۔ سنی مطالبات پہ دستخطوں کی مہم لاہور سمیت دوسرے مقامات میں جاری ہے۔ اللہ تعالیٰ کامیابی عطا فرمائے۔ آمین۔ مقامِ اجلاس ٹمبر مارکیٹ میں مسجد سے ملحقہ پلاٹ تجویز ہوا ہے۔ آپ کی لاہور میں اب بہت ضرورت ہے۔ اس لیے گاؤں سے واپس پہنچیں اور اجلاس کی تیاری کریں۔ احباب کی خدمت میں سلام عرض کریں اور اہل خانہ کو بھی سلام مسنون! حق تعالیٰ آپ کی والدہ مکرمہ کو شفاء کامل نصیب فرمائے۔ آمین۔ بندہ نے ٹمبر مارکیٹ کی مسجد میں معراج النبی ﷺ کے سلسلہ میں تقریر کے لیے ۲۸، ۲۹، رجب (جمعرات و جمعہ) کی درمیانی شب کا وقت دے دیا ہے اور حافظ محمد انور کو اطلاع دے دی ہے۔ جمعۃ المبارک کی صبح چکوال پہنچوں گا۔ ان شاء اللہ۔

والسلام احقر مظہر حسین غفرلہ

تاریخ وسن ندارد
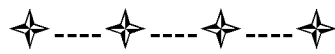
(۴۴) برادر محترم زید مجدہم

السلام علیکم ورحمۃ اللہ۔ مکتوب ملا، احقر بخریت ہے۔ خط لکھنا غالباً یاد نہیں رہا۔ گزشتہ ہفتہ جھنگ اور سرگودھا وغیرہ میں گزرا۔ ذکر کے لیے دو چیزوں کا ہونا بہت ضروری ہے نمبر (۱) دُھن اور نمبر (۲) دھیان! ہمت سے لگے رہیں۔ ایمانی زندگی کے لیے ذکر باری تعالیٰ بہت زیادہ اہمیت رکھتا ہے۔ طالب العلم کے لیے جس طرح مطالعہ کتاب ضروری سمجھا جاتا ہے، اسی طرح بلکہ اس سے بھی زیادہ ذکر کی طرف توجہ کی ضرورت ہے حتی الوسع کوشش فرمائیں کہ مقرر کردہ ذکر میں ناغہ و کوتاہی نہ ہو۔ حق تعالیٰ مشکلاتِ ظاہری و باطنی کو دور فرمائیں گے ان شاء اللہ۔ احباب سے سلام مسنون عرض کر دیں۔

والسلام۔ احقر مظہر حسین غفرلہٗ

۹، محرم الحرام ۷۹ھ
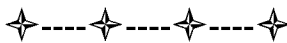
(۴۵) جناب محترم سلمہٗ ۔

السلام علیکم ورحمۃ اللہ۔طالب خیر بخیر ہے۔ ۲۲، ۲۳ محرم کوان شاءاللہ بھیں میں سنی کانفرنس ہوگی۔ اشتہارات جلد ہی چھپ جائیں گے۔آپ ۲۱ محرم الحرام کوشام تک پہنچ جائیں۔چکوال سے بذریعہ ٹیکسی بھیں جانے کا پروگرام ہوگا۔علامہ خالد محمود صاحب ۲۲ محرم کو حافظ محمد طیب صاحب کے ساتھ آئیں گے۔میں نے ان کو بھی خط لکھ دیا ہے۔حافظ خالد صاحب کو بھی دعوت دے دیں، وہ آپ کے ساتھ یا علامہ صاحب کے ساتھ آجائیں۔احباب کی خدمت میں سلام مسنون!

والسلام۔خادم اہل سنت مظہر حسین غفرلہ

مدنی جامع مسجد چکوال، ۷ محرم الحرام ۸۰ ھ

✧----✧----✧----✧
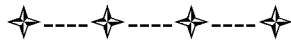
(۴۶) برادر محترم حافظ صاحب سلمہٗ ۔

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ ۔عنایت نامہ ملا۔حافظ محمد نسیم امتحان کے بعد گھر چلا گیا ہے۔اللہ تعالیٰ علم وعمل نصیب فرمائیں۔حضرت درخواستی مدظلہ سے استخارہ کروانا مبارک ہے۔حق تعالیٰ توفیق عطا فرمائیں۔مولوی غلام یحییٰ صاحب کو میں نے خط لکھ دیا ہے۔جومشاہرہ آپ نے لکھا ہے، وہ ان شاءاللہ دیا جائے گا۔ذکر میں لگے رہیں۔ہمت سے کام لیں،اور ذکر میں غفلت نہ کریں۔اتباعِ سنت کے ساتھ ساتھ ذکر الٰہی صفائی قلب وروح کے لیے بہت مؤثر ہیں۔

والسلام۔الاحقر مظہر حسین غفرلہ

چکوال ۱۲ فروری ۱۹۶۰ء

✧----✧----✧----✧
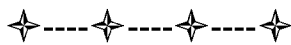
(۴۷) برادر محترم حافظ صاحب سلمہٗ ۔

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ ۔طالب خیر بخیر ہے۔برادرم حافظ محمد طیب صاحب کے خط سے بخار کی شکایت اور پھر افاقہ کا علم ہوا۔اللہ تعالیٰ مکمل شفاء عطا فرمائیں۔ان کے جواب میں ''خدام'' کی پالیسی کے متعلق عرض کر دیا ہے وہ آپ کو بتا دیں گے۔انہوں نے یہ بھی دریافت کیا تھا کہ تنظیم اہل سنت والے لاہور میں خلافت راشدہ کنونشن کے سلسلہ میں تعاون چاہتے ہیں بندہ کی رائے یہ ہے کہ گو یہ ہمارے مقاصد میں سے ہی ہے۔لیکن تنظیم کی پالیسی اور موقف کے متعلق ان سے وضاحت لے لی جائے۔کیونکہ متحدہ دینی محاذ میں تنظیم بھی شامل ہے اور خاکسار پارٹی وغیرہ بھی! یہ جواب الزامی بھی ہے

اور تحقیق بھی۔ واللہ اعلم۔ احباب کی خدمت میں سلام۔

والسلام۔ خادم اہل سنت مظہر حسین
مدنی جامع مسجد ۲۲ جمادی الاول xx

✧----✧----✧----✧
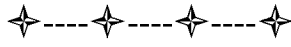
(۴۸) جناب محترم سلمہٗ اللہ تعالیٰ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ۔ آپ کا عنایت نامہ ملا، طالب خیر بخیر ہے۔

① اللہ تعالیٰ آپ کو شفاءِ کاملہ عطا فرمائے آمین۔ سورۂ فاتحہ مع بسم اللہ شریف ۲۱ مرتبہ پانی پر دم کر کے روزانہ پیتے رہیں اور سورۃ الناس ایک سو مرتبہ پڑھ کر دونوں ہاتھوں پہ دم کر کے سارے بدن پہ پھیر لیا کریں، خواہ لیٹے لیٹے ہی سہی، اور کوئی بھی وقت ہو۔

② ایک نیا فتنہ اتحاد مدارس عربیہ کی تنظیم کی شکل میں نمودار ہوا ہے۔ جس میں شیعہ طلبہ بھی ہیں اور مختلف مدارس میں یہ وفد بھیجا جا رہا ہے۔ اس اتحاد میں دیوبندی، بریلوی اور اہل حدیث کی بات تو سمجھ میں آتی ہے۔ مگر شیعہ طلبہ کو شامل کرنا تو نرا فتنہ ہے۔ اور زیادہ افسوسناک بات یہ ہے کہ یہ تنظیم جامعہ مدنیہ لاہور میں قائم کی گئی ہے۔ ''لولاک'' رسالہ میں بھی خبر آچکی ہے۔ میں نے تو بذریعہ خط اس مشترکہ اتحادی فتنہ کی پُرزور تردید کی ہے۔ خط روانہ کرنے کے بعد اگلی رات ہی اتحادی وفد یہاں آپہنچا۔ جس میں شیعہ نمائندہ بھی تھا۔ اہل حدیث نمائندہ حافظ عبدالرشید صاحب کو میرے جوابی خط کی جب نقل دی گئی تو پڑھ کر وہ بہت حیران ہوئے کہ ہمیں کسی مدرسہ سے ایسا جواب نہیں ملا۔ اور کہا کہ ہم آپ کا یہ خط اپنے ہم مسلک طلبہ کو سنائیں گے۔ بہرحال مسئلہ ختم نبوت کے سلسلہ میں جو شیعہ وسنی اتحاد ہوا تھا، یہ اسی کے برگ و بار ہیں، میں عنقریب اس کی تردید میں کتابچہ شائع کروں گا[1]۔ دینی مدارس جو خالصتاً دینی تعلیم کے لیے قائم ہیں، ان میں بھی روافض کا داخل ہو جانا بدقسمتی اور بدنصیبی ہے۔ دراصل سنی مذہب کو اس بنیاد پر سمجھنے والے علماء بہت کم ہیں، قوم کا پیسہ ضائع ہو رہا ہے۔ جبکہ سنی مذہب کی بنیاد ہی تحفظ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم ہے۔

والسلام۔ خادم اہل سنت مظہر حسین غفرلہٗ
مدنی جامع مسجد چکوال ۲۷ ربیع الثانی ۱۳۹۵ھ

---

[1] یہ کتابچہ ''اتحادی فتنہ'' کے نام سے ہزاروں کی تعداد میں چھپ کر ملک کے طُول وعرض میں تقسیم ہوا تھا، اس حوالہ سے مفصّل حقائق گذشتہ اوراق میں گذر چکے ہیں۔ سلفی

✧----✧----✧----✧
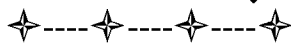
(۴۹) جناب محترم حافظ صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ۔ عنایت نامہ ملا۔ طالب خیر بخیر ہے۔ الحمدللہ کہ حق تعالیٰ نے آپ کو افاقہ نصیب فرمایا ہے۔ اللہ تعالیٰ آپ کو شفاء کاملہ عاجلہ عطا فرمائیں آمین۔ خواہش کے باوجود میں حاضر نہیں ہوسکا۔ اب آئندہ ہفتہ ۲۷ ستمبر کو جہلم میں نگرانی کی تاریخ ہے۔ وہاں سے غالباً ۲۸ کی صبح کو حاضر خدمت ہوں گا۔ چونکہ ملک صاحب اتوار کا کہتے رہتے ہیں، اس لیے ان کو بھی اطلاع دے دیں۔ اتوار کی شام کو ان کے ہاں پروگرام بن سکتا ہے۔ ان شاء اللہ تعالیٰ۔ گھر میں اور احباب سے سلام مسنون! حافظ محمد طیب صاحب کو بھی اطلاع دے رہا ہوں۔ والسلام

خادم اہل سنت مظہر حسین غفرلہٗ

۷۔ رجب ۸۹ھ

✧----✧----✧----✧
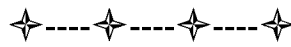
(۵۰) محترم حافظ صاحب زید مجدہم

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ...... عنایت نامہ ملا۔ آپ کے پہلے مکتوب کا جواب بہت تاخیر سے دو دن پہلے بہاولپور کے پتہ پر علامہ افغانی کی معرفت ارسال کیا ہے۔ علامہ موصوف سے مودودیت کے بارے میں ایک جامع تحریر کی ضرورت ہے۔ تعطیلات کے بعد آپ جلد یہ کام کروالیں۔ الحمدللہ بندہ اب صحت مند ہے۔ البتہ کھانسی کی شکایت ابھی ہے۔ آج حافظ خبیب احمد سلمہ [1] کے ختم قرآن مجید میں شمولیت کے لیے جہلم جانے کا ارادہ ہے۔ برادرم محمد افضل، حکیم صاحب، حافظ نسیم اور دیگر احباب کی خدمت میں سلام مسنون عرض کردیں۔ اللہ تعالیٰ آپ کو اور ہم سب کو اپنی مرضیات پر چلنے کی توفیق عطا فرمائیں۔ مولوی عبدالمہیمن صاحب سابق مدرس مدرسہ اظہار الاسلام خود تو رہنا چاہتے ہیں لیکن ان کے گھر والے ان کو وطن میں رہنے پر مجبور کررہے ہیں۔ اگر وہ نہ آسکے تو پھر مدرس کی ضرورت ہوگی۔ میرا خیال یہ ہے کہ پھر مولوی حبیب الرحمن صاحب جو وہاں آپ کے نائب خطیب ہیں، یہ خدمت ان کے سپرد کی جائے۔ بشرطیکہ مولوی عبدالمہیمن صاحب نہ آئیں۔ آپ ان سے بات کرلیں اور ان کا پتہ تحریر فرمادیں۔ والسلام الاحقر مظہر حسین غفرلہٗ

مدنی جامع مسجد چکوال ۱۴۔ فروری ۱۹۶۴ء

---

[1] مولانا قاری حبیب احمد عمر مرحوم ابن فخر اہل سنت حضرت مولانا عبداللطیف جہلمیؒ مُراد ہیں۔ سلفی

✧----✧----✧----✧
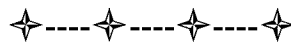
(۵۱) محترم جناب حافظ صاحب زید مجدہم

السلام علیکم ورحمۃ اللہ...... عنایت نامہ ملا۔ ماشاء اللہ قاری نذیر احمد صاحب کے تقرر سے اطمینان ہوا۔ اللہ تعالیٰ مطلوبہ کام کی اصلاح کی توفیق عطا فرمائیں۔ بندہ ہفتہ سے بھکر کے دورہ پر آیا ہوا ہے۔ ۲۱ تاریخ کو کلورکوٹ ضلع میانوالی میں جمعیت کی ضلعی کانفرنس ہو رہی ہے۔ ۲۲ کو خصوصی اجلاس ہے۔ حضرت درخواستی مدظلہ وغیرہ اکابرین جمعیت تشریف لا رہے ہیں۔ میری حاضری بھی ضروری ہے۔ لہٰذا ہفتہ کی بجائے لاہور میں میرا پروگرام اتوار کو رکھیں۔ اتوار کی شام تک ان شاء اللہ میں حاضر ہو سکوں گا۔

ہفتہ کو مولانا عبداللطیف صاحب کی تقریر ہو جائے۔ میں موصوف کو بھی خط لکھ رہا ہوں۔ اپنے پروگرام سے واپسی ڈاک "مدرسہ عربیہ دارالہدیٰ بھکر ضلع میانوالی" کے پتہ پر ارسال کر کے مطلع فرمائیں۔ اگر تاخیر ہو جائے تو "معرفت حکیم محمد ادریس صاحب اجمل فارمیسی کلورکوٹ ضلع میانوالی" کے پتہ پر ارسال کریں۔ احباب کی خدمت میں سلام مسنون عرض کر دیں۔

والسلام۔ الاحقر مظہر حسین غفرلہ۔ از منکیرہ (ضلع بھکر)[1]

۱۸۔ اگست xxx
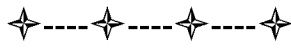
(۵۲) جناب محترم زید مجدہم

السلام علیکم ورحمۃ اللہ۔ طالب خیر بخیر ہے۔ ۱۵۔ ذیعقدہ بروز ہفتہ سے جو لاہور کا پروگرام تجویز کیا ہے۔ بعض مصروفیات کی بناء پر اس کو ملتوی کیا جاتا ہے۔ اس کی بجائے اب ان شاء اللہ ۲۲ ذیقعدہ سے رکھ لیں۔ اچھرہ وغیرہ احباب کو بھی مطلع فرما دیں۔ گھر میں اور احباب سے سلام مسنون! والسلام

الاحقر مظہر حسین غفرلہ

۱۳۔ ذیقعدہ xxx
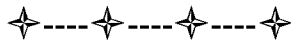
[1] منکیرہ ضلع بھکر میں مولانا محمد عبداللہ واصف جمعیت علماء اسلام کے پرانے بزرگوں میں اور حضرت مولانا محمد عبداللہ آف بھکر کے ابتدائی شاگردوں میں سے تھے۔ آپؒ مدرسہ عزیز الاسلام کے مہتمم اور مسجد نواب سربلند خان والی کے خطیب تھے۔ دو سال قبل ان کا انتقال ہو گیا تھا اور کاتب السطور کو ان کی نماز جنازہ پڑھنے کی سعادت نصیب ہوئی تھی۔ کاتب السطور کو ان سے رشتہ تلمذ بھی حاصل ہے، فیصل آباد سے قرآن مجید حفظ کرنے کے بعد بندہ نے درس نظامی کی ہدایہ تک کی کتب انہیں سے پڑھیں تھیں، کہنہ مشق اور نہایت زیرک مدرس تھے۔ طبیعت میں جلال تھا اور نہایت متقی عالم دین تھے۔ سلفی

(۵۳) برادر محترم حافظ صاحب زید مجد ہم

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ! عنایت نامہ ملا۔ بندہ بخریت ہے۔شوال میں بالکل فرصت نہیں ہے۔بھکر، بہاولپور وغیرہ کی طرف پروگرام بن چکے ہیں۔لہٰذا حاضری میں معذور رہوں۔ ۸،۹،۱۰ مارچ کو لاہور میں شہداء ختم نبوت کانفرنس ہورہی ہے۔ جمعہ کے بعد جانے کا ارادہ ہے۔ وہاں سے ۱۱ کو بہاولنگر جانا ہوگا۔آپ تو غالباً اس کانفرنس میں شامل نہ ہوسکیں گے؟ اللہ تعالیٰ دینی و دنیاوی مشکلات دور فرمائیں۔اپنی والدہ محترمہ کی خدمت میں سلام مسنون کے بعد دعا کی درخواست کردیں۔اللہ تعالیٰ آپ کو اور ہم سب کو اتباعِ سنت اور ذکر اللہ پر مداومت نصیب فرمائیں۔ مارچ کو دن کے وقت ڈھڈیال اور رات کو چکوال میں گجراتی شاہ صاحب اور مولانا ضیاء القاسمی وغیرہ آرہے ہیں۔ مدرسہ کے سابقہ سالانہ جلسہ کی بناء پر بندہ کو بھی وارننگ دی گئی ہے۔

والسلام۔الاحقر مظہر حسین غفرلہ

۷۔شوال المکرم

✧----✧----✧----✧
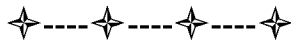
(۵۴) محترم جناب حافظ صاحب زید مجد ہم

السلام علیکم ورحمۃ اللہ......عنایت نامہ ملا۔ ماشاء اللہ حضرت افغانی کا بیان بڑا جامع ہے۔ آج ہی اکابر علماء کے ارشادات میں نے حضرت مولانا غلام غوث ہزاروی کو روانہ کردیئے ہیں تاکہ مؤتمر قاہرہ نمبر میں شائع ہوجائیں۔مولوی غلام جیلانی صاحب (ضلع ہزارہ والے) بھی منڈی کی خطابت کے امیدوار ہیں۔ میں نے ہی ان کو لکھا تھا۔ انہوں نے بھی مولوی نیاز محمد صاحب کا ذکر کیا ہے۔ وہ پارٹی پوری کوشش کررہی ہے۔ میں نے آج منڈی خط لکھ دیا ہے۔اللہ تعالیٰ اہل حق کو کامیاب فرمائیں۔اگر آپ امتحان کے بعد گھر میں قیام کریں تو وہاں جمعیت کے کام کی بڑی ضرورت ہے۔خود لاہور میں بھی بڑی ضرورت ہے۔ احباب کی خدمت میں سلام مسنون عرض کردیں۔ ذکر اللہ کی پابندی کرتے رہیں۔اللہ تعالیٰ آپ کو اور ہم سب کو اتباعِ سنت اور ذکر دوام نصیب فرمائیں۔

والسلام۔الاحقر مظہر حسین غفرلہ

۱۷ محرم الحرام ۱۳۸۴ھ

✧----✧----✧----✧
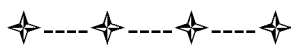
(۵۵) محترم جناب حافظ صاحب زید مجدہم

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ......عنایت نامہ ملا۔ بندہ بخریت ہے۔ اللہ تعالیٰ آپ کو اور ہم سب کو مخالفین کے شر سے محفوظ رکھے۔ آمین۔ ذکر اللہ بہت بڑی محنت ہے۔ اس میں لگے رہیں۔ پریشانیوں کا علاج بھی اسی میں ہے۔ مولانا عبداللطیف صاحب سے متعلق بات اب آپ حسبِ خواہش دوسری جگہ کر سکتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کوئی بہتر صورت نکالیں گے ان شاء اللہ تعالیٰ۔ ۲۶، ۲۷ جون کو بھیں کا سالانہ جلسہ تھا، اس سے متصلاً علاقہ کا تبلیغی دورہ شروع ہو گیا ہے۔ جو کل ان شاء اللہ ختم ہو گا۔ والسلام الاحقر مظہر حسین غفرلہ

مدنی جامع مسجد چکوال، ۲۹ صفر ۱۳۸۵ھ

✧----✧----✧----✧
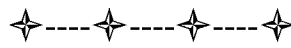
(۵۶) جناب محترم صاحب زید مجدہم

السلام علیکم ورحمۃ اللہ۔ طالب خیر بخیر ہے۔ ہم اُس دن بفضلہ تعالیٰ قبل از مغرب جہلم پہنچ گئے تھے۔ کل ''پادشاہان'' چلا گیا تھا اور آج وہیں سے چکوال پہنچا ہوں۔ اللہ تعالیٰ آپ کو اور ہم سب کو محفوظ رکھیں۔ خیریت سے مطلع کرتے رہیں۔ حق تعالیٰ سب کو صبر واستقامت اور جہاد فی سبیل اللہ کی توفیق عطا فرمائیں۔ تمام احباب کی خدمت میں سلام مسنون...... اللہ تعالیٰ پاکستان اور اہل اسلام کو غالب فرمائیں۔ حسبنا اللہ ونعم الوکیل......حافظ محمد طیب صاحب کو بھی خط لکھ رہا ہوں۔

والسلام۔ الاحقر مظہر حسین غفرلہ

۹ ستمبر ۱۹۶۵ء

✧----✧----✧----✧
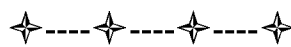
(۵۷) برادر محترم حافظ صاحب سلمہ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ...... ۳، ۴ رجب کو جلسہ رکھ لیں۔ مولانا ہزاروی صاحب نے ۴، رجب نوٹ کر لی۔ حضرت درخواستی نے فرمایا ہے کہ ہری پور سے واپسی پر پہنچ جاؤں گا۔ مولانا عبداللطیف صاحب نے بھی تاریخ لکھ لی ہے۔ ہم دونوں ۳، رجب کو ان شاء اللہ حاضر ہو جائیں گے۔ بندہ خانپور سے براستہ چنیوٹ واپس جا رہا ہے۔ جمعۃ المبارک کے بعد پھر مدرسہ فاروقیہ ملتان اور مخدوم پور کے پروگراموں پر جانا ہے۔ والسلام الاحقر مظہر حسین غفرلہ۔ حال وارد چنیوٹ

۱۸۔ جمادی الثانیہ XXX

✧----✧----✧----✧
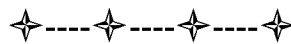
(۵۸) محترم جناب حافظ صاحب زید مجدہم

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ......جن ایام میں جامعہ اشرفیہ لاہور کا جلسہ تھا، میں نے وہ جمعہ مدرسہ نصرۃ العلوم گوجرانوالہ میں پڑھایا تھا۔ مسئلہ حیات النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے متعلق تقریر ہوئی تھی لیکن بعد ازاں اس مسئلہ پر بھی پابندی عائد کر دی گئی۔ گوجرانوالہ سے مولوی عبدالقیوم صاحب کے ہمراہ میں لاہور چلا گیا تھا۔ لیکن آگے اوکاڑہ جلدی جانا تھا۔ اس لیے آپ کے پاس حاضری نہ ہوسکی۔ مولوی عبدالقیوم صاحب نے چکوال کے لیے مولوی محبت خان کو منتخب کیا ہے جو لاہور سے آنا چاہتے ہیں۔ مولوی محبت خان صاحب گوجرانوالہ میں ہی تھے، لیکن ان کے جانے کے بعد انہوں نے ذکر کیا کہ وہ چکوال آنا چاہتے ہیں۔ مولانا عبدالقیوم صاحب نے ان کی بڑی تعریف کی ہے کہ وہ چکوال ہی کے قابل ہیں۔ میرا بھی ارادہ ہوگیا ہے۔ لیکن بعض احباب سے معلوم ہوا کہ وہ مدرس تو اچھے ہیں، لیکن غصے والی طبیعت ہے۔ آپ بھی اُن سے واقف ہوں گے۔ آپ اپنے مشورہ سے مطلع کریں۔ حضرو میں میری حاضری دسمبر میں نہیں ہوسکتی، کوئی دن فارغ نہیں ہے۔ کل راولپنڈی میں مولانا جالندھری سے ملاقات ہوئی، حضرو کے متعلق ان سے عرض کیا تو فرمایا کہ فی الحال مناسب یہ ہے کہ عام جلسہ کی بجائے مولانا لعل حسین اختر تین چار دن وہاں قیام کریں۔ اور درس وغیرہ کے ذریعے یہ مسئلہ ذہن نشین کرائیں۔ اور مولانا جالندھری کو بھی دسمبر میں فراغت نہیں ہے۔ اگر عام تقریر دسمبر میں ہی کرانی ہو تو علامہ خالد محمود صاحب کو بھی دعوت دے دیں۔ میں کل سے موضع لبان بانڈی تحصیل ہری پور میں ہوں۔ کل آئندہ (بدھ کو) ان شاء اللہ واپس چلا جاؤں گا۔ مولوی غلام یحییٰ صاحب بھی ہمراہ ہیں اور سلام کہتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ مسجد کے تنازع میں آپ کی نصرت فرمائے اور شرور وفسق سے محفوظ رکھیں۔ احباب سے سلام مسنون عرض کریں۔

الاحقر مظہر حسین غفرلہ۔ حال وارد ہری پور

xx اگست ۱۹۷۷ء

✧----✧----✧----✧
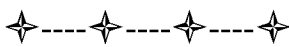
(۵۹) برادم محترم حافظ صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ! گرامی نامہ ملا۔ آج کل کرتے آپ کے پہلے خط کے جواب میں تاخیر ہوگئی۔ نیز ۲، دسمبر تا ۸، جنوری ہمارا سالانہ تبلیغی دورہ تھا۔ مولانا سید عنایت اللہ شاہ صاحب

بخاری[1] جنوری کے جلسوں میں بوجہ مرض تشریف نہ لا سکے۔ البتہ مولانا عبداللطیف صاحب جہلمی[2] اور مولانا اللہ داد صاحب[3] شریکِ دورہ رہے۔ الحمد اللہ جلسے بہت اچھے ہو گئے ہیں۔ مولانا غلام اللہ خان صاحب پر قاتلانہ حملے[4] کے متعلق ہم نے بھی قرار داد بھیجی ہے۔ اور ان کو خط بھی لکھ دیا ہے۔ حافظ اللہ داد صاحب نے پشاور جا کر مولانا سے ملاقات بھی کی ہے۔ اب بفضلہٖ تعالیٰ زخم ٹھیک ہیں۔ غالباً جلد ہی راولپنڈی واپس آ جائیں گے۔ اللہ تعالیٰ اشاعتِ توحید کی مزید توفیق عطا فرمائیں۔ آمین۔ ضلع شیخوپورہ میں ایک مقام پر جلسے کے لیے جانا ہے۔ ابھی تاریخ مقرر نہیں کی۔ اگر وہاں گیا تو واپسی پر لاہور کے راستہ آؤں گا۔ اللہ تعالیٰ آپ کو اور ہم سب کو اتباعِ سنت پر استقامت نصیب فرمائیں۔ آمین۔ تمام احباب کی خدمت میں سلام مسنون عرض کر دیں ''خدام الدین'' کا سالانہ

[1] شاہ صاحب کی پیدائش ۱۹۱۵ء میں کشمیر کے علاقہ گوئل میں اور وفات ۱۹۹۹ء میں گجرات کے اندر ہوئی۔ مولانا انور شاہ کشمیریؒ کے شاگرد، جامعہ اسلامیہ ڈابھیل سے فارغ التحصیل اور مولانا حسین علی واں بھچرویؒ کے خلیفہ مجاز تھے۔ ملتان جیل میں حضرت امام لاہوریؒ سے تفسیر قرآن مجید بھی پڑھی۔ کالری گیٹ گجرات کو اپنی تبلیغی سرگرمیوں کا مرکز بنایا، حضرت اقدسؒ کے ساتھ شاہ صاحب کے مثالی اور قابل رشک مراسم تھے۔ مگر مسئلہ حیات النبی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے حوالہ سے جب شاہ صاحب متفرد ہوئے تو رفتہ رفتہ تعلقات مدھم پڑتے گئے۔ تا آنکہ ۱۹۶۳ء میں بالکل منقطع ہو گئے۔ تبلیغی دوروں میں شاہ صاحبؒ حضرت قاضی صاحبؒ کے ہمراہ اکثر و بیشتر علاقہ جات میں ہمسفر رہتے تھے۔

[2] حضرت قاضی صاحبؒ کے ہمدم دیرینہ، دار العلوم دیوبند کے فاضل، حضرت لاہوریؒ کے خلیفہ مجاز اور جامعہ حنفیہ تعلیم الاسلام جہلم کے بانی تھے۔ علمی و روحانی کمالات سے مالا مال تھے۔ ۱۹۲۰ء کو ولادت ہوئی اور ۱۹۹۸ء میں انتقال فرمایا۔

[3] اپنے وقت کے بہترین خوش الحان مبلغ اور توحید و سنت کے داعی تھے، عظمتِ صحابہؓ و اہل بیت مخصوص انداز میں بیان کرنے کے حوالہ سے عوامی حلقوں میں مقبول تھے، گجرات کے رہنے والے تھے۔ جب مولانا عنایت اللہ شاہ صاحبؒ سے حضرت قاضی صاحبؒ کے تعلقات منقطع ہوئے تو تبلیغی دوروں میں ان کی آمد و رفت بھی محدود ہو گئی تھی۔

[4] ۲۷، دسمبر ۱۹۵۶ء کو مسجد قاسم علی خان پشاور میں عبدالرؤف نامی ایک شقی القلب مجرم نے حضرت مولانا غلام اللہ خانؒ پر تیز دھار اُسترے سے حملہ کر کے شدید زخمی کر دیا تھا، جسے بعد ازاں عدالت عالیہ سے سات سال قید با مشقت اور دو سو روپیہ جرمانہ سزا ہوئی تھی۔ زیر نظر خط میں اُسی حملے کا ذکر ہے۔ (سلفی)

چندہ ختم ہوگیا ہے۔ غالباً خریداری نمبر ۱۵۴۱ ہے۔ اگر مطبع علیمی والوں سے رقم مل جائے ، یا اپنی طرف سے دے کر بذریعہ محمد اقبال صاحب سالانہ چندہ ادا کردیں۔ والسلام

الاحقر مظہر حسین غفرلہ

مدرسہ اظہار الاسلام، چکوال

۱۳، فروری ۱۹۵۷ء

✧----✧----✧----✧
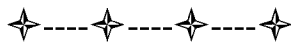
(۶۰) بخدمت برادر مکرم زید مجدہم

السلام علیکم ورحمۃ اللہ! بندہ بخیریت ہے۔ چکوال کا جلسہ بحکم حضرت درخواستی مدظلہ فی الحال ملتوی کر دیا گیا ہے۔ اس لیے آپ ۲۰، ۲۱ ذوالحج بروز ہفتہ، اتوار ملک فتح محمد کے ہاں جلسہ رکھ لیں۔ پھر قاری حسن شاہ صاحب کے ہاں بھی ہوجائے گا۔ لہٰذا دونوں حضرات کو مذکورہ تاریخوں کی اطلاع کردیں۔ پیر کی رات قاری صاحب (حسن شاہ صاحب) کے ہاں درس قرآنِ مجید اور منگل کو کہیں اور بھی ترتیب بنالیں۔ حافظ محمد طیب صاحب کو بھی اطلاع دے رہا ہوں تاکہ وہ ملک فتح محمد صاحب کو مطلع کردیں۔ گھر میں سلام کہہ دیں اور احباب کو بھی سلام مسنون! والسلام

الاحقر مظہر حسین غفرلہ

مدنی جامع مسجد چکوال، ۴ ذوالحجہ ۱۳۸۶ھ

✧----✧----✧----✧
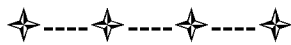
(۶۱) جناب محترم سلمہ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ! آپ کا عنایت نامہ ملا، بندہ کو پہلے سے بہت افاقہ ہے۔ لیکن موسمِ برسات پھر شروع ہوگیا ہے۔ اتوار کو ان شاء اللہ صبح روانہ ہوکر حاضر خدمت ہوں گا لیکن اگر برسات یونہی جاری رہی تو شاید حاضر نہ ہوسکوں گا۔ کیونکہ طبیعت میں ابھی ضعف ہے۔ واللہ الموفق۔ اہل خانہ اور احباب کی خدمت میں سلام مسنون پیش فرمادیں۔ اگر ہفتہ کے دن جمعیت علماء اسلام کے اجلاس میں شرکت کے لیے لاہور جانا ہوا تو وہاں سے ہی اتوار کو حاضر ہوں گا۔ والسلام

الاحقر مظہر حسین غفرلہ

۲۰ ذوالحجہ xx

✧----✧----✧----✧
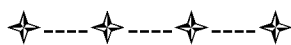
(۶۲) جناب محترم زید مجدہم

السلام علیکم ورحمۃ اللہ! عنایت نامہ ملا۔ اللہ تعالیٰ ہر فتنہ سے محفوظ رکھیں۔ وظیفہ ضرور پڑھیں اور والدہ ماجدہ بھی ۱۲ دن سے زیادہ پڑھتی رہیں۔ مدرسہ اظہار الاسلام کا سالانہ جلسہ ان شاء اللہ ۱۴، ۱۵، ۱۶ ربیع الاوّل کو ہو رہا ہے۔ اشتہار آپ کو بھیج دوں گا۔ آسانی سے تشریف لا سکیں تو جلسہ پر آ جائیں، ویسے بھی تو عموماً سفر میں ہی وقت گذرتا ہے۔ تمام احباب کو سلام مسنون! والسلام

الاحقر مظہر حسین غفرلہ
مدنی جامع مسجد چکوال
۴، ربیع الاوّل ۱۳۷۸ھ
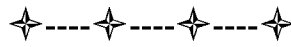
(۶۳) برادر محترم سلمہ اللہ تعالیٰ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ! ایک عریضہ جواب میں عرض کر دیا تھا۔ امید ہے آپ بخیریت ہوں گے۔ ''خدام الدین'' کا سالانہ چندہ ختم ہو چکا ہے۔ آپ بہت جلد ۱۲، روپے سالانہ چندہ احقر کے نام سے دفتر میں جمع کروا دیں اور مطبع علیمی کے پاس جو کتابوں کی رقم ہے، اس سے منہا کر لیں۔ باقی خیریت ہے۔ رسالہ بند کر دیا گیا ہے۔ اس لیے جلدی رقم داخل کروا دیں، میں نے ان کو آپ کے متعلق خط لکھ دیا ہے۔ میری خواہش ہے کہ آئندہ سال بھی مولوی غلام یحییٰ صاحب چکوال میں رہیں، ان کی اپنی خواہش بھی یہی ہے البتہ گھر والے غالباً یہ تقاضہ کر رہے ہیں کہ وہ جلدی دورہ ختم کریں۔ بھیں کے لیے ہمیں اپنے مسلک کے اہل علم کی بہت ضرورت ہے جو وہاں درس وخطابت اور تعلیم قرآن مجید کی خدمت لوجہ اللہ سرانجام دیں۔ غالباً سابق مولوی صاحب اپنی خانگی ضروریات کی بناء پر آئندہ سال نہ ٹھہر سکیں گے۔ آپ شرکاءِ دورہ وغیرہ میں کوئی اہل تلاش کریں۔ حافظ غلام رسول صاحب متعلم دورہ حدیث جامعہ اشرفیہ کا خط آیا تھا جس سے یہ مفہوم نکلتا ہے کہ وہ تدریس وغیرہ کے لیے کوئی مقام چاہتے ہیں، مگر وہ اس خواہش کو در پردہ رکھنا چاہتے ہیں۔ بھیں میں بیرونی طلبہ کے انتظام کا تو اب پروگرام نہیں ہے۔ اگر وہ مقامی دینی خدمت کرنا چاہتے ہوں تو ان سے بات کر لیں اور ان کی طبیعت وغیرہ کا جائزہ بھی لے لیں۔ حالات سے مطلع کرتے رہیں۔ محمد رفیع، محمد یونس اور دیگر احباب کی خدمت میں سلام عرض کر دیں۔ والسلام

الاحقر مظہر حسین غفرلہ
حال وارد سلانوالی ضلع سرگودھا
مورخہ ۴ جنوری ۱۹۵۹ء

(۶۴) برادم محترم حافظ صاحب

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ! آپ کا عنایت نامہ موصول ہوا۔ بندہ بحمداللہ بخیریت ہے۔ ۳۱، تاریخ کو کمالیہ میں جلسہ تھا، یکم کو وہاں سے بذریعہ بس لاہور پہنچا۔ حضرت لاہوری مدظلہ کی زیارت دن کو ہی ہوگئی تھی اور مجلس ذکر میں بھی حاضری ہوگئی۔ مولانا عبداللطیف صاحب چند احباب کے ساتھ وہاں آئے ہوئے تھے۔ بعدازاں آپ کی مسجد میں گیا تو معلوم ہوا کہ آپ گھر چلے گئے ہیں۔ پہلے بھی ایک بار آپ کے ہاں جانے کا پروگرام بنا تھا مگر حضرت لاہوری مدظلہ کے ہاں دیر ہوجانے کی وجہ سے نہ پہنچ سکا تھا۔ محمد رفیع صاحب وہاں ہی ملے۔ کھدر وہ لیتے آئیں گے۔ محمد انور وغیرہ بھی بخریت ہیں۔ ہم مجلس ذکر کے بعد رات کی گاڑی سے جہلم چلے گئے تھے۔ والدہ محترمہ کی خدمت میں سلام عرض کردیں۔ اللہ تعالیٰ سب کو خیریت میں رکھیں اور ہم سب کو اپنی مرضیات پر چلنے کی توفیق عطا فرمائیں۔ مولانا عبداللطیف صاحب کو آئندہ سال کے لیے مدرس کی ضرورت ہے۔ خیال یہ ہے کہ مولانا غلام یحییٰ صاحب ہزاروی کو لکھ دیا جائے۔ اگر وہ فارغ ہوئے تو جہلم آجائیں گے۔ والسلام الاحقر مظہر حسین غفرلہ

مدنی جامع مسجد چکوال

۳ فروری ۱۹۶۲ء

✧----✧----✧----✧
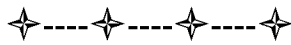
(۶۵) جناب محترم سلمہ اللہ تعالیٰ

السلام علیکم! عنایت نامہ ملا۔ طالبِ خیر بخیر ہے۔ کوئی تشویش کی بات نہیں ہے۔ معدے کی خرابی کی شکایت رہی۔ کُلی افاقہ تو نہیں مگر پہلے سے افاقہ ہے۔ تاہم سفر فی الوقت مشکل ہے۔ ڈھاکہ میں جمہوری مجلس عمل کی کارروائی سے تو بندہ بالکل مطمئن نہیں ہوا۔ کیونکہ آٹھ مطالبات میں اسلام کا لفظ تک نہیں رکھا گیا۔ حالانکہ جمعیت کی طرف سے اشتراک کے لیے اولین شرط اسلامی مطالبہ تھا۔ دوسری وجہ مودودیت سے اشتراک ہے کیونکہ اس سے علماء کرام کی پہلی تمام تر مساعی ضائع ہوجائے گی۔ اور مودودی وہ جماعت ہے جس کے اسلام پر ہمیں کوئی اعتماد ہے نہ جمہوریت پر! یہاں تو تمام احباب پر مثبت اثر نہیں پڑا اور جمعیت علماء اسلام چکوال نے عدم اعتماد کی قراردادرات کو پاس کر کے حضرت درخواستی [1] مدظلہ، مفتی صاحب محمود اور مولانا ہزاروی [2] کی خدمت میں بھیج دی ہے، ہم تو

---

[1] مولانا محمد عبداللہ درخواستی رحمہ اللہ [2] مولانا غلام غوث ہزاروی رحمہ اللہ

سیاست کو اسلام کے تابع رکھنا چاہتے ہیں، جب کہ آٹھ جماعتوں کے مشترکہ مطالبات میں اسلام کا نام تک نہیں! بہت دُکھ ہوا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ میں نے تو عدم اشتراک کے متعلق اپنی رائے ڈھاکہ بھیج دی تھی۔ اب وقت ہے کہ مختار صاحب سے جو مشورہ ہوا تھا، اس کے لیے جدوجہد کی جائے۔ واللہ ینصر! منی آرڈر کے ذریعہ خرچ زیادہ ہوتا ہے۔ اس لیے قابل اعتماد آدمی کوئی جہلم، چکوال آنے والا ہو تو اس کے ہاتھ رقم بھیج دیں یا پھر بندہ خود حاضر ہوگا تو لے لے گا، البتہ مدرسہ اظہارالاسلام کی جو رسید بک آپ کے پاس ہے وہ بذریعہ رجسٹری بھیج دیں۔ تا کہ حساب کی پڑتال ہو جائے۔ احباب کی خدمت میں سلامِ مسنون! والسلام

خادم اہل سنت الاحقر مظہر حسین غفرلہ
مدنی جامع مسجد ۱۳ شوال المکرم (سن درج نہیں)

✧----✧----✧----✧
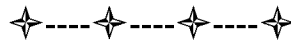
(۶۶) برادر محترم صاحب سلمہ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ۔ طالب خیر بخیر ہے۔ عریضہ اور جوابات لکھ چکا ہوں۔ ۴ جون بروز خمیس بمقام جہلم بعد نماز ظہر متصلاً خاص اجلاس رکھا گیا ہے۔ اس میں جدید محاذ پر شرعی حیثیت سے مشاورت ہوگی۔ آپ کی شرکت بہر حال ضروری ہے۔ حافظ محمد طیب صاحب بھی آ جائیں، تاکید ہے اور حافظ محمد حیات صاحب بھی آ جائیں۔ باقی احباب کی خدمت میں سلام۔

خادم اہل سنت غفرلہ، مدنی جامع مسجد چکوال، ۲۵ ربیع الاول (سن درج نہیں)

✧----✧----✧----✧
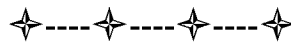
(۶۷) بخدمت جناب حافظ صاحب سلمہ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ! طالب خیر بخیر ہے۔ اطلاعاً عرض ہے کہ بندہ کل نماز جمعہ کے بعد براستہ جہلم رات کو لاہور پہنچے گا۔ وہاں سے صبح مخدوم پور جانا ہے۔ جہاں حضرت پیر صاحب مدظلہ سے ملاقات و مشاورت ہوگی۔ بہتر ہے کہ آپ، حافظ محمد طیب اور حافظ محمد حیات بھی ہمراہ ہوں تا کہ جماعتی کام بڑھایا جاسکے۔ حافظ محمد طیب صاحب کو میں نے لکھ دیا ہے۔ آپ کو کارڈ ارسال کرنا یاد نہ رہا تھا۔ اللہ کرے کہ کل آپکو پہنچ جائے۔ میرے ساتھ ایک ہمسفر بھی ہوگا، شاید جہلم میں کچھ دیر ٹھہرنا پڑے۔ والسلام

خادم اہل سنت مظہر حسین غفرلہ
بروز خمیس

(٦٨) برادر محترم حافظ صاحب زید مجدہم

السلام علیکم ورحمۃ اللہ! بندہ نے لاہور کے لیے ڈاکٹر کمال صاحب کو ۵، اکتوبر والا پورا ہفتہ کام کے لیے دیا تھا۔ تا کہ دفتر وغیرہ کی اصلاح کی جائے۔ لیکن لائل پور کے سفر میں بیمار پڑ گیا۔ اس کے بعد کلور کوٹ کا پروگرام تھا جو ملتوی کر رہا ہوں۔ اب واپس گھر جا رہا ہوں، بخار میں افاقہ تو ہے مگر ضعف زیادہ ہے۔ اسی لیے لاہور کا سفر بھی ملتوی کر دیا اور اس کی اطلاع حضرت مفتی محمود صاحب کو دے دی ہے۔ چونکہ جمعیت علماء اسلام کے دفتر کے لیے لاہور میں تلاش جاری ہے۔ اس لیے آپ ابھی سے اس کی کوشش شروع کر دیں۔ مجھے تو اسٹیشن کے قریب کی جگہ پسند ہے، کیونکہ وہاں مسجد بھی ہے۔ حضرت مفتی صاحب نے بھی پسند کیا ہے۔ آپ بھی پتہ کریں، یہ کام ضرور کرنا ہے۔ تمام احباب کی خدمت میں سلام مسنون عرض کر دیں۔ ان شاء اللہ جہلم جلسہ کے موقع پر ملاقات ہوگی۔ بندہ جمعہ کی شام کو پہنچ جائے گا۔ والسلام

الاحقر مظہر حسین غفرلہ

یکم اکتوبر ۱۹۶۳ء

✧----✧----✧----✧
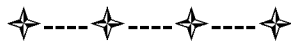
(٦٩) برادر محترم حافظ صاحب زیدہ مجدہ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ! طالب خیر بخیر ہے۔ ہمارے سابق مدرس صاحب اچانک چلے گئے۔ مشاہرہ میں اضافے کا مطالبہ تھا۔ اب فوری طور پر معلم کی ضرورت ہے۔ فی الحال طلبہ رخصت پر ہیں۔ آپ اپنے متعلقین فارغین میں تلاش شروع کر دیں تا کہ یہ سال پورا ہو جائے۔ ہدایہ، کافیہ، سُلَّم اور مختصر المعانی وغیرہ کے اسباق ہیں۔ آپ کے چچا زاد بھائی حافظ محمد طیب صاحب کا خط آیا ہے۔ وہ ابتلاء میں ہیں۔ حق تعالیٰ ان کو نجات عطا فرمائیں۔ آمین۔ والسلام

خادم اہل سنت مظہر حسین غفرلہ

۲۵ جون ۱۹۵۸ء

✧----✧----✧----✧
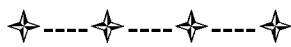
(٧٠) جناب حافظ صاحب سلمہ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ! طالب خیر بخیر ہے۔ اپنی صحت کی اطلاع کریں۔ پہلے سے کچھ افاقہ ہے یا نہیں ہے؟ اپریشن کا ارادہ تو نہیں ہے؟ اللہ تعالیٰ آپ کو شفاء کاملہ وعاجلہ عطا فرمائے۔ آمین۔ خدام

اہل سنت کا کام جاری رکھیں۔ اس کام کی اشد ضرورت ہے۔ ہر عنوان پر جماعتیں بنی ہوئی ہیں، رسالے نکل رہے ہیں اور ادارے بھی قائم ہیں۔ اگر کچھ نہیں ہے تو عقائد و نظریات پر محنت نہیں اور باطل فرقوں کی تردید تو بالکل ناکافی ہے۔ اللہ ینصرو۔ حکیم صاحب اور حاجی محمد اشفاق صاحب وغیرہ احباب کو سلام پیش کر دیں اگر والدہ مکرمہ موجود ہوں تو انہیں بھی سلام پیش کر دیں۔

والسلام

الاحقر مظہر حسین، مدنی جامع مسجد

۴ جمادی الاخری، ۲۰ اگست ۱۹۶۹ء
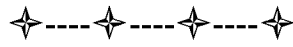
(۷۱) جناب محترم سلمہ۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

آپ کا عنایت نامہ بذریعہ حکیم منیر اقبال صاحب موصول ہوا۔ طالبِ خیر بخیر ہے۔ آپ کا بھیجا ہوا ہدیہ میں نے اپنے لیے رکھ لیا ہے۔ جزاکم اللہ تعالیٰ۔ الحمدللہ کہ آپ کے مرض میں تخفیف ہو رہی ہے۔ اللہ تعالیٰ مکمل شفاء نصیب فرمائیں۔ آمین۔ آپ جمعرات کو تشریف لا سکتے ہیں۔ حافظ محمد طیب صاحب کو بھی اطلاع کر رہا ہوں۔ حکیم صاحب اور دیگر احباب کو سلام مسنون!

والسلام خادم اہل سنت

الاحقر مظہر حسین غفرلہ، مدنی جامع مسجد، چکوال

یکم شعبان ۱۳۹۰ھ

✧----✧----✧----✧
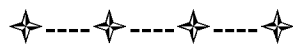
(۷۲) برادر محترم زیدہ مجدہٗ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ! آپ کا مودت نامہ مل گیا ہے۔ میں ان شاء اللہ ۱۰ یا ۱۱ جون کو حاضر خدمت ہوں گا۔

والسلام

الاحقر مظہر حسین غفرلہ، چکوال

۷، جون ۱۹۵۸ء
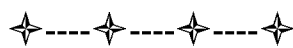
(۷۳) برادر محترم سلمہ۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ

دونوں خط مل گئے ہیں۔ خدا کرے کام جلد مکمل ہو جائے۔ ''مودودی مذہب'' کا ضمیمہ مکمل کر

کے گجرات کاتب کے پاس بھیج دیا ہے۔ اس کی اشاعت کی بھی جلدی ضرورت ہے۔ جناب حافظ صاحب اور دیگر احباب کی خدمت میں سلام مسنون!

الاحقر مظہر حسین غفرلہ

۸، رمضان المبارک xxx

✧----✧----✧----✧
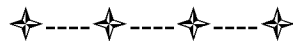
(۷۴) برادر محترم حافظ صاحب

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ! کل ایک خط روانہ کر چکا ہوں۔ نیا ایک واقعہ یہ پیش آ گیا ہے کہ مولوی غلام یحییٰ صاحب، مدرس آج بلا اجازت چلے گئے ہیں۔ اب جدید مدرس کی ضرورت ہوگی۔ آپ کے علم میں اگر کوئی مدرس ہو، خواہ سند یافتہ نہ بھی ہو، مگر کتابیں اچھی پڑھا سکتے ہوں تو جلدی مطلع فرمائیں۔ تنخواہ ۷۰، ۸۰ روپے تک دی جا سکتی ہے۔ حسبنا اللہ ونعم الوکیل۔ یہ خیال رہے کہ اپنے اکابر کے مسلک پر ہونا ضروری ہے۔ والسلام

الاحقر مظہر حسین غفرلہ

۳، صفر ۱۳۷۹ھ

✧----✧----✧----✧
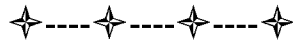
(۷۵) برادر محترم زید مجدہم! السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

طالبِ خیر بخیر ہے۔ مکتوب ملا۔ غفلت کی وجہ سے جواب میں تاخیر ہو گئی تھی۔ پرمٹ کے فارم مولوی صاحب جہلمی نے قاری سراج احمد صاحب کے پاس بھیج دیئے تھے۔ غالباً وہ کوشش کریں گے، اُن سے دریافت کر لیں۔ ہمارا سالانہ جلسہ ۲۳، ۲۴ مارچ ۱۹۵۶ء کو ہو رہا ہے، جب کہ جامعہ اشرفیہ والوں کا بھی انہی تاریخوں میں جلسہ ہے۔ اشتہار مُرسل ہیں۔ جہلم اور راولپنڈی میں مَیں نے مولانا عطاء اللہ شاہ بخاری کی تقریر سُنی ہے۔ امید نہیں ہے کہ جامعہ والے بخاری صاحب کو دعوت دیں۔ اللہ اعلم۔

کتابوں کی رقم آپ اپنے پاس ہی رکھیں۔ جہلم کا سالانہ جلسہ ۱۰، ۱۱، ۱۲ کو ختم ہو چکا ہے۔ مولانا محمد علی صاحب جالندھری کا خطاب بھی ہوا، خدام الدین آ رہا ہے۔ احباب سے سلام مسنون عرض کر دیں۔ والسلام

الاحقر مظہر حسین غفرلہ

مدرسہ اظہار الاسلام، چکوال

۱۹ مارچ ۱۹۵۶ء

(۷۶) جناب محترم سلمہ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ۔ طالب خیر بخیر ہے۔ حاجی اشفاق صاحب جو پیغام لائے تھے وہ تحریر ارسال کر دی گئی ہے۔ اللہ تعالیٰ کامیاب فرمائیں۔ آمین۔ واپسی پر اترنے کا ارادہ تھا لیکن وقت کی تنگی کی وجہ سے سیدھا جہلم چلا آیا۔ برادرم مختار صاحب بھی منتظر رہے ہوں گے، ان سے بھی بعد سلامِ مسنون یہی عرض ہے کہ ارادہ ملتوی کر دیا ہے۔ اپنے دوا خانہ میں لگے رہیں۔ ''آفتاب ہدایت'' کی تکمیل کی بھی کوشش کریں اور مزید رقم جہلم سے منگوا لیں۔ بندہ ہفتہ کو میانوالی کے دورہ پر چلا جائے گا۔ ان شاء اللہ۔ احباب کی خدمت میں سلام مسنون!

والسلام

الاحقر مظہر حسین غفرلہ

مدنی جامع مسجد، یوم الخمیس، ۱۱، اگست ۱۹۶۷ء

✧----✧----✧----✧
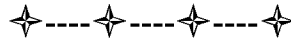
(۷۷) برادرم محترم زید مجدہم! السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ! عنایت نامہ ملا، حق تعالیٰ قلبی مرض سے آپ کو شفاء کامل عطا فرمائیں۔ آمین۔ تدریس میں بھی بہت حرج ہوتا ہوگا۔ بہر حال جو اللہ تعالیٰ کو منظور ہو اُسی میں خیر ہے۔ حافظ محمد نسیم گھر چلے گئے ہیں۔ اللہ تعالیٰ علم وعمل میں برکت عطا فرمائیں۔ آمین۔ مقدمہ میں پوری کوشش کریں اور احباب کو تاکید کریں، پہلے بھی انہوں نے غفلت سے کام لیا ہے۔ حق تعالیٰ نصرت عطا فرمائیں۔ حسبنا اللہ ونعم الوکیل۔ ۱۸، اکتوبر کو وفاق المدارس کا ملتان میں اجلاس ہے۔ اس میں مَیں نے ان شاء اللہ حاضر ہونا ہے۔ اس وقت شاید لاہور حاضر ہونے کا موقع مل سکے۔ احباب سے سلام عرض کر دیں۔ والسلام

الاحقر مظہر حسین غفرلہ، چکوال

۱۹۵۹ء، تاریخ ؟؟؟

✧----✧----✧----✧
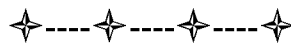
(۷۸) جناب محترم سلمہ۔

السلام علیکم ورحمۃ اللہ۔ طالب خیر بخیر ہے۔ میں نے خط کے ذریعہ اطلاع دی تھی کہ ۲۷ یا ۲۸ ستمبر کو حاضر ہوں گا۔ آج جہلم میں تاریخ مقدمہ تھی۔ آئندہ تاریخ ۱۱، اکتوبر مقرر ہوئی ہے۔ بعض وجوہ سے اب پروگرام تبدیل کر دیا گیا ہے۔ اب ۱۱، اکتوبر کے بعد ہی غالباً حاضر ہوسکوں گا۔ اچھرہ وغیرہ کے احباب کو اطلاع کر دیں۔ آج آپ کے نام تار بھی ارسال کر دیا ہے۔ آپ اپنی صحت کے

بارے میں لکھیں۔ احباب کی خدمت میں سلام مسنون۔

خادم اہل سنت
الاحقر مظہر حسین غفرلہ
بروز شنبہ، تاریخ ؟؟؟

✧----✧----✧----✧
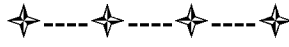
(۷۹) برادر محترم سلمہ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ طالب خیر بخیر ہے۔ آپ کا جواب ابھی مجھے موصول نہیں ہوا، اب رات کو یہاں خانپور میں پہنچا ہوں۔ آج رات کو ہی واپس جاؤں گا۔ ان شاء اللہ۔ آپ کی تقریر کا پروگرام پہلے دن بروز بدھ، بعد نماز ظہر ہے۔ بروقت پہنچ جائیں۔ والسلام

الاحقر مظہر حسین غفرلہ
حال وارد خانپور، ۲۶، رجب ۱۹۶۸ء

✧----✧----✧----✧
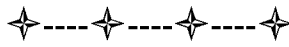
(۸۰) جناب محترم سلمہٗ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ، عنایت نامہ ملا۔ الحمدللہ، اللہ تعالیٰ نے کامیابی عطا فرمائی ہے۔ مبارک ہو۔ بندہ بخریت ہے۔ ذکر میں ہمت سے کام لیتے رہیں۔ اللہ تعالیٰ آپ کو اور ہم سب کو اتباع سنت اور ذکرِ دوام نصیب فرمائیں۔ آمین۔ والسلام، مولانا عبداللطیف صاحب جہلمی کی طرف سے بھی آپ کو مبارک باد ہو۔

الاحقر مظہر حسین غفرلہ
از جہلم، تاریخ وسن ؟؟؟

✧----✧----✧----✧
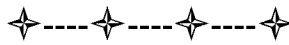
(۸۱) جناب محترم سلمہٗ

السلام علیکم ورحمت اللہ۔ عنایت نامہ ملا، طالب خیر، بخیر ہے۔ آئندہ ہفتہ اور اتوار کا پروگرام ملک صاحب کے لیے تجویز کر دیا گیا ہے لیکن اپنے علاقہ میں ایک ضروری جلسہ رکھنا ہے۔ وہ ہفتہ یا اتوار کو ہوگا۔ وہاں سے فارغ ہو کر میں انشاء اللہ پیر کو حاضر خدمت ہوں گا۔

ملک صاحب کو اطلاع دے دیں۔ حافظ محمد طیب صاحب کو بھی سلام عرض کر دیں۔ والسلام

الاحقر مظہر حسین غفرلہ

۱۸، شعبان، بمطابق، ۱۰ نومبر ۱۹۶۸ء

بنام مولانا مفتی شیر محمد علوی [1]

(۸۲) برادر محترم قاری صاحب سلمہٗ۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ!

عنایت نامہ ملا۔ طالب خیر بخیر ہے ابھی آنکھ کی تکلیف بالکل تو زائل نہیں ہوئی۔ پہلے سے فرق ہے۔ واللہ الشافی۔ اسباق اچھے ہیں۔ اللہ پاک کامیاب فرمائیں اور علمِ نافع اور عملِ صالح نصیب ہو۔ آمین۔ الحمدللہ آپ ذکر وظیفہ پورا کر لیتے ہیں۔ ذکر اللہ بہت مبارک ہے۔ اللہ تعالیٰ ترقی عطا فرمائیں۔ آمین۔ احباب کی خدمت میں سلام مسنون عرض کر دیں۔ اللہ تعالیٰ آپ کو اور ہم سب کو اتباعِ سنت اور استقامت عطا فرمائیں۔ آمین   والسلام

خادم اہل سنت

الاحقر مظہر حسین غفرلہٗ

مدنی جامع مسجد چکوال، ۸۹۔۱۱۔۱۰

---
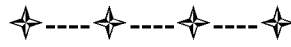
(۸۳) برادرم محترم قاری شیر محمد صاحب سلمہٗ۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ۔

(۱) دوسرا عنایت نامہ بھی مل گیا۔ تعویذات لکھنے میں تاخیر ہو جاتی ہے اس لیے جواب جلدی نہ دے سکا۔ حاجی احمد حسین صاحب بھی واہ کینٹ اپنے لڑکے کے پاس گئے ہوئے ہیں۔ وہاں سے انہوں نے خط لکھا ہے کہ اب ہم ''آفتابِ ہدایت'' کی طباعت کا انتظام نہیں کر سکتے۔ کیونکہ اس کے لیے انہوں نے کسی سے میعادِ مقررہ پر قرضہ لیا تھا۔ جو وہ ادا نہیں کر سکے تھے۔ اب اور کوئی ذریعہ بنایا جائے گا۔ کاتب صاحب کی اُجرت وہاں سے احباب سے لے کر دیدیں پھر ان شاء اللہ ادا کر دی جائے گی۔ کاپیاں اور پلیٹیں محفوظ کر لی جائیں۔

[1] مولانا مفتی شیر محمد علوی ایک وسیع المطالعہ عالم دین اور فقہی باریکیوں پر گہری نظر رکھنے والے عالم دین ہیں، آپ ۱۹۴۷ء میں جھاٹلہ تحصیل تلہ گنگ ضلع چکوال میں پیدا ہوئے۔ امام پاکستان مولانا علامہ احمد شاہ چوکیرویؒ کے خاص الخاص شاگرد ہیں اور اکثر و بیشتر ان کے ساتھ ہمسفر رہتے۔ ان کی علمی لیاقت کی بناء پر وہ انہیں اپنے ''اہل بیت'' کا فرد قرار دیتے تھے۔ ۱۹۷۴ء میں جامعہ اشرفیہ لاہور سے دورۂ حدیث شریف کی تکمیل کی اور پھر جامعہ اشرفیہ کے دارالافتاء میں مولانا مفتی جمیل احمد تھانویؒ کی زیر نگرانی سالہا سال تک منصب افتاء پر فائز رہے۔ قائد اہل سنتؒ کی پہلی زیارت ۱۹۶۶ء میں بمقام منارہ چکوال میں ہوئی تھی جہاں مولانا محمد اکرم اعوان مرحوم کی ثالثی میں شیعہ، سنی مناظرہ ہونا قرار پایا تھا، تب آپ بطور ہمسفر طالبِ علم علامہ چوکیروی کے ساتھ وہاں گئے تھے۔ بعد ازاں قائد اہل سنت کے دست حق پرست پر بیعت ہوئے اور پھر پورا اعتماد حاصل کیا۔ سلفی

(۲) بچے کے لیے تعویذات ارسال ہیں۔ چھوٹا بند تعویذ گلے میں ڈال دیں اور تین کھلے تعویذ پینے کے ہیں چار مختلف قسم کے عرق ملا کر اس میں ایک تعویذ کے لیے عرق علیحدہ نکال کر چار دن صبح وشام پلانا ہے پھر دوسرا چار دن پھر تیسرا چار دن۔ پھر اطلاع دیں۔ واللہ الشافی۔ دو بند بڑے تعویذ برکت کے لیے ہیں۔ یہ تعویذ حسبِ ضرورت دُکان یا مکان کی چھت سے لٹکانا ہے۔

(۳) جناب نفیس صاحب کی یہ تجویز کہ نام ''ترجمان اہلِ سنت'' رکھا جائے[1]۔ مناسب ہے اپنے ذہن میں بھی پہلے یہی تھا۔ پھر دوسرے پہلوؤں پر نظر کرتے ہوئے ''خدام اہل سنت'' نام تجویز کیا۔ احباب کے مشورے سے ''ترجمان اہل سنت'' رکھ دیا جائے اللہ تعالیٰ کامیابی عطا فرمائیں۔ آمین۔ پیڈ کا عنوان اچھا ہے۔ حدیث کے تحت ترجمہ بھی ہو جائے تو زیادہ مفید ہے۔ نیز خدام اہل سنت والجماعت اردو رسم الخط میں مؤثر ہوگا۔ پیڈ کا سائز چھوٹا ہونا چاہیے تاکہ مختصر خطوط میں کاغذ ضائع نہ ہو۔ تعطیلات میں وہاں کچھ دن قیام کر کے خدام کی تشکیلات کے لیے کوششیں کریں۔ حضرت پیر خورشید احمد صاحب مدظلہ سے مشورہ کر کے غالباً رمضان مبارک سے پہلے ہی لاہور میں ایک اجلاس منعقد کیا جائے گا جس میں دوسرے اضلاع کے خدام بھی شریک ہوں۔ جناب حافظ صاحب کی خدمت میں بعد سلام مسنون عرض ہے کہ جہلم کے جلسہ میں ملاقات پر مزید مشاورت کر لی جائے گی۔ مولانا عبداللطیف صاحب سے لاہور میں اکابر سے بات چیت کا علم ہوا۔ تمام احباب کی خدمت میں سلام مسنون عرض کر دیں۔

والسلام
خادم اہل سنت۔ مظہر حسین غفرلہٗ
مدنی جامع مسجد چکوال
۲۲ رجب ۱۳۹۱ھ

✧----✧----✧----✧

(۸۴) برادرِ محترم سلمہٗ۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ!

عنایت نامہ ملا۔ الحمدللہ مدرسہ ربانیہ کا جلسہ کامیاب رہا اور مودودیت شکست کھا گئی۔ اللہ تعالیٰ

---

[1] یہ رسالے کا نام ہے اولاً جب ماہانہ رسالہ جاری کرنے کے لیے مشاورت ہوئی تو رئیس الخطاط حضرت سید نفیس الحسینی شاہ صاحبؒ نے ''ترجمان اہل سنت'' نام تجویز کیا تھا جس کا باقاعدہ ڈیکلریشن بھی منظور کروا لیا گیا، مگر قائد اہل سنتؒ چونکہ ''حق چار یارؓ'' پر بجان و دل فدا تھے اس لیے آپ کی تمنا تھی کہ اسی نام سے رسالہ کا اجراء ہوا، چنانچہ بعض حضرات کی کوشش سے یہ ڈیکلریشن بھی پاس ہو گیا تو ۱۹۸۹ء میں ماہ نامہ حق چار یارؓ جاری کر دیا گیا جو تادم سطور جاری ساری ہے، اللہ تعالیٰ اسے قیامت کی صبح تک جاری ہی رکھے۔ آمین۔ سلفی

آپ کی مساعی قبول فرمائیں۔آمین۔قاری نور الحق صاحب کا پروگرام مجھ سے دریافت کیے بغیر نہیں رکھنا تھا۔ان ایام میں نہیں ہوسکتا۔آپ ان کو معذرت کا خط لکھ دیں۔جمعیت کے بارے میں آپ کے جو اشکالات ہیں وہ حضرت مفتی صاحب ناظم عمومی[1] کو لکھیں۔بندہ سوشلزم کے بھی اسی طرح خلاف ہے جس طرح مودودی ازم کے۔اور بندہ کا ذہن یہی ہے کہ دونوں کی دلائل سے تردید کی جائے۔ٹوبہ ٹیک سنگھ کی جمعیت کے ناظم صاحب کو لکھ دیں کہ اسلامی منشور ۸ آنہ سے تو نہیں دیا جاسکتا۔فی نسخہ خرچ بھی غالباً ۱۲ آنہ ہے ایک روپیہ تو رعایتی قیمت ہے ہدیہ بھی دینے پڑتے ہیں ۲۰ فیصد رعایت پر یہاں سے مل سکتے ہیں۔درود شریف کی پابندی رکھیں۔احباب کی خدمت میں سلام مسنون عرض کر دیں اللہ تعالیٰ آپ کو اور ہم سب کو اتباعِ سنت اور استقامت نصیب فرمائیں۔

والسلام

الاحقر مظہر حسین غفرلہ

مدنی جامع مسجد چکوال

۱۱۔محرم ۱۳۹۰ھ

✧----✧----✧----✧
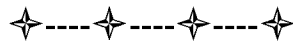
(۸۵) برادرِ محترم سلمہ اللہ تعالیٰ۔السلام علیکم ورحمۃ اللہ!

عنایت نامہ ملا۔طالب خیر بخیر ہے۔ماشاء اللہ آپ کے اسباق بڑے ہیں۔محنت کرتے رہیں۔اللہ تعالیٰ علم نافع اور عملِ صالح عطا فرمائیں۔آمین۔کتابیں پڑھنے کے زمانے میں مجلسِ ذکر میں مشغولیت بعض دفعہ مفید نہیں رہتی۔ویسے درود شریف کی پابندی کرتے رہیں۔اور اپنی اصلاح میں کوشش کرتے رہیں۔حضرت مولانا المکرم مہتمم جامعہ مدنیہ[2] اور دیگر حضرات کی خدمت میں سلام مسنون عرض کر دیں۔

والسلام

خادم اہل سنت

الاحقر مظہر حسین غفرلہٗ

۷۔ذیقعدہ ۱۳۹۰ھ

---

[1] حضرت مولانا مفتی محمود نور اللہ مرقدہ، جو اس وقت بقید حیات اور جمعیت علماء اسلام پاکستان کے مرکز ناظم عمومی تھے۔

[2] حضرت مولانا سید حامد میاںؒ (جامعہ مدنیہ، کریم پارک لاہور)

(۸۶) برادرم محترم سلمہ اللہ تعالیٰ۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ!

عنایت نامہ ملا۔ طالب خیر بخیر ہے۔ آج کل انتخابی مہم کی مصروفیات زیادہ ہیں اس لیے جواب میں تاخیر ہو گئی ہے۔ اللہ تعالیٰ کامیابی عطا فرمائیں۔ آمین

جناب قاری صاحب زید مجدہم و دیگر حضرات و احباب کی خدمت میں سلام مسنون عرض کر دیں۔ اللہ تعالیٰ آپ کو اور ہم سب کو اتباعِ سنت۔ ذکر دوام کی توفیق عطا فرمائیں۔ آمین

والسلام

خادم اہل سنت الاحقر

مظہر حسین غفرلہٗ

مدنی جامع مسجد چکوال

۱۹۔ رمضان المبارک ۱۳۹۰ھ

✧----✧----✧----✧
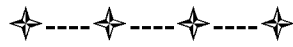
(۸۷) برادر محترم سلمہ اللہ تعالیٰ۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ!

عنایت نامہ ملا۔ طالب خیر بخیر ہے۔ اللہ تعالیٰ آپ کو سکونِ قلبی عطا فرمائیں۔ آمین۔ ہر نماز کے بعد سات بار درود شریف پڑھ کر سینہ پر دم کر لیا کریں۔ حالات سے اطلاع دیتے رہیں۔ خدام اہل سنت سالانہ کانفرنس بھیں ۲۳، ۲۴ محرم بروز اتوار، پیر تجویز کی ہے آپ تشریف لا سکتے ہیں۔ کانفرنس کے اشتہارات چھپوانے کے لیے منیر اقبال صاحب لاہور جائیں گے تو وہ شرعی منشور بھی آپ کے لیے لے جائیں گے۔ ان شاء اللہ تعالیٰ۔ حافظ عبدالرحمن اچانک مدرسہ جہلم سے بھاگ گیا تھا اس کی وجہ وہ خود جانتا ہو گا۔ اب بیکار پھرتا رہے گا۔ اللہ تعالیٰ فہم و عمل عطا فرمائیں۔ آمین۔ ملک رب نواز صاحب کا نام ذہن میں نہیں آ رہا۔ اس لیے کچھ کہہ نہیں سکتا۔ واللہ اعلم

تمام حضرات کی خدمت میں سلام مسنون عرض کر دیں۔ اللہ تعالیٰ آپ کو اور ہم سب کو اخلاص و عمل نصیب فرمائیں۔ آمین

والسلام

خادم اہل سنت۔ الاحقر مظہر حسین غفرلہٗ

مدنی جامع مسجد چکوال

۳، محرم ۱۳۹۱ھ

(۸۸) برادر محترم سلمہ اللہ تعالیٰ۔السلام علیکم ورحمۃ اللہ!

عنایت نامہ ملا۔طالب خیر بخیر ہے۔سنی کانفرنس بھیں کی تاریخیں ۲۳، ۲۴ محرم تجویز کی گئی تھیں۔ مولوی محمد قاسم شاہ صاحب اور مولوی محمد حسین صاحب چنیوٹی کو میری طرف سے کانفرنس کی دعوت دیدیں۔اللہ تعالیٰ خدام اہل سنت کو اپنے مقاصد میں کامیابی عطا فرمائیں۔آمین۔محنت سے اسباق پڑھتے رہیں۔حق تعالیٰ دورۂ حدیث کی تکمیل کی توفیق دیں۔آمین۔احباب کی خدمت میں سلام مسنون عرض کردیں۔درود شریف کے وِرد کی پابندی کرتے رہیں۔اللہ تعالیٰ آپ کو اور ہم سب کو اتباعِ سنت اور استقامت نصیب فرمائیں۔اور مرزائیت کی لعنت سے ملک وملت کو نجات دیں۔آمین۔

والسلام

خادم اہل سنت۔الاحقر مظہر حسین غفرلہٗ

مدنی جامع مسجد چکوال

۲۶۔ذیقعدہ ۱۳۹۱ھ

✧----✧----✧----✧
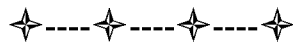
(۸۹) برادر محترم سلمہ اللہ تعالیٰ۔السلام علیکم ورحمۃ اللہ!

عنایت نامہ ملا۔طالب خیر بخیر ہے۔قاری محمد امین صاحب نے اپنے علاقہ میں تبلیغی ضروریات کے پیشِ نظر یہ رائے پیش کی تھی کہ وہ وہاں کام کریں۔اور میں نے ان سے کہا تھا کہ اگر کوئی مناسب آدمی آپ کی جگہ مل جائے تو پھر تجویز ہوسکتی ہے۔آپ نے یہ غلطی کی کہ قاری محمد رفیق کو میرے مشورہ سے پہلے بتادیا۔حالانکہ مجھے خود معلوم تھا کہ وہ اب فارغ ہے۔لیکن ہر آدمی ہر مقام کے لائق نہیں ہوتا۔اور نہ ہر کام کی صلاحیت رکھتا ہے۔میں چاہتا ہوں کہ کوئی تجربہ کار قاری پختہ مسلک کے یہاں رہیں اہلِ علم اور کارکن ہوں نوعمر کی ضرورت نہیں ہے آپ جستجو رکھیں۔جب تک کوئی بہتر آدمی نہ ملے قاری صاحب یہیں رہیں گے۔جس آدمی سے میری واقفیت ہو اس کو میرے مشورہ کے بغیر پہلے اطلاع نہ دیں۔اللہ تعالیٰ خدام اہل سنت والجماعت کے کام کو ترقی عطا فرمائیں۔آمین

احباب کی خدمت میں سلام مسنون عرض کردیں۔

والسلام

خادم اہل سنت۔الاحقر مظہر حسین غفرلہٗ

مدنی جامع مسجد چکوال، ۲۱۔ذیقعدہ ۱۳۹۲ھ

(۹۰) برادر محترم سلمہ اللہ تعالیٰ۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ!

عنایت نامہ ملا۔ طالب خیر بخیر ہے۔ واپسی پر آپ کے چچا صاحب ملے تھے۔ اور تفسیر انہوں نے پہنچا دی تھی قیمت ۲۲۰ روپے، یہ یاد نہیں رہا کہ آپ نے وہاں منیر اقبال صاحب سے رقم لے کر دیدی ہے یا یہاں سے میں نے ابھی ادا کرنی ہے۔ واللہ اعلم۔ جھاٹلہ سنی کانفرنس کے متعلق پھر کوئی اطلاع نہیں ملی۔ بریلوی اپنی تقاریر کراتے رہتے ہیں اللہ تعالیٰ حالات سازگار فرمائیں۔ آمین۔ مولوی عبدالرؤف صاحب مجھے خود خط لکھیں فی الحال میں طویل سفر نہیں کر رہا۔ مولوی صاحب موصوف کس جماعت سے باضابطہ تعلق رکھتے ہیں؟ کیونکہ وقتی طور پر جذبات میں آ کر کام کرنا اور بات ہے اور مستقل طور پر جماعتی کام کرنا اور اس کے لیے افراد سازی کرنا اور بات ہے۔ میں اسی بنا پر احتیاط کیا کرتا ہوں تا کہ اپنا جماعتی استحکام قائم رہ سکے۔ اشتراکات کے نتائج آج کل مفید نہیں نکلتے الا ماشاء اللہ "مکتوب مرغوب"[۱] کی اشاعت ضروری ہے تا کہ دونوں مؤقف اہل سنت کے سامنے آ جائیں۔ اللہ تعالیٰ اہل سنت کو کامیابی عطا فرمائیں اور خدام اہل سنت کو مخلصانہ خدمت اور نصرت کی توفیق نصیب فرمائیں۔ آمین۔ احباب کی خدمت میں سلام مسنون۔ اللہ تعالیٰ اہلیہ کو بھی علماً وعملاً ترقی عطا فرمائیں۔ آمین

والسلام

خادم اہل سنت۔ الاحقر مظہر حسین غفرلہٗ

مدنی جامع مسجد چکوال

۲۲۔ جمادی الاولیٰ ۱۳۹۳ھ

✧----✧----✧----✧
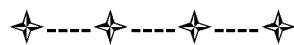
(۹۱) بنام مولانا عبدالستار صاحب تونسوی مدظلہ بدست مولانا مفتی شیر محمد۔

بخدمت مناظر اہل سنت حضرت مولانا عبدالستار صاحب تونسوی زید مجدہم صدر تنظیم اہل سنت پاکستان۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ۔ طالب خیر بخیر ہے۔ قاری شیر محمد صاحب ساکن جھاٹلہ (تلہ گنگ) حاضر خدمت ہو رہے ہیں موصوف جھاٹلہ سنی کانفرنس کے منتظمین میں سے ہیں۔ شرقپور کے بعض اہل سنت نے شیعوں سے مناظرہ تجویز کیا ہے۔ جس کی تحریر قاری صاحب آپ کی خدمت میں پیش کریں

---

[۱] "یہ مکتوب مرغوب" حضرت مولانا سید نورالحسن شاہ بخاریؒ کے نام تھا جو باقاعدہ کتابچے کی صورت میں شائع ہو کر تقسیم ہوا، اور پاکستان کے ہزاروں علماء کرام نے قائد اہل سنت کے موقف کو پسند کیا تھا، اس پر مفصل تبصرہ گذر چکا ہے۔ سلفی

گے۔ ناواقفی کی وجہ سے شیعوں نے موضوع وغیرہ میں فائدہ اٹھالیا اُن کے ذمہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے خلیفہ بلافصل ہونے کا منصوص ثبوت ہوتا تو وہ بھی قابو میں آجاتے۔ اب سب ذمہ داری اہل سنت پر ڈال دی گئی ہے اور وہ بھی منصوص ثابت کرنے کے لیے۔ بہرحال چونکہ مناظرہ ضروری ہے۔ اس لیے آپ دوسرا پروگرام ملتوی کر کے بہرحال ان کو تاریخ دیدیں۔ مناظرہ آپ نے ہی کرنا ہے۔ ان شاء اللہ تعالیٰ۔ مولوی نذیر احمد صاحب مخدوم کو بھی ساتھ رکھیں تا کہ ان کو بھی تجربہ ہو جائے۔ اور تیسرا نام بھی منتخب کرلیں۔ بندہ ان شاء اللہ مناظرہ میں حاضر ہوگا ایک دن پہلے ہی لاہور پہنچ جانا چاہیے تا کہ مشاورت ہو سکے۔

اللہ تعالیٰ کامیابی عطا فرمائیں۔ آمین۔ تمام حضرات کی خدمت میں سلام مسنون۔

والسلام

خادم اہل سنت۔ الاحقر مظہر حسین غفرلہٗ

مدنی جامع مسجد چکوال

۲۵۔ جمادی الثانیہ ۱۳۹۳ھ

✧----✧----✧----✧
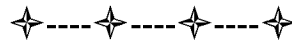
(۹۲) برادر محترم قاری صاحب سلمہٗ۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ!

عنایت نامہ ملا۔ طالب خیر بخیر ہے۔ جواب میں تاخیر ہوگئی ہے۔ موضوعِ مناظرہ نے اہل سنت کے لیے اشکال پیدا کر دیا ہے۔ یہ سب سنی احباب کی کم عقلی اور دشمن کی عیاری کا نتیجہ ہے۔ جس نے طے کیا ہے اب وہ خود ہی انجام دیکھے خدا کرے وہ خود سنی مذہب پر قائم رہے۔ آمین۔ خادم حُسین کی تاریخ تو گزر چکی ہوگی۔ جس شیعہ کے نام اشتام ہے اس سے ہمارے سنی بھائی جس کا نام اسٹامپ پر ہے خود بات کرے کہ مقصد تو یہ تھا کہ مسئلہ خلافت حل ہو اور حل ہو بھی سکتا ہے۔ لیکن اہل سنت اپنے عقیدہ کے مطابق ہی ثابت کر سکتے ہیں۔ موضوع دوبارہ طے کیا جائے۔ مسئلہ خلافت کا ہی ہو۔ لیکن فریقین کے علماء موضوع طے کریں کیونکہ یہ ایک علمی کام ہے۔ فی الحال شیعوں پر یہ ظاہر نہ ہو کہ یہ کس بنا پر یہ کر رہے ہیں؟ کیونکہ وہ پہلے ہی یہ پروپیگنڈا شروع کر دیں گے کہ خلافت نہ ثابت کر سکنے کی بنا پر سنی علماء بھاگ گئے ہیں عوام اہل سنت کو منصوص اور غیر منصوص فرق تو معلوم ہی نہیں ہے۔ دوسری بات یہ کرے کہ شیعہ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کو خلیفہ بلافصل ثابت کرتے ہیں مناظرہ میں اس دعویٰ کا اثبات ان کے ذمہ ہونا ضروری ہے اور ثابت بھی نص سے خلیفہ بلافصل ہونا ثابت کریں۔ لیکن تحریر میں انھوں نے جو پہلے ہی پابند کرلیا ہے کہ جو فریق موضوع بدلنے کی تحریک کرے گا اس کی شکست ہوگی۔ اس تحریر کے ہوتے ہوئے وہ

دوسری بات سننے کے لیے کیسے آمادہ ہو سکتے ہیں؟ پھر جو فریق کے الفاظ ہی غلط ہیں۔ کیونکہ یہاں موضوع تو صرف ایک فریق کے ذمہ ہے دوسرے فریق کے ذمہ تو کوئی موضوع اثبات کے لیے ہے ہی نہیں کہ وہ یہ کہے کہ یہ موضوع نہیں رکھنا چاہیے۔ بہرحال اللہ تعالیٰ ہی اس مشکل سے نجات عطا فرمائیں۔ آمین۔ مولانا تونسوی نے جو دوسری تدبیر بتائی ہے وہ بھی رازداری سے کام کیا جائے اس کے علاوہ خدا جانے کوئی مؤثر ذریعہ اس کا بن سکتا ہے یا نہ؟ حالات سے مطلع کریں۔ سنی مطالبات پر بعض علماء کے دستخط ابھی نہیں آئے ان کا انتظار ہے باقی فہرست ترتیب دی جا چکی ہے۔ اللہ تعالیٰ جلدی تکمیل کی توفیق عطا فرمائیں۔ آمین۔ تمام احباب کی خدمت میں سلام مسنون۔

والسلام

خادم اہل سنت
الاحقر مظہر حسین غفرلہٗ
مدنی جامع مسجد چکوال
۱۱۔رجب ۱۳۹۳ھ

✧----✧----✧----✧
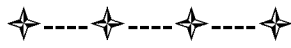
(۹۳) برادرم محترم قاری شیر محمد صاحب سلمہٗ۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ۔

① عنایت نامہ ملا۔ طالب خیر بخیر ہے۔ مناظرہ کا موضوع علماء سے پوچھ کر رکھنا چاہیے ہمارے احباب نے جو موضوع مقرر کیا ہے اس سے اہل سنت کے ذمہ خلافت کا ثبوت ہے اور شیعوں کے ذمہ کسی بات کا ثبوت نہیں ہے۔ حالانکہ دوسرا موضوع یہ ہوتا کہ شیعہ ثابت کریں گے نص سے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ خلیفہ بلافصل تھے۔

② دوسری خامی یہ ہے کہ خلافت منصوص من اللہ سے مراد ان کی یہ ہوگی کہ نام لے کر اللہ اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے صراحتاً مذکور ہو کہ یہ خلفا ہونگے۔ علاوہ ازیں اہل سنت کا عقیدہ ہے کہ خلافت کا منصوص من اللہ ہونا ضروری نہیں۔ البتہ خلفائے ثلٰثہ کی یہ خصوصیت ہے کہ ان کی خلافتِ صرف انتخاب پر مبنی نہیں بلکہ آیت استخلاف وغیرہ پیشنگوئیوں کا مصداق ہے۔ بہرحال حضرت مولانا عبدالستار صاحب تونسوی کے نام رقعہ ارسال کر رہا ہوں۔ ان کی خدمت میں پیش کر دیں۔ میرا نام مناظرہ میں شامل نہ کریں۔ اصل مناظر تو مولانا تونسوی ہونگے۔ ان کے ساتھ ایک نام مولانا نذیر احمد صاحب مخدوم کا رکھ لیں۔ اور تیسرے نام کے متعلق مولانا تونسوی سے بھی مشورہ کر لیں۔ میں ان شاء اللہ مناظرہ میں حاضر

ضرور رہوں گا۔اور حسبِ حال مشورہ دیتا رہوں گا۔احباب کی خدمت میں سلام مسنون۔
میں نے ۳۰/اگست کے جمعہ پر شجاع آباد میں قاضی عبد اللطیف صاحب اختر کو وقت دیا ہوا ہے اس کے دوسرے دن ہفتہ سے بدھ تک ان شاء اللہ مخدوم پور کے علاقہ کا تبلیغی دورہ ہوگا۔اور جمعرات کو چکوال واپسی ہوگی۔ ان شاء اللہ تعالیٰ۔ والسلام آپ ملتان بروقت پہنچیں۔ تاخیر ہونے کی وجہ سے مولانا موصوف سفر پر نہ چلے جائیں۔

والسلام

خادم اہل سنت۔مظہر حسین غفرلہٗ
مدنی جامع مسجد چکوال

✧----✧----✧----✧
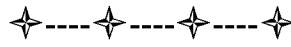
(۹۴) برادر محترم قاری شیر محمد صاحب سلمہ۔السلام علیکم ورحمۃ اللہ عنایت نامہ ملا۔طالب خیر بخیر ہے۔ کتابیں سب پہنچ گئی تھیں۔ سیرت الصدیق رضی اللہ عنہ یہ دونوں کتابیں ہدیتاً موصول ہوچکی ہیں۔ جزاکم اللہ تعالیٰ۔ کتاب کی مصروفیت کی وجہ سے جواب میں زیادہ تاخیر ہوجاتی ہے۔ کیونکہ دن میں ہی لکھنا ہوتا ہے۔منیر اقبال صاحب کے نام گزشتہ رقعہ میں کتابیں پہنچنے کا ذکر کردیا تھا۔تو ظہور احمد صاحب گئے تھے مسودہ کے ساتھ آپ کی باقی رقم ۱۰ روپے بھی اس میں ڈال دیئے تھے۔ وہ حافظ محمد الیاس صاحب کو مسودہ دے آئے تھے امید ہے منیر صاحب کو پہنچ چکا ہوگا۔مولانا محمد نافع صاحب نے ٹھیک فرمایا ہے میں ''نور العین'' کا جواب لکھ کر کاتب کو بھیج چکا ہوں۔ میں نے حتی الوسع یہ کوشش کی ہے کہ عبارت کی تاویل وغیرہ کردی جائے۔ کتابیں روافض نے ایسی بہت سی لکھی ہیں اور اکابر اہل سنت کے نام لگا دی ہیں۔لیکن ''بشارت الدارین'' میں اگر اکثر کتابوں کے متعلق یہی لکھا جائے کہ وہ فلاں بزرگ کی نہیں ہیں تو اس کا برا اثر پڑتا ہے اور شیعوں کو یہ موقعہ ملتا ہے کہ ہم ہر کتاب کا انکار کردیتے ہیں۔ ہاں اگر کسی اور بزرگ کی تحریر کسی کتاب کے متعلق مل جائے کہ وہ غلط منسوب ہے تو اس کی اور بات ہے۔ شیعوں کے تصرفات بہت ہیں لیکن علمائے اہل سنت نے پوری طرح چھان بین کرکے ان کتابوں کے متعلق تصریحات نہیں فرمائیں۔ حضرت شاہ عبد العزیز صاحب محدث دہلوی رحمہ اللہ نے تحفہ میں ان کے متعلق تحریر فرمادیا ہے لیکن اس کے علاوہ اور کتابیں بھی ایسی ہیں کہ بعد کے علماء اگر تحقیق فرمادیتے تو آج آسانی رہتی۔ مثلاً ''سر الشہادتین'' اب شیعوں نے چھپوائی ہے لیکن اس کا جو ترجمہ ہے وہ حضرت شاہ صاحب رحمہ اللہ کے ہی ایک فاضل شاگرد کا ہے۔گو میں نے یہ لکھ دیا ہے کہ یہ حضرت شاہ صاحب رحمہ اللہ کی

نہیں ہوسکتی لیکن اشکال ضرور ان کی طرف سے پیش کیا جاسکتا ہے۔ کتاب اپنے اصلی موضوع ماتم تک ہوچکی ہے یعنی ''فلاح الکونین'' کے دلائل کا جواب اور اپنے دلائل پورے کردیئے ہیں۔ لیکن اہل سنت اور اہل تشیع کا تقابل، مسئلہ خلافت وغیرہ جو اپنی طرف پیش کرنے کا ارادہ ہے وہ ابھی باقی ہیں اللہ تعالیٰ تکمیل و اشاعت کی توفیق عطا فرمائیں۔ آمین۔ حضرت مفتی صاحب کی نظم پر بھی نظر ثانی نہیں کرسکا کیونکہ نظمیں آخر میں دی جائینگی ٹائٹل پر نظم آخر میں حفیظ جالندھری کی رد ماتم میں لکھی ہے۔ جو بھیج دی ہے۔ احباب کی خدمت میں سلام مسنون۔ نیز دُرِ منثور لے لیں۔ تعویذات حسبِ ضرورت بہشتی زیور یا اعمال قرآنی سے لکھ دیا کریں۔ اس میں زیادہ انہماک دین کے دوسرے کاموں میں خلل انداز ہوتا ہے۔ واللہ الشافی۔

والسلام

الاحقر مظہر حسین غفرلہ

مدنی جامع مسجد چکوال

۱۴۔ ربیع الاوّل ۱۳۹۴ھ

✧----✧----✧----✧
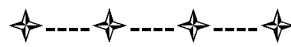
(۹۵) برادرِ محترم سلمہ اللہ تعالیٰ۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ!

عنایت نامہ ملا۔ طالب خیر بخیر ہے۔ منیر اقبال صاحب کے خط میں میں نے لکھ دیا تھا کہ مسندِ امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ لے لیں رقم ان شاء اللہ بھیج دی جائیگی۔ جہاٹلہ کانفرنس کی تاریخیں انہوں نے بدل دی ہیں کیونکہ ان دنوں وہاں لاؤڈ سپیکر پر پابندی ہے دفعہ ۱۴۴ نافذ ہے اب غالباً ۱۰/۱۱، اگست رکھی ہے ملکوال (تلہ گنگ) سنی کانفرنس میں آپ کے ماموں صاحب بھی ملے تھے اور ماسٹر افضل صاحب بھی، انہوں نے بتایا تھا۔ خط بھی ان کا آ گیا تھا۔ اس لیے آپ جولائی میں اس مقصد کے لیے گھر نہ آئیں۔
ابن خلدون عربی اتنی ہی ہے مترجم صاحب نے لکھا ہے کہ یہاں خالی بیاض تھا۔ اس میں انھوں نے ابنِ اثیر کی عبارتیں لکھ دی ہیں۔ اور جو حوالہ ابن اثیر میں ہمیں ملا ہے ''کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا تھا کہ حسن رضی اللہ عنہ اور حسین رضی اللہ عنہ اہل سنت کی آنکھوں کی ٹھنڈک ہیں۔'' وہ ابنِ اثیر میں ہمیں مل گیا ہے۔ اسی لیے اس کی ضرورت ہے۔ اسد الغابہ بھی لے لیں۔ قیمتیں زیادہ ہیں رعایت ہوجائے تو بہتر ہے۔ بہر حال لے لیں، طبقات ابنِ سعد مترجم تو کراچی سے منگوالی تھی فی الحال نہیں لینی۔ ''الخصائص الکبریٰ'' کس موضوع پر ہے؟ اگر مفید ہو تو لے لی جائے۔ یہاں چار مرد اور دو عورتیں مرزائی مسلمان ہوئے ہیں ہم نے

خدام اہلسنت کا پرامن جلوس نکالا تھا۔جس میں مودودی جماعت کو شامل نہیں کیا۔جلوس بڑا کامیاب رہا۔

ہماری پالیسی یہ ہے کہ محاذ میں مودودیوں اور شیعوں کو نہیں ملانا چاہیے۔افسوس ہے کہ مرکزی مجلس عمل میں شیعہ غالی مناظر مولوی اسمٰعیل کو بھی شامل کیا گیا۔اور ترجمانِ اسلام اور خدام الدین میں شائع ہو چکا ہے۔انا للہ وانا الیہ راجعون۔کیا اہل سنت بغیر روافض کی حمایت کے مسئلہ ختم نبوت کو حل نہیں کر سکتے؟ حالانکہ شیعہ انبیاء سے افضل بارہ اماموں کے قائل ہیں اور یہ دراصل ختم نبوت کا انکار ہے اگر وہ کرتے ہیں تو اپنے سٹیج پر مرزائیوں کے خلاف کرتے رہیں۔دوسرا اشکال یہ ہے کہ متحدہ محاذ کی بنیاد پر اس مسئلہ میں حکومت سے مخالفت کی جارہی ہے اور دھمکیاں دینا مرزائیوں کو مفید ہوسکتا ہے۔دیانتدارانہ رائے یہ ہے کہ جب وزیراعظم نے واضح اعلان کر دیا ہے اور حکومت بھی مرزائیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دینے کے لیے تیار ہے تو اس کے ساتھ مجلس عمل کو پورا تعاون کرنا چاہیے۔تاکہ آسانی سے یہ مسئلہ حل ہو جائے۔خطرات ابھی زیادہ ہیں۔یہودی کافر طاقتیں مرزائیوں کے ساتھ ہیں۔ظفر اللہ کا بیان بھی اخبارات میں آچکا کہ ہم ڈٹ کر مقابلہ کریں گے۔اور ۲۳رجون کے الفضل (ربوہ) میں مرزا ناصر کا جو خطبہ جمعہ شائع ہوا ہے اس نے علماء کے خلاف بھی لکھا ہے اور حکومت کے خلاف بھی۔اور واضح کیا ہے کہ حکومت بھی ہم کو غیر مسلم اقلیت قرار نہیں دے سکتی وغیرہ۔میں نے آج جمعہ پر اس کے اقتباسات سنائے ہیں،اعلان ان کو غیر مسلم اقلیت قرار دینے کا آسان ہے لیکن آئینی مشکلات بھی ہیں اور ملکی تحفظ کا انتظام بھی کرنا ہے۔اس لیے مجلس عمل کی طرف سے تاریخ مقرر کرنی اور پھر ایجی ٹیشن کی دھمکی یہ نقصان دہ ہے۔ اللہ تعالیٰ اس مرزائی فتنہ سے ملک وملت کو پاک فرماویں۔آمین

آج کل ''رضاکار'' لاہور کا جو پرچہ آیا ہے اس میں ماہ اپریل میں مطالبات کمیٹی کے صدر جمیل احمد رضوی کے عظیم الشان جلوس کی کاروائی درج ہے جو شہر ڈیرہ اسمٰعیل خان میں اس کے استقبال میں نکالا گیا تھا۔جس میں یہ بھی ہے کہ جس بازار میں اس سے پہلے ''سیاست معاویہ رضی اللہ عنہ زندہ باد'' کا نعرہ لگایا گیا تھا۔اس جگہ پر شیعہ جلوس نے ''سیاست معاویہ مردہ باد'' کا نعرہ لگایا۔ان اشتعال انگیزیوں کے بعد بھی ہمارے اکابر علماء شیعوں کو مجلس عمل میں شریک کر رہے ہیں۔اللہ تعالیٰ خود ہی عوام اہل سنت کی حفاظت فرمائیں۔ورنہ بڑی شخصیتیں تو ان کو اور ان کے مذہب کو کوئی اہمیت نہیں دیتیں نہ ان کو احساس ہے کہ روافض کیا کچھ کر رہے ہیں۔پشاور کی مجلس عمل میں شیعہ علامہ صفدر حسین کو شامل کیا گیا ہے اخبارات میں یہ خبر شائع ہو چکی ہے۔یہ علامہ اگلے دن یہاں نزدیک کے امام باڑے میں تقریر بھی کر گیا ہے جہلم میں جمعیت مفتی گروپ نے شیعوں کو بھی مجلس عمل میں شامل کیا ہے اور امام باڑہ میں بھی جلسہ ہوتا ہے اور وہاں

ہی شیعوں کا حلوہ بھی کھا آتے ہیں۔ مولانا عبداللطیف صاحب نے اس مجلس عمل میں شامل ہونے سے انکار کر دیا ہے جس میں مودودی اور شیعہ ہیں۔ اپنے احباب ہر پہلو سے اپنی پالیسی سمجھ کر قدم اٹھائیں۔ مجلس عمل میں شمولیت ضروری نہیں ہے۔ اپنی جگہ پر مرزائیوں کے خلاف کام کیا جائے اور متحدہ محاذ اور حکومت کے ٹکراؤ سے بالاتر ہو کر اس مسئلہ کو حل کیا جائے۔ احباب کی خدمت میں سلام مسنون عرض کر دیں۔ ''بشارت الدارین'' کا صرف خلافت و امامت کا مسئلہ رہ گیا ہے اللہ تعالیٰ تکمیل و اشاعت کی توفیق عطا فرمائیں۔ آمین۔

چکوال میں متحدہ محاذ والے جلوس نہیں نکال سکے۔ ان کی حیثیت ہی نہیں ہے۔ مہر میں صرف چار خلفاء کا نام لکھا جائے ورنہ حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ کا بھی لکھا جائے اپنے صحیح مسلک کو نہ چھوڑنا چاہیے ''چار یار'' کا ان کے پاس کوئی جواب نہیں رہتا۔

والسلام

خادم اہل سنت

الاحقر مظہر حسین غفرلہٗ

۷۔ جمادی الثانیہ ۱۳۹۴ھ

---
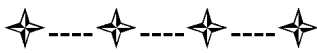
(۹۶) برادرم محترم قاری شیر محمد صاحب سلمہٗ۔

السلام علیکم ورحمۃ اللہ۔ عنایت نامہ ملا۔ ظہور صاحب کے ہاتھ دُرِّ منثور کی رقم مبلغ چار صد روپے ارسال کر رہا ہوں۔ کتاب کی تکمیل اور فراغت کے بعد ہی لاہور حاضر ہو سکوں گا۔ ان شاء اللہ تعالیٰ۔ جھاٹلہ کی تاریخیں نوٹ کر لی ہیں تمام احباب کی خدمت میں سلام مسنون۔

تاریخ ابن خلدون عربی بہت زیادہ مختصر ہے کہ اس کا جو ترجمہ چھپا ہے وہ بہت زیادہ ہے خدا جانے عربی نسخہ میں تخفیف کر دی گئی ہے یا اردو ترجمہ میں اضافہ کیا گیا ہے وہاں کسی کتب خانہ میں عربی نسخہ ہو تو شہادت حسین رضی اللہ عنہ کا باب دیکھیں کہ کتنے صفحات میں ہے اور کیا کیا عنوانات ہیں۔

والسلام

خادم اہل سنت الاحقر

(تاریخ و سن درج نہیں ہے)

(۹۷) برادرم قاری صاحب سلمہ۔السلام علیکم ورحمۃ اللہ۔

عنایت نامہ ملا۔طالب خیر بخیر ہے۔حسب ذیل کتابیں خرید لیں۔

(۱) خصال، شیخ صدوق (۲) فلک النجاۃ مولوی امیر علی

(۳) نہج البلاغہ مع شرح

''ترجمہ مقبول'' اگر مع ضمیمہ کے ہے تو مکمل خرید لیں۔ ورنہ نہیں، کیونکہ صرف ترجمہ تو پہلے ہے۔ ''روضۃ الصفا'' کیسی کتاب ہے کس موضوع میں ہے؟ قیمت بھی کافی ہے۔اور ''حلیۃ المتقین'' بھی پہلے معلوم نہیں کہ کیسی ہے کوئی ضروری موضوع ہے یا عام؟ احباب کی خدمت میں سلام مسنون۔ اللہ تعالیٰ امتحان میں کامیابی عطا فرمائیں۔آمین،آپ امتحان کے دنوں میں صبح نماز کے بعد ۴۱ بار یاعزیز ہاتھوں پر دم کر کے چہرہ پر پھیرتے رہیں۔

والسلام

خادم اہل سنت۔الاحقر مظہر حسین غفرلہٗ

مدنی جامع مسجد چکوال

۱۲/شعبان ۱۳۹۴ھ

---

(۹۸) برادر محترم قاری شیر محمد صاحب سلمہٗ۔السلام علیکم ورحمۃ اللہ۔عنایت نامہ ملا۔طالب خیر بخیر ہے۔قبل ازیں جہلم میں (جبکہ میں مدرسہ کے اجلاس شوریٰ کے لیے وہاں گیا تھا) مولانا عبداللطیف صاحب نے بھی آپ کا خط دکھایا جس میں کتابوں کی تفصیل درج تھی تو میں نے ان کو یہ مشورہ دیا ہے کہ آپ سب کتابیں خرید لیں (مجمع البیان تو ان کے پاس پہلے ہی نہیں ہے) پھر ہم ان میں سے یہاں کے لیے لے لیں گے۔لہٰذا آپ یہ کتابیں محفوظ رکھیں۔مولانا موصوف کا ارادہ ہے کہ وہ ان شاء اللہ خرید لیں گے۔مجھ کو یہاں حافظ محمد حنیف صاحب سفیر چوکیرہ کے ذریعہ احتجاج طبرسی مکمل دو جلدوں میں مل گئی ہے قیمت ۱۷۰ روپے اور تحفہ اثنا عشریہ فارسی میں مل گیا ہے۔نیز ۱۵۰ میں روپے قرۃ العینین حضرت شاہ ولی اللہ محدث رحمہ اللہ دہلوی کی بھی مہیا ہوگئی ہے۔حضرت مولانا محمد سرفراز خان صاحب شیخ الحدیث نصرۃ العلوم کا خط آیا ہے کہ سنی مناظرین تیار کیے جائیں [۱] اور پہلے بھی یہ مقصد ہمارے پیشِ نظر ہے اس لیے

---

[۱] حضرت شیخ الحدیث صاحبؒ کا اصل خط ہمارے پاس محفوظ ہے جس کا یہاں ذکر ہے، وہ خط ان شاء اللہ خطوط والی مستقل جلد میں شامل اشاعت ہوگا، جو 'مظہرِ کرم' کے اگلے سلسلہ کے طور پر پیش خدمت ہوگی۔سلفی

ذی القعدہ میں فارغ التحصیل علماء سے بات چیت کرلیں میری رائے میں آپ کو بھی اس سلسلہ میں مستقل تیاری کرنی چاہیے اگر یہ کام محنت سے کیا جائے تو بڑا اجہاد ہے۔

والسلام۔ خادم اہل سنت
الاحقر مظہر حسین غفرلہٗ۔ مدنی جامع مسجد چکوال
۲۳۔ ربیع الثانی ۱۳۹۵ھ

✧----✧----✧----✧
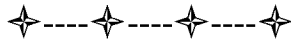
(۹۹) برادرم محترم قاری شیر محمد صاحب سلمہٗ۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ۔

عنایت نامہ ملا اور دونوں کتابیں ملیں جن کی مجموعی قیمت ساٹھ روپے بدست شیخ محمد اصغر صاحب ارسال ہے۔ جزاکم اللہ تعالیٰ۔ خدام اہل سنت کے پیڈ کا یاد نہیں رہا۔ کوئی نمونہ بھیج دیں۔

والسلام۔ خادم اہل سنت
الاحقر مظہر حسین غفرلہٗ
۲۷۔ رجب ۱۳۹۵ھ

✧----✧----✧----✧
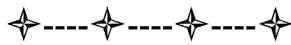
(۱۰۰) برادرِ محترم قاری شیر محمد صاحب سلمہ، السلام علیکم ورحمۃ اللہ۔ عنایت نامہ ملا۔ طالب خیر بخیر ہے۔ نقلوں کی رقم ۸۰ روپے جو آپ نے ادا کی ہے وہ اگر جلدی مطلوب ہو تو منی آرڈر کے ذریعہ بھیج دی جائے ورنہ کسی جانے والے ہاتھ سہی، آپ تسبیحات ستہ صبح وشام پابندی سے پڑھ لیا کریں جو سلاسل طیبہ میں لکھی ہوئی ہیں۔ ذکر اللہ بہت بڑی نعمت ہے اس میں غفلت نہ کریں۔ ذکر غذائے روح ہے۔ واللہ الموفق

حضرت قاری صاحب کے صاحبزادوں کے لیے تعویذات ارسال ہیں۔ گلے میں باندھنا ہو تو ایک تعویذ موی کاغذ میں لپیٹ کر باندھیں اور پینے کے لیے ۸ پیالیاں پانی میں ایک تعویز اچھی طرح گھول کر صبح وشام چار دن ایک ایک پیالی پانی پلاتے رہیں۔ واللہ الشافی۔ قاری صاحب موصوف کی خدمت میں سلام مسنون عرض کردیں۔

''حادثہ کربلا'' مولانا محمد نافع صاحب کو بھیج دیا تھا۔ اس کی پوری نقل نہیں رکھی گئی۔ اگر زائد ہو تو جلدی بھیج دیں اس موضوع پر مستقل لکھنے کی ضرورت ہے اور عباسی کی کتاب ''خلافتِ معاویہؓ و یزید'' اسی لیے زیرِ مطالعہ ہے لیکن مصروفیات کی وجہ سے تھوڑا حصہ مطالعہ کرسکا ہوں۔ جس سے میں نے یہ نتیجہ نکالا ہے کہ محمود عباسی منکرِ حدیث بھی ہے اور مودودی اور پرویز کی طرح خودرو مجتہد بھی ہے۔ جس

حدیث کو چاہا وضعی کہہ دیا۔ خواہ وہ حدیث تمام محدثین اہل سنت کے نزدیک صحیح ہو اور یہی امر گمراہی کی جڑ ہے کہ قرآن وحدیث اور تاریخ سے محض اپنے فہم سے استنباط کیا جائے اور محققین کے ارشادات کو بالکل نظر انداز کر دیا جائے۔ مودودیّت یہی ہے اور عباسی پارٹی نے تحریرات کا جو طریق اختیار کیا ہوا ہے اس کی ضرب زیادہ تر مذہب اہل سنت پر پڑتی ہے اور ایک ناواقف آدمی یہ سمجھتا ہے کہ مذہب اہل سنت کی بنیاد پر شیعت کا جواب نہیں ہوسکتا۔ اس لیے خارجیت اور ناصبیت سے کام لینا ضروری ہے۔ اس زمانہ میں انکارِ حیات النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بنا بھی یہی ہے کہ آیات واحادیث سے جس طرح جی چاہا مسئلہ نکال لیا اور محققین اہل سنت کی تشریحات کو نظر انداز کر دیا جاتا ہے۔ بلکہ مرزا قادیانی جن آیات سے وفات مسیح نکالتا ہے وہ طریق استنباط بھی یہی ہے۔ میری معلومات کے مطابق اس دور میں حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ سے لے کر امام اہل سنت مولانا لکھنویؒ تک جو اکابر علماء ردشیعت میں بہت زیادہ مہارت رکھتے ہیں ان کی کسی تحریر سے یزید کی کوئی مدح ثابت نہیں ہوتی۔ بلکہ اس کی مخالفت ثابت ہوتی ہے۔ حجۃ اللہ البالغہ، جلد دوم کتاب الفتن میں حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ نے احادیث کے الفاظ **دعاۃ الضلال** (گمراہی کی طرف بلانے والوں) میں اوّل تحریر میں یزید ہی کو رکھا ہے۔

حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلویؒ مصنف تحفۃ اثنا عشریہ اس کو فاسق لکھتے ہیں، مولانا حیدر علی صاحب رحمۃ اللہ علیہ جن کی ضخیم کتابیں ردّ شیعہ میں ہیں۔ یزید کو فاسق لکھتے ہیں اور اکابر دیوبند حضرت گنگوہی، حضرت نانوتوی اور حضرت مدنی قدس اللہ اسرارھم سب کے الفاظ اسی قسم کے ہیں۔ حتیٰ کہ حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ یزید پلید ہی غالباً لکھتے ہیں۔ اور تطہیر الجنان مصنفہ علامہ ابن حجر مکیؒ کے ترجمہ کے حاشیہ میں امام اہل سنت حضرت لکھنویؒ بھی یزید کے متعلق سخت الفاظ یعنی بدباطن وغیرہ کے استعمال کرتے ہیں۔ اور ہمیں ان اکابر حق سے ہی دین پہنچا ہے۔ ان حضرات نے احادیث سے یزید کی صالحیت کو نہیں سمجھا۔ اسی طرح سلف کا بھی یہی حال ہے البتہ اختلاف ہے تو اس میں کہ یزید کافر ہے یا نہیں۔ اس پر لعنت جائز ہے یا نہیں اور امام احمد بن حنبلؒ اس کی تکفیر کرتے ہیں۔ امام غزالیؒ قاتل حسینؓ پر لعنت کو جائز قرار دیتے ہیں لیکن تعین کے ساتھ یزید پر لعنت جائز نہیں سمجھتے۔ لیکن انہوں نے بھی یزید کو صالح نہیں قرار دیا۔ محمود احمد عباسی عبارتوں میں خیانت کرتا ہے اور ناواقف لوگ دھوکہ میں آ جاتے ہیں۔ باقی رہا صحابہ کرامؓ کا یزید سے بیعت ہونا تو یہ اس کی صالحیت کی دلیل نہیں ہے۔ بلکہ کسی مسلط بادشاہ کی بیعت، عدم بیعت، مقابل، عدم مقابلہ وغیرہ میں صحابہ کرامؓ کے مختلف اجتہادی مسلک تھے اور یہ

اجتہادی اختلاف خود احادیث پر مبنی تھا اور بخاری شریف میں ہی وہ احادیث ملتی ہیں کہ خواہ حاکم بھی ظلم و جور کرے اس کا مقابلہ نہ کرو۔ البتہ فسق و ظلم کے مدارج ہیں۔ بعض درجہ میں اس کے خلاف خروج جائز ہوگا اور حضرت امام حسینؓ کا یہی مسلک تھا اور اسی وجہ سے بالا جماع آپ کو شہید کہا جاتا ہے اور حضرت عبداللہ بن عمرؓ کا مسلک یہ تھا کہ خروج نہ کیا جائے وغیرہ۔ علمی طور پر صحابہؓ کی بیعت میں کوئی اشتباہ نہیں رہ سکتا۔ ناواقف لوگ صرف ایک پہلو کو دیکھتے ہیں۔ میں نے ابو یزید بٹ کی کتاب ''رشید بن رشید'' ابتداء سے ان دنوں میں یہی دیکھی ہے اس نے یزید کے ساتھ رضی اللہ عنہ کا لکھنا صحیح قرار دیا ہے اور اس پر عجیب جاہلانہ دلیلیں دی ہیں۔ کیا اس کے بعد صحابیت کی کوئی خصوصیت باقی رہ جاتی ہے۔ یہ لوگ یزید کی برتری اس طرح منوانا چاہتے ہیں کہ **العیاذ باللہ** اس کے سامنے صحابہ کرامؓ کی ہی کوئی عظمت نہ رہے۔ مولانا محمد اسحاق صاحب اس بارے میں حق سے ہٹ گئے ہیں اور عجیب دلائل پیش کرتے ہیں جو ان کی علمی شان کے مناسب نہیں ہے۔ انہوں نے حافظ عبدالوحید کے جواب میں یہ بھی لکھا ہے کہ مولانا عبدالشکور صاحب لکھنوی کا بھی یہی نظریہ ہے۔ حالانکہ یہ بالکل غلط ہے۔ اور حادثہ کربلا میں حضرت علی المرتضیٰؓ کو ''بھولے بھالے بزرگ'' لکھ کر ان کی تنقیص کی ہے۔ کیا ایک خلیفہ راشد کے بارے میں ایسے الفاظ لکھے جا سکتے ہیں۔ جو کسی صوفی بزرگ کے لیے تو بولے جا سکتے ہیں جن کا خلافت و حکومت میں دخل نہ ہو لیکن تیس سالہ مخصوص خلافتِ موعودہ کے چوتھے خلیفہ راشد کو بھولا بھالا کہہ سکتے ہیں؟

حضرت علیؓ کے چوتھے خلیفہ راشد ہونے پر اہل سنت کا اجماع ہے۔ اسی لیے تمام علماءِ اہل سنت حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے اختلاف کو اجتہادی خطا قرار دیتے ہیں کیونکہ خلیفہ راشد ماننے کے بعد یہی تاویل ہو سکتی ہے اور وہ بھی حضرت امیر معاویہؓ کو صحابی ماننے کی بنا پر۔ لیکن عباسی پارٹی تو اس طرح تصویر پیش کرتی ہے جس سے یہ نتیجہ نکلے کہ حضرت امیر معاویہؓ حضرت علیؓ سے افضل ہیں۔ وغیرہ حالانکہ حضرت امیر معاویہؓ نہ مہاجرین میں سے ہیں اور نہ انصار میں سے۔ **والّذین اتبعُوھُم باحسان** میں آتے ہیں اور نص قرآنی سے مہاجرین و انصار اور فتح مکہ سے پہلے مسلمان ہونے کی فضیلت بعد والوں پر ثابت ہوتی ہے۔ ہم نے ہر طرح حضرت امیر معاویہؓ کی طرف سے بحیثیتِ صحابی دفاع کرنا ہے لیکن حضرت علی المرتضیٰؓ کی تنقیص و توہین کا مرتکب ہو کر نہیں۔

؎ گر فرق مراتب نہ کنی زندیقی

بہر حال اللہ تعالیٰ اس موضوع پر مستقل طور پر لکھنے کی توفیق عطا فرمائیں۔ کیونکہ یزیدیت کا

فتنہ بھی بڑھ رہا ہے۔ اللہ تعالیٰ خدام اہل سنت اور اہل سنت کو تمام فتنوں سے محفوظ رکھیں۔ آمین۔
احباب کی خدمت میں سلام مسنون۔

والسلام۔ الاحقر مظہر حسین غفرلہ
مدنی جامع مسجد چکوال۔ ۹۔ شعبان ۱۳۹۵ھ

✧----✧----✧----✧
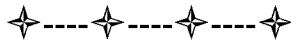
(۱۰۱) بخدمت برادر محترم سلمہ اللہ تعالیٰ السلام علیکم ورحمۃ اللہ۔ کتابیں اور عنایت نامہ ملا۔ طالب خیر بخیر ہے۔ حادثہ کربلا کو میں نے اندر سے نہیں دیکھا تھا۔ اب وہ رقعہ پڑھا ہے حسبِ ذیل کتابیں آپ خرید لیں (۱) تفسیر الصافی مکمل (۲) حق الیقین فارسی (۳) منتھی الامال (۴) نہج البلاغۃ شرح فارسی۔
''حملہ حیدری'' تو پہلے سے موجود ہے۔ اور تفسیر خلاصۃ البیان مکمل بھی نہیں اور غیر معروف عالم کی ہے اس لیے ضروری نہیں ہے۔ ''حل الاستفسارات'' پہلے بھی مل گئی تھی۔ یہ بھی کام آجائے گی۔ ان تمام کتب کا بل بھیج دیں رقم ان شاء اللہ بھیج دی جائے گی۔ یزید کی تکفیر کے بارے میں آپ نے استفسار کیا ہے۔ تفصیل کے لیے فراغت نہیں ہے۔ ''علمی محاسبہ'' کی تکمیل کرنی ہے واللہ الموفق۔ مسئلہ یزید پر ان شاء اللہ تعالیٰ مستقل رسالہ لکھنے کا ارادہ ہے۔ کیونکہ محمود احمد عباسی اور اس کی پارٹی کی تصانیف نے اہل سنت میں انتشار پیدا کر دیا ہے۔ اور متاثر ہونے کی وجہ یہ ہے کہ اہل سنت کے ہاں یہ مباحث بیان نہیں کیے جاتے۔ ردشیعہ میں جو لٹریچر سامنے آتا ہے۔ ناواقف اہل سنت اس سے متاثر ہو جاتے ہیں اور یہ نہیں سوچتے کہ نئے نظریات شاید اہل سنت کے بھی خلاف ہوں۔ مودودیت کے قبول کرنے کی بھی زیادہ تر یہی وجہ ہے جو سنی عقائد سے واقف نہ تھے انہوں نے اس کو اہل سنت کے محققین میں ہی سمجھ کر غیر شعوری طور پر اس کو قبول کر لیا۔ محمود احمد عباسی کی تحریک خارجیت ہی کی طرف لے کر جاتی ہے اور اس کا عام اثر یہ ہوتا ہے کہ حضرات اہل بیت سے بدظنی پیدا ہو جاتی ہے حالانکہ سب اصحاب و اہل بیت سے محبت و عقیدت اہل سنت کا ایمان ہے جبکہ عباسی پارٹی تو اہل بیت کہنا بھی گوارا نہیں کرتی۔ حالانکہ آنحضرت ﷺ نے دعا فرما کر ان کو اہل بیت میں شامل کیا ہے۔ مسلم شریف کی صحیح حدیث ہے لیکن عباسی اس کو بھی وضعی قرار دیتا ہے قرآن سے ازواجِ مطہرات کا اہل بیت ہونا اور حدیث سے حضراتِ حسنین رضی اللہ عنہم وغیرہ کا ثابت ہوتا ہے۔ باقی رہا یہ کہ ازواج کو عموماً ''اہل بیت'' کی اصطلاح سے یاد نہیں کیا جاتا۔ تو اصل میں ازواج کے ساتھ مطہرات کی مشہور صفت آیت کی بنا پر ہی مستعمل ہے اس لیے اہل بیت کے الفاظ کی ان کے لیے ضرورت نہیں رہتی۔ جن کا گھر والوں میں سے ہونا قطعی ہے اس کے بار بار

اظہار کی ضرورت ہی نہیں ہے۔ یزید کے بارے میں جو اختلاف ہے وہ واقعات کی اپنی اپنی تحقیق پر مبنی ہے۔ امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ وغیرہ ائمہ کرام کا قولِ تکفیر صواعقِ محرقہ شرح فقہ اکبر وغیرہ میں منقول ہے۔ تو اتنے بڑے امام مجتہد کے نزدیک ضرور اس کا ثبوت ہوگا۔ اور یہ مطلب نہیں ہے کہ جب حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے اس کو نامزد کیا اس وقت کفر پر تھا کہ کوئی اعتراض لازم آئے یا جن صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے بیعت کی انھوں نے کافر سمجھ کر کی۔ یہ تو اس کے حالات کھل جانے کے بعد کا حکم ہے۔ یہ ضروری نہیں کہ اس کے حالات اس وقت صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے سامنے نہ آئے ہوں جس طرح ساری احادیث سب صحابہ رضی اللہ عنہم کے سامنے نہیں تھیں اس لیے صحابہ رضی اللہ عنہم کا اجتہادی اختلاف کئی مسائل میں ہوگیا۔ اور جب دوسری احادیث محدثین و مجتہدین کے سامنے آئیں تو پھر انھوں نے سب کی روشنی میں مسائل حل کیے۔

حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی ازالۃ الخفاء جلد اول میں خلیفہ سے بغاوت کی صورتیں ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

> ''کہ تیسری صورت (خلیفہ سے بغاوت کرنے کی) یہ ہے کہ دین قائم کرنے کی غرض سے لوگ بغاوت کریں اور خلیفہ (کی حقیقت) اور اس کے احکام (کے وجوب اطاعت) میں شبہ بیان کریں۔ پس اگر (باغیوں کی) یہ تاویل قطعی البطلان ہو تو اس کا کوئی اعتبار نہیں جیسے حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے عہد میں مرتدوں کی اور زکوٰۃ دینے سے انکار کرنے والوں کی تاویل (ناقابل اعتبار تھی) اگر وہ تاویل قطعی البطلان نہ ہو بلکہ مجتہد فیہ ہو تو وہ گروہ باغی تو ضرور ہوگا مگر قرن اولیٰ میں ایسے گروہ کا حکم یہی ہے جو مجتہد مخطی کا ہوتا ہے کہ اگر وہ گروہ خطا کرے تو اس کے لیے ایک اجر ہے لیکن جبکہ (خلیفہ وقت سے) بغاوت کرنے کی مخالفت کی حدیثیں جو صحیح مسلم وغیرہ میں مستفیض میں شائع ہوگئیں اور امت کا اجماع اس پر منعقد ہوگیا تو اب (اگر کوئی بغاوت کرے تو اس) باغی کے عاصی ہونے کا حکم دیتے ہیں اور اگر خلیفہ سے کوئی ظلم صریح صادر ہو یا خلیفہ شرع کے برخلاف کوئی حکم کرے اور اس مسئلہ میں شارع کی جانب سے کوئی برہان ہمارے پاس موجود ہو (برہان کے وہی معنی ہیں جو ہم بیان کر چکے ہیں) تو خلیفہ کے اس ظلم کو اپنے سے دفع کرنے کے لیے متحد ہونا اور خلیفہ کی اطاعت ترک کر دینا جائز ہے اور اگر اس مسئلہ میں شارع کی جانب سے کوئی برہان نہ ہو تو (خلیفہ سے بغاوت نہ کرے بلکہ) صبر کرے اور جو آفتیں اس کے سر پر آئیں ان کو آسمانی آفتیں سمجھے اور لڑائی سے دستکش رہے''۔

اس عبارت کا پہلا حصہ تو اس لیے پیش کیا ہے کہ اس سے ثابت ہوتا ہے کہ بعض مسائل کی تحقیق ایک زمانہ کے بعد ہوا کرتی ہے۔ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے شرعی فضائل کے پیشِ نظر (چار واقعات میں) اہل سنت کے نزدیک وہ مجتہد مخطی ہیں اور وہ احادیث آپ کو پیش کیں تھیں جس میں خلیفہ وقت سے قتال ممنوع ہے اور خصوصاً حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے کہ جن کی خلافت راشدہ تیس سالہ موعودہ مخصوص خلافت کا حصہ ہے۔ ازالۃ الخفاء کا آخری حصہ اسی مطلب کے لیے ہے کہ خلیفہ سے کن کن صورتوں میں قتال جائز ہوتا ہے یا ناجائز۔ چنانچہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا یزید کے بارے میں مختلف موقف اختیار کرنا اسی بنا پر ہے۔ بخاری شریف کتاب الفتن سے صحابہ رضی اللہ عنہم کے اختلاف کی بنائیں خوب سمجھ میں آجاتی ہیں۔ جن کے سامنے یزید کے حالات کھلتے گئے انھوں نے خلع بیعت کرلیا چنانچہ حضرت مدنی قدس سرہ فرماتے ہیں۔

> علاوہ ازیں فاسق ہونے کے بعد خلیفہ معزول ہوجاتا ہے یا نہیں؟ یہ مسئلہ اس وقت تک مجمع علیہ نہیں ہوا تھا حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ اور ان کے متبعین کی رائے یہ تھی کہ وہ معزول ہوگیا اور اس بنا پر اصلاحِ امت کی غرض سے انھوں نے جہاد کا ارادہ فرمایا پھر باوجود اس کے خلع کا مسئلہ تو آج بھی متفق علیہ ہے یعنی اگر خلیفہ نے ارتکابِ فسق کیا تو اصحابِ قدرت پر اس کو عزل کردینا اور کسی عادل متقی کو خلیفہ کرنا لازم ہوجاتا ہے بشرطیکہ اس کے عزل اور خلع سے مفاسد مصالح سے زائد نہ ہوں حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما اور ان کے اتباع کی رائے میں مفاسد زیادہ نظر آئے (تو) وہ اپنی بیعت پر قائم رہے اور اہل مدینہ نے عموماً بعد از بیعت اور واپسی وفد از شام ایسا محسوس نہیں کیا اور سبھوں نے خلع کیا جس کی بنا پر قیامت خیز واقعہ حرہ نمودار ہوا جس سے مدینہ منورہ اور مسجد نبوی اور حرم محترم کی انتہائی بے حرمتی اور تذلیل ہوئی کیا مقتولین حرہ کو شہید نہیں کہا جائے گا الخ۔ (مکتوبات شیخ الاسلام جلد اوّل ص ۲۸۷)

حضرت مدنی رحمۃ اللہ علیہ کا یہ مکتوب تمام شبہات کو زائل کرنے والا ہے جس میں ہر پہلو پر بحث ہے اور حضرت نانوتوی قدس سرہ کا اس موضوع پر مفصل مکتوب ''قاسم العلوم'' میں چھپا ہوا ہے اور حضرت نے خداداد بصیرت کی بناء پر اس موضوع پر محققانہ تبصرہ فرمایا ہے۔ عباسی زیادہ تر یہ اعتراض پیش کرتا ہے کہ اگر یزید میں خرابیاں ہوتیں تو کیا صحابہ کرام رضی اللہ عنہم خاموش رہ سکتے تھے؟ جنھوں نے قیصر و کسریٰ وغیرہ باطل طاقتوں کی پرواہ نہیں کی۔ حالانکہ یہ فریب اور مغالطہ ہے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا طرزِ عمل صریح کفار کے مقابلہ میں اور تھا اور مدعیانِ اسلام کے بارے میں اور تھا۔ اسی لیے بڑے بڑے مجاہد صحابہ یکسو اور گوشہ

نشین ہوگئے تھے۔ جنھوں نے مسلمانوں کی ان باہمی جنگوں میں حصہ نہیں لیا۔ اور صحابہ رضی اللہ عنہم اپنے اجتہاد کی بنا پر عمل فرما رہے تھے۔ اس سلسلہ میں عباسی پارٹی پر میرا یہ سوال ہے کہ اگر تم تسلیم کرتے ہو کہ اس وقت صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی مجتہد تعداد موجود تھی جنھوں نے کفار کے مقابلہ میں بڑے بڑے کارنامے انجام دیئے تھے۔ تو پھر کیا وجہ ہے کہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے ان تمام جلیل القدر صحابہ رضی اللہ عنہم کو نظر انداز کرکے اپنے بیٹے یزید (غیر صحابی) کو اپنا جانشین بنایا کیا کوئی صحابی خلافت کا اہل نہیں تھا؟ کیا صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی شرعی عظمت کی بنا پر عباسی کے پاس اس کا کوئی جواب ہوسکتا ہے؟ آپ بھی اس سوال پر غور فرمائیں۔ جس طرح عباسی پارٹی جنت کے جوانوں کے سردار حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کو محل طعن بنا کر ان سے بدظنی پھیلانے کی کوشش کرتی ہے اگر اس طرح کے فکر ونظر سے حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ پر العیاذ باللہ اعتراض کیا جائے (اور مخالفین نے اسی بنا پر کیے بھی ہیں) تو کیا حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی شرعی عظمت محفوظ رہ سکتی ہے؟ مودودیت اور عباسیت دونوں فتنے ہیں۔ مودودیت میں بنی امیہ کی بہرحال مخالفت مقصود ہوتی ہے اور عباسیت میں بنی ہاشم کی۔ دونوں کی کوشش یہی رہتی ہے خواہ وہ مصلحتاً کسی دوسری شخصیت کے حق میں احترام کے الفاظ استعمال کرلیں۔

الحمدللہ کہ آپ نے ذکر اللہ شروع کردیا ہے اپنی اصلاح وصفائی کے لیے ذکر اللہ بہت ضروری ہے اس میں غفلت نہ کی جائے۔ اللہ تعالیٰ آپ کو اور ہم سب کو مذہب اہل سنت کی اتباع خدمت اور نصرت کی توفیق عطا فرمائیں۔ آمین۔ جناب برادرم منیر اقبال صاحب، محترم حافظ محمد طیب صاحب، جناب حافظ محمد حیات صاحب اور مولانا حافظ شاہ محمد صاحب وغیرہ تمام احباب کی خدمت میں سلام مسنون عرض کردیں۔

والسلام۔ خادم اہل سنت

الاحقر مظہر حسین غفرلہٗ۔ مدنی جامع مسجد چکوال

۵۔ رمضان ۱۳۹۵ھ، بروز جمعہ

✧----✧----✧----✧
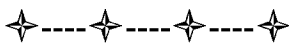
(۱۰۲) برادر محترم قاری شیر محمد صاحب سلمہٗ۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ۔ عنایت نامہ ملا۔ طالب خیر بخیر ہے۔

من لا یحضرہ الفقیہ کی ضرورت تو ہے لیکن قلمی نسخہ مخالف کے مقابلہ میں حجت نہیں ہوسکتا اس میں وہ تاویلیں کرسکتے ہیں کوئی مطبوعہ نسخہ تلاش کریں بعض مکتبہ والے ایران سے کتابیں منگواتے رہتے

ہیں۔ واللہ الموفق۔ رسائل الاعتصام اور رہنمائے اساتذہ (جو دوبارہ بھیجی ہے) وصول ہوئے جزاکم اللہ تعالیٰ۔ ''الاعتصام'' کے مضمون نگار میں بہ نسبت عباسی پارٹی کے حضرات اہل بیت کا احترام پایا جاتا ہے۔ حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کی احادیث کی روشنی میں جو شرعی عظمت اور محبت مسلمانوں پر لازم ہے۔ یزیدی پارٹی اس کو بالکل نظر انداز کر رہی ہے اور یہی اصل مرض ہے۔ ان حضرات کی عظمت کو اہل سنت کے عقیدہ کے تحت ملحوظ رکھا جائے تو پھر یزید کا مسئلہ زیادہ مشکل نہیں رہتا۔ ان شاء اللہ فراغت ملی تو اس موضوع پر لکھا جائے گا اور اس کی اب بڑی ضرورت ہے کیونکہ افراط و تفریط زیادہ ہو رہی ہے۔ ''بشارت الدارین'' پر تبصرہ میاں عبدالرشید صاحب کی طرف سے نوائے وقت میں آیا تھا۔ اور رمضان، شوال کے ماہنامہ بینات کراچی میں بھی اب آ گیا ہے۔ مختصر اور مفید ہے۔ الارشاد کیملپور راز مولانا قاضی زاہد الحسینی صاحب میں بھی معلوم ہوا ہے کہ تبصرہ شائع ہوا ہے۔ روزناموں میں آ جائے تو وہ زیادہ مفید ہے کوشش کریں خواہ رقم کے ذریعہ ہو جائے وہ تو ان کا ضابطہ ہوتا ہے۔ رہنمائے اساتذہ میں تو کلمہ شیعہ مفصل درج ہو گیا ہے اور اس میں ان کی تاریخی کامیابی ہے۔ ان شاء اللہ اس پر بھی لکھنا ہے لیکن افسوس ہے کہ کلمۂ اسلام کی اس تبدیلی کو علماء کی اکثریت بھی کوئی حیثیت نہیں دے رہی حالانکہ دینی مسائل میں سب سے اہم اور بنیادی مسئلہ یہی ہے۔ لیکن ذہنی پستی کی بھی کوئی حد نہیں رہی۔ اللہ تعالیٰ اپنے خصوصی فضل و کرم سے اہل سنت کی رہنمائی فرمائیں۔ آمین۔ جھاٹلہ سنی کانفرنس کا ان شاء اللہ انتظام کر لیا جائے گا۔ یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ ماسٹر صاحب وغیرہ کو اس بات سے بھی اعتراض ہے کہ ایام کانفرنس میں ان کی پالیسی اور رائے (رد اہل بدعت) کو تسلیم نہیں کیا گیا۔ واللہ اعلم۔ مولوی محمد فیروز صاحب نے جو حافظ بھیجا ہے وہ تو یہاں کے بالکل قابل نہیں ہے اور پھر تنخواہ اس کی ڈھائی سو روپیہ انھوں نے تجویز کر لی! میں نے اس کو واپس کر دیا ہے۔ کوشش کریں کوئی مناسب قاری صاحب مل جائے پھر تنخواہ ڈھائی سو بھی دے سکتے ہیں۔ واللہ الموفق

تمام احباب کی خدمت میں سلام مسنون۔ دوسرا رقعہ منیر اقبال صاحب کے نام ہے۔

والسلام۔ خادم اہل سنت

الاحقر مظہر حسین غفرلہٗ۔ مدنی جامع مسجد چکوال

۱۶۔ شوال المکرم ۱۳۹۵ھ

(۱۰۳) برادر محترم قاری شیر محمد صاحب سلمہٗ السلام علیکم ورحمۃ اللہ۔ عنایت نامہ ملا۔ طالب خیر بخیر ہے۔

اگر تفسیر منہج الصادقین موجود ہے تو خرید لیں اور رقم منیر اقبال صاحب سے لے لیں پھر یہاں سے بھیج دوں گا۔ کتب شیعہ ضروری بھی ہیں اور مہنگی بھی بہت ہیں۔ حضرت مولانا محمد نافع صاحب نے اپنی تصنیف ''رحماء بینھم'' ارسال کی ہے۔ ماشاء اللہ کاغذ وجلد وغیرہ عمدہ ہے سرسری فہرست دیکھی ہے فی الحال مطالعہ کی فرصت نہیں۔ کتاب علمی مفید معلوم ہوتی ہے اللہ تعالیٰ اہل سنت کو ہر محاذ پر کامیابی عطا فرمائیں۔ آمین۔ کلمہ اسلام کی تبدیلی کے عنوان پر ان شاء اللہ عنقریب ٹریکٹ مرتب کر کے شائع کرایا جائے گا۔ کلمۂ اسلام کی تبدیلی بہت بڑا کفر ہے۔ لیکن افسوس کہ ہادیانِ امت کو بھی بہت کم احساس ہے۔ الا ماشاء اللہ۔ ماسٹر افضل صاحب چاہیں یا نہ۔ سنی کانفرنس ان شاء اللہ ضرور کرنی ہے۔ جماعتی طور پر بھی اس کی اعانت کی جائے گی۔ واللہ الموفق۔ احباب کی خدمت میں سلام مسنون عرض کر دیں۔

والسلام۔ خادم اہل سنت

الاحقر مظہر حسین غفرلہ۔ ۳/ ذی الحجہ ۱۳۹۵ھ

✧----✧----✧----✧
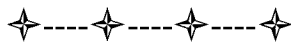
(۱۰۴) برادر قاری شیر محمد صاحب سلمہٗ! السلام علیکم ورحمۃ اللہ۔ طالب خیر بخیر ہے۔

''آفتاب ہدایت'' کی نئی کتابت کے لیے کتابوں کے نئے ایڈیشنوں کے حوالجات نوٹ کرتے رہیں تا کہ ان کا حوالہ بھی نئی کتاب میں آ جائے۔ پھر عبارتوں کی تصحیح کر لی جائے گی ان شاء اللہ تعالیٰ۔

جناب حکیم شاہین صاحب اور تمام احباب کی خدمت میں سلام مسنون عرض کر دیں۔ اللہ تعالیٰ اہل سنت کو ہر محاذ پر کامیابی عطا فرمائیں آمین۔

والسلام۔ خادم اہل سنت

الاحقر مظہر حسین غفرلہٗ۔ ۱۴/ ذی الحجہ ۱۳۹۵ھج

✧----✧----✧----✧
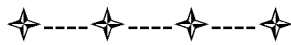
(۱۰۵) برادر محترم قاری شیر محمد صاحب سلمہٗ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ۔ عنایت نامہ ملا۔ طالب خیر بخیر ہے ان احباب نے یہ نہیں بتایا کہ آپ کے استاذ قاری صاحب نے بھیجا ہے۔ میں نے آپ کا نام لے کر ہی خیریت دریافت کی۔ شاید وہ خود بھی نہیں سمجھ سکے کہ میری مراد کس سے ہے؟ بہر حال وقتی معاملہ ہے۔ صرف احباب کو توجہ دلائی جاتی ہے اسی

طرح دور سے آتے رہتے ہیں اور میں ان کو سمجھاتا رہتا ہوں کہ کم از کم ایک کارڈ لکھ کر دریافت تو کر لیا کرو۔ قرارداد یں حسب حال پھیلانے کی کوشش کریں۔ منیر اقبال صاحب کو دوسرے ٹریکٹ کا مسودہ بھی دے دیا تھا۔ خدا کرے جلدی چھپ جائے۔ ان شاء اللہ ''کلمہ اسلام کی تبدیلی''[1] سامنے آنے سے بڑا اثر ہوگا۔ اللہ تعالیٰ اہل سنت کو احساس و اہمیت نصیب فرمائیں آمین۔ اس مسئلہ میں بھی ہم نے مودودی جماعت سے اشتراک نہیں کرنا اور اس قرارداد اور ٹریکٹ کی ان پر بھی زد پڑتی ہے۔ کیونکہ وہ کھل کر سنی شیعہ اتحاد کے داعی ہیں رات کو جناب مولانا حافظ محمد الیاس صاحب بھی یہاں ہی تھے آج واپس گھر تشریف لے گئے ہیں۔ جناب حکیم صاحب اور دیگر احباب کی خدمت میں سلام مسنون عرض ہے۔

والسلام۔ خادم اہل سنت

الاحقر مظہر حسین غفرلہٗ۔ ۲۸/ذی الحجہ ۱۳۹۵ھ

✧----✧----✧----✧
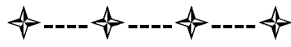
(۱۰۶) برادر محترم قاری شیر محمد صاحب سلمہ! السلام علیکم ورحمۃ اللہ۔

طالب خیر بخیر ہے۔ کتابیں الاستبصار اور تہذیب الاحکام پہنچ گئی ہیں ان کا بل بھی ارسال کر دیں جناب حکیم شاہین صاحب کی خدمت میں سلام مسنون عرض کر دیں اور محترم فاروقی صاحب وغیرہ احباب کی خدمت میں بھی۔ اللہ تعالیٰ اہل سنت کو کامیابی عطا فرمائیں۔ آمین

جہلم سے مولانا عبداللطیف صاحب کا خط آیا ہے کہ غالباً وہاں قریشی صاحب وکیل ہائی کورٹ کے خلاف فوٹو جناح کے متعلق مقدمہ چلا دیا گیا واللہ اعلم۔ قریشی صاحب کو بعد از سلام مسنون اطلاع بھی دیدیں۔

والسلام۔ خادم اہل سنت

الاحقر مظہر حسین غفرلہٗ۔ ۲۵/ربیع الاول ۱۳۹۶ھ

✧----✧----✧----✧
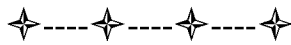
(۱۰۷) بخدمت برادر محترم قاری شیر محمد صاحب سلمہٗ۔

السلام علیکم ورحمۃ اللہ۔ عنایت نامہ دستی اور اب بذریعہ ڈاک بھی مل گیا ہے۔ پہلے مکتوب کے ذریعہ سنی کنونشن کی معلومات حاصل ہو گئیں تھیں۔ جزاکم اللہ تعالیٰ۔ یہ لوگ قابلِ اعتماد نہیں ہیں نہ کوئی مستقل

---

[1] اس کا مکمل نام ''تبدیلی کلمۂ اسلام کی خطرناک سازش'' ہے جو قائد اہل سنتؒ کے قلم سے ہزاروں کی تعداد میں چھپ کر ملک بھر میں تقسیم کیا گیا تھا۔ سلفی

مقصد ہے۔ اس لیے ہم نے ان سے اجتناب کرتے ہوئے اپنی تحریک کو مستقل سنی بنیاد پر چلانے کی کوشش کرنی ہے آج کل فتنوں کی کثرت ہے بڑی احتیاط کی ضرورت ہے۔ محترم فاروقی صاحب کی خدمت میں بعد سلام مسنون مقدمہ سے نجات کی مبارکباد پیش کردیں اللہ تعالیٰ محترم قریشی صاحب ایڈووکیٹ کو بھی اس جدید نوعیت کے مقدمہ میں کامیابی عطا فرمائیں۔ آمین

آپ نے جو سنی دارالاشاعت قائم کرنے کا منصوبہ بنایا ہے کام تو ضروری ہے لیکن میری رائے میں بجائے ذاتی کے جماعتی حیثیت سے یہ کام کیا جائے تو اس سے جماعتی مرکزیت کی ہر پہلو سے شمولیت ہوتی ہے۔ البتہ اس میں جو احباب سرمایہ لگائیں ان کو اس کے مطابق نفع ملتا رہے تو یہ دوسری صورت ہے کہ یہی کام سُنّی اکیڈمی کی تجویز کی ابتداء سے ہونا چاہیے اور سنی اکیڈمی بھی جماعتی حیثیت سے قائم کرنی چاہیے اس ذریعہ سے ہم کئی قابل اشاعت تصانیف کا انتظام کرسکتے ہیں جس سے سُنی تحریک خدام اہل سنت کو بڑا فائدہ پہنچے گا۔ نام کے ساتھ مظہریہ وغیرہ نہ لگایا جائے۔ سنی کا لفظ جامع ہے اور اسی کی تشہیر ضروری ہے اور مطلوب ہے۔ تمام احباب کی خدمت میں سلام مسنون عرض کردیں۔ اللہ تعالیٰ اہل سنت کو ہر محاذ پر کامیابی عطا فرمائیں آمین۔ حکیم شاہین صاحب کی خدمت میں سلام مسنون۔

والسلام۔ خادم اہل سنت

الاحقر مظہر حسین غفرلہٗ۔ ۲؍ربیع الثانی ۱۳۹۶ھ

✧----✧----✧----✧
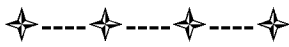
(۱۰۸) قاری شیر محمد صاحب۔ سلام مسنون۔

آپ کے مرسلہ رسائل وغیرہ موصول ہوگئے ہیں۔ مولانا محسن رضا کی تقریر کی مقبولیت کے تو پہلے بھی خطوط آچکے ہیں لیکن میرے پیشِ نظر اس قسم کے جذباتی پہلو نہیں ہیں میں نے تو اصولی طور پر نظمِ جماعت قائم رکھنا ہے اور خاص کر مودودیت کے متعلق جو بھی روادار، اور اشتراک ثابت ہو۔ اس کو قابل اعتماد نہیں سمجھتا۔ اور نہ ہی جذباتی طور پر نوجوانوں کی قیادت قائم کرکے جماعت کو نقصان پہنچانا ہے۔ میرے سامنے جمعیت علمائے اسلام اور دوسری جماعتوں کی پالیسیوں کے نتائج ہیں۔ نفس کے تقاضوں کا سنبھالنا مشکل ہوتا ہے۔ تحریک خدام اہل سنت کے تو وہ خادم کام آسکتا ہے جو خادم بننے کی کوشش کرے نہ کہ مخدوم۔ مطیع بننے کی کوشش کرے نہ کہ مطاع۔ آپ پہلے بھی تحفظ حقوق اہل سنت کے کنونشن میں بلا مشورہ گئے تھے لیکن میں نے نظرانداز کردیا تھا۔ جو شخص اغیار کے استعمال میں آجائے اس کی نیت خواہ کچھ بھی ہو جماعت کے قابل نہیں رہتا۔ یہاں فہم وتیقظ کی بڑی ضرورت ہے۔ باطل پارٹیاں نوجوانوں کو

استعمال کرنے میں بڑی مہارت رکھتی ہیں۔ مجھے لاہور کے بعض نوجوان (کرشن نگر کے) یاد ہیں جو کارکن اور متشرع تھے لیکن جذبات میں آکر وہ سوشلسٹوں اور اشتراکیوں کے فریب میں آ گئے۔ ڈاکٹر احمد حسین کمال اب تک اکابرِ جمعیت کو استعمال کر رہا ہے۔ اور ادھر خالص کیمونسٹ رسائل کی بھی سرپرستی کر رہا ہے۔ بہرحال میں نے ان ہی حالات کے پیش نظر جماعتی پالیسی میں سخت قدم اٹھایا ہے۔ اور باوجود احباب کی خواہش کے بجائے توسیع پسندی کے تحدید پر عمل کر رہا ہوں۔ ورنہ کس کی خواہش نہیں ہوتی کہ اس کی جاری کردہ جماعت جلدی عروج پذیر نہ ہو۔ یہ کام بڑی محنت وخلوص کا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہم کو خلوص اور استقامت عطا فرمائیں اور اہل سنت والجماعت کو ہر محاذ پر کامیابی حاصل ہو۔ آمین

والسلام۔ خادم اہل سنت

الاحقر مظہر حسین غفرلہ۔ ۲۵ / جمادی الثانی ۱۳۹۶ھ

✧----✧----✧----✧
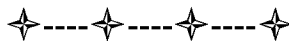
(۱۰۹) برادرم قاری شیر محمد صاحب سلمہ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ۔ آپ کا معذرت نامہ مل گیا ہے جو منظور کر لیا گیا ہے۔ کل ہی جوابی خط بھی روانہ کر دیا گیا تھا۔ لیکن اس کے بعد تلہ گنگ کی پولیس نے آکر تعمیل کرائی کہ ۱۲ / تاریخ تک میرا داخلہ ضلع کیمبلپور کے لیے بند کر دیا ہے اور برخوردار مولانا قاضی ظہور الحسین کا بھی۔ ہمارے علاوہ پانچ اور علماء پر بھی پابندی ہے آپ جلدی آ جائیں تاکہ جلسہ کے انتظام میں خلل نہ آئے۔ اور علماء ان کی جگہ تقاریر کر لیں غالباً مولانا محسن رضا کے علاوہ مولانا تونسوی [۱] پر بھی پابندی ہے لاؤڈ اسپیکر کی اجازت نہ ہو تو نہ لگائیں اگر باہر جلسہ کی اجازت نہ ہو تو مسجد کے اندر ہی کریں۔ خواہ رات میں ہی ہو۔ اللہ تعالیٰ اہل سنت کی نصرت فرمائیں۔ آمین۔ مولانا محمد شفیع جوش نے جو اشتہار مودودی کی صدارت کا شائع کیا ہے وہ اور ایک دو واقعہ کلمۂ اسلام کی رِٹ کی کامیابی کا بھی بذریعہ خط بھیج دیا ہے اس کا بڑا دھوکہ ہے۔ اگر ہو سکے تو مودودی صاحب کی تقریر کو ٹیپ کر لیا جائے اور جوش کی تقریر وغیرہ کو بھی (ٹیپ کر لیں) احباب کی خدمت میں سلام مسنون۔

والسلام۔ خادم اہل سنت

الاحقر مظہر حسین غفرلہٗ۔ بروز خمیس

(تاریخ وسن نہیں ہے)

---

[۱] مولانا محسن رضا فاروقی سابقاً شیعہ ذاکر تھے، بعد میں اللہ تعالیٰ نے ہدایت عطا کی تو مذہب اہل سنت قبول کر لیا، ''مولانا تونسوی'' سے مراد مناظر اعظم علامہ عبدالستار تونسوی ہیں۔ سلفی

(۱۱۰) برادرم قاری شیر محمد صاحب سلمہ۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ۔

آپ کا غیر مشروط معافی نامہ موصول ہوا۔ طالب خیر بخیر ہے۔ الحمدللہ آپ کو بروقت تنبہ ہوا۔ آپ کا معافی نامہ منظور ہے۔ آئندہ آپ بلا حجاب رابطہ رکھیں مذہب اہل سنت والجماعت کی خدمت ونصرت کا جو فریضہ ہم نے ادا کرنا ہے اس میں انتہائی بے نفسی اور محنت کی ضرورت ہے جماعت وہ ہوتی ہے جس میں اشدآء علی الکفار اور رحمآء بینھم کی شان پائی جائے۔ ہم نے جو تحریک شروع کی ہے وہ صرف تقاریر پر موقوف نہیں بلکہ بہت احتیاط ووقار سے ہم نے سنی مذہب کے ہر پہلو کو ابھارنا ہے اور اعدائے صحابہ کرام اور دشمنانِ کلمۂ اسلام کی گہری کافرانہ سازشوں اور کاوشوں کو ناکام بنانا ہے۔ یہ ایک بہت بڑا شرعی بار ہے جو حق تعالیٰ پر توکل کر کے اضافے کی کوشش کی جارہی ہے۔ دشمن بڑا عیار ہے۔ مجھے کل ہی وہ اشتہار پہنچا ہے جس میں ابوالاعلیٰ مودودی کی صدارت میں کلمۂ اسلام کی رٹ میں کامیابی کے لیے یوم تشکر منانے کا اعلان ہے اور جس میں مولوی محمد شفیع جوش اور پیر ابرار کی دستار بندی ہونی ہے انا اللہ وانا الیہ راجعون۔ اشتہار کے ساتھ ایک دوورقہ بھی بذریعہ ڈاک ملا ہے اس میں جدید رہنمائے اساتذہ کی عبارت بھی شیعہ حصہ کی درج کی گئی ہے۔ اب تو آپ نے مشاہدہ کر لیا ہوگا کہ یہ جوش کون تھا اور کون ہے؟ الحمدللہ اس کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے بندہ کو سمجھ عطا فرمادی ہے۔ مجھے رہنمائے اساتذہ کے اس حصہ کا فوٹو اسٹیٹ بھی مل گیا ہے شیعہ کلمہ کی تشریح میں بڑی تلبیس سے کام لیا گیا ہے کیونکہ شیعوں کے نزدیک لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ سے مسلمان تو ہو جاتا ہے لیکن مؤمن نہیں ہوتا مؤمن خلیفہ بلافصل والے کلمہ سے ہوتا ہے اور اصل مسئلہ تو مؤمن ہونے کا ہے پھر خلیفہ بلافصل رہنمائے اساتذہ میں لکھوا کر اہل سنت کے لیے اس میں کیا کامیابی ہے؟ یہ الفاظ تو اہل سنت کے لیے زبردست چیلنج ہیں جن کے ذریعہ خلفائے ثلاثہ کی خلافت حقہ کی علی الاعلان نفی کی جاتی ہے اس میں مودودیت کے لیے تو مبارکبادی کا تحفہ میسر ہوسکتا ہے۔ لیکن اہل سنت کے لیے یہ سراسر شیعوں کی طرف سے مجوزہ تبرابازی ہے۔ (العیاذ باللہ)

ان شاء اللہ اس کے جواب میں ٹریکٹ لکھا جائے گا۔ صرف ہائی کورٹ کے فیصلہ کی نقل کا انتظار ہے۔ اگر مولوی شفیع جوش کے اس جلسہ کی تقاریر کو ٹیپ کر لیا جائے تو ہمیں کام دیں گی۔ احباب کی خدمت میں سلام مسنون۔ اللہ تعالیٰ اہل سنت کو ہر محاذ پر کامیابی عطا فرمائیں۔ آمین

والسلام۔ خادم اہل سنت

الاحقر مظہر حسین غفرلہ۔ یکم رجب ۱۳۹۶ھ/ ۳۰رجون ۱۹۷۵ء مدنی جامع مسجد چکوال

✧----✧----✧----✧

(۱۱۱) بخدمت برادر محترم قاری شیر محمد صاحب سلمہٗ۔

السلام علیکم ورحمۃ اللہ۔عنایت نامہ ملا۔طالب خیر بخیر ہے۔معلوم نہیں مدینہ یونیورسٹی میں پڑھائی کیسی ہے؟ ہاں (عربی) زبان آجاتی ہوگی۔فی الحال توقف کریں۔آپ جہاں تبلیغ وخطابت کا کام کر رہے ہیں اس کو چھوڑنے میں نقصان کا احتمال ہے اور مقصدِ حیات تو خدمت وتحفظ دین ہے۔واللہ اعلم۔

آپ نے کتاب ''الریاض النضرۃ'' کے متعلق دریافت کیا تھا یہ کتاب میرے پاس نہیں ہے البتہ تحفہ اثنا عشریہ میں حضرت شاہ عبدالعزیز صاحب قدس سرہٗ کے مکالمۂ روافض کے سلسلہ میں لکھا ہے کہ اس میں الحاقیات شامل ہیں۔اور حالانکہ روافض ہی اس کی روایات پیش کیا کرتے ہیں۔لہٰذا کتاب مستند نہیں رہی۔سنی کانفرنس جھاٹلہ کے متعلق غالباً میرا خط آپ کے لکھنے کے بعد ملا ہوگا۔اور جب اتحاد کے ٹکٹ سے وہاں کا رافضی بھی امیدوار ہے پھر تو یہاں کی پارٹی اتحاد کی مشتبہ زیادہ ہو جاتی ہے اور یہی وہ نحوستیں ہیں جن کی وجہ سے ہمیں اس سے اختلاف ہے ماسٹر محمد افضل وغیرہ کو اب سنیت کے تحفظ کی بجائے مودودیت کا تحفظ مطلوب ہے یہ بھی معلوم ہوا ہے کہ تلہ گنگ کا ایک مودودی وکیل بھی اس سنی کانفرنس میں مدعو ہے اور ضرور ہوگا کیونکہ یہ پارٹی سنی کانفرنس کو عملاً اتحادی کانفرنس بنانا چاہتی ہے۔اور موجودہ حالات میں تو بالکل ملتوی کردی جائے بعد میں حالات سازگار ہوئے تو ان شاء اللہ مستقل پروگرام کے تحت سنی کانفرنس کرائیں گے خواہ وہ شامل ہوں یا نہ۔کیونکہ سنی اسٹیج کا فائدہ اسی میں ہے جناب حکیم شاہین صاحب، برادرم منیر اقبال صاحب اور دیگر حضرات و احباب کی خدمت میں سلام مسنون عرض کردیں اللہ تعالیٰ ہم سب کو اتباعِ سنت اور خدمت ونصرت مذہب اہل سنت والجماعت کی توفیق عطا فرمائیں۔آمین۔واللہ الشافی

نوٹ: کشف الغمۃ تلاش کرتے رہیں۔ہمیں نئے سال کے لیے حافظ قاری کی ضرورت ہے جو مسلک وموقف کے لحاظ سے پختہ ہو۔منیر اقبال صاحب کو بھی لکھا تھا قاری حسن شاہ صاحب کا کوئی شاگرد ہے تو اس کے متعلق تحقیق کرلی جائے۔

والسلام۔خادم اہل سنت

الاحقر مظہر حسین۔۱۷/رجب ۱۳۹۷ھ۔مدنی جامع مسجد چکوال

✧----✧----✧----✧
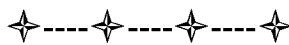
(۱۱۲) برادر محترم قاری شیر محمد صاحب سلمہٗ۔

السلام علیکم ورحمۃ اللہ۔عنایت نامہ ملا۔قبل ازیں آپ کے مدینہ یونیورسٹی سے متعلق خط کا جواب

دے چکا ہوں۔ طالب خیر بخیر ہے۔ مارشل لاء کا نفاذ ہو چکا ہے ہمیں اس سے خوشی ہوئی ہے ایک تو شیعہ نواز ڈکٹیٹر سے نجات ہوگئی اور دوسرے کچھ عرصہ کے لیے سیاسی ہڑبونگ سے لوگ بچے رہیں گے۔ اب اصولی نظریاتی سیاست کی بجائے ذاتی پارٹی کی ایک عداوت چل گئی تھی۔ جس کے لیے مارشل لاء کا نفاذ ہی ضروری ہو گیا تھا۔ بعد کے نتائج میں ہمارے لیے اتحاد کی وجہ سے خطرات ہیں اور جو کچھ ہو رہا ہے یا ہوگا وہ مذہب اہل سنت والجماعت کی اہمیت کو کم کرنے کا ہی ذریعہ ہے۔ العیاذ باللہ

بہتر یہی ہے کہ موجودہ حالات میں مارشل لاء کی وجہ سے سنی کانفرنس جھاٹلہ ملتوی کر دی جائے۔ جن مقررین کو مدعو کیا گیا ہے وہ کاغذات میں بہرحال سیاسی ہیں۔ اور حکام اس میں مداخلت کر سکتے ہیں۔ کبھی بھی ماسٹر محمد افضل صاحب یا حافظ شیر زمان صاحب نے میرے سامنے وہاں پر قومی اتحاد کا ساتھ دینے کی وجہ یہ نہیں بتائی کہ مقابل میں رافضی پیپلز پارٹی کا ہے اور پھر آپ نے یہ بھی لکھا ہے کہ اسی کا کوئی رشتہ دار ملتان میں اتحاد کے ٹکٹ کا امیدوار ہے۔ میں تو جہاں تک سمجھتا ہوں وہ یہ ہے کہ ان کو مودودیت کی نفرت نہیں ہے اور انہوں نے کبھی بھی مقامی مودودیوں سے انقطاع نہیں کیا۔ اگر مودودی نواز مقررین (جو اتحاد میں ہیں) میری سرپرستی میں تقاریر کریں تو یہ میرے لیے زیادہ بوجھ ہے۔

متعدد پہلوؤں پر نظر کرتے ہوئے میں نے جانے کا ارادہ ترک کر دیا تھا۔ اور پھر یہ بھی قابلِ لحاظ ہے کہ انہوں نے نئے مقررین کو مدعو کرنے میں ہم سے بالکل مشورہ نہیں لیا۔ یہ علاقہ کے اتحادیوں اور مودودیوں سے مشاورت کے بعد انہوں نے قدم اٹھایا ہے۔ علاوہ ازیں ۱۴ جولائی کو جہلم حضرت مولانا عبداللطیف صاحب جہلمی نے مدرسہ کے شوریٰ وغیرہ کا اجلاس رکھا ہوا ہے جس میں میری شمولیت اہم ہے اور ان کو پروگرام دے چکا ہوں اور مارشل لاء کا نفاذ تو بڑی وجہ التواء کی ہے۔ بعد میں پُرسکون حالات میں پھر کوئی پروگرام بنائیں گے۔ ان شاءاللہ تعالیٰ۔ اللہ تعالیٰ اہل سنت والجماعت کو شیعیت، مودودیت وغیرہ ہر فتنہ سے محفوظ رکھیں آمین۔ احباب کی خدمت میں سلام مسنون سُنی مؤقف چند روز ہوئے چھپ چکا ہے۔ آپ فرداً فرداً ہی اس کا تعارف کراتے رہیں کسی کے ہاتھ بھیج دیئے جائیں گے ان شاءاللہ تعالیٰ۔

والسلام۔ خادم اہل سنت

مظہر حسین غفرلہ۔ ۱۸؍رجب ۱۳۹۷ھ۔ مدنی جامع مسجد چکوال

✧----✧----✧----✧
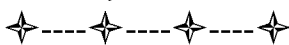
(۱۱۳) برادر محترم قاری شیر محمد صاحب سلمہٗ۔

السلام علیکم ورحمۃ اللہ۔ طالب خیر بخیر ہے۔ حامل رقعہ حاجی شبیر احمد صاحب بندہ کے برادرِ نسبتی ہیں۔ ان کے سالے حاجی عبدالسلام صاحب پر جن کے ذریعہ جادو کا اثر ہے۔ چند دن سے وہ یہاں میرے پاس علاج کے لیے آئے ہوئے ہیں جن بولنے بھی لگا اور خاصہ افاقہ بھی ہونے لگا ہے۔ لیکن میرے سفر حج کی وجہ سے علاج نامکمل رہ جائے گا۔ اس لیے میرا خیال ہے کہ مولانا محمد ابراہیم صاحب سے ان کا علاج کرایا جائے وہ اس فن میں مہارت بھی رکھتے ہیں آپ مولانا سے دریافت کرلیں کہ مریض کس دن حاضر ہوں؟ وہ لاہور میں اپنے اقرباء کے ہاں قیام بھی کرسکتے ہیں اس کے علاوہ حاجی شبیر احمد صاحب کو بھی تکلیف رہتی ہے ان پر بھی جادو کا احتمال ہے ان کی تشخیص کر کے اصلاح فرمائیں واللہ الشافی۔

آپ نے بھی بازو کے پھوڑے کی وجہ سے بڑی تکلیف اٹھائی ہے اللہ تعالیٰ مکمل شفاء عطا فرمائیں۔ تمام احباب کی خدمت میں سلام مسنون عرض کردیں اللہ تعالیٰ اہل سنت والجماعت کو اپنے مذہب حق پر ثابت قدم رکھیں اور الحاد و دھریت اور شیعیت و مودودیت وغیرہ فتنوں سے نجات دیں۔ آمین۔ لاہور سے ہماری روانگی کی پختہ تاریخ معلوم ہونے کے بعد یہاں سے جانے کا پروگرام بنایا جائے گا۔ ان شاء اللہ تعالیٰ۔ زیادہ وقت تو نہیں مل سکے گا صرف احباب سے ملاقات ہوجائے گی۔

والسلام۔ خادم اہل سنت

مظہر حسین غفرلہ۔ ۲۶ رشوال المکرم ۱۳۹۷ھ۔ مدنی جامع مسجد چکوال

✧----✧----✧----✧
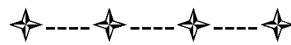
(۱۱۴) برادر محترم قاری شیر محمد صاحب سلمہٗ۔

السلام علیکم ورحمۃ اللہ۔ عنایت نامہ ملا۔ طالب خیر بخیر ہے۔ حسب ذیل کتب جلدی خرید لیں:

(۱) لسان المیزان ۵۰ روپے (۲) البدایہ مکمل ۹۰۰ روپے (۳) کشف الظنون ۵۰ ۷ روپے (۴) عمدۃ القاری ۱۵۰۰ روپے کل میزان ۳۹۰۰ روپے۔ (نوٹ) فتح اللہ پہلے موجود ہے۔ آپ کی کتابیں دستی گجرات میں مل گئی تھیں جزاکم اللہ۔ ان کا بل بھی روانہ کردیں۔ استفتاء کے متعلق وقت نہیں مل سکا۔ ۱۱ رجون کبیر والہ کی تاریخ ہے واپسی پر ان شاء اللہ کوشش کروں گا۔ کتابوں کی قیمت وہاں سے قرضہ لے کر جلدی ادا کردیں پھر یہاں سے دستی یا بذریعہ ڈرافت رقم بھیج دی جائے گی ان شاء اللہ یہ سب کتابیں ضروری ہیں اور عموماً نایاب ہیں۔ حکیم منیر اقبال صاحب و دیگر احباب کی خدمت میں سلام

مسنون ۔فیض الرحمن کو رقم دستی دے کر بھیج رہا ہوں اور آپ نے جو کتاب ''اسلامی حکومت'' وغیرہ روانہ کی ہیں ان کی قیمت بھی فیض الرحمن سے وصول کر لیں ۔سنی قرار دادیں پہلے بھیج دی ہیں وہاں کے لیے اور چھپوالیں اور ''سنی عرضداشت'' بھی ارسال ہیں ابھی تھوڑے نسخے پریس سے لائے ہیں قیمت ایک روپیہ رکھ دی ہے تا کہ جماعت کو زیادہ نقصان نہ ہو اللہ تعالیٰ اہل سنت والجماعت کو کامیابی عطا فرمائیں ۔آمین

خادم اہل سنت ۔مظہر حسین غفرلہ

۲ رجب ۱۳۹۸ھ ۔مدنی جامع مسجد چکوال

والسلام ۔خادم اہل سنت مظہر حسین

۲، رجب ۱۳۹۸ھ

✧----✧----✧----✧
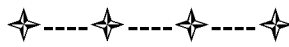
(۱۱۵) برادر محترم قاری شیر محمد صاحب سلمہٗ ۔

السلام علیکم ورحمۃ اللہ ۔طالب خیر بخیر ہے ۔۱۱ر جون کبیر والہ کیس کی تاریخ تھی الحمد للہ نصرتِ خداوندی سے مجسٹریٹ نے باعزت بری کرنے کا فیصلہ سنا دیا ہے ۔اللہ تعالیٰ اہل سنت کی ہر مرحلہ پر مدد فرمائیں ۔آمین ۔وہاں سے واپسی پر آپ کا خط ملا ہے مرسلہ رقم میں سے جو اڑھائی سو روپیہ بچے ہیں وہ فی الحال اپنے پاس ہی رکھیں ۔اگر اور کوئی ضروری کتاب مل جائے تو خرید لیں ۔مودودی کے متعلق استفتاء کے لیے فارغ نہ ہو سکا اب ان شاء اللہ تعالیٰ کوشش کروں گا ۔اے کے بروھی کے بیان کی اخباری کٹنگ اور حضرت قاری صاحب دام فیضھم کے انٹرویو کا پرچہ مل گیا تھا اور کتابیں بھی ۔جزاکم اللہ تعالیٰ

والسلام ۔خادم اہل سنت

مظہر حسین غفرلہ ۔۶ر رجب ۱۳۹۸ھ ۔مدنی جامع مسجد چکوال

✧----✧----✧----✧
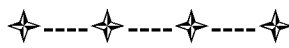
(۱۱۶) برادر محترم قاری شیر محمد صاحب سلمہٗ ۔

السلام علیکم ورحمۃ اللہ ۔طالب خیر بخیر ہے ۔آپ کے مرسلہ استفتاء کی عبارتوں میں اضافہ کر دیا ہے تا کہ متعدد پہلوؤں سے مفتی صاحبان مودودیت پر حکم لگا سکیں ۔تقلید کے متعلق عبارت درج نہیں کی کیونکہ یہ غیر مقلدین کے لیے حجاب بن جاتی ہے ۔آخر میں شیعہ عقیدۂ امامت بھی لکھ دیا ہے تا کہ علماء اس عقیدہ کی بنیاد پر روافض کی تکفیر کر سکیں اس کے بعد ان کے پیچھے نماز کے جواز کی گنجائش ہی نہیں رہتی ۔پہلے تو عبارتوں کے ساتھ حوالجات کتابوں کے نہیں لکھے تھے جیسا کہ آپ نے کہا تھا کہ آپ استفتاء میں کتابوں کے نام نہ لکھیں ۔لیکن اپنی جگہ چونکہ ضروری محلِ اعتراض عبارتیں مودودی کی جمع ہو گئیں ہیں پھر

اپنی فہرست کو دیکھا جا سکتا ہے یا دوسرے لوگوں کو بتایا جا سکتا ہے اس لیے حوالجات بھی ساتھ ہی لکھ دیئے ہیں۔ تاکہ ہمیں اس میں آسانی رہے آپ کے لیے بھی بعد میں فتاوی کے حوالجات لکھنے کی آسانی رہے گی خطبات والی کتاب نہیں مل سکی حالانکہ گھر میں ہے اس کا ایڈیشن اور تاریخ اشاعت بھی لکھی جائے تاکہ کوئی یہ نہ کہے کہ سابقہ حجازی حکومت کے متعلق ہے۔ آپ خود یہ استفتاء تحریر کریں۔ اور اس کی کاپیاں سائیکلو سٹائلز پر ہوں یا کتابت کرا کے چھپوالی جائے تاکہ زیادہ حضرات کو بھیجی جا سکیں۔ حضرت مفتی صاحب کی خدمت میں سلام مسنون عرض کر دیں حکیم منیر اقبال صاحب، جناب حکیم شاہین صاحب، جناب حافظ محمد طیب صاحب اور دوسرے تمام حضرات کی خدمت میں سلام عرض کر دیں۔

قرارداد اور ''سنی عرضداشت'' پر اس وقت محنت کی ضرورت ہے معلوم ہوا ہے کہ ماہنامہ الحق اکوڑہ خٹک نے بھی نئے پرچہ میں اس پر تبصرہ لکھا ہے ابھی تک میں نے پڑھا نہیں۔ آپ نے تاریخ طبری کے متعلق جو لکھا تھا وہ آپ کے خط کا جواب لکھنے کے بعد فیض الرحمن نے رقعہ دیا اگر عربی میں مکمل ہو تو ضرور خرید لیں اور فوری رقم وہاں سے ہی لے لیں۔ میں نے فیض الرحمن کو کہا تھا اس نے کہا کہ حکیم منیر اقبال صاحب کا خط غالباً فلاں تاریخ پر آنے والا ہے اس کا انتظار ہے۔ پھر معلوم نہیں۔ بہر حال رقم جلدی ارسال کر دی جائے گی۔ آپ کتاب طبری لے لیں۔ اللہ تعالیٰ اہل سنت والجماعت کو کامیابی عطا فرمائیں۔ آمین۔ ''قرارداد خلافت'' ترجمان اسلام نے بھی شائع کر دی ہے محسوس تو اکثر علماء کر رہے ہیں اللہ تعالیٰ سب کو خدام سمیت ہمت و استقامت نصیب فرمائیں۔ آمین۔ حضرت مولانا جہلمی کی تقریر کے متعلق اشتہار بھی موصول ہوا۔ جزاکم اللہ تعالیٰ۔ اسی طرح وہاں اپنے حلقوں میں بھی تقاریر ہو جانی چاہئیں۔ والسلام

خادم اہل سنت۔ مظہر حسین غفرلہ

۱۵؍رجب ۱۳۹۷ھ۔ مدنی جامع مسجد چکوال

✧----✧----✧----✧
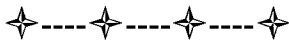
(۱۱۷) برادرم محترم قاری شیر محمد صاحب سلمہٗ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ طالب خیر بخیر ہے فیض الرحمن حاضر ہو رہا ہے اس کے ہاتھ طبری کی رقم مبلغ سولہ ۱۶۰۰ سو روپے ارسال کر رہا ہوں اگر کتاب مل جائے تو اس کے ہاتھ ہی بھیج دیں حکیم منیر اقبال صاحب سے سلام کہہ دیں ان کا خط آیا ہے پھر ڈاک میں تعویذ وغیرہ بھیج دونگا۔ جناب حافظ محمد طیب صاحب اور جناب حکیم شاہین صاحب وغیرہ احباب سے سلام مسنون عرض کر دیں جلسہ کی کامیابی مبارک

ہومولانا عبداللطیف صاحب نے حالات بتادیئے ہیں بڑے خوش آئے ہیں منیر اقبال صاحب نے بھی کامیابی کے حالات لکھے ہیں اللہ تعالیٰ خدام کو ترقی واستحکام نصیب فرمائیں اور اہل سنت والجماعت کو ہر موقعہ پر کامیابی نصیب ہو آمین

والسلام۔خادم اہل سنت

الاحقر مظہر حسین غفرلہ۔۱۹ /رجب ۱۳۹۸ء۔مدنی جامع مسجد چکوال

✧----✧----✧----✧
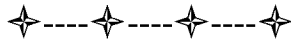
(۱۱۸) برادر محترم قاری شیر محمد صاحب سلمہٗ !السلام علیکم ورحمۃ اللہ۔طالب خیر بخیر ہے۔جھاٹلہ کا اشتہار پہلے پہنچ گیا تھا اور پرسوں جمعرات کو ماسٹر محمد افضل صاحب آئے تھے اشتہار میں اتحاد المسلمین کا بھی عنوان ہے جو مودودیوں اور قومی اتحاد کا اختیار کردہ ہے علماء کے نام بھی ایسے معلوم ہوتے ہیں جن کا قومی اتحاد وغیرہ سے تعلق ہے اور خدام کے نام سے جو سنی کانفرنس ہے اس میں مبلغین میں سے صرف حافظ عبدالحمید کا نام ہے نہ مولوی خدا یار صاحب کا نہ مولوی محمد قاسم شاہ صاحب کا اور نہ ہی مولانا عبداللطیف صاحب کو بلایا گیا۔میں نے اس کی شکایت ماسٹر افضل صاحب سے کی کہ نام خدام کا لکھتے ہیں اور علماء بلانے کے لیے ہم سے مشورہ نہیں کرتے اب میری رائے یہ ہے کہ میں خود تو نہیں جاتا۔ان کو بھی بتا دیا تھا۔آپ چلے جائیں تاکہ دوسروں کو موقعہ نہ ملے اس وقت قومی اتحاد کے بھی آخری سانس ہیں۔جو لوگ قومی اتحاد کی وجہ سے شیعوں اور مودودیوں سے منسلک ہوگئے تھے ان میں سے جو شیعوں کے کچھ خلاف ہیں وہ غالباً ہماری پالیسی کو اپنائیں گے اس لیے اس جلسہ میں آپ شریک ہوجائیں۔علماء کے بیانات کا بھی جائزہ ہوجائے گا۔مولانا عبدالستار صاحب تونسوی نے میرے پاس قاضی بشیر احمد مبلغ کو بھیجا تھا وہ کنونشن کرنا چاہتے ہیں۔معلوم ہوتا ہے کہ مولانا تونسوی دل سے تو ہماری پالیسی کی تائید کرتے ہیں لیکن جماعتی طور پر وہ خود کوئی پالیسی نہیں بنا سکتے۔بہرحال اللہ تعالیٰ اہل سنت والجماعت کی نصرت فرمائیں اور صحابہ رضی اللہ عنہم وخلافت راشدہ کے خلاف فتنوں سے ہر سنی مسلمان کو بچائیں آمین۔حکیم منیر اقبال صاحب کو بھی آج خط لکھ رہا ہوں کتاب طبری کی تلاش رکھیں۔جامعہ حنفیہ جہلم میں درسِ خلافت راشدہ رکھا گیا ہے۔اپنے واقف طلبہ وعلماء کو وہاں بھیجنے کی کوشش کریں حضرت مولانا محمد نافع صاحب کا بھی اسی دوران درس رکھا جائے گا۔ان شاء اللہ تعالیٰ۔دیگر احباب کی خدمت میں سلام مسنون۔

والسلام۔خادم اہل سنت

الاحقر مظہر حسین۔یکم شعبان ۱۳۹۸ھ۔مدنی جامع مسجد چکوال

(۱۱۹) بخدمت قاری شیر محمد صاحب سلمہ۔

السلام علیکم ورحمۃ اللہ۔ حالات معلوم ہوئے آج کل تجربہ یہ ہے کہ ایک آدھ دم سے چھٹکارا نہیں ہوتا ہر فتنہ کی نوعیت بڑھ گئی ہے ممکن ہے جادو سے جنات کا دخل ہوا اور اس کا دفعیہ دیر کے بعد ہوتا ہے۔ فی الحال تعویذات پلائیں ایک صبح اور ایک شام چھوٹے تعویذ اللّٰہُ الصَّمَدُ والے ارسال ہیں اور صوفی فضل داد کے ساتھ بتیاں بھی ارسال کر رہا ہوں رات کو مٹی کے کورے چراغ میں تلوں یا چنبیلی کا تیل ڈال کر بتی پر پاک سفید روئی دُھنی ہوئی لپیٹ کر جس طرف سیاہی کا نشان ہے اس طرف سے جلائی جائے مریضہ اس کو دیکھتی رہی اور کچھ دیر کے بعد چراغ مریضہ کے اردگرد پھرا دیا جائے ایک بتی روزانہ سوتے وقت رات کو جلاتے رہیں۔ یہاں تعلیم النساء میں اس وقت چند طالبات پر جادو کا سخت حملہ ہے ان کے لیے بھی روزانہ مستقل وقت نکالنا پڑتا ہے بتیاں جلانے کے بعد بھی اگر فرق نہ پڑا تو پھر ان شاء اللہ دم کے لیے بلا لیا جائے گا۔ حضرت مولانا اسعد صاحب مدنی کل یہاں تشریف لائے تھے ظہر تک قیام رہا نماز کے بعد مختصر بیان بھی ہو گیا اور مجمع میں بڑا اجتماع ہو گیا تھا۔ استفتاء کے متعلق بھی تحریر لے لی ہے۔ کھاریاں تک ہم الوداع کرنے گئے تھے مولانا عبداللطیف صاحب بھی ہمراہ تھے۔ جہلم میں درس خلافت راشدہ کے لیے مولانا محمد نافع صاحب کے دو دن مطلوب ہیں آئندہ پیر اور منگل کو میرا وقت رکھا گیا ہے۔ اس سے پہلے یا بعد میں دو دن مولانا موصوف کے آپ خود وہاں جا کر لے لیں کیونکہ وہ دوسرے دورہ میں بھی اسباق پڑھاتے ہیں خود جانے سے کوئی پروگرام پختہ ہو سکتا ہے اور ۳۱ جولائی ر یکم اگست کے دن بھی نہ ہوں۔ کیونکہ مولانا جہلمی اور میں ان دنوں میں کلور کوٹ جائیں گے اللہ تعالیٰ اہل سنت والجماعت کو کامیابی عطا فرمائیں۔ آمین۔ تعویذات خود کاٹ لیں اور گھر کا کوئی دوسرا آدمی تعویذات پلائے کیونکہ مریض خود نہیں کر سکتا۔

والسلام۔ خادم اہل سنت

مظہر حسین غفرلہ۔ ۱۰ ر شعبان ۱۳۹۸ھ۔ مدنی جامع مسجد چکوال

✧----✧----✧----✧
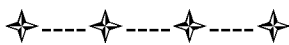
(۱۲۰) خدمت برادرم قاری شیر محمد صاحب سلمہٗ۔

سلام مسنون کتاب طبری مکمل پہنچ گئی ہے جزاکم اللہ تعالیٰ مودودی تصانیف سب مطلوب ہیں جن میں خاص قابل اعتراض عبارتیں ہیں سورۃ یونس کی جلد اگر پرانی مل جائے تو اس کی زیادہ ضرورت ہوگی کیونکہ نئے ایڈیشن میں وہ عبارت حذف کر دی گئی ہے۔ پہلی جلد تو پہلے ایڈیشن کی میرے پاس زائد

ہے۔ دیوبند کے لیے بھیج دی جائے گی۔ باقی جلدیں تفسیر کی اگر ابتدائی ایڈیشن کی مل سکیں تو بہتر ہے ممکن ہے نئے ایڈیشنوں میں ترمیم کردی گئی ہو "مودودی مذہب" یا "علمی محاسبہ"[1] میں انبیائے کرام کے متعلق جو عبارتیں بھی ہیں وہ دیکھ لی جائیں تفہیم کے پرانے ایڈیشن مل جائیں تو بہتر ہے ورنہ نئے ایڈیشنوں میں وہ قابل اعتراض عبارتیں دیکھ لیں۔ اسی طرح خطبات وہ ہوں جن میں وہ عبارت قابل اعتراض موجود ہو خواہ اس میں بھی تاویل کردی گئی ہو۔ واللہ الموفق۔ آپ نے استفتاء کی جو کاپی مجھے دی تھی وہ میں نے مولانا عبداللہ صاحب خطیب اسلام آباد کو بھیج دی ہے وہ عربی استفتاء مرتب کر رہے ہیں کلورکوٹ میں انہوں نے ذکر کیا تھا تو میں نے کہا کہ مرتب شدہ استفتاء اردو بھیج دوں گا تاکہ ان میں سے جوابات آپ منتخب کرسکیں چنانچہ انہوں نے اپنا آدمی بھیج کر استفتاء منگوا لیا تھا آپ مولانا موصوف کی رائے بھی لے لیں ایک کاپی مجھے بھیج دیں خیر المدارس والوں کو لکھیں کہ تفصیلی جواب لکھیں تو مؤثر ہو کیونکہ خیر المدارس بھی مرکزی مدرسہ ہے۔ حکیم منیر اقبال صاحب کا خط مل گیا ہے تعویذات پھر بھیج دوں گا۔

والسلام۔ خادم اہل سنت

مظہر حسین غفرلہ۔ ۱۴؍رمضان المبارک ۱۳۹۸ھ۔ مدنی جامع مسجد چکوال

✧----✧----✧----✧
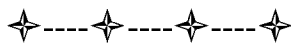
(۱۲۱) برادرم قاری شیر محمد صاحب سلمہٗ۔

السلام علیکم ورحمۃ اللہ طالب خیر بخیر ہے گوجرانوالہ میں آپ کا لفافہ منیر اقبال صاحب نے مجھے دیا تھا جو اس وقت بیگ میں رکھ دیا تھا اس کے بعد مجھے بالکل یاد نہ رہا۔ اب پرسوں پڑھا ہے۔

جھاٹلہ سنی کانفرنس کے متعلق قاری شیر زمان صاحب یہاں آئے تھے انہوں نے مولانا منظور احمد صاحب چنیوٹی اور مولوی محمد وارث (چنیوٹی) کے متعلق کہا تھا کہ وہ مجھے کہتے رہتے ہیں کہ جلسہ میں نہیں بلاتے تو میں نے مولوی وارث کے متعلق تو انکار کر دیا تھا اور چنیوٹی صاحب کے متعلق دبی زبان میں کچھ ہاں کر لی تھی گوجرانوالہ میں حافظ مہر محمد صاحب نے اور مولوی عبدالمالک شاہ صاحب نے مجھے بتایا تھا کہ ان کا مسلک تو اکابر دیوبند کا ہی ہے البتہ پنڈی والوں کے پاس آتے جاتے ہیں لیکن ماسٹر افضل صاحب نے آپ کو جو نام خط میں لکھے ہیں قاری سعید الرحمن (راولپنڈی) اور قاری حبیب الرحمن (وجھ) وغیرہ کے تو ان کا تو یہاں ذکر ہی نہیں ہوا تھا۔ اول الذکر نے کھل کر خمینی کی تعریف کی ہے اور ثانی الذکر نے

[1] قائد اہل سنتؒ کے کتابوں کے دو نام ہیں جن کا تفصیلی تذکرہ اور ایک یادگار قضیّہ کی رُوداد ماقبل کے اوراق میں پیش کردی گئی ہے۔ سلفی

ایک شیعہ لینڈ لارڈ کی حمایت میں دورے کیے تھے۔ ماسٹر صاحب مقصد کونہیں سمجھتے سیاسی ذہن کے تحت اس طرح کی کاروائی کرتے ہیں۔ اگر نام اشتہار میں دیئے ہیں اور اشتہار شائع نہیں ہوا تو تو ان کے نام حذف کردیں اگر اشتہار شائع ہو چکا ہے تو آپ قاری سعید الرحمن کو خط لکھ دیں کہ آپ تشریف نہ لائیں دعوت نامہ غلطی سے دیا گیا ہے یہ سنی کانفرنس ہے جس میں شیعہ عقائد کا ابطال کیا جاتا ہے اور آپ شیعوں کے حامی ہیں (خمینی کا اس میں ذکر ہی نہ کریں) اور وجھ والے کو بھی یہ لکھ دیں کہ آپ نے ایک شیعہ زمیندار کی الیکشن میں حمایت کی تھی اس کے ساتھ دورے کرتے رہے ہیں اس لیے آپ تشریف نہ لائیں۔

خادم اہل سنت۔ مظہر حسین غفرلہ

۱۴ / رجب ۱۴۰۰ھ۔ مدنی جامع مسجد چکوال
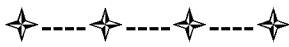
(۱۲۲) بخدمت برادر محترم قاری شیر محمد صاحب سلمہ

① السلام علیکم ورحمۃ اللہ۔ عنایت نامہ ملا طالب خیر بخیر ہے آپ کے چچا حق نواز صاحب نے ہی ڈھوک گوریر (تلہ گنگ) کے جلسہ میں آپ کی اہلیہ کے متعلق بتایا تھا کہ فالج ہو گیا ہے البتہ آپ کے خط سے تسلی ہوئی۔ حق تعالیٰ شفائے کامل عطا فرمائیں۔ آمین۔ چینی کی پلیٹ پر زعفران سے سورۃ فاتحہ۔ آیت الکرسی، سلامٌ قولاً من رّبّ رحیم۔ اور آیاتِ شفاء اور یَاحَیُّ حِیْنَ لَاحَیَّ فِیْ دَیْمُوْمَۃَ مُلْکِہٖ وَبَقَائِہٖ یَاحَیُّ۔ لکھ کر روزانہ صبح وشام یا ایک وقت پلاتے رہیں تو ان شاء اللہ زیادہ فائدہ ہو گیا اور حضرت مولانا محمد ابراہیم صاحب نے تعویزات دیئے ہیں تو اسی پر عمل کریں مولانا موصوف سے میرا سلام مسنون بھی عرض کردیں۔

(۲) ماسٹر محمد افضل صاحب بھی ڈھوک گوریر کے جلسہ پر ہی ملے تھے مدعوین کے اسماء دکھائے تھے اس میں قاری حبیب الرحمن وجھ والے کا نام بھی تھا میں نے کہا کہ وہ تو شیعہ امیدوار کے لیے تقریریں کرتا رہا ہے تو ماسٹر صاحب نے کہا کہ اس کا جواب بھی نہیں آیا اور بھی بعض کے جوابات نہیں آئے۔ بہرحال بندہ جھاٹلہ کانفرنس میں پہلے دن حاضر ہو کر شام کو واپس آجائے گا۔ کیونکہ دوسرے دن جہلم کے سنی درس خلافت راشدہ میں بیان کرنا ہے پہلے یاد نہیں رہا تھا کئی پروگرام جلسوں کے بنا دیئے اور جہلم کے درس کے لیے وقت نہ رہا۔

(۳) مولانا محمد نافع صاحب کے پاس مولانا جہلمی نے مولوی محمد اسماعیل صاحب کو بھیجا تھا مولانا موصوف نے مودودی کے متعلق کچھ نرم بات کی (جس طرح آپ نے بھی بتایا تھا)۔

ہم بڑی مشکل سے سُنی مسلک کی حفاظت کر رہے ہیں اگر اس قسم کی باتیں درس کے طلبہ کو بھی بتائیں تو نقصان ہے دراصل مولوی صاحب موصوف ایک علمی آدمی ہیں نہ تو جماعتی ذہن ہے اور نہ اور کسی ملکی فتنے کا احساس ہے ان میں بھولا پن معلوم ہوتا ہے اس لیے وہ اپنے دائرہ میں کام کرتے رہیں۔ ان کی یہ بات بھی عجیب ہے کہ جہلم میں ذی استعداد طلبہ نہیں۔ پہلے ہمیں ان سے زیادہ حسنِ ظن تھا اور خواہش تھی کہ وہ تحریک خدام سے معاونت زیادہ کریں۔ لیکن ہم تو فتنوں کے بارہ میں سخت پالیسی رکھتے ہیں اور وہ بہت نرم ہیں بہرحال اللہ تعالیٰ اہل السنت والجماعت کو ہر مرحلہ پر کامیابی عطا فرمائیں۔ آمین

(۴) فیض الباری مکمل اور ''حیرت انگیز واقعات'' موصول ہوئیں۔ جزاکم اللہ تعالیٰ۔

(۵) الحمدللہ ڈیرہ اسماعیل خان کا پروگرام بہت کامیاب ہوا ہے دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک کے طلبہ میں بھی خدام کا اثر بڑھ رہا ہے۔ کراچی سے حاجی لال حسین صاحب کا خط آیا ہے کہ اب وہاں اکثر لوگ خدام اہلسنت کی پالیسی کی حمایت کررہے ہیں اور حالات بڑے سازگار ہیں۔ مولانا مفتی محمود صاحب کا بیان فقہ جعفریہ کے خلاف بھی ہماری پالیسی کا مؤید ہے۔ میں عمداً اشتراکات سے احتراز کر رہا ہوں کیونکہ مستقل ذہن نہیں ہوتا اور نسبتاً نقصان ہوتا ہے۔ برادرم حکیم منیر اقبال صاحب کی خدمت میں سلام مسنون، باقی حضرات کو بھی سلام عرض کر دیں نیز ''سُنی تحریک الطلبہ کا موقف'' مکمل کر کے کتابت کے لیے بھیج دیا ہے۔ مفصل بن گیا ہے موقف کی تشریح کی ضرورت ہے دینی مدارس کے طلبہ اور کالجوں کے طلبہ دونوں کے لیے ہے۔ آفتاب ہدایت کا فوٹو اسٹیٹ ایڈیشن جلدی شائع کرنے کی کوشش کریں۔

والسلام
خادم اہلسنت مظہر حسین غفرلہ
مدنی جامع مسجد چکوال
۲۶ ؍رجب ۱۳۹۹ھ

✧----✧----✧----✧
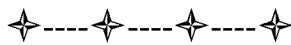
(۱۲۳) برادرم قاری شیر محمد صاحب سلمہ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ۔ عنایت نامہ ملا۔ طالب خیر بخیر ہے۔

ملک فتح مہدی صاحب کو بھیج رہا ہوں یہ بھی آپ کے ساتھ ملتان سُنی کنونشن میں جائیں گے۔ تنظیم اہل سنت والوں نے بغیر مشورہ کے ۴، ۵ ستمبر کو کنونشن رکھ دیا ہے دعوت نامہ اور اشتہار انہوں نے بھیجا ہے اور اشتہار پر ''ملتان چلو ملتان چلو'' کی دعوت بھی ہے لیکن ہمارا موقف یہ ہے کہ شیعہ کنونشن اسلام آباد

کے مقابلہ میں اگر سوادِ اعظم کا کنونشن تنظیم کی مسجد کے دفتر میں ہو اور بجائے اسلام آباد یا راولپنڈی کے ملتان میں ہو تو یہ اُلٹا بے وقاری ہے اور پھر اہل سنت کتنے اکٹھے ہوں گے؟ معلوم ہوا ہے کہ مولانا عبد المجید ندیم صاحب اس کے بعد لاہور میں کنونشن بلا رہے ہیں۔ یہاں ندیم صاحب کا نمائندہ پہلے آیا تھا کہ سُنی کنونشن کے متعلق مشورہ دیں اور اس کی رہنمائی کریں۔ میں نے دوسرے پہلو سمجھاتے ہوئے یہ بھی کہہ دیا تھا کہ ہم خارجیوں کو بھی شامل نہیں کرتے جو دیوبندی سُنی بن کر ایک فتنہ بن رہے ہیں۔

علماء کنونشن سے فروعی اختلاف تو ہے لیکن خلفائے راشدینؓ اور صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی توہین کو قابل تعزیر جرم قرار دینے کے آرڈیننس کا صدر مملکت نے وعدہ کیا ہے اور امید ہے کہ اب آرڈیننس جاری ہوگا تو یہ اہل سنت ایک تاریخی فتح ہوگی۔ اسی طرح مرزائیوں کے خلاف بھی اس نے کہا ہے اس لیے ہم نے جمعہ کی قرارداد میں مجموعی حیثیت سے اس کنونشن کے فیصلوں کی تائید کی ہے توہین صحابہ آرڈیننس کے پیش نظر ہم اگر سارے ملک میں اس کی تائید کرتے تو بجائے علیحدہ عمومی کنونشن کے یہ کام اثر کے لحاظ سے مفید تھا اور بے وقاری بھی نہ ہوتی۔ صدر نے مفتی جعفر کی قیادت کو ضرب پہنچانے کے لیے بارہ رکنی کونسل میں جمیل رضوی کو لیا ہے مفتی جعفر نے ان کے آدمی کو نہیں لیا اور مفتی جعفر اور رضوی کی اس وقت باہمی سخت عداوت ہے۔ اکثریت مفتی جعفر کے ساتھ ہے اور ایرانی حکومت نے بھی پاکستان کے شیعوں کا ان کو نمائندہ اور قائد قرار دیا ہے اس کے توڑ کے لیے صدر نے یہ اقدام کیا ہے یہ مفتی جعفر کے لیے انتہائی پریشانی کا باعث ہے اب اگر وہ ہنگامہ آرائی کرے گا تو حکومت اجازت نہیں دے گی۔

(۲) شیعہ علماء کا اسلام آباد یا شاہی مسجد لاہور میں نماز ادا کرنا، ہم اس کے خلاف ہیں۔ اگر شیعہ کہیں کہ ان کی کسی جامع مسجد میں جمعہ پر سُنی علماء ان کی اقتداء میں نماز پڑھیں تو پھر کیا ہوگا؟ لیکن یہ کام غالباً مولانا عبد القادر آزاد صاحب خطیب شاہی مسجد کا ہے مفتی جعفر کا فتویٰ ہے کہ سُنی کے پیچھے شیعہ کی نماز نہیں ہوتی جمیل رضوی نے اس کے جواز کا بیان دیا ہے اب یہ اس کا توڑ کر رہے ہیں (گویہ غلط ہے)

بہر حال مفتی جعفر کے لیے حکومت نے مشکلات پیدا کر دی ہیں پھر یہ بھی دیکھنا ہے کہ ۱۵ر ستمبر کو صدر مملکت[1] زکوٰۃ کے متعلق شیعوں کے بارے میں کیا بیان دیتے ہیں؟ اگر صدر کی تجویز ناقابل قبول ہوتی تو اس کے بعد سخت احتجاج کیا جاتا اور فی الحال کسی کنونشن کو ہم سامنے نہ لاتے۔ میں بیمار بھی ہوں

---

[1] صدر محمد ضیاالحق

ویسے بھی خود ملتان میں شمولیت کرنے کا ارادہ نہیں تھا لیکن ان کے دعوت نامہ کی وجہ سے آپ کو اپنا جماعتی نمائندہ بنا کر وہاں بھیج رہا ہوں۔ محترم حافظ محمد الیاس صاحب اور حافظ محمد طیب صاحب کو بھی بتا دیں اور کوئی بات کرنی پڑ جائے تو مندرجہ موقف کی روشنی میں کریں۔ تنظیم اہل سنت میں ایک اشکال مولانا ضیاالقاسمی کے جنرل سیکرٹری ہونے پر ہے (گو وہ ان دنوں شاید تبلیغی دورے پر انگلینڈ میں ہیں)۔ بس جزوی طور پر ان کی تائید کر رہے ہیں۔

(۳) اشیاء کا گم ہونا غالباً جنات کی ہی کارروائی ہے آپ ان کے متعلق مولانا محمد ابراہیم صاحب سے پوچھ لیں اور عمل یا تعویذ بھی ان سے ہی کریں۔ کمرے میں سورۃ بقرہ کی روزانہ بلند آواز سے تلاوت بھی ان سے ہی کرائیں۔ کمرہ میں سورۃ بقرہ کی روزانہ بلند آواز سے تلاوت ہو جائے ایک سو ایک مرتبہ سورۃ الناس اوّل و آخر گیارہ گیارہ مرتبہ درود شریف پڑھ کر بالٹی پانی پر دم کر کے دیواروں وغیرہ پر چھڑک دیا کریں۔ اللہ تعالیٰ محفوظ رکھیں گے۔ ان شاء اللہ۔

(۴) آفتاب ہدایت کی کتابت جلدی ہو جانی چاہیے۔ اب تو اسی کتابت پر طباعت کرانی ہوگی۔ معلوم ہوا ہے کہ برخوردار مولانا قاضی محمد ظہور الحسین صاحب سے آپ نے ملاقات میں کہہ دیا ہے۔ اللہ تعالیٰ اہلسنت کو کامیاب فرمائیں۔ آمین۔ والسلام

خادم اہلسنت مظہر حسین غفرلہ
مدنی جامع مسجد چکوال
۲۲ رشوال ۱۴۰۰ھ

✧----✧----✧----✧
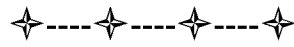
(۱۲۴) برادر محترم قاری شیر محمد صاحب، سلام مسنون

① مسودہ ملا واپس ارسال کر رہا ہوں ص ۴۳ پر کردار یزید کے تحت محمود عباسی کی عبارت باقی رہے اس کے بعد جو میں نے لکھا ہے وہ سب حذف کر کے (تبصرہ) کے تحت یہ عبارت جو میں اب بھیج رہا ہوں کتابت کی یہ صورت کریں کہ ص ۴۳ اور ص ۴۴ دونوں باریک قلم سے لکھوالیں۔ اختصار کے باوجود اتنا ضروری سمجھا ہے۔

② مولوی غلام یحییٰ صاحب نے جو یزید کی طرف سے ھبہ کرنے کا شبہ پیش کیا تھا وہ یہاں نہیں بن سکتا۔ کیونکہ اس نے ھبہ کے بغیر سلامہ کے پاس احوص کو صرف خادم کے ذریعہ اجازت دی ہے اور پھر رات بھر مشاہدہ کرتا رہا کہ اگر ان کا باہمی تعلق بہت زیادہ ہے جس کی وجہ سے سلامہ یزید کی

نہیں بن سکتی تو پھر احوص کے حوالہ کر دے گا۔

③ بعض جگہ کتابت کی اصلاح کر دی ہے مثلاً یزید کی ولی عہدی کے عنوان میں صرف ولی عہد لکھا ہے بجائے ''ولی عہدی'' کے، اور بھی دیکھ لیں کتابت مکمل کرانے کے بعد پھر بھیج دیں تا کہ راولپنڈی سے طبع کرالی جائے۔لیکن سلامہ کا اصل تعلق احوص سے ہو گیا تھا اس لیے عبد الرحمن نے رقیبانہ حسد کی بناء پر یزید کو سلامہ کی خریداری کی ترغیب دی تھی۔

④ احوص کو جب اس بات کا علم ہوا تو اس کو بہت زیادہ غم لاحق ہوا اور وہ از خود یزید کے پاس گیا اس کی مدح سرائی کی تو یزید نے بھی اس کا اکرام کیا۔

⑤ سلامہ نے ایک خادم کو مال دے کر احوص کو اس کے پاس لانے کے لیے بھیجا یزید کو خادم نے اس کی اطلاع کر دی تو یزید نے خادم سے کہا کہ تو احوص کو سلامہ کا پیغام پہنچا دے چنانچہ احوص سلامہ کے بلانے پر بذریعہ خادم اس کے پاس آ گیا۔

⑥ صبح سحری تک سلامہ اور احوص میں عشق بازی کی باتیں ہوتی رہیں اور خلیفہ یزید صاحب ساری رات چھپ کر ان کو دیکھتے رہے۔البدایہ کے الفاظ یہ ہیں۔**وجلس یزید فی مکان یراھما ولایریانہ** (اور یزید ایسی جگہ بیٹھا کہ وہ ان دونوں کو دیکھتا تھا لیکن وہ اس کو نہیں دیکھتے تھے)

⑦ صبح جب احوص سلامہ کے ہاں سے نکلا تو یزید نے اس کو پکڑ لیا اور سلامہ کو بھی بلا لیا۔اور رات کا سارا ماجرا دریافت کیا انہوں نے اپنی قلبی شدید محبت کا اقرار کر لیا پھر اس نے ان کو انعام و اکرام سے رخصت کیا (البدایہ والنہایہ ص ۲۳۵ جلد ۸ طبع بیروت)

اس واقعہ سے حسب ذیل امور ثابت ہوتے ہیں:

① یزید اپنے حرم میں مغنیات (گانے والی عورتیں) رکھتا تھا اور سلامہ گلوکارہ ان سب پر فوقیت لے گئی تھی ② قبل ازیں سلامہ اور احوص کا باہمی معاشقہ قائم تھا ③ خادم کی اطلاع کے باوجود یزید نے بغیر ھبہ کیے احوص کو سلامہ کے پاس پہنچانے کی خادم کو اجازت دے دی۔ ④ خلیفہ یزید ساری رات چھپ کر ان دونوں کی عشق بازی کا مشاہدہ کرتا رہا اور پھر ان دونوں کو انعام و اکرام سے نوازتے ہوئے رخصت کر دیا۔لیکن یزید نے انصاف پسندی کی بناء پر ایسا نہیں کیا بلکہ اپنے ساری رات کے مشاہدے اور ان کے اقرار پر یقین ہو گیا تھا کہ سلامہ اب میری نہیں بن سکتی تو اس نے مجبوراً اس کو احوص کے حوالے کر دیا۔مولوی عظیم الدین صاحب ہی بتائیں کہ جو خلیفہ دو غیر محرم مرد و عورت کو خلوت خانہ میں داخل کرا کے ساری رات ان کی عشق بازی کے مشاہدہ میں گزار دیتا ہے اگر اکابر

اسلام (متاخرین میں سے) حضرت مجدد الف ثانی سے لے کر اکابر دیو بند شیخ الاسلام حضرت مدنی رحمہم اللہ علیہم اجمعین تک یزید کو فاسق قرار دیتے ہیں تو ان کا اس میں کیا قصور ہے؟ کیا خلیفہ راشد کا یہی گھناؤنا اور فاسقانہ کردار ہوا کرتا ہے اور کیا پاکستان میں یہ خارجی اور ناصبی گروہ پاکستان کے سربراہوں سے اپنے خودساختہ خلیفہ راشد یزید کے اسی قسم کے کردار کی پیروی کرانا چاہتا ہے؟

بسوخت عقل ز حیرت کہ ایں چہ بوالعجبی است

''آفتاب ہدایت'' کی تصحیح میں وقت لگے گا غالباً صوبیدار احمد خان صاحب ان دنوں میں لاہور جائیں گے تو ان کے ہاتھ بھیج دوں گا (ان شاء اللہ اللہ تعالیٰ) برادر محترم منیر اقبال صاحب اور احباب کی خدمت میں سلام مسنون۔ اللہ تعالیٰ اہل سنت والجماعت کو کامیابی عطا فرمائیں۔ آمین۔ ایک قرارداد مرتب کر کے شیعہ کنونشن کی ہنگامہ آرائی کے متعلق پنڈی سے چھپوا کر ارسال کر دوں گا تاکہ آئندہ جمعہ پر جو رمضان مبارک کا پہلا جمعہ ہوگا اہل سنت خطباء پاس کرا کے صدر صاحب کو بھیج دیں۔ زیادہ سے زیادہ جمعوں پر منظور کرانے کی کوشش کریں۔ والسلام

خادم اہلسنت مظہر حسین غفرلہ
مدنی جامع مسجد چکوال
۲۷/شعبان ۱۴۰۰ھ یوم جمعہ

---
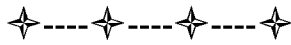
(۱۲۵) برادرم قاری شیر محمد صاحب سلمہ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ۔ طالب خیر بخیر ہے۔ میرے بیٹے قاضی محمد ظہور الحسین سلمہ نے کل آپ کا پیغام بتایا ہے کہ ''مطرقۃ الکرامۃ'' کے میرے مقدمہ کو الگ سے بھی شائع کروایا جائے گا اور یہ کہ اس کا نام کیا رکھا جائے؟ میرا خیال ہے کہ نام اس کا ''دفاع صحابہؓ'' رکھ لیں۔ **جزاکم اللہ تعالیٰ۔** اللہ تعالیٰ اہل السنت والجماعت کو ہر مرحلہ پر کامرانی نصیب فرمائیں۔ آمین **بجاہ سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم۔** حکیم منیر اقبال صاحب و دیگر احباب کی خدمت میں سلام مسنون۔ سُنی کانفرنس بھیں ۲۲، ۲۳ محرم بروز پیر۔ منگل مقرر کی گئی ہے۔ وہاں کے حضرات کو اطلاع دے دیں اشتہار کتابت کے لیے آج راولپنڈی بھیج دیا ہے۔

خادم اہل سنت مظہر حسین غفرلہ
مدنی جامع مسجد چکوال
۱۰/محرم ۱۴۰۱ھ

(۱۲۶) برادرم قاری شیر محمد صاحب سلمہ۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ۔ عنایت نامہ موصول ہوا۔ طالب خیر بخیر ہے۔ برادرم شمشاد حسین شاہ صاحب (ساہیوال) نے بھی یہ حالات لکھے ہیں یزید کے بارے میں حضرت مفتی صاحب[1] کا فتویٰ مایوس کن ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت کو عصر حاضر کے اس خارجی یزیدی فتنے کا کماحقہٗ احساس نہیں ہوا۔ محققین اہل سنت کے نزدیک یزید کا فسق متفق علیہ ہے البتہ اس کی تکفیر و لعن میں اختلاف ہے اور ہمارے اکابر اس میں توقف کو اولیٰ سمجھتے ہیں کتبِ کلامیہ میں فسقِ یزید کا مسئلہ تو اعتقادیات کے تحت مذکور ہے۔ اور محدث ابن جوزی رحمہ اللہ، امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ، حضرت قاضی ثناء اللہ پانی پتی رحمہ اللہ اور علامہ آلوسی صاحبِ روح المعانی کا میلان تکفیر کی طرف ہے فتاویٰ رشیدیہ میں فقیہ العصر حضرت گنگوہی قدس سرہٗ نے ایک استفتاء کے جواب میں تحریر فرمایا ہے کہ یزید کے افعال ناشائستہ ہر چند موجب لعن کے ہیں مگر جس کو محقق اخبار سے اور قرائن سے معلوم ہو گیا کہ وہ ان مفاسد سے راضی اور خوش تھا اور ان کو مستحسن اور جائز جانتا تھا اور بدوں توبہ کے مر گیا تو وہ لعن کے جواز کے قائل ہیں اور مسئلہ یونہی ہے۔ اور جو علماء اس میں تردد رکھتے ہیں کہ اول وہ مؤمن تھا اس کے بعد ان افعال کا وہ متحمل تھا یا نہ تھا اور ثابت ہونا یا نہ ہونا متحقق نہیں ہوا۔ پس بدون تحقیق اس امر کے لعن جائز نہیں ہے لہٰذا وہ فریق علماء کا بوجہ حدیث منع لعن مسلم کے لعن سے منع کرتے ہیں اور یہ مسئلہ بھی حق ہے پس جواز لعن و عدم جواز کا مدار تاریخ پر ہے اور ہم مقلدین کو احتیاط سکوت میں ہے۔ (فتاویٰ رشیدیہ کامل مبوب، ص ۳۹)

☆ ایک اور استفسار کے جواب میں فرماتے ہیں:

بعض ائمہ نے جو یزید کی نسبت کفر سے کف لسان کیا ہے وہ احتیاط ہے کیونکہ قتلِ حسین رضی اللہ عنہ کو حلال جاننا کفر ہے مگر یہ امر کہ یزید قتل کو حلال جانتا تھا متحقق نہیں لہٰذا کافر کہنے سے احتیاط رکھے مگر فاسق بیشک تھا۔ الخ (ص ۴۹) اور ہدایۃ الشیعہ میں حضرت گنگوہی رحمہ اللہ نے یزید کو پلید لکھا ہے۔ بہر حال آپ نے اچھا کیا ہے کہ حضرت مفتی صاحب کے فتویٰ پر دستخط مزید نہیں کرائے کیونکہ اس سے یزیدی گروہ فائدہ اٹھا سکتا ہے۔ مولانا صاحب نے جو باتیں نقل کی ہیں اس سے کچھ اطمینان ہوتا ہے لیکن حضرت مفتی صاحب زید فیضہم کے فتویٰ پر جو انہوں نے نوٹ لکھا ہے کہ: احقر کا نقطہ نظر اس مسئلے میں توقف ہے'' اس سے پھر ان کی پوزیشن مشکوک ہو جاتی ہے کیونکہ اس سے تو ثابت ہوتا ہے کہ وہ یزید کو فاسق کہنے میں بھی توقف کرتے ہیں۔ حالانکہ استفتاء میں یزید کے فاسق یا فاجر یا صالح ہونے کا سوال تھا نہ کہ یزید کو کافر

---

[1] حضرت مولانا مفتی جمیل احمد تھانوی رحمہ اللہ

اور ملعون قرار دینے کا۔ جب وہ کہتے ہیں کہ میں اکابر کے مسلک پر ہوں تو اکابر نے تو صراحتاً یزید کو فاسق لکھا ہے پھر وہ کیوں یہ تحریر نہیں دے سکتے جبکہ یہ مسئلہ سارے پاکستان میں زیرِ نزاع بن چکا ہے؟

دوسرے استفتاء کے جواب میں حضرت مفتی صاحب نے ٹھیک لکھا ہے کہ:

مجھے ایسا بے غیرت آپ نے کیوں سمجھ لیا ہے کہ میں اس فرقہ کے دوش بدوش چلوں۔ رجم کے بارے میں جواب ٹھیک ہے رجم کی سزا کو حد قرار دینے میں امت کا اجماع ہے لیکن فتویٰ کے یہ الفاظ کہ:

''بعد ثبوت شرعی رجم کرنا قرآنِ مجید احادیث متواترہ۔ اجماع صحابہ رضی اللہ عنہم بلکہ اجماع امت اور قیاس شرعی سے ثابت ہے''۔

اس میں قرآنِ مجید سے ثابت کرنے میں اعتراض لاحق ہوسکتا ہے کیونکہ موجودہ قرآن میں تو کوئی ایسا حکم باقی نہیں رہا یہ کہ الشیخ والشیخۃ اذا زنیا فارجموھما نکالا من اللہ تو اس میں وہ قطعیت نہیں اور بندہ کو پہلے بھی اس میں اشتباہ رہا ہے کہ یہ الفاظ قرآنی وحی کے ہیں؟ ان میں وہ شان نہیں جو قرآن موجود کی آیات میں ہے ممکن ہے اس کا حکم تو باقی ہو لیکن الفاظِ قرآنی محفوظ نہ رہے ہوں واللہ اعلم بہر حال رجم یقیناً شرعی حد ہے جس سے اختلاف کی گنجائش نہیں ہوسکتی آپ کی درخواست حج کا نتیجہ معلوم نہیں ہوسکا۔ واللہ الموفق

جناب حکیم شاہین صاحب محترم حافظ محمد طیب صاحب حکیم منیر اقبال صاحب اور دیگر احباب کی خدمت میں سلام مسنون عرض ہے دوسرا رقعہ حکیم صاحب کو دیدیں۔ اللہ تعالیٰ اہل سنت والجماعت کو ہر مرحلہ پر کامیابی عطا فرمائیں۔ آمین بجاہ سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم۔ گھر میں سلام۔ بچوں کو پیار و سلام۔

والسلام

خادم اہل سنت مظہر حسین غفرلہ

مدنی جامع مسجد چکوال۔ ۱۹ر جمادی الثانیہ ۱۴۰۱ھ

✧----✧----✧----✧
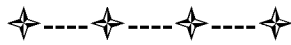
(۱۲۷) برادر محترم قاری شیر محمد صاحب سلمہ۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ۔ عنایت نامہ ملا طالب خیر بخیر ہے حاجی اشفاق الدین صاحب سے سلام عرض کر دیں حافظ عبد الوحید صاحب کی طرف سے ان کو اطلاع خط کے ذریعہ پہنچ جائے گی۔ کراچی سے فلائٹ نمبر ۹۱۹، ہے ۹ ستمبر کو۔ معلم یوسف سیف الدین صاحب ہیں آپ نے حاجی صاحب موصوف کا نمبر ۹۴۹ لکھا ہے اس طرح تو جہازوں میں اختلاف ہے۔ واللہ اعلم

۴ر ستمبر کو جمعہ ہے جو یہاں پڑھاؤں گا اس کے بعد ۶ر ستمبر تک کراچی پہنچنے میں گاڑی کا تو اشکال

ہے ارادہ ہے کہ راولپنڈی سے ۵ رکی صبح کو بذریعہ ہوائی جہاز کراچی پہنچوں پھر وہاں حاجی صاحب سے ملاقات ہو جائے گی۔ ان شاء اللہ تعالیٰ۔ جھاٹلہ سنی کانفرنس کی تاریخوں میں تبدیلی کردی ہے آج بھی ماسٹر افضل صاحب کا خط ملا ہے آپ کو بھی غالباً انہوں نے لکھ دیا ہوگا علماء کے جو نام اب لکھے ہیں بعض سے میری واقفیت نہیں آپ خود ہی تحقیق کر لیں مدعوین زیادہ ہیں پھر جگہ چھوٹی ہے لیکن ان کا تقاضہ ہے۔

عبدالکریم مشتاق کے جواب میں آپ نے جو مسودہ دیا تھا اس پر نظرِ ثانی تو کر لی تھی لیکن بھیجنا یاد نہیں رہا لاہور سے ملک فتح محمد صاحب وغیرہ احباب جمعرات شام کو آ گئے تھے جمعہ کے بعد رات کو واپس گئے ہیں لیکن ان کو دینا بھی یاد نہیں رہا اس پر میں نے تقریظ وغیرہ میں خود کچھ نہیں لکھا۔ حضرت مفتی صاحب کچھ لکھ دیں تو مفید رہے گا ان شاء اللہ تعالیٰ۔ چترال کا پروگرام ہے وہاں کے مولوی صاحب وقت لے گئے تھے آج وہ لینے کے لیے آ گئے ہیں ہم نے سمجھا کہ جلسہ ملتوی ہو گیا ہے کیونکہ ان کا دوبارہ خط نہیں آیا تھا انہوں نے بتایا کہ خط لکھا ہے لیکن وہ خط آج کی ڈاک میں ہی ان کے آنے کے بعد ملا ہے اب صبح چک لالہ سے بذریعہ ہوائی جہاز ان کے ساتھ جانا ہے اور دو روزہ جلسہ پیر، منگل کو ہے بدھ کو ان شاء اللہ تعالیٰ واپسی ہوگی اللہ تعالیٰ کامیابی عطا فرمائیں انہوں نے اشتہار بھی چھپوائے ہیں اللہ تعالیٰ اہل سنت والجماعت کو ہر مرحلہ پر کامیابی عطا فرمائیں آمین بجاہ خاتم النبیین ﷺ جناب حکیم شاہین صاحب کے نام رقعہ علیحدہ ارسال ہے محترم حکیم منیر اقبال صاحب اور دیگر تمام احباب کی خدمت میں سلام مسنون عرض کر دیں۔ ندیم کی طرف سے جواب ''ضروری وضاحت'' کے نام سے شائع ہوا ہے جس کا جواب رمضان مبارک سے پہلے مولانا غلام یحییٰ صاحب لکھ کر دے گئے تھے جس کا نام ''بے معنیٰ وضاحت'' رکھا گیا ہے اس کی کتابت وطباعت میں تاخیر ہو گئی ہے غالباً آج چھپ جائے گا روئیداد بھی چھپ رہی ہے اور عید کی قراردادیں بھی چھپ چکی ہیں جس کا نمونہ ارسال ہے بعد میں بھیج دی جائے گی۔

والسلام

خادم اہل سنت مظہر حسین غفرلہ

مدنی جامع مسجد چکوال ضلع جہلم۔ ۷ رشوال ۱۴۰۱ھ

✧----✧----✧----✧
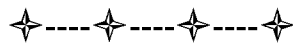
(۱۲۸) برادرم قاری شیر محمد صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ۔ کتابیں وصول ہوئیں اور لفافہ بھی، جزاکم اللہ تعالیٰ۔ کپڑا ارسال ہے جس میں کتابیں باندھی ہوئی تھیں علامہ ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ کا رسالہ ابھی پڑھ نہیں سکا۔ یزید کے متعلق عبارت کارآمد ہے فتاویٰ ابن تیمیہ کا حوالہ بھی پہلے موجود ہے۔

''جواب شافی'' کا جواب لکھ رہا ہوں جواب میں تفصیل کرنی پڑتی ہے ان شاء اللہ تعالیٰ اچھا ابطال ہو جائے گا۔ باذن اللہ تعالیٰ جناب حکیم صاحب کے نام بھی رقعہ لکھ دیا ہے اگر دوائیں تجویز کریں تو حافظ عبدالوحید صاحب کے ہاتھ ہی روانہ کر دیں احباب کی خدمت میں سلام مسنون۔ اللہ تعالیٰ خدام کی حفاظت فرمائیں اور ہر جگہ دشمن ذلیل ہو۔ آمین

والسلام

خادم اہل سنت مظہر حسین غفرلہ

مدنی جامع مسجد چکوال۔ ۱۸ر ربیع الثانی ۱۴۰۲ھ

✧---✧---✧---✧
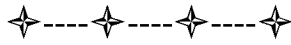
(۱۲۹) محترم قاری شیر محمد صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ۔ طالب خیر بخیر ہے۔

حضرت مولانا حامد میاں صاحب زید مجدہم کا گرامی نامہ آیا ہے جس میں یہ فرمایا ہے کہ ابھی ابھی مولوی شیر محمد صاحب مضمون لے گئے ہیں۔ اس میں صفحہ ۳ سطر نمبر ۲ کے آخر میں یہ عبارت کر دی جائے۔ امام غزالی۔ ابن عربی اور ملا علی قاری رحمہ اللہ جنہوں نے اس کی الخ۔ یہ عریضۂ صرف اسی لیے ارسال کر رہا ہوں۔ آپ بھی حضرت مولانا موصوف کے اصل مضمون میں اس کا اضافہ کر دیں۔

محترم جناب حکیم شاہین صاحب کی خدمت میں عرض کر دیں کہ پُڑیاں استعمال کر رہا ہوں۔ پہلے میں نے انڈے چھوڑے ہوئے تھے۔ اب گھی ڈال کر کھانے کی اجازت دی (نیم فرائی) تو کبھی کبھی استعمال کیا ہے نیز گاجر کے حلوے میں بادام بھی استعمال کیے ہیں۔ ایسا محسوس ہوتا ہے کہ ان دونوں چیزوں سے خارش بڑھی ہے۔ اس لیے اب چھوڑ دیئے ہیں تو کمی محسوس ہوتی ہے انگلیوں کے درد میں کافی افاقہ ہے۔ مزید دوا ارسال فرما کر ممنون فرمائیں۔ محترم حکیم منیر اقبال صاحب سلمہ اور دیگر حضرات و احباب کی خدمت میں سلام مسنون۔ محترم حافظ شاہ محمد صاحب بھی کل دھولر سے واپسی پر تشریف لائے تھے۔ اللہ تعالیٰ اہل سنت والجماعت کو کامیابی عطا فرمائیں۔ آمین بجاہ سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم۔

والسلام

خادم اہل سنت مظہر حسین غفرلہ

مدنی جامع مسجد چکوال۔ ۱۱ر جمادی الاولیٰ ۱۴۰۱ھ

✧---✧---✧---✧
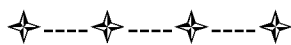
(۱۳۰) محترم قاری شیر محمد صاحب سلمہ۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ۔ عنایت نامہ ملا۔ طالب خیر بخیر

ہے۔ کتاب میں مصروف رہا درمیان میں جلسے بھی آتے رہے لہٰذا تکمیل نہ کرسکا اب ان شاء اللہ تعالیٰ جامعہ حنفیہ جہلم کے جلسہ کے بعد تکمیل ہوگی۔ حجۃ الاسلام حضرت نانوتوی قدس سرہ کے مکتوب گرامی پر کچھ لکھنے کی کوشش کرونگا۔ ان شاء اللہ تعالیٰ

آپ کا مرسلہ مطبوعہ خطاب صدر مملکت جنرل محمد ضیاء الحق صاحب اور اے۔ کے بروہی صاحب موصول ہوئے یہاں بھی پہلے پہنچ چکے ہیں۔ صدر صاحب کی تقریر (۱۲/ربیع الاول) کی طباعت کے لیے دے دی ہے پیش لفظ بھی کچھ لکھ دیا ہے۔ اخبار کے جس بیان کا آپ نے حوالہ دیا ہے وہ یہاں کسی اخبار میں نہیں پڑھا۔ اخبار میں خبریں صحافی عموماً اپنے ذہن کے مطابق دیتے ہیں مفہوم ادا کرنے میں بھی غلطی ہوجاتی ہے۔ پھر بعض دفعہ جذبات میں آکر آدمی ایسی بات کردیتا ہے یہ بشری تقاضے ہوتے ہیں۔ جائز ناجائز جو مخالفت ہو رہی ہے اس کے تحت تو وہ حوصلہ مندی سے چل رہا ہے۔ مخالفین ہر پہلو سے تخریب کاری کر رہے ہیں۔ ہم نے مجموعی حیثیت سے سمجھنا ہے کہ ایک سربراہ صوم وصلوٰۃ کا پابند ہے حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کے سلسلہ کے بزرگوں کی خدمت میں عقیدتاً حاضر ہوتا ہے پھر حضرات صحابہ کرامؓ کی عظمت اس کے دل میں اتنی ہے کہ صحابہ آرڈیننس نافذ کردیا (عمل کرانا تو سول حکام کا کام ہے) جنرل اسمبلی میں تمام اہل اسلام کی نمائندگی کرتے ہوئے خلیفہ دوم حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو خراجِ عقیدت پیش کردیا پھر یہی ۱۲/ربیع الاول کی تقریر عظمت صحابہ رضی اللہ عنہم کے بیان میں ایسی ہے کہ اس کے بعد اس سے بدظنی کی کوئی گنجائش ہی نہیں رہتی۔ اس کرسی پر تو غالباً پاکستان کا کوئی عالم بیٹھ کر اتنی جرأت نہیں کرسکتا۔ الا ماشاء اللہ۔ شاہ خالد مرکز میں ہے لیکن صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے متعلق کوئی ایسا بیان اب تک معلوم نہیں ہوا۔ اے۔ کے بروہی صاحب کی تقریر جو انہوں نے ججوں اور وکیلوں کے سامنے کی ہے حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کو حکیم الامت وغیرہ کہا گیا ہے۔ موجودہ بگڑے ہوئے حالات میں یہ معمولی بات نہیں ہے ہم نے صدر کو خلیفہ راشد کے معیار پر نہیں تولنا بلکہ موجودہ دور اور پاکستان کی ماضی کے مقابلہ میں دیکھنا ہے کہ کیسا ہے اور کیا چاہتا ہے؟ اس طرح کی معمولی بات تو بڑے بڑے بزرگوں سے بھی ہو جاتی ہے دیکھئے: ڈاکٹر عبدالحئ عارفی صاحب، حضرت تھانوی رحمہ اللہ کے اجل خلیفہ مانے جاتے ہیں لیکن انہوں نے جو فرمایا: کہ مجھے اس سے (یعنی عظمتِ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے نام سے) دلچسپی نہیں ہے تو اگر تنقید کی جائے تو معمولی بات تو نہیں ہے اگر آپ یہ لکھتے کہ حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کے خلاف اس طرح کا کوئی مضمون شائع ہوا ہے تو موصوف یہ جواب نہ دیتے بلکہ آپ کی پوری رہنمائی کرتے میں تو جہاں تک سمجھتا ہوں کہ عموماً دورِ حاضر میں بزرگوں کی زندگی کا مقصد خلفائے راشدین اور حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے مقام کا تحفظ نہیں ہے گویا کہ ارشادِ رسالت ما انا علیہ واصحابی کی دوسری جزء کی اہمیت نہیں ہے۔

مجھے جنرل ضیاء الحق کی اسی لیے قدر ہے کہ وہ شیعوں کی تنظیمی طاقت سمجھنے کے باوجود یہ جرأت کر رہا ہے لیکن علماء ہی اس کی تائید نہ کریں تو کیا بنے گا؟ میرا تو یہ اندازہ ہے کہ علماء کا یہی حال رہا تو وہ عمومی طور پر علماء سے بالکل بیزار ہی نہ ہو جائے۔ [1]

اللہ تعالیٰ ہم سب کو اتباع سنت اور استقامت نصیب فرمائیں۔ آمین بجاہ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔
دوسرا رقعہ جناب حکیم صاحب کو دے دیں برادرم منیر اقبال صاحب کو بھی خط لکھ دیا ہے۔

نوٹ: نام میں اگر بجائے تردید خلافت یزید کے ''کردار یزید'' آجائے تو بہتر ہوگا۔ کیونکہ خلافت یزید کو من وجہ تو حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے قبول کر لیا تھا خلافت کی تو کئی قسمیں ہیں حضرت مفتی صاحب کو بھی بتا دیں کیونکہ خلافت یزید کی تردید کے عنوان پر مخالفین کو موقعہ مل جائے گا۔

والسلام

خادم اہل سنت مظہر حسین غفرلہ

مدنی جامع مسجد چکوال ضلع جہلم۔ ۷ رجمادی الثانیہ ۱۴۰۲ھ

✧----✧----✧----✧

(۱۳۱) برادرم محترم قاری شیر محمد صاحب۔ سلمہ السلام علیکم ورحمۃ اللہ۔ طالب خیر بخیر ہے۔

۱۵ صفحات کا مسودہ ارسال ہے یہ بطور مقدمہ کتاب میں درج کرالیں۔ جامعہ حنفیہ جہلم کے جلسہ کے بعد متصلاً چھ روزہ تبلیغی دورہ رہا۔ اس لیے مضمون کی تکمیل میں تاخیر ہوگئی ادھر خارجی فتنہ کے مسودہ کی نظر ثانی بھی کرنی تھی اب اس کی تکمیل کی کوشش کروں گا۔ ان شاء اللہ تعالیٰ۔ اللہ تعالیٰ اپنی مرضیات کے مطابق ہم سب کو اتباع و استقامت عطا فرمائیں آمین بجاہ سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم مکرم جناب حکیم شاہین صاحب برادرم حکیم منیر اقبال صاحب اور دوسرے حضرات و احباب کی خدمت میں سلام مسنون۔ حضرت مولانا مفتی جمیل احمد صاحب تھانوی زید فیضہم کی خدمت میں بھی سلام مسنون۔ بچوں کو پیار و سلام، خادم اہل سنت مظہر حسین غفرلہ، چکوال، ۲۴ رجمادی الثانیہ ۱۴۰۲ھ

✧----✧----✧----✧

---

[1] اس بات کی تفصیل یہ ہے کہ قائد اہل سنت رحمہ اللہ کا ایک کتابچہ ''صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور پاکستان'' حضرت مولانا ڈاکٹر عبدالحیٔ صاحب عارفی رحمہ اللہ کی خدمت میں اُن کی رائے لینے کی غرض سے پیش کیا گیا تھا تو انہوں نے یہ فرما کر واپس کر دیا تھا کہ ''مجھے اس موضوع سے دلچسپی نہیں ہے۔'' اگرچہ سائل نے اپنے طور پر اُن سے استفسار کیا تھا مگر جب یہ واقعہ قائد اہل سنت رحمہ اللہ کے علم میں لایا گیا تو آپ بہت مغموم ہوئے۔ کیونکہ آپ رحمہ اللہ کے قلب و اعصاب پر محبت صحابہ و اہل بیت رضی اللہ عنہم کا شدید غلبہ تھا، مکتوب ہذا میں اس واقعہ کی طرف اشارہ کیا گیا ہے۔ سلفی

(۱۳۲) محترم قاری شیر محمد صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ۔ طالب خیر بخیر ہے۔
مسودہ پہنچ گیا ہوگا ہمارا بھیں سکول ہائی ہوگیا ہے اسی سال افتتاح ہونا ہے معلوم ہوا ہے کہ ڈھوڈیال کا شیعہ ہیڈ ماسٹر لال خان بھیں کے لیے تجویز ہے۔ ڈھوڈیال کے شیعہ آپ کو معلوم ہے کہ بہت متشدد ہیں۔ اس کی وجہ سے بھیں کے حالات خراب ہونگے۔ ڈی پی آئی لاہور کے پاس اس کی سفارش بھیجی گئی ہے۔ آپ بذریعہ ہوم سیکرٹری (جن کا آپ نے ذکر کیا تھا) سے مل کر ڈی پی آئی کو کہلوائیں کہ اس کو بھیں نہ بھیجا جائے۔ ملہوالی ضلع اٹک کے ہیڈ ماسٹر محمد بشیر صاحب تھوہا بہادر کے رہنے والے ہیں ان کو وہاں (بھیں) لگا دیا جائے۔ اللہ تعالیٰ کامیابی عطا فرمائیں آمین۔ آئندہ جمعہ دارالعلوم امینیہ راولپنڈی میں پروگرام ہے۔ اللہ تعالیٰ اہل سنت والجماعت کو کامیابی عطا فرمائیں۔ آمین بجاہ سید المرسلین ﷺ مکرم جناب حکیم صاحب اور دیگر احباب حضرات کی خدمت میں سلام مسنون۔ دوا استعمال کر رہا ہوں۔ واللہ الشافی۔

خادم اہل سنت مظہر حسین غفرلہٗ، چکوال
یکم رجب ۱۴۰۲ھ

✧----✧----✧----✧
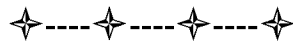
(۱۳۳) برادر محترم قاری شیر محمد صاحب سلمہ۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ۔ طالب خیر بخیر ہے۔ میں نے قضیہ سکول بھیں کے متعلق کونسلروں کو اطلاع دی تھی لیکن وہ ہیڈ ماسٹر تو سکول میں آچکا ہے۔ جن کو آپ ملے ہیں انہوں نے غالباً ٹال مٹول کی ہے اس کے متعلق بہرحال مزید کوشش کی جائے اللہ تعالیٰ نصرت فرمائیں۔ آمین۔ آج دس خدام کا گروپ صبح شیخوپورہ چلا گیا ہے۔ پہلے واپس آجائیں گے۔ تاحال یہی اطلاع ہے کہ حق چار یار کیمپ کا اچھا اثر پڑ رہا ہے مخالفین بھی آتے ہیں۔ لاہور میں خدام گروپ بھی تیار رکھیں جماعتی نقل وحرکت کی ضرورت زیادہ ہے۔ جناب حکیم شاہین صاحب کی خدمت میں سلام مسنون عرض کردیں۔ مزید دوائی ارسال کردیں فائدہ تو ہو رہا ہے لیکن معمولی معمولی۔ اللہ تعالیٰ شفائے کامل عطا فرمائیں۔ آمین۔ برادرم حکیم منیر اقبال صاحب و دیگر حضرات واحباب کی خدمت میں سلام مسنون بچوں کو پیار۔ اہل خانہ کو سلام۔ حق تعالیٰ اہل سنت والجماعت کو کامیابی عطا فرمائیں۔ آمین۔ ۲۸ مئی بروز جمعہ بندہ کا پروگرام ربوہ کا ہے۔ مولانا اللہ وسایا صاحب نے فیصل آباد میں وقت لے لیا تھا۔ اللہ تعالیٰ کذاب ودجال قادیانی کی دونوں پارٹیوں کو مغلوب ومقہور فرمائیں۔ آمین بجاہ خاتم النبیین ﷺ۔

حضرت مفتی صاحب کی خدمت میں سلام مسنون۔

خادم اہل سنت مظہر حسین غفرلہٗ چکوال
۱۸/رجب المرجب ۱۴۰۲ھ

✧----✧----✧----✧
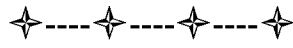
(۱۳۴) برادر محترم قاری شیر محمد صاحب سلمہ۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ۔ عنایت نامہ موصول ہوا تھا۔ طالب خیر بخیر ہے۔ جس عزیز (یعنی نوید صالح صدیق) کے متعلق آپ نے بیعت کے لیے لکھا تھا۔ ان کو متوکلاً علی اللہ مدنی سلسلہ میں بیعت کر لیتا ہوں ان سے سلام کہہ دیں۔ ہر نماز کے بعد تسبیح فاطمی پڑھ لیا کریں۔ یعنی سبحان اللہ۔ الحمد للہ۔ ۳۳ بار اور اللہ اکبر ۳۴ بار۔ نیز ہر نماز کے بعد ایک بار آیت الکرسی پڑھ کر سینہ پر پھونک لیا کریں۔ کم از کم ایک تسبیح درود شریف کی روزانہ صبح یا شام پڑھ لیا کریں۔
اللھم صَلِّ وَسَلِّمْ وَبَارِکْ عَلٰی سَیِّدِنَا وَمَوْلَانَا محمدٍ وَّعلٰی اٰلِہٖ وَصَحْبِہٖ کَمَا تُحِبُّ وَتَرْضٰی عَدَدَ مَا تُحِبُّ وَتَرْضٰی۔ حسب حال درود شریف زیادہ پڑھ سکتے ہیں روزانہ قرآنِ مجید کی تلاوت بھی کرتے رہیں۔ سنی مذہب کی اتباع اور نصرت میں بھی لگے رہیں۔ یہی اصل مقصدِ حیات ہے اللہ تعالیٰ توفیق دیں آمین بجاہ النبی الکریم ﷺ۔ حاجی بشیر احمد صاحب اور اہل خانہ سے لاہور کے حالات معلوم ہو گئے تھے آپ کے اور دیگر احباب کے ایثار کا شکریہ۔ جزاکم اللہ تعالیٰ۔ اس دن آپ کے فون کے بعد گوجرانوالہ سے حاجی صاحب کے بچوں کی طرف سے تار ملا کہ جلدی پہنچو۔ اس دن حاجی صاحب ابھی لاہور میں ہی تھے۔ کار خراب ہو گئی تھی۔ بندہ سوزوکی کے ذریعہ گوجرانوالہ رات کو پہنچا اور صبح بچوں کو واپس لے آیا تھا۔ حکیم منیر اقبال صاحب گزشتہ جمعہ پر آئے تھے تو ملاقات ہو گئی تھی۔ سنی کیلنڈروں کا کہہ دیا ہے جناب حکیم شاہین صاحب اور دیگر احباب کی خدمت میں سلام مسنون۔ خارجی فتنہ کی ضخامت بڑھ جانے کی وجہ سے اس کو دو جلدوں میں تقسیم کر دیا ہے پہلی جلد مکمل ہو چکی ہے۔ ان شاء اللہ عید کے بعد جلدی چھپ جائے گی۔ فسق یزید کی بحث دوسری جلد میں آئے گی۔ وہ بھی ان شاء اللہ تعالیٰ محرم سے پہلے چھپ جائے گی۔ واللہ التوفیق۔ اللہ تعالیٰ فتنوں سے محفوظ رکھیں اور اہل سنت والجماعت کو ہر مقام پر کامیابی نصیب فرمائیں۔ آمین۔ ماسٹر محمد افضل صاحب نے خط کے ذریعہ سنی کانفرنس جہاٹلہ کی تاریخوں کی اطلاع دی ہے۔ حضرت مفتی صاحب کی خدمت میں سلام عرض کر دیں۔

خادم اہل سنت مظہر حسین غفرلہ، چکوال
یکم ذی الحجۃ ۱۴۰۲ھ

(۱۳۵) برادرِ محترم قاری شیر محمد صاحب سلمہ۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ۔ طالب خیر بخیر ہے۔ عنایت نامہ اور ''رسالہ دفاعِ صحابہ رضی اللہ عنہم'' موصول ہوا جزاکم اللہ تعالیٰ۔ ماشاء اللہ ٹائٹل عمدہ ہے۔ قیمت کا اندراج رہ گیا ہے۔ مہر لگا دیں۔ نیز اندر کے ٹائٹل پر طبع سوم وغیرہ بھی لکھنا چاہیے۔

خارجی فتنہ کو دو حصوں میں کر دیا ہے حصہ اول کی کتابت بھی ہو چکی ہے۔ کاتب صاحب یہاں ہی آکر کاپیاں وغیرہ جوڑ رہے ہیں ان شاء اللہ محرم سے پہلے چھپنے کی امید ہے۔ حصہ دوم بھی تھوڑا سا رہ گیا ہے اس کی کتابت ابھی زیادہ تر باقی ہے۔ اللہ تعالیٰ فتنوں سے بچائیں اور اہل سنت والجماعت کو غلبہ دیں آمین بجاہ سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم۔ حضرت مفتی صاحب کی خدمت میں سلام مسنون اور جناب حکیم شاہین صاحب وغیرہ حضرات کی خدمت میں بھی سلام عرض کر دیں۔

خادم اہل سنت مظہر حسین غفرلہ، چکوال

۱۸ رذی الحجۃ ۱۴۰۲ھ

✧----✧----✧----✧
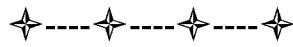
(۱۳۶) برادرِ محترم قاری شیر محمد صاحب سلمہ۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ۔ عنایت نامہ ملا۔ طالب خیر بخیر ہے۔ فون کے ذریعہ بھی کتاب کی جلد بندی کے سلسلہ میں آپ کا پیغام ملا تھا اس کے بعد میں نے حافظ عبد الوحید صاحب کو راولپنڈی بھیج دیا تھا۔ پریس والوں نے کتابیں جلد ساز کو بھیج دی تھیں۔ وہ تھوڑی کتابوں کی جلد بندی پر راضی نہ تھے جو ہمیں مطلوب تھیں۔ آخر انہوں نے رعایت کر دی کہ وہ فی کتاب (ساڑھے پانچ روپے) لیں گے اس میں بائنڈنگ وغیرہ سب کام ہوگا۔ اس میں بہ نسبت لاہور معمولی فرق ہوگا۔ لہٰذا راولپنڈی سے ہی تیار کرانے کے لیے آج حافظ عبد الوحید صاحب کو راولپنڈی بھیج دیا ہے وہ کچھ کتابیں جلد کرا کے آج لے آئیں گے۔ کیونکہ کل فیصل آباد میں سنی تحریک الطلبہ کے جلسہ میں جانا ہے وہاں کتابیں کچھ لے جائیں گے۔ سنی کانفرنس بھیں کے اشتہارات بھی چھپ گئے ہیں آج ہی مولوی نور حسین صاحب عارف (گوجرانوالہ) چھپوا کر لائے ہیں۔ لاہور کے احباب کو بذریعہ ڈاک آج دفتر سے ارسال کر رہے ہیں۔ محرم کی وجہ سے تاخیر زیادہ ہوگئی ہے۔ تمام احباب ۲۱ محرم رات کو یا ۲۲ محرم صبح کو پہنچ جائیں۔ قصبہ بھون کا حال شاید آپ کو معلوم ہو گیا ہوگا۔ ۹ محرم کو وہاں ایک مسجد میں شیعہ جلوس کے وقت نماز باجماعت پڑھنا چاہتے تھے اہل سنت نے اجازت نہ دی۔ شیعوں نے مکانوں سے مسجد میں پتھراؤ کیا اور العیاذ باللہ عقب سے سیڑھی لگا کر مسجد کے چھت پر چڑھ گئے چھت کو اکھاڑا۔ پھر اہل سنت نے اس کے ردِعمل میں بڑی

ہمت سے کام لیا۔ دو دن وہاں فریقین کا اجتماع رہا۔ ماتمی سب اپنے امام باڑہ میں جمع ہو گئے۔ یہ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی کرامت تھی کہ اہل سنت سے وہ مغلوب ہو گئے۔ **ان تنصروا اللہ ینصرکم** کا وعدۂ خداوندی پورا ہوا۔ آپ کا خواب جماعتی اعتبار سے امید افزا ہے۔ مولوی محمد فیروز خان صاحب نے اپنا خواب لکھا تھا وہ بھی مبارک ہے۔ کتاب کی مشغولیت کی وجہ سے آج کل کرتے ان کا تا حال جواب نہیں دے سکا۔ قطب زمان حضرت لاہوری قدس سرہٗ کی زیارت بھی مبارک ہے اور پھر ان کی خصوصی توجہ باعث برکات ہے۔ بندہ کو تعبیر خواب سے مناسبت نہیں ہے۔ حضرت مفتی جمیل احمد صاحب تھانوی زید فیضہم سے اس اپنے خواب کی تعبیر دریافت کر لیں۔ سنی کیلنڈرز اور سنی کانفرنس جھاٹلہ کے اشتہارات پہنچ چکے ہیں۔ جناب حکیم صاحب، برادرم حکیم منیر اقبال صاحب اور دیگر احباب کی خدمت میں سلام مسنون عرض کر دیں بچوں کو پیار۔ اہل خانہ کو سلام

اللہ تعالیٰ اہل سنت والجماعت کو ہر مقام اور ہر مرحلہ پر کامیابی نصیب فرمائیں۔ آمین

بجاہ رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم۔

خادم اہل سنت مظہر حسین غفرلہ، چکوال

۱۴ر محرم ۱۴۰۳ھ

✧----✧----✧----✧
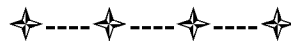
(۱۳۷) برادر محترم قاری شیر محمد صاحب سلمہ۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ۔ طالب خیر بخیر ہے۔ آپ نے ماہنامہ کے نام کے متعلق فرمایا تھا ''ماہنامہ التمکین'' نام تجویز کیا ہے[1] آیت تمکین کی مناسبت سے۔ اور ہماری تحریک کا مبنیٰ بھی یہی ہے۔ محترم حافظ محمد طیب صاحب کا خط لاہور سے آیا تھا۔ انہوں نے گھر جانا تھا۔ ان کے گھر کے پتہ پر ان کو اس نام کی اطلاع دیدی ہے۔ اگر احباب بھی پسند کریں تو اس کی درخواست دے دی جائے۔ حق تعالیٰ کامیابی عطا فرمائیں۔ آمین۔ اسرار بخاری صاحب سے بھی مشورہ کر لیں۔ حضرت مفتی صاحب زید فیضہم کی خدمت میں سلام مسنون عرض کر دیں حکیم منیر اقبال صاحب اور دیگر احباب کرام کی خدمت میں بھی سلام مسنون۔ بچوں کو پیار۔ اہل خانہ کو سلام۔ اللہ تعالیٰ آپ کو اور ہم سب کو اپنی مرضیات کی توفیق دیں اور اہل سنت

---

[1] پہلے ماہ نامہ کے لیے ''التمکین'' نام تجویز ہوا تھا۔ بعد میں ''ماہ نامہ حق چار یارؓ'' تجویز ہوا۔ جو بحمد اللہ اب تک تسلسل کیساتھ جاری ہے۔ یاد رہے کہ حضرت شاہ نفیسؒ کی تجویز کے مطابق ایک ڈیکلریشن ''ترجمانِ اہل سنت'' کے نام سے بھی منظور شدہ ہے جس کا ذکر ما قابل کے خطوط میں سے ایک خط میں آچکا ہے۔ سلفی

والجماعت کو ہر محاذ پر غلبہ نصیب ہو آمین بجاہ النبی الکریم ﷺ۔

خادم اہل سنت مظہر حسین غفرلہ، چکوال

۱۲رصفر ۱۴۰۹ھ

✧----✧----✧----✧
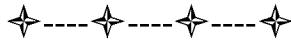
(۱۳۸) وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ۔ طالب خیر بخیر ہے۔ مفتی اعظم حضرت مولانا مفتی جمیل احمد صاحب تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کی حق تعالیٰ مغفرت فرمائیں اور جنت الفردوس نصیب ہو۔آمین

آپ کا تاثر صحیح ہے۔ایسے بزرگوں کہ جن سے سالہا سال استفادہ نصیب ہوا ہے۔جدائی کا صدمہ ضرور ہوتا ہے یہ طبعی امر ہے لیکن حق تعالیٰ کا ضابطہ پورا ہوا ہے۔ کل نفس ذائقۃ الموت۔ مرضی مولیٰ از ہمہ اولیٰ کے پیش نظر اس کے بغیر کوئی چارہ نہیں ہے حق تعالیٰ صبر نصیب فرمائیں اور طبعی تاثر بھی ختم ہو جائے۔آمین

والسلام خادم اہل سنت مظہر حسین غفرلہ
مدنی جامع مسجد چکوال (تاریخ درج نہیں ہے)

✧----✧----✧----✧
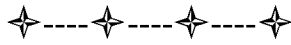
(۱۳۹) بخدمت قاری شیر محمد صاحب سلمہٗ۔السلام علیکم ورحمۃ اللہ۔طالب خیر بخیر ہے۔

ماہنامہ دارالعلوم دیوبند، جمادی الاول، جمادی الثانیہ ۱۴۱۵ھ (اشاعت خصوصی) ص ۵۲ پر مفسرین علمائے دیوبند کی فہرست میں نمبر ۱۲ اور ۱۳ کے تحت مولانا غلام اللہ خان کی تفسیر جواہر القرآن دو جلد اور تفسیر بلغۃ الحیر ان کا ذکر آیا ہے۔تفسیر جواہر القرآن کے متعلق لکھا ہے کہ: نہایت عمدہ اور بیش بہا علمی فوائد پر مشتمل ہے۔خاص طور پر ان کے استاذ علامہ حسین علی تلمیذ حضرت گنگوہی رحمہ اللہ کے افادات کو موصوف نے اس تفسیر میں بڑی خوبی سے جمع کیا ہے''۔حالانکہ تفسیر جواہر القرآن میں متعدد مقامات میں اہل سنت والجماعت کے عقیدہ کے خلاف تفسیر وتشریح کی گئی ہے۔ چنانچہ اس کے رد میں مولانا مفتی عبدالشکور صاحب ترمذی (ساہیوال) نے ہدایۃ الحیر ان لکھی تھی۔جس کی تائید بھی مولانا ظفر احمد صاحب عثمانی اور حضرت مولانا خیر محمد صاحب جالندھری رحمہ اللہ نے فرمائی ہے۔ میں نے جناب مولانا مفتی عبدالشکور صاحب ترمذی کے متعلق ماسٹر منظور حسین صاحب کو لکھا تھا کہ وہ اس بارے میں دیوبند خط لکھیں لیکن انہوں نے کتاب ہدایۃ الحیر ان مجھے بھیج دی کہ میں خود دیوبند یہ کتاب بھیج کر ان کو حقیقتِ حال سے آگاہ کروں۔لیکن میں خود مناسب نہیں سمجھتا کیونکہ دارالعلوم کے مدیر مولانا حبیب الرحمن قاسمی سے پہلے کوئی رابطہ نہیں ہے۔ میری رائے یہ ہے کہ جناب قاری رضی الرحمن صاحب کی وساطت سے یہ کتاب

بھیجی جائے اور قاری صاحب موصوف ہی ان کو عریضہ لکھیں۔ مولانا غلام اللہ خان مرحوم فاضل دیوبند نہیں بلکہ فاضل ڈھابیل ہیں تفسیر جواہر القرآن خود مولانا غلام اللہ خان صاحب نے حضرت مولانا اسعد صاحب مدنی کو راولپنڈی میں دی ہے اور غالباً صد سالہ اجتماع میں بھی انہوں نے دیو بند کے کتب خانہ میں دی ہوگی۔ یہ کام بہت ضروری ہے۔ اسم ذات کی رمضان مبارک میں کثرت رکھیں حق تعالیٰ ذکر و اطاعت کی آپ کو اور ہم سب کو توفیق عطا فرمائیں آمین بجاہ النبی الکریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔ والسلام،

خادم اہل سنت مظہر حسین غفرلہ، چکوال

۱۱ر رمضان المبارک ۱۴۱۵ھ
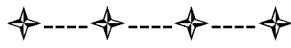
(۱۴۰) وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ۔ عنایت نامہ موصول ہوا۔ طالب خیر بخیر ہے۔ آپ مذکورہ حضرات کو ضرور خط لکھیں اور ہدایۃ الحیر ان کے بعض مقامات کی نشاندہی بھی کر دیں۔ جواہر القرآن میں آیت ''ولا تقولوا لمن یقتل فی سبیل اللہ اموات'' کی تفسیر میں یہ لکھا ہے کہ روح کے تعلق کا کوئی ثبوت نہیں ملتا۔ کچھ اس قسم کی ہی عبارت ہے۔ حالانکہ تفسیر کی اشاعت سے قبل مولانا غلام اللہ خان مرحوم حضرت مولانا قاری محمد طیب صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی تحریر پر دستخط کر چکے تھے جس میں قبر مبارک میں جسم اطہر سے روح کے تعلق کی وضاحت کی گئی ہے ان حضرات کی خدمت میں میرا بھی سلام عرض کر دیں۔ ذکر اسم ذات میں کوشاں رہیں۔ حق تعالیٰ قبول فرمائیں اور ذکر و اطاعت میں ترقی نصیب ہو آمین بجاہ النبی الکریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔ نیز صوفی محمد اقبال صاحب کا شجرہ طریقت کبیر والا کے ان کے متوسلین نے بڑا خوبصورت شائع کیا ہے جس میں تصریح ہے کہ حضرت شیخ الحدیث صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے بعد ان کو حضرت مولانا فقیر محمد صاحب پشاوری، مولانا ابوالحسن صاحب ندوی اور مولانا مکی مالکی نے خلافت دی ہے۔

خادم اہل سنت مظہر حسین غفرلہ، چکوال

والسلام، ۴ر ذیقعدہ ۱۴۱۵ھ

✧----✧----✧----✧
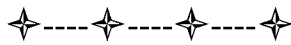
(۱۴۱) برادر محترم قاری شیر محمد صاحب سلمہٗ۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ۔ طالب خیر بخیر ہے۔ محترم بٹ صاحب تشریف لائے ہیں ان کے ہاتھ ہی رقعہ لکھ رہا ہوں۔ جو کتابیں وہاں سے مل جائیں تاریخ پر غلام حسن کو دیدیں اور ہمراہ بل بھی دیدیں۔ ماسٹر محمد افضل صاحب آئے تھے ان کو تو میں نے کہہ دیا تھا کہ ۱۳ کی صبح کو آؤں گا اور قبل از ظہر تقریر ہو جائے گی لیکن بعد میں خیال آیا کہ ۱۳۔ ۱۴ ہرنولی میں بھی

ہے اور وہاں ۱۳ کو پہنچنا ضروری ہے کیونکہ جمعیت والے مولوی محمد یعقوب صاحب کی زیادہ مخالفت کر رہے ہیں۔ ۱۳ کو بعد از ظہر روانہ ہو کر بذریعہ بس اگر ہرنولی پہنچ جاویں خوشاب کے راستہ پر، تو ٹھیک ہے۔ بہر حال بعد میں مشورہ کر لیں گے۔ برادرم منیر اقبال صاحب کا رقعہ بھی ملا۔ بعد از سلام مسنون ان سے عرض ہے کہ ان شاء اللہ تعالیٰ ۷ر تاریخ کو صوفی غلام حسن کے ہاتھ قارورہ بھیج دوں گا۔ اب جو گولیاں رات کو لینے کے لیے بھیجی ہیں، ان کے استعمال سے سفر کرنا مشکل ہو جاتا ہے گو آج کل مقیم ہوں۔ لیکن بعض دفعہ ضرورت پڑ جاتی ہے۔ ۹ر تاریخ کو جہلم جانا ہے پھر ۱۳ کو جھاٹلہ اور ۱۴ کو ہرنولی۔ اس صورت میں گولیاں ان ایام میں ترک کرنی پڑیں گی۔ بہر حال جناب حکیم صاحب کی خدمت میں سلام مسنون عرض کر دیں وہ یہاں تشریف لانے کی تکلیف نہ کریں۔ خدا کرے قارورہ سے حال معلوم ہو جائے۔ حکیم صاحب کی خدمت میں عرض ہے کہ ضعفِ دماغ زیادہ ہو گیا ہے تقریر کے بعد دماغ اور بدن میں اتنی تھکاوٹ ہو جاتی ہے کہ پھر سکت نہیں رہتی۔ عباسی پارٹی کا جو عوامی ترجمان کراچی سے نکلتا ہے وہ سخت غلو کر رہا ہے مقصد صرف یزید کا علم بلند کرنا ہے اور اس نے ایسا موقف اختیار کیا ہے کہ بڑے بڑے اکابر امت نا قابل اعتماد بن جاتے ہیں۔ جو یزید کے مداح نہیں ہیں۔ ''عوامی ترجمان'' کے حق میں ابو یزید بٹ کا خط بھی اس میں شائع ہوا ہے اور شیخین صابر کا بھی۔ یہ ایک ہی پارٹی ہے جو مختلف طریقوں سے کام کر رہی ہے۔ اور اب مولانا موصوف کی سرپرستی بھی ان کو حاصل ہو گئی ہے۔ اللہ تعالیٰ اہل سنت والجماعت کی حفاظت فرمائیں۔ آمین۔ نیز سنی محفل کا اشتہار ملا اللہ تعالیٰ کامیابی عطا فرمائیں جناب مولانا حافظ محمد الیاس صاحب سلمہٗ و دیگر احباب کی خدمت میں سلام مسنون۔ محترم بٹ صاحب نمازِ جمعہ کے بعد ملے پھر میں نے کہا بعد از مغرب تشریف لائیں اس وقت بارش ہو گئی غالباً اس وجہ سے نہیں آ سکے۔ صبح تک انتظار کیا اور صوفی غلام حسن کو یہ دستی خط دینا یاد نہ رہا۔ جو بٹ صاحب کو دینے کے لیے لکھا تھا۔ اس لیے اب ڈاک میں روانہ کر رہا ہوں۔ والسلام

خادم اہل سنت مظہر حسین غفرلہ، چکوال

✧----✧----✧----✧
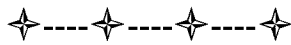
(۱۴۲) برادر محترم قاری شیر محمد صاحب سلمہٗ۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ۔ عنایت نامہ ملا۔ طالب خیر بخیر ہے۔ اچھرہ کے پتہ پر نہ آنے کا تار بھی یہاں سے بھجوا دیا تھا عبد الجبار نے آپ کا رقعہ یہاں پہنچا دیا تھا۔ زیادہ احساس مجھے شرقپور کا تھا بعد میں اخبار میں پڑھا کہ ۵۔۶ مئی کو وہاں عرس کی تقریب میں

مشغول ہوتے ہیں ان شاء اللہ بعد میں کوئی پروگرام مقرر کر کے خادم حسین [1] کا بھی جواب دیدیا جائے گا۔ جلاء العیون کے متعلق میں نے پہلے خط میں لکھا ہے کہ وہ شیعہ مکتبہ سے ملتی ہے دونوں جلدیں خرید لیں پہلی جلد تو میرے پاس ہے۔ ممکن ہے دونوں میں فرق ہو فارسی ملے یا اردو ملے مکمل خرید لیں اور بھی کوئی کتاب شیعہ کی ہو تو اطلاع دیں تا کہ خرید لی جائے۔ خدام اہل سنت کا کام جاری رکھیں۔

ہر کام میں مشکلات آتی ہیں اور یہی آزمائش ہے۔ ملتان میں خلافت راشدہ کانفرنس کے خطبہ صدارت کے متعلق منیر اقبال صاحب کو میں نے لکھ دیا ہے اُن سے دریافت کر لیں تمام احباب کی خدمت میں سلام مسنون عرض کر دیں۔ اگلے دن حافظ شیر زمان صاحب آئے تھے جھاٹلہ میں پھر بریلویوں نے اپنے مولوی منگوائے ہیں جنہوں نے دیوبندیوں کی تردید کی ہے اور اب وہ کانفرنس کے متعلق پریشان تھے۔ میں نے کہا کہ بعض ایسے بریلوی مولوی منگوا لیں جو شیعوں کی تردید کریں اور دیوبندی علماء کو کچھ نہ کہیں ہمیں بہر حال بریلویت کے بارے میں صبر ہی کرنا پڑے گا کیونکہ اسی اختلاف سے شیعہ فائدہ اٹھاتے ہیں۔ والسلام،

خادم اہل سنت مظہر حسین غفرلہ، چکوال
مدنی جامع مسجد چکوال (تاریخ وسن نہیں ہے)

✧----✧----✧----✧
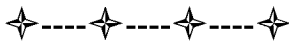
(۱۴۳) برادر محترم سلمہٗ اللہ تعالیٰ۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ۔ ایک کارڈ پہلے لکھ چکا ہوں۔ اب حالت یہ ہے کہ تیسرے دن سے خرابیٔ پیٹ کا عارضہ لاحق ہو گیا ہے۔ اور کل اور آج زیادہ ہو گیا ہے اس حال میں سفر بھی دشوار ہو گا۔ ہفتہ کو اچھرہ کا پروگرام نہ رکھیں حافظ صاحب کو اطلاع دیدیں اور شرقپور کے پروگرام کے لیے تردد ہے کہ پہنچ سکوں گا یا نہ۔ پہلا موقعہ ہے اور بیماری بھی ہے اگر صرف میری تقریر اسی رات کو رکھی ہے تو بہتر یہ ہے کہ فی الحال ملتوی کر دیں۔ بعد میں ان کو وقت دیا جائے گا ان شاء اللہ تعالیٰ۔ اور اگر میں نہ پہنچ سکوں اور وہ اجلاس ضروری ہے تو جناب مولانا حافظ محمد الیاس صاحب تقریر کر لیں یا مولوی محمد یعقوب صاحب کو یہاں سے بھیج دوں۔ جو صورت ہو جلدی بذریعہ تار یا فون اطلاع دیں۔ پٹولیاں میں صرف پیر کو اجلاس ہے یا پیر، منگل دو دن؟ وہاں کے لیے بھی اشکال تو ہو گا۔ لیکن ممکن ہے

[1] اُس دور کا معروف شیعہ ذاکر، جو ''مناظر'' کے طور پر اہل تشیع میں شہرت رکھتے تھے، غالباً حافظ آباد کے رہنے والے تھے۔ سلفی

راستہ میں وقفہ کر کے حاضری ہو جائے۔ زیادہ تر دد شر قپور کا ہے۔ ایک شیعہ رسالہ میں جلاء العیون ہر دو جلد کا اشتہار چھپا ہے جو حسب ذیل پتہ پر مل سکتی ہے شیعہ ''جنرل بک ایجنسی انصاف پریس ریلوے روڈ لاہور'' مجھے دوسری جلد کی ضرورت ہے اگر وہ مل جائے تو خرید لیں۔ اور ایک جلد نہ دیں مکمل لینا ضروری ہو تو مکمل لے لیں۔ ہفتہ تک مجھے پروگرام سے اطلاع مل جائے اچھرہ کا پروگرام فی الحال نہ ہو کیونکہ جمعہ کے بعد دوسرے دن بوجہ عارضہ زیادہ اشکال رہے گا۔ منیر اقبال صاحب کا خط آیا تھا کہ کوئی شخص سنی کیلنڈر چھپوانا چاہتا ہے۔ برخوردار قاضی ظہور الحسین کو کہنا یاد نہ رہا۔ وہاں سے مسودہ منگوالیا جائے گا۔ اگر خدام اہل سنت کا حسبِ سابق نام وذکر ہو تو اجازت دیدی جائے۔ احباب کی خدمت میں سلام مسنون۔ پٹولیاں میں بھی حالات سے مطلع کر دیں۔ والسلام

خادم اہل سنت مظہر حسین غفرلہ، چکوال
مدنی جامع مسجد چکوال

✧----✧----✧----✧
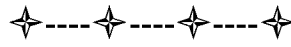
(۱۴۴) برادر محترم سلمہٗ۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ۔ عنایت نامہ ملا۔ جلاء العیون کی قیمت ۱۰/ روپے ارسال ہے جزاکم اللہ تعالیٰ جھاٹلہ کے حالات تسلی بخش نہیں لیکن ایسی آزمائشیں آتی ہیں۔ بریلویوں کا مسئلہ ہر جگہ پیچیدہ ہوتا ہے اور عوام کا قصور بھی کیا ہے جب مقتداؤں نے ان کو اتنا بدظن کر دیا ہے۔ بہر حال شیعہ کی سازش کو فیل کرنے کے لیے انتہائی صبر کی ضرورت ہے کسی طرح سے بریلویت کو مقابل نہ بنایا جائے سنی کانفرنس سالانہ کسی طرح ہو جائے اللہ تعالیٰ کامیابی نصیب فرمائیں۔ آمین۔ اگر کسی طرح بھی فضا ہموار نہ ہو سکی تو بعد میں حالات کے مطابق مشورہ کر لیا جائے گا اللہ تعالیٰ اہل سنت کی مدد فرمائیں۔ آمین۔ اس بیمار کے لیے تعویذ ارسال ہیں۔ بند تعویذ گلے میں باندھیں اور باقی ایک تعویذ صبح وشام چار چار دن پانی میں اچھی طرح گھول کر پلائیں پھر مزید تعویذ منگوالیں۔ یہاں ان کے آنے کی ضرورت نہیں۔ واللہ الشافی۔ والسلام۔ خادم اہل سنت مظہر حسین غفرلہ

مدنی جامع مسجد چکوال

✧----✧----✧----✧
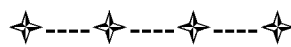
(۱۴۵) برادرم قاری شیر محمد صاحب سلمہٗ۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ۔ طالب خیر بخیر ہے حامل رقعہ اپنے عزیز راجہ محمد یعقوب صاحب (راولپنڈی) کو اس لیے بھیج رہا ہوں کہ ان کی اہلیہ اور بچیوں پر عرصہ سے جادو کا اثر ہے میں نے بھی تعویذات وغیرہ دیئے اور بھی عمل کرائے گئے لیکن وقتی عارضی فائدہ ہو جاتا

ہے پھر وہی حالت۔ اس لیے آپ ان کو جناب پیر ابراہیم صاحب کے پاس لے جائیں اور وہ ان کا مستقل علاج کریں مریضوں کی حاضری ضروری ہو تو یہ لے آئیں گے جو بھی طریق وہ اختیار کریں واللہ الشافی۔ جناب حکیم شاہین صاحب و دیگر احباب کی خدمت میں سلام مسنون۔ راجہ صاحب کی بچیاں یہاں پڑھتی رہی ہیں حکیم امانت اللہ صاحب قادری ساکن کوری (راولپنڈی) کے عزیز ہیں۔ ان کی بچیوں پر بھی اثر ہے گویا سب خاندان پر جادو کیا گیا ہے۔ حکیم صاحب کی ایک بچی ابھی ہمارے ہاں حفظ قرآن کر رہی ہے۔ والسلام

خادم اہل سنت مظہر حسین غفرلہ، چکوال

✧----✧----✧----✧
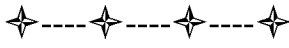
(۱۴۶) برادرم قاری شیر محمد صاحب سلمہٗ۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ۔ عنایت نامہ معہ کتب شیعہ موصول ہوا کتابوں کی قیمت ۲۹۵ روپے بدست غلام نبی صاحب بھیج رہا ہوں۔ تفسیر صافی وغیرہ کی کوشش کریں۔ ہائی کورٹ کے فیصلہ کی نقل مل گئی تھی۔ رہنمائے اساتذہ نہیں ملی۔ اس کی بڑی ضرورت ہے شاید جس کو منیر اقبال صاحب نے دی ہے وہ بعد میں دے جائے۔ واللہ اعلم۔ سلاسل طیبہ کا مسودہ دیکھا تھا مجھ کو اس طرف توجہ نہیں ہوئی حضرت مولانا حامد میاں صاحب کی تقریظ خدا جانے کیوں حذف کی گئی؟ غالباً کاتب کی غلطی سے یہ رہ گئی ہوگی۔ مولوی محمد یعقوب صاحب کو توجہ دلاؤں گا۔ ''بشارت الدارین'' وغیرہ کے اشتہارات دینے کا ضرور انتظام کریں شجرات نہیں پڑھے تھے اس کی تصحیح کے لیے مولوی محمد یعقوب صاحب کو ہرنولی میں خط لکھ دیں۔ تصحیح نامہ چھپوا کے ساتھ لگا دیں جس میں مولانا موصوف کی تقریظ بھی آجائے یزید کے بارے میں میرے مذکورہ سوال کی نوعیت آپ نے نہیں سمجھی۔ حضرت مدنی قدس سرہ نے جو کچھ لکھا ہے وہ ہمارے اکابر کا مسلک ہے جس میں یزید کے فسق کا بھی اقرار ہے۔ میرا سوال عباسی مسلک کی بنا پر ہے وہ جو کہتے ہیں کہ اگر یزید میں ایسی خرابیاں ہوتیں تو بڑے بڑے جلیل القدر صحابہ موجود تھے جو اس سے پہلے بڑی بڑی کفر کی طاقتوں کا مقابلہ کر چکے تھے۔ تو یہ حضرات کس طرح خاموش رہ سکتے تھے؟ اور یہ پارٹی صحابہ کرام کے تعامل کو ہی بطور حجت پیش کرتی ہے تو اس بناء پر ہمارا سوال یہ ہے کہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے نزدیک کیا کوئی جلیل القدر صحابہ میں ایسی شخصیت نہ تھی جس کو حضرت اپنا جانشین بنا جاتے؟ صحابہ تو بہرحال یزید سے افضل ہیں پرچم نبوی تلے جہاد کر چکے ہیں ان کے اخلاص وتقویٰ میں بھی شک نہیں ہو سکتا پھر صحابہ کرام پر یزید کو کیوں ترجیح دی گئی کہ اتنی وسیع مملکت اسلامیہ کا نظام یزید کے سپرد کر دیا گیا؟ وہ اگر اس قسم کی تاویلیں جواب میں پیش کریں تو ہم کہتے ہیں

کہ صحابہ کرام کا باہمی اختلاف اجتہادی ہے حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کا اپنا مستقل اجتہاد تھا۔ جیسا کہ حضرت نانوتوی رحمۃ اللہ نے فرمایا ہے۔ انہوں نے اس پر عمل کیا۔ تو عباسی پارٹی پھر ان کی تنقیص کیوں کرتی ہے؟ ابن تیمیہ اول تو کئی امور میں متفرد ہیں ان کی یہ بحث میں نے خود نہیں دیکھی مطالعہ کر کے ہی نتیجہ نکالا جاسکتا ہے۔ عموماً نوجوان غیر مقلد یزیدیت کی تائید کر رہے ہیں اور غیر مقلد محقق ہو ہی نہیں سکتا۔ جو خود مجتہد نہ ہو۔ اہل حدیث کے وہ رسائل اور جو بھی کتاب اس موضوع پر مخالفین نے لکھی ہو ضرور بھیج دیں۔ واقعہ حرہ میں یزید کا کتنا قصور ہے؟ ہم نے مجموعی حیثیت سے یزید کے متعلق نظریہ قائم کرنا ہے کہ جمہور محققین اہل سنت نے اس کے متعلق کیا رائے قائم کی ہے۔ اور پھر حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی سے لے کر امام اہل سنت وغیرہ تک، اہل حق کی اس تاریخ کی تغلیط سے تو اسلام ہی خطرہ میں پڑ جاتا ہے۔ یہی وہ مودودیت ہے کہ پہلوں نے نہیں سمجھا یہی عباسیت ہے کہ محدثین و متکلمین نے کچھ نہیں سمجھا۔ بہرحال فتنہ فتنہ ہے جو بھی اس کی لپیٹ میں آجائے۔ الحمد للہ آپ کو امتحان میں بہت کچھ اعمال صالحہ کی توفیق مل گئی۔ جزاکم اللہ تعالیٰ

والسلام خادم اہل سنت مظہر حسین غفرلہ

۱۰ رشوال المکرم ۱۳۹۵ مدنی جامع مسجد چکوال
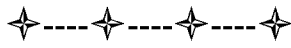
(۱۴۷) بخدمت برادر محترم قاری شیر محمد صاحب سلمہٗ۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ۔ طالب خیر بخیر ہے۔ ''خلافت راشدہ کانفرنس'' کے لیے جوش صاحب کا دعوت نامہ آیا تھا لیکن چونکہ اس میں مودودی بھی مدعو ہیں اسی بناء پر میں نے ان کو معذرت لکھ دی۔ جواب میں تاخیر ہو گئی تھی۔ انہوں نے اشتہار میں میرا نام چھاپ دیا اور دوسرے خط میں تاکید کر دی لیکن اس کے جواب میں بھی میں نے اپنا موقف واضح کر دیا ہے کہ ہم مودودی جماعت سے اشتراک نہیں کر سکتے۔ ''خلافت وملوکیت'' کے بعد اہل سنت کے لیے کوئی گنجائش نہیں رہتی۔ آپ کا نام بھی لکھا ہے۔ اپنے احباب کو اس قسم کے مشترکہ جلسوں کی شمولیت منظور نہیں کرنی چاہیے۔ ہاں اگر تقاریر نوٹ کرنے کی غرض سے جائیں تو اور بات ہے۔ مودودیت کا رُخ شیعیت کی طرف تھا تو عباسیت کا خارجیت کی طرف ہے۔ اور بہت ہی تعجب خیز امر ہے کہ کراچی سے ایک رسالہ ''حادثہ کربلا'' شائع ہوا ہے [1]۔ جس پر تقریظ مولانا محمد اسحٰق صاحب نے لکھی ہے حالانکہ وہ محمود احمد عباسی کی تحریرات پر مبنی ہے اور خارجیت کی طرف مائل ہے میں نے مولانا موصوف کے بارے میں

[1] مولوی عظیم الدین صدیقی اس کے مولف تھے۔

مولانا محمد نافع صاحب کو لکھا ہے تو انہوں نے فرمایا ہے کہ وہ رسالہ بھیج دیا جائے۔ چنانچہ وہ رسالہ بھیج دیا گیا ہے۔ دوسری جانب مودودی صاحب کے ہمنوا ایسے صاحبان بھی ہیں جن کو بنو امیہ کے ساتھ قلبی عناد معلوم ہوتا ہے۔ بنو امیہ پر الزامات لگانا اور اعتراضات قائم کرنا ان کے نزدیک خصوصی کارِ خیر ہے صحابی و غیر صحابی کی کچھ پرواہ نہیں کرتے۔ لاہور کی پارٹیاں جو صحابہ کے نام پر ردشیعیت کر رہی ہیں یہ سب عباسی تحریک کی شاخیں ہیں اور کراچی میں ان کا زیادہ اثر ہے۔ مودودیت ہو یا عباسیت دونوں امت کے لیے فتنہ ہیں اور افراط و تفریط ہیں۔ اللہ تعالیٰ اہل سنت کو ہر غالیانہ فتنہ سے محفوظ رکھیں۔ آمین۔ احباب کی خدمت میں سلام مسنون پیش کریں، اور حسب ذیل کتابیں ادارہ اسلامیات انارکلی سے ملیں تو لے لیں یہ ان کی فہرست میں درج ہیں اور ۸ جولائی کی تاریخ پر احباب کو دیدیں اور بل بھی ساتھ بھیج دیں۔

① مدارج النبوۃ، اردو (جلد اول) ۳۳ روپے (جلد ثانی ہمارے پاس موجود ہے)

② حجۃ اللہ البالغۃ، مترجم (۳۵ روپے) جس کا ترجمہ امام اہل سنت مولانا عبدالشکور صاحب لکھنوی نے کیا ہے اس کے علاوہ کسی کا ترجمہ نہ بھیجیں۔

③ حضرت معاویہؓ اور تاریخی حقائق (۶۔۵۰ روپے) مولانا محمد تقی عثمانی

④ مقام صحابہ (حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحب)

⑤ المنقذ من الضلال، عربی (امام غزالیؒ) ۳۔۵۰ روپے

⑥ مقدمہ فتح الملہم، عربی، ۱۶ روپے

یہ قیمتیں فہرست میں درج ہیں جو بھی کتابیں ملیں بھیج دیں۔ والسلام

خادم اہل سنت مظہر حسین غفرلہ، چکوال

✧----✧----✧----✧
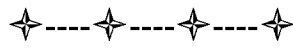
(۱۴۸) برادر محترم سلمہ اللہ تعالیٰ۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ۔ عنایت نامہ ملا۔ طالب خیر بخیر ہے۔ تفسیر مجمع البیان مکمل خرید لیں اور رقم منیر اقبال صاحب سے لے لیں اس کے ایک دو حوالے دیکھ لیں۔ جلد ۵ ص ۳۱۴ میں ہے: **ان ابابکر یلی الخلافۃ بعدی** نیز جلد ۵ ص ۵۰۱، میں آیت **وسیجنبھا الاتقی الذی یؤتی مالہ یتزکی** کے تحت لکھا ہے۔ **ان الآیۃ نزلت فی ابی بکر** رضی اللہ عنہ۔ ایران سے جو کتابیں منگوائیں ان میں احتجاج طبرسی ضرور ہو یہ ہمارے پاس نہیں ہے اور اس کی ضرورت ہے زیادہ نسخے آجائیں تو دوسری علماء لے لیں گے۔

(۲) نئی قرارداد مرتب کرنی ہے کہ شیعوں کو بحیثیت اقلیت نصاب میں کوئی حق نہ دیا جائے وغیرہ۔

اس پر دوسرے اضلاع اور صوبوں کے علماء کے دستخط بھی کروائے جائیں گے پھر شائع کر دی جائے گی۔ اس کام کے لیے لاہور سے دو ساتھیوں کا کراچی جانا ضروری ہے۔ کراچی کے علماء کے بھی دستخط لینے ہونگے۔ مولانا حافظ محمد الیاس صاحب کی صحت اچھی ہوئی تو ان کو جانا ہوگا ورنہ حافظ محمد طیب صاحب اور ان کے ساتھ کوئی اور چلے جائیں باہمی مشورہ کر لیا جائے پھر میں یہاں سے قرارداد دستی بھیج دوں گا۔ اس کے بعد وہ کراچی جائیں گے۔ ان شاء اللہ تعالیٰ

(۳) کتابچہ ''مکتوب مرغوب''[1] میں کتابت کی غلطیاں رہ گئی ہیں ان کی تصحیح کرنے کے بعد دوسروں کو دیں۔ ص ۱۴ پر تو ایک جملہ رہ گیا ہے۔ اس طرح اضافہ کر لیں۔ اگر آپ کے منظور کردہ مشترکہ نصاب کا یہ فیصلہ اہل سنت کے حق میں ہوتا تو آپ کو اس تاریخی کارنامہ پر الخ۔ درمیان میں خالی جگہ پر ''ہی'' لکھ دیں۔ ص ۶ پر آخر سے تیسری سطر میں۔ ''فکر مکتب'' غلط لکھا ہے فکر کاٹ دیں اور مکتب کے بعد ''فکر'' لکھ دیں۔ مکتب فکر۔

ص ۶ نمبر ب کی چوتھی سطر میں اہل شیعی میں ''اہل'' کاٹ دیں۔

ص ۴ پر ہنگامی آرائی میں ہنگامی کاٹ کر ہنگامہ لکھ دیں می کو کاٹ کر او پر مہ لکھ دیں۔

(۴) جھاٹلہ کے لیے میں نے مولانا پیر کرم شاہ کا نہیں کہا تھا اُن کا آنا زیادہ مضر ہے پہلے وہ اعتدال پر بظاہر تھے اب غلو کرتے ہیں۔ اس صورت میں میری رائے ہے کہ میں خود نہ شامل ہوں کیونکہ اس طرح غلام خانیوں کا اور اہل تنظیم کا بھی پروپیگنڈہ ہوگا کہ یہ بریلویوں سے مل گئے ہیں جبکہ ہم عوام سے نرمی کرتے ہیں لیکن ان کے مخصوص مقتداؤں سے اس طرح جلسہ میں اشتراک کو بھی مضر سمجھتے ہیں۔ آپ چلے جائیں وہاں ان کی مخالفت بھی نہ کریں اور اب حافظ شیر زمان صاحب کو اس بارے میں کچھ نہ لکھیں۔ میرا نام اگر اشتہار میں نہ لکھیں تو بہتر ہے اور پہلے لکھ دیا ہے تو پھر کسی عذر کے تحت وہاں نہیں جاؤں گا۔ ان حالات میں تو یہی کرنا ہوگا کہ اس موقعہ پر بریلوی اپنے علماء کو بلا کر جلسہ کر لیں اور ایام محرم میں ہم سنی دیوبندی اپنے علماء بلا کر ''سنی کانفرنس'' کر لیں گے۔ یہ دیوبندی بریلوی مقامی طور پر طے ہو جائے۔ اس دفعہ ان کی تقاریر کا رخ دیکھ لیں ہماری جماعت اس اختلاف کو نہ اٹھائے۔ تاکہ شیعوں کو زیادہ گنجائش نہ ملے۔ اللہ تعالیٰ خود ہی حالات کی اصلاح فرمائیں۔ آمین

---

[1] ''مکتوب مرغوب'' حضرت مولانا سید نور الحسن شاہ بخاریؒ کے نام حضرت قائد اہل سنتؒ کا ایک تفصیلی، یادگار مخلصانہ مطبوعہ خط ہے، جو پڑھنے سے تعلق رکھتا ہے۔ س

فی الحال ''سُنی کنونشن'' کی بجائے ہم نے قرارداد مطالبات پر محنت کرنی ہے اس سلسلہ میں اگر کامیاب ہوئے تو لاہور میں کوئی اجلاس رکھ دیں گے جس میں ہم خیال سنی علماء مدعو ہوں پالیسی ہر کام کی سوچ سمجھ کر بنائی جائے اور ''مکتوب مرغوب'' ضروری افراد تک پہنچائیں۔ والسلام

خادم اہل سنت مظہر حسین غفرلہ، چکوال

✧----✧----✧----✧
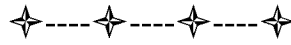
(۱۴۹) برادر محترم سلمہ اللہ تعالیٰ۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ عنایت نامہ ملا۔ طالب خیر بخیر ہے۔ ان شاء اللہ ان دونوں حضرات کو دوبارہ خط لکھ دیا جائے گا۔ ختم نبوت کے دو مبلغوں کے لیے دفتر میں لکھا ہوا ہے ان کا جواب آنے پر اشتہار چھپوایا جائے گا اللہ تعالیٰ سنی کانفرنس کو کامیابی عطا فرمائیں۔ آمین۔ جھاٹلے سے آپ کے چچا صاحب اور ایک دوسرے مولوی صاحب آئے تھے وہ میرا جمعہ لینا چاہتے تھے۔ لیکن جمعہ تو یہاں ضروری ہے خصوصاً محرم میں۔ اس وقت الحمد للہ وہاں اہل سنت میں زیادہ اتفاق پایا جاتا ہے۔ وفد بھیجنے کی تجویز بھی بتائی تھی ان شاء اللہ کامیابی ہوگی۔ ۳ر محرم بروز ہفتہ بندہ نے تلہ گنگ دیا ہے اور وہاں سے غالباً اکوال کا پروگرام ہوگا پھر واپس آنا ضروری ہے۔ پھوڑے کے لیے تیل پر ۱۴ بار سورۃ الفاتحہ مع بسم اللہ اول و آخر گیارہ گیارہ بار درود شریف پڑھ کر دم کرلیں اور وہاں لگاتے رہیں اللہ تعالیٰ شفائے کامل عطا فرمائیں۔ آمین۔ احباب حضرات کی خدمت میں سلام عرض کردیں۔

✧----✧----✧----✧
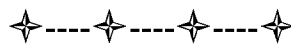
(۱۵۰) برادر محترم قاری صاحب سلمہ۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ۔ عنایت نامہ ملا۔ مصروفیت کی وجہ سے جواب میں تاخیر ہوگئی ہے۔ کتابیں مہنگی بہت ہیں فتح الباری کی ضرورت تو ہے لیکن قیمت ۳) ہزار بھی بڑی ہے فی الحال خیال ہے کہ الاصابہ چار جلد (چارسو روپے رعایتی) ہم لے لیں اور البدایہ جہلم کے مدرسہ سے لے لیں۔ مولوی غلام یحییٰ صاحب سے بات کی تھی۔ مولانا عبداللطیف صاحب بھی واپس آگئے ہونگے ان کو بھی یہ فہرست بھیج دیں۔ ابن خلدون مترجم موجود ہے اگر وہ صرف مقدمہ دیدیں تو لے لیں ورنہ قیمت اس کی بہت ہے۔

✧----✧----✧----✧
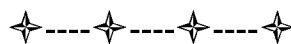
(۱۵۱) برادر محترم سلمہ السلام علیکم ورحمۃ اللہ۔عنایت نامہ ملا۔مصروفیات کی وجہ سے جواب میں تاخیر ہوگئی ہے ۱۱۔۱۲ جولائی جھاٹلہ کے جلسہ میں جانا ہے۔بندہ تو جمعیت علماء اسلام سے علیحدہ ہوگیا ہے متحدہ دینی محاذ میں خاکسار پارٹی کو شامل کیا گیا ہے حالانکہ عنایت اللہ مشرقی اور اس کی پارٹی کے بارے میں حضرت مدنی رحمۃ اللہ علیہ کا یہ فتویٰ ہے کہ تذکرہ وغیرہ تصانیف مشرقی کے مطابق جس کے عقائد ہیں وہ مرتد ہے اور ایسے لوگوں کا نکاح ٹوٹ جاتا ہے۔الخ۔یہ پارٹی کسی طرح دینی جماعت نہیں قرار دی جاسکتی۔

(۲) بھٹو پارٹی سے (جو اسلامی سوشلزم کی داعی ہے) جمعیت کے جلوس جلسے مشترکہ ہوتے رہتے ہیں۔اب جمعیت کا وہ خالص موقف باقی نہیں رہا جو''اسلامی منشور'' سے مقصود تھا۔ہم نے علاقہ چکوال میں خدام اہل سنت والجماعت کی طرف سے الیکشن میں حصہ لینے کا فیصلہ کرلیا ہے۔خلافت راشدہ جس کا قرآن وحدیث میں وعدہ ہے وہ ۳۰ سال تک رہی ہے اس کے بعد بھی خلافت رہی اور آئندہ بھی رہ سکتی ہے۔خواہ چار خلفائے راشدین سے کم درجہ کی ہے حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ کی صلح کے بعد یقیناً حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ خلیفہ برحق ہیں کیونکہ تمام امت مسلمہ ان کے تابع ہوگئی تھی اور اسلام کو بہت طاقت پہنچی۔مودودی تو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی خلافت کو مکمل نہیں مانتے خلافت وملوکیت سے ملی جلی حکومت مانتے ہیں وہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو کیونکر مان سکتے ہیں؟ بلکہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ سے تو ان کو روافض کی طرح بغض ہے۔واللہ الھادی۔مولوی غلام جیلانی صاحب ٹوبہ والے سلسلہ میں داخل نہیں البتہ تعلق رکھتے ہیں وہاں بلاتے رہتے ہیں۔اگر مناسب رشتہ ملے تو شادی کرلیں۔اور کتب کی تکمیل بعد میں بھی کرسکتے ہیں اگر محنت کرسکیں۔احباب کی خدمت میں سلام مسنون ذکر وظیفہ کی پابندی کی کوشش کرتے رہیں۔واللہ الموفق

والسلام۔خادم اہل سنت

الاحقر مظہر حسین غفرلہ۔مدنی جامع مسجد چکوال

(تاریخ وسن درج نہیں ہے)

بنام مولانا محمد یعقوب الحسینیؒ (ہرنولی، ضلع میانوالی[1])

(۱۵۲) بخدمت جناب برادر محترم سلمہٗ اللہ تعالیٰ السلام وعلیکم ورحمۃ اللہ علیہ وبرکاتہ

① عنایت نامہ کاشف حالات ہوا۔ طالب خیر بخیر ہے۔ آج کل تو مروجہ سیاست کے فتنے نے بڑے بڑوں کو اپنی لپیٹ میں لے لیا ہے اور جو کچھ ہو رہا ہے یہ العیاذ باللہ نظام مصطفی اور نفاذِ شریعت کے نام پر ہو رہا ہے۔ میں یہ نہیں کہتا کہ قومی اتحاد کے سب علماء غیر مخلص ہیں اور صرف اقتدار کے طالب ہیں لیکن جو طریق کار چل رہا ہے اس سے دین و شریعت کو بڑا نقصان پہنچ رہا ہے عوام عموماً پارٹی بازی میں مبتلا ہیں اپنی پارٹی جو کہے یا جو کرے اس کو اسلام قرار دے دیا جاتا ہے زیادہ تعجب اور افسوس تو خواتین کے ان جلوسوں پر ہوتا ہے جو ملک گیر ہیں، مودودی جماعت کے لوگ اپنے رسائل و اخبارات میں جلوسوں کو اس طرح اُچھال رہے ہیں گویا کہ یہ تحریک اسلامی کا ایک خاص حصہ ہے اور افادیت دین ان پر موقوف ہے...... استغفر اللہ۔ بیگم مودودی کی قیادت میں خواتین کے جلوسوں کے فوٹو اخبارات میں شائع ہو چکے ہیں اور مودودی جماعت کے رسائل، افریشا و ایشیا میں بھی اشاعت ہو رہی ہے اور علیحدہ خواتین کے اجلاس میں بھی بیگم مودودی وغیرہا بیگمات کے فوٹو بھی بڑے فخر کے ساتھ شائع ہو رہے ہیں۔ مودودیت کو تو اللہ تعالیٰ نے اور زیادہ بے نقاب کر دیا ہے یہ اتمام حجت ہے تاکہ بعد میں کوئی عذر نہ پیش کر سکے لیکن تاریخی حادثہ تو یہ ہے کہ علماء کرام بھی اس میں شامل ہیں۔ کئی مقامات پر علما کرام کی بیگمات بھی جلوسوں کی قیادت کر چکی ہیں، آج تک سوائے ایک کے کسی عالم کا بیان ان جلوسوں کی تردید میں معلوم نہیں ہوا فرنگی ملحد اور اشتراکی اور سوشلسٹ آزادی نسواں کا جو پروگرام رکھتے تھے قومی اتحاد نے ان کے تصور سے زیادہ ان کو دے دیا ہے۔ واللہ الھادی۔

② آپ نے بندہ کے خطوط کی اشاعت کے بارہ میں اپنی رائے ظاہر کی ہے لیکن یہ ہر پہلو سے غیر پسندیدہ ہے بندہ سنی مذہب کی تبلیغ وتحفظ کے لیے جو کچھ تالیف وتصنیف کرتا ہے اس میں سنی

---

[1] مولانا محمد یعقوب الحسینی ۱۹۴۶ء میں ضلع انبالہ میں پیدا ہوئے، ہجرت کے بعد ہرنولی ضلع میانوالی میں منتقل ہو گئے۔ ۱۹۷۵ء میں دار العلوم فیصل آباد سے دورۂ حدیث شریف مکمل کیا اور اس سے قبل ۱۹۶۹ء میں قائد اہل سنتؒ کے حکم سے مدرسہ حنفیہ اشرف العلوم کی بنیاد رکھ چکے تھے، بہت وضعدار اور مخلص عالم دین تھے مورخہ ۲۱، اپریل ۲۰۰۴ء کو انتقال فرما گئے ہیں۔ سلفی

تحریک کے مقاصد ولوازم میں سے بہت کچھ آجاتا ہے مکاتیب ایسی علمی وعملی شخصیتوں کے شائع کیے جاتے ہیں جو ملت کے لیے ایک سند کی حیثیت رکھتے ہیں اور ان کا کوئی امتیازی مقام ہوتا ہے۔ بندہ حقیقتاً علم وعمل میں ناکارہ ہے۔ بس خادم اہل سنت ہی بڑی نعمت ہے اللہ تعالیٰ ثابت قدمی عطا فرمائے۔ آمین۔

③ جامعہ اشرفیہ میں دورہ حدیث کے لیے داخلہ کی کوشش کریں میرا تو وہاں کوئی خصوصی تعلق نہیں ہے قاری شیر محمد صاحب سے کہہ دیں تو وہ ان شاء اللہ پوری کوشش کریں گے اللہ تعالیٰ کامیابی عطا فرمائے۔ آمین۔

④ مولوی محمد یعقوب جالندھری کے دوتین خط آئے ہیں جن میں باصرار معافی کے خواستگار ہوئے اور اصلاح کا تعلق پھر بندہ کے ساتھ ہی قائم کرنا چاہتے ہیں۔ پہلی بیعت تو انہوں نے خود ہی توڑ دی تھی میں نے معذرت پیش کی لیکن ان کا یہی اصرار ہے اس لیے میں نے منظور کرلیا ہے لیکن فی الحال نہیں بعد میں خط وکتابت کے ذریعے ان کی اصلاح کے لیے ان کو یہ مشورہ دیا ہے کہ وہ موجودہ مقام کو چھوڑ کر کسی دوسری جگہ چلے جائیں اور کچھ عرصہ تبلیغ وتدریس چھوڑ دیں کیونکہ اس سے انانیت وکبر کا مرض پیدا ہوتا ہے اور ان میں اس مرض کا غلبہ ہے ان کی طبیعت بھی عجیب واقع ہوئی ہے۔ اللہ تعالیٰ ان کو اور ہم سب کو امراض نفسانیہ سے نجات عطا فرمائے۔ آمین ثم آمین۔

⑤ رسالہ ''الھدیٰ'' کے سلسلہ میں کوشش کرتے رہیں، اللہ تعالیٰ کامیابی عطا فرمائے۔ آمین۔ اس کی بڑی ضرورت ہے، حافظ ولایت نوجوان ہے اور اس عمر میں اصلاح تو کسی کی ہی ہوتی ہے، بندہ نااہل بھی ہے اور ملنے جلنے کی فراغت بھی نہیں ملتی۔ اپنے عزیز کو آپ مجوزہ مدرسہ میں نہ پڑھائیں، خواہ استاذ کیسا ہی ہو، ادارہ کے ایک واضح مسلک کا اثر ضرور آجاتا ہے، آپ دور ہی رہیں تو اپنی تحریک کے لیے مفید ہے، کوئی اور مقام تجویز کرلیں، ابھی چھوٹا ہے اپنے پاس ہی پڑھائیں تو مفید ہوگا، تعلیم النساء کا مدرسہ جلدی نہ کھولیں، کوئی پختہ معلّمہ پہلے تیار کرلیں، گرمیوں میں یہاں پانی کی شدید قلت ہوتی ہے جگہ کی تنگی بھی زیادہ ہے۔ سردیوں میں داخلہ ہوجائے تو مفید ہوگا اور اب تو رمضان المبارک کی تعطیلات بھی قریب آرہی ہیں، احباب ورفقاء کی خدمت میں سلام عرض کردیں، اللہ تعالیٰ مذہب اہل سنت والجماعت کی حفاظت فرمائیں اور ہمیں اس مذہب حقہ کی اتباع

وحفاظت کی توفیق نصیب ہو۔آمین۔

والسلام
خادم اہل سنت والجماعت مظہر حسین غفرلہٗ
مدنی جامع مسجد چکوال،۱۹۔جمادی الثانی ۱۳۹۷ھ

✧----✧----✧----✧
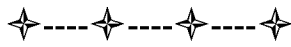
(۱۵۳) بخدمت برادر محترم سلمہٗ اللہ تعالیٰ،السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ !

حافظ غلام حسین صاحب کے خط کے ذریعہ حافظ گل زمان مرحوم کی وفات کی اطلاع ملی ہے،جس پر تعزیت نامہ بھیج دیا تھا،آج اس کے گھر والوں کو بھی بھیج رہا ہوں،الحمدللہ حادثہ کی وجہ سے کوئی گرفت نہیں ہوئی ورنہ ایسے موقع پر بہت کچھ بنا لیتے ہیں،حافظ ولایت صاحب قرآن مجید سنا رہے ہیں ان کو حادثہ کا بتلا دیا تھا بہت افسوس کر رہے تھے یہ معلوم نہیں کہ انہوں نے گھر بھی خط لکھا ہے یا کہ نہیں......اللہ تعالیٰ ہر موقع پر اہل سنت والجماعت کو کامیابی نصیب فرمائے۔آمین بجاہ النبی الکریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

والسلام
خادم اہل سنت والجماعت مظہر حسین غفرلہٗ
مدنی جامع مسجد چکوال، ۲۴۔رمضان المبارک ۱۳۹۴ھ

✧----✧----✧----✧
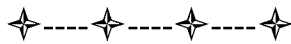
(۱۵۴) برادر محترم سلمہٗ اللہ تعالیٰ......السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

① عنایت نامہ کاشف حالات ہوا،طالب خیر بخیر ہے،حافظ ولایت صاحب قرآن مجید سنا رہے ہیں......مولوی محمد یعقوب صاحب جالندھری مستعفی ہو کر تھوہا بہادر ڈیرہ ڈالے ہوئے ہیں نا قابل اعتماد آدمی ثابت ہوئے ہیں۔

② مدرسہ رجسٹرڈ تو کروالیں لیکن اوقاف سے مالی امداد نہ لیں اس کی اور نوعیت ہے......ماہنامہ کا نام ''الھدیٰ'' تجویز کیا ہے کوشش کریں اللہ تعالیٰ کامیابی عطاء فرمائیں،آمین......تلاوت قرآن مجید کا رمضان المبارک میں زیادہ ثواب ہے،ذکر اسم ذات کی تعداد بھی حسبِ حال بڑھا سکتے ہیں، شجرہ مبارکہ بھی ذوق سے پڑھا لیا کریں اللہ تعالیٰ قبول فرمائیں اور ذکر و اطاعت میں ترقی نصیب ہو۔(آمین) حضرت شیخ الحدیث اکوڑہ خٹک والوں کا مطبوعہ مکتوب گرامی شاید آپ کو نہیں ملا،آپ نے ذکر نہیں کیا،لاہور سے مولوی فرزند صاحب دوسرے مقامات کے لیے بھی لے آئے تھے ان کے ذریعہ پہنچ جائے گا مزید ضرورت ہوں تو دفتر سے منگوالیں،ایک کاپی ارسال کر رہا ہوں،اللہ تعالیٰ

مدرسہ اور تحریک کو ترقی و استحکام عطاء فرمائے اور اہل سنت والجماعت کو ہر محاذ پر کامیابی نصیب ہو۔ آمین بجاہ النبی الکریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، تمام احباب دوستوں کو سلام۔ مکتوب گرامی میانوالی شہر میں تقسیم کریں۔ کتابی مدرس اگر پیش نظر ہو تو اطلاع دیں۔

والسلام

خادم اہل سنت الاحقر مظہر حسین

مدنی جامع مسجد چکوال ۲۔ رمضان المبارک ۱۳۹۴ھ
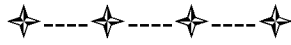
(۱۵۵) بخدمت جناب برادرم محترم سلمہٗ اللہ تعالیٰ...... السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

طالب خیر بخیر ہے، آپ کے مدرسہ کے لیے کتابی مدرس کی ضرورت تو ہے لیکن کوئی مفید مدرس جلدی ملتا نہیں، واللہ الموفق

① اپنے قرآنی طلبہ کا ذہن ایسا بنائیں کہ وہ مخالف مسلک کے مدرسہ میں داخل ہی نہ ہوں اور کسی اپنے مسلک کے مدرسہ میں جائیں۔ ویگن کے بارہ میں احباب کا تقاضا تو ہے لیکن زیادہ قیمت بھی نہیں دے سکتے، بمشکل ۲۰، ۲۵ ہزار تک ہو سکتا ہے اگر کوئی اچھی مل جائے تو اطلاع دیں۔ پرچہ کے بارہ میں یہاں کی تصدیق کا ایک پہلو قابل غور ہے یعنی تحریک کی حیثیت سے اس تعلق کی وجہ سے اس میں رکاوٹ ہی نہ پڑ جائے اور مجھے یاد نہیں کہ آپ نے یہاں کہاں تک کتابیں پڑھی ہیں اگر مولانا غلام یحییٰ سے بھی آپ نے پڑھا ہے تو وہ کوئی تحریر دے دیں گے۔

جو بزرگ دورہ حدیث اپنے مقامات خاصہ میں پڑھنے کے متمنی ہیں آپ اس پہلو کو اب تک نظر انداز کر رہے ہیں، اگر لوگ ان سے اس جماعت کے بارہ میں پوچھیں گے جو آپ کی وہاں مقابل ہے تو وہ تعریف ہی کریں گے تو پھر آپ کا کیا بتائیں گے؟ خدا جانے آپ نے اب تک یہ بات کیوں نہیں سمجھی، پھر لوگ ان کی بات کو ترجیح دیں گے یا آپ کی رائے کو کوئی اہمیت دیں گے؟ ہاں اگر ان کے اپنے وطن میں ہو جائے تو اور بات ہے لیکن یہاں کا قیام آپ کے لیے مشکل ہوگا، آپ خیر المدارس کا امتحان دے سکیں تو سند حاصل کر لیں گے، اللہ تعالیٰ اہل سنت والجماعت کو کامیابی نصیب فرمائے۔ آمین

میری کتاب علمی محاسبہ اور سنی کیلنڈر چھپ کر آ گئے ہیں۔ احباب کی خدمت میں سلام مسنون!

والسلام

خادم اہل سنت الاحقر، مظہر حسین غفرلہٗ

۲۹۔ ذی الحجہ ۱۳۹۴ھ

(۱۵۶) برادرم محترم سلمہٗ اللہ تعالیٰ......السلام علیکم رحمۃ اللہ و برکاتہٗ !

① آپ کا مکتوب بالواسطہ ملا، طالب خیر بخیر ہے، صوبائی سیٹ پر آزاد امیدوار جو شیعہ امیدوار کے مقابلہ میں ہے انہوں نے جو تحریر لکھ دی ہے اس بنا پر آپ اس کی امداد کر سکتے ہیں، اللہ تعالیٰ کامیابی عطاء فرمائے (آمین)

② قومی سیٹ کے امیدوار کے متعلق انشراح صدر نہیں ہے کہ وہ جس پارٹی کی طرف سے ہیں ہم بحیثیت پارٹی اس کے خلاف ہیں، یعنی پیپلز پارٹی نے ہمارے مسلک حق کو روافض کی خاطر بڑا نقصان پہنچایا ہے کلمہ اسلام کی تبدیلی اور شیعہ نفاذ دینیات وغیرہ بھٹو راج میں ہی ہوا ہے اس لیے اس بارہ میں ہمیں بہت ہی احتیاط چاہیے، اُس امیدوار کو یہاں میرے پاس تو بالکل نہ لائیں اور آپ استخارہ بھی کر لیں، تحریر لینے میں بھی توقف کریں کیونکہ آپ پھر پابند ہو جائیں گے، اللہ تعالیٰ اہل سنت کو ہر فتنہ سے محفوظ رکھے اور شیعیت و مودودیت سے ملک و ملت کو بچائیں (آمین) احباب کی خدمت میں سلام مسنون ! والسلام

خادم اہل سنت والجماعت مظہر حسین غفرلہٗ

مدنی جامع مسجد چکوال ۳۔ربیع الاوّل ۱۳۹۷ھ

✧----✧----✧----✧
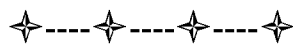
(۱۵۷) بخدمت برادرِ محترم سلمہ اللہ تعالیٰ............سلام مسنون !

عنایت نامہ ملا، طالب خیر بخیر ہے پہلے مکتوب کا جواب ارسال کر چکا ہوں، امید ہے پہنچ گیا ہوگا، یہ حالات اشتراکِ باطل کی غلط سیاست کے نتائج ہیں، سبائیت اور مودودیت تو ان کے لیے کوئی مخالف امر نہیں، حضرات خلفاء راشدین اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی شرعی عظمت کے تحفظ کے لیے اگر کوئی ان کی پالیسی پر اعتراض کرے یا تعاون نہ کرے تو اس بات کو بھی وہ اسلام دشمنی سمجھتے ہیں، العیاذ باللہ فرداً فرداً اپنے جماعتی اور اعتماد والے احباب کو سمجھاتے رہیں اور مخالفین کے عزائم سے آگاہ رہیں، حتیٰ الامکان جامع مسجد میں ان کی دخل اندازی کا مقابلہ کریں، تقریر میں حسب حال خواتین کے جلوسوں پر اعتراض کریں کہ یہ تو ایک مسئلہ ہے حجاب و حیاء کا، مودودی کی تردید کے لیے یہ بڑی صاف بنیاد ہے، جس سے مودودیت بالکل بے نقاب ہو جاتی ہے لیکن پارٹی بازی میں مبتلا ہو کر لوگ دینی مسائل کو از روئے دین سمجھنے کی کوشش نہیں کرتے، مگر ہم نے ہر حال میں اپنا فریضہ ادا کرنا ہے تقریر حسبِ حال ہی ہونی چاہیے۔ ''یا بدیع العجائب بالخیر یا بدیع''۔ بارہ سو مرتبہ اوّل آخر گیارہ گیارہ مرتبہ

درود شریف بعد از نماز عشاء پڑھیں اور بارہ دن تک ضرور پورا کریں، علاوہ ازیں روزانہ فجر کی نماز کے بعد اذاجاء نصر اللہ (مکمل سورت) ۴۰ مرتبہ پڑھ کر دونوں ہاتھوں پر دم کر کے چہرہ اور سارے بدن پر پھیر لیں، اللہ تعالیٰ شر و فتنہ سے محفوظ رکھیں، آمین[1]۔

حالات سے اطلاع دیتے رہیں...... اقرباء اور احباب اساتذہ اور طلبہ سے سلام مسنون عرض کر دیں، اللہ تعالیٰ مذہب اہل سنت والجماعت کی اتباع و نصرت کی ہم کو توفیق عطا فرمائے۔ آمین

والسلام

خادم اہل سنت والجماعت الاحقر مظہر حسین غفرلہٗ

مدنی جامع مسجد چکوال، ۲۳۔ جمادی الاول ۱۳۹۷ھ

✧----✧----✧----✧
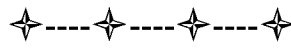
(۱۵۸) بخدمت برادر مولوی محمد یعقوب صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ...... السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ دستی عنایت نامہ ملا طالب خیر بخیر ہے، فوجی حکام کے پاس جا کر جلسہ کے لیے لاؤڈ سپیکر کی اجازت لینے کی کوشش کریں، اگر مل جائے تو فبہا ورنہ ملتوی کر دیں، ان شاء اللہ بعد رمضان المبارک ہو جائے گا، موجودہ حالات میں تقریروں میں بھی محدود بیان ہی ہوسکتا ہے پوری افادیت مشکل ہے، تعویزات تو غالباً آپ کو لکھ دیئے تھے مزید جس مقصد کے لیے مطلوب ہوں بذریعہ خط اطلاع دیں، مجھے یاد نہیں رہا، اگر جلسہ ملتوی ہوا تو چک نمبر ۳۶ کے احباب کو اطلاع دیں۔ خاص کر صوفی شیر محمد صاحب کو اللہ تعالیٰ اہل سنت کو اپنے مذہب حق پر ثابت قدم رکھیں اور شیعیت و مودودیت وغیرہ فتنوں سے نجات عطا فرما دیں۔ آمین برادرم محمد رفیق و برادرم محمد اسحاق وغیرہ احباب کو سلام عرض کر دیں۔

والسلام

خادم اہل سنت الاحقر مظہر حسین غفرلہٗ

مدنی جامع مسجد چکوال، ۲۵۔ رجب ۱۳۹۷ھ
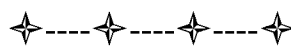
[1] جس زمانہ میں قومی اتحاد کے نام سے سیاسی محاذ تشکیل پایا تھا تو مولانا محمد یعقوب صاحبؒ کے مقامی حالات کافی حد تک ناسازگار ہو گئے تھے، بلکہ مسجد و مدرسہ سے بے دخل تک ہونے کی نوبت آ گئی تھی، تب حضرت قائد اہل سنتؒ نے مذکورہ وظیفہ پڑھنے کو دیا تھا، مرحوم کے بقول اس کے پڑھنے سے بے حد فائدہ ہوا۔ سلفی

(۱۵۹) بخدمت برادرم محترم مولوی محمد یعقوب صاحب السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

عنایت نامہ ملا، طالب خیر بخیر ہے، ان مقامات کا دورہ ضروری تو ہے کیونکہ ایک مدت سے بھکر وغیرہ میں حاضر نہ ہوسکا لیکن مروجہ سیاست کا شدید غلبہ ہے اور جب تک پیپلز پارٹی اور قومی اتحاد کی طرف سے اسمبلیوں کے امیدواروں کا اعلان نہ ہو تب تک کسی علاقہ میں ہم یہ نہیں کہہ سکتے کہ کس کی حمایت کرو؟ کیونکہ شیعہ یا مودودی تو یہاں بھی کھڑے کیے جائیں گے، ہم شرعاً ان کی حمایت کو جائز نہیں سمجھتے، اور ہر مقام کے حالات و اشخاص مختلف ہیں، فی الحال ''تحفظ اسلام پارٹی'' کا سنی موقف پیش کرتے رہیں، اصولی طور پر یہ ایک بات اہل سنت والجماعت کو پہنچ جائے، رمضان المبارک آ رہا ہے، دن بہت تھوڑے ہیں، ہم نے اپنے علاقہ کے متعلق بھی ابھی فیصلہ نہیں کیا۔ امیدواروں کا انتظار ہے احباب کی خدمت میں سلام مسنون عرض کر دیں، اللہ تعالیٰ اہل سنت والجماعت کو اپنے مذہب حق پر ثابت قدم رکھیں اور حضرات خلفاء راشدین اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے توسط سے حضور رحمۃ اللعالمین خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سنت جامعہ اور شریعت مقدسہ کی اتباع و نصرت کی توفیق عطاء فرمائے اور شیعیت و مودودیت جیسے عظیم فتنوں سے ملک وملت کو بچائیں۔ آمین

والسلام

خادم اہل سنت الاحقر مظہر حسین

مدنی جامع مسجد چکوال ۱۵۔ رمضان المبارک ۱۳۹۷ھ
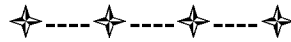
(۱۶۰) بخدمت برادرم محترم مولوی محمد یعقوب سلمہ اللہ تعالیٰ...... السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ!

طالب خیر بخیر ہے، دستی خط ملا اور دیسی گھی کا تحفہ بھی، جزاکم اللہ تعالیٰ، مختلف پہلوؤں کے پیش نظر ہم نے اس الیکشن میں جماعتی امیدوار کھڑے کیے ہیں، ہم نے انتخابی موقف میں ایک راستہ اہل سنت والجماعت کو دکھلا دیا ہے اور ہمیں اطمینان ہے کہ یہی طریق انجام کار مفید ہے، (ان شاء اللہ تعالیٰ) پہلے بھٹو حکومت سے شیعوں نے اپنے مطالبات منوا کر سرکاری سکولوں میں شیعہ نصاب دینیات نافذ کرا لیا تھا، حتیٰ کہ اپنا مخصوص کلمہ بھی منظور کرا لیا، اب شیعہ مطالبات کمیٹی کے صدر جمیل حسین رضوی نے قومی اتحاد سے بھی مولانا مفتی محمود صاحب کی صدارت و قیادت کے تحت اپنے مطالبات شیعہ نصاب اور ماتمی جلوس وغیرہ منوا لیے ہیں، اخبارات میں آپ پڑھ چکے ہوں گے، انا للہ وانا الیہ راجعون۔ ان حالات میں جماعتی حیثیت سے تو قومی اتحاد کی ہمارے نزدیک کوئی حیثیت نہیں ہے، البتہ شخصی طور پر مختلف

مقامات میں ہماری جماعت کے لوگ ایسے سنی امیدوار کو ووٹ دے سکتے ہیں جن کے مقابل میں کوئی شیعہ یا مودودی یا مودودی کا حامی کھڑا ہو اور اگر کسی کو بھی ووٹ نہ دیا جائے تو یہ بھی ایک طریق ہے، بہر حال سنی مذہب کی بنیاد پر محنت کی بڑی ضروری ہے، یہ ہماری زندگی کا دینی مسئلہ ہے، جو کسی طوفان و سیلاب میں ہم نظر انداز نہیں کر سکتے، ہم تو ایسی اسلامی سیاست چاہتے ہیں جو حضور اکرم رحمۃ اللعالمین خاتم النبیین کے بعد حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے خلفاء راشدین حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ، حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ، حضرت عثمان ذوالنورین رضی اللہ عنہ اور حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ اور اصحاب کرام رضی اللہ عنہم کی تابعدار اور وفادار ہو، اللہ تعالیٰ آپ کو اور ہم سب کو اہل سنت والجماعت کی اتباع اور نصرت مذہب اہل سنت والجماعت کی مخلصانہ توفیق عطا فرمائے (آمین) اور ملک و ملت کو الحاد، دھریت اور شیعیت اور مودودیت وغیرہ فتنوں سے محفوظ رکھیں، آمین۔ رمضان المبارک میں حسبِ فراغت ذوق سے تلاوت قرآن عظیم اور اذکار و تسبیحات کی کثرت رکھیں، اللہ تعالیٰ ہم سب کو ذکر دوام نصیب فرمائیں۔ آمین۔ احباب کی خدمت میں سلام مسنون۔ والسلام

خادم اہل سنت مظہر حسین غفرلہٗ
مدنی مسجد چکوال، یکم رمضان المبارک ۱۳۹۷ھ

✧----✧----✧----✧
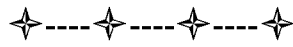
(۱۶۱) برادرم محترم مولوی محمد یعقوب سلمہٗ ......السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ !

① عنایت نامہ آج ہی ملا ہے، طالب خیر بخیر ہے، آپ کسی سیاسی آدمی کو یہاں نہ لائیں کیونکہ بندہ حج وغیرہ کی تیاری میں ہے اور چونکہ انتخاب کے دنوں میں وہ لوگ اپنے ذاتی مفاد کے لیے آتے ہیں اس لیے تبلیغ کا اثر وقتی بھی مشکل ہوتا ہے، اگر کوئی آزاد امیدوار بحیثیت اہل سنت والجماعت ہونے کے دوسروں سے اچھا ہے تو حسبِ حال تائید کر دیں، ورنہ زیادہ حصہ لینے کی ضرورت نہیں، ملکی سیاست کا مزاج بہت زیادہ فاسد ہو چکا ہے عموماً پارٹی بازی کی ہار جیت پیش نظر ہے، الا ماشاء اللہ، کل یہاں قومی اتحاد کا جلسہ تھا، جس میں ائیر مارشل اصغر خان کی بھی تقریر تھی اور کراچی کے شیعہ عالم عقیل ترابی نے بھی تقریر کی ہے، جلسہ میں نعرہ حیدری گونجتا رہا، دو تین بار کسی نے خلافت راشدہؓ حق چار یارؓ کہا، قومی سیٹ پر یہاں دونوں طرف شیعہ کھڑے ہیں اور اہل سنت والجماعت بیچارے اندھی تقلید میں کسی ایک طرف میں ہیں، الا ماشاء اللہ، ہفت روزہ رضا کار لاہور ۸ تا ۱۱ اپریل میں چودہ

شیعہ امیدواروں کے نام دیئے گئے ہیں، جو صرف ضلع ملتان اور جھنگ سے تعلق رکھتے ہیں، جس میں سات کو قومی اتحاد اور سات ہی کو پیپلز پارٹی نے ٹکٹ دے دیئے ہیں، اب ہمارے نزدیک ان دونوں سیاسی بڑی پارٹیوں میں سنیت یا حمایت کے لحاظ سے کیا فرق باقی رہ جاتا ہے؟ اس دفعہ اتحاد میں بہ نسبت پہلے کے بہت زیادہ شیعوں کو سیٹیں دی گئی ہیں اور ملتان جھنگ کے جن شیعوں کو قومی اتحاد نے ٹکٹ دیئے ہیں ان میں چار مودودی جماعت کے ہیں، تین این پی ڈی مزاری گروپ کے رضا کار ہیں، اللہ تعالیٰ اس ناپاک سیاست سے ملک وملت کو محفوظ رکھیں۔ آمین۔ آپ نے اپنے ہاں ان ایام میں دورہ کرنے کا لکھا ہے لیکن دن صرف چند رہ گئے ہیں میرے لیے دوسرے مقامات میں جانے کی بالکل گنجائش نہیں ہے، مدرسہ اور جماعت کا حساب و کتاب وغیرہ سب اپنے بعد پُر کر کے جانا ہے، یہ کام بھی بمشکل پورا ہو سکے گا، غالباً دو ہفتہ تک اس مبارک سفر کے لیے روانگی ہو جائے گی، فی الحال تاریخ روانگی کی اطلاع نہیں ملی البتہ درخواست منظور ہو گئی ہے اور ان احباب نے رقم جمع کرا دی ہے، جنہوں نے اس کا انتظام کیا ہے اللہ تعالیٰ بندہ کی اصلاح فرمائے۔ آمین۔

② قاری محمد اختر نئے معلم مقرر کیے گئے ہیں...... اللہ تعالیٰ مدرسہ اظہار الاسلام کے ہر شعبہ کو اپنے مقاصد دینیہ میں ترقی عطاء فرمائیں اور اس ادارہ و جماعت خدام اہل سنت والجماعت کو فتنوں سے بچائے۔ آمین۔ اہل سنت والجماعت کو اپنے منصب حقہ پر ثابت قدم رکھیں اور الحاد و دھریت و شیعیت و مودودیت وغیرہ فتنوں سے محفوظ رکھیں، آمین۔ دعا کرتے رہیں، حرمین شریفین سے بندہ احباب کو خط نہیں لکھ سکے گا، کیونکہ وہاں کی مصروفیت بہت زیادہ ہوتی ہے۔ احباب کی خدمت میں سلام۔

والسلام

خادم اہل سنت والجماعت الاحقر مظہر حسین غفرلہٗ

مدنی جامع مسجد چکوال ۱۱۔شوال المکرم ۱۳۹۷ھ

---
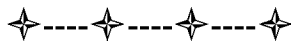
(۱۶۲) برادرم محترم مولوی محمد یعقوب سلمہٗ ...... السلام علیکم رحمۃ اللہ وبرکاتہٗ!

① دستی عنایت نامہ ملا جس سے آپ کی ہمشیرہ مرحومہ کی وفات کی اطلاع ملی، انا للہ وانا الیہ راجعون، اللہ تعالیٰ مغفرت فرمائیں، آمین۔ اپنے والد مکرم اور برادران وغیرہ کی خدمت میں بھی بعد سلام مسنون تعزیت پیش کر دیں، موت سے کوئی مفر نہیں ہے، مرحومہ اس لحاظ سے خوش نصیب ہیں کہ زندگی میں اعمال

صالحہ کی توفیق ملی اور خاتمہ بھی بخیر ہوا، اس دنیا فانی سے انسان خالی ہاتھ جاتا ہے، قبر و آخرت میں ایمان و عمل صالح ہی کام آتے ہیں، حاجی عبدالرزاق صاحب کو تعزیت نامہ ارسال کر رہا ہوں۔

② حج شریف کے لیے تاریخ روانگی کی تا حال اطلاع نہیں ملی، معلوم ہوتا ہے کہ پہلا ہوائی جہاز کراچی سے ۱۴ اکتوبر اور ۱۷ اکتوبر کے درمیان جائے گا، واللہ اعلم۔ آپ یہاں آنے کی تکلیف نہ کریں دعا کرتے رہیں کہ اللہ تعالیٰ یہ نعمت عظمیٰ عطا فرمائیں اور شرف قبولیت حاصل ہو، آمین۔

③ الیکشن ملتوی ہونا ہمارے لیے باعث مسرت ہے، اس سیاست کا انجام یہی ہے، میرے نزدیک کوئی سیاسی پارٹی بھی ملکی نظام چلانے کی اہلیت نہیں رکھتی، اگر قومی حکومت ہی صحیح شرعی نظام نافذ کر دے تو اصلی مقصد حاصل ہو جاتا ہے، سیاسی انتشار تو ملک کی تباہی کا سبب ہے، اللہ تعالیٰ سیاسی شرور و فتن سے محفوظ رکھیں، آمین۔

④ آپ بار بار کہتے ہیں لیکن میرے خطوط کی اشاعت ضروری نہیں بلکہ نامناسب ہے، ویسے محفوظ رکھنے کے لیے آپ کاپی پر نوٹ کر لیا کریں کہ قلمی طور پر یہ ایک کتابی شکل میں محفوظ رہیں گے اور فوٹوسٹیٹ بھی حفاظت کا بہتر ذریعہ ہے، جس کو پھر جوڑ لیا جائے لیکن اس کا خرچ زیادہ ہے۔

⑤ وہ ایجوکیشن آفیسر ہمارے رشتہ دار نہیں ہیں ویسے شریف آدمی ہیں وہ یہاں کے دوسرے خاندان سے تعلق رکھتے ہیں، جماعتی حیثیت سے اختلاف ہے، اس لیے میرا رقعہ مناسب نہیں۔

⑥ تسبیحات ستہ اور ذکر اسم ذات حسبِ فراغت وصحت پابندی سے کرتے رہیں، اللہ کا ذکر بہت بڑی نعمت ہے، ولذکر اللّٰہ اکبر، مقصود اصلی ذکر الٰہی ہے جس بندہ کو توفیق مل جائے، وہ بڑا خوش نصیب ہے، ثمرہ اس کا حق تعالیٰ کے اختیار میں ہے ہمیں اپنا فریضہ ذکر واطاعت بجالانا چاہیے۔

ذکر کن ذکر تاترا جان است   پاکی دل ذکر رحمن است

سلاسل طیبہ سے کوئی بھی شجرہ مبارکہ پڑھ لیا کریں، اولیاء اللہ کے توسل سے ان میں بڑی برکات ہیں اور مضامین بہت موثر ہیں جن کی وجہ سے غفلت دور ہو جاتی ہے، اللہ تعالیٰ ذکر واطاعت میں ترقی عطا فرمائیں، آمین۔ اساتذہ طلبہ اور احباب کی خدمت میں سلام عرض کر دیں، اللہ تعالیٰ آپ کو اور ہم سب خدام کو اور تمام اہل سنت والجماعت کو اپنے مذہب برحق پر قائم ودائم رکھیں اور اتحاد و دھریت اور شیعیت ومودودیت وغیرہ فتنوں سے محفوظ رکھیں۔ آمین۔ ''احتجاجی مکتوب بنام مولانا مفتی محمود'' چھپ گیا ہے۔

والسلام

خادم اہل سنت والجماعت الاحقر مظہر حسین غفرلہ
مدنی مسجد چکوال، ۱۹ شکوال المکرم ۱۳۹۷ھ

(۱۶۳) برادرم محترم مولوی محمد یعقوب سلمہٗ اللہ تعالیٰ ......السلام علیکم رحمۃ اللہ و برکاتہٗ !

دونوں مکتوب وصول ہوئے، طالب خیر بخیر ہے، دارالعلوم لائلپور میں دورہ حدیث کے لیے داخل ہونا مفید ہے، تا کہ یہ کمی پوری ہوجائے، اللہ تعالیٰ کامیابی عطا فرمائے، آمین۔

② پرائیویٹ سکولوں کے بارہ میں مجھے علم نہیں اگر اس طرح سلسلہ جاری ہو تو آپ بھی اپنے مدرسہ کے تحت جاری کرلیں۔

③ آپ نے میرے لباس کا تبرک طلب کیا لیکن آپ کا یہ اپنا حسن ظن ہے، ورنہ درحقیقت میرے کپڑے متبرک نہیں ہیں البتہ حج بیت اللہ اور زیارت روضہ اقدس کی نعمتیں نصیب ہوگئی ہیں اللہ تعالیٰ قبول فرمائیں۔آمین

④ ''آفتابِ ہدایت'' کی کتابت آفسٹ پر شروع ہوچکی تھی اور بندہ نے بعض حواشی بھی لکھے تھے جن میں شیعہ مجتہد ڈھکو کی کتاب کا جواب تھا[1]، لیکن حج پر جانے کی وجہ سے پھر نہ لکھ سکا اور کتابت فی الحال ملتوی ہے، حواشی کے لیے وقت کی ضرورت ہے، اللہ تعالیٰ تکمیل کی توفیق عطا فرمائیں۔ آمین۔اگر یہ کام شروع کیا تو پھر کچھ عرصہ سب کام ملتوی کر کے اس میں مشغول ہونا پڑے گا۔

مکتبہ رشیدیہ والوں کو ہی اس کی کتابت وغیرہ کا کام سپرد کیا ہے فی الحال اس کتاب کے اخراجات کا بار آپ نہیں اٹھا سکتے...... ضلعی امیر کے انتخاب کا مشورہ صحیح ہے، لیکن تا حال کوئی مناسب شخصیت پیش نظر نہیں ہے، ضلع کی امارت کے لیے مختلف پہلو دیکھنے پڑتے ہیں واللہ الموفق۔ ہر جگہ خدام محنت کرتے رہیں، اصلی مقصد تو محنت سے حاصل ہوتا ہے، رسمی امارت کی بھی ضرورت نہیں رہی، ہر سنی مسلمان سنی بننے اور بنانے میں لگ جائے اور حضرات خلفاء راشدین اور صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کے شرعی مقام کی تبلیغ و تحفظ میں محنت کی جائے تو ان شاء اللہ تعالیٰ شریعت محمدیہ و سنت مقدسہ علی صاحبہا الصلوٰۃ والتحیہ کا غلبہ نصیب ہوسکتا ہے، احباب و خدام کی خدمت میں سلام مسنون عرض کردیں، اللہ تعالیٰ آپ کو اور ہم سب سنی مسلمانوں کو سنی مذہب کی اتباع و نصرت کی ہمیشہ توفیق عطا فرمائیں۔آمین......رسالہ یادگار حسین رضی اللہ عنہ کی اشاعت کرتے رہیں اور سنی قرارداد یں بھی دستخط کرا کر بھیجیں۔

والسلام

خادم اہل سنت والاحقر حضرت مظہر حسین غفرلہٗ

مدنی جامع مسجد چکوال ۴۔صفر ۱۳۹۸ھ

---

[1] جوابی حواشی پر مشتمل ''آفتاب ہدایت'' تو نہ چھپ سکی تھی، البتہ ''ایک اجمالی نظر'' کے نام سے مختصر اور مستقل کتاب شائع ہوگئی تھی، اب سلطان العلماء علامہ ڈاکٹر خالد محمود صاحب کے مُشک بار قلم سے ڈھکو صاحب کی کتاب ''تجلیات صداقت'' کا مفصّل جواب ''تجلیاتِ آفتاب'' کے نام سے دو ضخیم جلدوں میں شائع ہوچکا ہے۔الحمدللہ علیٰ ذالک۔ سلفی

(۱۶۴) برادرم مولوی محمد یعقوب سلمہٗ ......السلام علیکم رحمۃ اللہ و برکاتہٗ !

دستی عنایت نامہ وصول ہوا طالب خیر بخیر ہے۔آپ کے شہر میں اہل سنت کی یہ سخت کمزوری ہے کہ سالانہ جلسہ میں بھی نہیں آتے۔ الا ماء شاءاللہ۔ بغیر میل جول کے افرادی قوت نہیں بنتی۔ میں نے ہفت روزہ اجتماع اسی مقصد کے لیے رکھا دیئے ہیں، جماعتی احباب پروگرام کے تحت اجتماع میں ضرور شریک ہوں اس سے عمل میں قوت پیدا ہوتی ہے آپ وقت فارغ کر کے احباب سے ملاقات کیا کریں اہل سنت کا دینی اور عملی تنزل کوئی معمولی نہیں ہے محنت کرنے کی ضرورت ہے۔

② دورہ حدیث کے لیے ضرور کوشش کریں۔اللہ تعالیٰ کامیابی عطا فرمائے۔آمین۔

③ مجالس ابرار مترجم کی جو عبارت آپ نے لکھی ہے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے فیض صحبت سے جو ایمان لائے وہ دو قسم کے لوگ تھے ایک تو وہ جو ضد ایمان سے بچتے تھے وہ صحابیؓ کہلائے۔دوسرے وہ جو ضد ایمان سے نہ بچتے تھے یعنی کافروں سے بھی دوستی اور میل جول رکھتے تھے وہ منافق کہلائے یہ عبارت قابل تاویل ہے۔ایمان لانے سے مراد اقرار لسانی ہے نہ کہ تصدیق قلبی۔ کیونکہ منافقین تصدیق قلبی سے محروم ہوتے ہیں اور منافقین کے متعلق بھی یہ لکھنا کہ وہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے فیض صحبت سے ایمان لائے، محل اعتراض ہے بہر حال یہ عبارت اردو ترجمہ کی ہے ممکن ہے مترجم عربی عبارت کا مفہوم اردو میں ادا نہ کر سکے ہوں۔واللہ اعلم۔

④ آپ نے سیرۃ مصطفی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے جو عبارت لکھی ہے کہ انبیاء مرسلین اگرچہ نبوت و رسالت سے پہلے نبی اور رسول نہیں ہوتے مگر ولی اور صدیق ضرور ہوتے ہیں۔الخ۔آپ نے اس عبارت میں یہ شبہ پیش کیا ہے کہ یہ بات سمجھ میں نہیں آئی کہ نبوت سے پہلے نبی نہیں ہوتے ولی ہوتے ہیں ولی سے تو کبیرہ گناہ کا امکان ہوتا ہے یہ علمی عبارت ہے۔اس سے بظاہر غلط فہمی ہو سکتی ہے لیکن حقیقت میں کوئی اشکال نہیں۔ولایت اصطلاح تصوف میں اس نسبت کو کہتے ہیں جس میں توجہ الی اللہ کا غلبہ ہوتا ہے اور توجہ الی الخلق کمزور ہوتی ہے اور نبوت وہ نسبت ہے جس میں توجہ الی الخلق بھی ہوتی ہے لیکن یہ بھی توجہ الٰہی کے واسطہ سے ہی ہوتی ہے۔انبیاء کرامؑ پر شرعی وحی کے نزول سے پہلے توجہ الی اللہ غالب ہوتی ہے بہ نسبت توجہ الی الخلق کے، اس کو ولائت کہتے ہیں اور ولی کی ولائیت میں یہی فرق ہوتا ہے۔لہٰذا ولائیتِ نبوت کے لیے بھی عصمت لازم ہے کہ اعطاء نبوت سے پہلے بھی انبیاء کرام صغائر و کبائر سے معصوم ہوتے ہیں اور امکان عقلی و امکان شرعی وغیرہ کی بحث میں نے اپنی کتاب ''علمی محاسبہ'' میں لکھ دی ہے وہاں دیکھ

لیں۔ واللہ اعلم۔ احباب و اقربا کی خدمت میں سلام مسنون عرض کر دیں اللہ تعالیٰ ہر مرحلہ پر اہلسنت والجماعت کو کامیابی عطا فرمائے آمین ثم آمین۔ والسلام

خادم اہل سنت مظہر حسین غفرلہٗ

مدنی جامع مسجد چکوال، ۱۲ ربیع الثانی ۱۳۹۸ھ

✧----✧----✧----✧
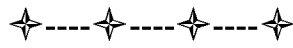
(۱۶۵) برادر مولوی محمد یعقوب سلمہٗ ......اسلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

① آپ کا دستی عنایت نامہ ملا طالب خیر بخیر ہے حضرت مولانا سید اسعد مدنی زید مجدہم ۱۶ر جولائی کو صبح کو بذریعہ کار ۴ بجے راولپنڈی سے روانہ ہو کر چکوال پہنچے تھے ہم نے کار کا انتظام کر لیا تھا (موضع) مونا ہوٹل پر بندہ اور مولانا عبداللطیف صاحب جہلمی وغیرہ احباب استقبال کے لیے پہنچ گئے تھے ظہر تک مولانا کا یہاں قیام رہا۔ ۲ بجے کے قریب لاہور تشریف لے گئے ظہر کی نماز میں اجتماع بہت زیادہ ہو گیا تھا۔ حضرت موصوف نے چند منٹ بیان کیا پھر کھاریاں تک رخصت کر کے ہم واپس آ گئے۔ مولانا عبید اللہ انور کے بڑے صاحبزادہ[1] بھی کار لے کر لاہور سے راولپنڈی اور راولپنڈی سے چکوال دن کو پہنچ گئے تھے۔ پھر لاہور ساتھ ہی چلے گئے۔ ان کے ساتھ جمعیت طلبہ اسلام پاکستان کا صدر بھی تھا۔ جو گوجرانوالہ کا رہنے والا ہے اور وکالت بھی پاس ہے راستہ میں (موضع) سرکال کے خدام سڑک پر کتبے وغیرہ لے کر آئے ہوئے تھے انہوں نے استقبال کیا اور دینہ میں اہل جمعیت نے راولپنڈی سے ہی پروگرام لیا ہوا تھا وہاں اتر کر صرف دعا کی، پھر جامعہ حنفیہ جہلم میں بھی چند منٹ قیام کر کے دعا کی۔ غرناطہ ہوٹل جہلم میں بھی اہل جمعیت نے انتظام کیا ہوا تھا لیکن مولانا موصوف نے وہاں پر کار پر ہی بیٹھ کر دعا کی۔

② ان بزرگوں کے پاس اتنا وقت نہیں ہوتا کہ مختلف مسائل پر بات کی جائے اور حیات النبی ﷺ پر تحریر لی جائے البتہ میں نے مودودی کے خلاف فتویٰ لکھوا لیا ہے۔

③ آپ نے یہ نہیں لکھا کہ دورہ حدیث کا امتحان کب ہو گا؟ اور امتحان کے لیے صحت یابی ہو رہی ہے یا نہیں؟ بہرحال سورۃ فاتحہ ۴۱ بار مع بسم اللہ شریف کے پانی پر پڑھ کر روزانہ پیتے رہیں اللہ تعالیٰ اہل سنت والجماعت کو کامیابی عطا فرمائے۔ آمین

والسلام خادم اہل سنت مظہر حسین غفرلہٗ

مدنی جامع مسجد چکوال۔ ۱۱ شعبان ۱۳۹۸ھ

---

[1] مولانا محمد اجمل قادری مراد ہیں۔

(۱۶۶) برادر محترم مولوی محمد یعقوب صاحب ...... السلام علیکم رحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

آپ کا دستی عنایت ملا جس میں بیماری کا ذکر ہے چار چار دن کے تعویذ ارسال ہیں۔ خود بھی استعمال کرتے رہیں اور فجر کی سنتوں اور فرضوں کے درمیان سورۃ فاتحہ ۴۱ مرتبہ مع بسم اللہ شریف پڑھ کر دونوں ہاتھوں پر دم کر کے چہرہ اور سارے بدن پر پھیر لیا کریں اور زیادہ موثر یہ صورت ہے کہ بسم اللہ الرحمن الرحیمِ الحمد پڑھا جائے یعنی الرحیم کی میم کو الحمد کے ساتھ ملایا جائے ان شاء اللہ کوئی اثر بھی ہے اس مرض سے اس کا ازالہ ہوگا مزید بھی ان میں بڑے فوائد ہیں۔ اللہ تعالیٰ شفائے کاملہ عاجلہ عطا فرمائے اور دورہ حدیث کی تکمیل کی توفیق ہو۔ آمین۔ قرارداد خلافت راشدہ زیادہ دستخطوں سے جنرل ضیاء کو بھیجتے رہیں۔

② جامعہ حنفیہ جہلم میں یکم شعبان سے اس مرتبہ دورہ خلافت راشدہ کا پروگرام رکھا جائے گا۔ جس میں سنی شیعہ نزاعی مسائل پر تحقیقی بحث ہوگی مستقل تدریس مولانا غلام یحییٰ صاحب کریں گے بندہ بھی اس دوران میں حسب ضرورت درس دیتا رہے گا، ان شاء اللہ۔ آپ کا دورہ حدیث کا امتحان نہ ہوتا تو آپ کی شمولیت بھی اس درس خلافت راشدہ میں ضروری تھی۔ اور اگر کوئی طالب علم یا نوجوان عالم بن جائے تو ان کو اس دورہ میں شریک ہونے کی تاکید کر دیں۔ احباب کی خدمت میں سلام مسنون! اللہ تعالیٰ اہل سنت والجماعت کو ہر مرحلہ پر کامیابی عطا فرمائے آمین ثم آمین بجاہ النبی الکریم ﷺ۔

یہ خط طالب علم محبوب ساکن ہرنولی کے ہاتھ بھیج رہا ہوں۔ والسلام

خادم اہل سنت مظہر حسین غفرلہٗ

مدنی جامع مسجد چکوال۔ ۲۹ رجب ۱۳۹۸ھ

✧----✧----✧----✧
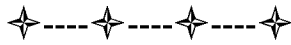
(۱۶۷) برادر محترم مولوی محمد یعقوب صاحب ...... السلام علیکم رحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

① یہ رقعہ محمد مبارک طالب علم کے ہاتھ بھیج رہا ہوں حافظ محمد وکیل صاحب آئے تھے ان سے معلوم ہوا کہ آپ نے دار العلوم لائل پور میں دورۂ حدیث کا امتحان دے دیا ہے اللہ تعالیٰ کامیابی عطا فرمائے۔

② مولوی احمد سعید کے بعد بیرونی علماء کو بلانے کی ضرورت نہیں وہ پھر اپنے کسی مولوی کو بلالیں گے یہ سلسلہ ان حالات میں ٹھیک نہیں۔ آپ نے ان کی تردید کر دی ہے۔ کافی ہے۔ ویسے ہی لوگوں کو

سمجھاتے رہیں ان کی تقریر کی کیسٹ مل جائے تو کلورکوٹ لیتے آئیں تاکہ اس کا جائزہ لیا جائے۔ والسلام

خادم اہل سنت مظہر حسین غفرلہٗ

مدنی جامع مسجد چکوال۔ ۱۳ شعبان ۱۳۹۸ھ

✧----✧----✧----✧
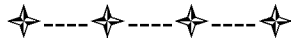
(۱۶۸) برادرمحترم مولوی محمد یعقوب صاحب سلمہٗ تعالیٰ...... اسلام علیکم رحمۃ اللہ و برکاتہٗ

عنایت نامہ ملا، طالب خیر بخیر ہے، باغ آزاد کشمیر میں نہیں جا رہا، جگہ دور ہے آپ بھی نہ جائیں...... اپنے جلسہ پر قاضی اللہ یار کو بلالیں فی الحال ...... نہ بلائیں، مولانا عبدالشکور ترمذی کو مدعو کرلیں، مولانا حافظ محمد الیاس صاحب کو دعوت دے دیں، اگر صحت ٹھیک ہوئی تو آجائیں گے، احباب کی خدمت میں سلام، اللہ تعالیٰ انہیں سنی مقاصد میں ساری جماعت کو کامیابی عطاء فرمائے، آمین۔ ماہی صاحب کو نہ بلائیں وہ صحیح ثابت نہیں ہوتے۔ والسلام

خادم اہل سنت مظہر حسین غفرلہٗ

مدنی جامع مسجد چکوال۔ ۲۳ ربیع الاوّل ۱۳۹۹ھ

(۱۶۹) برادرمحترم مولوی محمد یعقوب صاحب سلمہٗ تعالیٰ...... اسلام علیکم رحمۃ اللہ و برکاتہٗ

عنایت نامہ ملا، حالات معلوم ہوئے، طالب خیر بخیر ہے، شیعہ فقہ جعفری کانفرنس بھکر کے حالات اخبارات ورسائل کے ذریعہ معلوم ہوئے ہیں، ہفت روزہ خدام الدین لاہور میں بھی شیعوں کی اشتعال انگیزی کے خلاف لکھا گیا ہے بعد میں بھکر میں سنی علماء نے جو احتجاجی قراردادیں پاس کی ہیں وہ بھی خدام الدین میں شائع ہوئی ہیں اب ان کو اس کی کیوں ضرورت پڑی ہے؟ اور ہم تو پہلے بھی کہتے تھے کہ شیعہ فتنہ سے تحفظ ضروری ہے، تو تب یہ حضرات ہم سے ناراض ہوتے تھے، شیعہ شیعہ ہے اور اصحاب وخلفاء رسول ﷺ کا کھلا دشمن ہے اور اپنے من گھڑت کلمہ اور اذان میں خلیفہ بلافصل سے اسی معاندانہ عقیدہ کا اعلان کرتا ہے، بہرحال ہر طبقہ کے سنی علماء کرام اگر شیعہ فتنہ کو سمجھ کر ان کے اثرات کو زائل کرنے اور سنی مذہب کے تحفظ اور استحکام کے لیے خالص دینی مقصد کے تحت محنت کریں تو حقیقی اسلام کا پھر وقار قائم ہوسکتا ہے جو صحابہ کرام وخلفاء راشدین] کے واسطہ سے امت کو ملا ہے، بہرحال ہماری سنی تحریک خدام اہل سنت کے مقصد کی اہمیت وافادیت دن بدن حالات کی روشنی میں ثابت ہو رہی ہے، محنت کی ضرورت ہے اور آپ کی یہ غفلت کہ بھکر میں آدمی کو بھیج کر شیعہ مقررین کی تقاریر ٹیپ کرنے کا انتظام نہ کیا اور نہ ہی آپ نے غالباً کوئی سمجھدار آدمی حالات وواقعات کا مشاہدہ کرنے کے لیے بھیجا ہوگا حالانکہ شیعوں کی

بسیں آپ کی سڑک سے گزرتی رہیں اور وہ شیعہ مذہب زندہ باد کے نعرے بھی لگاتے رہے ہیں۔

② آپ کی ضلعی تنظیم کا نہ ہونا جماعتی افراد کی کم ہمتی کا ثبوت ہے، ہم نے ضلعی تنظیم کو ممنوع تو قرار نہ دیا ہے یہ تو آپ کی اپنی ذمہ داری ہے۔

③ سنی کیلنڈر کی جو آپ نے زیادہ اشاعت کی ہے قابل داد اور باعث اجر ہے، لیکن سنی کیلنڈر کی قیمت ۲ روپے سے کم مقرر کرنے کا مطالبہ جائز نہیں ہے، کسی جماعتی آدمی یا سنی مسلمان کے لیے دو روپے زیادہ ہیں؟ اگر کوئی سنی حق چار یارؓ کے کیلنڈر کو دو روپے میں نہیں لے سکتا تو پھر خدا حافظ، آپ نے جو کم قیمت پر دے دیئے ہیں یہ آپ کا ایثار ہے خدام اہل سنت چکوال سے جو سنی لٹریچر سنی کیلنڈر یا قرار دادیں وغیرہ حسب ضرورت شائع کی جاتی ہیں کیا اس کا ہمارے پاس کوئی جماعتی فنڈ ہے؟ یہ تو قرضہ پر کام ہو رہا ہے بہرحال ہم جو سنی کیلنڈر شائع کرتے ہیں کسی سال میں بھی ہمیں اس میں نفع نہیں ہوتا کیونکہ کئی افراد کو مفت بھی دینے پڑتے ہیں، اس طرح شائع شدہ لٹریچر میں سے مجموعی حیثیت سے بجائے نفع کے خسارہ ہوتا ہے، لیکن جماعتی ضرورت کے تحت ہم اشاعت کرتے رہتے ہیں، اگر کیلنڈر کی قیمت اور کم رکھیں تو اس خسارہ کو کون پورا کرے گا؟ آپ میں یہ کمزوری ہے کہ کسی کے اعتراض سے متاثر ہو جاتے ہیں، ہم یہ جماعتی قرضہ کہاں سے ادا کریں گے؟ صوفی فضل داد نے اگر مریضوں کو سنی کیلنڈر لینے کا کہا ہے تو مجھے اس کا پہلے سے علم نہیں لیکن اس نے کہا تو جماعتی جذبہ سے ہے، گو اس کو میں حالات کے تحت بہتر نہیں سمجھتا۔

④ امام اور علیہ السلام کے استعمال کے بارے میں آپ نے لکھا ہے کہ اگر امام حسینؓ کے ساتھ ''امام'' کا استعمال اہل سنت کے نزدیک بھی جائز ہے تو ''علیہ السلام'' بھی جائز ہونا چاہیے، یہ بھی آپ نے خوب سوال کیا ہے، کیا مجتہدینِ اربعہ کے ناموں کے ساتھ ہم ''امام'' کا لفظ استعمال نہیں کرتے؟ بلکہ اپنے امام صاحب کو امام اعظم سمجھتے ہیں تو کیا اس سے یہ لازم آیا ہے کہ ان کے ناموں کے ساتھ بھی ''علیہ السلام'' لکھا جائے؟ اگر ہم صرف ان بارہ اماموں کے ساتھ امام کا لفظ لکھتے تو پھر یہ شبہ ہو سکتا تھا کہ اس سے مراد معصوم امام ہیں، جو کہ شیعوں کا عقیدہ ہے لیکن جب ہزاروں دین کے پیشواؤں کے ساتھ امام کا لفظ لکھتے ہیں مثلاً امام غزالی امام رازی وغیرہ تو پھر حضرت حسین رضی اللہ عنہ اور حضرت حسن رضی اللہ عنہ کے اسماء کے ساتھ کیوں لفظ امام نہ لکھا جائے کیا وہ امام غزالی، امام رازی سے کم درجہ رکھتے ہیں۔؟

حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ تو واضح طور پر ان حضرات ائمہ اہل بیت کی امامت باطنہ کے قائل ہیں اور حضرت شاہ اسماعیل شہید نے بھی اپنی کتاب ''منصب امامت'' میں اس کی تفصیل لکھی ہے شرعاً

امام لفظ میں کیا قباحت ہے؟ ہم مسجد کے امام کو بھی تو امام کہتے ہیں آپ نے تو ویسے بطور شبہ استفسار کیا لیکن دراصل یہ خارجیت کا مرض ہے اور وہ پوری محنت سے ان حضرات ائمہ اہل بیت کے خلاف زہر پھیلا رہے ہیں مذہب اہل سنت والجماعت ہی صحیح اور معتدل مذہب ہے جس میں حسب مقام تمام ائمہ اہل بیت سے محبت اور اتباع کا تعلق پایا جاتا ہے روافض نے تو ان حضرات کا نام استعمال کیا ہے۔ ورنہ دراصل اہل سنت ہی ان حضرات کے صحیح معتقد اور متبع ہیں۔''علیہ السلام'' کو غیر کے لیے استعمال کرنے میں بھی سنی علماء کا اختلاف پایا جاتا ہے گو ہم اس سے احتیاط کرتے ہیں لیکن کئی حضرات کے نزدیک جائز ہے اور کتابوں میں ''علیہ السلام'' لکھا گیا ہے شیعیت کے فروغ کا باعث یہ امر ہیں، ہم حضرات اہل بیت کا احترام کرتے ہیں اُن کی اپنے مذہب پر محنت زیادہ ہے، اور اہل سنت میں صحابہ اور خلفاء راشدین کے بارہ میں محنت نہیں ہے اور نہ ہی شیعیت کے بارہ میں دینی مدارس میں ہی کچھ پڑھایا سمجھایا جارہا ہے۔ مسلک حق مثبت بنیاد پر قائم ہوا کرتا ہے نہ کہ کسی باطل فرقہ کے ردعمل میں، آج سنی مذہب کی اس پہلو سے تعلیم وتبلیغ چونکہ برائے نام ہے اس لیے اہل سنت کو ہی خارجی ٹولہ استعمال کررہا ہے اور وہ دیوبندی علماء جو اپنے مذہب سے پورے طور پر وقف نہیں یا ردِ شیعہ میں غلو رکھتے ہیں وہ خارجیت کا شکار ہورہے ہیں میں نے ہفت روزہ خدام الدین کے حضرت لاہوری رحمہ اللہ نمبر کے مضمون میں خارجیت کی بھی تردید کردی ہے اور معلوم ہوتا ہے کہ وہ اس مضمون سے غضبناک ہوئے ہیں۔ احباب کی خدمت میں سلام مسنون۔ اللہ تعالیٰ اہل سنت کو ہر فتنہ سے محفوظ رکھیں اور مذہب حقہ اہل سنت والجماعت پر قائم ودائم رکھیں، جمعہ کو شیعہ کی طرف سے فقہ جعفری کے نافذ نہ کرنے پر احتجاج منایا جارہا ہے اور ہم جمعہ پر ان شاء اللہ ان کے خلاف فقہ حنفی کی تائید میں قرارداد پاس کریں گے۔ والسلام

خادم اہل سنت مظہر حسین غفرلہٗ

(تاریخ وسن ندارد)

✧----✧----✧----✧
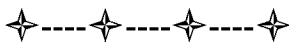
(۱۷۰) برادر محترم مولوی محمد یعقوب صاحب سلمہٗ تعالیٰ ...... السلام علیکم رحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

① دستی عنایت نامہ ملا طالب خیر بخیر ہے میری بڑی ہمشیرہ محترمہ مرحومہ کے متعلق آپ کا دستی تعزیت نامہ موصول ہوا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

④ سنی کانفرنس میں بس یا ٹرک پر جماعتی حیثیت سے اگر کانفرنس میں شریک ہوں تو اچھا ہے کلورکوٹ جنڈانوالہ وغیرہ احباب بھی آپ کے ساتھ آجائیں گے واپسی میں بھی آسانی ہوگی باہمی مشورہ کرلیں۔ احباب کو سلام مسنون عرض کردیں۔ اللہ تعالیٰ اہل سنت والجماعت کو ہر موقع پر کامیابی عطا فرمائے۔ آمین ثم آمین

والسلام خادم اہل سنت مظہر حسین غفرلہٗ
مدنی جامع مسجد چکوال۔ ۱۹ محرم ۱۴۰۰ھ

✧----✧----✧----✧
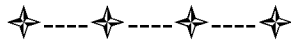
(۱۷۱) برادر محترم مولوی محمد یعقوب صاحب سلمہٗ ......اسلام علیکم رحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

① دونوں خط موصول ہوئے طالب خیر بخیر ہے، مولوی عبدالقیوم صاحب واپس آگئے ہیں ابھی تک ان سے حالات پوچھنے کا وقت نہیں ملا۔

④ آپ نے بھٹو کی پھانسی کے ردعمل کے بارہ میں دریافت کیا ہے، بھٹو ہمارے نزدیک ایک طالب اقتدار اور چالاک لیڈر تھا، ہمیں اس سے اس دن سے شدید اختلاف ہوا ہے جبکہ اس نے شیعہ دینیات کا پاکستان میں نفاذ کیا، جس میں شیعہ کا کلمہ کا اندراج بھی تھا حالانکہ اس سے پہلے کسی ملکی سربراہ نے اس کی جرأت نہیں کی تھی، اگر سپریم کورٹ نے صحیح تحقیقات کرکے سزا دی ہے تو قابل اعتراض نہیں ہے، ورنہ زیادہ تر دخل موافقت اور مخالفت میں سیاسی پارٹی بازی کا ہے جس میں عموماً اصول دین کو ہی نظر انداز کردیا جاتا ہے۔ سنی مسلمانوں کو ان کی بنیاد کے تحفظ کا احساس دلانے کی اشد ضرورت ہے اور یہ سمجھانے کے لیے کہ شیعہ مذہب کیا ہے؟ میری نئی کتاب ''سنی مذہب حق[1] ہے'' چھپ گئی ہے اس کی اشاعت کی زیادہ ضرورت ہے۔

③ آپ نے یہاں چند دن قیام کے لیے اجازت طلب کی ہے اس سلسلہ میں یہاں پر اشکال ہے کہ میں فارغ نہیں ہوتا، صرف ہفت روزہ سنی اجتماع یا جمعہ کے موقع پر ہی ملاقات کرسکتا ہوں، میری رائے یہ ہے کہ رمضان المبارک سے پہلے شعبان کے آخر میں آپ قیام کریں میں کچھ دن احباب کے لیے فارغ کردوں گا، فی الحال آپ روزانہ وقت فارغ کرکے پابندی کے ساتھ ذکر اسم ذات میں محنت کرتے رہیں، ذکر کے مداومت سے ہی ترقی ہوتی ہے اللہ تعالیٰ ذکر واتباع میں ترقی عطاء فرمائیں اور آپ

---

[1] قائد اہل سنتؒ کی دیگر کتب کے ساتھ اب مذکورہ کتاب ''سنی مذہب حق ہے'' بھی خوبصورت اور جدید معیارِ طباعت سے شائع ہوچکی ہے، ادارہ مظہر التحقیق لاہور سے یہ کتاب حاصل کی جاسکتی ہے۔

کواور ہم سب کو اپنی مرضیات پر چلنے کی توفیق ہو۔آمین

اپنے والد گرامی اور برادران واحباب کی خدمت میں سلام عرض کر دیں۔والسلام

③ آپ نے نہیں لکھا کہ دورہ حدیث کا امتحان کب ہوگا؟ اور امتحان کے لیے صحت یابی ہو رہی ہے یا نہیں؟ بہر حال سورۃ فاتحہ ۴۱ بار مع بسم اللہ شریف کے پانی پر پڑھ کر روزانہ پیتے رہیں اللہ تعالیٰ اہل سنت والجماعت کو کامیابی عطا فرمائے۔آمین

خادم اہل سنت مظہر حسین غفرلہٗ

مدنی جامع مسجد چکوال۔۱۷ جمادی الاوّل ۱۳۹۹ھ

✧----✧----✧----✧
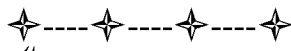
(۱۷۲) برادر مولوی محمد یعقوب سلمہٗ ......اسلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

طالب خیر بخیر ہے آپ کا عنایت نامہ کل گذشتہ ۱۷، ذوالحج بروز بدھ موصول ہوا ہے۔الحمد للہ مناسک حج کی توفیق مل گئی ہے۔اللہ تعالیٰ ہم سب کو اور تمام اہل سنت والجماعت کو حج اور حضور سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے روضۂ مبارک کی زیارت نصیب فرمائے آمین ثم آمین، بجاہ النبی الکریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم۔ ہم حج سے پہلے مدینہ منورہ حاضر ہوگئے تھے اور ۶ ذوالحج بروز ہفتہ واپس مکہ معظّمہ چلے آئے۔ان شاء اللہ بعد میں پھر مدینہ طیبہ حاضر ہونے کا ارادہ ہے اور وہیں سے پھر جدہ کے لیے روانگی ہوگی۔ہمارا ہوائی جہاز ۲۲ نومبر دن کو روانہ ہو کر کراچی پہنچے گا اور وہاں سے ۲۳ نومبر بروز جمعۃ المبارک بذریعہ جہاز راولپنڈی پہنچیں گے۔اور امید ہے کہ جمعۃ المبارک تک چکوال پہنچوں گا۔مجوزہ سفر تو یہی ہے باقی اختیارات تو قادر عزوجل کے پاس ہیں۔آپ کا اور دیگر احباب کا سلام دربار نبوی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم میں حسب یادداشت پہنچا دیا تھا۔حرمین شریفین اور دیگر مقاماتِ مقدسہ پر صُورتاً تو بندہ حاضر ہوتا ہی رہتا ہے باقی بندہ کے اختیارات میں تو کچھ بھی نہیں سب کچھ اللہ رب العزت کے فضل پر موقوف ہے۔دعا کرتے رہا کریں اور تمام اقرباء واحباب کی خدمت میں سلام مسنون عرض کر دیں۔اللہ تعالیٰ ہم سب کو ایمان اور استقامت نصیب فرمائے اور اہل سنت والجماعت اور خدام اہل سنت کو کامیابی عطا فرمائے اور ما انا علیہ واصحابی خصوصاً خلفائے راشدین امام الخلفاء حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ، حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ، حضرت عثمان رضی اللہ عنہ غنی اور حضرت المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی صحبت اور اتباع کی ہمیشہ توفیق ہو اور آخرت میں رحمت اللعالمین، خاتم النبیین شفیع المذنبین صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی شفاعت کی عظیم نعمت عطا فرمائے آمین ثم آمین بجاہ النبی الکریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم۔

والسلام

خادم اہل سنت مظہر حسین غفرلہٗ

(تاریخ وسن ندارد)

(۱۷۳) برادر محترم مولوی محمد یعقوب صاحب......السلام علیکم رحمۃ اللہ و برکاتہٗ

عنایت نامہ ملا، طالب خیر بخیر ہے۔ مخدوم پور کے جلسہ پر آپ نہ پہنچ سکے حافظ محمد اقبال سے حالات معلوم ہو گئے تھے۔ ابھی حال میں ہی مولوی عظیم الدین (کراچی) کی کتاب ''حیاتِ سیدنا یزید'' شائع ہوئی ہے جو مولانا محمد اسحٰق صاحب سندیلوی کا شاگرد ہے اور انہیں کی سرپرستی میں یزیدیت کو بڑھانے کی کوشش کر رہا ہے۔ یہ خارجی فتنہ بھی سخت خطرناک ہے جو سُنی دیوبندی کے نام سے اُبھر رہا ہے۔ یزیدی تحریک کا ایک رکن حکیم فیض عالم صدیقی (جہلم) ہے، اس کی بھی ایک نئی کتاب ''خلافت راشدہ'' شائع ہوئی ہے جس میں اس نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کے خلیفہ راشد نہ ہونے کی تصریح کی ہے[1]۔ حکیم فیض عالم نے حق چار یار کے بھی خلاف لکھا ہے کیونکہ وہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کو خلیفہ راشد نہیں مانتا اور اس کتاب میں بہت بکواسات کیے گئے ہیں۔ ''سرور المحزون'' حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمہ اللہ کی مصنفہ میں نے پہلے نہیں دیکھی لیکن ایسی کتاب آپ شائع نہ کیا کریں کہ جس کے مضامین مشکل اور ادق ہوں، ''مودودی دستور و عقائد کی شرعی حیثیت'' کی اشد ضرورت ہے۔ احباب کی خدمت میں سلام مسنون! اللہ تعالیٰ آپ کی اور ہم سب کی اصلاح فرمائیں۔ مذہب اہل سنت کی مخلصانہ تبلیغ اور اصلاح و اتباع کی توفیق ہو۔ آمین۔ جنرل ضیاء الحق کے اُس پیغام کی فوٹو سٹیٹ ارسال ہے جو اس نے دارالعلوم دیوبند کے صدسالہ اجلاس میں بھیجی تھی۔

والسلام

خادم اہل سنت مظہر حسین غفرلہٗ

مدنی جامع مسجد چکوال، ۱۴ جمادی الاوّل ۱۴۰۰ھ

✧----✧----✧----✧

---
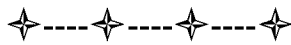
[1] اہل حدیث مسلک کے عالم تھے، صاحبِ طرز ادیب اور وسعت مطالعہ کے لحاظ سے اچھے مصنف تھے اور تردید شیعہ و دفاع ناموس صحابہ کرامؓ کے جذبہ سے بھی مالا مال تھے مگر اُن کی یہ تمام خوبیاں اس وقت اہل حق کو مایوس کر گئیں، جب وہ ناصبیت و خارجیت کے پرچارک بن گئے اور نہایت ڈھٹائی کے ساتھ اہل بیت نبی صلی اللہ علیہ وسلم، بالخصوص سیدنا حضرت علیؓ اور حضرات حسنین کریمینؓ کے خلاف ہتک آمیز خارافشانیاں کرنے لگے، ۱۹۸۲ء میں جہلم شہر میں اپنی مسجد میں ہی انہیں ریوالور سے فائر کر کے قتل کر دیا گیا تھا، اس پر سوائے کفِ افسوس ملنے کے اور کیا کیا جا سکتا ہے کہ نامور لوگ جادۂ اعتدال سے ہٹ کر کس قدر کم قیمت میں فروخت ہو گئے۔ سلفی

(۱۷۴) برادر محترم مولوی محمد یعقوب صاحب......اسلام علیکم رحمۃ اللہ و برکاتہٗ

مدرسہ کے بارہ میں میری رپورٹ کی کیا ضرورت ہے؟ جب کہ میں خودسر پرست ہوں۔ اسلام آباد میں شیعوں نے کنونشن میں محاذ آرائی کی ہے اس کے خلاف قرارداد بنام صدر مملکت احتجاجی مراسلہ کے عنوان پر چھپوانے کے لیے بھیجا ہوا ہے۔ آپ کو بھی بھیجیں گے۔ جمعۃ المبارک پر مساجد میں پاس کروا کر صدر مملکت کو رجسٹری ارسال کر دیں۔ مصلحتاً خدام اہل سنت کی طرف سے شائع نہیں کروایا گیا بلکہ ایک مشترکہ نام ''سُنی تحریک عمل پاکستان'' تجویز کیا ہے۔ تا کہ جو لوگ خدام کے نام سے متوحش ہوتے ہیں وہ بھی اس نام سے کارروائی بھیج سکیں۔ احباب کی خدمت میں سلام مسنون! اللہ تعالیٰ اہل سنت کو کامیابی عطا فرمائے۔ آمین ثم آمین۔

خادم اہل سنت مظہر حسین غفرلہٗ

۴ رمضان المبارک ۱۴۰۰ھ

✧----✧----✧----✧
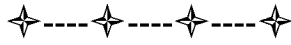
(۱۷۵) برادر محترم مولوی محمد یعقوب صاحب سلمہٗ تعالیٰ......اسلام علیکم رحمۃ اللہ و برکاتہٗ

مولانا مفتی محمود مرحوم کے صاحبزادہ کو میں نے تعزیت نامہ بھیج دیا ہے، انا للہ وانا الیہ راجعون، اور یہ تعزیت نامہ جمعۃ المبارک میں بھی پڑھ کر سُنا دیا گیا تھا، حق تعالیٰ مغفرت فرمائے آمین ثم آمین۔

والسلام

خادم اہل سنت

مظہر حسین غفرلہٗ

۹ ذوالحجہ ۱۴۰۰ھ

✧----✧----✧----✧
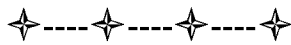
(۱۷۶) برادر مولوی محمد یعقوب سلمہٗ......اسلام علیکم ورحمۃ اللہ و برکاتہٗ

طالب خیر بخیر ہے آپ کے دونوں عنایت نامے موصول ہوئے۔ میں خارجی فتنہ حصہ دوم کی تکمیل میں مصروف تھا کتاب ضخیم ہوگئی ہے۔ تقریباً پونے سات صد صفحات ہیں اب کاتب صاحب کاپیاں جوڑ رہے ہیں۔ انشاء اللہ جلدی چھپ جائے گی۔ علاوہ ازیں یہاں کے مقامی سنی وشیعہ حالات کے مطابق بھی مصروفیت رہی۔ دونوں طرف سے گرفتاریاں ہوئیں۔ حافظ عبدالوحید صاحب وغیرہ ہمارے سات

افراد اور شیعوں کے بارہ جہلم جیل میں ۲۰/۲۲ دن نظر بند رہے اور دفعہ ۳۰ کے تحت بھی قریباً ۱۸ سنی جہلم جیل میں رہے اور شیعہ بھی جیل میں رہے اب سب ضمانت پر رہا ہو چکے ہیں مقدمات چل رہے ہیں اللہ تعالیٰ کامیابی عطا فرمائیں۔آمین

② آپ نے مدرسہ کے سالانہ جلسہ مجوزہ ۱۵/۱۶ مارچ میں مدعوین کے بارہ میں لکھا ہے حضرت مولانا محمد سرفراز خان صاحب کو بلالیں بیمار نہ ہوئے تو آجائیں گے۔انشاء اللہ، علامہ خالد محمود صاحب کو بھی دعوت دے دیں مسئلہ حیات النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے موضوع پر ان کی تقریر بہت مفصل اور مدلل ہوتی ہے۔حضرت مولانا اوکاڑوی صاحب کو بھی حسب ضرورت بلالیں۔حصرت مولانا عبداللطیف صاحب جہلمی بھی تشریف لے آئیں گے تو مزید کسی بڑے مبلغ کی ضرورت نہیں ہوگی۔جن کے متعلق آپ نے لکھا ہے ان کے متعلق فی الحال میری رائے نہیں ہے۔وہ متحدہ سنی محاذ کا موقف عملاً پورا کر رہے ہیں۔لاہور شرعی محاذ کے جلسے میں بھی تقریر کی جہاں دوسرے مودودی لیڈروں قاضی حسین احمد صاحب کے علاوہ اسعد گیلانی کی بھی تقریر ہوئی تھی۔گزشتہ دنوں مولانا قاری شیر محمد صاحب لاہور سے یہاں آئے تھے انہوں نے بتایا ہے کہ مولانا موصوف ایک دن جامعہ اشرفیہ میں ڈاکٹر اسرار احمد کے ساتھ آئے تھے۔میری وجہ سے ان کی کیا اصلاح ہوگی؟ جب کہ شیخ الاسلام والمسلمین حضرت مدنی قدس سرہ کے ارشادات کو انہوں نے نظر انداز کر دیا ہے۔جو حضرت نے مودودیت کے بارہ میں فرمائے ہیں کہ اسلام کے نام پر بھی ان سے اشتراک نہ کیا جائے شرعی محاذ کا جنرل سیکرٹری قاضی حسین احمد مودودی کو بنایا گیا ہے۔جو اپنی جماعت اسلامی کا بھی جنرل سیکرٹری ہے۔اور جمعیت (حضرت درخواستی) کے علماء اکرام اس کے ماتحت ہیں انا للہ وانا الیہ راجعون۔ اہل حق کا اہل باطل کے سائے میں نظام شریعت کی تحریک چلانا قیامت کی نشانیوں میں سے ہے۔ بطور پبلک لاء فقہ حنفی کے نفاذ کا مطالبہ ترک کرنے کے بعد سنی دیوبندی حنفی علماء کرام کے پاس رہ کیا جاتا ہے؟ اب دینی مدارس میں ہدایہ وغیرہ کتب فقہ پڑھنے پڑھانے کا کیا فائدہ ہے؟ جب وقت آیا تو فقہ حنفی کا مطالبہ ہی ترک کر دیا۔روافض فقہ جعفری کا مطالبہ ترک نہیں کرتے خواہ منظور ہو یا نہ ہو یعنی یہ فقط حنفیوں کی ہی خصوصیت ہے۔

③ تعجب ہے کہ آپ نے وزیر مذہبی امور اقبال احمد خان صاحب (جو آل پاکستان مسلم لیگ کے جنرل سیکرٹری بھی ہیں) کو مدعو کرنے کی اجازت طلب کی ہے۔ان کو تو بڑے بڑے مرکزی شہروں میں جانے کی بھی فراغت نہیں ملتی اور پھر ہرنولی جیسے قصبے میں وہ کس طرح آسکتے ہیں؟ اور ان کی دلچسپی کیونکر

ہوسکتی ہے جامعہ اشرفیہ کی طرح آپ کا بھی مدرسہ ہے؟ پھر جہاں یہ لوگ جاتے ہیں اپنی مسلم لیگ کو مضبوط کرنے کی کوشش کرتے ہیں آپ کو اور ہمیں کیا فائدہ حاصل ہوگا؟

④ جب تک کوئی اہل نہیں ملتا میانوالی کے دفتر کو بند کر دینا چاہیے صوفی مہر محمد امامت نماز اور بچوں کی تعلیم قرآن کی خدمت میں لگا رہے اور ویسے سنی کیلنڈر بیجز اور اچھے لیٹریچر کی ترغیب دیتا رہے۔ بحیثیت اہل سنت ہونے کے علماء کا ذہن بھی کمزور ہوگیا ہے۔ الا ماءشاء اللہ۔ اور اس ذہن کی کمزوری سے شیعیت، مودودیت اور خارجیت وغیرہ فتنے بڑھ رہے ہیں۔ و اللہ الھادی۔

⑤ ''تنقیدی نظر'' پہ لکھنے کی فرصت نہیں مل سکی اس کی اشاعت کے لیے کیا جلدی ہے؟ جمعیت سے اختلاف کی بنیاد پر سوچ کر ہی لکھنا ہے۔ واللہ الموفق۔

⑥ پہاڑ پور ضلع ڈیرہ اسماعیل خان سے خط آیا ہے کہ وہاں جنڈانوالہ کے مناظرہ کے متعلق مماتیوں نے اپنے اشتہارات لگائے ہیں دوسرے مقامات سے بھی اطلاعیں آئی ہیں لیکن جنڈانوالہ اور ہرنولی والے اس بارہ میں بہت سست واقع ہوئے ہیں۔ مماتی ٹولہ کا پہلا اشتہار بھی پھیلایا نہیں گیا اور مولوی عبدالحق خان نے جو مسودہ اشتہار کا آپ کو بھیجا ہے وہ بھی غالباً آپ نے شائع نہیں کیا۔ اگر آپ شائع نہ کریں تو مسودہ ہمیں بھیج دیں۔ کل مولوی عبدالحق صاحب یہاں آئے تھے ان سے پوچھنے پر معلوم ہوا کہ انہوں نے مسودہ آپ کو بھیج دیا تھا۔ جب تک مماتی جھوٹے اشتہار کا جواب شائع نہیں ہوگا، ناواقف لوگ غلط فہمی میں مبتلا ہو جائیں گے۔

⑦ آپ نے لکھا کہ تصوف اور باطنی تعلیم ایک ایسی چیز ہے کہ جس سے اخلاص پیدا ہوتا ہے اور ایمان واعمال بنتے ہیں۔ ہمارے اکابر ظاہری علوم کے بعد فوراً باطنی علوم حاصل کرتے ہیں۔

نیز آپ لکھتے ہیں ہمیں ابتک یہ معلوم بھی نہیں کہ ہم نے اس علوم کے حروف ابجد بھی سیکھے ہیں یا کہ نہیں اور نہ ہی اس میں ہماری رہنمائی ہے''۔ یہ بھی لکھا ہے کہ یہ عاجز و ناکارہ حضرت شیخ الاسلام مرشد کامل حضرت مدنی نوراللہ مرقدہ کے مکتوبات تصوف سے کچھ رہنمائی حاصل کرتا ہے اور آخری سہارا وہ مکتوبات ہی ہیں۔ تسبیحات ستہ کے علاوہ تلاوت قرآن اور پھر حضرت مدنی کے مکتوبات سے نفی اثبات ۲۰۰ دفعہ اور اللہ اللہ ۴۰۰ دفعہ اور اللہ ہو ۴۰۰ دفعہ کرتا ہوں اس کے علاوہ اسم ذات اور بھی زیادہ کرتا ہوں اور تعلیم وتربیت اور آپ کی توجہ کی اشد ضرورت ہے''۔

آپ کو جو اصلاح باطن کا احساس پیدا ہوا ہے یہ بڑی نعمت ہے لیکن اصلاح باطن کے متعلق آپ

غلط فہمی میں مبتلا ہیں ذکر تو بلا اجازت خود تجویز نہیں کرنا چاہیے لیکن آپ کو جو تسبیحات ستہ اور اسم ذات اور بذریعہ مکتوبات شیخ الاسلام قدس سرہ ذکر کی جو توفیق مل رہی ہے یہ کیا کوئی کم نعمت ہے؟ توفیق بھی تو کسی کسی کو ملتی ہے۔ مطلوب و مقصود تو ذکر اللہ ہی ہے۔ ذکر روح کی غذا ہے۔ **ولذکر اللہ اکبر**۔

ذکر کی کیفیات مختلف ہوتی ہیں جو مقصود نہیں ہوتی ذکر اللہ کی توفیق مل جائے تو کام بن گیا۔ وساوس بھی مضر نہیں ہیں۔ وساوس کا القاء شیطان کا کام ہے اور اس شیطان نے اپنا کام کرنا ہے اگر وساوس پر عمل نہ کیا جائے تو کوئی نقصان نہیں ہے۔ وساوس کو برا سمجھنا بھی ایمان کی نشانی ہے وساوس سے پریشان نہ ہوں اپنا کام کرتے رہیں کم از کم ایک سو مرتبہ روزانہ کسی وقت پابندی کے ساتھ **لاحول و لا قوۃ الا باللہ العلي العظيم** پڑھ لیا کریں۔ اللہ تعالیٰ آپ کو اور ہم سب کو وساوس نفس و شیطان سے محفوظ فرمائیں۔ **آمین ثم آمین بجاه النبی الکریم** ﷺ

تنہائی میں توجہ سے مذکورہ وظائف و اذکار کی پابندی کرتے رہیں اور روزانہ کوئی بھی ایک شجرہ پڑھ لیا کریں اور ہفتہ میں ایک بڑا شجرہ اردو فارسی کا پڑھ لیا کریں تو اکابر اولیاء اللہ کے توسل سے کامیابی نصیب ہوگی۔ میں خود ناکارہ ہوں کسی کی کیا اصلاح کر سکتا ہوں جو کچھ ملے گا حضرت شیخ الاسلام المدنی رحمہ اللہ کے توسل سے ملے گا اور وہی ملے گا جو مقدر میں ہوگا۔

⑧ آپ کو جو مسلک حق کی سمجھ عطا فرمائی ہے اور اس کی تبلیغ و تدریس میں آپ جو کچھ کر رہے ہیں اس پُرفتن دور میں یہ بڑی نعمت ہے۔ آپ دیکھتے نہیں کہ بڑے بڑے علماء قرآن و حدیث اور مسلک حق کے تحفظ سے غافل ہیں۔ جس کے نتیجے میں وہ اہل باطل کے زیر سایہ آ گئے ہیں بلکہ کئی اصلاح باطن کے اہل اور مُجاز طریقت بھی باطل نواز بن چکے ہیں جس سے معلوم ہوتا ہے کہ اکثر ذکر و مراقبہ رواجی ہے جو روح حق سے خالی ہے بندہ تو بہت بیزار ہے اگر حضرت الشیخ وغیرہ قدس اللہ اسرارہم کی زیارت نہ ہوتی تو وہی نتیجہ نکلتا کہ سلوک و تصوف سب ٹھگی ہی ٹھگی ہے۔ العیاذ باللہ۔ اہل ذکر عموماً کیفیات کو ہی کامیابی سمجھ لیتے ہیں اور مطمئن ہو جاتے ہیں، حالانکہ ذکر کی کثرت سے کیفیات تو اہل باطل کو بھی حاصل ہو جاتی ہیں کشف تکوینی بھی حاصل ہو جاتا ہے لیکن رضائے خداوندی جو مقصود ہے حاصل نہیں ہوتی۔ چنانچہ حضرت سید احمد شہید رحمہ اللہ کے ملفوظات میں ہے جو حضرت مولانا شیخ اسماعیل شہید رحمہ اللہ اور حضرت مولانا عبدالحق صاحب رحمہ اللہ نے قلمبند کیے ہیں کہ جو کشف اور شہود سلوک کے اشغال اور اعمال میں کوشش کرنے کے باعث پیش آتا ہے کافر اور مومن اور متبع سنت کے درمیان مشترک ہوتا ہے پس صرف اس کشف اور شہود کو وہ کمال سمجھ لینا جو مطلوب ہے محض خطاء ہے الخ۔ (صراطِ مستقیم اردو صفحہ نمبر ۴۶)

⑨ جس فریضہ سے عموماً علماء ومشائخ غافل ہیں وہ جہاد ہے ہم نے ارشاد خداوندی کو ''وَ اَعِدُّوْا لَهُمْ مَّا اسْتَطَعْتُمْ مِّنْ قُوَّةٍ وَّ مِنْ رِّبَاطِ الْخَيْلِ تُرْهِبُوْنَ بِهٖ عَدُوَّ اللّٰهِ وَ عَدُوَّكُمْ'' کو نظرانداز کر رکھا ہے اور یہ اس غفلت اور کم ہمتی کا نتیجہ ہے کہ اہل باطل کے مسلح قوتیں اہل حق کو للکار رہی ہیں شیعہ اور مودودی اپنی اپنی حربی قوت بنا چکے ہیں اور ہم صرف جلسوں اور نعروں پر مطمئن ہیں۔ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اور صحابہ کرام ورضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کی جہادی زندگی کی اتباع کو عموماً مذہبی طبقہ نے اپنی نیکی کی فہرست سے نکال رکھا ہے الا ماشا اللہ۔ جس کا نتیجہ ظاہر ہے۔ بندہ کی تو اب رائے یہ ہے کہ علم تھوڑا بھی ہو اور تلاوت قرآن تسبیحات ستہ اور درود شریف کی توفیق مل جائے اور جہادی قوت پیدا کرنے کی کوشش کی جائے تو شوکت اسلام اور عظمت صحابہ کرامؓ کا تحفظ نصیب ہوسکتا ہے سنی نوجوانوں کو منظم کریں۔ فی سبیل اللہ قربانی کے لیے تیار ہوجائیں تو اس سے ذریعہ قرب رضائے الٰہی نصیب ہوسکتی ہے۔ انہی حالات میں حضرت سید احمد شہید رحمہ اللہ اور حضرت مولانا شاہ اسماعیل شہید رحمہ اللہ نے خلوت کو چھوڑ کر میدان جہاد میں قدم رکھا تھا۔ اللہ تعالیٰ آپ کو اور ہم سب خدام کو اپنی رضا کے مطابق یہ فانی زندگی گزارنے کی توفیق عطا فرمائیں اور اہل سنت والجماعت کو ہر محاذ پر کامیابی نصیب ہو۔ آمین بجاہ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

خادم اہل سنت والجماعت مظہر حسین غفرلہ

مدنی جامع مسجد چکوال

۲۷ ربیع الثانی ۱۴۰۷ھ / ۳۰ دسمبر ۱۹۸۲ء

✧----✧----✧----✧
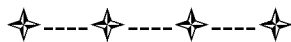
(۱۷۷) برادر مولوی محمد یعقوب سلمہٗ ......اسلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

عنایت نامہ کاشف احوال ہوا طالب خیر بخیر ہے، حضرت الشیخ المدنی قدس سرہ کی خواب میں زیارت بڑی نعمت ہے حضرت رحمہ اللہ کے پاس سے گزر کر آپ کا میرے پاس پہنچنا ایک تو اس وجہ سے ہے کہ آپ نے اس وقت نہیں سمجھا کہ وہ بزرگ حضرت مدنی رحمہ اللہ ہیں نیز اس سے اشارہ ہے توسل کی طرف، اور حضرت رحمہ اللہ کے ارشاد کا بھی یہی مطلب معلوم ہوتا ہے، حضرت رحمہ اللہ کی روح مبارک کو ایصالِ ثواب کرتے رہیں، باعث برکات ہوتا ہے۔

② اپنی اصلاح اور سلوک کے لیے ذکر واطاعت میں محنت کی ضرورت ہوتی ہے کتابوں کے ذریعہ خود اپنے راستہ کو طے نہیں کیا جاسکتا کیونکہ کتب تصوف میں متعدد اذکار ومراقبات لکھے جاتے ہیں جو ہر ایک کے مناسب حال نہیں ہوتے، طب کی کتابوں میں اسباب مرض وعلاج وغیرہ کی تفصیل

لکھی جاتی ہے لیکن ان کو دیکھ کر کوئی طب سے ناواقف آدمی علاج نہیں کرسکتا، حضرت رحمہ اللہ کے ان مکتوبات کا مطالعہ کریں جو سلوک وتصوف وذکر وغیرہ کے متعلق ہیں۔

③ دو ہزار اسم ذات کی توفیق مل جانا اللہ تعالیٰ کی بڑی نعمت ہے اگر وقت مل سکے تو تعداد بڑھا دیں ورنہ اس کی ضرور پابندی رکھیں۔

④ آپ چشتیہ، نقشبندیہ کا فرق نہ پوچھیں سب کا مقصد ایک ہی ہے آپ ذکر میں محنت کرتے رہیں اور اتباع سنت محبوب خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی کوشش کرتے رہیں، اللہ تعالیٰ آپ کو اور ہم سب کو اتباع سنت، خدمت اہل سنت اور ذکر دوام نصیب فرمائے۔ آمین بجاء النبی الکریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

والسلام خادم اہل سنت والجماعت مظہر حسین غفرلہ

مدنی جامع مسجد چکوال

۱۸ ذیقعد ۱۳۹۸ھ

✧----✧----✧----✧
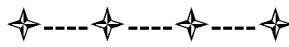
بنام حکیم منیر اقبال مرحوم [1]

(۱۷۸) برادرم حکیم منیر اقبال سلمک۔

① السلام علیکم ورحمتہ اللہ! آپ کا عنایت نامہ ملا، طالبِ خیر بخیر ہے۔ فیض الرحمن کے ہاتھ سنی کلینڈروں کے چار عدد چارٹ بھیج رہا ہوں۔ یہ ماسٹر منظور حسین صاحب ساکن ساہیوال ضلع سرگودھا نے تیار کیے ہیں، جو اپنے اہم جماعتی ساتھی ہیں۔ مزید آپ کو چاہئیں تو وہ بھی مل جائیں گے۔ بعض احباب کا تقاضہ ہے کہ ان میں سے ایک چھوٹے سائز میں بطورِ عید کارڈ چھپوا دیا جائے۔ اخراجات سے مطلع کریں تاکہ عید سے پہلے چھپوا لیے جائیں۔

② بلدیاتی انتخابات کے نتائج مجموعی حیثیت سے بڑے اچھے رہے۔ چکوال شہر میں پندرہ میں

---

[1] حکیم منیر اقبال اپریل ۱۹۴۵ء کو موضع نیلہ چکوال میں پیدا ہوئے۔ ان کے والد گرامی مولانا دوست محمد فاضل دیوبند تھے اور قائد اہل سنتؒ کے عقیدت مند تھے۔ اسی بناء پر حکیم صاحب بھی ساری زندگی قائد اہل سنتؒ کے شیدا رہے۔ حکیم صاحب ۱۹۶۳ء میں گورنمنٹ کالج چکوال میں ایف ایس سی کے سٹوڈنٹ رہے ۱۹۶۷ء تا ۱۹۷۰ء مدرسہ اظہار الاسلام چکوال میں ناظم رہے اور تادم آخر تحریک خدام اہل سنت سے وابستہ رہے۔ اس دوران کچھ عرصہ لاہور میں بھی مقیم رہے قائد اہل سنت کے یہ خطوط اسی دور کے ہیں حکیم صاحب ۱۰، اکتوبر ۱۹۹۷ء کو راہی عالم بقا ہوئے۔ سلفی

سے تیرہ سنی اور دو شیعہ کامیاب ہوئے ہیں۔ اور ضلعی سیٹ پر چھ میں سے چار ہمارے حمایت یافتہ کامیاب ہوئے ہیں۔ اللہ تعالیٰ اہل سنت والجماعت کو ہر جگہ کامیابی عطا فرمائے۔ (آمین)

(مفتی) قاری شیر محمد صاحب اور دیگر تمام احباب سے سلام عرض کر دیں۔ ان دنوں ووٹوں کی وجہ سے بہت زیادہ لوگ مشاورت کے لیے آتے رہے اس لیے بہت سے ضروری کام رہ گئے ہیں۔ اب ۵/ اکتوبر کا جمعہ پڑھا کر راولپنڈی سے ۸ بجے ہوائی جہاز پہ کراچی پہنچوں گا۔ تنگیٔ وقت کی وجہ سے شاید لاہور نہ آسکوں، بہر حال اگر ہو سکا تو محدود وقت کے لیے کوشش کروں گا انشاء اللہ۔ والسلام

خادم اہل سنت، مظہر حسین غفرلہ

۳، ذی القعدہ ۱۳۹۹ھ

✧----✧----✧----✧
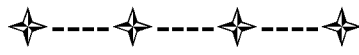
(۱۷۹) برادرم حکیم منیر اقبال سلمک۔

① السلام علیکم ورحمتہ اللہ وبرکاتہ! طالب خیر بہ خیر ہے۔ دونوں کے لیے تعویذ ارسال کر رہا ہوں۔ آپ اپنے نام کے آگے اپنی والدہ صاحبہ کا نام لکھ دیں۔ نقش والے چھوٹے دو تعویذ بھی ہیں۔ وہ بھی ایک ایک اس میں رکھ لیں۔ موم کے کاغذ میں ان کو لپیٹ کر اوپر سے کالے کپڑے پر کالے دھاگے سے سلائی کرنی ہے اور گلے میں ڈال دیں۔ اللہ تعالیٰ ہر شر سے محفوظ رکھیں گے۔ (ان شاء اللہ تعالیٰ)

میں بہت دنوں سے مصروف ہوں اس لیے فی الحال دکان کے لیے کوئی اور عمل تجویز نہ کر سکا۔ صبح جب دکان میں داخل ہوں تو سورۂ فاتحہ، معوذتین، آیت الکرسی، یہ سات سات بار پڑھ کر چاروں کونوں میں پھونک دیا کریں، یا پانی پر دم کر کے چھڑک دیا کریں۔ احباب کی خدمت میں سلام مسنون پیش کر دیں۔

② ایک نسخہ قرآنِ مجید مترجم (حضرت شیخ الہند رحمہ اللہ) اچھے کاغذ والا خرید کر محترم (مولانا) حافظ محمد الیاس صاحب کو دے دیں، ان کی بچی کے لیے ہدیہ ہے۔ ان کو بتا دیا تھا۔

③ پیشاب کے مرض میں اب افاقہ ہے (الحمد للہ)۔ مگر بدن پہ ہلکی سی خارش بدستور ہے یہ نہ تو آپ کی دوا سے دور ہوئی نہ کسی اور دوا سے نفع ہوا۔ کوئی وبائی مرض ہے۔ (واللہ الشافی)

والسلام

خادم اہل سنت، مظہر حسین غفرلہٗ

۲۷، صفر ۱۳۹۹ھ

(۱۸۰) برادرم حکیم منیر اقبال سلمک۔

① السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ! دستی عنایت نامہ ملا، طالب خیر بخیر ہے۔ جو نام باقی رہ گئے ہیں وہ سنی مطالبات کے صفحہ پر ضرور لکھوا دیں۔ اور آپ نے خالی صفحات پر جو لکھنے کو کہا ہے تو غالباً آپ نے سنی مطالبات کا مقصد نہیں سمجھا۔ یہ قوم کی خدمت میں پیش کرنے کے لیے نہیں، بلکہ وزیراعظم اور صدر کو پیش کرنا ہیں۔ اس غلط فہمی کے تحت پہلے جو سنی مطالبات دستخطوں کے لیے عارضی چھپوائے تھے ان میں میرے نام کے ساتھ ''حضرت'' اور ''مدظلہ'' لکھا گیا تھا، جبکہ یہ ایک درخواست اور مطالبہ ہے، میں نے یہ طبع ہونے کے بعد دیکھا۔ اس لیے میں نے حافظ عبدالوحید صاحب سے کہا کہ میں خود تصحیح کروں گا کہ کہیں ایسے الفاظ یا ''قوم کو خطاب'' وغیرہ نہ لکھ دیئے جائیں۔ ہر بات کو اس کے مقصد کے تحت سمجھنے کی کوشش کیا کریں۔ اگر اپنی طرف سے آپ نے کوئی بھی لفظ اضافہ کر کے لکھا ہے تو کاٹ دیں۔ باقی ناموں اور مضمون کی تصحیح ہوگئی ہے تو میرے دیکھنے کی ضرورت نہیں، چھپوالیں۔ اللہ تعالیٰ کامیابی عطا فرمائیں۔ (آمین)

② مولانا محمد ضیاء القاسمی صاحب کی تقریر کا پہلے علم نہ تھا، انا للہ وانا الیہ راجعون۔ دو دن پہلے مولانا غلام غوث ہزاروی اور مولانا عبدالحکیم صاحبان یہاں تشریف لائے تھے، جہلم سے ہو کر میرے پاس آئے۔ جماعتی سلسلہ میں دورہ کر رہے تھے۔ میں نے کہا کہ میں جمعیت میں اب باقاعدہ تو شامل نہیں ہوسکتا البتہ جہاں تک مودودیت یا رفض کا مسئلہ ہے تو میں پہلے خود ہی مخالف ہوں اور ان سے اشتراک کو جمعیت کی غلطی سمجھتا ہوں۔ مولانا محمد ضیاء القاسمی کے متعلق میں نے کہا کہ ہم ان سے مطمئن نہیں ہیں [1]۔ اس تقریر کا پہلے علم ہوتا تو زیادہ جھگڑا کرتا۔ لیکن مولانا موصوف

[1] مولانا محمد ضیا القاسمیؒ ایک مجاہدانہ طبیعت کے پُرجوش اور غیرت مند خطیب تھے اور مولانا غلام اللہ خان مرحوم سے وابستگی رکھنے کے باوجود مسئلہ حیات النبی ﷺ میں اکابرین اہل سنت اور مشائخ دیوبند کے متبع تھے، مگر جمعیت علماء اسلام اور پھر تنظیم اہل سنت میں مولانا مرحوم کی بعض جماعتی پالیسیوں اور دوران خطاب بعض مرتبہ بیان کردہ موقف کو قائد اہل سنتؒ اپنی حساس طبیعت کی وجہ سے قبول نہ کر پاتے تھے۔ تیسرے مرحلہ میں جب مولانا قاسمی صاحبؒ ملی یکجہتی کونسل وغیرہ میں ایک جماعت کے نمائندہ کی حیثیت سے شامل ہوئے تو ان کے بعض اخباری بیانات کو قائد اہل سنتؒ نے ہدف تنقید بنایا تھا، تاہم مذکورہ خط ملی یکجہتی کونسل کے دور سے پہلے کا ہے۔ قائد اہل سنتؒ کے مشفقانہ اختلاف کے باوجود بہر حال مولانا محمد ضیاء القاسمیؒ کی مسلکی و مذہبی خدمات کا اعتراف نہ کرنا ناانصافی ہوگی، اللہ تعالیٰ سب کی مغفرت فرمائے، آمین۔ سلفی

اپنے مزاج کے تحت احتیاط نہیں کرتے۔ اور نئی جمعیت کی تنظیم و پالیسی میں وہی غلطیاں کر رہے ہیں جو مفتی محمود صاحب نے کی ہیں اور زوالِ جماعت پر دونوں کی نگاہ نہیں ہے۔ مفتی صاحب کے اشتراک سے مودودیت کو تقویت ملی ہے۔ کاش کہ وہ بروقت احساس کر لیتے۔ اب جبکہ سول نافرمانی کی تحریک میں مودودی جماعت نے حصہ نہیں لیا تو یہ ان کو نکالنے یا خود نکلنے کا موقع تھا۔ لیکن اس کے خلاف اکابرینِ جمعیت نے بیان تک نہیں دیا۔ خدا جانے کیا آزمائش ہے؟ اللہ تعالیٰ خود ہی علماء کے وقار کو محفوظ فرمائیں (آمین)۔ مخدوم صاحب سے میں نے ابھی تک کوئی بات نہیں کی وہ میرے ساتھ بھی تعلق رکھتے ہیں، معلوم ہوا کہ منارہ بھی ان کو ملنے آتے ہیں۔ بہرحال کوئی موقع دیکھ کر ان سے اس کے متعلق بات کہہ دی جائے گی۔ (ان شاء اللہ تعالیٰ)

اللہ تعالیٰ ہم سب کو سب فتنوں سے بچائیں۔ (آمین) حافظ محمد طیب صاحب غالباً گھر آئے ہوئے ہیں۔ سب احباب کی خدمت میں سلامِ مسنون!

والسلام
خادم اہل سنت
احقر مظہر حسین غفرلہٗ
مدنی جامع مسجد چکوال
۲۳، شعبان ۹۳ھ

✧----✧----✧----✧

(۱۸۱) برادر محترم حکیم منیر اقبال صاحب سلمک۔

① السلام علیکم ورحمۃ اللہ! آپ کا عنایت نامہ ملا، طالبِ خیر بخیر ہے۔ آپ کی ارسال کردہ کتب پہنچ گئی ہیں، جزاکم اللہ تعالیٰ۔ اور دوسری کتابوں کی بھی ضرورت ہے، جب مہیا ہوں تو وہ بھی بھیج دیں۔ آج قاری شیر محمد صاحب لاہور سے گھر جاتے ہوئے یہاں اترے ہیں تو میں نے ان کو بھی تاکید کر دی ہے کہ دوسری کتب بھی جلد خرید لیں۔

② انگلینڈ کے ساتھیوں کے لیے جو سنی کیلنڈر اب طبع ہوئے ہیں تو ان کا کاغذ پہلے کی نسبت ذرا ہلکا دکھائی دے رہا ہے، وہاں کے لیے اچھا کاغذ لگانا چاہیے تھا، شاید آپ کو نہ مل سکا ہو۔

③ مرحوم جاوید ذیشان کی وفات کی اطلاع صوبیدار احمد خان کے ذریعہ مل چکی ہے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ ان کی وفات سے دکھ ہوا، اللہ تعالیٰ ان کی مغفرت فرمائے اور جنت الفردوس نصیب

ہو۔آمین۔دوسرا رقعہ ان کے گھر پہنچا دیں، ان کا خط بیماری سے متعلق یہاں آیا ہوا تھا، مگر مصروفیت کی وجہ سے آج کل کرتے کرتے تاخیر ہوتی گئی، کیا پتہ تھا کہ وہ جلدی ہی دنیائے فانی کو الوادع کہہ دیں گے۔موت سے کسی کو مفر نہیں، انسان غفلت میں زندگی گزار دیتا ہے اور موت اچانک آجاتی ہے۔اللہ تعالیٰ ہمیں اپنی مرضیات پر چلنے کی توفیق عطا فرمادیں۔آمین

④ آپ کے گھر سے نئے رشتہ کے متعلق آپ کی رضا کی خبر مجھ تک پہنچ چکی ہے۔اس لڑکی کے بہنوئی خواجہ بشیر احمد صاحب میرے پاس حالات دریافت کرنے کے لیے آئے تھے، اور وہ انہی دنوں آپ کے متعلق جائزہ لینے کے لیے آپ کے گاؤں ''نیلہ'' (چکوال) جانے کا ارادہ بھی رکھتے ہیں۔

خواجہ صاحب موصوف متشرع آدمی ہیں۔یہ کل تین بھائی ہیں، باقی دو کراچی میں مقیم ہیں اور حج سے واپسی پر مجھے وہاں ملنے آتے رہتے ہیں...... ان لوگوں نے تو استخارہ کرلیا ہے آپ بھی مسنون استخارہ کرلیں۔لڑکی کا بھائی خواجہ اشتیاق احمد بھی کراچی میں رہتا ہے اور وہ بھی متشرع ہے۔اللہ تعالیٰ خیر و سلامتی کے ساتھ اس کام کو پایہ انجام تک پہنچائے آمین۔

برادرم حافظ محمد طیب صاحب اور حافظ محمد جان صاحب وغیرہ احباب کی خدمت میں سلام عرض کردیں۔اللہ تعالیٰ اہل سنت والجماعت کی ہر محاذ پر نصرت فرمادیں۔آمین

والسلام
خادم اہل سنت مظہر حسین غفرلہ
مدنی جامع مسجد چکوال
۶، ربیع الاول ۱۳۹۸ھ

---
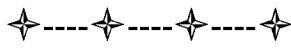
(۱۸۲) برادر محترم حکیم منیر اقبال صاحب!

① السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ ...... طالب خیر بخیر ہے، ابھی تک سنی کیلنڈر ہمارے پاس نہیں پہنچے۔جو تیار ہو چکے ہیں، وہ جلد ارسال کردیں کیونکہ دس محرم سے سنی تبلیغی دورہ شروع ہو چکا ہے۔سنی مسلمانوں میں ان کا تقسیم ہونا بہت ضروری ہے۔

② سالانہ سنی کانفرنس کے اشتہار کا مسودہ ارسال کیا جا رہا ہے، دن بہت تھوڑے رہ گئے ہیں، مقامی تبلیغی اتنی مصروفیات رہیں کہ مسودہ ارسال کرنے میں دیر ہوگئی، خدا کرے کہ اب یہ جلد چھپ جائے۔پانچ سو روپیہ خرچہ قاری شیر محمد صاحب کے ہاتھ ارسال کر رہا ہوں، یہ وصول کرلیں اور مزید

جتنی رقم درکار ہو تو منگوا لیں۔سنی کانفرنس میں آپ ضرور تشریف لائیں۔اللہ تعالیٰ کامیابیاں عطا فرمائے آمین۔حافظ محمد شعیب صاحب ملاقات کے لیے آئے تھے، حافظ محمد طیب صاحب کے گھر میں بھی خیریت ہے۔ان کو سلام کہہ دیں۔

والسلام
خادم اہل سنت مظہر حسین غفرلہ
۱۳، محرم ۱۳۹۸ھ
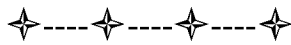
(۱۸۳) برادرم حکیم منیر اقبال صاحب سلمک!

① السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ۔طالب خیر بخیر ہے، آپ کی مرسلہ کتابیں ''میزان الاعتدال'' اور ''احکام القرآن'' پہنچ گئی ہیں، ان کی قیمتوں کا بل بھیج دیں۔

② خواجگان نے کہا ہے کہ ۱۵/اپریل نکاح کی تاریخ رکھی جائے۔کیونکہ اس کے بعد جلد ہی ان کے اقرباء کی شادیاں طے ہیں، یہ اس سے پہلے فارغ ہونا چاہتے ہیں...... آپ جو پگڑی استعمال کرتے ہیں یہ مناسب معلوم نہیں ہوتی، نکاح کے موقع پر بھی اور ویسے بھی رومال یا ٹوپی استعمال کریں جو مناسب حال ہے۔معلوم ہوا کہ آپ کے والدین آپ کے پاس گئے ہیں، بہر حال مشاورت کے بعد غالباً ۱۵/تاریخ کا ہی تعین کر دیا جائے گا۔احباب کی خدمت میں سلام مسنون عرض کر دیں۔اللہ تعالیٰ آپ کو اور ہم سب کو اتباع سنت اور خدمت و نصرتِ اہل سنت کی ہمیشہ توفیق عطا فرمائیں اور اہل سنت کو ہر جگہ غلبہ نصیب ہو۔آمین

والسلام
خادم اہل سنت مظہر حسین غفرلہ
۱۶، ربیع الثانی ۱۳۹۸ھ

✧----✧----✧----✧
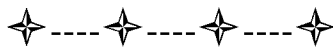
(۱۸۴) برادر محترم حکیم منیر اقبال صاحب سلمک!

① السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ۔طالب خیر بخیر ہے۔حامل رقعہ ہذا صوفی غلام مصطفی صاحب

(موضع تتر ال والے) اپنے جماعتی احباب میں سے ہیں ان کے لڑکے ناصر محمود نے جو طلاق دی ہے اس کی تفصیل استفتاء پر درج ہے، یہ چونکہ خانگی نزاع ہے اس لیے ان کو جلدی فتویٰ کی ضرورت ہے، جو بھی شرعی حکم ہوگا وہ اس پر عمل کریں گے۔ آپ خود یا قاری شیر محمد صاحب ان کو ساتھ لے کر حضرت مفتی صاحب (مولانا مفتی جمیل احمد تھانوی) کی خدمت میں جائیں اور دستی اس کا جواب لکھوالیں۔

② ماشاء اللہ جامعہ حنفیہ جہلم کا سالانہ جلسہ اپنی مقصودی کامیابیوں کے ساتھ ختم ہوگیا ہے۔ حضرو والے احباب بھی واپس چلے گئے ہیں۔ باقی سب خیریت ہے۔ اللہ تعالیٰ آپ کو اور ہم سب کو اتباع سنت اور خدمت ونصرتِ اہل سنت کی توفیق نصیب فرمائیں آمین۔ حافظ محمد طیب صاحب نے بتایا تھا کہ آپ کو مکان کرایہ پر مل گیا ہے، اللہ تعالیٰ آئندہ بھی خیریت نصیب فرمایں تمام احباب کی خدمت میں سلام پیش کردیں۔

والسلام

خادم اہل سنت مظہر حسین غفرلہ

۲۳، ربیع الثانی ۱۳۹۸ھ

✧----✧----✧----✧
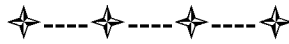
(۱۸۵) برادر محترم حکیم منیر اقبال صاحب سلمک!

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ۔ طالب خیر بخیر ہے۔ خواجگان میں سے لڑکی کے سگے بھائی خواجہ اشتیاق احمد صاحب ملاقات کے لیے آرہے ہیں، کراچی سے اسی کام کے لیے تشریف لارہے ہیں اور اپنی بڑی ہمشیر کے ساتھ "موضع نیلہ" (چکوال) بھی جائیں گے۔ یہ لوگ مطمئن نظر آتے ہیں، رہائش ان کو لاہور ہی میں مطلوب ہے۔ میں نے انہیں آپ کے متعلق بتادیا ہے کہ وہ لاہور ہی میں ہیں اور وہیں رہنا چاہتے ہیں، آپ کے والد مکرم سے بات چیت میں ماہ اپریل کی کوئی تاریخ مناسب سمجھی گئی ہے۔ اللہ تعالیٰ بہتر لائحہ عمل نصیب فرمائیں۔ آمین۔ بندہ ہفتہ کی صبح کو ہرنولی اور ضلع میانوالی کے دیگر علاقوں میں سنی تبلیغی سفر پہ چلا جائے گا اور جمعرات کو واپسی ہوگی۔ ان شاء اللہ تعالیٰ۔ احباب کی خدمت میں سلام مسنون عرض کردیں۔ اللہ تعالیٰ آپ کو اور ہم سب کو اتباع سنت اور خدمت ونصرتِ اہل سنت والجماعت کی توفیق عطا فرمائیں۔ آمین

والسلام

خادم اہل سنت مظہر حسین غفرلہ

۲۹، ربیع الاول ۱۳۹۸ھ

✧----✧----✧----✧
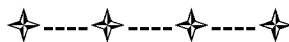
(۱۸۶) برادر محترم حکیم منیر اقبال صاحب سلمک !

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ ۔ طالب خیر بخیر ہے ۔ صوبیدار صاحب ایک کام کے سلسلہ میں لاہور آ رہے ہیں ۔ ان کے ہاتھ مکتبہ علوم عربیہ کی ایک فہرست ارسال ہے اس میں بعض کتابیں مطلوب ہیں ۔ یہ کام قاری شیر محمد صاحب کر لیں گے، تاکید ہے ۔ اور چار ہزار آٹھ سو روپے بذریعہ ڈرافٹ بینک بھیج دیئے گئے ہیں ۔ اگر صوبیدار صاحب کی موجودگی آپ کو رقم مل جائے تو ان کے ہاتھ کتابیں بھیج دیں، ان کتابوں میں سے بعض کی فوری ضرورت ہے ۔ حافظ شاہ محمد صاحب، حافظ محمد طیب صاحب اور حافظ مسعود احمد صاحب وغیرہ احباب کی خدمت میں سلام مسنون ! والسلام

خادم اہل سنت مظہر حسین غفرلہ، چکوال

۲۶، صفر ۱۳۹۸ھ

✧----✧----✧----✧
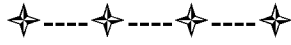
(۱۸۷) برادر محترم منیر اقبال صاحب سلمک

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ ۔ طالب خیر بخیر ہے ۔ ''اجمالی نظر'' کا جو مسودہ تیار ہو تو وہ تصحیح کے لیے احباب کے ہاتھ بھیج دیں[1] ۔ لاہور میں سنی شیعہ اتحاد مدارس کی ایک تنظیم قائم ہوئی ہے ۔ ان کا خط آیا تھا ۔ جس کا تردیدی جواب بھیج دیا گیا ہے بعد میں اُن کا وفد بھی آ گیا جس میں ایک شیعہ اور ایک اہل حدیث تھا ۔ دیوبندی کہیں راستے میں رہنے کی وجہ سے ساتھ نہ آ سکا ۔ رات کو ہی کسی وقت دفتر میں وہ آئے ۔ جوابی خط کی نقل چونکہ حافظ عبدالوحید صاحب کے پاس تھی ۔ انھوں نے اہلِ حدیث طالب علم کو وہ دکھائی ۔ اس نے ایسے تاثر کا اظہار کیا کہ ہم اس پر غور کریں گے ۔ ہمیں یہ باتیں معلوم نہ تھیں ۔ بعد میں ایک مدرسہ تجوید القرآن کے ناظم کا خط آیا ہے جس کی طرف سے پہلے چٹھی آئی تھی ۔ اس میں اُس نے ہمارے موقف کی تو تائید کی ہے لیکن لکھا ہے کہ یہ اتحاد صرف کالجوں کے طلبہ کی طرح مراعات تک ہے ۔ اس کے بعد اتحاد ختم کر دیں گے ۔ لیکن یہ بھی کمزور اور مضر صورت ہے اس کا بھی جوابی خط شائع کرنے کا

[1] قائد اہل سنتؒ کے والد گرامی ابوالفضل مولانا قاضی محمد کرم الدین دبیرؒ کی مایہ ناز کتاب ''آفتاب ہدایت'' کا جواب مولانا دبیر مرحوم کی وفات سے بیس سال بعد جب شیعہ عالم مولوی محمد حسین صاحب ڈھکو نے لکھ کر انجمن حیدری چکوال کے ذریعہ شائع کیا تو قائد اہل سنتؒ نے اس پر ایک مختصر تبصرہ لکھا تھا جو متعدد بار شائع ہو چکا ہے ۔ جب کہ تفصیلی جواب سلطان العلماء علامہ ڈاکٹر خالد محمود صاحب نے دو مجلدات میں ''تجلیات آفتاب'' کے نام سے شائع کروا دیا ہے ۔ سلفی

ارادہ ہے۔ حوالجات اصولِ کافی وغیرہ کے لکھ رہا ہوں پاکستان کے دینی مدارس میں اس کا بھیجنا ضروری ہے سنی دینی مدارس بھی اب شیعیت کے فروغ کا ذریعہ بننے والے ہیں اِلا ماشاء اللہ[1]۔ شیعیت کے تقابل میں سنی مذہب نہ پڑھانے کے یہ نتائج ہیں۔ اس قسم کے مدارس نے اہل سنت کی مالی اعانت سے اپنے مراکز بنائے ہیں۔ جواب شیعوں اور مودودیوں کے کام آرہے ہیں۔ اور یہ مدارسِ عربیہ کا اتحاد سرکاری سکولوں میں سنی شیعہ نصابی دینیات کے پروگرام کو بھی طاقت پہنچائے گا۔ ہر حال میں اللہ تعالیٰ اہل سنت کو اس فتنہ سے محفوظ رکھیں (آمین)۔ معجون اور گولیاں استعمال کر رہا تھا۔ پاؤں اور ٹانگ کے اثر میں فرق نہیں پڑا۔ مالش کی شیشی ختم کر دی گئی ہے۔ دہی استعمال کرنا کیسا ہے؟ اور روٹی کے ساتھ استعمال کی جائے یا علیحدہ لسی بنائی جائے؟ تمام حضرات کی خدمت میں سلام مسنون عرض کر دیں۔ اپنے استاذ مکرم جناب حکیم صاحب کی خدمت میں ہدیہ سلام۔ جناب حافظ محمد الیاس سلمہ کا خط ہسپتال میں داخل ہونے کے متعلق آیا تھا۔ اب ان کا کیا حال ہے؟

والسلام

خادمِ اہلِ سنت
الاحقر۔ مظہر حسین غفرلہ
مدنی جامع مسجد چکوال
۳۰ ربیع الثانی ۹۵ھ

✧----✧----✧----✧
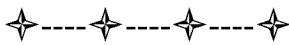
(۱۸۸) برادر مکرم حکیم منیر اقبال صاحب سلمک!

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ۔ عنایت ملا، طالب خیر بخیر ہے۔ قاری شیر محمد صاحب سلمہ کے ہاتھ پینے کے تعویذ ارسال کیے جا رہے ہیں۔ ایک تعویذ روزانہ اچھی طرح پانی میں گھول کر پی لیا کریں۔ تعویذ خود کاٹ لیں اور ان میں سے ایک اس گھڑے میں ڈال دیں جس کا پانی گھر کے دوسرے افراد بھی پیتے رہیں اور بتیاں جلانے والے تعویذ بھی ہیں، ہفتہ عشرہ کے بعد پھر حالات سے آگاہ کریں۔ اگر کر سکیں تو فجر کی سنتوں اور فرضوں کے درمیان اکتالیس مرتبہ سورۂ فاتحہ مع بسم اللہ پڑھ کر اپنے ہاتھوں پہ دم کر کے

---

[1] ''اتحادی فتنہ'' کے نام سے قائد اہل سنتؒ کا علمی وفکری کتابچہ لاکھوں کی تعداد میں شائع ہوا اور تقسیم ہوا تھا، جس کا فوری اثر یہ ہوا کہ مذکورہ تنظیم سے اہل تشیع طلبہ نکال دیئے گئے تھے، اس ضمن میں قاری محمد اظہر ندیم (شہید) کا خط بنام قائد اہل سنت گذشتہ صفحات میں گذر چکا ہے۔ سلفی

پورے بدن پر مَل لیا کریں۔ یہ عمل شفائے امراض، جادو، اور ازالۂ قرض وغیرہ کے لیے بہت مجرب ہے۔اس سے پہلے آپ کو جو سورۃ النصر کا عمل بتایا تھا وہ فراخیٔ رزق کے لیے ہے۔اس کا پڑھنا بھی بہت مفید ہے۔اس کے علاوہ سورۃ الناس ہر فرض نماز کے بعد سات مرتبہ پڑھ کر اپنے اوپر دم کر لیا کریں۔آپ نے اخبارات میں پڑھ لیا ہو گا کہ یہاں قومی اتحاد نے کرنل مختار کو اور صوبائی سیٹ پر قاضی مشتاق کو ٹکٹ دیا ہے۔اس کے مقابلہ میں صوبائی سیٹ پہ پیپلز پارٹی کی طرف سے مرزا افضل حق ہے۔ابھی تک ہم نے اس بارے میں جماعتی فیصلہ نہیں کیا۔اللہ تعالیٰ اہل سنت والجماعت کی حفاظت فرمائیں ورنہ اس سیاست نے تو سب کچھ اعتقادی طور پر برباد کر دیا ہے۔تمام احباب کی خدمت میں سلام مسنون عرض کر دیں۔

والسلام

خادم اہل سنت مظہر حسین غفرلہ

۱۴، رمضان المبارک ۱۳۹۷ھ

✧----✧----✧----✧
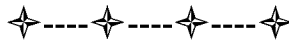
(۱۸۹) برادر مکرم حکیم منیر اقبال صاحب سلمک ! السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ۔

(۱) اخبارات کے تراشے موصول ہوئے۔کل کے اخبارات میں شائع ہو چکا ہے کہ مفتی محمود صاحب نے شیعہ نصاب وغیرہ کی منظوری دے دی ہے انا للہ وانا الیہ راجعون۔معلوم ہوتا ہے کہ یہ اقتدار اہل سنت والجماعت کا قاتل ہے۔بہر حال ایک پہلو اس میں ان لوگوں کے لیے عبرتناک ہے جو قومی اتحاد کے ذریعہ اسلامی حکومت کے خواب دیکھ رہے ہیں۔گو خلافت راشدہ اور سنی مذہب کا احساس اس طرز سیاست میں بہت کم باقی رہ گیا ہے۔تاہم قومی اتحاد کی اس سخاوت کی وجہ سے لوگ تردد میں پڑ جائیں گے۔اخبارات میں قومی اتحاد کا باضابطہ جواب اگر شائع ہو گیا تو اس کے پیش نظر مفتی صاحب کو رجسٹرڈ خط لکھنے کا ارادہ ہے جس کو الگ سے شائع بھی کر دیا جائے گا۔کم از کم حق کی ایک آواز تو ملک میں پھیل جائے گی [۱]۔جماعتی امیدوار کھڑا کرنے کا تو ارادہ نہیں ہے۔اس کے بعد ہم کسی کی معاونت مشروط طور پر کر سکتے ہیں یا نہیں؟ یہ دوسری پارٹیوں کے امیدواروں کے نام سامنے آنے پر دیکھا جائے گا۔اگر ہماری جماعت بالکل بے تعلق رہے اور کسی کو بھی ووٹ نہ دے تو یہ زیادہ موثر ہے، اللہ اعلم۔

(۲) میں نے جو آفتاب ہدایت کے حواشی علیحدہ کاغذوں پر بھیجے تھے وہ واپس ارسال کر دیں،

---

[۱] یہ تفصیلی خط کثیر تعداد میں بہ صورت کتابچہ شائع ہوا تھا، جو مع زائد تبصرہ گذشتہ اوراق میں گذر آیا ہے۔سلفی

معلوم ہوتا ہے احباب کی خواہش ہے کہ ڈھکو شیعہ کی ''تجلیاتِ صداقت'' کا جواب آفتاب ہدایت کے ساتھ ہی شائع ہو جائے مگر اس کے لیے وقت، فراغت اور صحت کا ہونا ضروری ہے۔ تاہم کوشش کروں گا کہ جتنا ہو سکے جلد ہو جائے۔ قاری شیر محمد صاحب، حافظ محمد طیب صاحب اور دیگر احباب کو سلام پیش کر دیں۔ اللہ تعالیٰ اہل سنت والجماعت کو ہر فتنے سے محفوظ رکھے۔ آمین

والسلام

خادم اہل سنت، مظہر حسین غفرلہٗ

۲۶ شعبان ۱۳۹۷ھ

✧----✧----✧----✧
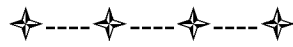
(۱۹۰) برادر مکرم حکیم منیر اقبال صاحب، السلام علیکم ورحمۃ اللہ برکاتہٗ!

عنایت نامہ ملا، طالب خیر بخیر ہے۔ قبل ازیں ملتان کنونشن کی قراردادیں بھی موصول ہوئیں۔ آپ نے ان پر اچھی تنقید لکھی ہے۔ خطبۂ صدارت میں شیعہ کلمہ کا بھی رونا رویا گیا ہے حالانکہ رہنمائے اساتذہ کے سنی حصہ کے مصنف خود مولانا نور الحسن شاہ صاحب بخاری ہیں اور شیعہ سنی مشترکہ نصاب کی تائید کرنے والے بھی آپ ہی ہیں جبکہ نظر ثانی کرنے والوں میں مولانا محمد ضیاء القاسمی کا نام بھی ہے اور انہی قاسمی صاحب کی محنت کے شاہ صاحب شکار ہوئے ہیں اب یہی قاسمی صاحب تنظیم کے جنرل سیکرٹری ہیں[1]۔ اسی بناء پر میں نے کنونشن میں شرکت کرنے سے معذوری ظاہری کر دی تھی۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اپنے موقف میں ثابت قدم رکھے۔ آمین۔ ارادہ ہے کہ رمضان المبارک کے بعد شوال یا ذیقعدہ میں لاہور میں ایک سنی کنونشن رکھا جائے۔ اس میں محنت کر کے ہم نے زیادہ سے زیادہ ان علماء کو مدعو کرنا ہے جو ہمارے موقف کے حامی ہیں احباب سے مشورہ کر کے مدعوین کے نام لکھنا شروع کر دیں ہمارے لیے جگہ کا مسئلہ ہوگا کیونکہ چار دیواری میں کنونشن کے لیے ہمیں جگہ چاہیے، عام جلسہ کے لیے تو شاید ہمیں اجازت نہ ملے اگر محدود مقام پر کنونشن کی دو روزہ اجازت مل جائے تو انشاء اللہ جماعتی حیثیت سے مفید ثابت ہوگا۔ ویسے اب اہل جمعیت بھی ہمارے موقف کی تائید کر رہے ہیں۔ ''ترجمان اسلام'' کے گزشتہ

[1] مولانا محمد ضیا القاسمیؒ کے ساتھ قائد اہل سنتؒ کی ذہنی ہم آہنگی نہ ہونے کی کچھ وجوہات ماسبق کے اوراق پہ حاشیہ میں گذر آئی ہیں، علاوہ اُن اسباب کے ایک بڑا سبب یہ بھی ہے جس کا ذکر زیر نظر مکتوب میں ملاحظہ کیا جا رہا ہے۔ سلفی

شمارہ میں حق چار یار رضی اللہ عنہم کے میری تقریر سے اقتباسات بھی شائع کیے گئے ہیں۔ نیز حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر مکی رحمہ اللہ کے وہ اشعار بھی نقل کیے ہیں جن میں حق چار یار رضی اللہ عنہم کے الفاظ بار بار آتے ہیں۔ ماہ نامہ ''لولاک'' کے تازہ شمارہ میں بھی حق چار یار رضی اللہ عنہم کانفرنس والی میری تقریر کا خلاصہ شائع کر دیا گیا ہے۔ اللہ تعالیٰ اہل سنت کو ہر محاذ پہ کامیابی نصیب فرمائے۔ آمین ثم آمین

✧----✧----✧----✧
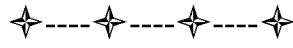
(۱۹۱) بخدمت برادر محترم جناب حکیم منیر اقبال صاحب، السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

آپ کا دستی عنایت نامہ، دوائیں اور قاری شیر محمد صاحب کی مرسلہ کتابیں وصول ہوگئی ہیں۔ جزاکم اللہ تعالیٰ۔ میں نے پُڑیاں استعمال کرنا شروع کر دی ہیں۔ واللہ الشافی۔ اور کتاب میں جو صفحہ خالی نکل رہا ہے اس میں بجائے خان محمد صاحب کمتر کی نظم کے حسب ذیل اشعار لکھ دیں۔ یہ اشعار ''تاریخ احرار'' مرتبہ چوہدری افضل حق مرحوم میں مدح صحابہ ایجی ٹیشن کے سلسلہ میں درج ہیں، حق چار یار کی تعریف میں ''تاریخ احرار'' سے ان اشعار کا نقل ہونا ان شاء اللہ موثر ثابت ہوگا۔ یاد رہے کہ اس نظم کا پہلا مصرع میں نے کچھ تبدیل کر دیا ہے، وہ یوں تھا:

؎ خداوندا قسم تجھ کو روز محشر کی

اللہ تعالیٰ کو قسم دلانا بے جا ہے اس لیے میں نے ترمیم کر کے اسے یوں کر دیا ہے۔

؎ خداوندا محبت دے شفیعِ روز محشر کی

یہ بھی یاد رہے کہ نظم میں بعض جگہ میں جہاں نون غنہ ہے، وہاں نقطہ نہ ہو، تصحیح میں خاص احتیاط کیا کریں کیونکہ نقطہ سے شعر کا وزن بدل جاتا ہے اور ناواقف اشعار غلط پڑھتے رہتے ہیں نیز ''چار یارانِ رسول ﷺ'' عنوان بھی میں نے ہی لکھا ہے، کتاب میں بلاعنوان یہ اشعار درج ہیں:

خداوندا محبت دے شفیع روز محشر کی (بہ ترمیم)
محبت دے ابوبکرؓ و عمرؓ، عثمانؓ و حیدرؓ کی
خدا شاہد، نبی شاہد، زمیں شاہد، زماں شاہد
صداقت کل جہاں نے مان لی صدیق اکبرؓ کی
مشرف جب ہوئے فاروق اعظمؓ دین احمدؐ سے
صدا کانوں میں پہنچی ہر طرف اللہ اکبر کی
ہمیں اے جذبۂ اسلام تجھ سے کام لینا ہے

ابوبکر و عمر، عثمان، علی کا نام لینا ہے
اشداء علی الکفار ان کی شان میں آیا
کلام اللہ کی تفسیر میں اُن کا نام لینا ہے
ابوبکر و عمر عثمان علی کا ہم پہ احسان ہے
ہمیں اس واسطے یہ نام صبح و شام لینا ہے
جلال و جذبۂ فاروق اعظمؓ ہم کو دے یا رب
اگر دنیا میں ہم سے خدمتِ اسلام لینا ہے
دل آزاری کسی کی ہم نہ کرتے تھے نہ کرتے ہیں
ہمیں تو صرف آقاؤں کا اپنے نام لینا ہے
شجاعانِ جہاں ڈرتے تھے فاروقؓ دلاور سے
کہ ان کا سامنا تو موت کا پیغام لانا ہے

خدا کرے کہ کتاب جلدی چھپ جائے۔ قیمت کم رکھیں۔ گو آج کے اعتبار سے یہ قیمتیں زیادہ نہیں ہیں لیکن مذہبی حلقے کے اعتبار سے کم قیمت ہی مناسب ہے۔ ۵ روپے سے بھی کم ہو تو اچھا ہے۔ حکیم حافظ محمد طیب صاحب، قاری شیر محمد صاحب، مولانا حافظ شاہ محمد صاحب اور دیگر سب کو سلام مسنون پیش کر دیں۔ اللہ تعالیٰ اہل سنت کو ہر مقام پر کامیابی عطا فرمائے آمین۔ مقدمہ کی اگلی تاریخ ۲۵ ستمبر ہے۔

والسلام: خادم اہل سنت مظہر حسین غفرلہٗ

مدنی جامع مسجد چکوال

۲؍رمضان المبارک ۱۹۹۵ھ

✧----✧----✧----✧
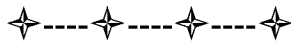
(۱۹۲) برادرم منیر اقبال صاحب

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

طالب خیر بخیر ہے۔ سات ہزار روپے کا ڈرافٹ آپ کے نام سوموار کو روانہ کر دیا گیا ہے امید ہے مل گیا ہوگا۔ تصحیح کرنے کے بعد ''علمی محاسبہ''[1] مکمل ارسال ہے۔ کل تیس کا پیاں ہیں۔ تعداد ۲ ہزار یا

[1] اس کتاب پر مفصل تذکرہ اسی کتاب میں اپنے مقام پر موجود ہے۔ یہ مولانا محمد یوسف کی دفاع مولانا مودودی پر مشتمل کتاب ''علمی جائزہ'' کا جواب ہے۔ پانچ سو صفحات پر مشتمل یہ کتاب قائد اہل سنتؒ کی حیات میں بار بار شائع ہوئی اور ادارہ مظہر التحقیق لاہور کی جانب سے بھی اب تک اس کے تین عدد اڈیشن چھپ چکے ہیں۔ الحمد للہ علی ذالک۔ سلفی

تین ہزار ہونی چاہیے۔ تاکہ بار بار طباعت میں وقت صَرف نہ ہو۔ ٹائٹل پر مصنف کے نام کے ساتھ ''بانی تحریک خدام اہل سنت پاکستان'' بھی لکھوالیں۔ اور ناشر کے زیر بھی تحریک کا نام ہونا چاہیے۔ ملنے کے پتوں میں مندرجہ ذیل پتے ضرور لکھوائیں۔

۱۔ دفتر مرکزی، تحریک خدام اہل سنت چکوال

۲۔ مکتبہ حنفیہ، جامع مسجد گنبد والی جہلم

۳۔ مکتبہ خدام اہل سنت، جامع مسجد میاں برکت علی ذیلدار روڈ، اچھرہ۔ لاہور

۴۔ حاجی محمد رمضان میمن، توحیدی کتب خانہ۔ کراچی

۵۔ مکتبہ عثمانیہ، مدرسہ اشرف العلوم ہرنولی ضلع میانوالی۔

اور اندر کے ٹائٹل پر جماعتی نشانات یعنی یااللہ مدد، اصلی کلمہ اسلام، آئین تحفظ ختم نبوت زندہ باد اور خلافت راشدہ، حق چار یارؓ ضرور لکھوایا کریں۔ تاکید ہے۔ عید سے پہلے طباعت مکمل کروانے کی کوشش کریں۔ اللہ تعالیٰ کی نصرت شامل حال ہو۔ آمین۔ احباب کی خدمت میں سلام مسنون!

خادم اہل سنت مظہر حسین

۲۴/ ذیقعدہ ۹۶ھ

✧----✧----✧----✧
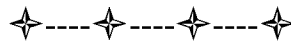
(۱۹۳) برادرم منیر اقبال صاحب! السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

(۱) عنایت نامہ اور سنی کیلنڈروں کے بلز وغیرہ موصول ہو گئے ہیں۔ بقایا تین ہزار کی رقم صوفی غلام نبی صاحب کے ہاتھ ارسال کر رہا ہوں۔

(۲) آپ کے استاذ جناب حکیم صاحب کا ایک پمفلٹ مسائل میلاد کے متعلق مجھے ملا ہے۔ مضامین تو اچھے ہیں۔ لیکن ان میں اجمال ہے اور اردو تحریر میں بھی بہت سی خامیاں ہیں۔ شاید تجرباتی پمفلٹ ہے۔ حافظ محمد طیب صاحب، اور تمام احباب کو بہت سلام پیش کریں۔

والسلام

خادم اہل سنت مظہر حسین غفرلہ

مدنی جامع مسجد چکوال

۲۵/ ربیع الاول ۹۶ھ
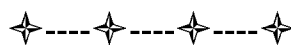
(۱۹۴) برادرم حکیم منیر اقبال صاحب

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

(۱) دستی عنایت نامہ باعث اطمینان ہوا۔ طالب خیر بخیر ہے۔ اللہ تعالیٰ چوہدری محمد اشرف صاحب کو نجات عطا فرمائے آمین۔ انہوں نے مجھے بھی خط لکھا تھا کہ ان کا طبی چالان سرگودھا جیل میں ہوگا۔ غالباً وہ اب جا چکے ہوں گے۔ انہوں نے کوشش کرنے کا لکھا ہے۔ طبی بورڈ میں بظاہر تو وہاں کوئی ذریعہ نہیں ہے۔ آپ نے جو لکھا ہے اس سے امید ہے کہ ان شاء اللہ کامیابی ہوگی۔ باقی اصل اختیار تو قادر مطلق کا ہے حسبنا اللہ و نعم الوکیل۔

(۲) جناب مولانا حافظ محمد الیاس صاحب کا خط آیا ہے کہ اکوڑہ خٹک سے شیخ الحدیث مولانا عبدالحق صاحب کا پمفلٹ چھپ گیا ہے۔ آپ بھی وہ زیادہ سے زیادہ منگوا کر تقسیم کروائیں۔ ملک بھر میں اس کی اشاعت ہونی چاہیے۔ اب اشاعت کے بارے میں حکومت کی پالیسی سخت ہوگئی ہے۔ چنانچہ کراچی کے پمفلٹ اصلی کلمۂ اسلام، حضرت عثمان ذوالنورینؓ اور حضرت امیر معاویہؓ وغیرہ ضبط کر لیے گئے ہیں۔ جنگ اخبار میں یہ خبر شائع ہو چکی ہے۔ بہر حال اللہ تعالیٰ خدام اہل سنت کو اتحاد و استحکام نصیب فرمائے۔ آمین۔ معلوم ہوا ہے کہ ہائی کورٹ نے کلمۂ اسلام کی رٹ پٹیشن کے بارے میں جو فیصلہ کیا ہے وہ اس کتاب میں چھپ گیا ہے جس میں ہائی کورٹ کے اہم فیصلے شائع ہوئے ہیں۔ آپ فوراً وہ کتاب خرید کر صوفی غلام نبی صاحب کے ہاتھ مجھے بھجوا دیں۔ انتظامیہ کے خلاف ہماری رٹ کی تاریخ ۵، اگست طے ہوئی تھی۔ صوبیدار محمد خان صاحب کو بارشوں کی وجہ سے نہ بھیجا جا سکا۔ آپ معلوم کریں کہ آئندہ کونسی تاریخ طے ہوئی ہے؟ اللہ تعالیٰ مخالفین کے شر سے محفوظ رکھیں۔ اور مذہب اہل سنت کی خدمت و نصرت کی توفیق عطا فرمائیں۔ آمین۔ قاری شیر محمد صاحب کا خط آیا تھا کہ اگر ہم ۱۶ تاریخ کو تلہ گنگ نہ پہنچ سکے تو آپ اے سی صاحب سے معذرت کروا دیں۔ آپ فوراً قاری صاحب کو بعد از سلام میرا پیغام دیں کہ اے سی چونکہ مخالف اہل سنت ہے۔ لہٰذا خود حاضر ہوں ورنہ وہ وارنٹ گرفتاری جاری کر سکتا ہے۔ تمام احباب کو سلام مسنون۔

خادم اہل سنت مظہر حسین غفرلہ

۱۶ / شعبان ۹۶ھ از چکوال

(۱۹۵) برادرمکرم منیر اقبال صاحب سلمک۔السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ۔

(ا) آپ کا عنایت نامہ تراشوں کی صورت میں موصول ہو گیا ہے۔ جزاک اللہ۔تعویذ ارسال ہیں، بند تعویذ گلے میں ڈال لیں اور ۴۰ عدد تعویذ پینے کے ہیں۔صبح وشام ایک ایک کر کے یہ تعویذ پانی میں اچھی طرح گھول کر پیتے رہیں۔اگر سورۃ الناس ایک سو مرتبہ کسی وقت میں پڑھ کر دونوں ہاتھوں پہ دم کر کے چہرہ اور سارے بدن پہ پھیر دیں تو سابقہ اثر زائل ہو جائے گا اور آئندہ تحفظ رہے گا ان شاء اللہ تعالیٰ۔اور صبح کی نماز کے بعد ۴۰ مرتبہ سورۃ النصر پڑھ کر سارے بدن پر دم کرتے رہیں تو اس عمل سے بھی بڑی برکت ہوگی۔ یہ ہر قسم کے بدنی درد کے لیے مفید ہے۔ذکر اللہ سے بھی غافل نہ ہوں کہ مقصود اصلی تو ذکر اللہ ہی ہے۔مودودیت والا فتنہ اپنے علماء کرام کے ہاتھوں ہی فروغ پا رہا ہے۔اور استحکام پکڑ رہا ہے۔ہم تو ان شاء اللہ آخری دم تک اس کے خلاف کوششیں کرتے رہیں گے۔میرا اصل میدان تو تردید رفض ہے مگر جو لوگ رافضیت کی تقویت کا ذریعہ بنیں گے، ہم ان کا بھی اپنی طاقت کی حد تک مقابلہ کریں گے۔موجودہ الیکشن میں جس طرح سنی ذہن کو کمزور کیا گیا، یہ بہت بڑا المیہ ہے۔ باقی ملکی سیاسی حالات تو آپ کے سامنے ہیں، خدا جانے کیا نتیجہ نکلتا ہے۔اللہ اعلم۔ یہ بہت بڑی آزمائش ہے۔ تمام احباب ورفقاء کو سلام مسنون پیش کر دیں۔محترم حافظ محمد طیب صاحب کے متعلق معلوم ہوا ہے کہ وہ گھر گئے ہوئے ہیں۔اگلے دن محترم حافظ محمد الیاس بھی ملاقات کے لیے آئے تھے، پھر واپس روانہ ہو گئے۔اللہ تعالیٰ آپ کو اور سب خدام کو شر وفتنہ سے محفوظ رکھے اور اپنے سنی موقف پر استقامت عطا فرمائے۔آمین۔فرداً فرداً سب پر محنت جاری رکھیں۔راہ حق میں ابتلاؤں کا آنا ایک لازمی چیز ہے مگر دائمی نہیں، مایوس نہ ہوں۔مودودی خواتین نے جو بے حجاب جلوس نکالا ہے اس کے خلاف ایک پمفلٹ تیار کر کے پورے ملک میں تقسیم کروانا ضروری ہے۔تاکہ اہل عبرت، عبرت حاصل کریں۔

والسلام۔خادم اہل سنت مظہر حسین

۲۳ جمادی الاولیٰ ۱۳۹۷ھ

✧----✧----✧----✧
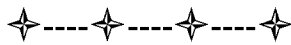
(۱۹۶) برادرم حکیم منیر اقبال صاحب۔

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ۔

مولانا حافظ محمد الیاس صاحب کے خط کے ذریعے پتہ چلا ہے کہ ہمارا جہاز ۲،اکتوبر کو کراچی سے روانہ ہوگا اور ۲۲ کو غالباً لاہور سے روانگی ہوگی۔لاہور آمد کے بارے میں آپ کو بعد میں اطلاع دیں

گے۔ میرے پاس لاہور قیام کے لیے زیادہ وقت نہیں ہوگا۔ بہتر ہے کہ کسی ایک جگہ تمام احباب و رفقاء کار کو جمع کر کے ملاقات کی ترتیب بنالیں۔ اس میں آسانی رہے گی۔ ''احتجاجی مکتوب''[1] کے نسخے پہلے بھی بھیجے گئے تھے مزید درکار ہوں تو منگوا لیں۔ اللہ تعالیٰ اہل سنت والجماعت کی ہر محاذ پر حفاظت و نصرت فرمائے آمین۔ سب کو سلام پیش کر دیں۔

والسلام۔ خادم اہل سنت مظہر حسین غفرلہٗ

۲۴۔ شوال ۹۷ھ
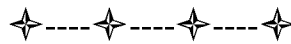
(۱۹۷) برادرم حکیم منیر اقبال صاحب۔

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ۔

الیکشن کے غیر معینہ التواء کے اعلان سے ہمیں تو بڑی خوشی ہوئی ہے، کیونکہ ان سیاسی طوفانوں میں اہل مذہب ہمیشہ اپنا نقصان ہی کرتے ہیں۔ کوئی بھی سیاسی پارٹی ملک میں تسلی بخش نظام چلانے کی اہلیت نہیں رکھتی۔ اس لیے ضیاء الحق کے اس بیان میں اثر ہے کہ تاحال کسی سیاسی جماعت نے ابھی تک قوم کے سامنے اپنا سیاسی منشور پیش نہیں کیا۔ حالات کے پیش نظر بندہ کی خواہش ہے کہ لاہور کو جماعتی مرکز بنایا جائے اور خود بھی میں وہاں قیام رکھوں۔ گو مستقل تو نہیں مگر زیادہ تر وقت مرکز کو دوں۔ کیونکہ بڑے بڑے ادارے لاکھوں روپے خرچ کرنے کے باوجود سنی مذہب کے دفاع اور کاز کے لیے کچھ بھی نہیں کر رہے، خلفاء راشدین، رافضیت کا توڑ اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے تحفظ کے بارے میں یہ گویا صفر کا درجہ رکھتے ہیں۔ انا اللہ وانا الیہ راجعون۔ بہت بڑی ابتلاء ہے۔ اور حالیہ سیاست نے تو ہر فتنے کو پھلنے پھولنے کا موقع دے دیا ہے۔ بہرحال جو اللہ کو منظور ہوگا وہی ہوگا۔ ہم پوری استقامت اور خلوص کے ساتھ اپنا کام جاری رکھیں گے۔ ان شاء اللہ

والسلام۔ خادم اہل سنت مظہر حسین غفرلہٗ

تاریخ وسن نہیں ہے

---

[1] یہ احتجاجی مکتوب حضرت مولانا مفتی محمودؒ کے نام تھا جو مع تبصرہ وتعارف کے پچھلے صفحہ گذر چکا ہے۔ قومی اتحاد کے زمانہ (۱۹۷۷ء) میں یہ ہزاروں کی تعداد میں شائع ہو کر تقسیم ہوا تھا اور مولانا مفتی محمودؒ نے عملاً قائد اہل سنتؒ کے موقف کی تائید کی تھی۔ سلفی

(۱۹۸) برادرم حکیم منیر اقبال صاحب! السلام علیکم

''اجمالی نظر'' اور ''بشارت الدارین''[1] کا مسودہ ارسال ہے اور سات ہزار روپے بھی جمع کروا دیئے گئے ہیں، جن کا ڈرافٹ ارسال ہے۔ خدا کرے جلد کتاب چھپ جائے۔ قیمت دونوں کتابوں کی نسبتاً کم رکھیں۔ کیونکہ اہل سنت کی بے حسی سے خطرہ ہے کہ کتاب نہ خریدیں۔ بے شک تاجرانہ مزاج کے پیش نظر قیمت رکھیں لیکن اتنی ہو کہ جماعت کو نقصان نہ پہنچے۔ اللہ تعالیٰ کامیابی عطا فرمائے۔ آمین

والسلام۔ خادم اہل سنت مظہر حسین غفرلہٗ

مدنی جامع مسجد چکوال

۸ محرم ۹۵ھ
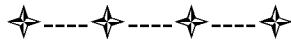
✧----✧----✧----✧

(۱۹۹) برادرم حکیم منیر اقبال صاحب! السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

طالب خیر بخیر ہے۔ ''بشارت الدارین'' کی ایک عبارت کے حذف کرنے کے متعلق جو مشورہ ہوتا رہا۔ اب خیال ہے کہ توکلاً علی اللہ اسے اسی طرح رہنے دیا جائے۔ اللہ تعالیٰ اصلاح کی توفیق عطا فرمائیں۔ آمین۔ خدام کی ضمانتوں کے لیے درخواستیں جمع کروادی گئی ہیں، اللہ تعالیٰ کامیابی عطا فرمائیں اور روافض کو ناکامی نصیب ہو۔ آمین۔ جناب حافظ محمد الیاس صاحب، محترم حافظ محمد طیب صاحب، حافظ شاہ محمد صاحب اور حافظ محمد حیات نیز قاری شیر محمد صاحب سب کو سلام پیش کر دیں۔ برادرم جاوید ذیشان صاحب کو حج بیت اللہ اور زیاراتِ مقدسہ کی مبارکباد پیش کر دیں۔ انہوں نے اس مقدمہ میں بڑی محنت کی ہے۔ اللہ تعالیٰ ان کو اور ان کے رفقاء کو اجر عظیم سے نوازیں۔ آمین۔ ہائی کورٹ میں اس تاریخ پر حاضر ہونا ضروری نہیں تھا اور وقت بھی کم ہے کیونکہ ۳۱، مارچ کو پھر چکوال میں پیش ہونا ہے۔ اس لیے جانے کا ارادہ ملتوی کر دیا ہے۔ فی الحال میرا حالات کے تحت یہاں رہنا ضروری ہے۔ شیخ صابر صاحب اور جناب حکیم طیب کو سلام پیش کر دیں۔ بفضلہٖ تعالیٰ حوالات میں صحت ٹھیک رہی ہے۔ پڑیاں تو تین چار دن

[1] ردماتم پر اردو زبان کی سب سے بڑی کتاب ''بشارت الدارین بالصّبر علی شہادتِ الحسین رضی اللہ عنہ'' ۱۹۷۵ء کے زمانہ میں شائع ہو کر ملک کے طول وعرض میں فروخت ہوئی تھی، اب ادارہ مظہر التحقیق لاہور کی جانب سے کاتب السطور کے مقدمہ کے ساتھ اس کے یکے بعد دیگرے تین اڈیشن جدید معیارِ طباعت کے ساتھ شائع ہو چکے ہیں۔ الحمد للہ علی ذالک۔ سلفی

سے ختم ہیں، اور ابھی تک معجون شروع ہی نہیں کی۔ دوا کے سلسلہ میں کوئی مزید ہدایت ہو تو مطلع فرمائیں۔

والسلام۔ خادم اہل سنت مظہر حسین غفرلہٗ۔

مدنی جامع مسجد چکوال

۱۳، ربیع الاول ۹۵ھ

✧----✧----✧----✧
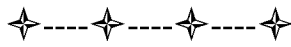
(۲۰۰) برادرم حکیم صاحب۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

(۱) عنایت نامہ ملا، طالب خیر بخیر ہے۔ خدا کرے کہ دوسرے پریس میں ٹائٹل اچھا چھپ جائے۔ کاغذ اچھا لگانا ہے "اجمالی نظر" کی تعداد زیادہ اور قیمت بہت کم رکھیں، کیونکہ کتاب پورے ملک میں پھیلنی چاہیے تاکہ ڈھکو شیعہ کی کتاب بے اثر ہو کر رہ جائے۔ شیعوں نے اپنی کتاب پورے ملک میں پھیلا دی ہے۔ خیر پور میرس سے بھی اس کے متعلق خط آیا ہے۔

(۲) قارورہ جو بھیجا تھا اس کا کیا نتیجہ نکلا؟ پڑیاں کھا رہا ہوں آنکھوں کی تکلیف کچھ باقی ہے۔ نئی دوا "اسطوخودوس" آنے پر ان شاء اللہ استعمال کرنا شروع کر دوں گا۔ قاری شیر محمد صاحب سے یہاں ملاقات ہوگئی ہے۔ شاید ابھی تک وہ واپس نہ گئے ہوں۔ تمام احباب کی خدمت میں سلام پیش کر دیں۔

والسلام۔ خادم اہل سنت مظہر حسین

۱۵ صفر ۹۵ھ

✧----✧----✧----✧
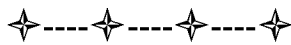
(۲۰۱) برادرم حکیم منیر اقبال صاحب! السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ۔

آپ کا خط ملا، پاؤں کی تکلیف میں تاحال افاقہ نہیں ہوا، البتہ ٹانگ کی تکلیف میں کمی ہے۔ دوسرے پاؤں کی انگلیوں میں بھی کچھ اثر محسوس ہوتا ہے۔ خدا جانے یہ پٹھوں کے کھچاؤ کی وجہ سے ہے یا اور کوئی وجہ ہے۔ برف زیادہ تو نہیں، لیکن گرمی کی وجہ سے حسب ضرورت استعمال کرتا ہوں۔ تمام احباب کو سلام پیش کریں اور قاری شیر محمد صاحب سے کہیں کہ میں ان شاء اللہ جھاٹلہ سنی کانفرنس میں حاضر ہوں گا۔ ۲۵ کو منارہ اور ۲۶ کو تھوہا محرم خان میں سنی کانفرنسیں ہو رہی ہیں۔ الحمد للہ

والسلام۔ الاحقر مظہر حسین غفرلہٗ۔ چکوال

۱۰ جمادی الثانی ۹۵ھ

✧----✧----✧----✧
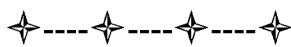
(۲۰۲) برادر محترم حکیم منیر اقبال صاحب! السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

تنظیم اہل سنت کے ناظم اعلیٰ مولانا سید عبدالمجید ندیم صاحب تلہ گنگ کے پروگرام میں شرکت کرنے کے بعد کل یہاں مجھ سے ملنے آئے تھے۔ خان محمد کمتر صاحب اور ملک باز خان وغیرہ بھی ہمراہ تھے [۱]۔ معلوم ہوتا ہے کہ اب جمعیت اور تنظیم کی باہمی سخت مخالفت ہے۔ ایک دوسرے کے خلاف تقریریں اور تحریریں جاری ہیں۔ ان کا خیال ہے کہ خدام اور تنظیم مشترکہ طور پر کام کریں۔ میں نے کہا کہ ہمیں اس سے کوئی اختلاف نہیں۔ پھر انہوں نے کہا کہ راولپنڈی میں مولانا غلام اللہ خان صاحب نے ہم سے بڑا تعاون کیا اور سخت احتجاجی تقریریں کی ہیں، لہٰذا کنونشن میں ان کو بھی بلایا جائے، میں نے اس کی مخالفت کی اور کہا کہ آپ لوگوں کو ان کا تجربہ نہیں ہے، ہم سالہا سال سے تجربہ کر چکے ہیں۔ ان کو نظر انداز کر کے صرف ان علماء کو متحد کریں جو ردشیعہ میں دل سے کام کرنا چاہتے ہیں اور ان کے سامنے اور کوئی مصلحت نہ ہو۔ بہرحال غالباً یہ شاید انہیں اپنے ''آل پاکستان کنونشن'' میں بلائیں، مجھے تو اتفاق نہیں، اس سے پہلے جمعیت علماء اسلام کو بھی اس قسم کے غیر محتاط اشتراکوں سے نقصان پہنچا۔ مفاد پرست ایسے اشتراکوں سے فوائد سمیٹ لیتے ہیں اور اصل کام نہیں ہو پاتا۔ آپ مولانا محمد الیاس صاحب سے بھی اس سلسلہ میں مشاورت کر لیں۔ کتاب کی طباعت کہاں پہنچی؟ برخوردار قاضی مولانا ظہور الحسین سلمہ کے ہاتھ رقم بھیج رہا ہوں، وصول کر لیں۔

والسلام۔ الاحقر مظہر حسین غفرلہٗ۔

۲۲ ذوالحجہ ۹۴ھ

✧----✧----✧----✧
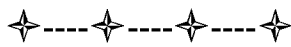
(۲۰۳) برادرم حکیم منیر اقبال صاحب! السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

حافظ مولانا محمد الیاس صاحب سے مشورہ کر کے بتائیں کہ شیعہ دینیات کے فیصلہ کے خلاف ہائی کورٹ میں رٹ ہو سکتی ہے یا نہیں؟ حافظ صاحب سے کہیں کہ وہ فوراً کسی قابل وکیل سے رجوع کر کے

---

[۱] مولانا سید عبدالمجید ندیم شاہؒ اولاً تنظیم اہل سنت کے ناظم اعلیٰ رہے۔ پھر مولانا سید نور الحسن شاہ صاحب بخاری رحمہ اللہ کے ساتھ سُنی شیعہ مشترکہ نصاب دینیات کے مسئلہ پر اختلاف ہو گیا تھا، اس قضیہ کی مکمل تاریخ کتاب ہذا میں اپنے مقام پر گزر چکی ہے۔ پھر انہوں نے ''مجلس تحفظ حقوق اہل سنت'' کی بنیاد رکھ لی تھی۔ مکتوب میں خان محمد کمتر کا ذکر بھی ہے جو اپنے وقت میں سرائیکی زبان کے قادر الکلام شاعر تھے، ساری زندگی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی منقبت میں گزری، جہیر الصوت تھے اور ڈوب کر پڑھتے تھے ''دیوان کمتر'' کے نام سے ان کا کلام مطبوعہ ہے۔ سلفی

مجھے مطلع کریں۔ ''غیر منصفانہ فیصلہ'' پمفلٹ میں حکومتی فیصلے کا پورا متن درج ہے جو قومی اخبارات اور شیعہ پرچوں میں شائع ہوا ہے۔ اللہ تعالیٰ اہل سنت کو کامیابی نصیب فرمائیں۔ آمین

(۲) مسودہ کی تصحیح کردی گئی ہے۔ اب کاتب محمد فاضل صاحب کسی وقت آئیں اور سابقہ مسودہ اور نقل سب لے آئیں تا کہ یہاں مکمل طور پر تصحیح ہو جائے۔ ''آفتاب ہدایت'' کے جواب میں رافضی مجتہد نے جو کچھ لکھا ہے اس کا مختصر جواب ''بشارت الدارین'' کے ساتھ چھپنا ضروری ہے، فہرست بھی بنانی ہے۔ خدا کرے یہ جلدی چھپ جائے۔

(۳) حافظ محمد خان صاحب کی صحت بہت کمزور ہے، جس کی وجہ سے وہ حفظ کی کلاس نہیں سنبھال سکتے۔ ہمارے ہاں یہ شعبہ پہلے ہی کمزور ہے۔ اس لیے وہ اجازت لے کر جہلم چلے گئے ہیں تا کہ بھائی کے ساتھ کاروبار میں ہاتھ بٹا سکیں۔ ان کا مستقل علاج کروا کر پھر جہاں ممکن ہو خدمتِ دین سرانجام دیں، ان کے معاشی حالات بھی بہت تنگ ہیں۔ اللہ تعالیٰ مشکلات کو حل فرمائے۔ آمین

(۴) آپ کے استاذ حکیم صاحب کی تجویز کے تحت ایک ہفتہ غذا استعمال کر چکا ہوں۔ صبح چنوں کا حلوہ اور بیسن کی روٹی مع انڈہ کم مرچ، پیاز والا استعمال کر رہا ہوں اور چائے کی جگہ قہوہ پیتا ہوں۔ یہ فرمائیں کہ دودھ کی چائے دن میں ایک آدھ بار استعمال کر لیا کروں؟ بعد از مغرب دودھ میں پانچ عدد کھجوریں بھگو کر استعمال کر رہا ہوں۔ پہلے تو شہد بھی ڈالتا رہا مگر خالص شہد ملتا تو ہے نہیں، استعمال کرنے کو جی نہیں چاہتا۔ یہ بھی بتائیں کہ دال مونگی کھا سکتا ہوں یا نہیں؟ تمام احباب کو سلام پیش کریں۔ والسلام

خادم اہل سنت مظہر حسین غفرلہٗ۔ مدنی جامع مسجد چکوال

۱۳ ذیقعدہ ۹۴ھ
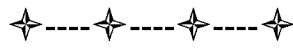
(۲۰۴) برادر محترم حکیم صاحب! السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

(۱) طالب خیر بخیر ہے۔ تین تعویذ مقدمہ کی کامیابی کے لیے ارسال ہیں، یہ ملک فتح محمد صاحب کو دے دیں اور کہیں کہ بازو میں باندھ لیں، مگر عدالت میں جب داخل ہوں تو ٹوپی وغیرہ میں رکھ کر سر پہ ڈال دیں۔ ان شاء اللہ فیصلہ آپ کے حق میں ہوگا۔

(۲) نئے کاتب کی کتابت اچھی نہیں ہے اور اس نے عربی عبارتیں بھی چھوڑی ہوئی ہیں۔ اس کو تو بدل دینا ہی مناسب ہے۔ اگر کوئی متبادل کاتب فوری نہ ملے تو پھر جہلم میں قاری حبیب صاحب سے ہی کروالیں، انہوں نے پہلے ''علمی محاسبہ'' کی کتابت اچھی کی ہے۔ بہر حال کاتب کو بدلنا ضروری ہے۔

(۳) کل کلورکوٹ میں دوروزہ سنی کانفرنس سے واپس آیا ہوں، مولانا عبداللطیف جہلمی صاحب بھی ساتھ تھے۔ ماشاء اللہ کانفرنس ہر پہلو سے کامیاب رہی۔ فریق ثانی یعنی جمعیت کے بعض لوگوں نے ناکام کرنے کی بڑی کوشش کی مگر ناکام ہوگئے[1]۔ اب ان شاء اللہ ۳، ستمبر کو جنڈانوالہ ضلع میانوالی میں سنی کانفرنس ہوگی۔ وہاں بھی فریق ثانی بڑی مخالفت کررہا ہے۔ یہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی کرامت ہے کہ اہل سنت متوجہ ہورہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ اہل سنت کو ہر محاذ پر کامیابی عطا فرمائے۔ آمین۔ محترم حافظ صاحب سمیت لاہور کے تمام احباب کو بہت بہت سلام!

والسلام۔ الاحقر مظہر حسین، مدنی جامع مسجد چکوال

۷، شعبان ۱۳۹۴ھ

✧----✧----✧----✧
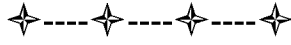
(۲۰۵) برادر مکرم منیر اقبال صاحب۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ۔

(۱) آپ کا عنایت نامہ مل گیا، طالب خیر بخیر ہے۔ ٹائٹل بھی رجسٹری ڈاک میں موصول ہوگیا تھا، ماشاء اللہ بہت خوش نما ہے۔ ابھی دوسرے صفحات والے اشعار کی تصحیح نہیں کرسکا، اصلاح کرکے روانہ کردوں گا (ان شاء اللہ تعالیٰ)۔ خدا کرے کہ کوئی معاون کاتب مل جائے کیونکہ کام زیادہ ہے اور زیادہ تاخیر کتابت اور تصحیح کی وجہ سے ہوجاتی ہے۔ کتاب کی اصل بحث تو تقریباً ختم ہوچکی ہے۔ بعض جگہ عنوانات کا اضافہ باقی ہے۔ میرا خیال ہے کہ ''بشارت الدارین'' دوہزار کی تعداد میں چھپ جائے ایک ہزار نسخوں پہ اعلیٰ کاغذ اور دوسرے ہزار پہ ذرا کمزور لگادیں مذہبی طبقے میں کتاب کی نکاسی بھی ایک مستقل مسئلہ ہے اور پھر ہمارا کام رد رفض پہ ہے۔ اس موضوع پر تو خیر سے اہل سنت علماء بھی سوئے ہوئے ہیں۔ اناللہ وانا الیہ راجعون۔ بہرحال جیسے آپ مناسب سمجھیں، کرلیں۔

(۲) والی بال ٹیم نے جو ''حق چار یار'' کا نام رکھا تھا، اس کی برکت سے آپ کو فتح ہوئی ہے۔ تاہم ہار جیت کھیل کا حصہ ہے۔ اگر کبھی ہار ہوگئی تو سب کہیں گے ''حق چار یار ٹیم ہار گئی'' یہ میرے لیے تکلیف دہ ہے۔ گو کہ شرعی پہلو سے گنجائش ہے۔ خوشی بھی بہت ہوئی کہ نوجوانوں نے یہ نام اپنالیا۔ بہرحال میری

---

[1] جب قائد اہل سنتؒ نے جمعیت علماء اسلام سے استعفیٰ دیا تھا تو اس سے ایک سال قبل ہی تحریک خدام اہل سنت کی بنیاد رکھ دی گئی تھی مگر بعض علاقوں کے جوشیلے جمعیت کے کارکنوں نے اپنے وہم کے تحت تحریک خدام کو جمعیت علماء اسلام کے متوازی اور بالمقابل جماعت خیال کرکے اچھا خاصا پروپیگنڈہ شروع کردیا تھا۔ یہ پروپیگنڈہ اس قدر ''اخلاص'' پر مبنی تھا کہ باقاعدہ تحریک خدام کے جلسے الٹنے کی کوششیں کی جاتیں تھیں۔ زیر نظر مکتوب میں انہی مخصوص حالات کی جانب اشارکیا گیا ہے۔ سلفی

تو اب یہی دعا ہے کہ حق چار یار والی بال ٹیم کو کبھی شکست نہ ہو۔ آمین۔ اللہ تعالیٰ اہل سنت کو ہر محاذ پر کامیابی نصیب فرمائے۔ آمین والسلام

خادم اہلسنت الاحقر مظہر حسین غفرلہ
مدنی جامع مسجد چکوال
۲۰ ربیع الثانی ۱۳۹۳ھ

✧----✧----✧----✧
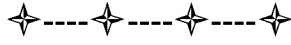
(۲۰۶) برادرم حکیم منیر اقبال صاحب۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ۔

''بشارت الدارین'' الحمد للہ مکمل کر کے بھیج رہا ہوں۔ ۳۱۶ صفحات تک کا مسودہ پہلے بھجوا دیا گیا تھا۔ اب بقیہ ارسال ہے۔ عرض حال بھی ''آغاز سخن'' کے نام سے لکھ دیا ہے۔ اگر کاتب نے بحث اصل کتاب سے شروع کر کے پختہ نمبر لگا دیئے ہوں تو پھر ابتداء میں ''آغاز سخن'' والے صفحات پر الف، باء کی ترتیب درج کر دیں۔ اس میں کوئی حرج نہیں ہے۔ ''آفتاب ہدایت'' کا جواب شیعوں نے لکھا ہے جس کا نام ''تجلیاتِ صداقت'' ہے لیکن چکوال میں شیعوں نے اسے کچھ ایسے چھپا رکھا ہے کہ کسی کو دیتے نہیں ہیں۔ دو تین دن سے احباب کوشش کر رہے ہیں۔ اگر ان دنوں مل جاتی تو میں ''آغاز سخن'' میں اس کا ذکر درج کر دیتا۔ بہرحال کتاب تو مل ہی جائے گی یہ کب تک چھپائیں گے؟ میں ''بشارت الدارین'' کے آخر میں بطور ضمیمہ اس کا رد کر دوں گا (ان شاء اللہ تعالیٰ)۔ چونکہ یہ کتاب ''فلاح الکونین'' کے جواب میں ہے۔ اس لیے اس کا سائز بھی وہی والا رکھنا ہے۔ یا کاتب سے مشورہ کر لیں جیسے مناسب ہو۔ تمام احباب کی خدمت میں سلام عرض کر دیں۔ والسلام

خادم اہل سنت۔ مظہر حسین غفرلہٗ
مدنی جامع مسجد چکوال
۱۴۔ رمضان المبارک ۹۴ھ

✧----✧----✧----✧
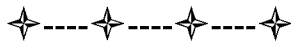
(۲۰۷) برادر محترم حکیم منیر اقبال صاحب۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ۔

طالب خیر بخیر ہے۔ پہلے کاتب صاحب نے تو بہت اچھی کتابت کی تھی۔ اور غلطیاں بھی کم تھی۔ مگر اب دوسرے کاتب نے بہت غلطیاں کی ہے، کتابت بھی معیاری نہیں ہے۔ اب آپ نے جو تیسرے کاتب لگائے ہیں، دیکھئے وہ کیا نتیجہ دیتے ہیں؟ بہرحال تصحیح تو میں خود ہی کروں گا۔ اگر چہ

بہت زیادہ سُنی جلسوں کی مصروفیات ہیں مگر یہ بھی تو ایک مصروفیت ہے۔ کتاب دو ہزار کی تعداد میں شائع کریں گے۔ گو کہ ضخیم ہونے کی وجہ سے خرچ کافی آئے گا۔ اسے انگریزی دان طبقہ میں زیادہ تقسیم کیا جائے تا کہ انہیں پتہ تو چلے کہ رافضی لوگ کیا کچھ کر رہے ہیں؟ اہل سنت کی غفلت کی انتہا ہو چکی ہے۔ تمام احباب کو سلام عرض کر دیں۔

والسلام

الاحقر مظہر حسین غفرلہ

مدنی جامع مسجد چکوال

۲۰، رمضان المبارک ۹۴ھ

✧----✧----✧----✧
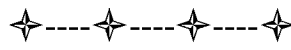
(۲۰۸) السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ۔

مولوی محمد یعقوب صاحب کو مطلوبہ رسائل اور قراردادیں دے دی ہیں۔ عید سے پہلے سنی کیلنڈر چھپ جانے چاہئیں تا کہ عید پر تقسیم ہو سکیں۔ عزیزم قاضی محمد ظہور الحسین صاحب اظہر سلمہ کو میرا اسلام کہیں، وہ لاہور میں ہی ہیں اور انہیں پیغام دیں کہ ملک ستار محمد صاحب وفات پا گئے ہیں انا للہ وانا الیہ راجعون۔ میں چونکہ سفر پر تھا اس لیے نماز جنازہ میں شریک نہ ہو سکا، بعد میں تعزیت کے لیے جانا ہوا۔ مظفر حسین اور صفدر حسین دونوں بھائی گھر میں ہی تھے۔ ان سے بذریعہ خط تعزیت کر لیں اور پھر خود بھی تعزیت کے لئے آ جائیں۔ باقی سب خیریت ہے۔ احباب کی خدمت میں سلام پیش کر دیں۔

والسلام

خادم اہل سنت الاحقر مظہر حسین غفرلہٗ

۲۷ ذیقعدہ ۱۳۹۲ھ

✧----✧----✧----✧
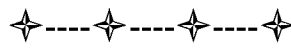
(۲۰۹) برادرم حکیم منیر اقبال صاحب سلمہٗ۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ۔

طالب خیر بخیر ہے۔ میری رائے یہ ہے کہ فی الحال خدام اہل سنت صوبہ پنجاب کی طرف سے کیلنڈر تیار کروا لیے جائیں۔ پتہ لاہور کا درج کریں۔ اور بعد میں دوسرے اضلاع کو حسب ضرورت دے دیئے جائیں۔ بطور تعاون میں بھی آپ کو پانچ سو روپیہ بھیج رہا ہوں۔ امید ہے کہ ظہور صاحب مکتبہ رشیدیہ والے لاہور جائیں گے تو ان کے ہاتھ بھیج دوں گا۔ آپ کام شروع کروا دیں۔ دوسرے اضلاع

سے رقم جمع کرنے سے دیر ہو جائے گی اور کام رہ جائے گا۔ اگر مناسب سمجھیں تو کیلنڈر پر ایک مناسب جگہ پہ چاند تارے بھی بنوالیں۔ چاند کے اندر ''محمد ﷺ'' اور تاروں میں چار یاروں پیاروں کے نام آجائیں۔ قرارداد مذمت بھی آفسٹ پر کتابت کروا کے ساتھ ہی چھپوالیں۔ تعداد بعد میں تجویز کریں گے۔ میں ایک ہفتہ سے خدام اہل سنت کے جلسوں میں شرکت کے لیے سفر پر ہوں۔ پنجن کسانہ اور ڈوگہ (کھاریاں) کے پروگراموں سے فارغ ہو چکا ہوں۔ آج رات کالا گوجراں کا جلسہ ہے (ان شاء اللہ)۔ سارے احباب کو سلام عرض کر دیں۔ اگر محترم صابر صاحب سے ملاقات ہو تو ان کی خدمت میں بھی سلام پیش کر دیں۔

والسلام
خادم اہل سنت الاحقر مظہر حسین غفرلہٗ
حال وارد جہلم۔ ۱۱ ذیقعدہ ۹۲ھ

✧----✧----✧----✧
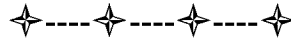
(۲۱۰) برادر محترم منیر اقبال صاحب۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ۔

رسالہ ہم ماتم کیوں نہیں کرتے؟ تقریباً ختم ہو گیا ہے۔ اب زیادہ تعداد میں چھپوانے کی ضرورت ہے۔ تلہ گنگ والوں کی رائے یہ ہے کہ رسالہ ''چار لاکھ روپے انعام'' بھی اس کے ساتھ ہی طبع ہو جائے۔ پہلے ان دونوں میں کتابت کی کچھ غلطیاں رہ گئیں تھیں، اب تصحیح کا خوب اہتمام کریں۔ مولوی محمد حسین صاحب چنیوٹی والی تقریظ حذف کر کے اس کی جگہ ''خدام اہل سنت کی دعا'' شامل کر دیں۔ تقریباً دس ہزار کی تعداد میں شائع کروا دیں، رقم میں یہاں سے بھجوا رہا ہوں۔ قیمت مناسب رکھیں، سنی بے حس ہیں۔ خدا کرے ''سنی کانفرنس'' والے اشتہارات اور سنی کیلنڈر جلدی تیار ہو جائیں تو آپ انہماک سے رسالوں کی اشاعت کروا سکیں گے۔ اب یہ تینوں کام آپ کو کانفرنس سے پہلے پہلے کرنا ہوں گے یعنی:

(۱) رسالہ ''ہم ماتم کیوں نہیں کرتے؟ مع ''چار لاکھ روپے انعام

(۲) سنی کیلنڈر (۳) سالانہ ''سنی کانفرنس'' کے اشتہارات

اللہ تعالیٰ کی مدد آپ کے شامل حال ہو۔ آمین۔ حضرت پیر خورشید احمد صاحب مدظلہٗ کی طبیعت اب پہلے سے کافی بہتر ہے۔ خط کے ذریعہ معلوم ہوا۔ اشتہارات میں ان کا نام بطور سرپرست تحریک خدام

اہل سنت لکھوالیا کریں۔آپ کو اور عزیزم قاضی ظہور الحسین سلمہٗ کو کانفرنس سے ۴ یا ۵ دن پہلے پہنچ جانا چاہیے۔
والسلام

خادم اہل سنت۔الاحقر مظہر حسین غفرلہٗ

مدنی جامع مسجد چکوال

۳،محرم الحرام ۱۳۹۳ھ
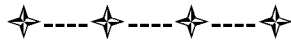
بنام ماسٹر منظور حسین صاحب

تعارف:

ماسٹر منظور حسین صاحب ساہیوال ضلع سرگودھا کے رہنے والے ہیں ۱۹۵۲ء میں ولادت ہوئی۔گورنمنٹ پرائمری سکول میں ملازمت کرنے کے بعد ۲۰۰۱ء کو ریٹائرڈ ہوئے۔قائد اہل سنت رحمہ اللہ کے دست حق پرست پر ۱۹۷۳ء میں بیعت ہوئے اور اب تک عقیدت و محبت اور خدمت کے جذبات سے سرشار ہیں۔قائد اہل سنت رحمہ اللہ نے آپ کو ۲۰۰۳ء میں دفتر ،ماہ نامہ حق چار یار کی خدمت پر مامور فرمایا تھا، جسے تا حال حُسن و خوبی کے ساتھ سنبھالتے چلے آ رہے ہیں۔

(۲۱۱) برادر محترم ماسٹر صاحب سلمہ......اسلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

① عنایت نامہ موصول ہوا، طالب خیر بخریت ہے۔مصروفیات کی وجہ سے جواب نہیں دے سکا، ٹیپ (ریکارڈر) کے متعلق تو حافظ عبدالوحید صاحب کو لکھیں، وہ راولپنڈی سے ٹھیک کروالیا جائے گا، ان شا اللہ۔

② مولوی عظیم الدین کی کتاب ’’حیاتِ یزید‘‘ پر کسی کی تقریظ نہیں ایک ساتھی کے ذریعے ہم نے اس کے کئی نسخے کراچی سے خریدے ہیں، جو ابھی تک نہیں پہنچے۔اگر کوئی حاصل کرنا چاہے تو مل جائے گی۔قیمت ۱۸، ۲۰ روپے ہوگی۔

③ ملتان ایک ہفتہ کا دورہ ہے جو میری صحت کے پیش نظر مشکل ہے، واپسی پر تو کسی صورت میں حاضر نہیں ہوسکتا، نیز ملتان جاتے ہوئے رستہ میں چیچہ وطنی کے قریب ایک چک میں اپنی عزیزہ ہیں۔ یہاں سے مستورات بھی جانے کا ارادہ رکھتی ہیں، جن کو واپسی پر ہمراہ لانا ہوگا۔

④ حضرت قاری[1] صاحب کی خدمت میں سلام مسنون عرض کردیں، تبلیغ کے طریق پر انہوں نے اصلاحی کتاب[2] اچھی لکھی ہے۔ حق تعالیٰ قبولیت بخشیں۔ آمین۔

⑤ مولانا سلیم اللہ خان صاحب سے ضروری خط وکتابت جاری ہے، ہمیں تو ان کے یزیدی ہونے میں کوئی شک نہیں[3]، مولانا عبدالمجید ندیم نے حضرو والوں کو ان کا پتہ لکھوایا تھا کہ ان سے کتاب ''خلافت معاویہؓ و یزید'' (عباسی صاحب) اور ''حیاتِ یزید'' مل سکتی ہے۔ محترم شاہ صاحب سے بھی سلام کہہ دیں، دیگر احباب کو بھی سلام! میں میانوالی کے دورے پر جارہا ہوں۔ جمعرات کو واپسی ہوگی۔ (ان شاء اللہ) اللہ تعالیٰ اہل سنت کو ہر مرحلہ پر کامیابی عطاء فرمائیں۔ آمین بجاہ النبی الکریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔

والسلام

خادم اہل سنت والجماعت مظہر حسین غفرلہ

۲۹ ربیع الثانی ۱۴۰۱ھ

✧----✧----✧----✧
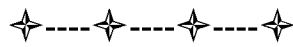
[1] حضرت مولانا مفتی سید عبدالشکور ترمذیؒ

[2] ''دعوت وتبلیغ کی شرعی حیثیت'' مصنفہ مولانا مفتی عبدالشکور ترمذیؒ

[3] جامعہ فاروقیہ کراچی کسی زمانہ میں واقعی متاثرین ناصبیت کا گڑھ رہا ہے اور محمود احمد عباسی وغیرہ کی کتب بے جھجک یہاں سے تقسیم ہوتی تھیں، مولانا عبدالحق خان صاحب بشیر نے اس ضمن میں اپنا چشم دید ایک واقعہ بھی لکھا ہے کہ جامعہ فاروقیہ میں مولانا محمد عبداللہ درخواستیؒ نے اپنے خطاب میں یزید کی مذمت کی تو بعد ازاں طلبہ جامعہ فاروقیہ نے خاصا ردعمل پیش کیا، اور حضرت درخواستیؒ کے خلاف ایسی مکروہ زبان استعمال کی کہ شرافت قلم بیان کرنے سے قاصر ہے، یہ ۱۹۸۰ء کا واقعہ ہے (حق چار یار جنتری صفحہ ۶۲، ۱۹۹۰ء) یہ واقعہ مزید تفصیل کے ساتھ مولانا صاحب موصوف نے کاتب السطور کو بھی سنایا۔ تاہم ''کشف الباری جلد ۴'' کے بعض مقامات سے ظاہر ہوتا ہے کہ حضرت شیخ الحدیثؒ نے بعد میں اپنی رائے تبدیل کر لی تھی اور فسق یزید کے قائل ہوگئے تھے۔ بہرحال قائد اہل سنتؒ نے اپنے دور کے اعتبار سے بالکل بجا فرمایا ہے۔ سلفی

(۲۱۲) برادرم محترم ماسٹر صاحب......السلام علیکم ورحمۃ اللہ۔

① عنایت ملا، طالب خیر بخیر ہے۔ والدہ صاحبہ کی رضا مندی کے تحت آپ کا رمضان المبارک میں گھر رہنا ضروری ہے۔ اللہ تعالیٰ زیادہ سے زیادہ عبادت کی توفیق عطا فرمائیں اور ذکر اللہ میں ترقی نصیب ہو آمین۔

(۲) مولوی محمد امیر صاحب کے خط سے ان کے عقیدہ توحید کی حقیقت کھل جاتی ہے۔ منکرین حیات النبی ﷺ کا ایک ٹریکٹ راولپنڈی سے بنام ''صدائے حق درمحاسبہ ادائے حق'' مصنفہ محمد یٰسین شائع ہوا ہے۔ ادائے حق کو شائع کرنے والے سرگودھا کے بزم قاسمی کے حضرات ہیں، یہ رسالہ بھی ملا تھا اور اب صدائے حق بھی ڈاک سے کسی نے بھیج دیا ہے۔ اس میں بزم قاسمی والوں کو بار بار مناظرے اور مباہلے کا چیلنج دیا گیا ہے اور روضہ اطہر پر درود وسلام سننے کے قائلین کو تھرڈ کلاس مشرک قرار دیا گیا ہے۔ آپ سرگودھا والوں کو مولوی محمد امیر صاحب کے خط کی فوٹو کاپی بھیج دیں، اس موقع پر ان کے کام آئے گا۔ یہ ٹریکٹ مولوی احمد سعید کی پارٹی والوں کا ہے، اس میں لکھا گیا ہے کہ کیا خدام والے اور بزم قاسمی کے پوپ علامہ احمد سعید کلڑ ہٹہ والے سے مناظرہ کر سکتے ہیں؟ آپ سرگودھا والوں کو احمد سعید کی وہ تقریر بھی (پنجابی والی) بھیج دیں جس میں اس نے حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اور دیگر خلفائے راشدین سے افضل قرار دیا ہے اور سخت توہین بھی کی ہے۔ بزم قاسمی والے اپنی طرف سے شائع کر کے اس کا تعاقب کریں۔ حضرت قاری صاحب اور برادرم شاہ صاحب کی خدمت میں سلام۔ اللہ تعالیٰ اہل سنت والجماعت کو ہر جگہ کامیابی عطا فرمائے آمین بجاہ سید المرسلین ﷺ۔

والسلام

خادم اہل سنت والجماعت مظہر حسین غفرلہ، مدنی جامع مسجد چکوال

۱۶ر رمضان المبارک ۱۴۰۱ھ

(۲۱۳) برادرم ماسٹر منظور حسین صاحب سلمہ......السلام علیکم ورحمۃ اللہ۔

طالب خیر بخیر ہے۔ حضرت قاری صاحب کو یہ خط دے دیں۔ ۴ر مئی کی رات کو سنی تحریک الطلبہ کی طرف سے فیصل آباد میں مولانا ہمدانی صاحب[1] کی مسجد میں ہمارا جلسہ ہوا تھا۔ حضرت مولانا

---

[1] مولانا محمد اشرف ہمدانی رحمۃ اللہ علیہ مراد ہیں۔

عبداللطیف صاحب بھی تھے۔ وہاں سے واپسی پر شیخوپورہ میں وہ درخت دیکھنے آئے جس کے تنہ پر چار یاروں رضی اللہ عنہم کے نام لکھے ہیں۔ تو اس واقعہ کی تصدیق ہوگئی، ہم نے وہاں حق چار یار رضی اللہ عنہم کا کیمپ لگا دیا ہے۔ حفاظت کی بڑی ضرورت ہے۔ دشمنوں کی طرف سے خطرہ ہے کہ ان ناموں کو محو کر دیا جائے۔ خدام کا پہلا گروپ گذشتہ اتوار کو وہاں گیا تھا۔ بندہ اور مولانا جہلمی بھی ساتھ تھے۔ اب دوسرا گروپ ان شاء اللہ کل جمعرات کو وہاں جائے گا۔ تو پہلا واپس آجائے گا آپ بھی چند رضا کاروں کو تیار رکھیں، جمعہ پر جو قرارداد پاس کی گئی ہے، اس کی فوٹو کاپی آپ کو ارسال ہے۔ نوائے وقت اور امروز میں جو پہلے خبر شائع ہوچکی ہے، وہ بھی اللہ تعالیٰ کی قدرت کا عجیب کرشمہ ہے۔ اللہ تعالیٰ اہل سنت والجماعت کو ہر جگہ غلبہ عطا فرمائیں۔ آمین بجاہ النبی الکریم صلی اللہ علیہ وسلم

والسلام

خادم اہل سنت والجماعت مظہر حسین غفرلہ

۱۷/رجب (المرجب) ۱۴۰۱ھ

✧----✧----✧----✧

(۲۱۴) بخدمت محترم ماسٹر منظور حسین سلمہ صاحب سلمہ...... اسلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

① عنایت نامہ کاشف حالات ہوا۔ طالب خیر بخیر ہے۔ ماشاء اللہ سنی تبلیغ کی کامیابی مبارک باد۔ خصوصاً محترم حکیم صاحب [1] کی خدمت میں سلام مسنون عرض کر دیں کہ ان کی خاموش مخلصانہ محنت سے اللہ تعالیٰ نے دو اہل تشیع کو ہدایت عطا فرما دی ہے اور تیسرا ابھی کچھ کمزور پڑ گیا ہے۔ اللہ تعالیٰ اس کو بھی ہدایت عطا فرمائیں۔ ہدایت تو حق تعالیٰ کے اختیار میں ہے۔ ہمارے اختیار میں جو ہے وہ ہم کرتے رہیں یعنی تبلیغ و تعلیم۔ اللہ تعالیٰ آپ کی محنت قبول فرمائیں۔ آمین بجاہ رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔

② حضرت قاری صاحب [2] کی خدمت میں سلام مسنون عرض کر دیں۔ حضرت مولانا ظفر احمد صاحب عثمانی رحمہ اللہ کی تصانیف میں سے کوشش کریں کہ مذکورہ مسئلہ مل جائے یعنی مشاجراتِ صحابہ رضی اللہ عنہم

---

[1] حکیم قاضی مظفر حسین مرحوم مراد ہیں جو پہلے حضرت مولانا محمد عبداللہ درخواستی رحمہ اللہ کے مرید تھے پھر حضرت درخواستی رحمہ اللہ کی وفات کے بعد حضرت قائد اہل سنت رحمہ اللہ کے دست حق پرست پر بیعت ہو گئے تھے۔

[2] حضرت مولانا مفتی سید عبدالشکور ترمذی رحمہ اللہ

میں حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ حق وصواب پر تھے اور حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ سے اجتہادی خطاء ہوگئی تھی۔
مشاجراتِ صحابہ رضی اللہ عنہم کی بحث بتوفیق تعالیٰ مکمل کر لی ہے۔اب فسق یزید پر لکھ رہا ہوں۔چونکہ کتاب ضخیم ہوگئی ہے۔اس لیے یہ بحث مختصر کرنے کی کوشش کروں گا۔اللہ تعالیٰ اپنی رضاء کے مطابق لکھنے کی توفیق فرمائیں اور قبول فرمائیں اور ہم سب کو فتنوں سے محفوظ رکھیں اور اہل سنت والجماعت کو ہر مقام وہر مرحلہ پر کامیابی عطا فرمائیں۔آمین بجاہ النبی الکریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔ والسلام

خادم اہل سنت والجماعت مظہر حسین غفرلہ، مدنی جامع مسجد چکوال

۱۷؍رمضان المبارک ۱۴۰۲ھ
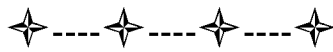
✧----✧----✧----✧

(۲۱۵) برادرم ماسٹر منظور حسین صاحب سلمہ......السلام علیکم ورحمۃ اللہ۔

عنایت نامہ ملا۔طالب خیر بخیر ہے۔جلسہ پر ان شاء اللہ تعالیٰ جمعہ پر ہی حاضر ہوجاؤں گا۔یہ فرمائیں کہ تقریر قبل از جمعہ ہوگی یا بعد؟ محمد حسین خان صاحب سے ملاقات ہوتو سلام کہہ دیں ان دنوں فرصت نہیں۔ساہیوال میں ہی ملاقات ہوجائے گی پھر وہ جہلم سنی درس خلافتِ راشدہ میں شریک ہوسکتے ہیں ۵ اور ۶ جون دو دن میں نے وہاں درس دینا ہے۔ان شاء اللہ تعالیٰ۔ایف ۱۶ کا واقعہ پہلے بھی معلوم ہوا ہے۔اللہ تعالیٰ اعداء سے ملک وملت کو محفوظ رکھیں۔حکومت غافل نہیں۔صرف اہل سنت والجماعت کی کمزوری رکاوٹ ہے۔حضرت مفتی صاحب کی خدمت میں سلام مسنون عرض کردیں۔اللہ تعالیٰ آپ کو اور ہم سب کو مذہب اہل السنت والجماعت کی اتباع، خدمت اور نصرت کی توفیق عطا فرمائیں۔آمین بجاہ النبی الکریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔

والسلام

خادم اہل سنت والجماعت مظہر حسین غفرلہ، مدنی جامع مسجد چکوال

۱۸؍رجب ۱۴۰۳ء

✧----✧----✧----✧
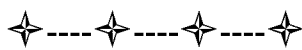
(۲۱۶) برادرم محترم ماسٹر صاحب سلمہ......السلام علیکم ورحمۃ اللہ۔

عنایت نامہ ملا۔طالب خیر بخیر ہے۔جمعہ کو ان شاء اللہ تعالیٰ صبح ہی یہاں سے روانگی ہوگی۔اور جمعہ کے بعد پھر واپسی ہوجائے گی۔واللہ الموفق

② آپ رمضان المبارک میں تشریف لا سکتے ہیں اور بچی کو رمضان المبارک کے بعد ہی داخل کرائیں۔ تجربہ یہ ہے کہ سخت گرمی اور سخت سردی میں نئی بچیاں گھبرا جاتی ہیں۔ یہاں پانی کی زیادہ تنگی ہے۔

③ ایک رسالہ ''میاں طفیل محمد کی دعوت اِتحاد کا جائزہ'' لکھا ہے۔ اس میں خمینی عقائد پر بحث کی گئی ہے اور شیعوں کے دوسرے عقائد کا بھی ذکر ہے۔ کتابت کے لیے دے دیا ہے۔ حضرت مفتی صاحب، جناب حکیم صاحب اور دوسرے احباب کی خدمت میں سلام مسنون عرض کر دیں۔ اللہ تعالیٰ اہل السنت والجماعت کو ہر مقام پر کامیابی نصیب فرمائیں۔ آمین بجاہ رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

والسلام

خادم اہل سنت والجماعت مظہر حسین غفرلہ، مدنی جامع مسجد چکوال

۸ رشعبان ۱۴۰۳ھ

✧----✧----✧----✧
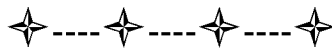
(۲۱۷) برادرم محترم ماسٹر صاحب سلمہ...... السلام علیکم ورحمۃ اللہ۔

حالات معلوم ہوئے جزاکم اللہ تعالیٰ۔ **اللھم زدفزد** ۔تسبیحات کے علاوہ حسب حال اسم ذات میں ایک ہزار کا اضافہ کر دیں۔ یہ روحِ ذکر ہے قلب کی نورانیت کے لیے بہت مؤثر ہے۔ مزید اضافہ بھی کر سکتے ہیں۔

② **حسبنا اللہ ونعم الوکیل** پر مداومت رکھیں خواہ متفرق اوقات میں تعداد پوری کر لیں اس کے بڑے فوائد ہیں حضرات اصحاب احد رضی اللہ عنہم کا وظیفہ ہے۔ اس میں بندہ اپنے آپ کو ہر امر میں حق تعالیٰ کے حوالے کر دیتا ہے جو بندہ اللہ کا بن جائے اللہ اس کا ہو جاتا ہے **من کان للہ کان اللہ لہ**۔

③ ''اعمالِ قرآنی''[1] سے حسبِ ضرورت استفادہ کر سکتے ہیں۔ واللہ الشافی۔

④ صبح چار بجے گھر جا سکتے ہیں بندہ کی طرف سے یک صد والدہ محترمہ کے لیے ہدیہ قبول کر لیں۔

⑤ حضرت مفتی صاحب دام مجدھم کی خدمت میں سلام مسنون عرض کر دیں۔ ڈومیلی کے مجوزہ مناظرے سے اطلاع دے دیں۔ اللہ تعالیٰ کامیابی عطا فرمائیں۔ آمین بجاہ النبی الکریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔

---

[1] مصنفہ حکیم الامت مولانا اشرف علی تھانویؒ

جناب حکیم صاحب اور دیگر احباب واہل خانہ سے سلام کہہ دیں بندہ کے لیے دعا کریں۔ اللہ تعالیٰ آپ کو اور ہم سب کو ذکر دوام، اتباع سنت اور استقامت نصیب فرمائے۔ اور سنی مسلمانوں کو ہر جگہ غلبہ و کامرانی نصیب ہو۔ فتنوں سے حفاظت حاصل ہو۔ آمین بجاہ رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔

والسلام

خادم اہل سنت والجماعت مظہر حسین غفرلہ

۲۶ رمضان المبارک ۱۴۰۳ھ
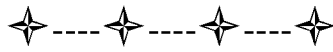
(۲۱۸) برادرم محترم ماسٹر منظور حسین صاحب سلمہ...... السلام علیکم ورحمۃ اللہ۔

عنایت نامہ ملا۔ طالب خیر بخیر ہے۔ حکیم مظفر علی صاحب کے لیے مرگی کے تعویذات ارسال ہیں بند تعویذ مریض کے گلے میں باندھنا ہے اور کھلے تعویذوں میں سے روانہ ایک تعویذ باوضو گھول کر اس کو پلا دیں۔ واللہ الشافی۔

② حضرت قاری صاحب زید فیضہم کی خدمت میں سلام مسنون عرض کر دیں۔ ان کی رائے درست ہے پہلے تو ارادہ تھا کہ کتاب ''خارجی فتنہ'' حصہ اوّل کی تقریظیں حصہ دوم میں آ جائیں گی لیکن ''بینات کراچی'' میں تبصرہ مفصل ہے جس کے لیے علیحدہ ٹریکٹ شائع کرنا پڑے گا۔ ماہ نامہ ''لولاک'' کا بھی آ جائے گا۔ حضرت قاری صاحب بھی اپنا تبصرہ بھیج دیں حضرت مولانا مفتی جمیل احمد صاحب تھانوی زید فیضہم سے بھی تبصرہ لکھنے کے متعلق عرض کریں گے۔ جلد ثانی کے تحریر شدہ

مسودہ کی ابھی تک نظر ثانی کی ہے۔ حق تعالیٰ اس کی تکمیل کی بھی توفیق و قبولیت عطا فرمائیں۔ آمین بجاہ النبی الکریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔

③ حکیم الامت حضرت تھانوی قدس سرہ کے مواعظ وغیرہ کے مطالعہ کے لیے اجازت کی ضرورت نہیں ہے۔ بندہ کو طویل اسارتِ جیل میں حضرت تھانوی رحمہ اللہ کے ملفوظات و مواعظ سے استفادہ کی توفیق ملی ہے۔ اصلاح کے لیے بہت مؤثر ہیں۔ زیارت تو ایک دفعہ ہی نصیب ہوئی ہے جب کہ دارالعلوم دیوبند سے ہم تین چار طلبہ زیارت کے لیے بروز جمعہ تھانہ بھون حاضر ہوئے تھے

اور نماز جمعہ کے بعد حضرت کے ارشادات سنے تھے۔ آپؒ نے قلندر اور ملامتی کی تعریف فرمائی تھی۔ شیخ الاسلام حضرت مدنی اور حکیم الامت حضرت تھانوی قدس اللہ سرہما دونوں بڑی شخصیتیں ہیں۔ مسلک و مقصد ان حضرات کا ایک ہی ہے۔ تقسیم و عدم تقسیم ہندوستان کے بارے میں جو سیاسی اختلاف حالات کے تحت ہو گیا تھا وہ اجتہادی نوعیت کا ہے۔ جانبین میں سے بعض متوسلین افراط و تفریط سے کام لیتے ہیں۔ جس کو بندہ پسند نہیں کرتا۔ بفضلہٖ تعالیٰ بندہ اس سے محفوظ ہے حق تعالیٰ تمام اکابر کی درجہ بدرجہ محبت و عقیدت نصیب فرمائیں۔ آمین بجاہ رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم۔

④ یاد نہیں آپ نے اپنے بچے کے متعلق پہلے خط میں کیا لکھا تھا؟ تعویذات ارسال ہیں دو چھوٹے تعویذ ملا کر گلے میں باندھیں اور بڑے تعویذات پلاتے رہیں ایک تعویذ باوضو ۸ پیالی پانی میں گھول کر صبح و شام ایک ایک پیالی چار دن پلانا ہے۔ واللہ الشافی۔ حضرات واحباب کی خدمت میں سلام مسنون عرض کر دیں۔ اللہ تعالیٰ آپ کو اور ہم سب کو مذہب اہل سنت والجماعت کی اتباع، خدمت و نصرت کی توفیق دیں اور اہل سنت والجماعت کو ہر مقام پر کامیابی نصیب فرمائیں۔ آمین بجاہ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم۔

نوٹ: مرگی کے تعویذ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ والے ہیں۔

والسلام

خادم اہل سنت والجماعت مظہر حسین غفرلہ

مدنی جامع مسجد چکوال

۶ ربیع الثانی ۱۴۰۴ھ

---

(۲۱۹) برادرم ماسٹر منظور حسین سلمہ صاحب سلمہ...... السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

طالب خیر بخیر ہے۔ عنایت نامہ موصول ہوا۔ اور احسن الفتاویٰ کے اقتباسات بھی ملے جزاکم اللہ تعالیٰ۔ یزید کے بارے میں تو مولانا رشید احمد صاحب لدھیانوی کا عجیب و غریب نظریہ ہے۔ اس میں وہ مولانا سندیلوی کے قریب ہیں اور یزید کا دفاع کرتے ہیں۔

② سندیلوی صاحب مشاجرات صحابہ رضی اللہ عنہم کے مسئلہ میں حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے حق میں بہت

غالی ہیں۔ چنانچہ اجتہادی خطاء کی نسبت بھی وہ گوارا نہیں کرتے اور اسی بناء پر انہوں نے اہل سنت والجماعت کے متفق علیہ مسلک (اجتہادی خطاء) کا بہت سختی سے رد کیا ہے چنانچہ لکھتے ہیں: ''یہ مسلک باوجود شہرت و قبولیت عام در حقیقت بالکل غلط، بے دلیل بلکہ خلافِ دلیل ہے۔'' (اظہارِ حقیقت حصہ دوم صفحہ ۴۶۱، حوالہ خارجی فتنہ حصہ اول صفحہ ۳۳۵) ان کے اسی غلو کے جواب میں بندہ نے کتاب ''خارجی فتنہ'' لکھی ہے۔ اور صفحہ ۳۳۶ پر تنبیہ کی ہے کہ: کیا متاخرین کی آڑ میں حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے مؤقف کو بالکل غلط بے دلیل اور خلافِ دلیل نہیں کہا جا رہا؟ سندیلوی صاحب کے اس طرزِ بیان کو حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی تنقیص وتوہین پر محمول کیا جائے یا حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے حق میں غلو وافراط پر؟ کچھ تو ہے جس کی پردہ داری ہے۔ مولانا سندیلوی نے حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ پر حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی ذاتی فضیلت کو تو تسلیم کیا ہے لیکن حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی موعودہ قرآنی خلافت کی کوئی عظمت باقی نہیں رکھی۔ حتیٰ کہ (پاکستان میں خارجیت کی بنیاد) حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو اس میں اقرب الی الحق قرار دیا ہے اور آپ کی رائے کو حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی رائے سے اصح قرار دیا ہے۔ یہی نظریہ محمود عباسی اور اس کی پارٹی کا ہے اور پاکستان میں خارجیت کی بنیاد یہی ہے۔ گو الفاظ میں بعض نرمی کرتے ہیں اور بعض سختی۔ چنانچہ کتاب ''خارجی فتنہ'' کی فہرست کے عنوان ''خارجیت کا سیلاب'' میں آپ عبارتیں ملاحظہ کر سکتے ہیں۔

③ آپ نے تحریر فرمایا ہے کہ: مولانا محمد علی صاحب کا رسالہ (یعنی کتاب خارجی فتنہ کی اصل حقیقت) تو بالکل خارجی تبرا ہے جس کی کچھ بھی حقیقت نہیں۔ سوائے گالیوں کے کوئی دلیل نہیں جو قابل مطالعہ ہو...... باقی ایک بات ان کی بندہ کو واقعی محسوس ہوئی ہے اور میں نے مفتی سید عبدالشکور صاحب مدظلہ کی خدمت میں عرض کی۔ انہوں نے بھی تائید فرمائی ہے اس لیے عرض ہے کہ اگر آنجناب توجہ فرمائیں اور مناسب خیال فرمائیں تو اس عبارت میں تبدیلی ہو جائے تو بہتر ہوگا۔ وہ یہ ہے کہ خارجی فتنہ حصہ اول کے صفحہ ۴۵۵ پر حکمین کے فیصلہ پر آپ نے تحریر فرمایا ہے کہ: حضرت علی رضی اللہ عنہ کو معزول کرنا ہرگز ہرگز جائز نہیں تھا بلکہ گناہ تھا۔ سندیلوی صاحب اگر آیت استخلاف پر ایمان رکھیں تو ماننا پڑے گا کہ چونکہ حسب امر بصورت وعدہ اللہ تعالیٰ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو خلیفہ مقرر فرمایا تھا اس لیے اللہ تعالیٰ کے مقرر کردہ خلیفہ کو معزول کرنا یقیناً سخت نافرمانی ہے'' ان الفاظ کی جگہ اگر اجتہادی خطاء لکھ دیا جاتا تو زیادہ مناسب و بہتر ہوتا کیونکہ صحابہ رضی اللہ عنہم کے متعلق گناہ اور سخت نافرمانی کے الفاظ

سخت معلوم ہوتے ہیں۔'' یہ الفاظ بظاہر واقعی سخت ہیں اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی عظمت کے خلاف ہیں۔ لیکن بندہ نے بھی تو ان سے مراد اجتہادی خطاء ہی لی ہے۔ یعنی صورتاً گناہ اور نافرمانی ہے نہ کہ حقیقتاً۔ چنانچہ بندہ نے اپنی تائید میں بعد ازیں حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمہ اللہ کی عبارت پیش کی ہے۔ اور عنوان ہی یہی رکھا ہے: ''حکمین خطاء کریں گے'' حضرت شاہ صاحب رحمہ اللہ نے استدلال نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک پیشگوئی سے کیا ہے۔ اور اس امر کی بھی وضاحت فرمائی ہے کہ مراد از ضلالؔ آنست کہ خطا کردہ اند در اجتہاد الخ اس کا ترجمہ بندہ نے یہ لکھا ہے کہ: ان ثالثوں کے گمراہ ہونے سے یہ مراد ہے کہ انہوں نے اپنے اجتہاد میں خطاء کی ہے الخ (صفحہ نمبر ۴۵۷) اور صفحہ نمبر ۴۷۷ پر بندہ نے لکھا ہے: مسئلہ حالات کا نہیں یہ مسئلہ نص قرآنی کے تقاضا کا ہے قرآن کا جواب قرآن سے چاہیے اگر جواب نہیں ہے اور نہ ہوسکتا ہے تو حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی اجتہادی خطاء تسلیم کر کے نص قرآنی کے تقاضا پر عقیدہ رکھیں۔ اس میں حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی کوئی تنقیص لازم نہیں آتی بلکہ اجتہادی خطاء کی وجہ سے وہ ایک گونہ ثواب کے ہی مستحق ہیں (ان حالات میں حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ تو معذور تھے لیکن اب سندیلوی صاحب معذور نہیں ہیں)۔

صفحہ نمبر ۵۱۳ پر لکھا ہے: پھر یہ بھی ملحوظ رہے کہ خود حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ بھی حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کو خطا پر قرار دیتے تھے بلکہ باغی تک فرمایا (گوصورتاً ہی ہو) تو سندیلوی صاحب اس کو بھی گستاخی ہی سمجھتے ہوں گے اور اگر نہیں تو پھر جن حضرات فقہاء وغیرہ نے باغی بمعنی مجتہد مخطی کہہ دیا ان کو کیونکر گستاخ قرار دیا جاسکتا ہے؟ علاوہ ازیں بندہ نے صفحہ نمبر ۵۲۲ پر اسی سلسلہ بحث میں تصریح کی ہے کہ: یہ صحیح ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم آپس میں اس قسم کے اختلاف کا حق رکھتے تھے لیکن یہ اس وقت تو قطعی طور پر معلوم نہ تھا کہ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ ہی قرآن کے خلیفہ راشد ہیں۔ فرمائیے اگر حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کو اس وقت یہ یقین ہو جاتا تو کیا پھر بھی وہ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے معزول ہونے کا مطالبہ کرسکتے تھے؟ ہرگز نہیں۔ وہ معذور تھے لیکن اب جب ہمیں یہ یقین حاصل ہے اور حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کو خلیفہ راشد تسلیم کرنا ہمارے لیے عقیدے کی حیثیت رکھتا ہے اور اسی بناء پر امام غزالی رحمہ اللہ بھی خلفائے اربعہ کو بالترتیب امام حق ہونے کا عقیدہ رکھتے ہیں۔ چنانچہ احیاء العلوم جلد اول کی عبارت کتاب ہذا صفحہ نمبر ۳۲۱ پر پیش کی جاچکی ہے) تو اب زیر بحث مسئلہ میں اہل سنت والجماعت کا یہی موقف صحیح قرار دیا جاسکتا ہے کہ اس وقت حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ سے خلیفہ راشد

موعود کے ساتھ جنگ وقتال کرنے میں خطا ہو گئی تھی۔ اس میں حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی نہ تنقیص ہے اور نہ بے ادبی''۔ دوسرے مقامات میں بندہ نے حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہٗ کی عبارتیں پیش کی ہیں کہ اکابر نے جہاں کہیں حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے متعلق باغی یا جائر وغیرہ الفاظ کا اطلاق کیا ہے تو اس سے مراد صورتاً جور و بغاوت ہے نہ کہ حقیقتاً۔ یعنی یہ خطائے اجتہادی تھی (ملاحظہ ہو خارجی فتنہ صفحہ نمبر ۴۲۲) اور صفحہ نمبر ۵۳۴ پر بندہ کی یہ عبارت بھی ملحوظ رہے: حضرت علی رضی اللہ عنہ کا موعود خلیفہ راشد ہونا قرآن اور حدیث سے ثابت ہے۔ لیکن دور صحابہ رضی اللہ عنہم میں یہ نصوص صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے پیش نظر نہ تھیں کیونکہ آیت و حدیث میں خلفائے اربعہ کے نام نہیں تھے۔ اس وقت صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے اجتہاد کی بناء پر اپنا اپنا موقف اختیار کر لیا اور وہ اس میں معذور تھے۔ بحیثیت شرف صحابیت کے ہم حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے خلوص میں شبہ نہیں کر سکتے۔ البتہ یہ کہہ سکتے ہیں کہ آپ سے اجتہادی خطاء کا صدور ہو گیا تھا اس میں نہ کوئی بے ادبی ہے نہ تنقیص شان''۔ سندیلوی صاحب نے مسلک اہل سنت کو بے دلیل بلکہ خلافِ دلیل قرار دیا ہے۔ بندہ نے ان کے جواب میں مسلک حق کو آیت استخلاف اور آیت تمکین پر مبنی قرار دیا ہے اور سندیلوی صاحب پر اتمامِ حجت کیا ہے کیونکہ وہ بھی خلفائے ثلثہ کی طرح علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کو ان آیات کا مصداق قرار دیتے ہیں۔ تو جو شخص یہ تسلیم کرے کہ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ قرآنی آیات کا مصداق ہے گویا کہ اللہ تعالیٰ نے خود ہی بنا کر خلیفہ مقرر کیا تھا۔ تو پھر ان سے جنگ کرنے والوں اور ان کو خلافت سے معزول کرنے والوں کی کیا شرعی پوزیشن ہو گی؟

اگر کوئی شیعہ اعتراض کرے تو کیا جواب ہو گا؟

یقیناً یہ نافرمانی اور گناہ ہے لیکن صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے لیے یہ صورتاً معصیت تھی نہ کہ حقیقتاً، اور بندہ نے جا بجا اور اجتہادی خطاء سے اس کی توجیہ کر دی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ حضرت مولانا محمد یوسف صاحب لدھیانوی نے ''بینات'' میں اور...... ماہنامہ الخیر نے مجھ پر یہ گرفت تو کی ہے کہ مولانا سندیلوی کے بارے میں الفاظ سخت ہیں لیکن یہ نہیں فرمایا کہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ یا دوسرے صحابہ رضی اللہ عنہم کے بارے میں بھی الفاظ سخت استعمال کیے گئے ہیں۔ باقی رہ گئے مخالفین، تو ان کا عمل تو لاتقربوا الصلوٰۃ پر ہے وانتم سکاریٰ کا وہ لحاظ نہیں کرتے۔ بندہ نے آپ کے شبہ کا جواب تنگ وقت میں دیا ہے کیونکہ ہرنولی ضلع میانوالی کے سفر پر جا رہا ہوں۔ یہ بھی ملحوظ رہے کہ دوسرے ایڈیشن میں کچھ اصلاح بھی کر دی جائے گی کہ حضرات حکمین کے متعلق جو الفاظ ہیں۔ ان کے قوسین میں یہ لکھ دیا

جائے کہ یہ صورتاً نافرمانی تھی نہ کہ حقیقتاً۔ گو دوسرے مقامات میں یہ توجیہ پیش کر دی گئی ہے۔ حضرت مفتی صاحب کی خدمت میں سلام مسنون عرض کر دیں اللہ تعالیٰ آپ کو اور ہم سب خدام کو مسلک حق کی اتباع تبلیغ اور خدمت ونصرت کی ہمیشہ توفیق عطا فرمائیں اور اہل السنت والجماعت کو ہر مقام پر کامیابی نصیب ہو۔ آمین بجاہ النبی الکریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔

والسلام
خادم اہل سنت مظہر حسین غفرلہ
مدنی جامع مسجد چکوال
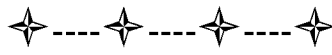
(۲۲۰) برادرم محترم ماسٹر صاحب سلمہ...... السلام علیکم ورحمۃ اللہ۔

آپ کے دونوں عنایت نامے موصول ہوئے۔ طالب خیر بخیر ہے۔ حضرت قاری صاحب دام مجدہم کے مدرسے میں چوری ہونے کی اطلاع سے صدمہ ہوا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ حق تعالیٰ نصرت فرمائیں۔ آمین بجاہ رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔ ایسی امانتیں مدرسہ میں نہیں رکھنی چاہیں، جہاں مختلف افراد کی آمد ورفت ہوتی ہے۔ بہر حال تقدیر کے سامنے تجویز کی کوئی حیثیت نہیں۔ حضرت قاری صاحب کی خدمت میں سلام مسنون عرض کر دیں۔

② خارجی فتنہ حصہ اوّل کے جواب میں جزوی طور پر دو کتابچے حال میں شائع ہوئے ہیں۔(۱) ''قاضی مظہر حسین کے نام کھلی چٹھی''۔ یہ مولانا لعل شاہ صاحب کے ایک مرید مولوی مہر حسین شاہ صاحب کی طرف سے ہے (۲) ''قاضی مظہر حسین چکوالی کی کتاب خارجی فتنہ کی اصل حقیقت'' یہ ایک خارجی تبرا نامہ ہے۔ مؤلف مولانا محمد علی صاحب سعید آباد (تلمیذ حضرت سندھیؒ) ظاہر کیا ہے۔ کراچی سے بعض احباب کے ذریعہ معلوم ہوا ہے کہ یہ فرضی نام ہے۔ لکھنے والا طاہر مکی ہے۔ واللہ اعلم۔ پہلے کتابچہ کا جواب شروع کیا اور دوسرے کا اس کے بعد لکھوں گا۔ ان شاء اللہ تعالیٰ۔ اپنے علاقے میں مسلسل جماعتی جلسے ہو رہے ہیں۔ اب پانچواں تبلیغی دورہ (دس روزہ) ۴ر مارچ سے شروع ہونے والا ہے اور بندہ کو بھی ان جلسوں میں جانا پڑتا ہے۔

③ احسن الفتاویٰ مؤلفہ مولانا رشید احمد صاحب لدھیانوی کی عبارت کی فوٹو اسٹیٹ کاپی غالباً

آپ نے بھیجی تھی جس میں انہوں نے محمود احمد عباسی کی کتاب کا رد لکھا تھا۔ وہ مجھے نہیں مل سکی۔ ضرورت ہے۔ فتاوٰی کے جدید ایڈیشن میں وہ نہیں ہے۔ اگر مل جائے تو بھیج دیں۔ جناب حکیم صاحب ودیگر احباب کی خدمت میں سلام مسنون۔ اللہ تعالیٰ آپ کو اور ہم سب اہل سنت والجماعت کو مذہب حق کی اتباع، تبلیغ اور نصرت کی توفیق عطا فرمائیں اور اہل السنت والجماعت کو ہر جگہ کامیابی نصیب ہو۔ آمین بجاہ سید المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔

والسلام
خادم اہل سنت والجماعت مظہر حسین غفرلہ،
مدنی جامع مسجد چکوال
۲۸ر جمادی الثانی ۱۴۰۴ھ

---
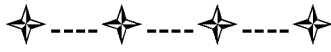
(۲۲۱) برادرم محترم ماسٹر صاحب سلمہ...... السلام علیکم ورحمۃ اللہ۔

عنایت نامہ موصول ہوا لیکن بوجہ مصروفیات کے جواب میں زیادہ تاخیر ہوگئی ہے جس پر معذرت خواہ ہوں ماسٹر ظہور حسین صاحب کی کتابت ابھی کمزور ہے۔ اس اہم موضوع ''مسئلہ حیات النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم'' کی کتابت اچھی ہونی چاہیے۔ مزید مشق کے بعد ان کی کتابت کام دے گی۔ بندہ کی رائے میں فی الحال کوئی اور کاتب کر لیں۔ لاہور سے کتابت کرالیں۔ حضرت قاری صاحب اب جیسا مناسب سمجھیں عمل کیا جائے گا۔

② الحمد للہ خارجیوں کی کتاب ''اصل حقیقت'' کا جواب مکمل ہو چکا ہے۔ کچھ نظر ثانی باقی ہے۔ کتابت کے لیے دے دی ہے حق تعالیٰ قبول فرمائیں آمین۔ اب انشاء اللہ تعالیٰ خارجی فتنہ حصہ دوم کی تکمیل کروں گا۔ واللہ الموفق۔ حضرت قاری صاحب، جناب حکیم صاحب اور تمام احباب کی خدمت میں سلام مسنون عرض کر دیں۔ اللہ تعالیٰ آپ کو اور ہم سب کو اتباع سنت، استقامت اور ذکر دوام کی توفیق دیں اور اہل السنت والجماعت کو ہر مقام پر کامیابی نصیب ہو۔ آمین بجاہ النبی الکریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔

والسلام
خادم اہل سنت والجماعت مظہر حسین غفرلہ
مدنی جامع مسجد چکوال
۳ر ربیع الثانی ۱۴۰۵ھ

(۲۲۲) برادرم ماسٹر منظور حسین سلمہ صاحب سلمہ...... اسلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

① آپ کے خطوط موصول ہوئے۔ رسول اللہ ﷺ کا ارشاد **حب الدنیار اس کل خطیة۔** دنیا کی محبت ہر گناہ کی جڑ ہے۔ حب مال اور حب جاہ دونوں مذموم دنیا ہیں۔ جاہ، مال سے خطرناک مہلک مرض ہے مشائخ جو اصلاحِ نفس کرتے ہیں آج کل عموماً ان بیماریوں میں مبتلا ہیں حضرت قاری صاحب[1] کی رائے سیال شریف کے بارے میں صحیح ہے۔ اگر وہ شیعہ کی تائید میں ہیں تو ان کی تائید ناجائز ہے۔ اصحاب وخلفائے رسول ﷺ کی دینی غیرت اور ان کے دفاع سے غفلت کرنا عظیم جرم ہے۔

② خدام الدین کے ایڈیٹر صاحب کو جو آپ نے خط لکھا ہے اچھا ہے، خدا جانے وہاں کیا ردِ عمل ہوگا؟ بڑے بڑے مرکز مسلکی حیثیت سے تقریباً ختم ہو چکے ہیں۔ انا للہ وانا الیہ راجعون

③ میانوالی کے مولوی محمد امیر صاحب کا جنازہ مولانا عنایت اللہ شاہ صاحب نے پڑھا یا اس میں ایک دیوبندی پیر صاحب (جو مجددی بھی ہیں) کی شرکت قربِ قیامت کی علامات میں سے ہے۔ خدا جانے کیا ہوگا؟ **حسبنا اللہ و نعم الوکیل**

④ حضرت قاری صاحب کی کتاب کے متعلق کچھ نہیں لکھ سکا۔ واللہ الموفق

انتخابات میں ہم بھی شیعہ اور مودودی امیدواروں کے خلاف کوشش کر رہے ہیں اس دفعہ مودودی جماعت نے قومی اور صوبائی اسمبلیوں کے لیے کثیر تعداد میں امیدوار کھڑے کئے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کو ناکام فرمائیں۔ آمین **بجاہ النبی الکریم** ﷺ حضرت قاری صاحب، جناب حکیم صاحب اور دیگر احباب کرام کی خدمت میں سلام مسنون عرض کر دیں۔ اللہ تعالیٰ آپ کی والدہ صاحبہ کی تکلیف دور فرمائیں۔ آپ کو خدمت کا اجرِ عظیم نصیب ہو۔ اللہ تعالیٰ اہل سنت والجماعت کو ہر جگہ کامیابی نصیب فرمائیں اور ہمیں اپنی مرضیات پر چلنے کی توفیق دیں۔ آمین بجاہ امام الانبیاء والمرسلین ﷺ

والسلام
خادم اہل سنت مظہر حسین غفرلہ
۲۶ / جمادی الاولیٰ ۱۴۰۵ھ
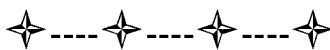
[1] حضرت مولانا مفتی سید عبدالشکور ترمذی رحمہ اللہ

(۲۲۳) برادرم محترم ماسٹر صاحب سلمہ......السلام علیکم ورحمۃ اللہ۔

عنایت نامہ ملا۔ طالب خیر بخیر ہے۔ سنی خلافت راشدہ کے درس کی وجہ سے خط لکھنے ہی والا تھا۔ جمعہ کے لیے بھی مجھے اشکال ہے۔ کیونکہ پھر ہفتہ صبح کو جہلم جانا ہے۔ اب جمعرات کو ہی حاضر ہوسکتا ہوں جبکہ تقریر کر کے اسی دن واپسی ہو جائے۔ صبح ان شاء اللہ چل پڑیں گے۔ قبل از ظہر بھی بیان ہوسکتا ہے اور بعد از ظہر بھی ان شاء اللہ تعالیٰ

② المہند کے بارے میں ان شاء اللہ لکھنے کی کوشش کروں گا۔ پہلے ''کشف خارجیت'' کی تکمیل کی ہے جس کی کتابت ابھی مکمل نہیں ہوئی۔ نظر ثانی بھی باقی ہے۔ آپ نے مولوی لعل شاہ صاحب کے شاگرد کو جو خط لکھا ہے وہ بھی پڑھا اللہ تعالیٰ ہر فتنہ سے ہم سب کو محفوظ رکھیں اور اہل سنت والجماعت کو ہر مقام پر کامیابی نصیب ہو۔ آمین بجاہ النبی الکریم ﷺ۔ حضرت قاری صاحب اور جناب حکیم صاحب اور دیگر احباب کی خدمت میں سلام مسنون عرض ہے۔

والسلام

خادم اہل سنت والجماعت مظہر حسین غفرلہ، مدنی جامع مسجد چکوال

۱۹/ رجب ۱۴۰۵ھ

✧----✧----✧----✧
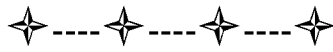
(۲۲۴) بخدمت برادرم محترم ماسٹر صاحب سلمہ......السلام علیکم ورحمۃ اللہ۔

عنایت نامہ کاشف حالات ہوا۔ طالب خیر بخیر ہے۔ بندہ نے پہلے خط کا جواب ارسال کر دیا تھا جس میں سابقہ پروگرام کی تبدیلی کے متعلق عرض کیا تھا۔ جہلم کے سنی خلافت راشدہ کے درس کی وجہ سے ہفتہ کو تو حاضری نہیں ہوسکتی۔ شب جمعہ کا بھی اشکال ہے۔ صبح جمعہ کے لیے واپسی پھر جمعہ اور بعد ازاں ہفتہ کو درس ہے۔ اس لیے بطور حاضری خمیس کی صبح کو ہم روانہ ہو کر پہنچیں گے۔ قبل از ظہر یا بعد میں بیان ہو جائے تاکہ ہم رات کو واپس آسکیں۔ واللہ الموفق

② آپ نے جس رسالہ ''معیار حق صداقت''[1] کی عبارتیں لکھی ہیں ان میں سے بعض پر تبصرہ

---

[1] مولانا سید عبدالمجید ندیم شاہ صاحب جب محمود احمد عباسی کے افکار سے متاثر ہوئے تو حضرت اقدس رحمہ اللہ کی جانب سے اصلاحی تحریریں معرض وجود میں آئیں، جس پر شاہ صاحب رحمہ اللہ کے بعض رفقاء نے ان کی حمایت میں ۴۰ صفحات پر ایک مشتمل کتابچہ ''قاضی مظہر حسین کا معیارِ حق وصداقت'' ملتان سے شائع کر کے تقسیم کیا تھا، اس پر حضرت اقدس رحمہ اللہ نے اپنی کتاب ''خارجی فتنہ'' جلد دوم صفحہ ۳۰ (طبع اول) میں تبصرہ درج فرمایا ہے۔ (سلفی)

خارجی فتنہ حصہ دوم میں آ چکا ہے اور اس رسالہ کی بعض اور عبارتوں پر بھی تبصرہ کر دیا ہے مثلاً بخاری شریف کی روایت میں یزید بن معاویہ نخعی تابعی مراد ہیں اور مؤلف نے اس سے مراد یزید بن معاویہ رضی اللہ عنہٗ بن سفیان رضی اللہ عنہٗ لیا ہے۔

③ ''کشفِ خارجیت'' کی تھوڑی سی کتابت باقی ہے۔نظر ثانی کر رہا ہوں۔ان شاء اللہ تعالیٰ رمضان المبارک سے قبل چھپ جائے گی۔ یہ بھی مختلف مباحث کی وجہ سے ضخیم ہوگئی ہے۔حق تعالیٰ ان سب فتنوں سے ہم سب کو محفوظ رکھیں اور اہل سنت والجماعت کو ہر مرحلہ میں کامیابی نصیب ہو۔ آمین بجاہ النبی الکریم صلی اللہ علیہ وسلم۔حضرت قاری صاحب، جناب حکیم صاحب و اساتذہ و احباب کی خدمت میں سلام مسنون۔

خادم اہل سنت مظہر حسین غفرلہٗ، مدنی جامع مسجد چکوال

۴/شعبان ۱۴۰۵ھ
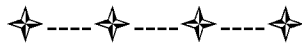
✧----✧----✧----✧

(۲۲۵) برادرم ماسٹر منظور حسین سلمہ صاحب سلمہ......السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

عنایت نامہ ملا۔ طالب خیر بخیر ہے۔ایک بیٹی کے ثبوت میں شیعہ مولوی کی تقریر بھی پڑھی۔ لیکن اس کی یہ ساری تلبیس ہی تلبیس ہے......جوابات حسب ذیل ہیں:

① رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی چار صاحبزادیاں ہونے کا ثبوت نہ صرف کتب اہل سنت سے بلکہ شیعہ مذہب کی مستند کتابوں سے بھی ثابت ہے۔اصول کافی طبع لکھنو صفحہ ۲۷۸ میں حسب ذیل روایت ہے۔ جو الشافی ترجمہ اصول کافی مترجم حصہ اول صفحہ ۵۴۴ پر منقول ہے جس کا ترجمہ شیعہ مترجم نے یہ لکھا ہے:

> ''اور حضرت خدیجہ سے آپ نے جب شادی کی تو آپ کی عمر بیس سال چند ماہ تھی (مشہور روایت ۲۵ سال ہے) اور بعثت سے قبل بطنِ جناب خدیجہ سے قاسم و رقیہ و زینب و ام کلثوم پیدا ہوئیں، اصول کافی میں تو شادی کے وقت عمر مبارک ۲۱ سال سے بھی کم بنتی ہے۔(قوسین میں مترجم نے ۲۵ سال لکھی ہے) تو شادی کی عمر مبارک میں بھی اختلاف ثابت ہوا۔لہٰذا شیعہ مولوی کا یہ دعویٰ بھی غلط ہے کہ: یہ ایسا فیکٹ ہے کہ اس میں کوئی جھگڑا ہے نہیں عالم اسلام میں۔''

② شیعہ مذہب کی مستند کتاب ''حیات القلوب'' مترجم صفحہ ۸۶۹ باب ۵۱۔ بعنوان: ''آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اولاد و امجاد کا تذکرہ لکھا ہے: بسند معتبر حضرت صادق سے روایت ہے کہ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی اولاد جناب خدیجہ کے بطن سے طاہر، قاسم، فاطمہ، ام کلثوم، رقیہ اور زینب ہیں۔

جناب فاطمہ کا نکاح حضرت امیر المومنین سے کیا اور زینب کو ابو العاص بن ربیع سے تزویج کیا جو بنی امیہ سے تھا اور ام کلثوم کا نکاح عثمان بن عفان سے کیا اور وہ قبل اس کے کہ ان کے گھر جاتیں رحمت الٰہی سے واصل ہوگئیں۔ان کے بعد حضرت رقیہ کو ان سے تزویج فرمایا۔

☆ اور مشہور یہ ہے کہ آنحضرت کی چار صاحبزادیاں تھیں اور سب جناب خدیجہ کے بطن سے تھیں۔پہلی صاحبزادی جناب زینب تھیں۔حضرت نے ان کی شادی بعثت سے پہلے اور کافروں کو لڑکیاں دینا حرام ہونے سے قبل ابو العاص بن ربیع سے کردی تھی۔ان سے امامہ بنت ابی العاص پیدا ہوئیں۔(ایضاً صفحہ ۸۷۰)

سوال: جب اولاد و امجاد کے تحت ان چاروں صاحبزادیوں کا تذکرہ ہے اور امام جعفر صادق بھی یہی فرما رہے ہیں۔تو شیعہ مولوی نے جو اعتراض و اشکال بیان کیا ہے وہ امام پر بھی لازم آتا ہے نہ کہ صرف اہل سنت پر۔کیا شیعہ کو اپنے معصوم اور صادق امام حضرت جعفر کے قول پر بھی اعتماد نہیں ہے؟

③ شیعہ مولوی کی یہ بات بھی متفق علیہ نہیں ہے کہ: تاریخیں لکھتی ہیں کہ پہلے جو اولاد ہوئی وہ صاحبزادے پیدا ہوئے جن کا نام جناب قاسم رکھا گیا جو کم سنی میں انتقال فرما گئے۔کیونکہ حافظ ابن قیم محدث حضرت زینب کے متعلق لکھتے ہیں کہ: بعض علماء کا قول ہے کہ یہ قاسم سے بھی بڑی تھیں۔پھر رقیہ، ام کلثوم اور فاطمہ متولد ہوئیں۔(زاد المعاد جلد اول) تو حسب روایت اصول کافی حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا سے نکاح کے وقت عمر قریباً ۲۱ سال تھی اور حضرت زینب پہلے پیدا ہوئیں تو پھر حضرت زینب رضی اللہ عنہا کے نکاح کے متعلق کوئی اشکال باقی نہیں رہتا۔

④ نکاح کے وقت حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کا بیوہ ہونا بھی متفق علیہ نہیں ہے چنانچہ حیات القلوب جلد دوم پر صفحہ ۸۸۱ لکھا ہے: ''سید مرتضیٰ اور شیخ طوسی نے روایت کی ہے کہ جب آنحضرت نے جناب خدیجہ سے تزویج فرمائی وہ باکرہ تھیں اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے کسی دوسرے شخص کے عقد میں نہیں آئی تھیں، اس روایت کی بناء پر شیعوں کا یہ دعویٰ بھی غلط ثابت ہوتا ہے کہ تین صاحبزادیاں حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کے پہلے خاوند سے تھیں۔

⑤ شیعہ مولوی کے لیے تو اعتراض کرنے کا کوئی حق نہیں ہے کیونکہ حسب روایت اصول کافی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا نکاح حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا سے ۲۱ سال کی عمر میں ہوا۔پانچ سال کے بعد قاسم اور پھر اگر حضرت زینب رضی اللہ عنہا پیدا ہوئی ہیں تو اعلان نبوت سے پہلے ان کی عمر ۱۴، ۱۵ سال بنتی ہے۔جبکہ بھائی بہن کی عمر میں ایک سال کا فرق ہے جیسا کہ امام حسن رضی اللہ عنہ اور امام حسین رضی اللہ عنہ کے درمیان ایک سال کا فرق ہے۔اور اگر ۲۵ سال عمر مبارک میں نکاح ہوا ہے۔تو اس اعتبار سے بھی حضرت قاسم

کے اعلان نبوت تک ان کی عمر قریباً ۹ سال بنتی ہے اور دوسری روایت کے مطابق کہ آپ قاسم سے بھی بڑی ہیں آپ کی عمر ۱۰ سال بنتی ہے۔ تو کیا اس عمر میں نکاح نہیں ہوسکتا جبکہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی عمر نکاح کے وقت صرف چھ سال تھی؟ (بحوالہ سیرت النبی جلد ۱، اول حصہ دوم)

⑥ حضرت زینب رضی اللہ عنہا کے بعد حضرت رقیہ اور حضرت ام کلثوم پیدا ہوئیں تو ان کی عمریں ۸ اور ۷ سال کی بنتی ہے۔ اس عمر میں بھی نکاح جائز ہے اور عرب میں صغرسنی کے نکاح کا عام رواج تھا۔ لیکن ان دونوں صاحبزادیوں کی رخصتی ہوئی تھی۔ چنانچہ تفسیر قرطبی اور الاصابہ لحافظ ابن حجر عسقلانی میں یہی لکھا ہے۔ اور حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے صغرسنی میں اس نکاح کی یہی توجیہ لکھی ہے کہ صرف نسبت ہوگئی اور چونکہ ابولہب چچا تھا اس لیے اس کے بیٹوں عتبہ اور عتیبہ کو اپنی صاحبزادیاں دیں۔ لیکن جب سورۃ تبت یدا ابی لھب نازل ہوئی تو ابولہب نے اپنے بیٹوں سے طلاق دلوا دی۔ اور پھر یکے بعد دیگرے یہ دونوں صاحبزادیاں حضرت عثمان ذوالنورین رضی اللہ عنہ کے نکاح میں آئیں۔

⑦ بندہ کی معلومات کے مطابق کسی شیعہ مصنف نے پہلے یہ اشکال نہیں پیش کیا جو شیعہ مولوی مذکور نے پیش کیا ہے اگر یہ کوئی حقیقی اشکال ہوتا تو شیعہ علماء کیوں نہ پیش کرتے؟ صغرسنی کا نکاح نہ شرعاً معیوب ہے نہ عرفاً۔ اور پہلے بھی عرض کیا گیا ہے کہ اصول کافی کی روایت کے پیش نظر کوئی شیعہ تو یہ اعتراض کر ہی نہیں سکتا جبکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا نکاح مبارک تقریباً ۲۱ سال کی عمر میں ہوا تھا۔

ایک ماتمی لطیفہ۔ اصول کافی، کتاب الحجۃ باب ۱۱۲۔ بعنوان ذکر مولد جناب فاطمہ صلوٰت اللہ علیہا لکھا ہے: جناب فاطمہ علیہا السلام بعثت رسول کے پانچ برس بعد پیدا ہوئیں اور ۱۸ سال ۷۵ دن کی عمر میں وفات پائی اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد ۷۵ دن زندہ رہیں۔ (شافی شرح اصول کافی جلد اول صفحہ ۵٦۷) اور امام حسن رضی اللہ عنہ کی ولادت کے متعلق لکھا ہے: امام حسن علیہ السلام ماہ رمضان ۲ھ میں جو سال بدر ہے پیدا ہوئے اور ایک روایت کے مطابق ۳ھ میں الخ۔ (ایضاً شافی صفحہ ۵۷۱)

۵ھ نبوت میں حضرت فاطمہ الزہرا رضی اللہ عنہا کا نکاح ہوا۔ اور حضرت حسن رضی اللہ عنہ ۲ھ میں پیدا ہوئے تو اس طرح ۹ سال کی عمر میں حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے ہاں بچہ پیدا ہوگیا۔ اور ۳ھ کی پیدائش ہو تو ۱۰ سال کی عمر میں فاطمہ رضی اللہ عنہا ایک فرزند کی ماں بن گئیں۔ اگر یہ سب کچھ ہوسکتا ہے تو ۹، ۱۰ سال کی عمر میں حضرت زینب رضی اللہ عنہا اور ۷، ۸ سال کی عمر میں یا ٦، ۷ سال کی عمر میں قبل از اعلان نبوت حضرت رقیہ اور حضرت ام کلثوم کے نکاح کیوں ناممکن قرار دیئے جاسکتے ہیں کیا کوئی شیعہ مجتہد اس کا جواب دے سکتا ہے؟ بہرحال اصول کافی وغیرہ مستند کتب شیعہ کی روایات کے پیش نظر شیعہ کو تو اس قسم کا اعتراض

کرنے کا کوئی حق ہی نہیں ہے جیسا کہ مذکورہ شیعہ مولوی نے بیان کیا ہے اور ۲۵ سال کی عمر میں نکاح نبوی اور حضرت قاسم کے بعد حضرت زینب رضی اللہ عنہا کی ولادت کی بناء پر بھی شرعاً ان صاحبزادیوں کے نکاح ناممکن ہیں اور نہ عرفاً۔ اور یہی وجہ ہے کہ شیعہ علماء آج کل ''بنات اربعہ'' کا انکار تو کرتے رہتے ہیں (حالانکہ ان کی مذہبی کتب میں چار صاحبزادیوں کی تصریح پائی جاتی ہے) لیکن اس سے پہلے ان کی کم عمری کی وجہ سے کسی کا یہ اعتراض معلوم نہیں ہوا۔ اور مولوی مذکور نے بھی جو کچھ تقریر میں کہا ہے یہ ایک ڈرامائی انداز ہے جس کا حقیقت سے کوئی تعلق نہیں ہے۔

چکوال کے تازہ حالات

گورنمنٹ محمد علی ہائی سکول بھون روڈ چکوال پر ماتمی علم کچھ عرصہ سے نصب تھا۔ سابقہ ڈی سی صاحبان بھی شیعوں کو علم اتارنے کے لیے کہتے رہے لیکن باوجود وعدہ کے وہ اتارتے نہیں تھے۔ ہم نے کئی بار اعلان کیا کہ سکول سے علم اتار لیا جائے ورنہ ہم بھی وہاں سنی پرچم نصب کریں گے۔ چنانچہ ۲۷ نومبر کو فجر کی نماز سے کچھ دیر بعد خدام نے اپنا سنی پرچم نصب کر دیا۔ اس وقت تو شیعہ دور سے دیکھتے رہے لیکن جب ہمارے آدمی واپس مسجد میں آگئے تو شیعہ جمع ہو گئے اور سنی پرچم اتارنا شروع کر دیا اسی دوران پولیس بھی آ گئی اور ان کی موجودگی میں پرچم اتار لیا۔ جانبین کی طرف سے فائرنگ بھی ہوئی جس کے نتیجے میں ایک شیعہ زخمی ہو گیا جو پرچم اتار رہا تھا۔ بعد ازاں پولیس نے شیعوں کو گرفتار کیا پھر مدنی مسجد سے اہل سنت کو گرفتار کیا۔ کم وبیش بائیس، بائیس آدمی گرفتار ہوئے۔ ان کے علاوہ بعض وہ اہل سنت بھی گرفتار ہوئے جو ویسے ہی سڑک پر تھے جن کا اس معاملہ سے کوئی تعلق نہ تھا۔

گرفتاریوں کے بعد پولیس نے امام باڑہ اور سکول پر قبضہ کر کے شیعہ علم بھی اتروا لیا جس سے ہم مطمئن ہو گئے۔ وہاں پولیس کی گارڈ متعین ہو گئی۔ لیکن ۳ دسمبر کو اچانک معلوم ہوا کہ سکول پر ماتمی علم دوبارہ لگا ہوا ہے حالانکہ پولیس کا پہرہ موجود تھا۔ اب اس کے خلاف ہم احتجاج کر رہے ہیں۔ اس میں ایس، پی کا دخل معلوم ہوتا ہے جو شیعہ ہے۔ شیعہ لیڈروں، حتیٰ کہ موسوی نے بھی یہ بیان دیا ہے کہ یہ علم امام باڑہ سے انتظامیہ نے اتارا تھا۔ وغیرہ۔ حالانکہ وہ بلڈنگ سکول کی ہے نہ کہ امام باڑہ کی۔ جو جو بیانات اخبارات میں شائع ہو چکے ہیں۔ ان کی فوٹو اسٹیٹ کاپیاں ارسال ہیں۔ ۱۷ صفر کے بارے میں بھی جبکہ فوج طلب کی گئی تھی۔ حافظ عبدالوحید صاحب سمیت سات آدمیوں کو نظر بندی کے تحت جہلم جیل میں بھیج دیا گیا تھا اور آٹھ شیعوں کو بھی۔ ان کے علاوہ جو سنی و شیعہ گرفتار تھے ان کو بھی

دفعہ ۳۰۷ وغیرہ کے تحت جیل میں بھیج دیا گیا تھا۔ ان حوالاتیوں کی ۱۴ دسمبر کو عبوری ضمانت ہوگئی ہے اور کل ۱۵/ دسمبر کو حافظ عبدالوحید صاحب وغیرہ نظر بند بھی رہا ہو گئے ہیں۔ فائرنگ کے سلسلہ میں ہمارے تین آدمی شیعوں نے نامزد لکھوائے ہیں ایک چوتھا بھی لکھوایا تھا جو وہاں تھا ہی نہیں اس کو مقدمہ سے خارج کرا دیا ہے۔ اس طرح شیعوں کے بھی ۳۰۷ کے تحت آدمی گرفتار ہیں۔ ضمانتوں کی تاریخ ۲۰/ دسمبر ہے پہلے عبوری ضمانتیں ان کی ہو چکی ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان مقدمات میں بھی کامیابی عطا فرمائیں۔ دشمن ذلیل ہو۔ اور اللہ تعالیٰ اہل سنت والجماعت کو ہر محاذ پر کامیابی نصیب فرمائیں۔ آمین

بجاہ رحمۃ اللعالمین ﷺ۔ حضرت مفتی صاحب[1]، جناب حکیم صاحب و دیگر احباب اعزہ و اہل خانہ سے سلام عرض کر دیں۔ محمد رمضان رات کو یہاں ہی تھے۔

والسلام

خادم اہل سنت مظہر حسین غفرلہ

۱۰/ ربیع الثانی ۱۴۰۵ھ، ۱۳/ ربیع الثانی ۱۴۰۷ھ، ۱۶/ دسمبر ۱۹۸۶ء
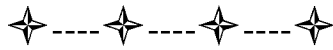
(۲۲۶) برادرم محترم ماسٹر صاحب سلمہ...... السلام علیکم ورحمۃ اللہ۔

① طالب خیر بخیر ہے۔ آپ کی والدہ محترمہ مرحومہ کی وفات کی اطلاع ملی۔ **انا للہ وانا الیہ راجعون** اللہ تعالیٰ مغفرت فرمائیں اور جنت الفردوس نصیب ہو۔ آمین بجاہ النبی الکریم ﷺ۔ والدین کا سایہ رحمت ہوتا ہے۔ لیکن حسب آیت **کل نفس ذائقة الموت** یہ فیصلہ سب کے لیے ہے۔ آپ کو جو والدہ مرحومہ کی خدمت کی توفیق ملی ہے حق تعالیٰ قبول فرمائیں۔ آمین سب اہل خانہ کی خدمت میں سلام و تعزیت پیش کر دیں۔

② گلے کا تعویذ یاد نہ رہا اب ارسال کر رہا ہوں۔ مدرسہ حقانیہ ساہیوال کے سالانہ جلسہ کا دعوت نامہ آیا ہے۔ ان شاء اللہ حسب پروگرام حاضر ہو جاؤں گا۔ ان کو جواب ارسال کر دوں گا۔

③ خارجی فتنہ حصہ دوم چھپ چکی ہے۔ جلد سازی باقی ہے قاری شیر محمد صاحب[2] چند نسخے پہلے تیار کر کے لائے تھے۔ بعد ازاں وہ عمرہ پر چلے گئے ہیں۔

---

[1] حضرت مولانا مفتی سید عبدالشکور ترمذیؒ مراد ہیں۔

[2] مولانا مفتی شیر محمد صاحب علویؔ مراد ہیں۔

حضرت مفتی صاحب، جناب حکیم صاحب جناب جمشید صاحب اور دیگر احباب کی خدمت میں سلام عرض کر دیں۔ حافظ صاحب موصوف کا عنایت نامہ بھی آیا تھا۔ جواب نہ دے سکا۔ اسی عریضہ کو جواب سمجھیں اللہ تعالیٰ اہل سنت والجماعت کو ہر محاذ پر کامیابی عطا فرمائیں۔ آمین بجاہ خاتم النبیین ﷺ۔

والسلام

خادم اہل سنت مظہر حسین غفرلہ

۱۸ر جمادی الثانیہ ۱۴۰۷ھ، ۱۷ر فروری ۱۹۸۷ء

---
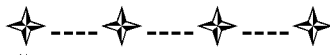
(۲۲۷) برادرم محترم ماسٹر صاحب سلمہ...... السلام علیکم ورحمۃ اللہ۔

سلام مسنون۔ آپ نے دیر سے کیسٹ کا بتایا۔ ان دنوں میں ہم سامان باہر بھیج رہے تھے۔ ضروری کیسٹیں بھی ہم نے باہر بھیج دیں ہیں۔ اب ۹ محرم کے بعد ہی مل سکیں گی۔

(۲) پڑوسن کے لیے کلام ارسال ہے روزانہ پڑھتے رہیں خالی جگہ اس کا نام لیں۔ (۳) نظرِ بد کے لیے روزانہ ایک سو مرتبہ سورۃ الناس پڑھ لیا کریں۔ (۴) معمولات کافی ہیں۔ اسم ذات کی تعداد بڑھا سکتے ہیں۔

(۵) حضرت تھانوی رحمہ اللہ اور حضرت مدنی رحمہ اللہ نے لکھا ہے کہ تہجد کا وقت نماز عشاء کے بعد شروع ہو جاتا ہے اگر سحری کو نہ اٹھا جا سکے تو سونے سے پہلے تہجد پڑھ لیا کریں (سحری میں فضیلت زیادہ ہے) لیکن تہجد کا ثواب پہلے بھی مل جاتا ہے۔ میں کتابیں نکال رہا ہوں باہر بھیجنے کے لیے۔ آپ کو جانے کی اجازت ہے۔ حضرت مفتی صاحب، حکیم صاحب اور حافظ جمشید صاحب وغیرہ احباب کی خدمت میں سلام مسنون عرض کر دیں۔ اللہ تعالیٰ آپ کو اور ہم سب کو اپنی مرضیات کی اتباع کی توفیق دیں اور اہل سنت والجماعت کو ہر محاذ پر کامیابی نصیب ہو۔ آمین۔ بجاہ النبی الکریم ﷺ۔ حضرت مفتی صاحب کی کتاب ''حیات الانبیاء'' کا جو نسخہ محمد سلیم صاحب مطالعہ کے لیے لے گئے تھے وہ اندر بھجوا دیں۔

والسلام

خادم اہل سنت مظہر حسین غفرلہ

یکم محرم ۱۴۰۸ھ، ۲۶ر اگست ۱۹۸۷ء

---
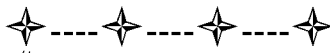
(۲۲۸) برادرم محترم ماسٹر صاحب سلمہ...... السلام علیکم ورحمۃ اللہ۔

عنایت نامہ سے حالات معلوم ہوئے طالب خیر بخیر ہے۔ جس ساتھی کے کاروبار کے متعلق آپ

نے لکھا تھا۔ ان کے لیے تعویذ ارسال ہے گلے میں باندھیں اور حسب ذیل وظیفہ پڑھتے رہیں۔ بعد ازنمازِ عشاء بارہ سومرتبہ یا باسط اور آخر گیارہ گیارہ مرتبہ درود شریف پڑھ کر دعا کر لیں۔ نیز روزانہ کوئی وقت مقرر کر کے **حسبنا الله ونعم الوکیل** پانچ صد مرتبہ پڑھ کر دعا کریں۔ حق تعالیٰ مشکلات حل فرمائیں۔ آمین بجاہ رحمۃ للعالمین ﷺ۔

② شیعہ ماتمی جلوسوں کی وجہ سے کئی مقامات پر تصادم رونما ہوا ہے۔ جامعہ اسلامیہ (بنوری ٹاؤن) کراچی، کوہاٹ، وغیرہ کے حالات اخبارات میں شائع ہو چکے ہیں۔ ۱۷رصفر کو چہلم کے ماتمی جلوس کی بناء پر بھی جھگڑا ہوا۔ چنانچہ اہل سنت اور اہل تشیع دونوں کے آٹھ آٹھ افراد دفعہ ۳۰۷ وغیرہ کے تحت جیل میں ہیں۔ ۱۲ ربیع الاول کو یہاں رحمت للعالمین کانفرنس کے لیے امید ہے آپ اور دوسرے احباب تشریف لائیں گی۔ تفصیل بھی یہاں کے واقعات کی معلوم ہو جائے گی۔

حضرت قاری صاحب، حکیم صاحب اور حافظ جمشید صاحب اور دیگر احباب و پُرسانِ حال حضرات کی خدمت میں سلام مسنون عرض کر دیں۔ اللہ تعالیٰ آپ کو اور ہم سب کو اپنی مرضیات کی اتباع توفیق دیں اور اہل سنت والجماعت کو ہر محاذ پر غلبہ نصیب ہو۔ آمین بجاہ النبی الکریم ﷺ

والسلام
خادم اہل سنت مظہر حسین غفرلہ
۳۰رصفر ۱۴۰۸ھ، ۲۴ راکتوبر ۱۹۸۷ء

✧----✧----✧----✧
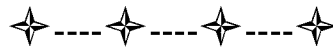
(۲۲۹) برادرم محترم ماسٹر صاحب سلمہ......السلام علیکم ورحمۃ اللہ۔

عنایت نامہ وغیرہ تحریرات موصول ہوئیں۔ جزاکم اللہ تعالیٰ۔ مولانا عبدالعلیم صاحب سلمہ کے حالات سے اطمینان حاصل ہوا۔ اس کم عمری میں یہ خوبیاں نصیب ہیں۔ ماشاءاللہ

بیماری کی وجہ سے جواب نہ دے سکا۔ اور نہ ہی ان کو خط لکھ سکا۔ آپ نے ان کو کون کون سی کتابیں دی ہیں؟ تاکہ باقی کتابیں ان کو بھیجی جائیں۔ حضرت قاری فتح محمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی تلاوت کی کیسٹیں ۱۶ ہیں لیکن افسوس ہے کہ صاف کیسٹیں کم ہیں۔ ہم نے سنی ہیں تو معلوم ہوا۔ ابھی تمام نہیں سنی گئیں۔ آپ رمضان المبارک کے بعد ہی کیسٹوں کے لیے آئیں۔ تاکہ خود بھی سن سکیں۔ حضرت قاری صاحب، حکیم صاحب، برادرم حافظ محمد جمشید صاحب اور دیگر احباب کرام کی خدمت میں سلام مسنون عرض کر دیں۔ اہل خانہ کو بھی سلام۔ اللہ تعالیٰ آپ کو اپنی مرضیات کی اتباع کی توفیق دیں اور اہل سنت والجماعت کو ہر محاذ پر غلبہ نصیب ہو۔ آمین بجاہ النبی الکریم ﷺ۔ مدرسہ کی سالانہ روئیداد کا

مضمون اب مکمل ہو چکا ہے۔ غالباً رمضان مبارک میں چھپ جائے گی۔ ان شاء اللہ تعالیٰ

والسلام

خادم اہل سنت مظہر حسین غفرلہ

۱۸/ رمضان المبارک ۱۴۰۸ھ

✧----✧----✧----✧
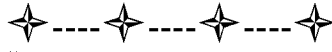
(۲۳۰) برادرم محترم ماسٹر صاحب سلمہ...... السلام علیکم ورحمۃ اللہ۔

سلام مسنون۔ جادو آسیب وغیرہ کے لیے تعویذات ارسال ہیں۔ چھوٹے تعویذات سَلَامٌ قَولاً مِنْ رَّبٍ الرَّحِیْمُ والے جدا کر لیں۔ اس عزیز کو بڑا تعویذ چار چار دن والا صبح وشام پلائیں اور چھوٹا تعویذ روزانہ ایک دو پہر کو پلائیں۔ دونوں تعویذ اکٹھے بند کر کے بچوں کے گلے میں بھی ڈال سکتے ہیں اور کمرے میں بھی لٹکا سکتے ہیں۔ واللہ الشافی ... یا بدیع العجائب کا وظیفہ حل مشکلات کے لیے باذن اللہ موثر ہے۔ مجھے یاد نہیں رہا کہ بھانجیوں کے رشتہ کے سلسلے میں کیا تعویذ مانگا تھا؟ پھر دوبارہ خط سے وضاحت کر دیں۔ اخبارات تو اور بھی رکھے ہیں اگر آپ لے جا سکیں تو لے جائیں۔ ایک مضمون وغیرہ جس اخبار میں زیادہ ہو اس کا تراشہ رکھ لیں۔ باقی اخبارات کا حوالہ دے دیں اداریئے جدا جمع کر لیں۔ اخبارات ارسال ہیں ان میں سے ضروری اخبارات لے جائیں باقی پھر اندر بھیج دیں [1]۔ جزاکم اللہ تعالیٰ

تمام حضرات و احباب کی خدمت میں سلام مسنون۔ حق تعالیٰ آپ کو اور ہم سب کو اپنی مرضیات کی توفیق دے اور اہل سنت والجماعت کو ہر محاذ پر غلبہ نصیب ہو آمین۔ بجاہ النبی الکریم ﷺ

والسلام

خادم اہل سنت مظہر حسین غفرلہ

۸/ اکتوبر ۱۹۸۸ھ

---

[1] بعض اوقات ملاقاتیوں سے قائد اہل سنتؒ بذریعہ رقعہ احوال کا تبادلہ کر لیا کرتے تھے۔ یعنی بوجہ مصروفیت و اشغال گھر سے باہر تشریف نہ لاتے تھے۔ اسی طرح دفتر میں موجود ناظم صاحب کو بھی رقعوں کی مدد سے کوئی حکم فرما دیتے، چنانچہ اس قسم کے رُقعات کم وبیش دو ہزار کے لگ بھگ محفوظ ہیں، جو سوانح قائد اہل سنت ''مظہر کرم'' کی جلد ثانی میں پیش کیے جا سکیں گے، ان شاء اللہ، متذکرہ خط بھی اسی نوعیت کا ہے۔ سلفی

(۲۳۱) برادرم ماسٹر منظور حسین سلمہ صاحب سلمہ......اسلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

سلام مسنون۔کل جمعہ کی وجہ سے سخت تھکاوٹ ہوگئی تھی اس لیے رات کو ملاقات نہ کرسکا فون پر بات کرنے کا خیال تھا وہ بھی نہ کرسکا۔ابھی پیشاب کا عارضہ باقی ہے۔یک صد روپے ارسال کررہا ہوں۔

(۲) حضرت مولانا اسعد مدنی مدظلہ کو میں نے حضرت قاری عبدالشکور صاحب کا خط پڑھوا دیا اور ساہیوال کے لیے تاکید کی تھی۔اور مولانا محمد یٰسین صاحب ساتھ تھے انہوں نے کہا کہ قاری صاحب کا مجھے بھی خط آیا ہے اور میں نے ساہیوال کو پروگرام میں شامل کرلیا ہے معلوم ہوا کہ وہاں کھڑے کھڑے ہی دعا کی ہے دیر سے غالباً پہنچے ہوں گے۔

(۳) یہ تو اچھا ہوا کہ فوٹو اسٹیٹ مل گئے جو میں دیکھ سکوں گا۔قاضی شمس الدین[1] وغیرہ ایک مستقل گروپ ہے جو یزیدی مشن پر محنت کررہا ہے۔غالباً انہوں نے اور علماء کو بھی خطوط لکھے ہیں حالانکہ میں نے تصریح کردی ہے کہ گناہ اور نافرمانی صورتاً تھی۔اور یہ اجتہادی خطاء ہے۔تین چار دن سے مولانا قاضی شمس الدین کا خط مجھے آیا ہے اور حکمین کے متعلق جو بیہقی کی روایت میں نے حضرت شاہ صاحب کے حوالے سے بیان کی ہے۔اس کے متعلق لکھا ہے کہ بیہقی تو فلاں ایرانی کا شاگرد ہے اس سے پہلے قاضی صاحب نے لکھا تھا کہ مسلم بن عقبہ (یزید کا جرنیل) مخضرم کی قسم کا صحابی تھا (یہ عباسی کی اتباع میں لکھا) میں نے لکھا ہے مخضرم تو کوئی صحابیت کی قسم نہیں ہے مخضرم تو وہ ہے جو دورِ رسالت میں پیدا ہوا لیکن زیارت نصیب نہ ہوسکی، (یزید) کے باقی امراء بھی صحابی نہ تھے۔بہرحال اللہ تعالیٰ ان سب فتنوں سے ہم سب کو محفوظ رکھے۔آمین

والسلام

خادم اہل سنت مظہر حسین غفرلہ

۱۸؍رمضان المبارک ۱۴۰۸ھ

---

[1] مولانا قاضی شمس الدین رحمہ اللہ مقیم موضع درویش ضلع ہری پور ایک اچھے عالم دین اور کتابوں پر نظر رکھنے والے صاحبِ علم تھے۔قائد اہل سنت رحمہ اللہ کو بہت احترام سے مخاطب کرتے تھے اور اپنے ارسال کردہ درجنوں خطوط میں قائد اہل سنت رحمہ اللہ کو ''مجاہد ملت، فخرِ اہل سنت، اور مجاہد کبیر جیسے القابات سے یاد کرتے تھے، مگر جب فتنہ ناصبیت وجود میں آیا اور تجدید عزم کے ساتھ میدان میں نکلا تو قرب مکانی میں انتہاء پسندی کے ایک سرے پر مولانا سید لعل شاہ صاحب بخاری مرحوم تھے تو دوسرے سرے پر مولانا قاضی شمس الدین درویش تھے اور ان کے درمیان قائد اہل سنت رحمہ اللہ نقطہ اعتدال پر رہ کر دو متضاد انتہا پسندانہ سوچ کی اصلاح فرمارہے تھے۔زیر نظر خط میں انہیں بزرگوں کی طرف اشارہ کیا گیا ہے۔سلفی

(۲۳۲) برادرم محترم ماسٹر صاحب سلمہ......السلام علیکم ورحمۃ اللہ۔

سلام مسنون۔ حالات معلوم ہوئے وہ یہ وظیفہ مسلسل ۱۲ دن تک نماز عشاء کے بعد بارہ سو مرتبہ پڑھیں اوّل آخر گیارہ گیارہ مرتبہ درود شریف۔ **یا بدیع العجائب بالخیر یا بدیع** پھر روزانہ پانچ صد مرتبہ پڑھتے رہیں۔ حضرت رحمۃ اللہ علیہ سائلین کو اکثر یہ وظیفہ بتلاتے تھے[1]۔ نیز روزانہ **اللھم اکفنی بحلالک عن حرامک واغننی بفضلک عمن سواک** یک صد مرتبہ کسی وقت پڑھ لیا کریں یہ بھی حضرت رحمۃ اللہ علیہ کے مکتوبات میں قرضہ کی ادائیگی کے لیے ہے۔ آپ بھی پڑھ سکتے ہیں حق تعالیٰ اپنی رحمت سے نوازیں۔ آمین۔ ۱۶۰ افراد والی روایت یہ من گھڑت ہی معلوم ہوتی ہے۔ واللہ اعلم

دو صد روپے آپ کے لیے ارسال ہیں ان شاء اللہ تعالیٰ جہلم میں ملاقات ہوگی۔ احباب کی خدمت میں سلام عرض کر دیں۔

والسلام
خادم اہل سنت مظہر حسین غفرلہ
شب ۱۱ شوال ۱۴۱۴ھ

✧----✧----✧----✧
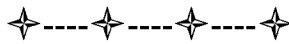
(۲۳۳) برادرم محترم ماسٹر صاحب سلمہ......السلام علیکم ورحمۃ اللہ۔

بعد از نماز عشاء دو رکعت نماز پڑھ کر اس کا ثواب حضرت غوث الاعظم رحمہ اللہ اور حضرت خواجہ معین الدین چشتی اجمیری رحمہ اللہ اور اپنے باپ دادا کی روح کو ثواب پہنچائیں اس کے بعد **اعوذ باللہ من الشیطٰن الرجیم، بسم اللہ الرحمن الرحیم** پڑھ کر پندرہ مرتبہ **سورۃ الکوثر** پڑھیں اور پھر **یا علیم علمنی من المدفون** ۳۶۰ مرتبہ پڑھ کر ہاتھوں پر دم کر کے سو جائیں۔ پہلے غسل کریں۔ خوشبو لگائیں۔ پاک بستر پر دائیں کروٹ قبلہ رخ سو جائیں۔ **سلام قولا من رب الرحیم** ایک لاکھ مرتبہ گھر میں پڑھا جائے (برائے کشادگی رزق) پانی پر دم کر کے گھر میں چھڑکیں (برائے جادو و جنات) چار بڑی کیلیں (بڑے سرے والی) لے کر ۲۱ مرتبہ **یکیدون کیدًا** سورۃ الطارق والی آیت دم کر کے چاروں آخری دیواروں پر ایک ایک کیل گاڑ دیں تھوڑا سا باہر رہے اور کیل گاڑتے وقت **آیت الکرسی** ساتھ ساتھ پڑھتے جائیں۔ (برائے جادو وغیرہ) میاں بیوی کے تعلق کے لیے روزانہ ایک ہزار مرتبہ **یا ودود**

---

[1] شیخ العرب والعجم حضرت مولانا سید حسین احمد مدنی رحمہ اللہ

یا ودود اس خیال سے پڑھتے رہیں کہ بیوی مائل ہو جائے۔ خادم اہل سنت مظہر حسین غفرلہ
۱۹، جولائی ۱۹۸۸ء، از چکوال

✧---✧---✧---✧
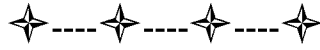
بنام مولانا مخلص عبداللہ صاحب[۱] (بلکسر)

(۲۳۴) مخلص عبداللہ صاحب، سلام مسنون!

آپ کا استعفیٰ اور رجسٹر ملا۔ فی الحال میں آپ کا استعفیٰ منظور نہیں کرتا۔ آپ نے بڑی خدمت کی ہے اور اپنی طرف سے خرچ کرتے رہے ہیں۔ میں تو آپ کو سابقہ کرایہ بھی دینے والا تھا۔ آپ کو معلوم ہے کہ میں کتنا بیمار رہا ہوں، جس کی وجہ سے جواب نہیں دیا جاتا تھا۔ پھر یہ اختلاف[۲] بھی میرے پیش نظر تھا تو ایسے حالات میں سوچنا پڑتا ہے۔ ہاں یہ میں کہوں گا کہ آپ ایک بڑی غلط فہمی میں مبتلا ہو گئے۔ اس کے بارے میں آپ سے میں علیحدہ ملاقات کرنا چاہتا تھا مگر موقع نہ ملا۔ آپ مایوس نہ ہوں۔ اللہ تعالیٰ بہتری فرمائیں گے۔ آمین والسلام...... خادم اہل سنت مظہر حسین غفرلہ
۲۶ / ربیع الثانی ۱۴۱۰ھ

✧---✧---✧---✧
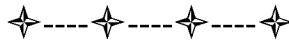
(۲۳۵) مخلص عبداللہ صاحب۔ سلام مسنون!

① آپ نے جو تعویذ بھیجے ہیں، اُن میں تو لکھا ہے کہ اتنی رقم غلام علی کو واپس مل جائے۔ اب غلام علی کون ہے؟ رقم بعض دفعہ جنات بھی لے جاتے ہیں۔ ممکن ہے کسی غلام علی کی رقم چوری ہوئی ہو۔ اللہ اعلم۔ بہر حال اگر معلوم نہ ہو کہ غلام علی کون ہے؟ تو تعویذ کنویں میں ڈال دیں۔ ان پر یا علی یا علی بھی لکھا ہوا ہے۔

② فطرانہ دو سیر سے کچھ کم اجناس یا اس کی قیمت ادا کر دی جائے۔

③ پنڈ گدوال ضلع راولپنڈی سے قاری احسان الحق کا خط آیا ہے کہ ۲۳ / رمضان المبارک کو بعد از نماز عصر پروگرام اور پھر افطار پارٹی ہے۔ آپ سنی تحریک الطلبہ کی جانب سے جائیں اور پنڈ گدوال کا راستہ حافظ عبدالوحید سے پوچھ لیں، حافظ عبدالحمید صاحب فاروقی کی تقریر رات کو

۱۔ تحریک خدام اہل سنت چکوال کے امیر، مرکزی جامع مسجد بلکسر کے منتظم وخطیب، سُنی تحریک الطلبہ کے بنیادی محرک، قائد اہل سنتؒ کے دیرینہ عقیدتمند اور مذہبی، سیاسی وتحریکی اعتبار سے فعال شخصیت ہیں۔
۲۔ بعض جماعتی کارکنوں کا وقتی اور انتظامی اختلاف مراد ہے۔

ہے، وہ دیر سے جائیں گے۔ آپ نے پہلے پہنچنا ہے، پنڈ گدووال ٹیکسلا سے آگے ہے۔

والسلام...... خادم اہلِ سنت مظہر حسین غفرلہ

۱۹/رمضان المبارک ۱۴۱۰ھ

✧----✧----✧----✧
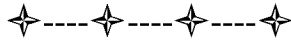
(۲۳۶) مخلص عبداللہ صاحب۔ سلام مسنون!

① تحریر اور اشتہار ملا، جہلم کے اشتہار میں کچھ مفہومی غلطیاں ہیں جن کی اصلاح ضروری ہے اور بعض عبارتیں عام فہم نہیں۔

② سنی تحریک الطلبہ کا ایک ہی بیج ہونا چاہیے۔ دو میں تو تردد رہے گا، اور سنی تحریک الطلبہ کے اسٹکر یا بیج وغیرہ بھی دفتر سے ہی فروخت ہونے چاہئیں، بہرحال سوچ سمجھ کر ایک ہی تجویز کر لیں۔ اور سنی تحریک الطلبہ کا پرچم بھی الگ تجویز کیا جائے گا۔

③ حضرو میں آپ کا جانا ضروری ہے، اور ساتھ داڑھی والے طلبہ ہونے چاہئیں کیونکہ اکثر طلبہ میں یہ کمزوری ہوتی ہے، (یعنی ان کی داڑھی نہیں ہوتی) تاکہ کوئی منفی اثر نہ پڑے۔ اگر اس جمعہ کو والد صاحب کی بیماری کی وجہ سے نہ جایا جاسکے تو آئندہ جمعہ کو سفر کر لیں، حضرو حافظ محمد رفیع صاحب کو فون پر اطلاع دے دیں۔

④ آپ نے طلبہ کے لیے جو تحریر لکھی ہے، اس پر بھی نظرِ ثانی کی جائے، میں خود ماہِ نامہ حق چار یارؓ کے لیے مضمون لکھ رہا ہوں، جس میں تاخیر ہو رہی ہے۔

والسلام...... خادم اہلِ سنت مظہر حسین غفرلہ

(تاریخ و سن ندارد)

✧----✧----✧----✧
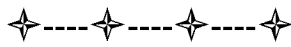
(۲۳۷) مخلص عبداللہ صاحب۔ سلام مسنون!

حنفیہ لائبریری کا نام ٹھیک ہے۔ جزاکم اللہ۔ (آپ کی) کانفرنس کے لیے متبادل کوئی مبلغ پیش نظر نہیں ہے جو مولانا اوکاڑوی[1] صاحب کے موضوع پر مدلل بولنے والے ہوں۔ میرے خیال میں اس موقع پر غیر مقلدین کی تردید کی ضرورت نہیں ہے۔ موضوعِ جلسہ ''معراج النبی ﷺ اور مقام

[1] امین الملت حضرت مولانا محمد امین صفدر اوکاڑویؒ

صحابہ رضی اللہ عنہم'' پر ہی تقریریں ہونی چاہئیں۔ مولانا عبدالحق خاں بشیر، خطیب جامع مسجد امام اعظم گجرات کو بلالیں۔ یا ان کے ساتھ مولانا محمد اقبال خطیب علی پور چٹھہ گوجرانوالہ والے خطیب صاحب کو بلالیں، ان کی تقریر عوامی طور پر موثر ہوتی ہے، مولانا غلام نبی صاحب اور دوسرے احباب کو سلامِ مسنون پیش کریں۔ والسلام...... خادم اہل سنت مظہر حسین غفرلہ

✧----✧----✧----✧
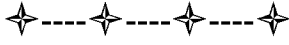
(۲۳۸) مخلص عبداللہ صاحب۔ سلام مسنون!

① آپ کا رقعہ ملا۔ دن کو تو میں ملاقات کا وقت دے ہی نہیں سکتا۔ کیونکہ چار دنوں سے مہمانوں کی وجہ سے دن میں کام نہیں ہوسکا۔ ماہنامہ کے لیے مضامین بھی تیار کرنے ہیں اس لیے ملاقات کا وقت تو رات کو ہی ہوسکتا ہے۔

② مولانا جہلمی [1] صاحب سے مشورہ کر کے سنی تحریک الطلبہ کی تاریخ بتائی جاسکتی ہے، عبدالرشید ارشد واپسی پہ تو ملا ہی نہیں؟ نیز جہلم کے اجلاس سے پہلے قافلہ کا ناظم مقرر کرنا ضروری ہے۔

③ امدادیہ کا دفتر باہر سے مرمت کروانا ہے، ملک اتفاق صاحب سے میں نے کہا تھا کہ کسی وقت جا کر دیکھ لیں گے۔

والسلام...... خادم اہل سنت مظہر حسین غفرلہ
۹ / جمادی الثانی ۱۴۱۰ھ

✧----✧----✧----✧
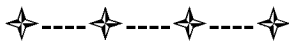
(۲۳۹) وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ۔ سلامِ مسنون!

① آپ نے جتنی رقمیں مجھ سے لی ہیں وہ تاریخ وار مجھے بتائیں، کیونکہ مختلف چیزیں تھیں، بعض محفوظ نہیں رہیں۔ آپ کا رجسٹر اندر ہے، بعد میں منگوالیں، میں اس وقت اوپر بیٹھا ہوں۔

② آج ملاقات کے لیے کوئی نہ آئے، دوسری مصروفیات میں آج بہت حرج ہوگا، یہ مسعود کپڑے والا کون ہے؟ تحریک کی تنظیم سازی کی تو ویسے بھی ضرورت ہے، کوشش کرتے رہیں، لیکن اس طرح خرچ نہ کریں۔ اب رات کو تھوہا بہادر جانے کی کیا ضرورت تھی؟ دن کو وہاں جاسکتے تھے۔ اسی طرح امیر حسین کے گھر بھی اتنا خرچ کر کے نہ جائیں یہ فضول خرچی ہے اور فنڈ میں اتنی گنجائش نہیں ہے۔ آپ بس یا ویگن کے ذریعے بھی جاسکتے ہیں، آج نہیں تو کل چلے جانا، آپ ملتوی ہونے کا عذر بھی کرسکتے ہیں، میں نے

---

[1] فخر اہل سنت حضرت مولانا عبداللطیف جہلمیؒ

وزیر تعلیم کا بیان پڑھا ہے۔ اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ جلد الیکشن نہیں ہونگے، لہٰذا ہمیں اتنا خرچ کرنے کی فی الحال ضرورت نہیں ہے۔ کل بس یا ویگن کے ذریعہ نور پور سے ہو آئیں۔ بچوں کے ۹۰۰ روپے ارسال ہیں۔

والسلام...... خادم اہل سنت مظہر حسین غفرلہ

۲۹ / دسمبر ۱۹۸۹ء

✧----✧----✧----✧
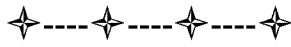
(۲۴۰) سوالات کے شرعی جوابات

نوٹ: مخلص صاحب نے حضرت قائد اہل سنت سے چند شرعی مسائل کا استفسار کیا تھا اس مکتوب میں وہ سوالات و جوابات ہیں۔

① کیا امام جناح کیپ یا دوسری ٹوپی پہن کر نماز پڑھا سکتا ہے؟

جواب پڑھا سکتا ہے۔

② ہمارے ہاں ایک نابینا عورت قرآن شریف پڑھتی رہتی ہے، جب کوئی اس کے پاس جاتا ہے تو وہ اس کو تملیک کرتی ہے۔ کیا اس کا شرعی جواز ہے؟

جواب: قرآن مجید کا ثواب زندہ اور مردہ دونوں کو بخش سکتے ہیں، لیکن ہمارے ہاں یہ جو رواج ہے کہ جب اکٹھا کرتے ہیں تو باقی تمام پڑھنے والے کسی ایک کو مِلکْ کرتے ہیں، اس کی ضرورت نہیں ہے، بلکہ جب کبھی کسی بھی میت کے لیے ایصال ثواب کیا جاتا ہے تو وہ پہنچ جاتا ہے۔ خواہ زبان سے کہے یا نہ کہے۔

③ ہمارے ہاں (بلکسر میں) عرصہ سے جمعہ کا طریقہ کار یہ چلا آرہا ہے کہ پہلے ایک اذان ہوتی ہے، آدھ گھنٹہ کے بعد دوسری اذان ہوتی ہے، اس کے بعد پہلا خطبہ ہوتا ہے جس میں خطبہ مسنونہ کے بعد پون گھنٹہ اردو میں تقریر ہوتی ہے، پھر دوسرا خطبہ عربی میں پڑھ کر جماعت کرا دی جاتی ہے۔ کیا یہ درست ہے؟ میں نے ابا جان سے اس مسئلہ میں کافی بحث کی ہے لیکن وہ نہیں مانتے، فرماتے ہیں کہ عرب شریف میں ایسا ہی ہوتا ہے، وہ علیحدہ تقریر نہیں کرتے، ان کی زبان عربی ہے، وہ عربی میں تقریر کرتے ہیں، ہماری زبان اردو ہے لہٰذا ہم اردو میں تقریر کریں گے، اور جو علماء علیحدہ تقریر کرتے ہیں وہ خلافِ سنت ہے۔ لہٰذا رہنمائی فرمائیں۔

جواب پہلا خطبہ اردو میں اور دوسرا عربی میں ہو تو یہ بھی تو خلافِ سنت ہے۔ اگر سامعین کو سمجھانے کے لیے پہلا خطبہ اردو میں دیا جاتا ہے تو دوسرا خطبہ بھی اردو میں ہی دینا چاہیے؟ تاکہ سامعین اس کا مطلب بھی سمجھ سکیں۔ اور جو خطبہ عربی زبان میں دیتے ہیں، اس کا مطلب کیا ہے؟ اگر یہ دوسرا خطبہ عربی میں ضروری ہے تو پہلا بھی اس وجہ سے ضروری ہے۔ دونوں میں کوئی فرق نہیں۔ یاد رہے کہ خطبہ جمعہ کا مقصد صرف سامعین کی زبان میں تقریر کرنا نہیں ہے بلکہ عربی نماز کی طرح عربی زبان میں خطبہ ضروری ہے۔ یہ قانونی بات ہے، کوئی سمجھے یا نہ سمجھے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم جب فارس میں گئے تو وہاں انہوں نے خطبہ عربی زبان میں ہی پڑھا۔ حتیٰ کہ حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ، فارسی زبان جانتے تھے مگر جب وہ اپنے ملک میں گئے تو وہاں عربی زبان میں خطبہ پڑھا۔ علاوہ ازیں اسلاف اہل سنت اور اکابر دیوبند جس ملک میں بھی رہے یا گئے تو انہوں نے خطبہ عربی زبان میں پڑھا اور حسب ضرورت تقریر الگ سے کی۔ بہرحال اس ساری گفتگو میں خاص نکتہ یہ ہے کہ جو خطیب پہلا خطبہ اردو میں دیتے ہیں، وہ دوسرا خطبہ اردو میں کیوں نہیں دیتے؟

سوال محمد اسلم صاحب سانگ کلاں والوں کے ساتھ اس مسئلہ پر جو آنجناب کی بات چیت ہوئی تھی، وہ ریکارڈنگ حوالہ فرمادیں، تاکہ اس کی روشنی میں مزید فائدہ حاصل کیا جاسکے۔

جواب سانگ کلاں کے خطیب صاحب قاضی محمد حسن مرحوم (نہ کہ اسلم) سے اس سلسلہ میں خط و کتابت ہوئی تھی، وہ خطبہ سے قبل تقریر سے متعلق تھی کہ خطبہ تو اصلاً عربی میں ہی ہوتا ہے، اور جو اپنی اپنی زبانوں میں تقریر ہوتی ہے وہ بطور وعظ و تلقین ہوتی ہے، اسی طرح عیدین کا خطبہ بھی عربی میں ہی ہوتا ہے، البتہ پہلے سامعین کے استفادہ کے لیے بطور وعظ و نصیحت تقریر کی جانی چاہیے۔

والسلام...... خادم اہل سنت مظہر حسین غفرلہ

۵ر رمضان المبارک ۱۴۱۲ء

✧----✧----✧----✧
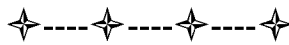
(۲۴۱) سلامِ مسنون!

حالات معلوم ہوئے۔ سنی تحریک الطلبہ کے حق میں تو جلوس نکال لیں لیکن خطرہ یہ ہے کہ اس میں توڑ پھوڑ ہو تو بڑی خرابی پیدا ہوتی ہے۔ شیعوں کو آمد و رفت کرنے دیں، ان کو کوئی دقت نہ ہو اور آپ اس میں بالکل دخل نہ دیں کیونکہ سنی شیعہ تنازعہ کو سنبھالنا بہت مشکل ہوتا ہے۔ میں صحت کی کمزوری کی وجہ سے معذور ہوں، باقی ان کے جلوس کو پولیس سنبھال لے گی، خود تو اتنی پوزیشن نہیں

ہے کہ ہم اس طرح کریں، سنبھل کر قدم رکھیں، بعض جذباتی نوجوانوں کی وجہ سے سنی تحریک الطلبہ کو نقصان پہنچنے کا خطرہ ہے جو کیس جمعیت طلبہ کا ہے اس کی بھی کوئی حیثیت نہیں، اُس کے لیے جلوس نہ نکالنا ہی مناسب ہے۔ والسلام ......خادم اہل سنت مظہر حسین غفرلہ

(تاریخ وسن ندارد)

✧----✧----✧----✧
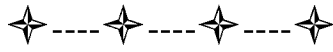
(۲۴۲) سلام مسنون

نام ''کنونشن'' رکھ لیں، چونکہ ۲۱ مارچ کو جہلم کا جلسہ ہے لہٰذا سنی تحریک الطلبہ اور سنی خدام فورس زیادہ تعداد میں لے جانے کا پروگرام بنائیں، جہلم کے دس مارچ کے اجلاس میں تھوڑی تعداد میں لے جائیں تاکہ اس پر زیادہ خرچ نہ پڑے۔ حضرو میں حافظ محمد رفیع صاحب کو لکھیں کہ وہ مولانا عزیز الرحمن الہ آباد والوں کو، اور اوکاڑہ، لاہور، گوجرانوالہ اور گجرات سب جگہ دعوت نامے بھیج دیں۔ کنونشن کے لیے اشتہار کی بجائے دعوت نامے ہونے چاہئیں، جس میں پروگرام کی مکمل تفصیل درج ہو۔ اجلاس صبح سے عصر تک رہے گا۔ صبح دس بجے کا وقت مقرر کرلیں اور خاص خاص تقریریں ان طلبہ کی ہوجائیں جو زبانی تقریریں کرسکیں، اس اجلاس کا اصل مقصد سنی تحریک الطلبہ کی اہمیت سمجھانا ہے۔ دعوت نامہ جہلم سے ہی شائع ہوگا۔ ۵رفروری کو سنی تحریک الطلبہ جلوس نہ نکالے، جب چھٹی ہے تو کالج میں ہی نہ آئیں۔ یوم کشمیر کے جلوس کی آڑ میں مودودی لوگ اپنا نام بناتے ہیں۔

والسلام ......خادم اہل سنت مظہر حسین غفرلہ

✧----✧----✧----✧
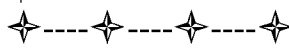
(۲۴۳) سلامِ مسنون!

① مولوی امیر محمد صاحب نے مجھے بھی لکھا ہے کہ مسجد میں سنی تحریک الطلبہ کے دفتر کا ہونا مناسب نہیں۔ اور میری رائے بھی یہی ہے وہاں دینی طلبہ کا حرج ہوگا۔ خلط ملط بھی ٹھیک نہیں۔

② الیکشن کے لیے گاڑی بھی چندہ کرکے ہی بنانے کا ارادہ ہے، آپ معلوم کریں کہ کتنا خرچ آجائے گا؟ والسلام ......خادم اہل سنت مظہر حسین غفرلہ

✧----✧----✧----✧
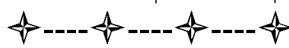
(۲۴۴) سلام مسنون

پرچم ارسال ہے، ماشاء اللہ بہت اچھا ہے اب اس پر کڑھائی سنی پرچم کی طرح ہو، اور اس پر سنی پرچم کی طرح S.T.T لکھا ہو، بیج پر ابھی غور کرنا ہے۔ میں خود بہت مصروف ہوں۔ ماہنامہ

حق چار یار کے لیے مضامین تیار کررہا ہوں اس لیے فارم رکنیت آپ خود احباب کے مشورہ سے تجویز کرلیں بعد میں میں اصلاح کر دوں گا۔ والسلام ...... خادم اہل سنت

✧----✧----✧----✧
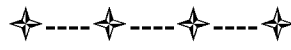
(۲۴۵) جناب مخلص صاحب ...... سلام مسنون

① دو قسم کے تعویذات ارسال کررہا ہوں، بڑے تعویذ پینے کے لیے ہیں، ایک مریض باوضو صبح و شام ایک ایک پیالی پانی پی لے، کل آٹھ پیالیاں بنالیں۔ یہ جادو، آسیب اور امراض وغیرہ کے لیے مفید ہے۔ یا حسب ضرورت ایک مریض کو تین یا چار بار بھی دے سکتے ہیں۔ اور جن کو جسم میں زیادہ درد رہتا ہو وہ عرق میں ڈال کے پی لیں۔

② چھوٹے تعویذ گلے میں باندھنے کے لیے ہیں، ان کو کاٹ لیں اور قلعی یا موم کے کاغذ میں لپیٹ کر چمڑے میں سلوالیں، یہ بچوں اور بڑوں، سبھی کے لیے ہیں۔

والسلام ...... خادم اہل سنت

✧----✧----✧----✧
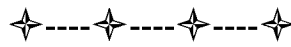
(۲۴۶) سلام مسنون

ڈگری کالج چکوال کے طلبہ کے متوقع انتخابات میں حصہ لینے کے لیے محمد حنیف صاحب اور امیر حسین صاحب آزاد امیدوار کی حیثیت سے صدارت کا الیکشن جیتنے کے لیے کھڑے ہوگئے ہیں اگر دونوں کھڑے رہتے ہیں تو سنی تحریک الطلبہ کے ووٹ تقسیم ہوجائیں گے اور ان میں سے ہر ایک امیدوار کو نقصان پہنچے گا۔ اس لیے ان دونوں میں ایک تحریری معاہدہ طے پایا ہے، جس سے بڑی مسرت ہوئی ہے، اس سلسلہ میں دونوں سے میری ملاقات ہوئی ہے، دونوں کو اکٹھے بھی بلایا اور علیحدہ علیحدہ بھی! اور متعدد پہلوؤں سے جائزہ لیا گیا۔ جس کے بعد میں اس نتیجہ پر پہنچا ہوں کہ ان دونوں میں سے سنی طلبہ کے موقف کے پیش نظر امیر حسین زیادہ باصلاحیت ہے اس لیے میں اس کے حق میں فیصلہ دیتا ہوں۔ اب طلبہ اس کو ہار جیت کا مسئلہ نہ بنائیں، کیونکہ ان کے مابین تحریری معاہدہ ہو چکا ہے۔ محمد حنیف صاحب کا یہ ایثار ہوگا اور امیر حسین پر بھی ایک بھاری ذمہ داری عائد ہوگئی ہے۔ جس کے لیے ان کو بڑی محنت کرنا پڑے گی۔

② محمد حنیف صاحب اور دوسرے سنی طلبہ اس اہم کام میں امیر حسین صاحب سے پورا پورا مخلصانہ طور پر تعاون کریں اللہ تعالیٰ کامیابی عطا فرمائیں آمین بجاہ النبی الکریم ﷺ۔

③ اصل مقصد الیکشن نہیں، بلکہ سنی طلبہ کو اپنے سنی حق مذہب کی بنیاد پر منظم اور متحد کرنا ہے۔ نبی کریم رحمۃ اللعالمین ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ میری امت میں وہی لوگ آخرت میں نجات پائیں گے جو میرے اور میرے اصحاب کے طریقے پر چلیں گے (ما انا علیه و اصحابی) اس معجزانہ ارشادِ رسالت کا مصداق امت میں اہل سنت والجماعۃ ہیں جو سنت رسول ﷺ اور جماعتِ رسول ﷺ کی پیروی کو ذریعہ نجات سمجھتے ہیں۔ اور تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم، اہل بیت عظام رضی اللہ عنہم، امہات المومنین، خلفاءِ راشدین، امام الخلفاء حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ، حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ، حضرت عثمان ذوالنورین رضی اللہ عنہ اور حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کو جنتی تسلیم کرتے ہیں۔

④ سنی تحریک الطلبہ کے قیام کا مقصد یہی ہے کہ سنی طلبہ اپنے مسلک حق پر قائم رہیں، صوم و صلوٰۃ کی پابندی کریں، اعمالِ صالحہ کو بجالائیں۔ منکرات سے بچیں اور اپنے مذہب حق اہل سنت والجماعت کی اتباع، تبلیغ اور نصرت میں اپنی زندگی وقف کردیں۔ حق تعالیٰ ہم سب کو اس کی توفیق عطا فرمائیں۔ آمین بجاہ النبی الکریم ﷺ۔ والسلام ...... خادم اہل سنت مظہر حسین غفرلہ

۱۲، دسمبر ۱۹۸۹ء

۱۲ جمادی الاولیٰ ۱۴۱۰ھ

✧----✧----✧----✧
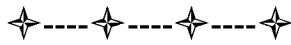
(۲۴۷) سائل: بخدمت حضرت اقدس دامت برکاتہم العالیہ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔

درج ذیل باتوں کی تحقیق مطلوب ہے۔

① اگر کوئی سودی رقم موجود ہو تو اس کو کہاں کھپایا جائے؟

② اگر بے ریش لڑکا اذان دے تو کیا اذان واجب الاعادہ ہوگی؟

③ مولوی محمد بشیر صاحب سے میں نے سوالات کیے تھے مگر وہ ٹال مٹول کر گئے۔ ان کا کوئی مسلکی روپ متعین نہیں ہے۔ تھوہا بہادر کے ساتھیوں نے بھی اسے آئندہ جلسہ میں نہ آنے کا کہہ دیا ہے لیکن آپ بھی اگر اس کو سمجھا دیں تو ان کو ہمارے جلسوں میں آ کر لوگوں کے عقائد خراب کرنے کا موقع نہ ملے گا۔ والسلام

(جواب)

سلام مسنون!

① بینکوں کا معاملہ صحیح شرعی معیار پہ نہیں ہے لہٰذا پرہیز بہتر ہے۔ سودی رقم مسجد پر تو بالکل ہی نہ

لگائی جائے اور نہ ہی مدرسہ پر! البتہ رفاہِ عامہ کے لیے سڑکوں، گلیوں وغیرہ پر لگا دی جائے اور بعض علماء نے فرمایا ہے کہ کسی مستحق نادار کو بھی دی جاسکتی ہے مگر اس شرط کے ساتھ کہ ثواب کی امید بالکل نہ رکھی جائے۔ واللہ اعلم۔

② بے ریش کی اذان کا اعادہ کرنے کی ضرورت نہیں، اذان ہو جاتی ہے۔ تاہم کسی بے ریش کو مستقل طور پر موذن بنا لینا مناسب نہیں ہے۔

③ میں تو مولوی بشیر کو نہیں جانتا، آپ نے ٹھیک کہا ہے۔

والسلام ...... خادم اہل سنت مظہر حسین غفرلہ
۱۲ جمادی الثانی ۱۴۱۲ھ

✧----✧----✧----✧
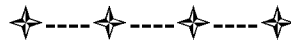
(۲۴۸) سائل! بخدمت حضرت اقدس مدظلک۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ۔

① عرض ہے کہ ماہ رمضان المبارک میں ''جشن نزولِ قرآن'' کے سلسلہ میں تقریب منعقد کی جاسکتی ہے؟ لفظ جشن میں کوئی قباحت تو نہیں؟

② سُنی تحریک الطلبہ کا ایک اجلاس بروز بدھ امدادیہ مسجد میں احباب نے منعقد کیا ہے۔ جس میں قاری نور عالم صاحب خطاب کریں گے۔

③ کل صبح کالج کی دیوار پر لکھائی کی جائے گی۔ ان شاء اللہ۔ والسلام

سلام مسنون!

① جشن کی بجائے کوئی اور لفظ ہو جائے تو بہتر ہے کیونکہ عرفاً یہ لفظ ہر جائز و ناجائز موقع مسرت پہ استعمال ہوتا ہے۔

② ٹھیک ہے، سنی تحریک الطلبہ کا اجلاس ہونا چاہیے۔

③ لکھائی بہت ضروری ہے۔

والسلام ...... خادم اہل سنت مظہر حسین غفرلہ
۶ رمضان المبارک ۱۴۱۰ھ

✧----✧----✧----✧
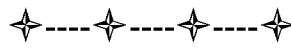
(۲۴۹) سلام مسنون!

میری صحت کمزور ہونے کی وجہ سے آپ کے ساتھ تا حال ملاقات نہ ہوسکی، آپ روزانہ دفتر آتے جاتے رہیں، باقی طلبہ کا بھی آنا جانا رہے گا۔ افتخار صاحب دو مقامات پر گئے تھے، پھر ان کو کھاریاں جانا ہے۔ اس وقت ضرورت ہے کہ طلبہ کو مضبوط کیا جائے۔ منظم کیا جائے اور تحریک کے مقاصد سمجھائے جائیں۔ آپ بھی ان کے ساتھ چلے جائیں تو آپ دوسرے طلبہ سے مل کر پروگرام بنا

سکیں گے۔ ابھی نائب ناظموں کا انتخاب باقی ہے، سوچ رہا ہوں۔ والسلام ...... خادم اہل سنت
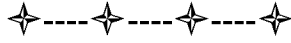
(۲۵۰) سلام مسنون!

① ان شاء اللہ جلسہ میں حاضری کی کوشش کروں گا۔ مدعوین ٹھیک ہیں۔ پرچم ٹھیک ہے، ایک پرچم اس قسم کا تیار کروالیں تو پھر صحیح اندازہ ہو سکے گا۔

② ...... کا خط پڑھا، وہ جذباتی آدمی ہے۔ اسے یہ معلوم نہیں کہ ہر جگہ کی اپنی مشکلات ہوتی ہیں۔ افراد سازی کوئی آسان کام نہیں ہے۔ پہلے اب تک مولوی عبدالحئی صاحب سے رُوٹھا رہا ہے اور شکائتیں کرتا رہا ہے۔ گوجرانوالہ کے اجلاس میں بھی اس لیے نہیں آیا کہ مولوی ...... نے ایک قاری صاحب کو ہٹا دیا تھا۔ والسلام ...... خادم اہل سنت
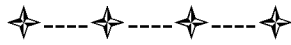
(۲۵۱) برادرم مخلص عبداللہ صاحب۔ سلام مسنون۔

حالات معلوم ہوئے۔ آپ کھپیاں جائیں اور حالات کا جائزہ لے لیں، کسی کے ناظم ہونے کا فیصلہ ابھی نہ کریں۔ مولوی حبیب بخش اور قاری جاوید کی باہمی مخالفت ہے۔ یہ کس طرح اکٹھے نہیں ہو سکتے۔

② ...... کی کانفرنس میں ہمارا جانا ٹھیک نہیں، یہ محض سیاسی دکھلاوا ہے۔ ہم نے یہ دیکھنا ہے کہ کام کیسا ہو رہا ہے؟ گوجرانوالہ کے کسی بندے نے بتایا کہ کانفرنس کے صرف اشتہاروں پر چھبیس ہزار روپے خرچ کیے گئے ہیں۔ اللہ اعلم۔ اللہ تعالیٰ فتنوں سے محفوظ رکھیں۔ آمین۔

والسلام ...... خادم اہل سنت غفرلہ
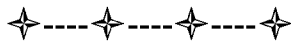
(۲۵۲) سلام مسنون!

کل مولانا جہلمی کے ساتھ پرچم کے متعلق بات ہوئی تو انہوں نے پسند کیا، البتہ آپ کے تجویز کردہ بیج کے بارے انہوں نے یہ اشکال پیش کیا کہ صرف ''یا اللہ مدد'' کا عنوان تو کوئی بھی اختیار کر سکتا ہے۔ ہماری شناخت ''حق چار یارؓ'' ہے۔ اس لیے ہم نے وہ رستہ اختیار کرنا ہے جسے باقی جماعتیں چھوڑ چکی ہیں۔ اس لیے ''حق چار یار'' اور دونوں اطراف میں اصلی کلمہ اسلام مکمل آجائے۔ باقی سنی تحریک الطلبہ کا اجلاس ٹھیک رہے گا، اس میں دونوں فریقوں کو بلا لیا جائے تاکہ یہ تفریق ختم کر کے اپنا کام شروع کیا جا سکے۔ مجھے بھی کوئی وقت فارغ ملتا ہے تو ان شاء اللہ مخصوص اجلاس بلاؤں گا۔ والسلام ...... خادم اہل سنت غفرلہ ...... یکم ربیع الاوّل ۱۴۱۰ھ

بنام حافظ محمود حسن عرف مٹھّا (لاہور)

(۲۵۳) بخدمت اقدس حضرت مرشدی دامت برکاتہم السلام علیکم ورحمۃ اللہ برکاتہ

بعد از تسلیمات عرض ہے کہ بندہ کی ساری زندگی یونہی بے کار گذری ہے لہٰذا آنجناب کی خصوصی توجہات کی ضرورت ہے تاکہ باقی زندگی کے ایام کسی کام کے بن جائیں اور خاتمہ بالخیر ہو جائے۔

والسلام

محتاج توجہ ودعا

قاری محمود حسن مٹھا۔ لاہور

سلام مسنون! یہ احساس بھی بڑی نعمت ہے اللہ تعالیٰ اس فانی زندگی میں آپ کو اور ہم سب کو اپنی مرضیات کی توفیق دیں۔ آمین۔ بجاہ النبی الکریم ﷺ!

خادم اہل سنت، مظہر حسین غفرلہٗ

۱۴ ربیع الاوّل ۱۴۲۳ھ

۱۷ مئی ۲۰۰۲ء چکوال

✧----✧----✧----✧
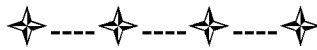
(۲۵۴) حافظ محمود (عرف مٹھا) سلمہٗ

سلام مسنون! طالب خیر بخیر ہے۔ حفظ قرآن سے پہلے حسب ذیل وظیفہ پڑھ لیا کریں۔

① ہر نماز کے بعد سر پر ہاتھ رکھ کر ''یَا قَوِیُّ'' ۱۱ مرتبہ۔

② ہر نماز کے بعد ''سُبْحٰنَكَ لَا عِلْمَ لَنَآ اِلَّا مَا عَلَّمْتَنَا اِنَّكَ اَنْتَ الْعَلِيْمُ الْحَكِيْمُ'' گیارہ مرتبہ پڑھ کر سینہ پر دم کر لیا کریں۔

③ روزانہ بعد نماز عشاء ایک سو بار سورۂ فاتحہ مع تسمیہ اس طرح پڑھیں: ''بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ'' کے طریقہ سے پڑھیں۔

اللہ تعالیٰ نمازیں اور قرآن مجید پڑھنے کی توفیق عطا فرمائیں۔ آمین! بجاہ النبی الکریم ﷺ

اس کے علاوہ چھ تسبیحات کا وظیفہ پابندی سے پڑھا کریں۔ اپنے والد گرامی سمیت جناب حافظ صاحب اور دیگر احباب کی خدمت میں سلام عرض کر دیں۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو اپنی مرضیات پر چلنے کی توفیق عطا فرمائیں۔ آمین! بجاہ النبی الکریم ﷺ۔

والسلام

خادم اہل سنت مظہر حسین غفرلہٗ

۲ جون ۱۹۹۸ء چکوال

✧----✧----✧----✧
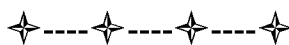
27
بابِ بست و ہفت

"مرضِ وفات، آخری لمحات، پیامِ اَجَل
نماز جنازہ اور عظیم المرتبت والد گرامی کی
آغوشِ میں تدفین

پانی کا بُلبلہ ہے انساں کی زندگانی
دم بھر کا یہ فسانہ پل بھر کی یہ کہانی

قائدِ اہل سنتؒ کی رحلت

۱۹۹۵ء کے بعد قائد اہل سنت رحمہ اللہ کی بوجہ ضعف و نقاہت عام طور پر جلسوں میں آمدورفت بہت کم ہو کر رہ گئی تھی، تحریک خدام اہل سنت والجماعت کے مرکزی جلسوں میں تو تشریف لے جاتے رہے مگر صرف حاضری کی حد تک، البتہ قلم و قرطاس کے ساتھ تعلق تادم آخر رہا اور مدنی جامع مسجد چکوال میں جمعۃ المبارک کا خطاب اور جمعرات کے دن شام کا ہفتہ وار درس قرآن مجید ارشاد فرماتے رہے۔ حیات مستعار پچاسی سال سے متجاوز ہو رہی تھی، علاوہ ازیں قریبی رشتہ داروں اور جماعتی رفقاء کے ہاں نماز جنازہ پڑھانے یا تعزیتی پروگراموں میں بھی تشریف لے جاتے رہے۔ ۱۹۹۵ء میں مولانا عبدالحمید فاروقی آف تلہ گنگ کا انتقال ہو گیا جو بنیادی جماعتی کارکن اور مبلغ تھے قائد اہل سنتؒ جنازہ پر تشریف لائے اور حضرت مولانا عبداللطیف جہلمی رحمہ اللہ کو نماز جنازہ پڑھانے کا حکم دیا، لیکن بعد از نماز جنازہ تدفین تک قبرستان میں موجود رہے اور اپنے ہاتھوں سے ان کی قبر پر مٹی بھی ڈالی۔ مخلوق پروری اور شفقت علی الخلق کا غلبہ جوں کا توں طبیعت میں موجود رہا۔ اسی طرح حضرت مولانا خدایار رحمہ اللہ جو کہ ضلع بھکر سے تعلق رکھنے والے تحریک خدام اہل سنت کے مبلغ تھے، ۴۰ سال کی عمر میں ہی علیل رہ کر وہ راہی عالم بقاء ہو گئے تو قائد اہل سنت رحمہ اللہ ان کے ورثاء کے ساتھ تعزیت کے لیے تشریف لے گئے اور موقع پر موجود احباب سے دریافت فرمایا کہ متوفیٰ کے اہل خانہ کے مالی حالات کیسے ہیں؟ تو صوفی محمد شریف صاحب کلورکوٹ والوں نے ''مدعی سست گواہ چست'' کے مصداق مشورہ دیا کہ مرحوم کے دو بھائی پٹواری ہیں، اور خوشحال ہیں جو اپنے مرحوم بھائی کے بچوں کی کفالت کریں گے تو قائد اہل سنت رحمہ اللہ نے فرمایا یہ سادہ خوش فہمیاں ہوتی ہیں، کوئی کسی کے کام نہیں آتا جب مشکل آتی ہے تو انسان کا اپنا سایہ بھی ساتھ چھوڑ دیتا ہے۔ لہٰذا ہم جماعتی طور پر ان کے بچوں کی کفالت کریں گے چنانچہ تادم آخر مرحوم کے گھر معقول مقدار میں مشاہرہ ارسال فرماتے رہے۔ اسی طرح موضع سگو شمالی کلوکوٹ ضلع بھکر کے نعت خواں صوفی عبدالمجید خدامی مرحوم سمیت مختلف اضلاع سے تعلق رکھنے والے متوسلین و جماعتی رفقاء کے ساتھ متواتر

مالی تعاون فرماتے رہے۔ ۱۹۹۷ء میں جنڈانوالہ ضلع بھکر تشریف لے گئے جو کہ اس علاقہ میں آخری دورہ ثابت ہوا، وہاں ایک نعت خواں نے قائد اہل سنت رحمہ اللہ کی مذہبی خدمات کو منظوم پڑھنا چاہا تو پہلے مصرع پر ہی ٹوک دیا اور فرمایا کہ صرف چار یاروںؓ کی شان میں نظم پڑھو۔ مورخہ ۲۵، ۲۶، اپریل ۱۹۹۸ء کو جامعہ حنفیہ تعلیم الاسلام کے سالانہ جلسہ میں شرکت فرمائی جب کہ اس سے اگلے دن مورخہ ۲۷، اپریل ۱۹۹۸ء کو مولانا عبداللطیف جہلمی رحمہ اللہ کا انتقال ہوگیا تو قائد اہل سنت رحمہ اللہ نے ۲۸، اپریل ۱۹۸۸ء کو میونسپل سٹیڈیم جہلم میں حضرت جہلمی رحمہ اللہ کی نماز جنازہ پڑھائی، بعدازاں حضرت جہلمی رحمہ اللہ کی میت ان کے آبائی قصبہ گھینگر مدال ضلع جہلم لے جائی گئی تو قائد اہل سنت رحمہ اللہ وہاں تک بھی تشریف لے گئے اور بعداز تدفین قبر پر دعا بھی کروائی۔ یاد رہے کہ تحریک خدام اہل سنت پر جماعتی لحاظ سے پہلی ابتلاء ۱۹۹۴ء میں آئی تھی جب اہل تشیع کی ایک بس پر فائرنگ ہوئی تھی اور درجنوں لوگ زخمی و ہلاک ہوگئے تھے۔ بدقسمتی سے اس واقعہ میں سیاسی انتقامی بنیاد پر مولانا قاری خبیب احمد عمر مرحوم کو کیس میں پھنسا دیا گیا جو حضرت جہلمیؒ کے فرزند تھے۔ گورنر پنجاب چوہدری الطاف حسین کو بالخصوص حضرت جہلمی کے خاندان اور تحریک خدام اہل سنت کے ساتھ کدورت تھی تو اس نے یوں اپنے انتقام کی آگ بجھانے کی کوشش کی چنانچہ دسمبر ۱۹۹۴ء میں مولانا قاری خبیب احمد عمر کو گرفتار کرلیا گیا، جب کہ ۲۱ مئی ۱۹۹۵ء کو گورنر الطاف حسین کی وفات ہوگئی اور اس سے ایک ماہ بعد ۱۳ جون ۱۹۹۵ء کو قاری خبیب احمد عمرؒ بے گناہ قرار دے کر جیل سے رہا ہوگئے، دوسرا بڑا سانحہ قائد اہل سنت رحمہ اللہ کو پیرانہ سالی میں مع رفقاء ۱۹۹۸ء میں گھائل کر گیا جب آپ کو ڈی ایس پی قتل کیس میں بالکل بے گناہ ملوث کر دیا گیا تھا اور اس کی مکمل تفصیل گذشتہ اوراق میں مستقل ایک باب میں دے دی گئی ہے۔ یکم نومبر ۲۰۰۰ء کو وکیل احناف بحر العلوم حضرت مولانا محمد امین صفدر اوکاڑوی رحمہ اللہ کی رحلت ہوئی تو اس وقت قائد اہل سنت رحمہ اللہ سفرِ عمرہ پر تھے اس لیے حضرت اوکاڑی کی نماز جنازہ صاحبزادہ گرامی قدر حضرت مولانا قاضی محمد ظہور الحسین اظہر نے پڑھائی تھی۔

قائد اہل سنت رحمہ اللہ نے پہلی مرتبہ سفرِ حج ۱۹۷۷ء میں کیا تھا جب عمر مبارک کم و بیش ۶۳ سال کی ہوچکی تھی، ۱۹۷۹ء میں حج ثانی اور ۱۹۸۱ء میں تیسرا حج کیا، اس کے بعد تین مرتبہ حج کے مقدس اسفار کیے، یوں آپ نے کل چھ حج کیے اور دس مرتبہ عمرے کے اسفار ہوئے۔ آخری مرتبہ آپ ۲۰۰۰ء کے ماہ نومبر میں تشریف لے گئے تھے اس کے بعد کئی مرتبہ احباب و متوسلین نے حرمین شریفین بھیجنے کی سعادت

حاصل کرنا چاہی تو آپ نے انکار فرمایا، جس کی ایک وجہ قائد اہل سنت رحمہ اللہ کے خادم جناب نثار معاویہ یہ بیان کرتے ہیں کہ بڑھاپے اور ضعف کی وجہ سے آپ وہیل چیئر پر ہوتے مگر جب روضہ اطہر جانا ہوتا تو آپ مسجد نبوی شریف کے باب بقیع ہی سے وہیل چیئر سے اتر جاتے اور عصا کے سہارے جھکی کمر کے ساتھ روضہ اطہر پر حاضر ہو کر مواجہہ شریف کے سامنے ستون کے ساتھ کھڑے ہو کر کافی دیر تک عرض و نیاز فرماتے مگر ۲۰۰۰ء کے بعد فرماتے تھے کہ اب ضعف اس قدر غالب ہے کہ وہیل چیئر سے اتر کر چند قدم چلنا بھی ناممکن ہے اور اپنے پاؤں پر نہ چل کر بارگاہِ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم میں جانے میں احتمالِ بے ادبی ہے۔ اس لیے مواقع واصرار کے باوصف آپ عمرہ پر تشریف نہ لے جاسکے البتہ جانے والوں کے ذریعے بذریعہ تحریر جب صلوٰۃ وسلام کا تحفہ بھجواتے تو انتہا درجہ کی عاجزی و مسکنت کا اظہار فرماتے مثلاً ایک معتمر کو جو تحریر لکھ کر دی اس میں مندرجہ ذیل الفاظ کے ساتھ نذرانہ صلوٰۃ وسلام پیش کیا گیا تھا۔

علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام ھدیہ صلوٰۃ وسلام من ارزل الخلائق واخبث الخبائث مظہر حسین غفر اللہ لہٗ الصلوٰۃ والسلام علیك یارسول اللہ، الصلوٰۃ والسلام علیك یانبی اللہ، الصلوٰۃ والسلام علیك یاخیر خلق اللہ، الصلوٰۃ والسلام علیك یاحبیب اللہ، الصلوٰۃ والسلام علیك یاسید ولد آدم، الصلوٰۃ والسلام علیك یانبی اللہ، الصلوٰۃ والسلام علیکم یارحمۃ للعالمین، الصلوٰۃ والسلام علیك یاخاتم النبیین، الصلوٰۃ والسلام علیکم یاشفیع المذنبین۔

حرمین شریفین کے اسفار میں آپؒ ذاتی ڈائریوں میں مختلف قسم کے احوال و کیفیات اور روحانی و رؤیائی واقعات بقلمِ خود درج فرماتے تھے جن میں سے کچھ اہم مندرجات مولانا حافظ زاہد حسین صاحب رشیدی نے اپنے مقالہ میں قلمبند کیے ہیں، متذکرہ مقالہ ماہنامہ حق چاریارؓ لاہور کے قائد اہل سنت نمبر بابت مارچ، اپریل ۲۰۰۵ء میں شائع ہوا تھا۔

حیاتِ مستعار کے آخری تین ہفتوں میں قائد اہل سنت کے احوال

مولانا حافظ زاہد حسین رشیدی قائد اہل سنت رحمہ اللہ کے سب سے چھوٹے فرزند نسبتی ہیں اور انہیں وفات سے قبل یعنی قائد اہل سنت کی حیات مستعار کے آخری تین ہفتوں میں شب و روز خدمت

کرنے کی سعادت حاصل رہی ہے۔ مولانا رشیدی صاحب کا کہنا ہے کہ بڑھاپے کے روگ، علالتوں کے ہجوم اور جسمانی نقاہت کے باوجود ذہن ونسیان کی سلامتی قابل رشک تھی۔ قائد اہل سنت رحمہ اللہ زندگی کے آخری سانس تک حاضر دماغ رہے، ہر ایک کو پہچان لیتے تھے، سماعت اور قوت گویائی جوں کی توں تھی، بینائی پر البتہ خاص اثر پڑ گیا تھا اور وصال سے چند گھنٹے قبل گیلی پٹیوں پر آیت قرآنی قُلْنَا يَا نَارُ كُونِي بَرْدًا وَّسَلَامًا عَلَىٰ اِبْرَاهِيمَ پڑھ کر پیشانی پر رکھنے کا حکم فرماتے رہے۔ صبر و رضا کی عملی تصویر تھے اور اس حالت میں بھی دوسروں پر شفقت ایسی کہ آنے والوں کی احوال پُرسی سے پہلے ہی اُن کا احوال پوچھ لیتے اور خندہ پیشانی کے ساتھ پیش آتے۔ زندگی کی آخری شام میں حضرت مولانا علی شیر حیدری شہید (جو اس وقت حیات تھے) کے چند رفقاء ملاقات کے لیے آئے تو چند منٹوں میں ہی مولانا حیدری صاحب اور ان کے ادارہ و مصروفیات کے متعلق تمام اہم باتیں پوچھ ڈالیں۔ سنتوں پر عمل کرنے کی مواظبت اور استقامت کا بھی ایمان افروز ذکر سن لیجیے کہ وصال سے تین روز قبل جب رات کے ۳ بجے خدمت پر مامور مولانا رشیدی صاحب کو طلب کیا تو انہوں نے عجلت میں بجائے دائیں پاؤں کے بائیں میں جُوتا ڈالنے کی کوشش کی تو سانس کی تکلیف کی وجہ سے بول نہ سکے مگر پاؤں کی انگلیاں موڑ کر جوتا پہننے سے انکار کر دیا، تب مولانا رشیدی صاحب کو بات سمجھ آئی اور انہوں نے سنت کے مطابق قائد اہل سنت کا دایاں پاؤں جُوتے میں ڈالا، علاوہ ازیں مسواک کا استعمال پہلے سے بھی زیادہ کر دیا تھا، اور طہارت و پاکیزگی کے ساتھ ساتھ نفاست و نزاکت بھی پُروقار رہی۔ آخری شب سکون و تمکنت کے ساتھ سر مبارک کو دائیں سے بائیں جنبش دیتے تھے اور بار بار ہاتھ آسمان کی طرف اُٹھا کر اپنی عاجزی و انکساری کا اظہار فرماتے تھے، معاملات کی سپردگی بھی پورے غور وخوض کے ساتھ بہ قیائمی ہوش وحواس (جو آخری دم تک برقرار رہے) کی جس کی رُو سے تحریک خدام اہل سنت والجماعت پاکستان کی مرکزی امارت اور جماعتی جانشینی کے لیے اپنے اکلوتے صاحبزادہ مولانا قاضی محمد ظہور الحسین صاحب اظہر کو بطور امیر منتخب فرمایا اور تعلیمی اداروں کی انتظامی جانشینی حضرت مولانا مفتی جمیل الرحمن صاحب کے سپرد فرمانے کی وصیت کی، جامعہ اہل سنت تعلیم النساء کی نظامت فرزند نسبتی مولانا زاہد حسین رشیدی کے سپرد ہوئی اور روحانی سلسلے کا تاج شیخ الحدیث حضرت مولانا حبیب الرحمن سومرو صاحب دامت فیوضہم کے سر سجا۔ الحمدللہ جماعتی و روحانی سلسلوں سمیت تمام اداروں اور مساجد کا انتظام بحسن وخوبی چل رہا ہے بلکہ قائد اہل سنت رحمہ اللہ کی روحانی توجہات اور رفقاء و معاونین کے اخلاص وجدوجہد کی وجہ سے تمام امور دن بدن ترقی کی راہ پر گامزن ہیں۔ اللہ کریم آزمائشوں اور شرِّ اشرار و فسادِ مفسدین و حاسدین سے گلشنِ

مظہری کی حفاظت فرمائے۔آمین۔

اصلی کلمۂ اسلام سے اصلی کلمۂ اسلام تک

ابوالفضل حضرت مولانا قاضی محمد کرم الدین دبیر رحمہ اللہ کی پوری زندگی اصلئ کلمۂ اسلام کی اشاعت، ختم نبوت وصحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے دفاع اور عقائد اہل سنت والجماعت کی ترویج وتشہیر میں گذری تھی۔عظیم والد گرامی نے جن معطر ومنور سانسوں کے ساتھ اپنے نومولود کو ۱۹۱۴ء میں کلمۂ اسلام کی تحنیک دی تھی اور جواذانِ اسلام نومولود مظہر حسین کے کانوں میں عظیم باپ کی آواز کے ساتھ گونجی تھی، پسرِ ہونہار نے اپنے باپ کی عظمتوں کی بھرپور لاج رکھی اور سُنی قوم کے بچہ بچہ پر اس قدر مضبوط بنیادوں پر نظریاتی محنت کے نقوش چھوڑ دیئے جو قیامت تک آنے والے طالبین ہدایت کے لیے مشعلِ راہ ثابت ہوں گے۔ابوالفضل حضرت مولانا قاضی محمد کرم الدین دبیر رحمہ اللہ نے قائداہل سنت کی ولادت باسعادت کے موقع پر اپنی ذاتی ڈائری میں مندرجہ ذیل تحریر لکھی تھی، جو بندہ کے پاس اصل موجود ہے۔

''تاریخ تولّد برخوردار مظہر حسین ۲۰، اکتوبر ۱۹۱۴ء بروز شنبہ ۲۹ ذی قعدہ ۱۳۳۲ھ، ۴ کاتک ۱۹۷۱ب، وقت ۹، بجے رات، اللّٰھم ذِدْ عمرہ وسعدہ۔''

۱۹۱۴ء کی شب ۹، بجے اپنے والد گرامی کی دعائیں سمیٹتا ہوا جو خوش بخت دنیا میں آیا تھا، آج ۲۶ جنوری ۲۰۰۴ء بمطابق ۳، ذوالحج ۱۴۲۴ھ کو کائناتِ اہل سنت کی دعائیں لیتا ہوا اس جہانِ فانی سے رخصت ہورہا تھا۔یوں شمسی اعتبار سے نوے سال اور قمری لحاظ سے قائداہل سنت نے بیانوے برس کی عمر پائی ہے۔صبح پونے پانچ بجے کا وقت تھا کہ قائداہل سنت رحمہ اللہ نے اصلی کلمہ اسلام لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ کا ورد شروع کیا اور ساتھ ہی ''اللہ جی، اللہ جی'' کی صدائیں بھی سنائی دینے لگیں، خدمت پر مامور مولانا رشیدی صاحب اور گھر کی مخدرات کو یہ شرف نصیب ہوا کہ قائداہل سنت کے مبارک لمحاتِ وفات کا انھوں نے بہت قریب سے مشاہدہ کیا۔چنانچہ قریب میں موجود سبھی نے اصلی کلمۂ اسلام پڑھنا شروع کر دیا اور پھر اسی ماحول میں جب کہ رات کے اندھیرے کو صبح صادق کی کرنیں روشنی میں بدل رہی تھیں۔قائداہل سنت رحمہ اللہ کی روح قفسِ عنصری سے پرواز کر گئی۔اناللہ وانا الیہ راجعون۔

کاتب السطور (عبدالجبار سلفی) حسبِ معمول جامع مسجد ختم نبوت کھاڑک لاہور میں صبح کی نماز پڑھانے اور درس قرآن مجید دینے کے بعد اٹھا ہی تھا کہ کمرے سے P.T.C.L فون پہ کال آئی اس

وقت ابھی موبائل فون کی سہولت نہیں آئی تھی۔ اور (042-7840459) کا نمبر ہمارے زیرِ استعمال تھا، فوراً کمرے میں جا کر ریسیور اٹھایا تو دوسری جانب دفتر ماہ نامہ حق چار یارا چھرہ سے اطلاع ملی کہ حضرت جی رحمہ اللہ کا وصال ہو گیا ہے۔ آپا دھاپی اور غمزدہ طبیعت کے ساتھ رختِ سفر باندھا اور نمازِ جنازہ سے کم و بیش ایک، ڈیڑھ گھنٹہ قبل ہی چکوال جا پہنچے'۔ الحمدللہ علی ذالك۔

جنازہ کی نمازیں اور تجہیز و تکفین

نمازِ فجر سے قبل اور متصلاً بعد تک تقریباً پورے ملک میں یہ خبر موسم برسات کے بادلوں کی طرح پھیل گئی کہ قائد اہل سنت رحمہ اللہ جہانِ فانی سے انتقال فرما گئے ہیں۔ اِدھر مدنی جامع مسجد چکوال میں نمازِ فجر کی ادائیگی کے فوراً بعد قائد اہل سنت رحمہ اللہ کے جسدِ بہشت کو غسل دیا گیا، جس کی سعادت مندرجہ ذیل حضرات کو نصیب ہوئی۔

① شیخ الحدیث مولانا قاری جمیل الرحمن ② پروفیسر حافظ محمد عمر ③ محمد نثار معاویہ ④ مولانا ممتاز الاحسن خدامی۔

چکوال شہر اور گردونواح سے لوگ قافلہ در قافلہ مدنی جامع مسجد کی طرف رُخ کیے چلے آرہے تھے اور چاروں صوبوں سے بھی لوگوں کی آمد کا سلسلہ شروع ہو گیا، کراچی، گلگت، چترال اور ملتان سے بعض حضرات بذریعہ جہاز راولپنڈی اور وہاں سے چکوال پہنچے۔ باہمی مشورہ کے مطابق پہلا جنازہ چکوال شہر میں اور دوسرا آبائی قصبہ ''بھیں'' میں ہونا طے پایا۔ اس فیصلہ میں آنے والے شرکاء جنازہ کی سہولت مدنظر رکھی گئی تھی کہ دو بڑے اجتماعات میں تقسیم ہو جانے سے انتظامی حوالہ سے بھی دشواری نہیں ہو گی اور پہلے جنازہ سے رہ جانے والے بآسانی دوسرے جنازہ میں شریک ہو سکیں گے چنانچہ قبل از

نمازِ ظہر کم وبیش ۱۱:۰۰ بجے قائد اہل سنت رحمہ اللہ کا جسدِ بہشت جب ''خلافتِ راشدہ حق چار یارؓ'' کے نعروں کی گونج میں رہائش گاہ سے اٹھایا گیا تو بے اختیار آنسوؤں کا ایک سیلاب امڈ آیا کیونکہ ایک طویل مدت تک جن آنکھوں نے قائد اہل سنت کی زیارت کی تھی خطابات سنیں اور کتابیں پڑھیں آج وہ خود کو بے برگ و گیاہ چٹانوں پر کھڑا دیکھ رہے تھے۔ گذرے واقعات اور لمحات کرب انگیز طوفانوں کی طرح دل و دماغ سے اُٹھ رہے تھے۔ پُرہجوم عوام کے سمندر نے نہایت جذباتی انداز اور والہانہ ومستانہ ماحول میں چار پائی اٹھائی تو فضائے آسمانی دوبارہ ''خلافت راشدہ حق چار یارؓ'' کے پُرجوش نعروں سے گونج اٹھی۔ گورنمنٹ کالج چکوال کے وسیع وعریض گراؤنڈ میں انسانوں کا ٹھاٹھیں مارتا سمندر موجود تھا۔

پورا شہر سوگوار تھا، تعلیمی و تجارتی ادارے بند کر دیئے گئے تھے۔ کاتب السطور نے اس موقع پر مختلف شعبہ ہائے زندگی سے وابستہ افراد کو اپنے اپنے جذبات کا اظہار کرتے ہوئے دیکھا، لوگ ٹولیوں کی صورت میں کھڑے تبادلۂ خیالات میں منہمک تھے۔ کوئی کہہ رہا تھا میرا اور میرے والدین کا نکاح قائد اہل سنت نے پڑھایا تھا، کوئی کہہ رہا تھا ہماری فوتیدگیوں پر قائد اہل سنت دو دو گھنٹے خطاب فرماتے تھے، کوئی مدنی جامع مسجد کے جمعۃ المبارک کے خطابات کو یاد کر رہا تھا، کہیں سے جرأت و بہادری اور استقامت و استقلال کے قصے دہرائے جا رہے تھے۔ غرضیکہ ہر مکتبِ فکر اور ہر طبقۂ زندگی سے تعلق رکھنے والے افراد اپنے سُلگتے ہوئے خیالات اور یادداشتوں کی مدد سے اظہارِ محبت کر رہے تھے۔

کاتب السطور نے اس موقع پر چکوال والے جنازہ میں حضرت سید نفیس الحسینی شاہ رحمہ اللہ، سلطان العلماء علامہ ڈاکٹر خالد محمود اور مولانا مفتی زرولی خان صاحب کو نہایت آبدیدہ دیکھا جب کہ بھیں والے جنازہ میں تدفین کے موقع پر علامہ خالد محمود صاحب دامت برکاتہم نے لڑکھڑاتے قدموں سے قائد اہل سنت کے ساتھ پچاس سالہ رفاقت کے پھولوں کو ان الفاظ میں جمع فرمایا کہ ''آج سارے کا سارا رنج و حزن ختم ہو گیا اور قاضی صاحب کامل درجہ میں سرخرو ہو گئے'' چکوال شہر میں حضرت مولانا قاری خبیب احمد عمرؒ (ابن فخر اہل سنت حضرت مولانا حضرت عبداللطیف جہلمی رحمہ اللہ) کی اقتداء میں نمازِ جنازہ ادا کی گئی تھی۔ دوسرے شہروں سے آنے والے بعض شرکاء نے اس امر کا باہم اظہار بھی کیا کہ اتنی مقتدر اور شہرت یافتہ شخصیات میں سے کسی سے نمازِ جنازہ کیوں نہ پڑھائی گئی؟ اس قسم کی باتیں دراصل ان لوگوں کی جانب سے ہو رہی تھیں جو قائد اہل سنت رحمہ اللہ اور حضرت جہلمی رحمہ اللہ کے باہمی تعلقات سے واقف نہیں تھے۔ معاشرہ کے بعض بے ذوق لوگ چونکہ ہر چیز سستے نرخوں خریدنے کے عادی ہوتے ہیں اس لیے وہ انصاف کا ترازو قائم رکھنے کی استطاعت ہی نہیں رکھتے، چنانچہ وہ ایک ہی ٹھوکر سے صدیوں کے محفوظ شدہ آبگینوں کو توڑ کر آگے بڑھ جاتے ہیں۔ بہرکیف جنازہ کے بعد دیدارِ عام کے لیے لوگ قطاروں کی شکل میں میت کی زیارت کر رہے تھے۔ کاتب السطور چونکہ پہلی صف کے بائیں جانب کھڑا تھا، اس لیے بہت ہی آسانی کے ساتھ چارپائی تک پہنچنے میں کامیاب ہوا اور قائد اہل سنت رحمہ اللہ کا چہرہ دیکھ کر یقین نہ آیا کہ یہ ۹۲ سالہ ایک معمر ہستی کا چہرہ ہے۔ جوانِ رعنا کی طرح شگفتہ اور گلاب کے پھول کی طرح سرخ و تازہ چہرہ دیکھ کر مزید اعتقاد میں پختگی آئی کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی وکالت کرنے والوں کے چہروں کی رب کریم خود لاج رکھتے ہیں اور غلامانِ صحابہؓ و اہل بیتؓ مرنے کے بعد اس قدر تعطر و تازگی

پالیتے ہیں کہ ساون کی برساتیں بھی ان کے سامنے اپنی دلکشی اور رومانیت کھو بیٹھتی ہیں۔ ہزاروں لوگوں کو زیارت کروانے کا عمل ناممکن تھا۔ اس لیے بے شمار لوگ حسرت کی تصویر بنے رہ گئے اور قائد اہل سنت رحمہ اللہ کی میت آبائی قصبہ ''بھیں'' روانہ ہوگئی۔ یہاں بھی ہزاروں افراد نے رقت آمیز مناظر دیکھے، مولانا عبدالقدوس خان قارن، مولانا محمد احمد لدھیانوی، سلطان العلماء علامہ ڈاکٹر خالد محمود اور مولانا حافظ شاہ محمد سمیت دیگرے بے شمار دینی وتحریکی شخصیات مجسمۂ غم بنی موجود تھیں۔ یہاں پر نماز جنازہ صاحبزادہ گرامی قدر حضرت مولانا قاضی محمد ظہور الحسین اظہر دامت فیوضہم نے پڑھائی۔

قصبہ ''بھیں'' قائد اہل سنت کے مولد سے مدفن تک

نماز جنازہ کے بعد ایک بار پھر لوگوں کا انبوہ کثیر زیارت کے لیے ٹوٹ پڑا۔ نماز عصر کے بعد جنازہ پڑھایا گیا تھا۔ چنانچہ انہی کیفیات میں بمشکل چار پائی ''بھیں'' کے تاریخی قبرستان میں لے جائی گئی جہاں ابوالفضل حضرت مولانا قاضی محمد کرم الدین دبیر رحمہ اللہ اور بحر العلوم مولانا محمد حسن فیضی رحمہ اللہ کی رشکِ جنت مرقدیں موجود ہیں اور آج انہیں کے پہلو میں قائد اہل سنت رحمہ اللہ کی تدفین ہونے جارہی تھی۔ قبر تیار تھی، قائد اہل سنتؒ کے نواسہ اخیار الحسن، پوتا قاضی ظاہر حسین جرار، فرزند نسبتی مولانا حافظ زاہد حسین رشیدی اور مولانا رشید احمد الحسینی کو قبر میں اترنے کی سعادت ملی اور پھر اشک بار آنکھوں کے ساتھ قائد اہل سنت رحمہ اللہ نے جس شخصیت کی گود میں آنکھیں کھولی تھیں، اب ہمیشہ ہمیشہ کے لیے انہیں کے آغوش میں جنت الفردوس کے مکین بن گئے۔ ''بھیں'' کی خوش بخت دھرتی پر ہی ابوالفضل مولانا قاضی محمد کرم الدین دبیر رحمہ اللہ اور مولانا محمد حسن فیضیؒ نے جنم لیا تھا اور پھر ہندوستان بھر میں اپنی علمیّت اور حُسن کردار کے نقوش چھوڑ کر اسی قصبہ بھیں میں مدفون ہوئے تھے۔ اسی بھیں کی دھرتی پر شہرہ آفاق کتاب ''آفتابِ ہدایت''، لکھی گئی تھی، بھیں کی دھرتی پر دفاعِ ختم نبوت اور تحفظ ناموس صحابہؓ پر ہزاروں صفحات قلمبند کیے گئے تھے اسی ''بھیں'' کی سرزمین سے گونجنے والی آواز قادیان کے در ودیوار کو ہلاتی ہوئی سبائیت اور رافضیت کے ایوانوں میں ہلچل پیدا کر گئی تھی، پھر اسی سرزمین سے جنم لینے والے قائد اہل سنت حضرت مولانا قاضی مظہر حسین رحمہ اللہ نے اپنے عظیم والد گرامی کے کام کو بام عروج تک پہنچایا اور اُن کی عزتوں میں اضافہ کیا، جی ہاں! خوش نصیب لوگوں کی اولادیں اپنے والدین کی عظمت وتکریم کو چار چاند لگا دیتی ہیں، تبھی تو عبادُ الرحمن کی ایک خوبی یہ بھی بتائی گئی ہے کہ وہ اپنی مناجات میں کہتے ہیں:

وَالَّذِيْنَ يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَا هَبْ لَنَا مِنْ اَزْوَاجِنَا وَذُرِّيّٰتِنَا قُرَّةَ اَعْيُنٍ وَّاجْعَلْنَا لِلْمُتَّقِيْنَ اِمَامًا۔
اور وہ (رحمٰن کے خاص بندے) کہتے ہیں کہ اے ہمارے رب ہماری ازواج اور اولاد کو ہماری آنکھوں کی ٹھنڈک بنادے اور ہمیں متقین کا امام بنادے۔'' (پارہ نمبر ۱۹، سورۃ الفرقان آیت نمبر ۷۴)

سورج غروب ہونے کے قریب تھا جس کی آخری اور گہری زردی اپنے ترنگ میں تھی کہ آفتاب ولایت، عظمتِ صحابہ کرامؓ کا بے لوث پاسبان، سُنیت کا قابل فخر سرمایہ اپنے روشن ضمیر اور پاکیزہ خمیر سے قبر کی منوں مٹی کو گُل وگلزار بنا گیا۔

ہزاروں سال نرگس اپنی بے نوری پہ روتی ہے
بڑی مشکل سے ہوتا ہے چمن میں دیدہ ور پیدا

اے رب کریم! اس کتاب کے سراپا تقصیر مصنف کے نامہ اعمال میں کبیرہ ہی کبیرہ گناہ ہیں۔ اپنے محبوب اور مقبول بندہ کے صدقہ وتوسل سے اس لاچار کی خطاؤں سے درگذر فرمادے، پردہ پوشی کا معاملہ فرما دے۔ دنیا وآخرت کی شرمندگیوں سے محفوظ فرمادے تو یہ تیری رحمت اور لطف وعنایت سے بعید نہیں ہے۔

تمنا مختصر سی ہے مگر تمہید طولانی

محمد عبدالجبار سلفی
ملتان روڈ، لاہور
۸، اپریل ۲۰۲۰ء بمطابق ۴ شعبان المعظم ۱۴۴۱ھ
بوقت صبح ۷:۳۰

اب بھی ہے دل میں روشنی مظہر حسین کی

جناب سید امین گیلانی مرحوم

کیا پوچھتے ہو زندگی مظہر حسین کی	واضح تھی حق و راستی مظہر حسین کی
تھی اہل شر سے دشمنی مظہر حسین کی	تھی اہل حق سے دوستی مظہر حسین کی
اللہ ہے گواہ کہ باطل کے سامنے	گردن کبھی نہیں جھکی مظہر حسین کی
درویش تھا وہ شخص مگر اہل درد نے	تسلیم کی ہے خواجگی مظہر حسین کی
ہوں رافضی کہ خارجی یا منکر حیات	حق کی دلیل رائے تھی مظہر حسین کی
تھا اُس کی جان ختم نبوت کا مسئلہ	محنت تھی اُس پر ہر گھڑی مظہر حسین کی
بجھ کر بھی کب بجھا ہے چراغ اس کی زیست کا	اب بھی ہے دل میں روشنی مظہر حسین کی
ایثار ہو، سلوک ہو، تقویٰ ہو علم ہو	مانی ہے سب نے برتری مظہر حسین کی

آؤ امین عہد کریں اپنے دل سے ہم

ہم بھی کریں گے پیروی مظہر حسین کی

تھے حقیقت میں ولی ابن ولی، مظہر حسینؒ

پروفیسر بشیر احمد بشرؔ، بھکر

منقسم کرتے رہے ہیں روشنی، مظہر حسینؒ
تھے امیر کاروانِ آگہی، مظہر حسینؒ
تھا رواں اُن کے لہو میں جذبۂ عشق رسولﷺ
اور سمجھتے تھے اِسی کو زندگی، مظہر حسینؒ
جذب بچپن ہی میں کر لی تھیں پدر کی خوبیاں
تھے حقیقت میں ولی ابن ولی، مظہر حسینؒ
جب تلک زندہ رہے، اللہ کے ہو کر رہے
تھے شناسائے رموزِ بندگی، مظہر حسینؒ
تذکرہ اُن کا مسلسل ہو رہا ہے کُو بہ کُو
مر کے زندہ ہوگئے ہیں اور بھی، مظہر حسینؒ
عظمت یارانؓ پیغمبر بیاں کرتے ہوئے
بات جو کرتے تھے، کرتے تھے کھری، مظہر حسینؒ
نوچ کر ہر فتنۂ دوراں کے چہرے سے نقاب
کر گئے اس کی عیاں بدصورتی، مظہر حسینؒ
ہو کے پنجہ آزما باطل کے ہر اک روپ سے
دے گئے حق سے ثبوتِ دوستی، مظہر حسینؒ
وہ مجاہد بھی تھے، عالم بھی تھے اور عارف بھی تھے
تھے نشانی واقعی اسلاف کی، مظہر حسینؒ